

حَدائقِ اَحْفِيَّةِ

۱۳
امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ۳۰۰ حدیث تک دنیا بھر کے
ایک ہزار سے زائد حنفی علماء و فقہاء کا مستند تذکرہ - اردو میں
اپنے موضوع پر واحد کتاب

از

مولوی فقیر محمد سید حبیبی رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ معہ حواشی و تکرار

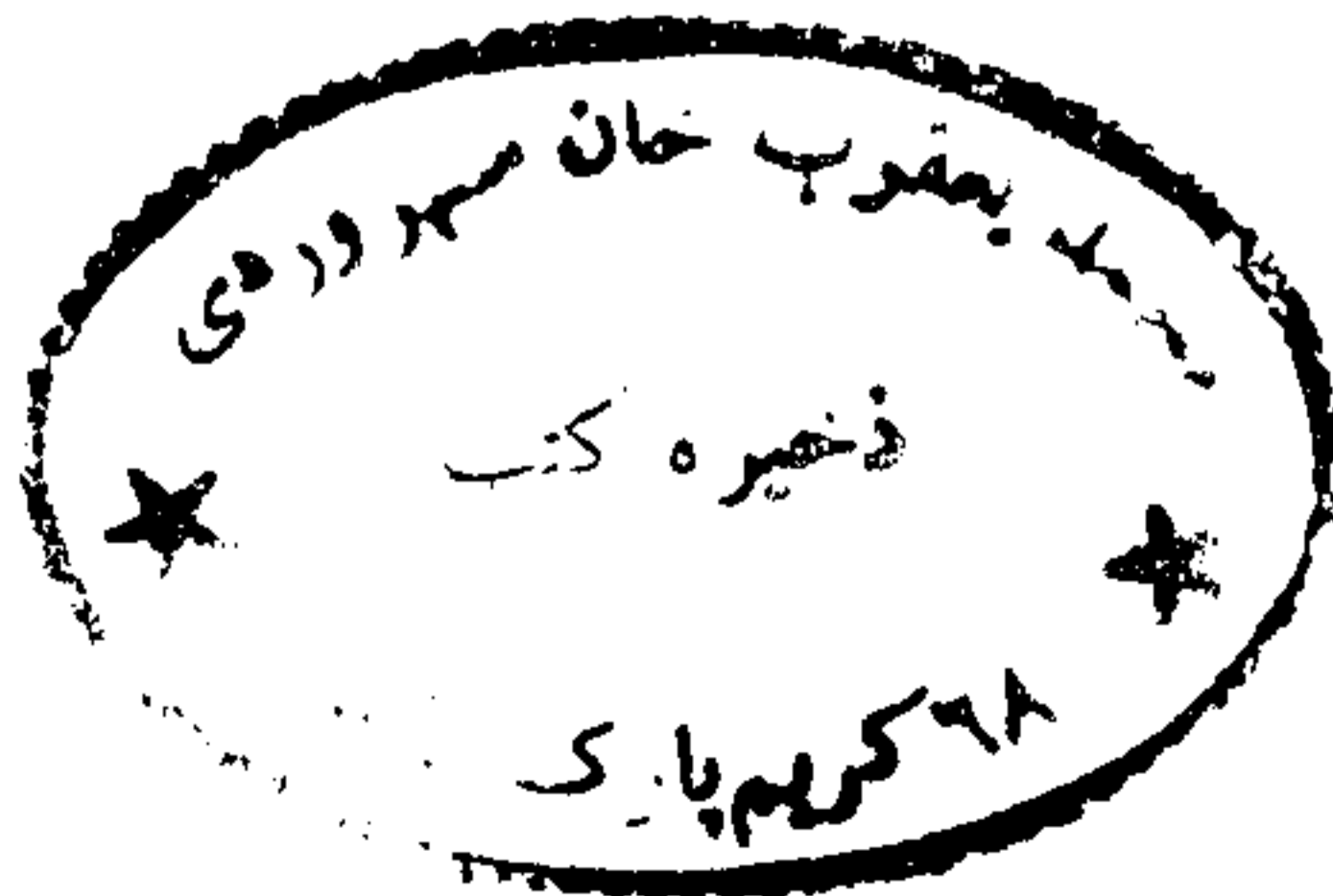
خورشید احمد خان ایم۔ اے

مکتبہ حسن سہیل ملینڈ ◉ بازار - لاہور

محمد امجد علی صاحب خان سہیل ملینڈی

81034

نام کتاب	حدائق الحنفیہ
مصنف	مولوی فقیر محمد جلمی
تکمیل کتاب	۱۲۹۷ھ
اضافہ	۱۳۰۰ھ
طبع اول	لکھنؤ، جون ۱۸۸۷ء، رمضان ۱۳۰۳ھ
طبع دوم	لکھنؤ، فروری ۱۸۹۱ء، رجب ۱۳۰۸ھ
طبع سوم	لکھنؤ، اکتوبر ۱۹۰۶ء، شعبان ۱۳۲۴ھ
طبع چہارم (صدی ایدیشن) مع حواشی و تکرار	
ترتیب حواشی و تکرار	خورشید احمد خاں ایم۔ اے
صفحات	۵۳۶ + ۲
کتابت	اکھراج شاہ محمد شتی سیالوی (فاضل درس نظامی)
کتابت سرورق	رئیس الخطاطین حافظ محمد یوسف سدیدی
ناشر	مکتبہ حسن سہیل لمیٹڈ، لاہور
مطبع	بختیار پرنٹرز، لاہور
قیمت	۵۰/- روپے



فہرست

صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب
۹۸	ہیں۔	۱۷	صاحب اتحاف النبلاء کی	۱۷	رض مرتب
"	امام ابوحنیفہ کی تابعیات کا بیان۔	۲۱	نیش زنی کا جواب۔	۲۱	خود نوشت
۹۹	دوسری حدیث۔	۲۲	اس قول کی پوست کندہ تزیین	۲۲	حالات مصنف بقلم مرتب
۱۰۰	تیسری حدیث۔	۲۷	کہ امام ابوحنیفہ سے صرف	۲۷	ریباچہ مصنف
	تیسرا خیابان، امام ابوحنیفہ	۳۰	سترہ حدیثیں مروی ہیں، ہوئی	۳۰	فضیلت فقہ و فقہار
	کے ان فضائل اور مناقب کے	"	ہیں۔	"	فضیلت فقہ از قرآن
	بیان میں جن پر ان کے معاصرین	۳۱	امام ابوحنیفہ کے زہد، ورع	۳۱	" " از حدیث
	اور دیگر علمائے کرام نے	۶۲	اور احتیاط فی امور الدین کا بیان	"	" " از اقوال علمائے
۱۰۱	شہادت دی ہے۔	۶۷	امام کے متفرق مکارم اخلاق	۳۳	کلام۔
	چوتھا خیابان ان مطاعن کی	۳۶	امام کے مذہب کی مقبولیت اور	۳۶	ماخذ استنباط و اجتہاد۔
	تزدید میں جو بعض لوگوں نے	۴۲	اس کا اشتہار۔	۴۰	مدارج فقہار۔
۱۱۰	امام ابوحنیفہ پر کئے ہیں۔	۷۵	امام کی وفات۔		
	صاحب اتحاف النبلاء کی		دوسرا خیابان امام ابوحنیفہ کی		
۱۲۵	نیش زنی کا جواب۔	۷۷	بشارات میں۔		
		"	پہلی حدیث۔	۴۲	حدیقہ اول
			صاحب اتحاف النبلاء کی نیش	"	پہلا خیابان امام ابوحنیفہ کے
			ذنی کا جواب۔	۴۲	تاریخی حالات میں۔
		۸۱	امام بخاری کی کتاب صحیح کی حقیقت	۴۷	نسب نامہ امام ابوحنیفہ۔
		۸۵	امام بخاری کے تفسیر کی حقیقت	۵۱	امام ابوحنیفہ کے مشائخ۔
۱۳۳	ابراہیم صانع مروزی۔	۸۷	فقہار طبیب اور محدثین وافر	۵۲	امام کی روایت حدیث اور ثقات،
۱۳۴	مسعر بن کدام کو فی۔				امام کی مسانید کا بیان۔

صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب
۱۶۵	حسین بن حفص اصفہانی -	۱۵۶	عبداللہ بن ادریس کوفی -	۱۳۴	حمزہ قاری کوفی -
"	ابراہیم کہستم مروزی -	"	یوسف بن امام ابو یوسف	"	امام زفر -
"	معلیٰ بن منصور رازی -	۱۵۷	علی بن ظبیان کوفی -	۱۳۷	داؤد طائی -
۱۶۶	صفاک بن مخلد -	"	شقیق بلخی -	۱۳۸	اسرائیل بن یونس -
"	اسماعیل بن حماد بن امام اعظم -	"	حفص بن غیاث کوفی -	"	مندان بن علی کوفی -
۱۶۷	بشر بن ابی انزہر زیندیشاپوری -	۱۵۸	امام وقیح بن جراح کوفی -	۱۳۹	عمر بن میمون بلخی -
"	خلف بن ایوب بلخی -	۱۵۹	شعیب بن اسحاق دمشقی -	"	زہیر بن معاویہ کوفی -
۱۶۸	محمد بن عبداللہ بن متی بصری -	"	یحییٰ بن سعید القطان -	"	ابو عاصم نوح بن ابی مریم مروزی
"	ابراہیم بن جراح کوفی -	"	سقیان بن عبیدہ -	۱۴۰	لیث بن سعد فہمی -
"	علی بن معبد -	۱۶۰	حکم بن عبداللہ بلخی -	۱۴۱	قاسم بن معن کوفی -
۱۶۹	ابو حفص کبیر -	۱۶۱	حفص بن عبدالرحمن بلخی -	"	حماد بن امام اعظم -
۱۷۱	بشر بن غیاث مرسی -	"	خالد بن سلیمان بلخی -	"	شریک بن عبداللہ کوفی -
۱۷۲	شاداد بن حکیم بلخی -	"	معروف کہخی -	۱۴۲	امام عافیت کوفی -
"	عیسیٰ بن ابان -	۱۶۲	حماد بن دلیل -	"	قاسم بن عبدالکرم جرجانی -
۱۷۳	نعیم بن حماد خزاعی مروزی -	"	عمر بن دارہ -	"	امام ابو یوسف -
"	فرخ مولیٰ امام ابو یوسف -			۱۴۶	امام عبداللہ بن مبارک -
۱۷۴	اسماعیل جرجانی -		صدیقہ سوم	۱۴۹	نوح بن دراج کوفی -
"	علی بن جعد بغدادی -		تیسری صدی کے فقہار و علماء	"	امام یحییٰ بن زکریا کوفی -
۱۷۵	نصر بن زیاد نیشاپوری -		کے حالات میں -	۱۵۰	فضیل بن عیاض -
"	محمد بن ساعد کوفی -	۱۶۲	حسن بن زیاد لولوی -	۱۵۱	عیسیٰ بن یونس کوفی -
۱۷۶	حاتم اصم -	۱۶۳	حسن بن ابی مالک -	"	اسد بن عمرو کوفی -
۱۷۷	بشر بن ولید کندی -	"	موسیٰ بن سلیمان -	۱۵۲	امام محمد شیبانی -
"	داؤد بن رشید خوارزمی -	"	زید بن ہارون -	۱۵۵	علی بن مسر کوفی -
۱۷۸	ابراہیم بن یوسف بلخی -	"	عصام بن یوسف بلخی -	۱۵۶	یوسف بن خالد -

صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب
۱۹۸	احمد بن محمد طواوسی -		حدیث چہارم	۱۷۹	یحییٰ بن اکثم
۱۹۹	ابو علی احمد بن محمد شاشی -			۱۸۰	ہلال بن یحییٰ رافعی بصری -
"	ابراہیم بن حسین مغربی -		چوتھی صدی کے فقہاء و علماء	"	خالد بن یوسف سمعی -
"	علی بن امام سخاوی -		کے حالات میں -	"	ایوب بن حسن نیشاپوری -
	احمد بن محمد بن عبداللہ نیشاپوری	۱۸۸	محمد بن سلام بلخی -	"	اسحاق بن بطلول -
"	المعروف بہ قاضی الحرمین -	"	محمد بن خزیمہ بلخی قلاسی -	"	احمد بن عمر و خصاص -
	محمد بن حسن المعروف بہ	۱۸۹	ابو سعید احمد بن حسین بروعی -	۱۸۱	ابراہیم بن ادہم بلخی -
۲۰۰	ابن فقیہ -	۱۹۰	مکحول بن فضل نسفی -	۱۸۲	ابو حفص صغیر -
"	حسن بن علی بن امام سخاوی -	"	امام احمد سخاوی -	"	محمد بن شجاع بلخی -
۲۰۱	محمد بن سہل المعروف بہ تاجر -	۱۹۲	اسحاق شاشی سمرقندی -	۱۸۳	نصیر بن یحییٰ بلخی المدعو بہ شادان -
"	محمد بن جعفر استرآبادی -	"	احمد بن عبدالرحمن سرخکی -	"	محمد بن میان سمرقندی -
"	محمد بن احمد عیاضی -	"	احمد بن محمد بن ولاد نخوی -	"	بکاد بن قتیبہ بصری -
		"	محمد بن احمد ابوبکر الاسکافی بلخی	۱۸۵	محمد بن ازہر خراسانی -
۲۰۲	محمد بن ابراہیم ضریر میدانی -	۱۹۳	احمد بن عباس بن حسین سمرقندی	"	سلیمان بن شعیب -
"	امام ہندوانی -	"	امام ماتریدی -	"	احمد بن عمران بغدادی -
"	حسن بن عبداللہ سیرافی -	۱۹۵	حاکم شہید -	۱۸۶	احمد بن محمد بن عیسیٰ بن ازہر بوقی -
۲۰۳	امام جصاص -	۱۹۶	احمد بن عہد صفار بلخی -	"	محمد بن محمد بن موسیٰ برکدی -
۲۰۴	محمد بن فضل کماری -	"	احمد بن سہل بلخی -	"	عبدالحمید بصری بغدادی -
۲۰۶	ابواللیث فقیہ سمرقندی -	"	امام کرخی -	۱۸۷	محمد بن مقاتل رازی -
	احمد بن حسن بن علی فقیہ		عبداللہ بن محمد بن یعقوب عارثی	"	موسیٰ بن نصر رازی -
۲۰۷	مروزی -	۱۹۷	المعروف بہ استاذ -	"	ہشام بن عبداللہ رازی -
"	احمد بن محمد بن مکحول نسفی -	"	احمد بن محمد طبری -	"	علی رازی -
"	محمد بن محمد بن سہل نیشاپوری -	۱۹۸	اسحاق بن محمد حکیم سمرقندی -	۱۸۸	ابو علی دقاق -
۲۰۸	عبدالکریم بن محمد نسفی -	"	علی بن محمد تنوخی -	"	احمد بن اسحاق جوزجانی -

صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب	
۲۲۰	محمد بن احمد بن محمد سمنافی۔		حدیقہ پنجم پانچویں صدی کے فقہاء و علماء کے حالات میں۔	۲۰۸	احمد بن عمر بن موسیٰ المعروف بابی نصر عراقی۔	
"	احمد بن محمد ناطفی طبری۔			"	عبد الکریم بن موسیٰ بزدری۔	
"	عبد اللہ بن حسین نہجی۔			"	محمد بن احمد المعروف بے عفرانی۔	
"	شیخ محمد اسمعیل لاہوری۔			"	حسن بن داؤد سمرقندی۔	
۲۲۱	شمس الاممہ حلوانی۔	۲۱۳		اسمعیل بن حسن۔	"	محمد بن یحییٰ فقیہ جرجانی۔
"	عبد الواحد بن علی عکبری۔	"		محمد بن موسیٰ خوارزمی۔	"	یوسف بن محمد جرجانی صاحب خزانة الاکمل۔
۲۲۲	عبد العزیز بن محمد نسفی۔	"		محمد بن عبد الجبار مروزی۔	۲۰۹	حسین بن علی بصری۔
"	اسمعیل بن احمد صفار۔	۲۱۴		محمد بن احمد نسفی۔	"	محمد بن محمد بن سفیان دباس۔
"	علی بن حسین سفدی۔	"		احمد بن محمد بن عمر۔	"	سعید بن محمد بروعی۔
"	داؤد گنج بخش لاہوری۔	"		محمد بن احمد بن طبیب کماری۔	"	نصر بن احمد بن عباہ بن عیاضی۔
۲۲۳	احمد بن محمد سمنافی۔	"	ابراہیم بن اسلم شکابی۔	"	علی بن سعید شتخنی سمرقندی۔	
"	علی بن عبداللہ خطیبی۔	۲۱۵	مسعود بن محمد خوارزمی۔	۲۱۰	احمد بن محمد بن منصور تھنی دامغانی۔	
۲۲۵	اسمعیل بن محمد کماری۔	"	حسین بن خضر بن محمد نسفی۔	"	ابو سہل زجاجی۔	
"	اسعد بن محمد کرابیس نیشاپوری۔	۲۱۶	احمد قدوری۔	"	عقبہ بن خثیمہ نیشاپوری۔	
۲۲۶	احمد بن محمد اقطع۔	"	ابو علی سینا۔	"	عبد الرحمن بن محمد کاتب کلم۔	
"	عبد العزیز مرغینانی۔	۲۱۷	اسحق بن ابراہیم بن مخلد۔	"	ابو حفص سفکردی۔	
"	محمد بن علی دامغانی۔	"	الوزید دلبوسی۔	"	عبد اللہ بن فضل خراخزی۔	
۲۲۷	اسمعیل بن محمد حاجی کماری۔	"	محمد بن محمد بن مکیول نسفی۔	"	ابو جعفر بن عبداللہ اسروشی۔	
"	احمد بن منصور اسپجانی۔	۲۱۸	ہیشم بن قاضی نیشاپوری۔	"	یحییٰ بن علی زندوستی۔	
"	محمد بن اسحق باقری۔	"	جعفر بن محمد نسفی۔	"	محمد بن اسحاق بخاری کلابادی۔	
۲۲۸	عبد الکریم بن ابی حنیفہ اندقی۔	"	صاعد بن محمد استوائی۔	۲۱۲	حسن بن احمد عفرانی۔	
"	امام بزدری۔	۲۱۹	محمد بن منصور نو قدی۔	"		
۲۲۹	احمد بن محمد استوائی۔	"	حسین بن علی صیری۔	"		
"	محمد بن حسین المعروف بے	"	محمد بن احمد مایرغی نسفی۔	"		

صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب
	عبد العزیز بن عثمان المعروف	۲۳۶	محمد بن علی زرنجی۔	۲۲۹	بکر خواہر زادہ۔
۲۳۱	بہ فضل۔	۲۳۷	محمد بن محمد شرف الروسا خوارزمی	۲۳۰	محمد بن عبداللہ ناصحی نیشاپوری۔
"	عبد العزیز بن عثمان نسفی۔	"	عطار بن محمد سغدی۔	"	علی بن حسین صاحب تفسیر
۲۳۲	محمد بن ہبیب اللہ حلبی۔		حلیقہ ششم	"	نیشاپوری۔
"	ابراہیم بن اسمعیل المعروف		چھٹی صدی کے فقہار و علماء	۲۳۱	محمد بن عبد الحمید سمرقندی سمنی
"	بہ زاہد صفار۔	"	کے بیان میں۔	"	شمس الاممہ بخسری۔
"	علی بن محمد سمرقندی اسیجانی	"	سید ابراہیم بن محمد ہستانی۔	۲۳۲	قاضی احمد بن عبدالرحمن یغزونی
۲۳۳	سید ابراہیم۔	۲۳۷	ظہیر الدین علی بن عبد العزیز	"	محمد بن محمد بن حسین بزدوی۔
"	محمد بن محمد منہاج الشریعہ۔	"	مرغینانی۔	"	محمد بن عبد الحمید المعروف بہ
"	عمر بن عبد العزیز صدیق الشہید	۲۳۸	محمد بن محمد قوطوانی۔	"	خواہر زادہ۔
۲۳۴	عبد الحمید قیس ہروی۔	"	عثمان فضل بن ابراہیم بخاری۔	۲۳۳	یحییٰ بن عبداللہ ناصحی۔
"	عبد الغافر۔	"	محمد بن حسین ارسابندی۔	"	علی بن محمد سنانی۔
"	عمر بن محمد مفتی الثقلین۔	"	بکر بن محمد بن علی زرنجی۔	"	احمد بن علی ترمذی۔
۲۳۵	علامہ زرخسری۔	۲۳۹	محمد بن طاہر سمرقندی۔	"	محمد بن جعفر بن محمد نسفی۔
۲۳۶	علی بن عراق خوارزمی۔	"	خلف بن احمد۔	۲۳۵	سید ابی شجاع۔
"	عبدالرشید صاحب فتاویٰ	"	احمد بن عبداللہ خیزاخری۔	"	ہبت اللہ بن احمد بن یحییٰ۔
"	والوالجیہ۔	۲۴۰	محمد بن احمد یغزونی۔	"	میسون بن محمد بن محمد بن معتد
۲۳۷	محمد بن یوسف قنطری۔	"	محمد بن عبداللہ بن فاعل بکرتی۔	"	نسفی۔
"	احمد بن محمد بزدوی۔	"	مسعود بن حسین مصنف	"	علی بن بندار بزدوی۔
"	طاہر بن احمد بخاری۔	"	مختصر مسعودی۔	"	علی بن محمد واسطی۔
"	حسن بن علی مرغینانی۔	"	عبد الملک بن ابراہیم ہمدانی۔	۲۳۶	اسحاق بن شہبث المعروف
۲۳۸	عبدالرحمن بن محمد کرمانی۔	۲۴۱	حسین بن محمد بن خسرو بلخی	"	بالصفار۔
"	امام خسری۔	"	صاحب ہند۔	"	اسمعیل بن عبدالصاوق بخاری۔
۲۳۹	محمد بن ابوالرحمن المعروف بہ علامہ زاہد	"		"	احمد بن اسحاق بن شہبث صفار۔

صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب
۲۶۴	احمد بن موسیٰ کشنی	۲۵۶	بکر زنجری -	۲۴۹	علی بن حسن بلخی -
"	زیاد بن الیاس فرغانی -	"	ابو بکر بن مسعود کاسانی -	۲۵۰	احمد بن عمر نسفی -
"	حسن بن نصر کشنی -	۲۵۷	احمد بن محمود صابونی -	"	سوشان بن علی بکیزی بخاری -
۲۶۵	احمد بن عبدالرشید بخاری -	"	عبدالکریم بن یوسف دیناری	۲۵۱	محمد بن مسعود کشانی -
"	رضی الدین نیشاپوری -	"	صاحب فتاویٰ دیناری -	"	صاعد بن محمد اصفہانی -
"	حامد بن ابراہیم صفار بخاری -	"	مظہر بن حسین یزدی -	"	احمد علی بلخی -
۲۶۶	محمود بن عبدالعزیز اوزجندی	۲۵۸	قاضی خاں -	۲۵۲	عبدالرحمن بن محمد غرقی -
"	محمد بن ابی بکر المعروف بہ	"	یوسف بن حسین بدر ابيض -	"	ہبیب اللہ بن محمد عقیلی -
"	حمیر الوبری -	"	احمد بن محمد صاحب مقصد غزنویہ	"	محمد بن ابی بکر بزدوی -
"	عبدالکریم بن محمد صباغی	"	علی بن ابی بکر غنیانی صاحب	"	محمد بن نصر عامری مدینی
"	مدینی -	۲۵۹	ہدایہ -	"	محمد بن یوسف سمرقندی صاحب
"	عمر بن محمد بن عبداللہ بطامی -	۲۶۱	عمر بن عبدالکریم درسی بخاری	"	ملفوظ -
"	اشرف بن ابی الوضاح -	"	عمر بن محمد عقیلی -	۲۵۳	حسن بن فخر الاسلام بزدوی -
"	بہتان الائمہ عبد العزیز بن	"	محمد بن عمر نیشاپوری -	"	علی بن مودود کشانی -
۲۶۷	عمر بن مازہ -	۲۶۲	احمد بن محمد خطیب خوارزم -	"	عبدالغفور بن لقمان کردری -
"	نجم الائمہ بخاری -	"	حسن بن خطیر شارح جمع	۲۵۴	محمد بن عمر بخاری -
"	محمد بن احمد سمرقندی صاحب	"	بین الصحیحین حمیدی -	"	جعفر بن عبداللہ دامغانی -
"	تحفۃ الفقہار -	"	علی بن احمد رازی شارح قدوی	"	محمد بن محمود سجستانی -
۲۶۸	محمد بن حسین بندہی -	"	مسعود بن شجاع بہان الدین	"	محمد بن ابی بکر امام زادہ چوغی
"	حامد بن محمد بغدادی -	۲۶۳	فقہیہ -	۲۵۵	محمد بن ابی القاسم نقالی -
"	محمد بن حسن کاشانی -	"	محمد بن یوسف بغدادی	"	عالی بن ابراہیم غزنوی -
۲۶۹	محمود صاحب محیط برہانی -	"	محمد بن عراقی طاوسی -	"	احمد بن محمد عتابی صاحب
"	فخر المشائخ علی بن عبداللہ	"	احمد بن محمد غزنوی -	"	فتاویٰ معتابہ -
"	محمد بن عبداللہ المعروف بہ	۲۶۴	حسین بن علی لامشی -	"	عماد الدین بن شمس الائمہ

صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب
۲۸۳	محمد بن محمود خوارزمی -	۲۷۵	یوسف سکاکی -	۲۶۹	قاضی سدید -
"	محمد بن احمد بن احمد بن عبدالمجید	۲۷۶	یحییٰ بن عبدالمعطلی زوادی -	"	عبدالکریم بن محمد بنی -
"	داؤد -	"	محمد بن عثمان صاحب فتاویٰ کامل		حدیقہ سقتم
۲۸۴	احمد بن محمد عقیلی انصاری -	۲۷۷	عبید اللہ بن ابراہیم عبادی -		ساتویں صدی کے فقہاء و علماء
"	مختار بن محمود صاحب قنیہ -	"	محمد بن محمود استروثی -		کے بیان میں -
"	عمر بن احمد حلبی -	"	خواجہ معین الدین چشتی -		محمد بن احمد صاحب فتاویٰ
۲۸۵	علامہ فضل اللہ تودرشتی -	۲۷۸	یوسف بن احمد صاحب فضول		مخلص -
"	علی بن سنجہ المعروف بہ	"	محمد بن احمد صبری -	۲۷۰	محمود بن عبید اللہ مروزی -
"	ابن سبک -	"	خلیف قرشی خوارزمی -	"	محمد بن احمد -
"	علی بن محمد بخاری -	۲۷۹	داؤد بن ارسلان -	"	عبدالرحمن بن شجاع بغدادی -
"	محمد بن احمد بخاری المعروف	"	احمد بن یوسف -	"	ناصر بن عبدالسید صاحب مغرب -
۲۸۶	بہ عبیدی -	"	شمس اللامہ کردی -	۲۷۱	عبدالطلب بن فضل بلخی -
"	محمد بن سلیمان المعروف بہ	۲۸۰	حسام الدین خشکی -	"	قاضی عسکر محمد بن یوسف
"	ابن نقیب -	"	محمد بن محمود جرجانی -		المعروف بہ ابن ابیض -
"	محمد بن محمد تولوی بخاری -	"	حسین بن محمد بارعی -	۲۷۲	رکن الدین محمد بن محمد عمیری -
۲۸۷	ہبتہ اللہ بن احمد طرانی -	"	محمد بن یعقوب اسدی حلبی -	"	سعید بن سلیمان کنڈی -
"	عمر بن احمد کاشغری -	"	قیصر بن ابی القاسم المعروف	۲۷۳	قاسم بن حسین صدر الافاضل
"	عبداللہ بن محمد ذریعی -	"	بہ تعاصیف -	"	خوارزمی -
۲۸۸	عبدالعزیز بن احمد دبیری -	۲۸۱	حسن صفانی -	"	عمر بن زید موصلی -
"	شیخ محمد بن سعید شاطبی -	"	محمد بن محمود المعروف بہ	"	محمد بن احمد بخاری صاحب
"	محمد بن عبدالکریم المعروف	۲۸۲	خواجہ زادہ -	"	فتاویٰ ظہیریہ -
"	بہ ابن شجاع -	"	محمد بن احمد بن عباد خلاطی	"	بدیع بن منصور قرظینی -
"	سلیمان بن ابی العزاد ذریعی -	"	بکیرتہ کی ناصری -	"	عیسیٰ بن ملک عادل -
"	عبدالرحمن بن کمال الدین حلبی	"	یوسف بن فرعی صاحب تاریخ مرآة الزمان	۲۷۴	

صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب
۲۹۹	احمد بن مسعود قونوی -	۲۹۵	حناطی -	۲۸۹	محمود بن عبدالقادر رازی -
"	قاضی محمد بن احمد عامری -	"	رکن الدین خوارزمی -	"	محمد بن محمد بن محمود موصلی صاحب
"	عبداللہ بن مظفر -	"	برہان الاسلام زہد نجفی -	"	مختار -
	ششم	"	محمد بن عبدالرشید کرمانی -	۲۹۰	داؤد بن یحییٰ احمقازی -
	حدیقہ	۲۹۶	محمد بن عبدالکرمیم خوارزمی -	"	عبدالعزیز بن عبدالسید
	۱۰۰ خطوں میں صدی کے فقہاء و علماء	"	اشرف بن نجیب -	"	خوارزمی -
	کے بیان میں -	"	محمد بن محمد یامیر غی -	"	احمد بن صدر الدین سلیمان دمشقی
	علی بن احمد المعروف بہ	"	محمد بن صاحب ہدایہ -	"	محمد بن محمد صاحب عقائد نسفی -
۳۰۰	قاضی حصن -	"	عمر بن صاحب ہدایہ -	"	شیخ برہان الدین محمود بلخی -
"	داؤد بن عثمان رومی -	۲۹۷	صدر جہاں -	۲۹۱	احمد بن ناصر حسینی -
"	محمود بن احمد المعروف بہ ابن	"	محمد بن عابد بن حسین سمرقندی	"	عمر بن محمد خبازی -
"	سراج قونوی -	"	دمشقی -	"	نعمان بن حسن خطیبی -
"	علی بن محمد فاروسی رکابی صاحب	"	محمود زہد جہانی مکی خوارزمی -	۲۹۲	محمد بن محمد بخاری -
"	مدارک و کنز -	"	عماد الدین بن صاحب ہدایہ	"	عبدالوہاب بن احمد بن بختون
۳۰۱	احمد بن ابی اسیم سروجی -	"	احمد بن عبداللہ محبوبی -	"	خطیب -
۳۰۲	یحییٰ بن علی رومی -	۲۹۸	یوسف بن محمد خوارزمی فیہی -	"	احمد بن علی بلبکی -
"	اسحاق بن علی -	"	نظام الدین صاحب اصول	۲۹۳	یوسف بن عبداللہ اذہری -
"	حسن سفناقی صاحب نہایہ	"	الشاہی -	"	احمد بن جمال الدین حصیری -
"	شرح ہدایہ -	"	ابوالقاسم تنوخی -	"	حسن بن احمد رازی -
"	اسماعیل بن عثمان دمشقی -	"	میمون بن محمد محمول نسفی -	۲۹۴	ایوب بن ابی بکر نحاس حلبی -
"	یوسف بن اسماعیل المعروف	"	عبدالرحیم بن ابی بکر صاحب	"	محمد بن سلیمان دمشقی -
۳۰۳	بہ ابن المعلم -	۲۹۹	فضول عمادیہ -	"	محمود بن ابی بکر شمس الدین
"	داؤد بن اغلب المعروف بہ	"	محمد بن عمر صاحب کشف الایہام	"	فرضی -
"	بدر الطویل -	"	لرفع الاوہام -	"	شیخ الاسلام سدید بن محمد

صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب
۳۱۵	ابن فصیح -	۳۰۳	احمد بن حسن المعروف بابا بن	۳۰۳	داؤد بن مروان طلی -
"	کمال الدین علامہ -	"	زرکشی -	"	عمر بن محمود -
"	ابراہیم بن علی صاحب فتاویٰ	"	اسماعیل بن خلیل ذریعی نخوی -	"	خطاب بن ابی القاسم قرہ -
"	ظرسوسیہ -	"	علی بن بلبان مرتب معجم طبرانی	"	حصاری -
۳۱۶	امیر کاتب اتقانی -	"	وصیح ابن حبان -	۳۰۴	حسین بن سلیمان دمشقی -
۳۱۷	امام زلیعی -	"	یحییٰ بن محمد المعروف بابا بن	"	قاضی محی الدین کاشانی -
"	مغلطائی محدث -	۳۱۰	القویہ -	"	محمد بن احمد لاریندی -
۳۱۸	عمر بن اسحاق غزنوی -	"	یوسف بن عمر صاحب جامع	"	محمد بن عبدالرحمن سجادی -
"	شیخ حمید الدین دہلوی -	"	المضمرات -	۳۰۵	شیخ نظام الدین اولیاء -
"	ابن ربوہ -	"	عثمان بن علی صاحب تبيين الحقائق	۳۰۶	زابدہ بابی -
۳۱۹	محمد بن عمر المعروف بابن السراج	"	شرح کنز الدقائق -	"	محمد بن محمد مرغینانی -
"	احمد بن ابراہیم عینابی -	۳۱۱	ابن ترکمانی -	"	محمد بن عثمان المعروف بابا بن
"	جابر بن محمد خوارزمی کانی -	"	برہان الدین بن علی واسطی -	"	حریری -
"	عبدالوہاب دمشقی -	"	علی بن داؤد قحطانی -	"	یحییٰ بن سلیمان رومی -
۳۲۰	قاضی محمد شبلی دمشقی -	"	صدر الشریعہ صاحب شرح وقایہ	"	عبدالعزیز بن احمد سجادی -
"	عبداللہ بن علی ترکمانی ماردینی	۳۱۲	مولانا شمس الدین یحییٰ -	۳۰۷	عثمان بن ابراہیم ماردینی -
"	محمد بن محمد جمال الدین اقصرائی -	۳۱۳	عبداللہ بن فخر الدین احمد عراقی	"	ابراہیم بن سلیمان منطقی -
۳۲۱	عمر بن اسحاق غزنوی -	"	قوام الدین کاکلی -	"	علی بن احمد طرسوسی -
"	شیخ یوسف -	"	محمد بن احمد ماردینی ترکمانی -	"	محمد بن عثمان المعروف بہ
"	عبدالقاد صاحب جہر المضیہ	۳۱۴	علی بن محمد حاضری -	۳۰۸	ابن عجبی -
۳۲۲	علی بن نصر الملقب بہ ابن سوسی -	"	عبدالعزیز بن علی ماردینی ترکمانی	"	عمر بن عمر بن احمد عقیلی حلبی -
"	منصور بن احمد خوارزمی -	"	ابن مہاجر حنفی -	"	عبدالکریم بن عبدالنور حلبی -
"	محمد بن عبدالرحمن ابن الصالح	"	علی بن عثمان ماردینی -	۳۰۹	یوسف بن اسحاق جبیری -
۳۲۳	ابن ابی حبلہ -	۳۱۵	قاضی زین الدین عجبی -	"	موسیٰ بن محمد تبریزی -

صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب
۳۲۱	قاری الہدایہ -	۳۳۲	محمود بن حسین بلخی -	۳۲۳	محمود بن احمد قونوی -
"	شمس بن عطار اللہ رازی -	"	محمود بن احمد صاحب قایہ -	"	احمد بن علی دمشقی -
۳۲۲	صاحب بکیر فندی -	۳۳۳	تجدید زادہ -	"	اکمل الدین بابر بنی صاحب عنایہ -
۳۲۳	قرہ بن یعقوب بن ادیس -	۳۲۴	طاہر بن اسلام المعروف -	۳۲۴	میر سید علی ہدانی -
"	شیخ علی بن احمد صاحب -	"	بہ سعد غزلبوش -	۳۲۵	ابراہیم بن محمد حلبی -
"	تفسیر رحمانی -	"	قوجہ آفندی -	"	محمد بن یوسف قونوی -
۳۲۴	عبدالرحمن بن علی بن عبدالرحمن -	"	محمد بن محمد طاہری -	"	علی سیرانی -
"	محمد بن سید شریف -	۳۳۴	قاسم بن یعقوب الشہیر خطیب -	۳۲۶	سید یوسف حسینی -
"	محمد شاہ بن محمد فتاری -		حدیقہ منعم	"	قاضی عبدالقادر -
"	شیخ الاسلام محمد بن قاضی القضاة -			۳۲۷	علامہ تفتازانی -
۳۲۵	شمس الدین -		نویں صدی کے فقہار و علماء		قاضی القضاة احمد بن حسن
"	یوسف بن بانی فتاری -		کے بیان میں -	۳۲۸	انقروی -
"	محمد شاذلی بکری -	۳۳۴	میر سید عبداللہ حسینی -	۳۲۹	محمود العجمی -
"	قاضی شہاب الدین دولت آبادی -	"	عبدالاول بن محمد سیلمی -	"	قاضی منصور -
۳۲۶	خواجہ یعقوب چرخی -	۳۳۵	عبدالاول بن برہان الدین علی -	"	حضرین علی المعروف بحاج پاشا
"	ابراہیم بن موسیٰ کہکی -	۳۳۵	ابن شحنہ -	۳۳۰	ابوبکر مصری -
"	حیدرہ بن احمد -	"	سید شریف -	"	علامہ الدین اسود صاحب عنایہ
۳۳۷	محمد بن احمد مکی -	۳۳۸	ابن قاضی سماونہ -	"	شرح وقایہ -
"	شہاب الدین احمد بن محمد -	۳۳۹	حماد بن عبدالرحیم ماردینی -	"	سید علی قومناقی رومی -
"	معروف بہ عرب شاہ -	"	مولانا شیخ احمد تقانیسری -	"	مولانا معین الدین عمرانی -
"	بدر الدین عینی -	۳۴۰	خواجہ پارسا -	"	سید جلال الدین کرملانی
۳۳۸	ابراہیم بن خطیب -	۳۳۱	محمد بن محمد بن رازی صاحب -	۳۳۱	صاحب کفایہ -
"	عبدالرحمن بن قاضی القضاة -	"	فتاویٰ بن رازیہ -	۳۳۲	محمد بن شہاب کہدری -
۳۳۹	شمس الدین -	۳۴۱	محمد بن عبداللہ دبیری -	"	فضل اللہ بن محمد

صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب
۳۴۲	یوسف بن حسین کرباسی -	۳۶۱	محمد بن محمد بن عمر بن قطلوبغا -	۳۴۹	شیخ ابوالفتح جونپوری -
"	عبدالکریم رومی -	۳۶۲	شیخ سعد الدین خیر آبادی -	"	عبدالسلام بن احمد بغدادی -
"	عبداللطیف بن عبدالعزیز -	"	عبدالعزیز بن عبدالرحمن حلبی -	"	سید علی عمجی -
"	المعروف بہ ابن ملک -	"	محمد بن قطب الدین ازبکی -	۳۵۰	ابن ہمام -
۳۴۳	موسیٰ پاشا -	۳۶۳	مولیٰ خسرو -	۳۵۱	شیخ ابوالفتح علانی کاپوی -
۳۴۴	حسن پاشا -	"	حسن چلبی -	"	یعقوب بن ادیس المعروف
"	شرف الدین بن کمال قریمی -	۳۶۴	علی المعروف بہ مولیٰ اعران طوسی -	"	بہ قرۃ یعقوب -
"	فتح اللہ شیرازی -	۳۶۵	یعقوب پاشا -	۳۵۲	خضر بیگ -
۳۴۵	مولیٰ یگان -	"	ستان پاشا -	"	محمد بن محمد ابونصر پارسا -
"	محمد بن ایانوغ -	۳۶۶	تاج الدین بن سعد -	"	قاضی القضاۃ سعد بن شمس الدین
"	فخر الدین العجم -	"	مصطفیٰ بن یوسف الشہیر	۳۵۳	نابلسی -
"	احمد بن ابراہیم حلبی -	"	بہ خواجہ زادہ -	۳۵۴	عبداللطیف دیری -
۳۴۶	الیاس بن ابراہیم -	۳۶۷	زین الدین عبدالرحمن بن ابی بکر -	"	خیالی -
"	حسن بن حامد تبریزی -	"	احمد بن اسمعیل کورانی -	"	ابراہیم بن قاضی القضاۃ
"	محمد بن محمد بن قاضی زادہ -	۳۶۸	علی عربی -	۳۵۵	شمس الدین -
"	عبدالاول بن حسین تبریزی -	۳۶۹	حافظ غیاث ہروی -	"	تقی الدین شمس -
۳۴۷	مولیٰ احمدی کرمانی -	"	مولانا جامی -	۳۵۶	مولیٰ کافجی -
"	یعقوب اصغر قرمانی -	۳۷۰	قاسم الشہیر بہ قاضی زادہ رومی -	۳۵۷	مصنفک -
"	صلاح الدین رومی -	۳۷۱	خلیل بن قاسم بن حاجی صفا -	۳۵۸	علی بن محمد قوشچی -
۳۴۸	محمد بن مصطفیٰ بن کربیا -	"	حمزہ قرمانی -	۳۵۹	ابن امیر الحاج حلبی -
"	مصطفیٰ بن حسام الدین الشہیر	"	قاضی نظام الدین بن مولانا	"	عبداللہ بن شیخ الاسلام
"	بہ حسام زادہ -	"	حاجی محمد فراہی -	۳۶۰	شمس الدین دیری -
"	محمد بن میناس رومی -	"	لطف اللہ توقاتی رومی الشہیر	"	قاسم بن قطلوبغا -
"	محمد بن الشہیر بہ ابن مغنیہا -	۳۷۲	بہ مولیٰ الطفی -	"	حسن بن عبدالصمد سامونی -

صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب
۳۹۳	عابد علی -	۳۸۵	قاسم بن خلیل صاحب شقائق	۳۷۸	محمی الدین عجمی -
"	میرم چلی -	۳۸۶	محمد بن حسن سامونی -		انباس بن یحییٰ بن حمزہ رومی -
"	یعقوب بن سید علی -	"	مولانا فصیح الدین محمد نظامی -		حدیقہ دوم
"	علی بن احمد جمالی -	"	محمد محی الدین عمادوی اسکلیبی -		
۳۹۴	مصطفیٰ بن خلیل -	"	عبدالبر الشہیرہ ابن شخندہ -		دسویں صدی کے فقہار و علماء
"	قطب الدین مرزا لیفونی -	۳۸۷	شیخ عبداللہ بن الہداد عثمانی -		کے بیان میں -
"	مولانا شعیب -	"	عبدالرحمن بن علی مؤیدزادہ -	۳۷۹	خطیب زادہ -
۳۹۵	زیرک محمد رکن الدین -	۳۸۸	عبدالحکیم بن علی قسطونی -	"	ملا زادہ عثمان -
"	محمد بن خطیب قاسم اماسی -	"	ناجی زادہ -	۳۸۰	مولانا مصطفیٰ قسطلانی -
"	ابن کمال پاشا -	"	مولانا الہداد جونپوری -	"	مولانا سمار الدین -
۳۹۶	احمد بن عبداللہ قریبی -		ابراہیم بن عبدالرحمن کرکی	۳۸۱	محمد بن ابراہیم کساری رومی
"	سید عبداللہ بھاکری -	۳۸۹	قابری -	"	علی فناری -
۳۹۷	محمد قرہ بانگی -	"	بابک چلی -		یوسف بن جنید الشہیرہ باخی چلی
"	مولانا عصام الدین اسفراسینی -	"	ابن المدرس حسین -	۳۸۲	مسنفت ذخیرۃ العقبی -
"	سعد اللہ بن عیسیٰ المعروف	۳۹۰	خواجہ مولانا صفحانی -	"	مولانا مسعود شروانی -
"	بہ سعدی چلی -	"	احمد پاشا بن خضر بیگ -	۳۸۳	مولانا معین الدین غزالی -
"	عبدالواسع بن خضر -	"	شیخ احمد مجد شیبانی -	"	حمید الدین بن فضل الدین -
۳۹۸	عرب چلی -	۳۹۱	قاضی اختیار الدین حسین -		حزین و اعظم کا شفی صاحب تفسیر
"	شیخ زادہ رومی -	"	مولانا سفیات الدین رومی الشہیر	"	حسینی -
"	محمد بن چوٹی زادہ -	"	بہ پاشا چلی -	۳۸۴	خلیلی -
۳۹۹	محمد بن علی فناری -	۳۹۲	محمد شاہ بن عالی فناری -	"	محمد بن مصطفیٰ بن حاج حسن -
"	سید فیح الدین صفوی -	"	میر جمالی الدین صاحب	"	مصطفیٰ بن ادریس الدین -
"	عبدالرحمن بن یوسف -	"	روضۃ الاحباب -	۳۸۵	مولانا عبدالغفور لاری -
۴۰۰	ابراہیم بن محمد علی صاحب کبیری -	"	اسمعیل بن بالی قرمانی -	"	شیخ الاسلام احمد بن یحییٰ تغا زانی

صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب
۴۱۹	شیخ ابراہیم بن کسائی۔	۴۱۱	یحییٰ بن بخشش رومی۔	۴۰۰	مولانا میر رضی الدین۔
۴۲۰	حسام الدین۔	"	محمد بن شیخ محمد۔	"	محمد بن علاء الدین علی جامی۔
"	مفتی زکریا بن بہرام۔	۴۱۲	برہنہ۔	"	قادر علی (اصلی نام آپ کا)
"	خواجہ محمد باقی۔	"	مولانا شمس الدین محمود حضری۔	"	عبدالقادر مہتا،
۴۲۱	عبدالحلیم المشہور باخی زادہ۔	"	شیخ اسماعیل حقی آفندی۔	۴۰۱	محمد بن عبدالقادر۔
"	ملا علی قادری۔	۴۱۳	صلاح الدین موسیٰ۔	"	محمد بن یحییٰ اعلیٰ۔
۴۲۲	سید صبغۃ اللہ بروجی۔	"	مولانا حسامی واعظ۔	"	طا شکر بنی زادہ۔
"	اخوند ملا محمد کمال الدین۔	"	مولانا امیر کیوی۔	۴۰۲	میر سید عبدالاول۔
۴۲۳	شیخ نظام الدین تھانیسری۔	"	مولانا خواجہ شمس الدین پال	"	مولانا محمد الشہیر بہ عرب زادہ
۴۲۴	ابو بکر طرابلسی۔	"	کاشمیری۔	"	رومی۔
"	خواجہ جوہر نات کاشمیری۔	"		۴۰۳	یوسف قرہ صوی۔
"	ابو بکر بن شعیب۔	"		"	مولانا صالح بن جلال۔
۴۲۵	مولانا شیخ احمد شور یانی۔	"		۴۰۴	مولانا تاج الدین ابراہیم۔
"	محمد عاشق بن عمر۔	"		"	مفتی ملا فیروز کاشمیری۔
"	محمد وائف ثانی۔	۴۱۴	شیخ عبدالوہاب متقی۔	۴۰۵	شیخ علی متقی۔
۴۲۶	ملا عبدالسلام لاہوری۔	"	شیخ مبارک والد ابو فیض	۴۰۶	سید عبداللہ ربانی۔
"	عبدالقادر بن شیخ عبداللہ	۴۱۵	فیضی۔	"	محمد آفندی بکلی رومی۔
"	عیدروس مینی حرموتی ہندی۔	۴۱۶	محمد بن بدر الدین منشی اقصاری	"	ابو سعید صاحب تفسیر ابو سعید۔
۴۲۸	سید عبداللہ سلونی۔	"	شیخ یعقوب صرفی۔	۴۰۷	مولانا کلاں۔
"	ملا عصمت اللہ ہمار پوری۔	۴۱۷	تمر تاشی۔	۴۰۸	محمد طاہر پتینی۔
"	عزومی زادہ۔	۴۱۸	ابن نجیم مصری۔	۴۰۹	مولانا احمد بن مولانا بدر الدین۔
"	ابو الیمین بن عبدالرحمن	"	ابراہیم بن محمد دمشقی۔	"	علامہ کفوی۔
"	تبرونی حلبی۔	۴۱۹	محمد بن عبدالملک بغدادی۔	۴۱۰	مولانا عبداللہ سندھی۔
۴۲۹	شیخ ابراہیم احسانی۔	"	مولانا عبداللہ انصاری۔	"	شیخ وجیہ الدین علوی۔

صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب
۲۲۸	ابوبکر بن بہرام دمشقی۔	۲۲۰	خیر الدین بن احمد فاروقی رلی	۲۲۹	مخدوم شیخ عبدالرشید۔
"	ملا قطب الدین سہاوی۔	"	اسماعیل بن تاج الدین دمشقی۔	"	مولانا حیدر ستو کاشمیری۔
۲۲۹	ابراہیم بن سلیمان جنبی۔	۲۲۱	خواجہ معین الدین کاشمیری۔	۲۳۰	شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔
"	مولانا محمد امین کافی بدپیری۔	"	محمد بن علی حصفی صاحب درختار	۲۳۲	شیخ محبت اکبر آبادی۔
۲۵۰	محمد عبدالشکور ستو۔	۲۲۲	ابراہیم بن عبدالرحمن دمشقی۔	"	خواجہ بہاری۔
"	شاہ رضا قادری۔	۲۲۳	محمد بن حسن کواکبی حلبی۔	۲۳۳	قاضی محمد اسلم والد میرزاہد۔
"	قاضی محبت اللہ بہاری صاحب	"	بابا داؤد مشکوئی کاشمیری۔	"	مولانا محمود جونپوری۔
"	مسلم الثبوت۔	"	سیف الدین بن شیخ محمد معصوم	۲۳۴	شیخ محمد فاضل جونپوری۔
۲۵۱	مولانا محمد محسن کشو کاشمیری۔	"	سربندی۔	"	ملا خداوند گار۔
"	مفتی ابوالصفا دمشقی خلوتی۔	۲۲۴	بیری زادہ مفتی مکہ مکرمہ۔	"	کاتب حلبی۔
۲۵۲	شیخ جان محمد لاہوری۔	"	اخوند ابوالفتح کلکو کاشمیری۔	۲۳۵	مولانا عبدالعظیم بانکوٹی۔
۲۵۳	شیخ قطب الدین شمس آبادی۔	۲۲۵	ملا شکر گف گنائی کاشمیری۔	"	حسن بن عمار مصری نثر بنانی۔
"	قاضی حیدر الخاطب قاضیخان	"	اخوند ملا محمد جمال الدین۔	۲۳۶	احمد شہاب بن محمد خفاجی۔
"	ملا محمد اشرف ستو کاشمیری۔	۲۲۶	خواجہ زین علی تپورا نیواری۔	"	شیخ زین العابدین مصری۔
۲۵۴	مولانا عنایت اللہ شمال کاشمیری	"	شیخ بن علی ہار اللہ قرشی مکی۔	۲۳۷	شیخ محمد سعید سرہندی۔
"	شیخ غلام نقشبند لکھنوی۔	"	مولیٰ محمد حنفی۔	"	ابوالوفاء عرضی۔
"	شیخ احمد صاحب تغیر صدی۔	۲۲۷	ملا محمد صادق حکیم دانا۔	"	مولانا عبدالکریم پشاوری۔
۲۵۵	میر ایوب بخاری۔	"	ملا محمد الرزاق بانٹری۔	۲۳۸	محمد آفندی دمشقی۔
"	حافظ امان اللہ بناری۔	"	مفتی ملا یوسف کاشمیری۔	"	شیخ نورا حق دہلوی۔
"	سید عبدالجلیل بکرامی۔				ابراہیم بن عیسیٰ المشہور بہ
۲۵۶	شیخ عارف عبد اللہ قنوجی۔		صدیقہ دوازدم	۲۳۹	ابن سید۔
"	شیخ علی اصغر۔			"	محمد بن ابی الصفا اسطوانی دمشقی۔
۲۵۷	شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی۔			"	شیخ محمد معصوم سرہندی۔
	محمد عنایت اللہ قادری قصوری	۲۲۸		۲۴۰	ابراہیم بن عبدالرحمن دمشقی۔

صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب
۲۴۲	شیخ محسن عجمی مکی۔	۲۴۲	ملا نظام الدین سہالوی۔	۲۵۷	لاہوری۔
۲۴۵	شیخ عبدالرشید جونپوری۔	"	حاجی عبدالولی طرخانی۔	۲۵۸	ابوبکر بن احمد حلبی مقدسی۔
"	مولوی محمد امجد قنوجی۔	"	مقیم السنہ۔	"	عبدالغنی بن اسمعیل ناطسی دمشقی۔
"	شیخ مولوی فتح علی قنوجی۔	"	سید محمد یوسف واسطی	"	سید محمد بن مصطفیٰ ارض رومی
"	مولوی محمد عبدالعلی قنوجی۔	۲۶۵	بلگرامی۔	"	نزہ قسطنطنیہ۔
۲۴۶	ملا ابوالحسن المعروف بشاہ سم بابا	"	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔	"	حاجی محمد فضل بن شیخ محمد مصوم
"	بابا محمد عثمان بن شیخ محمد فاروقی	۲۶۷	ابوبکر بن منصور حلبی۔	۲۵۹	حافظ محمد محسن مجدی نقشبندی
"	شیخ یسین قنوجی۔	"	مولانا رستم بن علی اصغر قنوجی۔	"	احمد بن بکر علی صاحب فتاویٰ علی۔
"	شیخ عبدالوہاب جگیری۔	"	اخوند ملا ابوالوفار۔	"	شیخ تاج الدین
"	خواجہ محمد بن عبدالرحمن قنوجی	۲۶۸	بابا محمد محسن کاشمیری۔	۲۶۰	شیخ ابراہیم شبلی۔
۲۷۷	میر نور الدین اورنگ آبادی۔	"	حاجی نعمت اللہ نوشہری۔	"	سید جان محمد بلگرامی۔
	حدیقہ سیرتہ	"	اسماعیل بن عبداللہ اسکدری صوفی	"	مولانا ابوالفتح کافی۔
	ان فضائل کرام کے بیان میں	"	خواجہ محمد اعظم دومری۔	"	سید طفیل محمد بن سید گل اللہ بلگرامی
	جو تیرہویں صدی میں ہوئے ہیں	"	ابراہیم بن علی رومی۔	۲۶۱	مولوی امان اللہ شہید۔
۲۷۷	سید مرتضیٰ قادری۔	"	ابراہیم بن مصطفیٰ حلبی۔	"	مولوی سعد الدین صادق
۲۷۹	شاہ عبدالقادر المعروف بہ فخری	۲۷۰	محمد صدیق لاہوری۔	"	شیخ محمد فضل قادری مجدی
"	شیخ اسلم کاشمیری۔	۲۷۱	سید قمر الدین اورنگ آبادی۔	"	بٹالوی۔
۲۸۰	شیخ علی رفیقی۔	"	مرزا مظہر جانجاناں۔	"	ابراہیم بن محمد المعروف بہ
۲۸۱	مولوی غلام فرید لاہوری۔	"	مولانا نور اللہ کنیت۔	۲۶۲	ابن سفرغزی۔
"	سید جلال شاہ کاشمیری۔	۲۷۲	ابراہیم بن علی حمصی۔	"	میر عبدالوہاب منور آبادی۔
"	رفیع الدین مراد آبادی۔	"	شیخ ابوبکر بن ابراہیم دمشقی۔	"	مولوی محمد زین الدین راینوری
"	شیخ احمد بن مصطفیٰ رفیقی۔	"	اخوند نور الدین۔	"	نور الدین بن شیخ محمد صالح
۲۸۲	مفتی محمد قوام الدین کاشمیری۔	۲۷۳	غلام علی آزاد بلگرامی	"	احمد آبادی۔
		۲۷۳	سید ابراہیم بن محمد دمشقی۔	۲۶۳	مولانا محمد عابد لاہوری۔

صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب
۲۹۸	مولانا عبد الباسط قنوجی -	۲۹۰	شاہ زون حسب تفسیر رونی -	۲۸۲	مولانا عبد الباسط قنوجی -
"	مولوی تواب علی لکھنوی -	"	شیخ حافظ محمد عابد سندھی -	۲۸۳	مولوی حسین علی قنوجی -
۵۰۱	مفتی محمد صدیق خان دہلوی -	۲۹۱	قاسمی عبدالسلام بدایونی -	"	شیخ عبدالملک مفتی مکہ مکرمہ -
۵۰۳	مولانا حافظ عبداللطیف لکھنوی -	"	مولوی کریم اللہ محدث دہلوی -	"	قاسمی شتار اللہ پانی پتی -
۵۰۴	مفتی محمد یوسف سہالوی -	"	سید محمد امین شامی المشہور بہ ابن -	۲۸۴	بجاء العلوم ملا عبدالعلی لکھنوی -
۵۰۵	مولوی احمد الدین بگوی -	۲۹۲	عابدین حسب رد المحتار -	۲۸۵	شیخ محمد بن مصطفیٰ رفیقی -
"	شیخ نور الدین رفیقی -	"	مولانا اسحق دہلوی -	"	مولوی سلام اللہ محدث دہلوی -
۵۰۶	نواب محمد قطب الدین محدث دہلوی -	"	حافظ محمد حسن پشاوری -	۲۸۶	مولوی علیم الدین قنوجی -
"	مفتی سعد اللہ مراد آبادی -	۲۹۳	شیخ طیب رفیقی -	"	مولوی نعیم الدین قنوجی -
"	شیخ مصطفیٰ رفیقی -	"	مولوی جان محمد لاہوری -	"	علامہ طحاوی -
"	مولوی محمد عمر رامپوری -	"	مولانا خادم احمد -	"	مولانا صفی الدین -
۵۰۷	مولوی شاہ عبدالغنی دہلوی -	"	مولوی غلام اللہ لاہوری -	۲۸۷	شاہ رفیع الدین دہلوی -
۵۰۸	مولوی حافظ ولی اللہ لاہوری -	"	مولوی غلام محی الدین بگوی -	"	شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی -
۵۰۹	مولوی محمد قاسم نانوتوی -	۲۹۶	حافظ محمد عظیم پشاوری -	۲۸۸	شاہ عبدالقادر دہلوی -
۵۱۰	مولوی احمد علی محدث سہارنپوری -	"	شیخ رضار رفیقی -	"	عبدالمولیٰ بن عبداللہ دیلمی -
"	شیخ عماد الدین بن عبدالرسول -	۲۹۷	شاہ احمد سعید -	"	مولوی محمد ولی اللہ فرخ آبادی -
"	رفیقی -	"	مولانا فضل حق خیر آبادی -	۲۸۹	شاہ ابوسعید مجددی -
۵۱۲	تکملہ	"	مولوی غلام حسین قنوجی -	"	مولوی غلام رسول لاہوری -
۵۲۵	کتابیات	۲۹۸			

تفسیر عبداللہ بن مسعود
حضرت عبداللہ بن مسعود بڑے جلیل القدر صحابی گزرے ہیں سب سے پہلے

ایمان لانے والوں میں ان کا تیسرا یا چھٹا نمبر ہے فقہ حنفی کی بنیاد زیادہ تر

انہی کے فقہی اقوال پر ہے۔ اسد لغاری میں لکھا ہے کہ آپ نے فرمایا: بے شک اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں کہ میں ان میں سے کتاب اللہ کو زیادہ جانتے والا ہوں (حالانکہ میں ان سے افضل نہیں ہوں) اگر مجھے پتہ چل جاتا کہ ان میں سے کوئی شخص مجھ سے زیادہ کتاب اللہ کو جانتے والا ہے اور اس تک میرا اونٹ مجھے پہنچا سکتا ہے تو میں اس کے پاس ضرور چلا جاتا۔ آپ کے تفسیری اقوال مختلف کتب میں ملتے ہیں۔ نور شیدا احمد خان نے بڑی محنت سے متعدد مطبوعہ کتب اور قلمی نسخوں کی مدد سے انہیں یک جا مرتب کر دیا ہے۔ (زریر طبع)

فہرست تکرار

صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب
۵۲۰	محمد بن اجاندہ مری	۵۱۶	محمد ہندی صفغانی	۵۱۲	یحییٰ بن بیان عجلی کوفی
"	محمد بن اجاندہ مری	"	محمد بن سکر	"	ابراہیم بن معقل نسفی
"	محمد بن الغرس	۵۱۷	احمد بن سکر	"	خلیل سجری
"	ابن سلطان دمشقی	"	محمد بن عبدالرحیم بن فرات	۵۱۳	ابن درست نیشاپوری
"	محمد بن طولون	"	عبدالرحیم بن علی بن فرات	"	ابن سمان رازی
۵۲۱	مولیٰ عبدالرحمن	"	عبدالرحیم بن محمد بن فرات	"	نورالہدیٰ زینی
"	ابن جنبل	"	شہاب اشٹونی	۵۱۴	زید بن حسن کندی بغدادی
"	بستان آفندی رومی	"	ابن شوکان زبیدی	"	ابن سودکین نوری
۵۲۲	صاری کیر زاده	"	عبدالرحمن مرشدی	"	تاج الشریعہ
"	قطب الملکی	۵۱۸	احمد مرشدی	"	ابوبکر المزی
۵۲۳	احمد نروالی	"	محمد مرشدی	"	ابراہیم سعنی
۵۲۴	عبدالکریم مکی	"	ابراہیم خجندی	"	احمد بن محمد ظاہری
۵۲۵	عبدالکریم قطبی	"	محمد خوانی	۵۱۵	ابراہیم بن محمد ظاہری
"	زلف نگار رومی	"	محمد بن ضیا صفغانی	"	نصر بن سلیمان مخی
"	شوی زاده	"	احمد عشتی	"	احمد بن محمد اوزعی
"	جمال الدین خاص	۵۱۹	محمد بن شحمہ صغیر	"	محمد زرنندی
"	مولیٰ پرویز رومی	"	اقبال قریقی	۵۱۶	ابن سکتوم قسی
"	صلاح ترمناشی	"	عبدالحمید قریقی	"	عبداللہ بن مسندس
۵۲۶	محمد الغزی ترمناشی	"	صدیق قریقی	"	محمد بن مسندس
"	احمد جموی	"	برهان طرابلسی	"	ابوبکر ہاملی مینی

صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب
۵۳۲	یوسف کردی موصلی	۵۲۹	حقی ارض رومی	۵۲۶	صولاق زاده
"	محمد نسیب بن حمزہ دمشقی	"	سلیمان مستقیم زاده	"	شیخ باقر لاہوری
۵۳۳	محمود بن حمزہ دمشقی	"	اسعد زاده رومی	۵۲۷	فیضی ارض رومی
"	محمد الجبجری	۵۳۰	خطیب عمری موصلی	"	قرہ خلیل رومی
"	میر غنی مکی	"	حسین طائفی	"	مراد بن علی نقشبندی
"	مفتی سابق طبغلی	"	سعید خادمی	"	یوسف زہری شروانی
"	احمد استانبولی	"	امیر معصوم بخاری	"	عقوی رومی
۵۳۴	جمال مکی	۵۳۱	سنبل مکی	۵۲۸	قطب البکری
"	حامد قاصی	"	ابن بابی مدنی	"	حامد عمادی
"	ترکی تیونس	"	مفتی زاده اردنجانانی	"	حامد باندرہوی
"	عبدالباقی ابن آلوسی	۵۳۲	خلیل قولوی	"	حسین دوانچی
"	نعمان ابن آلوسی	"	تاجی بعدبکی	"	مصطفی نابسی
"	داؤد بغدادی	"	محمد منیب عینتابی رومی	۵۲۹	حسن الجبرتی
"	---	"	مصطفی سعید عینتابی رومی	"	ابن قرہ تپلی
"	---	"	ذوالنون موصلی	"	مصطفی طائی

قطعہ تاریخ وفات مولوی فقیر محمد جمالی مرحوم مصنف حدائق الحنفیہ

راقم (مرتب) نے مصنف کی تاریخ وفات "فقیر جنت یافت" "فقیر محمد سر فراز شد" "ممتاز مورخ" "مؤرخ دلیہ مرد" اور "آہ مورخ فقیر محمد" سے نکالی، محترم حکیم سید نصیر احمد خیال آدم پوری اور نیشنل ٹیچرنگ محل ہائی سکول لاہور نے قطعہ منوں کیا۔

مثل خورشید چرخ دین فروخت
ماہ تاریخ و آفتاب فقہ
پرچم علم دین برافراخت
بدہ روپوش و تیرہ عالم خست
گفت ہاتف "فقیر جنت یافت"

۵۱۳۳۳



عرض مرتب

فقہ اسلامی کی باقاعدہ تدوین کا کام سب سے پہلے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے شروع کیا جسے ان کے نامور تلامذہ خصوصاً صاحبین (امام ابو یوسف و امام محمد) نے اپنی تصانیف کے ذریعہ پایہ تکمیل تک پہنچایا، ان کے بعد ان کے متبعین نے نہ صرف فروعات و جزئیات کی تشریح و توضیح کی بلکہ اپنے اپنے دور میں پیش آنے والے نئے نئے مسائل کے فقہی حل تلاش کئے، یہ حقیقت ہے کہ فقہ کے سلسلے میں جتنا کام حنفی فقہار نے کیا کسی اور مسلک کے متبعین نہیں کر سکے، حدائق الحنفیہ آسمان علم و فضل کے انہی تابندہ ستاروں کی داستانِ حیات اور ان کے علمی و فقہی کارناموں کا تذکرہ ہے جن کی روشنی سے ہر دور میں دنیائے اسلام جگمگاتی رہی۔

یوں تو خاص فقہائے احناف کے متعلق عربی میں بہت سی کتب لکھی گئیں، ڈاکٹر عبدالرشید صاحب نے اپنے مضمون "طبقات الحنفیہ و مؤلفوہا" میں ایسی ۱۳ کتب کی فہرست دی ہے جنہیں سے صرف ۲ طبع ہوئی ہیں، ۱۲ کے مخطوطات دنیا کے مختلف کتب خانوں میں محفوظ ہیں اور باقی ۱۵ کے صرف نام ہی ہم تک پہنچے ہیں۔ دنیا کے معروف کتب خانوں میں ان کا کوئی نسخہ نہیں ملتا، جب عربی کا یہ حال ہے تو اردو بیچاری کس شمار میں ہے مگر اللہ تعالیٰ کر دے کہ جنت نصیب کرے مولوی فقیر محمد جہلمی کو جنہوں نے آج سے سو برس پہلے حنفی علماء کا یہ جامع تذکرہ اردو میں تصنیف کیا جس میں امام اعظم سے لے کر تلامذہ تک پوری دنیا کے چیدہ چیدہ حنفی علماء و فقہار کے حالات زندگی جمع کر کے، بڑی عجیب بات ہے کہ برصغیر کے مسلمانوں کی غالب اکثریت فقہ حنفی کی پیرو ہے مگر اس کے باوجود یہاں گزشتہ صدی کے دوران دنیا بھر کے حنفی علماء پر کوئی دوسری کتاب منظر عام پر نہیں آئی اور آج سو سال گزرنے کے بعد بھی "حدائق الحنفیہ" اردو زبان میں اپنے موضوع پر پہلی و آخری کتاب ہے۔

۱۹۷۷ء، شمارہ ۱۲۹، ۱۳۰ اور نیٹل کالج میگزین، لاہور، ستمبر و دسمبر ۱۹۷۱ء (۱۲۳) میں ڈاکٹر احمد حسین احمد قریشی قلعہ داری نے فارسی اور عربی کی ایک کتاب "تذکرہ علمائے احناف" کے ایک قلمی نسخہ کا تعارف کرائے ہوئے لکھا ہے: "تذکرہ علمائے احناف" سرآمد علمائے پنجاب مولانا مولوی محمد کلیم اللہ ساکن ٹھیکانہ ضلع گجرات کی تصنیف ہے اور اس کی تدوین و ترتیب میں والد بزرگوار حضرت مولانا محمد عبدالکریم صاحب نے بھی ان کی معاونت کی جو مولوی کلیم اللہ صاحب کے ایک عزیز شاگرد تھے۔ پھر ڈاکٹر صاحب نے اس کی تدوین میں اپنے چچا مولانا محمد عالم قلعہ داری کی خدمت کا بھی ذکر کیا ہے ڈاکٹر صاحب کی تحقیق کے مطابق "تذکرہ علمائے احناف" کی تدوین ۱۲۹۳ھ میں مکمل ہو چکی تھی اور چونکہ حدائق الحنفیہ ۱۲۹۶ھ میں

اس کتاب کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ علماء و فقہاء کے حالات سن وفات کے لحاظ سے ترتیب دئے گئے ہیں، شروع میں امام اعظم ابوحنیفہ کا جامع تذکرہ ہے، پھر مخالفین کی جانب سے ان پر عائد کردہ الزامات کا مدلل جواب دیا گیا ہے، اس کے بعد ہر صدی میں وفات پانے والے علماء کے الگ الگ باب قائم کئے گئے ہیں جنکی تفصیل یہ ہے :-

تعداد علماء و فقہاء برصغیر	تعداد علماء و فقہاء برصغیر	تعداد علماء و فقہاء برصغیر	تعداد علماء و فقہاء برصغیر	تعداد علماء و فقہاء برصغیر	تعداد علماء و فقہاء برصغیر
۴۱	×	۴۱	۴۱	۴۱	حدیقہ دوم (دوسری صدی)
۵۳	×	۵۳	۵۳	۵۳	حدیقہ سوم (تیسری صدی)
۶۰	×	۶۰	۶۰	۶۰	حدیقہ چہارم (چوتھی صدی)
۶۶	۲	۶۶	۶۶	۶۶	حدیقہ پنجم (پانچویں صدی)
۹۷	×	۹۷	۹۷	۹۷	حدیقہ ششم (چھٹی صدی)

مکمل ہوئی لہذا حدائق پر احصاء کو زمانی تقسیم حاصل ہے۔" دلچسپ بات یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنی ایک کتاب پنجابی ادب کی مختصر تاریخ طبع دوم، لاہور، ۱۹۷۲ء (ص ۱۲۵) میں اپنے والد مرحوم مولانا محمد عبدالکریم قریشی قلعہ داری کی تاریخ پیدائش ۱۷ فروری ۱۸۷۷ء (مطابق ۳ صفر ۱۲۹۴ھ) بیان کی ہے اور بتایا ہے کہ مولوی محمد عالم قلعہ داری ان کے حقیقی چھوٹے بھائی تھے، خدا معلوم ان دونوں حضرات نے اپنی پیدائش سے قبل مکمل ہونے والی کتاب کی تدوین و ترتیب میں کس طرح معاونت کی۔ پھر ڈاکٹر صاحب نے اپنے پی۔ ایچ۔ ڈی کے مقالہ ادبیات عربی میں علمائے لاہور کا حصہ کی کتابیات میں اسی تذکرہ علمائے احصاء کو اپنے والد جناب محمد عبدالکریم صاحب کی تصنیف بتایا ہے، اس گزرتے میں کچھ تپہ نہیں چلتا کہ اس تذکرے کا اصل مصنف کون ہے اور وہ کس زمانہ میں مکمل ہوا۔ اگر یہ تذکرہ مولانا محمد عبدالکریم قلعہ داری کی تصنیف ہے یا انہوں نے اس کی ترتیب تدوین میں مولانا کلیم اللہ بھٹی انوی کی معاونت کی ہے تو پھر لازمی طور پر حدائق بحنفیہ کو احصاء پر زمانی تقسیم حاصل ہونا چاہئے۔ ڈاکٹر صاحب نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ "تذکرہ علمائے احصاء اور حدائق بحنفیہ کے سرسری مطالعہ سے ایک مدت تک میرے ذہن میں یہی بات رہی کہ یہ کتابیں ایک دوسرے کی کاربن کاپی ہیں، مزید مطالعہ سے اس خیال کو بدلنا پڑا اور اندازہ ہوا کہ ان میں کچھ اپنی اپنی خصوصیات بھی ہیں۔" پھر لکھا ہے "یہ تذکرہ درمیانے سائز کے ۹۰۴ صفحات پر پھیلایا ہوا ہے، ہر صفحہ پر باریک قلم سے بائیس سطریں لکھی ہیں جس میں سینکڑوں نہیں ہزاروں علمائے کرام کا ذکر ہے۔" اب حدائق بحنفیہ میں صرف ۹۱۴ علماء کا ذکر ہے، اس لئے تذکرہ علمائے احصاء کے ذریعہ ہمیں یہ سینکڑوں علمائے کرام کے حالات کا علم ہونا چاہئے تھا مگر ڈاکٹر صاحب نے اس ضمن میں ہمیں صرف تین نام بتائے ہیں یعنی مولوی غلام دین اور حافظ خان محمد، اول الذکر مولانا کلیم اللہ کے والد اور تیسرے ڈاکٹر صاحب کے پردادا ہیں، حال اس تذکرہ کی دریافت سے ہماری معلومات میں کئی اضافہ نہیں۔

۹۸	۱	۹۷	حدیقہ ہفتم (ساتویں صدی)
۱۰۳	۷	۹۶	حدیقہ ہشتم (آٹھویں صدی)
۹۷	۷	۹۰	حدیقہ نهم (نویں صدی)
۹۱	۱۶	۷۵	حدیقہ دہم (دسویں صدی)
۷۲	۳۵	۳۷	حدیقہ یازدہم (گیارہویں صدی)
۷۷	۵۹	۱۸	حدیقہ دوازدہم (بارہویں صدی)
۵۹	۵۳	۶	حدیقہ سترہم (تیرہویں صدی)

۹۱۲

۱۸۰

۷۳۲

کل

مندرجہ بالا تفصیل سے ظاہر ہوتا ہے کہ ساتویں صدی تک جن ۴۱۵ علماء کے حالات بیان کئے گئے ہیں ان میں برصغیر سے تعلق رکھنے والوں کی تعداد صرف تین ہے، رفتہ رفتہ اس تعداد میں اضافہ ہوتا گیا حتیٰ کہ تیرہویں صدی میں یہ تعداد ۶ کے مقابلہ میں ۵۳ ہو گئی، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کو دسویں صدی کے بعد کے علماء و فقہاء بیرون برصغیر کے متعلق زیادہ مواد نہیں مل سکا۔ یہ کتاب ایک ایسے دور میں ترتیب دی گئی جب اردو تو کیا عربی میں بھی مطبوعہ لٹریچر نہ ہونے کے برابر تھا، اگر مستشرقین نے کوئی ایک آدھ کتاب چھاپ بھی دی تھی تو وہ بھی مصنف کی دسترس سے باہر تھی، یہی وجہ ہے کہ کتاب میں بعض جگہ کچھ غلطیاں اور خامیاں نظر آتی ہیں مگر انتہائی نامساعد حالات اور وسائل کی کمی کے باوجود قلمی مخطوطات کی مدد سے مولوی فقیر محمد مرحوم نے جس طرح کتاب ترتیب دی، اس سے ان کی محنت اور لگن کی داد دینا پڑتی ہے۔

مذکورہ بالا فرگزاشتوں کے باوجود کتاب بہت اہم تھی اور بعد میں اس موضوع سے متعلق کام کرنے والا کوئی محقق اس سے بے نیاز نہیں رہ سکا جہاں انسائیکلو پیڈیا آف اسلام (انگلش) اور پروفیسر بروکلیمان کی تاریخ ادب عربی (جرمن) مطبوعہ لیپز، خدا بخش لائبریری پٹنہ کمپلاگ (انگلش) میں جا بجا اس کے حوالے ملتے ہیں، وہاں مذکورہ علمائے ہند (فارسی) اور زرتشتہ انخواطر (عربی) میں بھی اس سے بھرپور استفادہ کیا گیا ہے، مطبع نولکشور سے کتاب تین مرتبہ شائع ہوئی، تینوں کامن تقریباً ایک جیسا ہے، اب یہ عرصہ دراز سے نایاب تھی، موجودہ اشاعت کے وقت یہ ارادہ ہوا کہ حتیٰ الوسع اس کی تمام غلطیاں اور خامیاں دور کر کے بعض تراجم کا اضافہ کیا جائے، اب اس کی صورت یوں ہے کہ کتاب کے اصل متن کو جوں کاتوں رکھا گیا ہے اور اسے بالکل نہیں چھیڑا گیا، جہاں جہاں کوئی سہو

یا فروگزاشت محسوس ہوئی، حواشی کی مدد سے اسے دور کرنے کی کوشش کی گئی ہے، کچھ تراجم میں سن ولادت یا سن وفات نہیں دیا گیا تھا، بعض جگہ یہ سن غلط تھے، کسی جگہ حساب ترجمہ کا نام نہیں بنایا گیا تھا صرف لقب ہی لکھا تھا، کسی صاحب کی تصانیف کا ذکر نہیں تھا یا کوئی اسم کتاب چھوٹ گئی تھی، یا پھر کوئی کتاب غلط طور پر کسی کی طرف منسوب کر دی گئی تھی، سہواً چند غیر حنفی علماء کا ذکر بھی کتاب میں شامل ہو گیا تھا، حواشی میں مأخذ کے حوالے سے ان تمام امور کی تصحیح اور وضاحت کر دی گئی ہے۔

ابتداء میں ارادہ یہ تھا کہ نیکمہ میں دنیا بھر کے ان تمام حنفی علماء کے حالات جمع کر دئے جائیں جن کا ذکر اصل کتاب میں شامل نہیں، نیز چودھویں صدی کے علماء کو بھی اس میں شامل کر لیا جائے مگر جب مکمل مواد کا جائزہ لیا گیا تو اندازہ ہوا کہ کتاب کی ضخامت کئی گنا بڑھ جائے گی، سرمایہ کی کمی کے باعث یہ ارادہ ملتوی کرنا پڑا، اگر حالات سازگار ہوئے اور وسائل مہیا ہو گئے تو انشائاً اللہ بقیہ مواد کی مدد سے ایک الگ کتاب شائع کی جائیگی، پھر یہ دونوں کتب سن ۱۴۰۰ء تک وفات پانے والے تمام حنفی علماء و فقہاء پر محیط ہونگی۔ گذشتہ (چودھویں) صدی میں برصغیر کے علماء پر کئی کتب عربی، فارسی اور اردو میں لکھی گئی ہیں، ان میں تذکرہ علمائے ہند (فارسی) اور نزہت الخواطر (عربی) خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ تذکرہ علمائے ہند کا بہت اچھا اردو ترجمہ (مع حواشی) شائع ہو چکا ہے، نزہت الخواطر کی آٹھ میں سے چار کا ترجمہ چھپ چکا ہے (اگرچہ یہ ترجمہ تسلی بخش نہیں)، ان کے علاوہ اردو میں بھی بہت سی کتب برصغیر کے علماء کے حالات پر مل جاتی ہیں اس لئے تکملہ میں جن ۱۰۳ حنفی علماء و فقہاء کے حالات بیان کئے گئے ہیں، ایک آدھ کے سواہ سب بیرون برصغیر کے علاقوں سے تعلق رکھتے ہیں اور اصل کتاب کی طرح ان کا رماہ بھی دہریں صدی ہجری سے تیرھویں صدی تک کا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ بعض عواقب کی بنا پر چند اہم حواشی درج ہونے سے رہ گئے ہیں۔

انتہائی کوشش کے باوجود کتاب میں کچھ غلطیاں اور خامیاں باقی رہ گئی ہوں تو اس کے لئے یہ عاجز معذرت خواہ ہے۔

سہ سپردم بتو مایہ خویش را تو دانی حساب کم و بیش را

خورشید احمد خان

خودنوشت

راقم یعنی فقیر محمد بن حافظ محمد سفارش بقربینہ غالب سالہ ۱۲۶ھ میں موضع چٹن میں جو شہر جہلم سے دو میل کے فاصلہ پر بجانب غرب واقع ہے، پنجشنبہ کے روز رات کے وقت پیدا ہوا، جب چھ سات سال کا ہوا تو پڑھنے پر بٹھایا گیا اور قرآن شریف کے ختم کے بعد کتب فارسیہ میں مشغول ہوا اور موضع ٹالیا نوالہ میں جو چٹن سے تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے، میاں قطب الدین مرحوم سے پڑھنے جانا لیکن اکثر روز راستہ میں ہی موضع جادہ میں اپنے ماموں حافظ فتح علی مرحوم کے پاس رہ جاتا اور اپنے ماموں زادہ میاں غلام محمد مرحوم سے بھی جو ایک ذہین و مستعد صاحب علم تھے، استفادہ کرتا، اسی اثنا میں فقیر اجل، عالم بے بدل مولوی نور احمد صاحب تلمیذ فقیہ فاضل، محدث کامل مولوی رحمت اللہ صاحب کراٹوی مصنف ازالۃ الادہام و اعجاز عیسوی و اظہار الحق وغیرہ حال نزیل و مدرس مکہ معظمہ جب لاہور سے مراجعت فرما کر اپنے وطن مالوہ موضع کھائی کوٹلی میں جو جہلم سے تین کوس کے فاصلہ پر ہے، سکونت پذیر ہوئے تو یہ احقر بھی ان کے درس میں جو اس وقت علاقہ جہلم میں کیا بلکہ کل پنجاب میں ایک بے نظیر گنا جاتا تھا، حاضر ہوا اور کئی سال ان کی خدمت میں صرف، نحو، فقہ و دیگر علوم کی ابتدائی کتابوں کو سبقاً سبقاً پڑھا، بعد ازاں راولپنڈی چلا گیا جہاں پہلے مولوی عبدالکریم صاحب حال مفتی شاہ پور سے جو کچھ دنوں کے لئے وہاں وارد تھے، منطق شروع کی اور ان کے وہاں سے چلے جانے پر مولوی محمد حسن صاحب فیروزوالہ سے جو وہاں بہ تلاش روزگار تشریف لائے ہوئے تھے، پڑھنا شروع کیا، انھیں دنوں سالہ ۱۲۷ھ میں دہلی کا ارادہ کر لیا اور ایک فرج کے ساتھ، جو کانپور کو جاتی تھی، دہلی میں پہنچا۔ پہلے پہل پنجابی کٹرہ میں مولوی نذیر حسین صاحب کے درس میں حاضر ہوا مگر انہوں نے یہ عذر کر کے کہ ہم معقولات نہیں پڑھا سکتے، مولوی محمد شاہ صاحب مصنف مدار الحق کے سپرد کر دیا لیکن کچھ ہی دنوں کے بعد سستی نظام الدین اولیاء میں جناب صدیق الافاضل اعز المائل مولانا مفتی محمد صدیق خاں صاحب صدیق الصدور دہلی تلمیذ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث کی خدمت

میں چلا گیا جن کے درس میں تقریباً ڈیڑھ سال رہ کر قرآن و سماعاً کتبِ درسیہ و متداولہ کا عبور کیا اور اواخر ۱۸۸۲ء میں وہاں سے مراجعت کر کے اپنے وطن مالوفہ میں آیا لیکن کچھ عرصہ کے بعد لاہور میں چلا گیا جہاں فاضلِ جلیل القدر، فقیہ فرید الدہر مولوی کرم الہی صاحب متوفی ۱۸۸۲ء سے بھی بہت کچھ استفادہ کیا اور ساتھ ہی اس کے خوشخطی حاصل کرنے کی رغبت پیدا ہو گئی اور من جَدّ فوجدہ کا مصداق ہو کر مطبع آفتاب پنجاب لاہور میں کتابت کی خدمت پر مقرر ہو گیا۔ انہیں دنوں میں ۱۸۸۲ء میں عالم بے نظیر، مناظر حسن التقریر مولوی حافظ ولی اللہ لاہوری کی پادری عماد الدین سے امرتسر میں تحریری بحث ہوئی جس سے مجھ کو بھی تردید عقائد نصاریٰ کا شوق پیدا ہوا اور حافظ صاحب مرحوم سے بھی کچھ استفادہ کر کے اس فن میں وہ مہارت پیدا کی کہ ایک کتاب فارسی تصدیق المسیح نام کا اردو سلیس میں ترجمہ کیا اور اس میں جا بجا اپنی طرف سے تزییلات و تصریحات اضافہ کر کے اس کو چھپوایا، پھر اس مباحثہ کا جو مابین حافظ صاحب مرحوم و پادری عماد الدین کے ہوا تھا، نکتہ لکھا، جو اب مباحثہ دینی مطبوعہ مطبع مصطفائی لاہور کے ساتھ چھپا ہوا موجود ہے، کتاب صیانت الانسان عن وسوسۃ الشیطان اور ابجاث ضروری جو حافظ صاحب مرحوم نے تصنیف کر کے چھپوائی تھیں ان پر میں نے حواشی لکھے، ۱۸۸۹ء سے اخبار آفتاب پنجاب کی ڈیپٹری کی خدمت اس خاکسار کے سپرد ہوئی جس کو ۱۸۹۰ء تک جیسا ہوسکا انجام دیا، اب ۱۳ رذی الحجہ ۱۳۰۰ء سے خاص جہلم اپنے وطن مالوفہ میں اپنے لختِ جگر مگر سراج الدین اطال اللہ عمرہ وادصلہ الی درجات العلیا کے نام پر مطبع سراج المطالع نام مع اخبار سراج الاخبار کے جاری کیا ہے۔ علاوہ حواشی و تعلیقات کتب مرقومہ بالا اور اس کتاب حدائق الحنفیہ کے ایک کتاب زبدۃ الاقوال فی تزییح القرآن علی الاناجیل اور رسالہ آفتاب محمدی بھی اس خاکسار کی تصنیفات میں سے ہیں۔

بقلم مرتب

مولوی صاحب نے ایرانی خوشنویس مرزا امام ویردی سے خوشنویسی کی مشق شروع کی پھر ان کے شاگرد صفوی غلام محی الدین وکیل سے اصلاح لی اور بعد میں میرزا حسن کاتب ہوی سے کتابت سیکھ کر چندے مطبع ناظر خیر اللہ خان کابلی میں کتابت کا کام کیا، ۱۸۶۷ء سے مطبع آفتاب پنجاب میں قانونی کتب کی کتابت شروع کی اور ساتھ ساتھ رسالہ انوار الشمس کی ادارت بھی کرتے رہے، ۲۸ اگست ۱۸۸۶ء کو ان کے

اکھوتے اور پیارے فرزند محمد سراج الدین کا چھ سال کی عمر میں بعارضۃ تپ مہرقہ و سرسام انتقال ہو گیا جس سے انہیں سخت صدمہ پہنچا۔ اس صدمہ کو ٹھلانے کے لئے اگست ۱۸۸۷ء میں کشمیر کا سفر اختیار کیا، اسی زمانہ میں "تقلید ائمہ اربعہ" لکھی، ۱۹۰۶ء میں آنکھوں کی تکلیف ہوئی، ڈاکٹر میر ہدایت اللہ اسٹنٹ سرجن جہلم کے علاج (غالباً موتیابند کے آپریشن) سے شفا ہوئی، آخری عمر میں مولوی صاحب کو ایک صدمہ اور پہنچا یعنی ایک نامہ نگار کی غلطی پر ۶ فروری ۱۹۱۶ء کو حکومت پنجاب نے ان سے تین ہزار روپے کی ضمانت طلب کی، ضمانت داخل نہ ہو سکنے کے سبب مطبع اور اخبار بند ہو گئے اور مولوی صاحب بیمار ہو گئے، مقامی حکام کی سفارش پر ذریعہ ضمانت میں تخفیف ہوئی تو اخبار چار ماہ کی بندش کے بعد دوبارہ جاری ہوا چند ماہ بعد صحت اس سال میں مبتلا ہو کر ۲۵ اکتوبر ۱۹۱۶ء مطابق ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۳۴ھ بروز چہار شنبہ ظہر کی نماز ادا کرتے ہوئے، مولوی صاحب کا انتقال ہو گیا، جہلم شہر کے قبرستان میں اپنے بیٹے سراج الدین کے پہلو میں دفن ہوئے۔

مولوی صاحب نے خود نوشت، میں اپنی جن تصانیف کا ذکر کیا ہے، ان کے علاوہ "صلوۃ التو کصلوۃ المغرب" بجاوب فتویٰ مولوی احمد اللہ و مولوی حسام الدین صاحبان ساکن کوٹلہ ائمہ تحصیل جہلم جو ایک رکعت و تریاتین رکعت بیک تشہد کے قائل ہیں، ۱۳۱۵ھ میں تصنیف کی، "عمدة الابحاث فی وقوع طلاق الثلاث" ۱۹۱۵ء میں لکھی، "السيف الصارم لشکرشان امام اعظم" غیر مقلدین کے رد میں "مجمع الاوصاف فی ترویج اہل البدع والاعتساف" اور "السيف المسلول لاعدا خلفاء الرسول" ترویج شیعہ میں اور "ہدیۃ العجاہ فی البطل نکاح غیر الکفو بغیر رضی الاولیاء" بھی آپ کی تصانیف ہیں، انتقال کے وقت آپ کی ایک تصنیف زیر طبع تھی جو نامکمل رہ گئی، ترویج نصاریٰ کے بارے میں آپ کے مضامین "کوہ نور" لاہور اور اخبار "منثور مہدی" مدراس میں چھپتے رہے، مولوی صاحب اپنے دور کے سب سے زیادہ تجربہ کار اخبار نویس اور متبحر عالم تھے۔

مولوی صاحب کی چھوٹی صاحبزادی محترمہ غلام بیگم صاحبہ (اپنے بزرگوں کی زبانی) بیان فرماتی ہیں کہ سراج الدین اپنے باپ کے بہت فریاد و راز و خیمت گزار بیٹھے تھے، چھوٹی سی عمر میں بھی وہ اپنے والد کے پاؤں دابتے، انہیں پکھا جھلتے اور صنوکرا تھے۔ محترمہ غلام بیگم صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ وفات سے پہلے مولوی صاحب کو بار بار اجابت ہو رہی تھی مگر وہ ہر اجابت کے بعد صنوکرتے، آخر وقت تک کوئی نماز قضا نہیں کی اور فراتے تھے کہ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بے وضو جانا پسند نہیں کرتا۔

سکھ راقم الحروف یہ چاروں کتابیں نہیں دیکھ سکا۔

سکھ بروایت جناب ظہیر الدین صاحب، مالک استقلال پریس لاہور۔

آپ کے مخالفین بھی آپ کے اخلاقِ حسنہ کے معترف تھے۔

مولوی صاحب کا خاندان قطب شاہی اعوان تھا، آپ نے دو شادیاں کیں، پہلی بیوی جہلم کی اپنے رشتہ داروں میں سے تھیں، ان سے ایک بیٹی غلام فاطمہ پیدا ہوئیں جن کی شادی اپنے تایا زاد (مولوی صاحب کے بڑے بھائی مولوی غلام محمد کے بیٹے) غلام نبی، پی ڈبلیو آئی ریلوے سے ہوئی، ان کے ایک بیٹے عبدالرحمن مشین محلہ جہلم میں قیام پذیر ہیں، دوسری بیوی جنت بی بی کا تعلق امرتسر سے تھا، ان سے ایک بیٹا اور چار بیٹیاں ہوئیں، دو لڑکیوں اور بیٹے (محمد سراج الدین) کا بچپن میں انتقال ہو گیا، ۱۸۹۸ء میں تیسری بیٹی غلام زینب پیدا ہوئیں، ان کی شادی محمد عبدالقادر پی ڈبلیو آئی ریلوے سے ہوئی، یہ اردو ادبی حلقوں میں مسز عبدالقادر کے نام سے خاصی معروف ہیں، لاشوں کا شہر، ”راہبہ“ ”صدائے جرس“ وغیرہ ان کی مشہور تصانیف ہیں۔ ۱۶ اکتوبر ۱۹۷۶ء کو لاہور میں بعارضہ دم قلبی انتقال کیا، قبرستان شاہ بدر دیوان لاہور میں اپنے شوہر اور والدہ کے پہلو میں آسودہ خاک ہیں، ان کے ایک صاحبزادے اردو کے معروف شاعر سراج الدین ظفر انبی والدہ کی زندگی ہی میں وفات پا چکے تھے، مولوی صاحب کی سب سے چھوٹی صاحبزادی غلام مریم صاحبہ ۱۹۰۱ء میں پیدا ہوئیں، ۱۹۱۵ء میں ان کی شادی مولوی فیروز الدین (بانی فیروز سنز) کے سب سے بڑے بیٹے عبدالمجید خاں (متوفی ۱۹۶۴ء) سے ہوئی، آپ آجکل اپنے صاحبزادوں کے ساتھ لاہور میں قیام پذیر ہیں۔ جب راقم الحروف محترمہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے علالت اور ناسازیِ مطبع کے باوجود کمال شفقت سے میرے سوالات کے جواب دئے اور اپنے والد مرحوم کی ایک نادر تصویر بھی عطا فرمائی۔

محترمہ نے بتایا کہ مولوی صاحب کا قد و قامت درمیانہ اور رنگ سفید تھا، ڈاڑھی اور بالوں کو ہندی لگا یا کرتے تھے، لباس کرتہ اور کھلے پانچوں کا پاجامہ کرتے پرواسکٹ یا اچکن، کبھی کبھار اوپر جعبہ بھی پہن لیتے، سر پر کچھمی اس طرح باندھتے کہ دونوں کان چھپ جاتے، شرم و حیا کا یہ حال تھا کہ نماز کے لئے مسجد جاتے تو چہرے پر دو مال ڈال لیتے تاکہ گلی میں بیٹھی ہوئی محلہ کی عورتوں پر نظر نہ پڑے، پانچوں وقت کی نماز مسجد میں ادا کرتے، زیادہ وقت لکھنے پڑھنے میں گزارتا۔ اس نماز میں بجلی یا آئل انجن وغیرہ نہیں تھے مولوی صاحب کا پرلین دور چلاتے، پرلین کی عمارت کی بالائی منزل میں مولوی صاحب کی رہائش تھی۔

خدا رحمت کنداں عاشقانِ پاک طینت را

۱۷ مولوی فیروز الدین صاحب (بانی فیروز سنز) نے اپنی کتاب ”جہادِ زندگی“ میں ص ۱۸۴ پر لکھا ہے ”جب تک دونوں بیویاں بقید حیات تھیں تو مولوی صاحب کو جو آمدنی ہوتی تھی کوڑی کوڑی تک نصف نصف تقسیم کر دیا کرتے تھے“

اظہارِ شکر

صدائقِ کھنفسیہ کی طباعتِ نو کی تحریک جناب شاہ محمد حشمتی اور علامہ اقبال فاروقی کی طرف سے ہوئی، کتابت کے لئے مولانا عبدالحکیم شرف صاحب نے ازراہ نوازش اپنا ذاتی نسخہ عطا فرمایا حواشی اور ترمیم کے سلسلہ میں نے اکثر دیباچہ سنگھ ٹرسٹ لاہور بریلی کے ریسرچ سبیل سے استفادہ کیا جس کے لئے میں مصباح الحق صدیقی (لاہور بریلین)، مولانا سید محمد متین ہاشمی صاحب (ریسرچ ایڈوائزر) اور حافظ غلام حسین (ریسرچ اسٹنٹ) کا تہ دل سے ممنون ہوں پنجاب یونیورسٹی لاہور بریلی اپنے مخطوطات اور ذخیرہ کتب کے لحاظ سے شاید پاکستان کی سب سے عمدہ لاہور بریلی ہے، تحقیق کے سلسلہ میں مجھے یہاں سے بھی بہت مدد ملی جس کے لئے میں جناب ڈاکٹر وحید قریشی (چیئرمین لاہور بریلی کمیٹی)، جناب انوار الحق (لاہور بریلین) اور سید جمیل احمد رضوی (اسٹنٹ لاہور بریلین انچارج اور نیشنل سیکشن) اور ان کے تمام عملہ کا شکر گزار ہوں۔ جناب ڈاکٹر رانا احسان الہی (سابق صدر شعبہ عربی پنجاب یونیورسٹی) نے ازراہ نوازش منظور الاعلام (ابن عزم) کے فوٹو پرنٹ عطا فرمائے، بانگی پور پٹنہ کی شہرہ آفاق خدابخش اور نیشنل پبلک لاہور بریلی سے دو مخطوطات کی مائیکروفلم وصول ہوئی جس کے لئے میں اس کے ڈائریکٹر ڈاکٹر عابد رضا بیدار صاحب کا ممنون ہوں، اسی طرح برلن لاہور بریلی STAATSBIBLIOTHEK-BERLIN کے ہیڈ آف اور نیشنل ڈیپارٹمنٹ Dr. Dieter George کا بھی احسان مند ہوں جن کے نین مخطوطات سے میں نے استفادہ کیا، جناب حکیم محمد موسیٰ صاحب اور ڈاکٹر محمد ایوب قادری نے اپنے مفید مشوروں سے نوازا، مولوی فقیر محمد مرحوم کی صاحبزادی محترمہ غلام مریم صاحبہ (بیگم عبدالحمید خاں مرحوم) نے اپنے والد مرحوم کے ذاتی اور خاندانی حالات پر روشنی ڈالی جس کے لئے میں محترمہ اور ان کے صاحبزادے سعید خاں صاحب کا شکر گزار ہوں، اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر سے نوازے۔

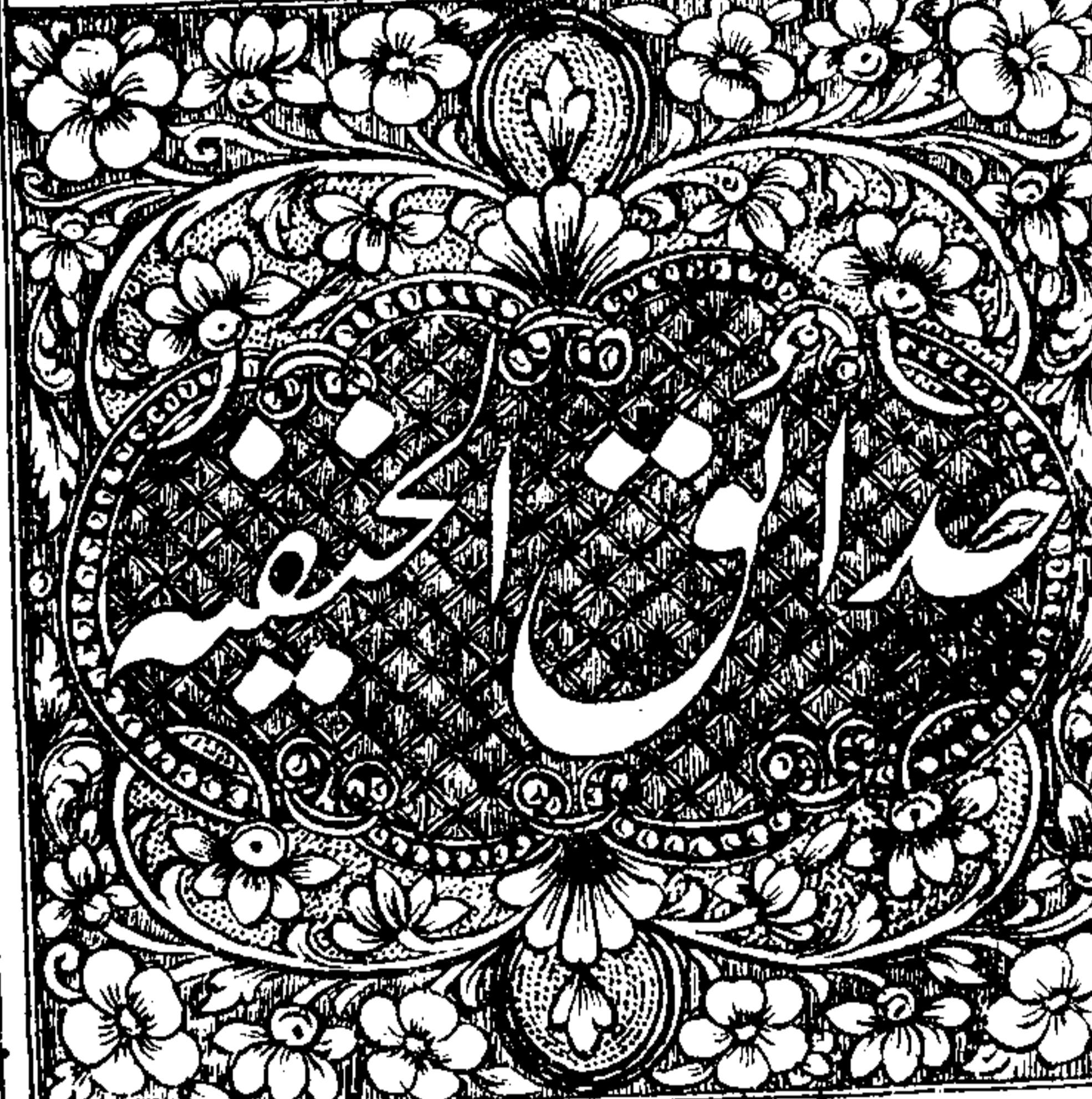
خورشید احمد خاں

۵۸ - مین روڈ

سمن آباد، لاہور

قوله عليه السلام وإن العلماء ورثة الأنبياء

الحمد لله المنعم على كتاب سطات صہین تراجم فقہامی عظام اور علمای کرام حنفیہ کے مذکورین مسماں بہ



جو تالیفات عالم نبیل و فاضل طویل مولوی فقیر محمد صاحب چلبلی نم الاہوری سے ہو

مطبع می مشرقی کتب و مطبعین طبع بین بن ہونی

کس سرورق طبع اول

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي اعلیٰ درجۃ المؤمنین المتقین
والصلوة والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلیٰ الواصلین
المہدیین المہدیین وتابعہم من الائمة المجتہدین
والمستنبطین خصوصاً علی الامام ابی حنیفۃ ہوسراج الامۃ و
امام المسلمین وعلیٰ سائر الفقہاء والمحدثین الی یوم الذین۔
اما بعد میں مفتقر الی الصمد فقیر محمد چیتوی بن حافظ محمد سفارش مرحوم مدت سے
اس زمانہ کے اکثر غیر مقلدین کو جو اپنے کو بچوں من دیگرے نیست سمجھتے ہیں اپنی بہالت سے علمائے
کرام خصوصاً فقہائے عظام حنفیہ رحمہم اللہ کی تحقیر و توہین کرتے دیکھتا اور ان کے حق میں طرح طرح
کے طعن علمی کرتے سنتا تھا اور تعجب سے کہتا تھا کہ الہی ان لوگوں کی عقل و سمجھ پر کیا پتھر پڑ گئے
ہیں کہ جن لوگوں نے اپنی عمدہ تصانیف و تالیفات کے ذریعہ سے علم شریعت کو اطراف و
اکتاف عالم میں پھیلایا اور محض جن کے طفیل سے علم رسالت پناہی ان تک پہنچا، انہیں پر یہ
عقل کے پتلے اپنی سُورِ فہمی سے بے علمی و بے بضاعتی علوم قرآن و حدیث کا دھبہ لگاتے ہیں اور
چاہتا تھا کہ فقہائے عظام و علمائے کرام حنفیہ کے تراجم و حالات میں ایک مفصل کتاب
لکھوں اور ان کے مدارج و مراتب علوم حدیث و فقہ وغیرہ کو جو اس وقت کے علماء و فضلاء کو
ان کا عشرِ عشر بھی حاصل نہیں مع سلسلہ سند ملذور روایت و تاریخ ولادت و وفات وغیرہ
حالات کے ایسی خوبی و خوش اسلوبی سے معرض تحریر میں لاؤں کہ جس کو دیکھ کر بے ادب گستاخ
خود بخود منفعل و شرمسار ہو جائیں مگر اپنے اس ارادے کے پورا کرنے میں ایک بے سامانی،

۱۲ لہ چیتوی، موضع چیتن کی طرف منسوب ہے جو مصنفاتِ جہلم میں واقع ہے

دوسرے کم فرستی کے سبب سے مقصر تھا کیونکہ اگرچہ علمائے سابقین میں سے اکثر فضلاء نے اس باب میں بہت سی کتابیں لکھی ہیں جیہاں شیخ عبدالقادر قرشی نے جواہر المصنہ فی طبقات الحنفیہ اور ملا علی قاری نے اثمار الجندیہ فی تراجم الحنفیہ اور محمود بن سلیمان کفوی نے اعلام الاحیاء من فقہاء نعمان المختار اور قاسم بن قطلوبغا نے تاج التراجم اور مجد الشیرازی اور قطب المکی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی وغیرہم نے خاص فقہائے حنفیہ اور حافظ جلال الدین سیوطی و حافظ ذہبی و حافظ عسقلانی و شمس السخاوی و قطب الیافعی و محمد بن فضل اللہ محبّی وغیرہم نے عام علمائے مذاہب اربعہ کے تراجم میں مفصل و مبسوط کتابیں تالیف فرمائی ہیں لیکن عربی میں اور غیر مطبوعہ ہونے کے سبب سے اس ملک میں بالکل مفقود بلکہ عنقا ہیں مگر اس پر بھی شوق نہایت غالب تھا خصوصاً جب کہ میں نے اپنے اس ارادے کو اپنے محب صادق اور مخلص واثق عالم المعنی وفاضل لوزعی مولوی محمد الدین صاحب مالک العلوم مصنف روضۃ الادب اور وغیرہ سے ظاہر کیا تو انہوں نے نہایت مصر ہو کر مجھ کو اس کتاب کے تالیف کرنے کی صرف ترغیب و تشویق ہی نہ دی بلکہ بعض کتابیں بھی بہم پہنچائیں جس پر میں نے جا بجا سے کتب و رسائل مہیا کر کے اور المسعی منی والانتہام من اللہ تعالیٰ پر کار بند ہو کر روزمرہ تھوڑا سا وقت اس امر اہم اور سراپا خیر پر صرف کرنا شروع کیا۔ اگرچہ اس اشار میں کئی دفعہ بہت سے موانع و ہوا راج بھی پیش آئے مگر تاہم محض تفضلات الہی اور مین و برکت علمائے کرام سے جن کی شان میں عند ذکر الصلحارت نزل الرحمتہ وارد ہے، یہ تذکرہ تین سال کی محنت سے ۱۲۹۷ھ ہجری میں اختتام کو پہنچا اور نام اس کا حدائق الحنفیہ رکھ کر اس کو ایک مقدمہ اور تیرہ حدیقوں پر منقسم کیا۔

مقدمہ فضیلت فقہ و فقہاء اور ان کے طبقات کے بیان میں، حدیقہ اول چار خیابان پر مشتمل ہے، پہلا خیابان امام ائمۃ المجتہدین سراج الامۃ ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوئی رحمۃ اللہ علیہ کے تاریخی حالات میں۔ دوسرا خیابان اس امر میں کہ آپ کی بشارت رسول خدا نے دی ہے۔ تیسرا خیابان آپ کے مناقب میں باقوال ائمہ اعلام و علمائے کرام۔ چوتھی خیابان ان مطاعن کی تردید میں جو حساد و دشمنوں نے آپ پر کئے ہیں۔ حدیقہ دوم دوسری صدی کے فقہاء و علماء کے حالات میں۔ حدیقہ سوم تیسری صدی کے فقہاء و علماء کے حالات میں۔ حدیقہ چہارم چوتھی صدی کے فقہاء و علماء کے حالات میں۔ حدیقہ پنجم پانچویں صدی کے فقہاء و علماء کے حالات میں۔ حدیقہ ششم چھٹی صدی کے فقہاء و علماء کے حالات میں۔ حدیقہ ہفتم ساتویں صدی کے

فقہاء و علماء کے حالات میں۔ حدیقہ ہشتم آٹھویں صدی کے فقہاء و علماء کے حالات میں۔ حدیقہ نہم نویں صدی کے فقہاء و علماء کے حالات میں۔ حدیقہ دہم دسویں صدی کے فقہاء و علماء کے حالات میں۔ حدیقہ یازدہم گیارہویں صدی کے فقہاء و علماء کے حالات میں۔ حدیقہ دو از دہم بارہویں صدی کے فقہاء و علماء کے حالات میں۔ حدیقہ سیزدہم تیرہویں صدی کے فقہاء و علماء کے حالات میں اور جن علماء و فضلاء کی تاریخ وفات معلوم نہیں ہوئی ان کو ہر ایک صدی کے اخیر میں جس جس میں وہ فوت ہوئے، درج کر دیا گیا۔

اس کتاب کی تالیف کے وقت مندرجہ ذیل کتابیں میرے زیر نظر تھیں اور خاص کر انہیں سے ترجمہ کیا گیا ہے :

حسن المحاصرہ سیوطی۔ تاریخ ابن خلدکان۔ تاریخ ابوالفداء۔ دائرة المعارف۔ رد المحتار شرح درالمختار المعروف بہ شامی۔ فائد البہمیہ فی تراجم الحنفیہ۔ روضۃ الصفا۔ حبیب السیر۔ تاریخ دومی المعروف بہ اعظمی یعنی تاریخ کشمیر۔ وقائع نظامی۔ تتمہ تاریخ اعظمی۔ مسند امام خوارزمی۔ میزان امام شعرانی مالکی، اخبار الاحیاء۔ زاد المتقین۔ غایۃ الاوطار اردو شرح درالمختار۔ تذکرۃ الاولیاء۔ فتاویٰ برہنہ۔ تقریب التہذیب۔ شرح سفر السعادتہ وغیر ذلک۔

چونکہ انسان خطا و نسیان سے مرکب ہے اور اس سے خطا کا سرزد ہونا ایک امر لازمی ہے اور میں نے اس امر اہم اور کارِ معظم کو محض

احب الصالحین ولست منهم لعجل اللہ بیری قنی صلاحاً
 سمجھ کر اپنے ذمہ لیا ہے اس لئے اگر کہیں نقل میں کوئی سہو یا غلطی واقع ہو گئی ہو تو علمائے کرام اور ناظرین و الاتمکین سے امید ہے کہ براہ والا ہوسلگی انماض کو کام فرما کر اس کی گرفت سے مجھ ناچیز بچھڑان کر معذور رکھیں گے اور طعن و تشنیع کا ہدف نہ بنائیں گے، والعدس عند کرام الناس مقبول، توکلت علی اللہ وهو حسبی ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

۱۲ مصنف نے عبدالقادر قرشی ہتوفی ۱۰۰۰ھ کی کتاب "جواہر الغنیہ" سے بھی خاصا استفادہ کیا ہے ۱۲ (مرتب)

مقدمہ

فضیلتِ فقہ و فقہاء اور انکے طبقے کے بیان میں

اس میں کسی فرد بشر کو کلام نہیں کہ علم سب چیزوں سے افضل ہے، خصوصاً علم دین کی فضیلت قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور اس میں بھی علم فقہ (جو لغت عرب میں جاننا و سمجھنا شے کا نام ہے اور عرف میں جاننا و سمجھنا احکام شریعت کا ہے اور علمائے اصول فقہ کی اصطلاح میں ان احکام شریعیہ کے جاننے و سمجھنے سے مراد ہے جو دلائل مفصلہ سے حاصل ہوئے ہیں اور فقہ احکام شریعت کے جاننے و سمجھنے والے کو کہتے ہیں اور فقہاء فقہ کی جمع ہے) ایک ایسا شریف علم ہے کہ اس کی کوئی علم برابری نہیں کر سکتا کیونکہ یہ قرآن و حدیث کا ثمرہ ہے اور اسی سے حلال و حرام اور حکم اللہ اور اس کے رسول کا پہچانا جاتا ہے، بلکہ اصول فقہ کے بغیر کلام الہی اور ارشاد رسالت پناہی کی اصل مراد سمجھنی ہی ناممکن ہے اسی لئے فقہ و فقہ کی فضیلت و افضلیت پر کلام اللہ اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم ناطق و شامد ہیں اور اقوال علمائے کرام و فضلاء عظام اس قدر ہیں کہ ان کا احصار خیلے مشکل ہے چنانچہ سورہ توبہ میں ہے وما کان المؤمنون لینفروا کافۃ فلولا نفر من کل فرقة منهم طائفة لیتفقروا فی الدین یعنی مومنوں کو یہ بات جائز نہیں ہے کہ تمام وہ غزائے میں جائیں پس کیوں ہر فرقے میں سے ایک گروہ باہر نہیں گیا اور باقی لوگ فقہت یعنی سمجھ دین میں حاصل کریں۔

تفسیر معالم التنزیل میں اس آیت کے ذیل میں لکھا ہے کہ فقہ سے معرفت احکام دین مراد ہے اور وہ فرض عین اور فرض کفایہ پر منقسم ہے، فرض عین تو مثل علم مسائل طہارت و صلوٰۃ و صوم وغیرہ کے ہے جن کی معرفت ہر ایک مکلف پر لازم ہے اور فرض کفایہ یہاں تک سیکھنا ہے کہ آدمی درجہ اجتہاد اور رتبہ فتیاء کو پہنچ جائے، پس اگر تمام آدمی اس کے تعلم سے بیٹھ گئے تو تمام گنہگار ہوں گے اور جب ہر ایک شہر میں سے ایک ایک آدمی اس کے تعلم کے لئے کھڑا ہو گیا تو باقی لوگوں پر سے فرض ساقط ہو گیا اور ان پر واقعات و حوادث میں اس شخص کی تقلید واجب ہوتی ہے۔ سورہ آل عمران میں ہے ولکن کونوا سبئیین بما کنتم تعلمون الکتب و بما کنتم تتدرسون یعنی لیکن ہو جاؤ تم ربانی اس واسطے کہ ہو تم سکھاتے کتاب اور اس واسطے کہ ہو تم پڑھتے۔ تفسیر معالم میں کونوا سبئیین کی تفسیر میں لکھا ہے کہ علی و عباس اور حسن بصری رضی اللہ عنہم

نے کہا ہے کہ ہونم فقہاء و علماء، ایسا ہی تفسیر عباسی وغیرہ میں ہے اور سنن دارمی میں اس آیت کی تفسیر میں ابی عبد اللہ خراسانی سے روایت ہے کہ صخاک نے کہا ہے کہ ہر ایک شخص پر جو قرآن کو پڑھے فرض ہے کہ وہ فقیہ ہو اور نیز عطار بن سائب سے روایت کی ہے کہ سعید بن جبیر نے کہا ہے کہ ہونم علماء فقہاء انتہی۔ سورہ بقرہ میں ہے ومن یوت الحکمت فقد اوتی خیرا کثیرا یعنی جس کو دی گئی حکمت یعنی فقہ پس تحقیق اس کو دی گئی بہت سی بھلائی۔ تفسیر معالم میں حکمت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ امام مجاہد نے کہا کہ لفظ حکمت سے قرآن و علم اور فقہ مراد ہے۔ تفسیر کبیر اور عباسی میں لکھا ہے کہ حکمت بمعنی علم و فہم ہے اور یہ بعینہ لفظ فقہ کا ترجمہ ہے۔ تفسیر مدارک میں ہے کہ حکمت سے علم قرآن و سنت اور علم نافع موصول الیٰ اصحاب اللہ مراد ہے۔ صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ اور ترمذی و سنن دارمی میں ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت نے فرمایا من یرد اللہ بہ خیرا یفقدہ فی الدین یعنی جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نیکی کرنا چاہتا ہے تو اس کو دین میں سمجھ و بوجھ دیتا اور شریعت کا بھید اس پر کھولتا ہے۔ یہ حدیث باوئی تفاوت آیت ومن یوت الحکمتہ کا ترجمہ ہے۔ صحیح مسلم و سنن دارمی میں ابو ہریرہ سے روایت ہے الناس معادن کمعادن الذهب والفضة خیارہم فی الجاہلیۃ خیارہم فی الاسلام و اذا فقیہوا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کانیں میں چاندی و سونے کی کانوں کی طرح، نیک ان کا جاہلیت میں نیک ہے حالت اسلام میں اور جب کہ وہ فقیہ اور علم شریعت میں صاحب بصیرت ہوں۔ جامع ترمذی میں ابن عباس سے مروی ہے فقیہ واحد اشد علی الشیطن من الف عابد یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک فقیہ ہزار عابد سے شیطان پر سخت تر ہے۔ سنن دارمی میں عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر بہ مجلسین فی مسجدہ فقال کلاهما علی خیر واحدہما افضل من صاحبہ اما ہؤلاء فیدعون اللہ ویرغبون الیہ فان شاء اعطاہم وان شاء منعہم واما ہؤلاء فیتعلمون الفقہ او العلم ویتعلمون الجاہل فہما افضل وانما بعثت محلما فجلس فیہم یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مسجد کی دو مجلسوں میں گزرے پس فرمایا دونوں نیکی پر ہیں لیکن ایک ان دونوں میں سے افضل ہے چنانچہ یہ جماعت جو دعا میں مشغول ہے پس پکارہ تھے ہیں اللہ کو اور رغبت کرتے ہیں اس کی طرف پس اگر چاہے دے ان کو، اگر چاہے نہ دے ان کو لیکن یہ لوگ جو علم میں مشغول ہیں پس سیکھتے ہیں فقہ یا علم کو اور سکھاتے ہیں جاہل کو پس یہ افضل ہیں اور سوائے اس کے نہیں کہ میں بھیجا گیا ہوں معلم پس آپ اس مجلس میں بیٹھ گئے۔ ترمذی میں ابو ہریرہ سے مروی ہے

لا يجتمعان في منافق حسن سميت ولا فقه في الدين يعني آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو خصلتیں منافق شخص میں جمع نہیں ہوتیں ایک اچھی سیرت یعنی خلق اور دوسرے فقیہ ہونا دین میں، ابو داؤد و ترمذی اور ابن ماجہ میں ابن مسعود سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انصر اللہ عبداً سمع مقالتي فحفظها وعاها وادها فرب حامل فقه غير فقيه و سرب حامل فقه الى من هو افقه منه یعنی ترو تازہ کرے اللہ اس شخص کو جس نے سنا میری حدیث کو پس حفظ کیا اس کو اور اسی طرح پہنچایا اس کو (یعنی بغیر تغیر الفاظ کے) کیونکہ بسا اوقات حامل حدیث غیر فقیہ ہوتا ہے اور بسا اوقات حامل حدیث کا پہنچانا ہے حدیث کو اس شخص کے پاس جو زیادہ ترقیہ ہوتا ہے تاکہ وہ اس سے اس کی مراد سمجھے جو پہنچانے والے نے نہیں سمجھی۔

یہاں سے سمجھنا چاہئے کہ جس صورت میں حامل حدیث کے فقیہ کے پاس صرف پہنچانے حدیث کا یہ رتبہ ہے کہ اس کے لئے حضرت نے ترو تازہ رہنے کی دعا کی ہے تو وہ فقیہ جس کے پاس وہ حدیث پہنچی ہے اور اس نے اس کا مطلب سمجھ کر اس سے مسئلہ نکالا ہے اس کے لئے کیا کچھ درجہ ہوگا کیونکہ محض محدث مثل دوا فروش کے ہے اور فقیہ مجتہد مثل طبیب کے ہے جیسا کہ امام عیشی محدث نے امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف سے خطاب کر کے کہا ہے کہ ہم لوگ صرف دوا فروش ہیں اور تم طبیب ہو۔ اور یزیدی نے کہا ہے کہ جو حامل حدیث حدیث کا مطلب نہ جانے وہ مثل خوشبو فروش کے ہے۔ کذا فی عقود الجواهر المنیفة۔ پس طبیب اور دوا فروش میں جو فرق ہیں ہے وہ ظاہری ہے۔ ترمذی میں ابی سعید خدری سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو فرمایا ان الناس لکدر تبع وان سرجالایا تو سکھ من اقطاع الارض يتفقون فی الدین فاذا اتوا کدر فاستوصوا بہم خیراً یعنی لوگ تمہارے تابع رہیں اور تحقیق آدمی تمہارے پاس طرفہ کناف زمین سے آئیں گے تاکہ دین میں فقاہت حاصل کریں، پس جب وہ آئیں تو تم ان سے نیکی کرو مشکوٰۃ میں علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نعر الرجل الفقیہ فی الدین ان احتیج الیہ نفع وان استغنی عنہ اغنی نفسه یعنی اچھا مرد وہ ہے جو دین میں فقیہ ہے اگر احتیاج لائی جائے اس کے پاس تو نفع پہنچاتا ہے اور اگر اس سے بے پروائی کی جائے، تو وہ اپنے نفس کو ان سے بے پروا کرتا ہے۔ دارقطنی و بیہقی نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ما عبد الله تعالى بشيء افضل من فقه في الدين ولكل شيء عباد و عباد هذا الدين الفقه یعنی اللہ کسی چیز کے ساتھ فقاہت فی الدین سے بہتر عبادت

نہیں کیا جاتا اور ہر ایک شے کے لئے ستون ہے اور ستون اس دین کا فقہ ہے۔ احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من تفقه فی دین اللہ عزوجل کفاه اللہ تعالیٰ ما اھمہ و رزقہ من حیث لا یحتسب یعنی جو شخص خدا کے دین میں فقہیت حاصل کرتا ہے تو خدا اس کے مقاصد کو کفایت کرتا ہے اور ایسی جگہ سے اس کو رزق دیتا ہے کہ جہاں سے اس کو گمان بھی نہ ہو، نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صنفاں من امتی اذا صلحوا صلح الناس واذا فسدوا فسد الناس الامراء والفقہاء یعنی میری امت میں دو گروہ ایسے ہیں کہ جب وہ سورتے ہیں تو لوگ بھی سورتے ہیں اور جب وہ فاسد ہوتے ہیں تو لوگ بھی فاسد ہو جاتے ہیں، ایک امراء، دوسرے فقہاء۔ نیز آنحضرت نے فرمایا خیر دینکرا یسرة وخیر العبادۃ الفقہ یعنی بہتر دین تمہارا وہ ہے جو آسان تر ہے اور بہتر عبادت کا فقہ ہے۔ ابو داؤد و ابن ماجہ میں عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا العلم ثلاثۃ ایتہ محکمۃ او سنتہ قائمۃ او فریضۃ عادلۃ وما کان سوی ذلک فهو فضل یعنی علم اصول دین تین ہیں قرآن و حدیث اور جو ان دونوں سے مستنبط ہے یعنی فقہ اور جو ان تین کے سوا ہے وہ لایعنی ہے۔ سنن دارمی میں احنف سے روایت ہے قال عمر تفقہوا قبل ان تسودوا یعنی عمر نے فرمایا کہ پہلے اس سے کہ پیشوا بنائے جاؤ، فقہیت حاصل کرو۔ نیز تمیم الداری سے روایت ہے قال تطاولک للناس فی البنا فی من عمر فقال عمر یا معشر العرب الارض الارض انہ لا اسلام الا بجماعۃ ولا جماعۃ الا بامارۃ ولا امارۃ الا بطاعت فمن سودة قومہ علی الفقہ کان خیوة لہ ولہم و من سودة قومہ علی غیر فقہ کان ہلاک لہ ولہم یعنی عمر کے زمانہ میں لوگوں نے پنائے مکانات میں زیادتی کی، پس عمر نے کہا کہ اے گروہ عرب زمین پر فساد سے بچو، تحقیق اسلام نہیں ہے مگر ساتھ جماعت کے اور جماعت نہیں ہے مگر ساتھ امارت کے اور امارت نہیں ہے مگر ساتھ اطاعت کے پس جس شخص کو پیشوا بنایا اس کی قوم نے فقہ پر، پس ہوئی حیات اس کی اور ان کے لئے اور جس شخص کو پیشوا بنایا اس کی قوم نے غیر فقہ پر، پس ہوئی ہلاکت اس کی اور ان کے لئے۔

طبرانی نے ابن عمر سے روایت کی ہے وقلیل الفقہ خیر من کثیر العبادۃ یعنی تھوڑی فقہ بہتر ہے زیادہ عبادت سے۔ سنن دارمی میں ابن عمر سے مروی ہے قال ارسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معاذ بن جبل واباموسنی الی الیمن قال تسابدا و

تطاولوا ویترا ولا تنفرا فقد ساء الیمن فخطب الناس معاذ فحضرم علی
الاسلام و امرهم بالتفقه فی القرآن وقال اذا فعلتم ذلك فاسئلونی اخبیرهم
عن اهل الجنة من اهل النار فمکتوا ما شاء الله ان یمکتوا فقالوا السعاذ
قد كنت امرتنا اذا نحن تفقهننا وقرأنا ان نسألك فتخبرنا باهل الجنة
من النار فقال لهم معاذ اذا ذکر الرجل بخیر فهو من اهل الجنة واذا ذکر
بشر فهو من اهل النار۔ یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل اور یاموٹے کو یمن کی
طرف بھیجا اور فرمایا کہ اعتماد کرو ایک دوسرے کا اور فرمانبرداری کرو ایک دوسرے کی اور آسانی کرو ایک
دوسرے کے ساتھ اور نفرت نہ کرو ایک دوسرے سے، پس آئے دونوں یمن میں، پس بلا یا معاذ
نے آدمیوں کو اور ترغیب دی ان کو اسلام براورد حکم کیا ان کو قرآن میں تفقہ کرنے کا اور کہا کہ جب پورا
کر لو تم اس بات کو پس پوچھو مجھ سے، میں بتاؤنگا تم کو کون اہل جنت اور کون اہل نار سے ہے پس
وہ ٹھہرے وہاں جب تک خدا نے چاہا کہ وہ ٹھہریں، پس انہوں نے معاذ سے کہا کہ آپ نے حکم
کیا تھا ہم کو کہ جب ہم فقہ حاصل کر لیں اور قرآن خوب پڑھنے لگیں تو آپ سے سوال کریں، پس اب
آپ ہم کو بتائیں کہ کون اہل جنت اور کون اہل نار سے ہے؟ پس کہا ان سے معاذ نے کہ جب آدمی
نیکی کے ساتھ یاد کیا جائے تو وہ اہل جنت سے ہے اور جب وہ بدی کے ساتھ یاد کیا جائے تو
اہل نار سے ہے۔

یہاں تک توفیق اور فقیہ کی فضیلت قرآن و حدیث و آثار صحابہ سے بیان ہوئی اب بطور
نمونہ علمائے کرام کے اقوال سے بیان ہوتی ہے چنانچہ دائرۃ المعارف میں لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ
نے فرمایا ہے کہ دنیا میں فقیہ پر بہیز گاری سے زیادہ کوئی عزت دائر نہیں ہے اور لائق نہیں ہے کہ
قاضی کو عمدہ قضا پر زیادہ ایک برس سے چھوڑا جائے ایسا نہ ہو کہ اس کی فقہیت دور ہو جائے
انتہی۔ اور در مختار میں امام محمد کا قول ہے تفقہ فان الفقہ افضل قائد الی البر والتقوی و
اعدل قاصد وکن مستفید اکل یوم زیادة من الفقہ واسبح فی مجوس الفوائد فان
فقیہا واحد استور عا شد علی الشیطان من الف عابد یعنی فقہ کو سیکھو کیونکہ فقہ افضل
کھینچنے والا ہے نیکی اور پر بہیز گاری کی طرف اور معتدل تر قریب مقصد ہے اور ہو تو ہر روز حاصل کرنے والا
زیادتی کا فقہ سے اور تیرا کر فوائد کے دریاؤں میں کیونکہ ایک فقیہ منقی شیطان پر ہزار عابد سے سخت تر ہے قسطلانی
شرح بخاری میں امام بخاری سے منقول ہے کہ وهو مع ذات منة الحدیث ولیس ثواب

الفقیہ دون من ثواب المحدث فی الاخرة ولا عزة باقل من عز المحدث
یعنی فقہ، حدیث کا ثمرہ ہے اور ثواب فقہ کا آخرت میں محدث کے ثواب سے کم نہیں ہے اور نہ عزت
فقہ کی محدث کی عزت سے کچھ کم ہے۔ درالمختار میں لکھا ہے اذا ما اعتزذو بعلم بعلم فعلم
الفقہ اولی باعترافنا، فکرم طیب یفوح ولا کسک وکم طیر یطیر ولا کبان
یعنی جب صاحب علم کسی علم کے سبب سے فخر کرے تو فقہ کا علم افتخار کے لئے اولی اور مقدم تر ہے
سو بہت سی خوشبوئیں مہکتی ہیں مگر نہیں مہکتیں کستوری کے مثل اور بہت سی پتھریاں اڑتی ہیں مگر نہیں اڑتیں
باز کے مانند، یعنی علم فقہ کا اور علوم سے ایسا افضل ہے جیسے کستوری دیگر خوشبوؤں اور باز دوسرے
پرندوں سے افضل ہیں و خیر علوم علم فقہ لانه یكون الی کل العلوم تو سلا
یعنی سب علموں سے علم فقہ کا بہتر ہے کیونکہ وہ تمام مراتب عالیہ کی طرف وسیلہ ہوتا ہے۔ شامی وغیرہ
میں لکھا ہے کہ فقہ کی اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہوگی کہ فقہ کی کتابوں کو صرف دیکھنا ہی نماز تہجد
سے افضل ہے اور فقہ کا پڑھنا قرآن کے زائد حاجت کے پڑھنے سے بہتر ہے کیونکہ فقہ کا تعلم
بقدر حاجت کے فرض عین ہے اور زائد از حاجت کفایہ اور قرآن کا تعلم بقدر حاجت فرض اور
زائد از حاجت سنت ہے، اور فرض سنت سے افضل ہوتا ہے۔

ملفوظ وغیرہ میں امام محمد بن حسن سے منقول ہے کہ مرد کو لائق نہیں کہ شعر گوئی اور خودانی
میں مشہور ہو کیونکہ ان کا انجام گداگری اور لڑکوں کا پڑھانا ہے اور نہ حساب دانی میں معروف ہو کہ
اس کا انجام کارپیمائش اراضی کی ہے اور نہ تفسیر دانی میں کیونکہ اس کا انجام کار و عظ گوئی اور
قصہ خوانی ہے بلکہ لائق یہ ہے کہ اس کا علم حلال و حرام وغیرہ یعنی فقہ میں ثابت ہو جس سے
چارہ نہیں۔ انتہی

غایۃ الاذکار میں طحاوی سے منقول ہے کہ علوم تین قسم ہیں، ایک وہ جو پختہ ہو گیا،
اور محترق نہیں ہوا یعنی قواعد اس کے مقرر ہو کر ان پر جزئیات متفرع ہو چکے اور دفع اعتراضات
اور تفصیل اقاویل اور توضیح مشکلات ہو گئی لیکن احتراق یعنی کمال اور غایت کو پہنچنا نہیں ہوا سو وہ
علم نحو و اصول فقہ ہے کیونکہ ان علوم کے اگرچہ قواعد دون یعنی مرقوم ہو گئے لیکن ان کے فروع
مستنبطہ ہنوز کمال کو نہیں پہنچے۔ اور ایک علم وہ ہے جو نہ پختہ ہو نہ محترق اور وہ علم بیان و تفسیر ہے
کیونکہ علم بیان جس میں بلاغت کے تینوں علم یعنی معانی، بیان، بدیع شامل ہیں، ذوق کی طرف راجع
ہے جس کی کچھ نہایت نہیں اور آدمی اس میں مختلف ہیں اور علم تفسیر کے عدم کمال کی وجہ یہ ہے

کہ موضوع علم تفسیر کا باعتبار معانی و وجوہ اعجاز اور موضع مناسبات وغیرہ جن کا سوائے علم الغیوب کے کوئی محیط نہیں ہو سکتا، فہم مراد ربانی ہے پس اس کی نہایت کس طرح حاصل ہو سکے؟ اور ایک علم وہ ہے جو پختہ ہو اور کمال کو بھی پہنچ گیا سو وہ علم حدیث اور علم فقہ کا ہے، علم حدیث کا نہایت رتبہ کو پہنچنا یہ کہ محدثین نے، جزاہم اللہ خیراً، اسرار الرجال اور ان کے نسب اور طبقات میں کتابیں تصنیف کیں اور قوی الحفظ وضعیف الحفظ اور صحیح الروایۃ و فاسد الروایۃ کو بیان کر دیا اور فنون احادیث میں طرح طرح کی کتابیں لکھیں اور مراد و احکام احادیث کو بہر مجتہد کے فہم کے موافق بیان کیا اور کوئی حالت منتظرہ باقی نہیں رکھی اور فقہ کی تکمیل تو ظاہر ہے کہ مجتہدین رحمہم اللہ نے قرآن اور حدیث میں امعان نظر کر کے بال کی کھال نکالی، قواعد مقرر کئے اور ان پر جزئیات متفرع کئے، اور خلائق کے حوادث باوجود ان کے اختلاف مواقع کے بعینہا لکھ دئے بلکہ فقہاء نے ان امور میں تکلم کیا ہے جو کبھی واقع نہیں ہوتے اس خیال سے کہ مبادا اگر ایسا واقع ہو تو مسلمان حیران نہ ہوں اور جو جزئیات منصوص نہیں وہ نادر ہے، کیا ب ہے اور گاہے منصوص بھی ہوتی ہے مگر ناظر اس کے محل سے قاصر ہے اور فہم کا تصور ہے ورنہ ہر فرقہ میں مذکور ہے خواہ بمفہوم (کنایتاً) خواہ بمنطوق (صراً) انتہی۔

میزان الشعرانی میں لکھا ہے کہ اگر مجتہدین، جزاہم اللہ خیر الجزار، امت کے لئے قرآن و حدیث سے احکام کا استنباط نہ کرتے تو ان کے سوا کوئی شخص اس بات پر قادر نہ ہو سکتا اور جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگر قرآن شریف کے اجمال کو ہمارے لئے بیان نہ کرتے تو کوئی ہم میں سے کیفیت طہارت و صلوٰۃ و حج و زکوٰۃ اور عدد رکعت نماز اور ارکان صیام و بیع و نکاح وغیرہ احکام شرع کو قرآن سے استنباط نہ کر سکتا، اسی طرح اگر مجتہدین احادیث کے اجمال کو ہمارے لئے بیان نہ کرتے تو ضرور شریعت مجمل پڑی رہتی اور ایسی بات ہر ایک زمانے میں بہ نسبت زمانہ ماقبل کے قیامت تک رہے گی کیونکہ اجمال کلام علماء میں ہمیشہ قیامت تک ساری ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو کوئی کسی کتاب کی شرح و حواشی نہ لکھتا انتہی ملخصاً۔

اسی وجہ سے استنباط و اجتہاد کرنے کا خود شارع نے حکم دیا ہے اور خود بھی کیا ہے چنانچہ ترمذی و ابوداؤد و دارمی میں حضرت معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قاضی بنا کر میں کی طرف بھیجا تو ان سے پوچھا کہ جب کوئی مقدمہ تمہارے پاس آوے گا تو تم اس کا کس طرح فیصلہ کرو گے؟ انہوں نے کہا بوجہ کتاب اللہ کے فیصلہ کر دوں گا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر کتاب اللہ میں اس کا حکم نہ پاؤ تو پھر کیا کرو گے؟ انہوں نے کہا کہ بوجہ سنت

رسول اللہ کے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر سنت رسول اللہ کی نہ پاؤ تو پھر کیا کرو گے؟ عرض کیا کہ اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور اس کے پانے کی کوشش میں کمی نہ کروں گا۔ معاذ کہتے ہیں کہ پھر حضرت نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر مار کر کہا کہ شکر ہے اس خدا کا جس نے رسول کے رسول کو اس امر کی توفیق دی جس سے خدا کا رسول راضی ہوا، انتہی۔

صحیح نسائی میں عبدالرحمن بن زید سے مروی ہے کہ نہیں تھا ہم کو کوئی حکم اور نہ ہم اس مقام میں تھے پس خدا نے ہم پر تقدیر کیا کہ ہم اس جگہ میں پہنچے جہاں تم دیکھتے ہو، پس جس شخص کو اس سے پیچھے کوئی امر لاحق ہو تو اس کو چاہئے کہ ایسا حکم کرے جو کتاب اللہ میں ہو اور اگر وہ ایسا امر ہے کہ کتاب اللہ میں نہیں ہے تو اس چیز کے ساتھ حکم کرے جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا کیا، اور اگر ایسا امر لاحق ہو جو نہ کتاب اللہ اور نہ حدیث رسول اللہ اور نہ قول صلحاء میں ہے تو چاہئے کہ اپنی عقل و رائے سے حکم دے اور یہ نہ کہے کہ میں اپنی عقل و رائے سے حکم کرتے ڈرتا ہوں کیونکہ حلال و حرام ظاہر ہیں اور حلال و حرام کے درمیان کچھ امور مشتبہ ہیں، پس ان چیزوں کو جو شک میں ڈالیں، چھوڑ دینا چاہئے اور اس طرف جانا چاہئے جو شک میں نہ ڈالیں، انتہی۔

سنن دارمی میں عبداللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا جب تم پوچھے جاؤ کسی چیز سے تو پہلے کتاب اللہ میں دیکھو اگر اس میں جواب نہ پاؤ تو سنت رسول اللہ کو دیکھو، اگر اس میں بھی جواب نہ پاؤ تو مسلمانوں کے اجماع کو دیکھو، اگر ان کا اجماع بھی نہ پایا جاوے پس اپنی رائے سے اجتہاد کرو اور یہ نہ کہو کہ میں ڈرتا ہوں کیونکہ حلال بھی ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے اور درمیان ان کے امور مشتبہ ہیں، پس چھوڑو اسے اس چیز کو جو شک میں ڈالے تجھ کو اس چیز کی طرف جو نہ شک میں ڈالے تجھ کو۔ اور عبداللہ بن ابی یزید سے روایت ہے کہ جب عبداللہ بن عباس سے کوئی امر پوچھا جاتا تو اگر قرآن میں ہوتا تو قرآن سے جواب دیتے، اگر قرآن میں نہ ہوتا تو حدیث سے جواب دیتے، اگر حدیث میں بھی نہ ہوتا تو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے قول سے اگر ان کا قول بھی نہ ہوتا تھا تو اپنی رائے سے جواب دیتے تھے، انتہی۔

ابوداؤد و ترمذی و نسائی اور ابن ماجہ نے طلق بن علی سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے ہاتھ لگانے ذکر سے بعد وضو کے (یعنی اگر کوئی متوضی اپنے آلت کو چھو لے تو اس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟) آپ نے فرمایا کہ کیا ذکر مرد کے گوشت سے ایک ٹکڑا نہیں ہے یعنی اس سے وضو نہیں ٹوٹتا، انتہی۔ یہاں خود حضرت نے ذکر کو دیگر اعضا پر قیاس

کر کے فرمایا کہ جس طرح دیگر اعضاء کے چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا اسی طرح متوضی کے آلت کو ہاتھ لگانے سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا اور مجتہدین کو قیاس کرنے کا طریقہ بتا دیا۔

شرح سفر السعادت کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ صحابہ کو بسبب برکت صحبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور نورانیت باطن اور صفائے عقیدت کے کوئی اختلاف و شبہ نہ تھا اور بسبب سعادت طوع انوار کتاب و سنت اور حضور نور نبوت اور شہود موار و وحی و تنزیل کے قیاس و اجتہاد کی حاجت نہ تھی مگر چند مسئلوں میں جو بعد رحلت حضرت سرور کائنات کے گونہ اختلاف واقع ہوا ہر ایک ان میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دریاے علم و چشمہ فضل اور باران رحمت سے مثل نہریا حوض یا جدول کے تھا چونکہ اوقات صحبت کے مختلف تھے اور تمام صحابہ ایک وقت ہمیشہ حضرت کی مجلس میں حاضر نہ رہتے تھے، و نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل بسبب زیادہ شفقت و توسعہ رحمت امت کے بجز فرائض و واجبات کے نوافل و مستحبات و فضائل اعمال میں ہمیشہ ایک طرز پر نہ تھا کہ مبادا واجب کی حد کو پہنچ کر امت پر فرض ہو جاوے کیونکہ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ جس عمل کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدامت کرتے تھے، خدا کا حکم اس کی فرضیت و وجوب پر نازل ہو جاتا تھا اس لئے صحابہ میں سے ہر ایک نے وہ دیکھا اور پایا جو دوسرے نے نہ دیکھا اور پایا چنانچہ اسی سبب سے صحابہ کے علوم میں مخالفت و معاریت ظاہر ہوئی اور بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ایک ان میں سے مع بہت سے حصے فیوض علمی اور انوار سنت کے بلاد و امصار اسلام میں متفرق ہو کر نشر علوم و احکام میں مشغول ہوا اور دوسری جماعت عرب و عجم کی جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور نہ زمانہ نبوت کو پایا صحابہ کی خدمت میں دوڑے اور ان کی صحبت میں رہ کر ان سے انوار علوم کا اقتباس کیا ان کو تابعین کہتے ہیں اور جس جماعت نے صحابہ سے ملاقات نہ کی اور تابعین کے پاس آکر ان سے استفادہ و استفادہ کیا، ان کو تبع تابعین کہتے ہیں اور یہی تین گروہ یعنی صحابہ و تابعین و تبع تابعین، مقتدایان دین و بہترین امت ہیں بحکم حدیث خیر امتی قرنی الذین اتا فیہم شرا الذین یلوئہم شرا الذین یلوئہم پس تابعین و تبع تابعین میں بسبب اختلاف علوم و کثرت وقائع و حوادث اور استدلال حجاب باعث بعد زمانہ نبوت اور ورود انوار وحی کے اجتہاد نے کثرت پائی اور اختلاف شائع ہوا اور تحقیقت میں باعث توسیع امر و سعۃ دائرہ رحمت حق ہووے، انتہی۔

علامہ کفوی نے اعلام الاخیار میں لکھا ہے کہ ہمارے پیغمبر نے جو ان پر نازل ہوا ہم کو پہنچایا اور دین سکھایا اور حکم کیا اور حدود کو قائم اور شرع کو بیان کیا اور اقامت امر دین میں جیسی کہ چاہئے کوشش کی اور اس کو جاری و لازم کیا، پھر خلفاء راشدین اور وجوہ صحابہ نے اقامت دین اور اجراء شرع میں اور تعیین قواعد موحدین اور توہین کید اعداء اللہ المبتدعین میں اپنی کوششوں کو فرج کیا اور اسلام کو اس کی رگوں سے قائم کیا اور ہر ایک امر کو اپنے مستند سے مضبوط کیا وراں حالیکہ بسبب شرف صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طعن سے سالم اور بیاعت برکت خدمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شائبہ عیب سے مصون تھے پس اُنکے نشان ان لوگوں کے واسطے جو ان کے پیچھے ہوئے، راہ راست اور واسطے دفع تاریکی گمراہی کے چراغ روشن ہوئے، اسی طرح تابعین نے ان سے فتوے میں مزاحمت کی اور بغیر خلافت کے ان سے موافقت کی اور خلافت دین کے واسطے ان سے احکام دین کو نقل کیا وراں حالیکہ وہ سنن اسلاف کے ٹھیکے اور بزرگوں کے نشانوں کے حاوی تھے اور چونکہ حوادث ایام کی تعداد سے خارج اور معرفت ان کے احکام کی روز قیامت تک لازم تھی اور ظواہر نصوص ان کے بیان کو غیر مکنتی تھے اس لئے وہ اپنی رائے کے ساتھ اجتہاد کرنے پر مجبور ہوئے، پس انہوں نے اجتہاد کیا اور قواعد اصول کی بنیاد قائم کی اور تعیین مذہب پر عزم بالجزم کر کے اس چیز سے مستفیض ہوئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے یعنی لم یبعث معاذالی الیمن قاضیا قال لہ بد تقضی یا معاذ اللہ پھر علمائے دین اور ائمہ مجتہدین نے اپنی کوششیں تحقیق مسائل شرعیہ اور تدقیق نظائر فرعیہ میں طرح کیں اور احکام فروع کو اولہ اربعہ (قرآن - حدیث - اجماع - قیاس) سے استنباط کیا پس اتفاق ان کا حجت قاطعہ اور اختلاف ان کا حجت واسعہ ہے، انتہی۔

شامی میں لکھا ہے کہ فقیہوں نے کہا ہے کہ فقہ کا کھیت عبداللہ بن مسعود نے بویا اور علقمہ بن قیس نے اس کو سینچا اور ابراہیم نخعی نے اس کو کاٹا اور حماد بن مسلم نے اس کو مانڈا یعنی بھوسی سے اناج جدا کیا اور ابو حنیفہ نے اس کو پیسا اور ابو یوسف نے اس کو گوندھا اور محمد بن حسن نے اس کی روٹیاں پکائیں اور باقی اس کے کھانے والے ہیں۔ یعنی اجتہاد اور استنباط احکام کا طریقہ ابن مسعود سے شروع ہوا اور فقہ کی ترقی ہوتی گئی یہاں تک کہ امام الائمہ سراج الائمہ ابو حنیفہ نے کمال کو پہنچا کر مدون کیا اور بابوں میں مرتب کر کے کتاب الفرائض و کتاب الشروط تصنیف کیں اور آپ کی پھیروی امام مالک نے موطامیں کی اور محمد بن حسن نے آپ کی روایات کو جمع کر کے فروع

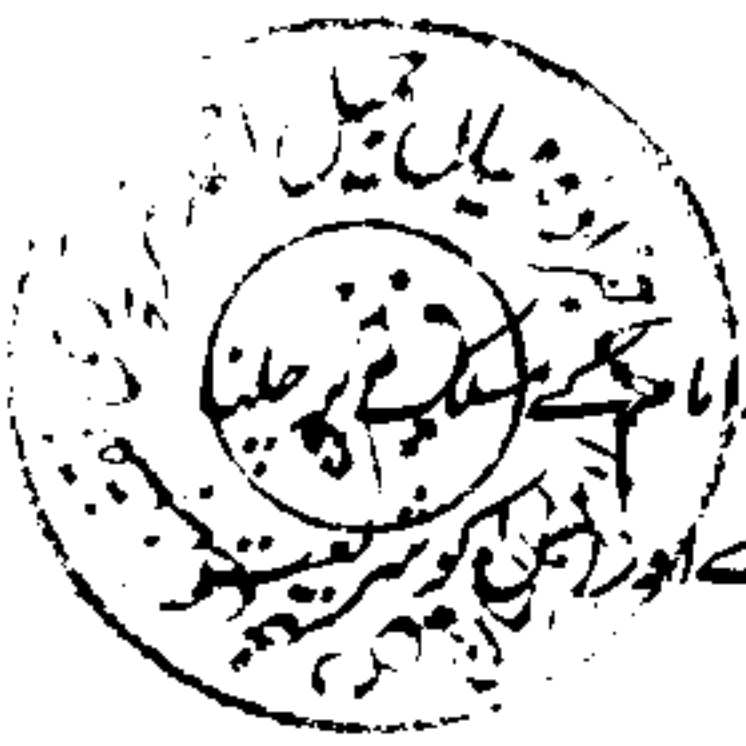
کو نتیجہ کیا اور جس قول سے آپ نے رجوع کیا اس کو بیان کر دیا اور جو حوادث ان کے وقت میں بکثرت ہوئے تو انہوں نے فقہ کو مدون کر کے اس قدر کتابیں تصنیف کیں کہ جس سے ایک عالم کو غیر محتاج کر دیا اور سب لوگوں کو ان سے فائدہ پہنچ رہا ہے، انتہی ملخصاً۔

مدارج فقہاء

علمائے لکھا ہے کہ فقہاء سات طبقوں پر منقسم ہیں :

پہلا طبقہ مجتہدین کا ہے جیسے امام ابوحنیفہ و مالک و شافعی و احمد بن حنبل اور ان کے مانند جنہوں نے اصول اور قواعد کو مؤسس اور مقرر کیا اور احکام فروع کو دلائل اربعہ یعنی کتاب و سنت و اجماع اور قیاس سے مستنبط کیا اور وہ اس میں کسی کے مقلد نہیں، یہ طبقہ اعلم و افضل علمائے اسلام سے ہے خصوصاً چاروں ائمہ کے برابر اب تک کسی کو علم اور فہم حاصل نہیں ہوا اور نیز چونکہ ان کا زمانہ حضرت کے بہت قریب تھا اس لئے حضرت کے وقت کی رسم و عادات اور اس وقت کی بول و چال کا طریق جو یہ سمجھتے تھے اس وقت کے عالموں کو سمجھنا کہاں نصیب ہے؛ پس اسی واسطے تیسری یا چوتھی صدی میں چاروں ائمہ کے مذہب مقرر ہو گئے اور مسائل فروع میں ہوا ان چار مذہبوں کے اور کوئی باقی نہیں رہا بلکہ جو شخص ان کی مخالفت کرے اس کے قول کے بطلان پر اجماع مرکب منعقد ہوا ہے لقولہ تعالیٰ ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ماتولیٰ ونصلہ جہنم وساءت مصیرا۔ جیسا کہ تفسیر مظہری میں مذکور ہے اور طحاوی نے شرح درمختارہ کی کتاب الذبح میں لکھا ہے کہ بعض مفسروں نے کہا ہے کہ فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت کا چارہ مذاہب یعنی حنفی و مالکی و شافعی و حنبلی پر جمع ہوا ہے اور جو شخص ان چارہ مذاہب سے خارج ہے وہ اہل بدعت و نار سے ہے، انتہی۔

اور مجتہدین کا خدا کے نزدیک یہ رتبہ و منصب ہے کہ وہ خطاری الاجتہاد میں بھی مستحق ثواب ہیں یعنی وہ مسئلہ جو قرآن و حدیث اور اجماع امت میں صاف مذکور نہیں اور مجتہد اس کو اپنے قیاس سے قرآن و حدیث میں غور کر کے نکالتا ہے پس اگر اس نے وہ مسئلہ ٹھیک نکال لیا ہے تو اس کو دو ثواب ملیں گے یعنی ایک اس کی محنت اور دوسرا ٹھیک بات پا جانے کا، اور اگر وہ اس میں چوک گیا ہے تو اس کو صرف محنت کا ایک ثواب ملے گا جیسا کہ صحیحین میں بروایت عمر بن العاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے اور یہ جو ائمہ اربعہ کے مقلدین اپنے ائمہ کی طرف منسوب ہو کر حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی کے نام سے مشہور ہوئے ہیں اس کا مطلب صرف یہی ہے کہ ان کو ایک دوسرے



سے امتیاز حاصل ہو ورنہ واقع میں ہر ایک فرقہ محمدی ہے اور ان کا اپنے اپنے امام کے تسلیم پر چلنا اور ان کی تقلید کرنا عین طریقہ نبویہ پر چلنا ہے جو شخص اس نسبت سے عار کرتا ہے اور ان کو سرسبز و سرسبز کے مخالف سمجھتا ہے وہ خود گمراہ ہے اور لوگوں کو گمراہ کرتا ہے۔

دوسرا طبقہ مجتہدین فی المذاہب کا ہے چنانچہ امام ابو یوسف و محمد وز فر وغیرہ اصحاب امام ابو حنیفہ جنہوں نے ادلہ اربعہ سے ان قواعد کے بموجب احکام کو نکالا جو امام نے مقرر کئے اگرچہ صاحبین وغیرہ نے بعض احکام مرفوع میں امام کا خلاف کیا ہے لیکن قواعد اور اصول میں ان کے تابع ہیں اور اسی وجہ سے امام شافعی وغیرہ ائمہ سے ممتاز ہیں۔

تیسرا طبقہ مجتہدین فی المسائل کا ہے چنانچہ ابی بکر خصاف اور طحاوی اور ابو الحسن کرخی و شمس الائمہ شمس و شمس الائمہ حلوانی و فخر الاسلام بزودی اور فخر الدین قاضی خان و صاحب ذخیرہ و محیط برہانی اور شیخ ظاہر احمد صاحب نصاب و خلاصۃ الفتاویٰ اور مثل ان کے اور علماء جو امام کی مخالفت نہ اصول نہ فروع میں کر سکتے ہیں لیکن امام کے قواعد سے ان مسائل کا استنباط کرتے ہیں جن میں امام سے کوئی روایت نہیں ہے۔

چوتھا طبقہ مقلدین سے اصحاب تخریج کا ہے چنانچہ رازی وغیرہ جو اجتہاد پر اصلاً قادر نہیں لیکن احاطہ اصول اور ضبط ماخذ سے امام یا اصحاب امام کے قول مجمل ذمی الوجبین اور حکم مبہم محتمل الامرین یعنی قول پہلو دار کی تفصیل پر اس کے امثال اور نظائر پر قیاس کر کے قادر ہیں ہدایہ میں جو بعض مواقع پر تخریج رازی کا ذکر آیا ہے تو اس کا یہی مطلب ہے۔

پانچواں طبقہ مقلدین میں سے اصحاب ترجیح کا ہے چنانچہ ابو الحسن قدوسی اور صاحب ہدایہ و ابن ہمام اور مثل ان کے جن کا یہ رتبہ ہے کہ ایک روایت کو دوسری روایت پر اس طرح ترجیح دیتے ہیں کہ یہ قول درایت کی راہ سے اولیٰ یا اصح ہے یا روایت کی رو سے اوضح ہے یا قیاس سے یہ زیادہ موافق ہے یا عوام کے لئے زیادہ سہل و آسان ہے۔

چھٹا طبقہ ان مقلدین کا ہے جو ماہن اقوال و قوی اور ضعیف اور ظاہر مذہب اور ظاہر الروایت اور روایت نادرہ کے امتیاز کرنے پر قادر ہیں چنانچہ شمس الائمہ محمد کریمی و جمال الدین حصیری و حافظ الدین نسفی وغیرہ مثل مصنفین متون اربعہ یعنی صاحب کثر الدقائق اور صاحب مختار اور صاحب وقایہ اور صاحب مجمع کے، ان کا رتبہ ہے کہ اپنی کتابوں میں اقوال مردود اور روایات ضعیفہ کو نقل نہیں کرتے، اور یہ ادنیٰ طبقہ فقیہوں کا ہے۔

ساتواں طبقہ ان مقلدوں کا ہے جو تمیز روایات پر قادر نہیں، لائبر اور فریبہ میں فرق نہیں کرتے، شمال کو یمین سے ممتاز نہیں کرتے بلکہ حاطب اللیل یعنی رات کی لکڑیاں جمع کرنے والے کے مانند جو روایات پاتے ہیں ان کو جمع کرتے ہیں، ان کو فتوے دینا جائز نہیں ہے مگر بطور حکایت کے، کذا فی غایۃ الاوطار نقلاً عن کتاب اعلام الاخبار۔

حدیث اول

پہلا خیابان

امام ائمۃ المجتہدین سراج الائمۃ ابو حنیفہ نعمان کو فی رحمۃ اللہ علیہ کے تاریخی حالات میں

نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان بن ثابت بن قیس بن یزدگرد بن شہریار بن پرویز بن نوشیروان بادشاہ۔ تاریخ ابن خلکان وغیرہ میں خطیب بغدادی سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہ کے پوتے اسمعیل نے کہا کہ میں اسمعیل بن حماد بن نعمان بن ثابت بن مرزبان فارس کے ابنائے احرار میں سے ہوں اور خدا کی قسم ہم پر کبھی رقی واقع نہیں ہوئی۔ میرے دادا ابو حنیفہ ۸۵ ہجری میں پیدا ہوئے اور پردادا میرے یعنی ثابت، صغیر سنی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لائے گئے اور حضرت علی نے ان کے اور ان کی اولاد کے حق میں برکت کی دعا کی اور ہم امید کرتے ہیں کہ تحقیق خدا تعالیٰ نے حضرت علی کی دعا ہمارے حق میں قبول کی اور نعمان بن مرزبان جو ثابت کا باپ ہے اس نے نوروز کے روز حضرت علی کو تحفہ کے طور پر فالودہ بھیجا تھا جس پر حضرت نے فرمایا کہ اسی طرح ہر روز ہم کو فالودہ دیا کر، انتہی۔

شامی میں ابن حجر کی کتاب خیرات الحسان فی مناقب النعمان سے منقول ہے کہ اکثر علماء اس بات پر ہیں کہ ابو حنیفہ کا دادا اہل فارس سے تھا، انتہی۔ طاعلی قاری نے رسالہ نسب نامہ رسول اللہ بحجاب قفال مروزی میں لکھا ہے کہ ہم کو سلاطین دنیا سے ابراہیم بن ادہم کفایت کرتا ہے جو علم اور عمل اور اعراض عن الدنیا اور عقبیٰ کی طرف متوجہ ہونے اور مولیٰ کے ساتھ حاضر رہنے میں ہمارے امام ابو حنیفہ کا شاگرد ہے باوجودیکہ سلاطین ہر زمانہ اور ممالک کے مثل سلاطین روم و ماوراء النہر و ہند و سندھ، برہ اور بحر میں امام ابو حنیفہ کے مذہب پر ثابت رہے ہیں شاید اس میں یعنی بادشاہوں کے امام ابو حنیفہ کے مذہب پر ہونے میں یہ حکمت ہے کہ ابو حنیفہ اولاد نوشیروان بادشاہ فارس سے ہیں، انتہی۔ وہ جو ابن خلکان نے لکھا ہے کہ

امام ابو حنیفہ یعنی نعمان بن ثابت بن زوطی بن ماہ کے بیٹے ہیں اور زوطی بن تیم اللہ بن ثعلبہ کا غلام تھا جس کو اس نے آزاد کر دیا تھا، اس سے امام پر رقیبت واقع نہیں ہوتی کیونکہ یہ قول بلا سند ہے اور اس مستند روایت مذکورہ کا جس کو امام کے پوتے اسمعیل بن حماد نے قسمیہ بیان کیا ہے بالکل مخالف ہے اس لئے قابل اعتبار نہیں اور نیز اس میں کچھ شک نہیں کہ صاحب گھر کا اس چیز سے جو گھر میں ہے، غیر سے زیادہ واقف ہوتا ہے پس اس معاملہ میں اسمعیل بن حماد کی روایت معتبر ہے نہ کہ غیر کی بے سند بات۔ اگر بالفرض تسلیم بھی کر لیا جاوے کہ اس قول کی کچھ اصل ہوگی تو بقول صاحب مدارالحق ان قولوں کی تطبیق اس طرح پر ہو سکتی ہے کہ اسمعیل بن حماد بن ابو حنیفہ کا یہ قول کہ ہم اصرار ابا نائے فارس سے ہیں اور خدا کی قسم ہم پر ہرگز کبھی رقیبت واقع نہیں ہوئی باعتبار جد صحیح کے ہے اور دوسرا قول یعنی نعمان بن ثابت بن زوطی باعتبار جد فاسد کے ہے اور رقیبت والدہ کی طرف سے کوئی غیب نہیں ورنہ معاذ اللہ حضرت اسمعیل علیہ السلام کی رقیبت لازم آئے گی کیونکہ ان کی والدہ حضرت ہاجرہ حضرت سارہ کی کنیز تھیں، ولادت آپ کی کوفہ میں ۱۱ھ ہجری اور بقول اصح غرہ ذی الحجہ ۱۱ھ ہجری میں ہوئی۔

مفتاح السعادة میں منقول ہے کہ جب حضرت ثابت آپ کے والد ماجد فوت ہوئے تو آپ کی والدہ ماجدہ سے امام جعفر صادق نے نکاح کیا اور آپ اس وقت صغیر سن تھے، پس آپ نے امام جعفر صادق کی گود میں پرورش پائی اور یہ آپ کے لئے منقبت عظیمہ ہے۔ آپ بعد تحصیل علم ضروری کے ہوش سنبھالتے ہی خرید و فروخت میں مشغول ہوئے لیکن چونکہ امام شعبی کو فی سنی آپ میں یقظہ اور ہونہاری دیکھی تو آپ کو کمال تحصیل علم کی رہبری کی۔ اس پر آپ خرید و فروخت کا کام چھوڑ کر علم میں مشغول ہوئے یہاں تک کہ علم کلام میں مشار الیہ زمانہ ہوئے، پھر آپ کے جی میں آیا کہ اصحاب و تابعین ایسے نہیں ہوتے بلکہ انہوں نے ایسے علوم سے ممانعت کی ہے اور بجز شریعت و فقہ کے اور کسی علم میں انہوں نے خوض نہیں کیا، اس پر آپ حدیث و فقہ میں مشغول ہوئے چنانچہ چار ہزار مشائخ، تابعین و کبار تبع تابعین سے فقہ و حدیث کو اخذ کیا جن میں سے

۱۔ وہ جو صاحب اتحاف النبلا نے اس روایت پر بائیں طور شیش زنی کی ہے کہ دریں نقل بعض اہل علم کلام کو ردہ اند، یہ محض ان کا تعصب اور سراسر دھوکہ دہی ہے، اگر اس دعوئے میں سچے تھے تو بعض میں سے ایک

کا نام کیوں نہ لکھ دیا؟ ۱۲ منہ

بعض کے نام حسب ذیل ہیں :

ابراہیم بن عبدالرحمن سنکسکی ، ابراہیم بن محمد بن منتشر الابدع الہمدانی الکوفی ، ابراہیم بن مسلم
العبدی الہجری ، ابراہیم بن مہاجر بن جابر البجلی الکوفی ، ابراہیم بن یزید الخوزی المکی ، ابان بن ابی عیاش
فیروز البصری ، ابی عبیدہ بن المعتب البصینی ، ابی یعفر ، ابی السوار قال ابو محمد البخاری الصواب ،
ابی المایئہ ، ابی خوایط بن طریق ، ابی ماجد ، آدم بن علی البکری ، اسحق بن ثابت بن عبیدہ الانصاری ،
اسقیل بن بہلول بن عمرو الصیرفی المعروف بالمجنون ، اسمعیل بن عبد الملک ، اسمعیل بن ابی خالد الحمصی ،
اسمعیل بن عیاش الحمصی ، اسمعیل بن امیئہ ، اسمعیل بن مسلم المکی ، ایوب بن عائد کوفی ، ایوب بن تمیمہ
کیسان السخنی ، بشر بن قرۃ کوفی ، بشر بن سلمان الکوفی ، بلال بن مرداس الفزائی ، بیان بن بشر
الکوفی ، تمیم بن سلمہ کوفی ، ثابت بن اسلم البنانی ، جابر بن یزید الجوفی ، جامع بن ابی راشد کوفی ، جامع
بن شداد المحاربی الکوفی ، جبہ بن سحیم الکوفی ، جریز بن سعد الکوفی ، امام جعفر صادق بن محمد بن علی بن
حسین بن علی بن ابی طالب ، حاتم بن دردان بصری ، حارث بن عبدالرحمن الہمدانی الکوفی ، حبیب
بن ابی ثابت بن قیس ، حبیب بن ابی عمرہ الکوفی ، حجاج بن ارطاة الکوفی ، حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب
حسن بن الحر بن حکم الکوفی ، حسن بن سعد الکوفی مولی امام حسن ، حسن بن عبداللہ الکوفی ، حسن بن عبید اللہ
الکوفی ، حسین بن عبدالرحمن الکوفی ، حکم بن عتیبہ الکوفی ، حکیم بن جبر الکوفی ، حماد بن ابراہیم ، حماد
بن ابی سلیمان الکوفی ، حمید بن ابی حمید الطویل البصری ، حمید بن قیس الاعرج المکی ، خالد بن عبداللہ
خالد بن علقمہ ، خالد بن سعید الشعبي المدنی ، خالد بن عبداللہ الانصاری ، خثیم بن عراک بن مالک
مدنی ، خضیب بن عبدالرحمن ، خلف بن یاسین ، خوات بن عبداللہ التیمی ، داؤد بن عبدالرحمن مکی ،
وزیر عبداللہ المرہبی ، ربیعہ بن ابی عبدالرحمن الرائی ، زبید بن الحارث الکوفی ، زیاد بن ابی زیاد
مدنی ، زیاد بن علاقہ کوفی ، زیاد بن کلیب الکوفی ، زبید بن اسلم العدی المدنی ، زبید بن ابی انیسہ ،
زبید بن عبد الحمید بن عبدالرحمن المدنی ، زبید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ، زبید بن الولید ، سالم
بن عجلان الافطس الدموی ، سالم بن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب ، سعد بن طارق الکوفی ، سعید بن
مسروق الثوری ، سعید بن یسار ، سعید بن مرزبان موئی خلیفہ بن الیمان العبسی البقال الکوفی ، سعید
بن ابی سعید بن مرزبان نعا ، سفیان بن سعید الثوری ، سلمہ بن نبیط الکوفی ، سلمہ بن کبیل الکوفی ،
سلیمان بن سلیمان الکوفی ، سلیم سیبانی ، سلیمان بن یسار الہمدالی ، سلیمان بن مہران الاعمش الکوفی ،
سلیمان بن مغیرۃ القیس ، سماک بن حرب الکوفی ، سہیل بن ابی صالح ، سیار بن سلامۃ الریاحی ،

شَدَّاد بن عبد الرحمن ، ثمر بن عبد بن مسلم ، شعب بن دينار الكوفي ، شيبان بن عبد الملك ، شيبه بن
 مسافر بصرى ، صالح بن حبان القرشي الكوفي ، صلته بن بهرام ، طاؤس بن كيسان اليماني ، طريف
 بن شهاب ، طلحة بن نافع ، طلحة بن مصرف اليماني الكوفي ، عاصم بن ابي الخلود الكوفي ، عاصم بن
 كليب ، عامر بن السمط الكوفي ، عاصم بن الاحوص حكيم ، عامر بن ثراحيل الشعبي ، عامر بن ابي موسى
 عبد الله بن قيس الاشعري ، عبد الله بن ابي زياد القظواني الكوفي ، عبد الله بن دينار العدوي ، عبد الله
 بن خثيم ، عبد الله بن مواهب القرشي الشامي ، عبد الله بن ابي حبيبة المدني ، عبد الله
 بن عمر العمري المدني ، عبد الله بن ميسرة الكوفي ، عبد الله بن ابي الجهم العدوي ، عبد الله
 بن سعيد بن ابي سعيد المقبري ، عبد الله بن حميد بن عبيد الانصاري الكوفي ، عبد الله بن داود
 الهمداني الكوفي ، عبد الله بن عثمان بن خثيم ، عبد الله بن عمر بن حفص المدني ، عبد الرحمن بن
 حزام يعني عبد الرحمن بن حسان بن ثابت بن منذر بن عمرو بن حزام الانصاري ، عبد الرحمن بن هرمز
 اعرج المدني ، عبد الرحمن بن ثمر بن عبد الرحمن بن عمرو الاوزاعي ، عبد الملك بن اياس
 الشيباني الكوفي ، عبد الملك بن عمير الكوفي ، عبد الملك بن عمرو بن قيس الانصاري ، عبد الملك
 بن ميسرة الهلالي الكوفي ، عبد الكريم بن ابي معقل ، عبد الكريم بن ابي المخارق ، عبد الاعلى بن
 عامر ثعلبي كوفي ، عبد العزيز بن رفيع المكي نزلي كوفه ، عبد العزيز بن ابي رواد ، عتبة بن عبد الله
 الكوفي ، عثمان بن راشد ، عثمان بن عبد الله بن موهب النخعي ، عثمان بن عاصم الكوفي ، عدي
 بن ثابت الانصاري الكوفي ، عدي بن سعد ، عطار بن ابي رباح ، عطار بن يسار الهلالي ،
 عطار بن العجلان البصرى ، عطار بن السائب الكوفي ، عطية العوفى الكوفي ، عطية بن الحارث
 الكوفي ، عكرمة بن عبد الله مولى بن عباس ، علقمة بن مرثد الكوفي ، علي بن اقر الكوفي ، علي بن
 الحسن المراد المدني ، علي بن هذيمه ، علاء بن زهير بن عبد الله الكوفي ، عمرو بن عبد الله الهمداني ،
 عمرو بن مرة بن عبد الله الكوفي ، عمرو بن شعيب بن عبد الله ، عمرو بن ذر الهمداني الكوفي ، عمارة بن
 عبد الله بن بشار الجهمي ، عون بن عبد الله بن عتبة الكوفي ، غائب بن الهذيل الكوفي ، فراس بن
 يحيى الهمداني الكوفي ، فرات بن ابي عبد الرحمن الكوفي ، فلان بن داود ، قابوس بن ابي ظبيان
 الكوفي ، قتادة بن دعامة البصرى ، قيس بن مسلم المجدلي الكوفي ، قيس بن مسلم المدحجي ، كثير بن ابراهيم
 الاصم الكوفي ، كدام بن عبد الرحمن الاسدي ، لاحق بن عبيد اليماني ، ليث بن ابي سليمان الاموي الكوفي ،
 سارة بن فضالة البصرى ، مجالد بن ابي سعيد بن عمير الهمداني الكوفي ، محارب بن دثار الكوفي ، محمد

بن عبدالرحمن بن سعد زرارہ ، محمد بن بشر الكوفي ، محمد بن السائب الكلبي الكوفي ، محمد بن مسلم بن
 تدرس المكي ، محمد بن مسلم بن شهاب الزهري ، محمد بن علي بن حسين بن علي بن ابی طالب ، محمد بن يزيد
 الحنفی الكوفي العطار ، محمد بن عبید اللہ بن سلیمان الكوفي ، محمد بن عمرو بن الحسن بن علی بن ابی طالب ، محمد
 بن المنذر ، محمد بن مالک بن منتصر الهمدانی ، محمد بن عبد اللہ اشعفی ، محمد بن قیس بن مخزوم الهمدانی ،
 محمد بن الزبير الحنفی ، محمد بن سوقة الكوفي ، مخل بن راشد الكوفي ، مزروق التیمی الكوفي ، مزاحم بن
 زفر بن الحارث الكوفي ، مسعر بن حبیب الجرمي البصري ، مسلم بن سالم الكوفي ، مسلم بن صباح الهمدانی
 الكوفي ، مسلم بن کيسان الضبی الكوفي ، مسلم بن عمران البطين الكوفي ، معاوية بن اسحق بن طلحة ، معن
 بن عبدالرحمن بن عبد اللہ بن مسعود الكوفي ، مقسم مولى ابن عباس ، كحول الشامي ، منصور بن المعتمر
 الكوفي ، منصور بن زاذان ، منذر بن عبد اللہ بن المنذر ، منصور بن دينار ، منبأ بن الجراح
 الشامي الزهري ، منبأ بن عمرو الكوفي ، منبأ بن خلیفہ الكوفي ، موسى بن ابی كثير الانصاري ، موسى
 بن ابی عائشة الهمدانی الكوفي ، موسى بن مسلم الكوفي ، موسى بن طلحة بن عبید اللہ التیمی ، میمون اللامور ،
 میمون بن سبأ البصري ، نافع بن عمر ، نافع بن درهم العبدي ابی الهيثم الكوفي ، ناصح بن عبد اللہ
 ابو عبد اللہ الحانک ، ناصح بن عجلان ، ناصح بن محمد ، نافع مولى بن عباس ، نیر بن حکیم بن معاوية ،
 نوبة بن عبد اللہ ، وائل بن داود التیمی الكوفي ، واصل بن حبان الاسدي الكوفي ، وليد بن سريح
 الكوفي ، وليد بن عبد اللہ بن جميع الزهري المكي ، وليد بن سريح مولى عمر بن الخطاب ، هاشم بن ہاشم
 بن عتبہ ، ہشيم بن حبیب الصيرفي الكوفي ، ہشيم الصراف ، ہشيم بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن مسعود
 ہشام بن عروه بن الزبير ، ہشام بن عائذ بن نصير الاسدي الكوفي ، يزيد بن صهيب الفقير الكوفي ، يزيد بن
 ابی يزيد الرثک البصري ، يزيد بن عبد الرحمن بن ابی مالک الهمدانی ، يزيد بن ابی ربيعة ، يزيد بن
 عبید الاسلمی ، یعلی بن عطار الطائفي ، یونس بن محمد بن مسلم البغدادي ، یونس بن زهران ، یونس
 عبید اللہ بن ابی فروة ، یحیی بن عمرو بن سلمہ یحیی بن سعید بن عبد اللہ قیس الانصاري ، یحیی بن عبد اللہ
 جابر الكوفي ، یحیی بن عبد الحمید الكوفي ، یحیی بن عامر الكوفي الحميري ، یحیی بن حبیب بن ثابت
 الاسدي الکاهلی الكوفي ، یحیی بن ابی حبیة ، یحیی بن عبد اللہ بن معاوية المعروف بالاجلج ابی حبیة۔
 الغرض جب آپ تمام علوم میں کامل ہو گئے تو آپ نے صوفیوں میں گروہ نشینی
 کا قصد کیا ، اس پر آپ نے ایک رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ حضرت
 فرماتے ہیں کہ اے ابو حنیفہ! آپ کو خدا نے میری سنت زندہ کرنے کے لئے پیدا کیا ہے ، آپ

لمسلم بن کيسان الضبی عہ نافع مولى عبد اللہ بن عمر المناقب

گوشہ نشینی و عزت کا قصد ہرگز نہ کریں۔ یہ بشارت آپ پاتے ہی افادت و افاقتِ خلافت اور اجتہاد و استنباط مسائل شرعیہ میں مشغول ہوئے یہاں تک کہ آپ کا مذہب نشرِ آفاق ہوا۔ آپ بیس صحابی سے زیادہ کے زمانہ میں پیدا ہوئے اور کئی ایک کو دیکھا اور ان سے حدیث کو بھی سماعت کیا اس لئے آپ باقی ائمہ ثلاثہ یعنی مالک و شافعی و احمد بن حنبل سے اس فضیلت میں منفرد ہو کر آیت "اتَّبِعُوا لِقَوْلِ الْاَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالانصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ باحسان رضی اللہ عنہم ورضوا عنہم" کے مصداق ہوئے چنانچہ اسی لئے قسطلانی شافعی نے صحیح بخاری کی شرح کے باب وجوب الصلوٰۃ فی الثیاب میں زیر حدیث سأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الصلوٰۃ فی ثوب واحد کے امام موصوف کو تابعین کے زمرہ میں ذکر کیا ہے اور تعلیق المجدد میں منقول ہے کہ فتاویٰ شیخ الاسلام ابن حجر میں لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ نے ایک جماعت صحابہ کو جو کوفہ میں تھے، پایا کیونکہ وہ کوفہ میں ۸۰ھ میں پیدا ہوئے، پس وہ طبقہ تابعین میں سے ہیں، انتہی۔

تاریخ ابن خلکان میں خطیب بغدادی کی تاریخ بغداد سے منقول ہے اور نیز امام یافعی محدث شافعی کی تاریخ مرآة الجنان میں لکھا ہے کہ ابو حنیفہ نے انس بن مالک کو دیکھا انتہی۔ شامی میں لکھا ہے کہ ابن حجر مکی کہتے ہیں کہ ذہبی نے جو کہا ہے کہ ابو حنیفہ نے صغریٰ میں انس بن مالک کو دیکھا ہے، صحیح اور تحقیق ہے، انتہی پھر دوسری جگہ شامی میں لکھا ہے کہ ابو حنیفہ کا حضرت انس کو دیکھنا اور ایک جماعت اصحاب کو عمر کے حساب سے پانا، یہ دونوں صحیح ہیں اور ان میں کچھ شک نہیں، انتہی۔ پھر اور جگہ لکھا ہے کہ ابو حنیفہ بہر حال تابعین میں سے اور جنہوں نے ان کے تابعی ہونے کا یقین کیا ہے، ان میں سے حافظ ذہبی و حافظ عسقلانی وغیرہ ہیں اور عسقلانی نے کہا کہ تحقیق ابو حنیفہ نے ایک جماعت صحابہ کو جو کوفہ میں تھے بعد

اصحاب سے اور نقول مابعد سے صاحب بجد العلوم کے اس قول کی بخوبی تکرار ثابت ہوتی ہے جو انہوں نے کتاب مذکور کے صفحہ ۸۰۷ میں لکھا ہے کہ (امام ابو حنیفہ نے باتفاق اہل حدیث کسی اصحاب کو نہیں دیکھا) حالانکہ خطیب بغدادی و قسطلانی و امام یافعی و ابن حجر عسقلانی و دارقطنی اور ابن حجر مکی جو ائمہ محدثین میں سے ہیں، سب کے سب امام ابو حنیفہ کے حضرت انس کو دیکھنے پر متفق ہیں ۱۲ منہ

اپنی ولادت کے جو شہ میں واقع ہوئی، پایا اور یہ بات ائمہ امصار میں سے جو ابو حنیفہ کے ہم عصر تھے یعنی اوزاعی جو شام میں اور حماد بن جو بصرہ میں اور ثوری جو کوفہ میں اور مالک جو مدینہ منورہ میں اور لیث بن سعد جو مصر میں تھے، کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔ عبد اللہ بن مبارک کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ نے صحابہ کو دیکھا اور تابعین سے فتویٰ میں مزاحمت کی، پس قول آپ کا اسد واقویٰ ہے جب تک کہ عصر اور زمانے کا اختلاف نہ ہو کذا فی تصحیح علامہ قاسم انتہی۔

شیخ محمد طاہر نے خاتمہ مجمع البحار میں لکھا ہے کہ دارقطنی محدث کہتے ہیں کہ ابو حنیفہ نے کسی اصحاب سے ملاقات نہیں کی لیکن حضرت انس کو اپنی آنکھ سے دیکھا ہے اور ان سے کچھ نہیں سنا، انتہی۔ قسطلانی محدث شافعی نے شرح صحیح بخاری کے باب میں لم یروہ الوضو میں لکھا ہے کہ ابن ابی اوفیٰ کا نام عبداللہ بن ابی اوفیٰ ہے، یہی کوفی ہیں سب صحابیوں سے پیچھے ۸۷ھ میں فوت ہوئے اور پہلے اس سے کہ آپ کو ابو حنیفہ نے دیکھا، آپ نابینا ہو گئے تھے انتہی۔ ملا علی قاری نے شرح نخبۃ الفکر میں تابعی کی تعریف میں اس قول ”وہومن لقی الصحابی ینذاموالمختار“ کے تحت میں لکھا ہے کہ عراقی نے کہا ہے کہ اکثر علماء کا اسی پر عمل ہے اور تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابی اور تابعی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ہے طوبی لمن رانی ومن رانی من رانی، پس آنحضرت نے تعریف صحابی و تابعی میں صرف روایت پر کفایت کی ہے، سو اسی سبب سے امام اعظم ابو حنیفہ تابعین مسلک میں درج کئے جاتے ہیں کیونکہ انہوں نے حضرت انس وغیرہ اصحاب کو دیکھا جیسا کہ شیخ جزری نے اسماء رجال القراء اور توشیحی نے تحفۃ المسترشدین اور صاحب کشف الکشاف نے سؤۃ المؤمنین میں اور صاحب مرآة الجنان وغیرہ علمائے مستبحرین نے ذکر کیا ہے اور جو شخص ان کے تابعی ہونے کی نفی کرتا ہے پس وہ صرف تتبع قاصر یا تنصیب فاتر سے کرتا ہے انتہی۔

ابن حجر مکی محدث شافعی نے قلائد العقبان فی مناقب النعمان میں لکھا ہے کہ ابو حنیفہ نے صحابہ میں سے چار اصحاب کو بعض نے کہا اس سے کم اور بعض کے نزدیک ان سے زیادہ کو پایا جن میں سے ایک انس بن مالک، دوم عبداللہ بن ابی اوفیٰ، سوم سہل بن سعد، چہارم ابو الطفیل ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ انہوں نے کسی کو نہیں دیکھا لیکن ان کا زمانہ پایا ہے مگر صحیح قول اول ہے انتہی۔ ابن حجر کا قول اول کو صحیح قرار دے کر اس بات کو ثابت کرنا امام

ابو حنیفہ نے چار اصحاب کو دیکھا ہے، بالکل صحیح ہے اور خلافت اس کا خلافت عقل و نقل ہے کیونکہ امام موصوف کا باعتبار سن کے فقط چار اصحاب کے زمانے کو پانے کی خصوصیت رکھتا ہے حالانکہ آپ کی ولادت کے وقت اور اس کے بعد علاوہ اصحاب متذکرہ بالا کے صحابہ کی ایک جماعت کئی برس تک زندہ رہی چنانچہ مقدم بن معرک ب مشہور صحابی ۸۷ھ میں اور ابو امامہ باہلی مشہور صحابی ۸۶ھ میں اور عمر بن حریث صحابی ۸۵ھ میں اور عبداللہ بن بسر ۸۶ھ یا ۸۷ھ میں اور بسر بن ارطاة ۸۷ھ میں اور عبداللہ بن حارث بن جزر ۸۵ھ یا ۸۶ یا ۸۷ یا ۸۸ھ میں اور عتبہ بن عبداسلمی ۸۷ھ یا ۸۸ھ میں، اسعد بن سہل بن حنیف انصاری ابو امامہ ۸۷ھ میں سائب بن یزید الکندی ۸۹ھ یا اس سے پہلے، طارق بن شہاب بجلی کوفی ۸۲ھ یا ۸۳ھ میں عبداللہ بن ثعلبہ ۸۷ھ یا ۸۹ھ میں، عبداللہ بن الحارث بن نوفل ابو محمد ۸۹ھ میں، عمر بن ابی سلمہ بقول صحیح ۸۳ھ میں، مالک بن حویرث ۸۴ھ میں، محمود بن لبید ۸۶ھ میں، مالک بن اوس ۹۲ھ میں، دائد بن اسقع ۸۵ھ میں فوت ہوئے کذا فی التقریب۔

اور بڑے تعجب کی بات ہے کہ جس صورت میں امام ابو حنیفہ نے اپنی عمر میں پچھن حج کئے ہوں جیسا کہ درالمختار میں لکھا ہے جن میں سے آپ نے کم از کم پندرہ حج حضرت ابی الطفیل صحابی متوفی ۸۷ھ کے زمانہ میں، جو مکہ معظمہ میں مقیم تھے، کئے اور پندرہ بار کوفہ سے مکہ میں آئے، تو پھر آپ نے ایک دفعہ بھی حضرت ابو الطفیل سے ملاقات نہ کی ہو، عقل سلیم اس کو کبھی باور نہ کرے گی خصوصاً اس صورت میں جبکہ وجود صحابی کا ایک عزیز ترین بات ہو اور لوگ حسب ارشاد مخیر صادق طوبی لمن رانی ولمن رآنی من رانی کے تابعی ہونے کی ایک نعمت عظمیٰ اور سعادت دیرین سمجھ کر اطراف و اکناف عالم سے بالراس و لعین صحابہ کی خدمت بابرکت میں مشرف ہوتے ہوں، اور امام ابو حنیفہ باوجود یکہ پندرہ سال میں پندرہ دفعہ مکہ معظمہ میں حج کے لئے آئے ہوں، یا یہ کہ یہ نعمت عظمیٰ یعنی وجود عمرو بن حریث اور عبداللہ بن ابی اوفی وغیرہ کا پانچ سات سال تک خود انہیں کے شہر میں موجود رہا ہو اور آپ ایسی بے اعتنائی کریں کہ اس عرصہ میں ایک دفعہ میں بھی ان کی خدمت میں مشرف نہ ہوں یا آپ کے والد ماجد ہی آپ کو ان کی خدمت میں لے جا کر مشرف نہ کرائیں حالانکہ علاوہ نعمت تابعی حاصل ہونے کے قرن اول سے آج تک لوگوں کا دستور ہے کہ اپنی اولاد کو واسطے دعائے برکت کے صلحہ کے پاس ضرور لے جایا کرتے ہیں جیسا کہ امام کے والد ماجد ثابت کو ان کا باپ واسطے دعائے برکت کے

حضرت علی کی خدمت میں لے گیا تھا، پس ان حالات میں امام کی روایت صحابہ اور تابعیت کا منکرہ بجز حاسد خاسر اور متعصب جاہل کے اور کوئی نہیں ہو سکتا لیکن یہ امر کہ آیا امام ابوحنیفہ نے صحابہ سے روایت کی ہے یا نہیں اس میں علماء کا ضرور اختلاف ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ امام کی روایت صحابہ تو ثابت ہے لیکن بسبب صغر سنی کے آپ نے اصحاب سے روایت نہیں کی اور بعض کا یہ قول ہے کہ روایت و درایت دونوں ثابت ہیں اور یہی عندا تحقیق متحقق ہے چنانچہ ابو محمد بن احمد عینی نے عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری کے باب من لم یروہ عنہ میں لکھا ہے کہ ابن ابی اوفی کا نام عبداللہ ہے اور یہی ہیں جو کوفہ میں سب اصحاب سے پیچھے ۸۶ھ میں فوت ہوئے اور یہ منجملہ ان اصحاب میں سے ہیں جن کو امام ابوحنیفہ نے دیکھا اور ان سے روایت کی اور قول منکر متعصب کی طرف ہرگز خیال نہ کرنا چاہئے اس وقت عمر ابوحنیفہ کی سات سال کی تھی انتہی۔ شامی میں ابن حجر مکی شافعی سے منقول ہے کہ عبداللہ بن ابی اوفی سے امام نے یہ حدیث متواتر من بنی مسجد اولو کفحص قطاۃ بنی لہ بیتا فی الجنة روایت کی ہے۔ انتہی۔

امام خواہ زمی نے سند امام میں لکھا ہے کہ علماء اس بات پر متفق ہیں کہ امام نے اصحاب رسول اللہ سے روایت کی لیکن ان کے عدد میں اختلاف ہے، بعضوں نے کہا کہ چھ مرد اور ایک عورت سے روایت کی اور بعض نے کہا کہ پانچ مرد اور ایک عورت سے اور بعضوں کا قول ہے کہ سات مرد اور ایک عورت سے روایت کی سو پیدے قول پر انس بن مالک اور عبداللہ بن نسیب اور عبداللہ بن حارث بن جرز زبیدی اور جابر بن عبداللہ اور عبداللہ بن ابی اوفی اور واثلہ بن اسقع اور عائشہ بنت جحش اور تیسرے قول پر معقل بن یسار زائد ہیں اور قول ثانی پر جابر اور معقل داخل نہیں ہیں اور ابو لطفیل ہر ایک قول میں مذکور ہیں انتہی۔

ملا علی قاری نے طبقات الحنفیہ میں لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ کا بعض صحابہ کو دیکھنا بالتحقیق ثابت ہے اور اختلاف اس میں ہے کہ انہوں نے صحابہ سے روایت کی ہے یا نہیں لیکن معتبر یہ ہے کہ روایت کی ہے چنانچہ ہم نے اس بات کو سند الامام شرح مسند الامام میں بخوبی ثابت کیا ہے پس وہ تابعین اعلام میں سے ہیں جیسا کہ علمائے اعیان نے اس بات کی تصریح کی ہے انتہی۔ درالمختار میں لکھا ہے کہ تحقیق یہ بات صحیح ہے کہ امام ابوحنیفہ نے سات صحابہ سے حدیث کو سنا جیسا کہ منیۃ المفلح کے آخر میں مذکور ہے انتہی۔

طحاوی میں لکھا ہے کہ سیوطی نے تبیض الضعیف فی مناقب ابی حنیفہ میں کہا کہ امام ابو معشر عبد الکریم بن عبد الصمد طبری مقری شافعی نے امام ابو حنیفہ کی روایت میں چار صحابیوں سے ایک جزر تالیف کی انتہی۔ شامی میں لکھا ہے کہ بعض فضلاء نے کہا ہے کہ تحقیق علامہ طاش کبریٰ بہت سی روایات صحیحہ ایسی لایا ہے جن سے امام کا سماع حضرت انس بن مالک سے ثابت ہے اور مثبت نافی پر مقدم ہے انتہی۔ شیخ عبد الحق دہلوی نے شرح سفر السعاده میں لکھا ہے کہ صاحب جامع الاصول نے کہا ہے کہ ابو حنیفہ کی اصحاب سے ملاقات و روایت ارباب نقل کے نزدیک ثابت نہیں اور ابو حنیفہ کے اصحاب کہتے ہیں کہ ابو حنیفہ نے چند اصحاب کو پایا اور ان سے روایت کی الخ میں کہتا ہوں کہ واقع میں بات عقل سے بہت بعید ہے کہ امام کے زمانے میں اصحاب رسول اللہ موجود ہوں اور آپ ان کی ملاقات کا قصد نہ کریں حالانکہ اصحاب کا موجود ہونا اور امام کا ان شہروں میں جانا جہاں اصحاب تھے، ثابت ہے اور امام کی زندگی سے ۲۰ سال کی مدت اصحاب کے زمانے میں گزری کیونکہ سو برس کے آخر تک وجود صحابہ کا ثابت ہے، پس اصحاب ابو حنیفہ کا قول حق ہے جو کہتے ہیں کہ امام نے ایک جماعت صحابہ کو پایا انتہی۔ غایۃ الاوطار شرح در المختار میں لکھا ہے کہ روایت اور درایت کی راہ سے حق بجانب حنفیہ ہے کیونکہ حنفیہ ملاقات اور روایت کے مثبت ہیں اور ایک جماعت نافی، حالانکہ یہ قاعدہ اہل اسلام میں مسلم ہے کہ مثبت کا قول نافی پر مقدم ہے اور اثبات بھی فقط حنفیہ میں منحصر نہیں بلکہ طبری شافعی اور ابن حجر شافعی بشہادت حافظ جلال الدین سیوطی شافعی بجانب اثبات یا تجویز کے ہیں نہ بجانب انکار والہدایہ سلم۔

پس امام کا تابعی ہونا باعتبار زمانے کے بالاتفاق ثابت ہے اور باعتبار ملاقات اور روایت کے عند تحقیق انتہی۔ شامی میں لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ حدیث میں امام تھے کیونکہ آپ نے حدیث کو چار ہزار شیخ ائمہ تابعین وغیرہ سے اخذ کیا ہے اسی لئے آپ کو ذہبی وغیرہ نے طبقہ حفاظ محدثین میں ذکر کیا انتہی۔ ابن حجر نے خیرات الحسان میں لکھا ہے کہ خطیب اسرائیل بن یوسف روایت کرتے ہیں کہ ابو حنیفہ نعمان اچھے آدمی تھے کوئی مثل ان کے حافظ ان احادیث کا جن میں فقہیت ہے اور ان کے منطوق و مفہوم کا اعلم نہ تھا۔ امام یوسف کہتے ہیں کہ میں نے کوئی شخص امام ابو حنیفہ سے نفس حدیث کا اعلم نہیں دیکھا اور نیز یہ فرماتے ہیں کہ میں نے کوئی شخص حدیث کی تفسیر میں امام ابو حنیفہ سے اعلم نہیں دیکھا انتہی۔

ابن حجر نے قلابہ میں لکھا ہے کہ اعمش محدث نے ابو حنیفہ سے کچھ مسائل پوچھے، آپ نے احادیث سے ان کو جواب دیا، اس پر اعمش نے کہا کہ اے گروہ فقہار تم طبیب ہو اور ہم عطار ہیں یعنی صرف راویوں کے نام اور الفاظ پہچانتے ہیں اور تم ان کے معنی جانتے ہیں انتہی۔ شیخ عبدالحق محدث نے شرح سفر السعادت میں لکھا ہے کہ علماء کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ کے پاس کئی ایک صندوق تھے جن میں انہوں نے اپنی احادیث مسموعہ کو بند کیا تھا اور کہتے ہیں کہ آپ کے مشائخ جن سے آپ نے حدیث کو سماعت کیا، بجز صحابہ کے تین سوا تابعین تھے اور جنہوں نے آپ سے آپ کی مسند کو روایت کیا، ان کی تعداد پانسو کی ہے اور کل استاد آپ کے علم میں چار ہزار آدمی ہیں اور ایک جماعت نے ان کو حروفِ پنجی کی ترتیب پر جمع کیا ہے انتہی۔

مسند خوارزمی میں لکھا ہے کہ اخطب الخطباء خوارزم صدر الامم ابوالموید موفی بن احمد مکی ابی حفص عمر بن امام ابی الحسن علی زنجری اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کے اصحاب میں دربارہ فضیلت تنازع برپا ہوا اور ایک شخص اپنے اپنے امام کی تعریف کرنے لگا۔ اس اشار میں ابو عبد اللہ بن ابی حفص کبیر نے جو مجملہ امام ائمہ حدیث اصحاب امام شافعی کے ہیں، فرمایا کہ امام شافعی اور امام ابو حنیفہ کے مشائخ کا شمار کرو، جن کے زیادہ ہو گئے وہی افضل ہوگا، پس شمار کرنے پر امام شافعی کے اسی اور امام ابو حنیفہ کے چار ہزار مشائخ نکلے۔ ابی اویس کہتے ہیں کہ میں نے ربیع بن یونس سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ ایک دفعہ امام ابو حنیفہ امیر المومنین ابو جعفر کے پاس گئے، اس وقت اس کے پاس عیسیٰ بن موسیٰ عباسی بیٹھا ہوا تھا، کسی نے منصور سے کہا کہ اے امیر المومنین یہ (یعنی ابو حنیفہ) اس وقت دنیا کے عالم ہیں۔ اس پر منصور نے کہا کہ اے نعمان تم نے کس سے علم پڑھا؟ آپ نے فرمایا کہ اصحاب حضرت عمر بن خطاب سے جو حضرت عمر سے روایت کرتے ہیں اور اصحاب حضرت علی سے جو حضرت علی سے روایت کرتے ہیں اور اصحاب عبداللہ بن مسعود اور اصحاب عبداللہ بن عباس سے جو اپنے اپنے صاحب سے روایت کرتے ہیں، اس پر منصور نے کہا کہ آپ نے بے شک نفس کے

۱۲ یہاں سے صاحب انوار النبلاء کے اس اعتراض کی بخوبی تردید ہوتی ہے جو صفحہ ۴۲ پر لکھا ہے کہ واللہ گفتہ اند کہ مشائخ دوسے چار ہزار کس میر سند محتاج سند است انتہی علاوہ اس کے کچھ حنفی ہی نہیں کہتے کہ امام ابو حنیفہ کے اس قدر مشائخ تھے بلکہ حافظ ذہبی

دا بن حجر وغیرہ ائمہ شافعیان کے چار ہزار مشائخ کی شہادت دے رہے ہیں ۱۲ منہ

داسطے خوب مضبوط کام کیا ہے انتہی۔

نافع البکیر میں لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ سے عبداللہ بن مبارک و عبداللہ بن یزید المقرنی و فضل بن دکین و مکی بن ابراہیم بلخی و ابراہیم بن طہمان و شعیب بن اسحق دمشقی و ابو عاصم ضحاک بن مخلد و عبدالحمید بن عبدالرحمن الحمائی و عبدالرزاق بن ہمام و عبدالعزیز بن ابی رواد و عبدالوارث بن سعید و علی بن طبیان الکوئی و ابیض بن الاسود و عامر بن فرات و عبید اللہ بن یزید القرشی و عبید اللہ بن عمرو الرقی و یحییٰ بن یسار نے جو مروی عنہ اصحاب صحاح ستہ ہیں خصوصاً عبداللہ بن یزید المقرنی اور فضل بن دکین جو امام بخاری کے شیوخ کبار میں سے ہیں، روایت کی۔ مسند خوارزمی میں لکھا ہے کہ امام بخاری لکھتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ سے عباد بن العوام و یسار و کعب بن الجراح و مسلم بن خالد و ابو معاویہ ضربی نے روایت کی ہے اور نیز عبداللہ بن مبارک و یزید بن ہارون و عبدالعزیز بن ابی رواد و عبدالحمید بن ابی رواد و سفیان بن عیینہ و فضیل بن عیاض و داؤد طائی و ابن جریر و عبداللہ بن مقرنی نے آپ سے نو سو احادیث روایت کی ہیں اور سفیان ثوری اور ابن ابی یسار و ابن شبرمہ نے ایک ایک حدیث روایت کی اور مسعر بن کدام و اسمعیل بن خالد و شریک بن عبداللہ اور حمزہ بن حبیب مقرنی نے بھی بہت احادیث آپ سے روایت کیں اور عاصم بن ابی النجود امام القراء جو شیخ امام ابوحنیفہ ہیں، اکثر مسائل آپ سے پوچھتے اور آپ کے قول پر عمل کرتے اور کہتے اسے ابوحنیفہ! تم کو خدا نیک جزا دے، ہم نے آپ کو چھوٹی عمر میں دیا اور بڑی عمر میں آپ سے لیا اور خطیب خطباء خوارزم صدر الائمہ ابوالمؤید موفی بن احمد مکی نے مناقب امام ابوحنیفہ میں لکھا ہے کہ مشائخ اسلام میں سے جو مختلف اطراف و اکناف میں رہتے تھے، سات سو مشائخ نے آپ سے روایت کی ہے انتہی۔

عقود الجواہر المنیفة میں لکھا ہے کہ محمد بن حسین موصلی محدث نے اپنی کتاب ضعفاء کے اخیر میں لکھا ہے کہ یحییٰ بن معین نے کہا کہ وکیع بن جراح امام ابوحنیفہ کے مذہب پر فتوے لے دیا کرتے تھے اور امام کی تمام حدیثوں کو یاد رکھتے تھے اور انہوں نے بہت سی حدیثیں ان سے سنی تھیں۔ ایک دفعہ یحییٰ بن معین سے پوچھا گیا کہ امام ابوحنیفہ حدیث کی روایت میں کیسے ہیں؟ فرمایا صدوق ہیں۔ ایک دفعہ پھر ان سے پوچھا گیا کہ آپ کو ابوحنیفہ و شافعی و ابو یوسف میں سے کون دوست تر ہے؟ فرمایا کہ میں شافعی کی حدیث پسند نہیں کرتا اور ابوحنیفہ سے ایک گروہ صالحین نے حدیث کی روایت کی اور ابو یوسف اگرچہ صدوق ہیں مگر میں ان سے

روایت جائز نہیں دیکھتا انتہی۔ تعلیق المجد میں بحوالہ تذکرۃ الحفاظ ذہبی، لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ سے وکیع و یزید بن ہارون و سعد بن الصلت و ابو عاصم و عبد الرزاق و عبد اللہ بن موسیٰ و بشر کثیر نے روایت کی اور احمد بن محمد بن قاسم نے یحییٰ بن معین سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے امام ابوحنیفہ کے حق میں لا باس بہ و لم یکن مثما فرمایا اور یہ الفاظ توثیق سے ہے اور خیرات الحسان میں ابو عمر یوسف بن عبد البر مالکی سے منقول ہے کہ جن لوگوں نے امام ابوحنیفہ سے احادیث روایت کیں اور ان کی توثیق کی وہ بہت زائد ہیں ان لوگوں سے جنہوں نے ان پر طعن کیا اور امام علی بن مدینی نے جو اکابر محدثین سے امام بخاری کے شیخ ہیں، کہا کہ ابوحنیفہ سے ثوری و ابن مبارک و حماد بن زید و ہشام و وکیع و عباد بن عوام اور جعفر بن عون نے روایت کی اور وہ ثقہ لا باس بہ ہیں اور شعبہ ان کے حق میں خوش عقیدہ تھے انتہی۔

معنی میں لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ سے عبد اللہ بن مبارک و وکیع و یزید بن ہارون و علی بن عاصم و ابو یوسف و محمد بن حسن و غیر ہم نے روایت کی انتہی۔ شامی میں لکھا ہے کہ ابن حجر نے بعض ائمہ سے روایت کی ہے کہ اسلام کے مشہور ائمہ میں سے کسی کے اتنے اصحاب اور شاگرد ظاہر نہیں ہوئے جتنے کہ امام ابوحنیفہ کے تھے اور جس قدر علماء وغیرہ نے آپ سے اور آپ کے اصحاب سے تفسیر احادیث مشتبہہ اور مسائل مستنبطہ اور نوازل و قضایا اور احکام وغیرہ میں فائدہ اٹھایا ہے اور کسی سے نہیں اٹھایا، اور بعض محدثین نے آپ کے ترجمہ میں آپ کے آٹھ سو شاگرد مع اسم و نسب و طول ذکر کے بیان کئے ہیں انتہی، علاوہ اس کے آپ کے پندرہ مساند ہیں جن میں حفاظ حدیث اور ائمہ دین نے آپ کی روایات کو جمع کیا ہے چنانچہ پہلی مسند کو امام حافظ ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن یعقوب حارثی المعروف بہ عبد اللہ استاذ، دوسری کو امام حافظ ابو القاسم طلحہ بن محمد جعفر شاہد عدل، تیسری کو امام حافظ ابو الحسن محمد بن مظفر بن موسیٰ بن عیسیٰ، چوتھی کو امام حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد اصفہانی، پانچویں کو شیخ ثقہ العدل ابو بکر محمد عبد الباقی بن محمد انصاری، چھٹی کو امام حافظ صاحب جرح و تعدیل ابو محمد احمد بن عبد اللہ بن عدی جرجانی، ساتویں کو امام حسن بن زیاد لوکوی، آٹھویں کو حافظ عمر بن حسن انصاری، نویں کو امام حافظ ابو بکر احمد بن محمد بن خالد کلاعی، دسویں کو حافظ ابو عبد اللہ حسین بن محمد بن خسر و لجنی، گیارہویں کو امام ابو یوسف، بارہویں کو امام محمد بن حسن شیبانی، تیرہویں کو امام حماد بن امام ابوحنیفہ، چودھویں کو نیز امام محمد بن حسن شیبانی، پندرہویں

کو حافظ ابو القاسم عبداللہ بن محمد بن العوام سعدی نے جمع کیا اور ان سب کو بحدف اسانید و تکرار احادیث کے امام ابوالمؤید خوارزمی نے مسند خوارزمی المشہور بہ سند امام اعظم میں جمع کیا۔ مسند خوارزمی میں لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ کے جن اصحاب نے آپ سے آپ کی مسانید کو روایت کیا ہے وہ پانسویا اس سے کچھ زیادہ ہیں اور درمیان ان کے وہ مشائخ بھی شامل ہیں جن سے امام شافعی نے اپنی مسند میں جس کو ابو العباس محمد بن یعقوب اہم نے جمع کیا ہے، روایت کی ہے اور اس میں ان کے کل مشائخ امام ابوحنیفہ کے اصحاب میں سے بیس شیخ ہیں اور نیز اس پانسویا کی تعداد میں وہ مشائخ بھی شامل ہیں جن سے امام احمد بن حنبل اور بخاری و مسلم اور ان کے شیوخ نے امام ابوحنیفہ کے اصحاب سے روایت کی ہے انتہی۔ زرقانی مالکی نے شرح موطا میں لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ سے پانسویا سات سو یا ایک ہزار اور چند یا ایک ہزار سات سو یا چھ سو چھیا سٹھ احادیث مروی ہوئی ہیں انتہی۔

اس بیان سے صاحب التحاف النبلاء کا وہ تعصب بلکہ دروغ بے فروغ اظہر من الشمس ہے جو کتاب مذکور میں کمال جرأت سے لکھتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ سے سلسلہ روایت حدیث کا برپا نہیں ہوا، عارف شعرانی مالکی نے اپنی میزان کی جلد اول میں لکھا ہے کہ تحقیق خدا نے مجھ پر احسان کیا ہے ساتھ معائنہ تین مسندوں امام ابوحنیفہ کے اور نسخے ان کے صحیح تھے، ان پر حفاظ حدیث کی تحریرات موجود تھیں جن میں سے اخیر حافظ دمیاطی کی تھی پس ان میں میں نے کسی حدیث کو ایسا نہیں پایا جو بجز عمدہ تابعین عادل وثقہ کے جیسے اسود و علقمہ و عطاء و عکرمہ و مجاہد و کحول اور حسن بصری وغیرہ میں، کسی اور سے انہوں نے اس کو روایت کیا ہو، پس تمام رواد حدیث کے ابوحنیفہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان عادل اور ثقہ ہیں اور کوئی ان میں کاذب یا متم بکذب نہیں ہے انتہی۔ اور وہ جو صاحب التحاف النبلاء نے حسب عادت خود مسانید امام ہمام کی نسبت بایں طور نمیش زنی کی ہے کہ ”وایں مروی قلیل کہ ازو سے جمع کردہ اند نیز مشکلم علیہ است و در زتبہ مرویات دیگران نیست الخ“ اس کا جواب خود ہی صاحب میزان نے مثل دیگر محققین کے جلد مذکور میں اس طرح پر لکھا ہے کہ اگر یہ کہا جاوے کہ جب تم نے یہ کہا کہ امام ابوحنیفہ کے مذہب کی اولہ میں کوئی حدیث ضعیف نہیں ہے کیونکہ راوی جو امام موصوف اور رسول اللہ کے درمیان صحابہ و تابعین سے ہیں وہ جرح سے سالم ہیں پس اس قول کا تمہارے پاس کیا جواب ہے جو بعض حفاظ حدیث کہتے ہیں کہ فلاں دلیل امام ابوحنیفہ کی ضعیف ہے، سو اس کا جواب یہ ہے

کہ ہم پر واجب ہے کہ ہم اس کو یقیناً ان راویوں پر محمول کریں جو امام سے اتنے کمران کی سندیں ان کی وفات کے بعد ہوئی ہیں جبکہ انہوں نے اس حدیث کو اور طریق سے سوائے طریق امام کے روایت کیا ہے کیونکہ ہر ایک حدیث جو ہم نے امام کی مسانید ثلاثہ میں پائی ہے، ضرور وہ صحیح ہے اور اگر وہ ان کے نزدیک صحیح نہ ہوتی تو امام موصوف کبھی اس سے استدلال نہ کرتے اور امام کے بعد ان کی سند میں مثلاً کسی کا ذب یا منتم بکذب کا وجود کوئی قباحت نہیں رکھتا اور کافی ہے ہم کو صحت حدیث کے لئے مجتہد کا استدلال پھر واجب ہے ہم پر اس کو عمل میں لانا اگرچہ بجز امام کے اور کسی نے اس حدیث کو روایت نہیں کیا انتہی۔

شامی میں جلد رابع کی فصل فیما یدخل فی البیع تبعاً و مالاً یدخل میں لکھا ہے کہ مجتہد جب کسی حدیث سے استدلال کرے تو اس کا وہ استناد حدیث کی تصحیح کے لئے کافی ہوتا ہے انتہی۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح سفر السعادة کے دیباچہ میں لکھتے ہیں و حال این سخن آن ست کہ اعتماد بر تصحیح و تنقید ائمہ مجتہدین و اکابر سلف ست و چوں ایشان حدیثی را تلقی بقبول کردہ و عمل بدان نمودہ اعتراض بر ایشان بتقلید علماء محدثین کہ مشہور اند جائزہ نباشد و التزام ایشان بحکم این جماعت حکم و مکارہ است انتہی۔

علاوہ اس کے اگر کوئی حدیث مسانید امام اعظم میں متکلم فیہ موجود بھی ہو تو اس سے کوئی قباحت لازم نہیں آتی کیونکہ کیا صحاح ستہ میں کوئی حدیث متکلم فیہ نہیں حالانکہ سنن ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ میں بہت سی حدیثیں ایسی بھی موجود ہیں جو متفق علیہ ضعیف ہیں چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے شرح مشکوٰۃ کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ کتب ستہ کہ مشہور اند در اسلام عبارت انداز صحیح بخاری و مسلم و جامع ترمذی و سنن ابوداؤد و نسائی و ابن ماجہ و نزد بعض موطا ست بدل ابن ماجہ دریں کتب ستہ اقسام احادیث از صحاح و حسان و ضعاف ہمہ موجود است و تسمیاء صحاح بطریق تغلیب است انتہی۔ اجوبہ فاضلہ للاسئدہ لعلہم یفہموا کہ میں لکھا ہے کہ نووی نے ذکر کیا ہے کہ سنن اربعہ میں صحیح و حسن و ضعیف اور منکر حدیث موجود ہیں اور ذہبی نے اعلام النبلاء میں ذکر کیا ہے کہ ابن ماجہ گو حافظ صدوق و اسع العلم تھا مگر اس کے سنن میں مناکیر اور کچھ موضوعات حدیث ہیں اور سند امام احمد کی احادیث ضعیفہ کا مجموعہ ہے اور ان کے ساتھ حجت پکڑنی واجب نہیں اور ان میں چند احادیث ہم شکل موضوعہ ہیں لیکن وہ دریا میں گویا قطرہ ہیں اور حافظ سیوطی سے منقول ہے کہ موطا میں کچھ اوپر ستر حدیث ایسی ہیں جو امام مالک نے خود ان پر عمل نہیں کیا اور

اس میں احادیث ضعیفہ ہیں اور معنی شرح موطا سے منقول ہے کہ بہت سی احادیث جن کی ترمذی نے تصحیح و تحسین کی ہے اور محدثین نے ان کی تضعیف کی ہے بلکہ بعض نے یہ کلی حکم لگا دیا ہے کہ ترمذی سے تصحیح و تحسین میں گونہ تساہل ہوا ہے اور میزان میں لکھا ہے کہ ترمذی کی تحسین پر غرہ نہ ہونا چاہئے اور زاد المعاد میں لکھا ہے کہ ترمذی سے تصحیح میں گونہ تساہل ہوا ہے انتہی۔ بلکہ دور کیوں جلتے ہو خود صحیحین خصوصاً صحیح بخاری کو جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے دیکھو کہ ان میں بھی بہت سی متکلم فیہ احادیث موجود ہیں چنانچہ زبیر النضر فی توضیح نخبۃ الفکر کی شرح میں ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ سخاوی نے شرح الفیہ میں ذکر کیا ہے کہ بخاری کے راویوں میں اتنی اور مسلم کے راویوں میں ایک سو ساٹھ رجال متکلم بالضعف موجود ہیں اور ان دونوں کتابوں میں کل دو سو دس احادیث ایسی ہیں جن پر نقاد حدیث نے نشان کیا ہے جن میں سے تقریباً اسی حدیث تو بخاری سے مختص ہیں اور بیس میں دونوں مشترک ہیں اور باقی مسلم سے مختص ہیں انتہی۔ شیخ الاسلام نے شرح بخاری کے مقدمہ میں لکھا ہے آنا کہ منفرد شدہ بخاری باخراج حدیث آہنا نہ مسلم ہوا صدوسی و چند مردان اند کہ ازاں جسد کسانیکہ سخن کردہ شدہ دران ہشتاد کس اند و آنا کہ منفرد شدہ مسلم باخراج حدیث آہنا نہ بخاری شش صد و بست مردان کہ کلام کردہ شدہ بضعف ازاں در یک صد و شصت و شک نیست کہ تخریج ازاں کے کہ سخن کردہ نشدہ دران اصلاً بہتر است از تخریج ازاں کہ کلام کردہ شدہ دران اگر چہ آں کلام قاجر نباشد انتہی۔

اور قسطلانی شرح صحیح بخاری کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ مضعف حدیث وہ ہے کہ جس کے ضعف پر اجماع نہ ہو بلکہ اس کے متن یا اس کی سند میں بعض نے تضعیف اور بعض نے تقویت کی ہو اور یہ قسم ضعیف سے اعلیٰ ہے اور بخاری میں اسی قسم سے ہیں انتہی۔ اور شرح سفر السعادت کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ بہ تحقیق اخراج کردہ است مسلم در کتاب خود از بسیارے از رواة کہ سالم نیستند از غوائل جرح و مہینیں در کتاب بخاری جماعت اند کہ تکلم کردہ شدہ است در ایشاں انتہی۔ اور میزان الشعرانی میں لکھا ہے کہ تحقیق شیخین نے اثبات ادلہ شرعیہ کے چکنے کے لئے بہت سی حدیثیں ان اشخاص سے نکالی ہیں جن پر لوگوں نے تکلم کیا ہے تاکہ لوگوں کو ان سے فضیلت عمل کی حاصل ہو، پس اس میں امت کے لئے فضل کثیران کی تخریج سے افضل ہے جیسے کہ امت کے واسطے ان کی احادیث کو ضعیف کرنے میں بسبب تخفیف امر کے رحمت ہے اگرچہ حفاظ حدیث نے اس کا قصد نہیں کیا، پس تحقیق اگر وہ کچھ احادیث ضعیف نکرے اور سب کو صحیح قرار دیتے تو البتہ

ان کے ساتھ عمل کرنا واجب ہوتا حالانکہ اکثر آدمی ان پر عمل کرنے سے عاجز رہ جاتے انتہی۔ پھر اسی کتاب میں لکھا ہے کہ تحقیق ظاہر ہوا ہے تیرے لئے یہ کہ جائز نہیں ہے واسطے ہمارے چھوڑنا ہر ایک اس حدیث کا جس میں لوگوں نے کلام کیا ہے بجز کلام کے کیونکہ اکثر حدیثیں ایسی بھی ہوتی ہیں جو متابعات میں سے ہیں اور ان کے شواہد ظاہر ہوئے ہیں اور اصل ان کا موجود ہے اور سوا اس کے نہیں ہمارے لئے اس حدیث کا ترک کرنا جائز ہے جو متفرد ہے اور اس میں ثقافت کی مخالفت ہے اور اس کا شواہد ظاہر نہیں ہوا اور اگر ہم بجز کلام کے ہر ایک حدیث کے جس کے راوی میں بعض لوگوں نے کلام کیا ہے ترک کرنے کا دروازہ کھول دیں تو البتہ بڑے اہم احکام شریعت کے ضائع ہو جائیں انتہی۔ اور وہ جو حجۃ اللہ البالغہ میں مسند خوارزمی کو کتب احادیث طبقہ رابعہ میں سے شمار کیا گیا ہے، اس سے امام اعظم کی مرویات کی تضعیف کسی طرح لازم نہیں آتی کیونکہ مسند خوارزمی اس مجموعہ مسانید کا نام ہے جس میں قاضی القضاة ابوالموید محمد بن محمود بن محمد خوارزمی نے ۳۷۲ھ میں بحذف اسناد و تکرار احادیث کے ان پندرہ مسانید کو جمع کیا ہے جن کو امام اعظم کے اصحاب نے بے واسطہ اور دیگر حفاظ حدیث نے بواسطہ امام کی مرویات سے جمع کیا تھا پس ظاہر ہے کہ بسبب حذف اسناد ما قبل امام اور نیز مجموعہ ہونے اور اس بات کو ظاہر کرنے کے کہ ہر ایک حدیث کس کس سند سے نقل کی گئی ہے۔ مسند خوارزمی کی وہ حیثیت نہیں رہی جو اصل مسانید کو ہے جیسے کہ مشکوٰۃ شریف باعث حذف اسناد اور مجموعہ کتب احادیث ہونے کے وہ حیثیت نہیں رکھتی جو بذاتہ صحاح ستہ وغیرہ کو ہے گو احادیث مندرجہ مشکوٰۃ صحیح اور قابل اعتبار کیوں نہ ہوں اسی طرح مسند مذکورہ کی بھی احادیث مندرجہ اگرچہ صحیح اور قابل اعتماد ہیں مگر وہ خود بحیثیت کذائی طبقہ رابعہ میں شمار کی گئی ہے، اور اگر اس بات کو مسلم نہ رکھا جائے تو لازم آتا ہے کہ اس میں جو مرویات امام اعظم کی درج ہیں وہ سب کی سب معاذ اللہ ضعیف ہیں حالانکہ کوئی عاقل اس کو روانہ نہ کھے گا کیونکہ صد ہا احادیث مندرجہ مسند مذکورہ لفظاً و معنی صحاح ستہ خصوصاً صحیح بخاری و مسلم کے مطابق ہیں چنانچہ جس کو اس بات کی تحقیقات منظور ہو وہ کتاب عقود الجواب المنیفة فی ادلتہ امام ابی حنیفہ کو جو خاص اس تطبیق کی غرض سے تالیف ہوئی ہے، دیکھ کر اپنی تسلی کرے۔

اور وہ جو تمارہ شیخ ابن خلدون میں لکھا ہے کہ (امام ابو حنیفہ سے سترہ حدیثیں مروی ہوئی ہیں) اور اس قول کو نواب صدیق حسن خاں نے ابجد العلوم میں بڑے فخر سے نقل کیا ہے اور

ان کے مقلد محض محی الدین تاجر کتب نے تو اسے ایک اعلیٰ دستاویز سمجھ کر ظفر المبین میں یہی دعویٰ کر لیا ہے کہ امام ابوحنیفہ کو کل سترہ حدیثیں پہنچی ہیں، سو وہ نقلاً و عقلاً مردود ہے اور بجز متعصب شخص کے جس کو دیانت و امانت سے کچھ سروکار نہ ہو، کوئی اس پر اعتماد نہیں کر سکتا کیونکہ اول اگر اس قول کو ابن خلدون یا کاتب کی غلطی یا زائدہ قرار نہ دیا جائے تو یہ قول ان تحریرات کے سرسبز مخالف ٹھہر کر شاذ و مردود ثابت ہوتا ہے جو علمائے ثقافت سے پیچھے مذکور ہوئی ہیں پس ممکن ہے کہ ابن خلدون نے سبعاۃ یعنی سات سو لکھا ہو اور غلطی سے سبعتہ عشر یعنی سترہ ہو گیا ہو بلکہ ناسخ کی غلطی کا ہونا ضروری ہے کیونکہ اس سے مابعد کی عبارت جو تادمہ بیخ مذکور میں ہے، اس بات پر بخوبی دل ہے چنانچہ لکھا ہے وقد یقول بعض المبغضین المتعصبین الی ان منہم من کان قلیل البضاعة فی الحدیث فلہذا قلت روایتہ ولا سبیل الی ہذا السعقد فی کبار الاسماء لان الشریعة انما توخذ من الکتاب و السنۃ یعنی بعض دشمن متعصبوں نے جو اس بات کا اقرار کیا ہے کہ ائمہ میں سے جو حدیث میں قلیل بضاعت ہے اسی لئے اس سے قلیل روایت ہوئی ہے لیکن اس اعتقاد کی ائمہ کبار مجتہدین کے حق میں کوئی سبیل نہیں کیونکہ احکام شرعیہ قرآن و حدیث سے ماخوذ ہیں پس جب تک قرآن و حدیث میں معرفت تامہ حاصل نہ ہو احکام شرعیہ کا ان سے اخراج کیونکر ہو سکتا ہے، اور پھر اس کے بعد لکھا ہے والامام ابوحنیفۃ انما قلت روایتہ لما شدد فی شروطہ الروایۃ و التحمل و ضعف روایت الحدیث الیقینی اذا عارضها الفعل النفسی و قلت من اجلہا روایتہ فقل حدیثہ لانه ترک روایت الحدیث معتمداً فحاشا لمن

سید عبدالرشید کاشمیری نے حاشیہ بعد العلوم کے صفحہ ۴۴۸ میں جو اس عبارت پر باہمی طور جرح کی ہے کہ امام ابوحنیفہ اگر تابعی ہیں تو لامحالہ ان کی روایت صحابہ سے ہوگی پس اس صورت میں تشدید شرط کے کیا معنی ہیں حالانکہ سب صحابہ عدول ہیں اور اگر تابعی نہیں تو بھی تشدید شرط کی پائی نہیں جاتی کیونکہ جو احادیث امام ابوحنیفہ کے طریق سے مروی ہیں ان میں حفاظ متوسطین کی شرط صیسی بھی کوئی شرط نہیں پائی جاتی، جواب اس کا یہ ہے کہ آپ نے اس عبارت کا مطلب نہیں سمجھا یونہی خون رگاکر شہدار میں داخل ہوئے اور نواب صاحب بہادر کو خوش کر کے امیدوار انعام و اکرام کے بنے ہیں، ابن خلدون کا تشدید شرط روایت سے اس تشدید کی طرف سے اشارہ ہے جو امام ابوحنیفہ روایت بالمعنی کو جائز نہیں رکھتے بلکہ اسی حدیث کی روایت جائز رکھتے ہیں جو روز سماعت سے روایت کے دن تک بعینہ لفظاً یاد ہو سواہل حدیث میں سے کسی نے ایسی شرط نہیں لگائی نہ یہ کہ راویوں کی عدالت و ثقاہت کی نسبت امام ہمام نے نہ زیادہ تشدید کی ہو جیسا کہ آپ نے سمجھا ہے ۱۲ منہ

ذلت ویدل علی اندہ من کبار السجتهدین فی علم الحدیث اعتماد مذہبہ
 سببہم والتعویل علیہ واعتبارہ رداً وقبولاً واما غیرہ من المحدثین وہم
 الجسمہور فتوسعوا فی الشروط وکثر حدیثہم والکل عن اجتهاد وقد توسع
 اصحابہ من بعدہ فی الشروط وکثر روایتہم وروی الطحاوی فاکثر و
 کتب مسندک۔ یعنی امام ابوحنیفہ سے اس لئے قلیل روایت ہوئی کہ انہوں نے روایت اور
 اس کے تحمل کے بارہ میں سخت قیدیں لگائیں اور حدیث یقینی کو جب کہ اس کو فعل نفسی معارض ہو
 ضعیف سمجھا نہ یہ کہ معاذ اللہ انہوں نے حدیث کی روایت کو عمدہ اچھوڑ دیا اور قومی دلیل ان کے
 علم حدیث میں بڑے مجتہد ہونے پر یہ ہے کہ جملہ مجتہدین و محدثین ان کے اقوال پر اعتماد
 کرتے ہیں اور مجتہدین کے اقوال سے بحث کرتے ہیں تو ان کے اقوال سے بھی خواہ بطور
 رد کے، خواہ بطور قبول کے بحث کرتے ہیں اور سوائے ان کے اور جمہور محدثین نے روایت
 کے بارہ میں وسعت دی ہے اور آسان قیدیں لگائی ہیں جس کے باعث ان سے حدیث کی
 زیادہ روایت ہوئی اور ہر ایک نے ایسی قیدیں و شرطیں اجتهاد سے مقرر کیں بلکہ خود تلامذہ
 امام ابوحنیفہ نے ان کے بعد شروط میں وسعت دی اور کثرت کے ساتھ ان سے روایت
 ہوئی چنانچہ امام طحاوی حنفی نے بہت روایتیں حدیث کی کیں اور ایک سند روایت ابوحنیفہ کی
 لکھی۔ دیکھو اگر ابن خلدون کے نزدیک صرف سترہ حدیثیں امام اعظم کو پہنچی ہوتیں تو وہ اس
 شہود سے ان کے کبار مجتہدین نے الحدیث ہونے کی شہادت نہ دیتا اور ان کو حدیث
 میں قلیل البصاعت سمجھنے والوں کی مثل دیگر علماء کے اس زور و شور سے تردید نہ کرتا جیسا کہ
 شرح سفر السعادت میں لکھا ہے کہ چونکہ مجتہد کو معانی قرآن و حدیث و اقوال سلف پر اطلاع
 اور معرفت ناسخ و منسوخ شرط ہے اس لئے وہ ہم فقیہ اور ہم محدث ہوتے ہیں جیسے کہ
 بیان کرتے ہیں کہ امام اعظم ابوحنیفہ کے پاس کئی ایک صندوق صحائف حدیث سے بھرے
 ہوئے موجود تھے لیکن چونکہ آپ کا اور آپ کے یاروں کا اشتغال فقہ اور وضع مسائل اور
 ان کے اصول و فروع کے استیعاب کی طرف کثرت سے تھا اس لئے سلسلہ روایت حدیث
 کا آپ سے کم برپا ہوا نہ یہ کہ معاذ اللہ تمک اور استدلال آپ کا احادیث کے ساتھ تھا
 بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ غالباً مذہب آپ کا عدم صحت نقل بالمعنی ہے اور اکثر احادیث
 ایسی ہی منقول و مروی ہیں پس انہوں نے اس میں عدم احتیاط کے سبب سے کمتر روایت

کی ہے انتہی۔

میزان الشعرانی میں لکھا ہے کہ اصحاب سنن وہ ہیں جو حفاظ حدیث اور اس پر اطلاع رکھتے ہیں مثل ائمہ مجتہدین اور ان کے متبعین کے کیونکہ انہیں نے مشتعل بر احکام سنن کو سمجھا ہے انتہی۔ پھر اسی میں لکھا ہے کہ ابو بکر بن عیاش کہتے تھے کہ اہل حدیث ہر ایک زمانہ میں مثل اہل اسلام کے ساتھ دوسرے اہل ادیان کے ہیں اور مراد اہل حدیث سے وہ لوگ ہیں جو فقہار اہل سنت سے ہیں اگرچہ وہ حفاظ نہیں انتہی۔ ملا علی قاری نے شرح مسند امام ابو حنیفہ میں لکھا ہے کہ چونکہ امام دلائل سے استخراج مسائل میں مشغول تھے، اس لئے ان سے قلیل روایت ظاہر ہوئی جیسے کہ اہل صحابہ مثل ابو بکر و عمر جب امر اہم کی رعایت میں مشغول تھے تو نقل احادیث و روایت میں مقلین تھے اور یہ بات ظاہر ہے کہ جو شخص علم کتاب اور سنت کا محیط نہ ہو وہ کیونکہ امت کا امام و مقتدا متصور ہو سکتا ہے اور کیونکہ تمام فقہار اس کے عیال ہو سکتے ہیں خصوصاً صدر اول میں باوجود بہت سے ائمہ مجتہدین کے اور طحاوی نے اپنی سند کے ساتھ امام ابو یوسف سے روایت کی ہے کہ امام ابو حنیفہ نے کہا کہ کسی شخص کو لائق نہیں ہے کہ کسی حدیث کی روایت کرے مگر اس وقت کہ جب وہ اس کو روز سماعت سے لے کر روایت کے دن تک بعینہ یاد رکھے۔

حاصل کلام یہ کہ امام ابو حنیفہ جمہور محدثین کے برخلاف روایت بالمعنی کو جائز نہیں رکھتے پس اسی علت تشریف سے ان سے خارج میں محفوظی روایت ظاہر ہوئی انتہی۔ شامی میں لکھا ہے کہ جو شخص حدیث میں امام ابو حنیفہ کو بے اعتناء سمجھتا ہے پس یا تو وہ تساہل کرتا ہے یا مرض حسد میں مبتلا ہے کیونکہ جو شخص ایسا ہو وہ کس طرح پر اس قدر مسائل کا استنباط کر سکتا ہے جس قدر کہ آپ نے کیا ہے حالانکہ آپ نے ہی پہلے پہل وجہ مخصوص پر جو آپ کے

۱۔ باوجودیکہ حضرت ابو بکر صدیق علم صحابہ تھے چنانچہ حافظ سیوطی کی تاریخ الخلفاء کی فصل نے علم میں لکھا ہے و
من الدال علی انہ علم الصحابة حدیث صلح الحدیث انتہی پھر فصل فیما روی عنہ من الحدیث المسند میں لکھا ہے وقد
ذکر عمر فی حدیث البیعة السابق ان ابابکر لم ینزک شیئاً انزل فی الانصار ولا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی
شانہم الا ذکرہ و ہذا اول دلیل علی کثرة محفوظات من السنة وسعة علمہ بالقرآن انتہی ۱۲

اصحاب کی کتب میں مذکور ہے اذہ سے استنباط مسائل کیا ہے اور چونکہ آپ کا اشتغال اس امر اہم میں بہت زیادہ تھا اس لئے آپ سے احادیث کی روایت خارج میں چنداں ظاہر نہ ہوئی جس طرح حضرت ابو بکر و عمر جب عام مصالِح مسلمین میں مشغول ہوئے تو ان سے احادیث کی روایت مثل صحابہ صغار کے عام نام ظاہر نہ ہوئی۔ اسی طرح امام مالک و شافعی سے اس قدر حدیث کی روایت ظاہر نہیں ہوئی جتنی کہ ان لوگوں سے ہوتی ہے جو صرف واسطے روایت کے فارغ تھے مثل ابی زرعہ و ابن معین وغیرہ کے کیونکہ یہ دونوں استنباط مسائل میں مشغول نہ تھے حالانکہ کثرت روایت بدوں درایت میں چنداں خوبی نہیں ہے بلکہ ابن عبد بر نے اس کی مذمت میں ایک باب منعقد کیا ہے اور کہا ہے کہ علماء و فقہاء اور جمہور مسلمین نے بجز تفسیر و تدبیر کے اکثر روایت حدیث کو مذموم کہا ہے اور ابن شبرمہ نے کہا ہے کہ حدیث کی روایت کم کر تاکہ توفیق ہو جائے انتہی۔ لیکن المحدثین میں لکھا ہے کہ امام مالک نے فرمایا ہے کہ کثرت سے روایت کرنا کچھ علم نہیں ہے بلکہ علم وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ آدمی کے سینہ میں رکھتا ہے انتہی۔

دوم کل سترہ حدیثیں امام ابو حنیفہ کو پہنچنا سراسر خلاف نقل ہے کیونکہ اگر پندرہ مسانید متذکرہ بالا سے قطع نظر کیا جائے اور صرف دیگر تصانیف تلامذہ امام دیکھی جائیں جن میں بذریعہ امام بسند مسلسل اخبار و آثار مروی ہیں مثل امام محمد کی موطا و کتاب الآثار و کتاب الحج اور سیر کبیر اور امام ابو یوسف کی کتاب الخراج و امالی وغیرہ تو بھی صد ہا روایات امام کی نکلیں گی، علاوہ ان کے مصنف ابن ابی شیبہ و مصنف عبدالرزاق و تصانیف دارقطنی و تصانیف حاکم و تصانیف بیہقی اور تصانیف طحاوی مثل شرح معانی الآثار اور مشکل الآثار وغیرہ کو دیکھو کہ ان میں کس قدر امام ابو حنیفہ کے ذریعہ سے بسند متصل روایات موجود ہیں۔

سوم ہر ایک شخص جانتا ہے کہ امام کا زمانہ آخر زمانہ اصحاب اور شروع زمانہ تابعین کا تھا اور نیز دستور زبانی احادیث یاد رکھنے کا تھا جس سے اس زمانے میں ایک ایک طفل مکتب کو بھی صد ہا احادیث یاد تھیں پس باوجود اس کے یہ کہنا کہ امام اعظم کو صرف سترہ احادیث پہنچیں سراسر حماقت ہے۔

چہارم مسائل فرعیہ عبادات و معاملات میں جو امام ابو حنیفہ سے ان کے تلامذہ کی کتابوں میں بسند متصل نقل ہوئے ہیں مثل کتب ستہ امام محمد جامع صغیر و جامع کبیر و سیر کبیر و صغیر و مبسوط و زیادات و نیز کتاب الآثار و کتاب الحج اور امام ابو یوسف کی کتاب الخراج و امالی اور ابن زیاد

کی کتاب مجرد وغیرہ میں وہ اس کثرت سے ہیں کہ ان کا شمار مشکل ہے حالانکہ وہ سب نہ قرآن میں منصوص ہیں اور نہ اجماع سے ثابت ہوتے ہیں اور اکثر ان کے ایسے ہیں کہ صرف قیاس و رائے میں نہیں آسکتے، پس اگر امام اعظم کو کثرت سے احادیث نہ پہنچتیں تو وہ کس طرح ان کے ساتھ فتوے دیتے اور کہاں سے ان مسائل کا استخراج کرتے اور جس شخص کو کل سترہ حدیثیں پہنچی ہوں وہ کس طرح سے ہزار ہا احکام کا صرف مطابق احادیث کے فتوے دے سکتا ہے اور یہ کسی طرح نہیں کہہ سکتے کہ امام کی روایات مسموعہ فقط سترہ ہوں اور یوں ان کو احادیث کثیرہ اطلاع ہو جن سے انہوں نے احکام شرعیہ استخراج کئے کیونکہ اس زمانے میں حال کی طرح احادیث کی کتابیں تالیف نہیں تھیں بلکہ احادیث و احکام شرعیہ کا مدار صرف سماع پر تھا۔

پہچم امام اعظم کے مشائخ علم میں حسب بیان ابن حجر وغیرہ محدثین کے چارہ ہزار ہیں جنہیں سے تین سو کے قریب تو ان کی مسانید ہی میں مذکور ہیں جن کے نام پیچھے درج ہو چکے، جن سے انہوں نے بلا واسطہ متعدد روایات کی ہیں، پس سترہ حدیث کے کیا معنی؟

ششم امام ذہبی وغیرہ نقاد رجال نے امام کو زمرہ حفاظ احادیث میں ذکر کیا ہے پس جس شخص کو صرف سترہ حدیثیں پہنچی ہوں وہ زمرہ حفاظ میں تو کجا، محدثین میں بھی شمار نہیں ہو سکتا۔ ہفتم خود ابن خلدون نے امام کو کل سترہ حدیثیں پہنچنے پر اعتبار نہیں کیا بلکہ یہ لفظ یقال کہ جس سے اشارہ اس کے ضعف کی طرف ہے، تحریر کیا ہے پس بمقابلہ اقوال اہل ثقافت کے مزیح قول ضعیف پر اعتماد کرنا دانائی سے بالکل بعید ہے۔

ہشتم اگر فرض کیا جائے کہ ابن خلدون نے دیدہ و دانستہ اور معتبر خیال کر کے لکھا ہے کہ امام اعظم کو کل سترہ احادیث پہنچی ہیں تو بھی اس کا ایسا لکھنا امام موصوف کے لئے کچھ مضر نہیں کیونکہ ابن خلدون اگرچہ امویہ تاہ یحییٰ میں بڑا ماہر تھا مگر اس کو علوم شرعیہ میں مہارت اور فن حدیث و رجال میں مداخلت نہ تھی جیسا کہ شمس الدین محمد بن عبدالرحمن سخاوی نے جو جو شاگرد رشید حافظ ابن حجر عسقلانی ہیں۔ اپنی کتاب ضور اللامع فی اعیان القرن التاسع میں ترجمہ ابن خلدون میں لکھا ہے: ولم یکن ماہراً بالعلوم الشرعیۃ انتہی، ہاں اگر کسی محدث معتبر سے جس کو علم روایات حدیث وغیرہ میں مہارت اور کتب حدیث سے واقفیت ہو ایسا قول صادر ہوتا تو البتہ اس کا کچھ لحاظ ہو سکتا تھا، بے چارہ ابن خلدون کہ جس نے تصانیف حدیث کو بظن غور نہیں دیکھا، کیا جانے کہ امام اعظم کی کس قدر روایات کتب حدیث میں موجود ہیں بلکہ

وہ تو خود اپنی تاریخ کے ابتداء میں مقرر ہے کہ امور تاریخیہ اور حکایات منقولہ میں غلطیوں کا واقع ہونا اغلب ہے پس ان کو پہلے میزان عقل سے وزن کرنا چاہئے اور جو بات براہین قطعیہ عقلیہ و نقلیہ کے مخالف ہو اس کو رد کرنا چاہئے۔

مسند خوارزمی میں سیف الائمہ سائل سے منقول ہے کہ یہ بات مشہور ہے کہ امام نے علماء تابعین سے چار ہزار استاد کی شناگر دی کی اور علم فقہ و حدیث کا حاصل کیا لیکن اپنے علم پر اپنی زبان سے فتوے نہ دیا یہاں تک کہ جب انہوں نے اجازت دی تو آپ جامع مسجد کوفہ میں مجلس کے اندر بیٹھے اور ایک ہزار شاگرد آپ کے پاس جمع ہوئے جن میں سے فاضل زہد و بزرگ تہ چالیس شخص تھے جن کو اجتہاد کا رتبہ حاصل تھا سو ان کو آپ نے اپنا مقرب کر کے کہا کہ تم میرے راز دار و نمکسار ہو، میں نے اس فقہ کے گھوڑے کو تمہارے لئے لگا دیکھا اور زین کس کر تیار کر دیا ہے، سو تم میری امداد کرو کیونکہ لوگوں نے مجھے جہنم کا پل بنایا ہے، غیر لوگ پارہ ہوتے ہیں اور بوجھ میری پیٹھ پر ہے یعنی لوگ تو تقلید سے نجات پالیں گے لیکن اگر عرق ریزی اجتہاد میں کچھ تساہل ہوگا تو اس کا مواخذہ مجھ سے ہوگا۔ پس امام کی عادت تھی کہ جب کوئی واقعہ پیش آتا تو مجتہد شاگردوں سے مشورہ اور مناظرہ و گفتگو کرتے اور ان سے پوچھتے اور جو احادیث و آثار ان کے پاس ہوتے، ان کو سنتے اور جو آپ کو معلوم ہوتے وہ ان کے آگے بیان کرتے اور مہینہ مہینہ بھر بلکہ زیادہ عرصہ تک رد و بدل اور مناظرہ کرتے یہاں تک کہ جب آخر کو ایک بات ٹھہر جاتی تو اس قول محقق کو امام ابو یوسف ثابت کرتے، یہاں تک کہ تمام اصول فقہ کو اسی طرح شورے کر کے ثابت کیا، امام اعظم اور اماموں کی طرح بذات خود متفرد نہیں ہوتے انتہی، کذا فی فتاویٰ سراجیہ۔

تاریخ خلکان میں لکھا ہے کہ ابو حنیفہ عالم، عابد، زاہد، ورع، تقی، کثیر الخشوع، دائم التضرع، خوش صورت، خوش سیرت، بڑے کریم، مسلمان بھائیوں کے عمدہ مددگار، میانہ قد، گندم گوں، خوش تقریر، شیریں زبان تھے۔ اور اسد بن عمرو نے کہا ہے کہ ابو حنیفہ نے عشاء کے وضو کے ساتھ چالیس سال تک فجر کی نماز پڑھی اور عموماً رات کو تمام قرآن ایک رکعت میں پڑھتے تھے اور رات کو ان کا رونا سن کر ہم ساری بھی ان پر رحم کرتے تھے اور جہاں وہ فوت ہوتے وہاں انہوں نے سات ہزار قرآن شریف کا ختم کیا انتہی، کذا فی تاریخ ابی الفدار۔

۱۰۰ بیاباں سے صاحب اتحات النبلاء کا صرف تعصب ہی نہیں بلکہ صریح جھوٹ ثابت ہونا ہے جو اپنی کتاب مذکورہ امام ابو حنیفہ (بقیہ صفحہ آئندہ)

میزان الشعرانی میں لکھا ہے کہ ابو نعیم وغیرہ نے امام ابو حنیفہ سے روایت کی ہے کہ آپ نے پچاس سال سے زیادہ تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی اور ہمیشہ رات کو اپنا پہلو زمین پر آرام کرنے کو نہ رکھا صرف بعد نماز ظہر کے جلوس کی حالت میں ایک گھڑی سوتے تھے اور کہتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیام لیل پر ظہر کے بعد نیند سے امداد طلب کرو۔ انتہی۔ قلائد میں لکھا ہے کہ عبداللہ بن مبارک نے فرمایا ہے کہ چار ائمہ نے ایک رکعت میں قرآن ختم کیا، عثمان بن عفان و تمیم داری و سعید بن جبیر و ابو حنیفہ اور اس کے سوا ابو حنیفہ نے چالیس برس تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی انتہی۔

طحاوی میں لکھا ہے کہ جلال الدین سیوطی نے تبیض التمہیض میں لکھا ہے کہ خطیب بغدادی نے حفص بن عبدالرحمن سے روایت کی ہے کہ میں نے مسعر بن کدام سے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ میں ایک رات مسجد میں گیا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے مجھ کو اس کی قرأت نہایت پسند آئی سو اس نے قرآن کا ساتواں حصہ پڑھا، میں نے سمجھا کہ اب رکوع کرے گا مگر نہیں پھراُسے تنائی قرآن پڑھا، میں نے سوچا کہ اب رکوع کرے گا مگر نہیں، پھر اس نے آدھا قرآن پڑھا سو اسی طرح پڑھا رہا یہاں تک کہ تمام قرآن ایک رکعت میں ختم کیا، پھر جو میں نے اس کو اچھی طرح سے دیکھا تو وہ امام ابو حنیفہ تھے اور خطیب نے یحییٰ بن نصر سے روایت کی ہے کہ ابو حنیفہ رمضان میں اکثر ساٹھ دفعہ قرآن کا ختم کیا کرتے تھے اور خطیب نے حماد بن یوسف سے روایت کی ہے کہ میں نے اسد بن عمر سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ ابو حنیفہ نے عشاء کے وضو سے چالیس برس تک فجر کی نماز پڑھی اور اکثر شب کو تمام قرآن ایک رکعت میں پڑھا کرتے تھے اور جس مکان میں ان کی وفات وقوع میں آئی ہے وہاں انہوں نے

کے زجر میں نکلتے ہیں؛ لیکن شک نیست کہ مقلدین مذہب اور مناقب سے سلوک بسبب مبالغہ کردہ اندازاً انکے بھنے نوشتہ اند کہ چل سال ہونے عشاء نماز صبح گزار دو در عامہ لیا لی تمام قرآن در یک رکعت ختم میکنم دو در موضع وفات خود بفت ہزار ختم قرآن نمودہ وہی سال انظار نمودہ و بنجاہ و پنج حج گزارہ دوائی ہمہ غلو قبیح است انتہی۔ کیونکہ یہ مناقب مقلدین امام ابو حنیفہ نے نہیں لکھے بلکہ ابن خلکان و ابوالفداء و ابو نعیم صاحب حدیث و خطیب بغدادی و حافظ جلال الدین سیوطی و ابن حجر مکی وغیرہ نے جو سب کے سب شافعی المذہب اور اپنے وقت کے امام گندے ہیں، تحریر کئے ہیں بلکہ حافظ ذہبی شافعی نے توان میں سے بعض پر تواتر کی شہادت

سات ہزار دفعہ قرآن کا ختم کیا تھا انتہی۔

غایۃ الاوطار ترجمہ در المختار میں لکھا ہے کہ مسعر بن کدام نے کہا ہے کہ میں امام ابوحنیفہ کی مسجد میں گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ فجر کی نماز پڑھ کر لوگوں کو تعلیم علم کرتے رہے یہاں تک کہ ظہر کی نماز پڑھی پھر عصر تک تعلیم میں مشغول رہے پھر مغرب تک درس فرمایا پھر اسی طرح عشاء تک پھر بعد نماز عشاء کے گھر میں گئے پس میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ ان کی مشغولی و مصروفی کا تو یہ حال ہے، مطالعہ کتب کب ہوتا ہوگا، میں اس امر کی جستجو کروں گا۔ جب لوگوں کی آمد و رفت موقوف ہوئی، تو امام مسجد میں آئے اور طلوع فجر تک نماز میں قائم رہے، جب صبح ہوئی تو گھر میں گئے اور کپڑے پہن کر مسجد میں آئے اور فجر کی نماز پڑھی اور اسی طرح عشاء تک تعلیم میں مشغول رہے، پھر گھر میں گئے سو میں نے خیال کیا کہ آج رات ضرور آرام کریں گے، میں آج بھی ان کا بختس کروں گا سو جب آمد و رفت موقوف ہوئی تو یہ مسجد میں آئے اور شب گذشتہ کی طرح طلوع صبح تک نماز میں مشغول رہے پھر گھر میں جا کر اور کپڑے پہن کر نماز کے واسطے مسجد میں آئے اور بعد نماز اسی طرح عشاء تک تعلیم اور ارشاد میں مصروف رہے، پھر گھر میں گئے تو میں نے خیال کیا کہ آج ضرور ہی آرام کریں گے لیکن اس رات بھی صبح تک انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اس پر میں نے اپنے جی میں کہا کہ میں ان کا ساتھ نہ چھوڑوں گا یہاں تک کہ میرا یا ان کا دنیا سے انتقال نہ ہوگا سو میں نے ان کی مسجد میں ان کی ملازمت اختیار کی انتہی۔

شامی میں لکھا ہے کہ حافظ ذہبی نے کہا ہے کہ امام ابوحنیفہ کا قیام لیل اور تنجد و تعبد تو اتز کے درجے کو پہنچ گیا ہے چنانچہ بسبب کثرت قیام لیل کے آپ کا نام و تد یعنی میخ رکھا گیا اور صرف قیام لیل ہی بلکہ ان کا بیس سال تک ایک رکعت میں قرارت قرآن کے ساتھ زندہ رکھنا رات کو متواتر ہوا انتہی۔ فتاویٰ برہنہ میں لکھا ہے کہ ایک لڑکے نے اپنے باپ سے پوچھا کہ بابا وہ ستون مسجد میں سے کہاں چلا گیا جو یہاں قائم تھا؟ اس نے کہا بیٹا! وہ ستون نہیں تھا بلکہ امام المسلمین ابوحنیفہ تھے انتہی۔ در مختار میں لکھا ہے کہ امام نے اپنی عمر میں پچپن حج کئے اور اخیر حج کو کعبہ شریفہ کے خادموں سے ایک رات اجازت لے کر اندر داخل ہوئے اور بیت اللہ کے دوستوں کے درمیان دابنے پاؤں کی پشت پر بائیں پاؤں رکھ کر نماز میں کھڑے ہوئے یہاں تک کہ قرآن کو

ختم کیا، جب سلام کیا تو خوب روئے اور اپنے رب سے مناجات کی کہ یا اذہ العلیین اس ضعیف بندہ نے تیری عبادت جیسی کہ تجھ کو لائق ہے، نہیں کی لیکن تجھ کو تیری صفات کبریائی سے جاننا ہے جیسے کہ تیرے جانتے کا حق ہے تو اس کی خدمت کے نقصان کو اس کی کمال معرفت کے سبب سے بخش دے یعنی کمال عرفان کو نقصان خدمت کا کفارہ کر، اس پر بیت اللہ کے ایک گوشے سے یہ آواز غیب آئی کہ اے ابوحنیفہ تو نے ہم کو جیسا کہ چاہتے تھا ویسا جانا اور جو خدمت تو نے ہماری کی خوب ہی کی مقررہ ہم نے تجھ کو اور ان لوگوں کو جو تیرے مذہب پر قیامت تک ہوں گے، بخشا انتہی، کذا فی الطحاوی۔ امام ابوحنیفہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ اس مرتبے کو کس چیز کے سبب پہنچے ہیں؟ فرمایا کہ غیر کے بتانے سے میں نے بخل نہیں کیا اور نہ کسی سے پوچھنے میں کچھ عار کی ہے۔

تفسیر کبیر میں امام فخر الدین رازی شافعی نے جو امام ابوحنیفہ کے حق میں بڑے منصب ہیں، آیہ مالک یوم الدین کی تفسیر کی فصل کراہی میں لکھا ہے کہ ابوحنیفہ کا ایک مجوسی پر کچھ قرضہ تھا۔ ایک دن آپ اس کے گھر میں مطالبہ کے لئے گئے، جب اس کے مکان کے دروازے کے پاس پہنچے تو آپ کی جوتی کو اتفاقاً کچھ نجاست لگ گئی، اس پر آپ نے جوتی کو جو جھاڑا تو اس سے کچھ نجاست اڑ کر مجوسی مذکور کی دیوار سے لگ گئی۔ اس سے آپ بڑے حیران ہوئے اور دل میں کہا کہ اگر میں اس نجاست کو اسی طرح رہنے دیتا ہوں تو یہ دیوار قبیح ہو جائے گی اور اگر اس کو چھیلتا ہوں تو اس سے دیوار کی مٹی گھر پر پڑے گی اور اس سے مالک مکان کا نقصان ہے پس اپنے مجوسی کے دروازہ کو کھٹکھٹایا جس پر ایک لونڈی باہر آئی، آپ نے اس کو کہا کہ اپنے مالک کو خبر کر کہ ابوحنیفہ دروازے پر کھڑا ہے، لونڈی کے کہنے پر مجوسی گھر سے باہر نکلا اور اس نے یہ خیال کر کے کہ شاید یہ مجھ سے مال کا مطالبہ کریں گے، عذر کرنا شروع کیا۔ آپ نے اس سے دیوار کی نجاست کا قضیہ بیان کر کے فرمایا کہ اب کوئی ایسی تدبیر بتاؤ کہ تمہاری دیوار صاف ہو جائے۔ مجوسی نے امام کا یہ ورع و تقویٰ دیکھ کر اسی وقت دین اسلام قبول کر لیا انتہی۔

تفسیر حسینی میں زیر آیت والکاظمین الغیظ کے لکھا ہے کہ کسی نے امام اعظم کو طمانچہ مارا، آپ نے فرمایا کہ میں بھی تجھ کو طمانچہ مار سکتا ہوں لیکن نہیں مارتا اور خلیفہ سے تیری شکایت کرنے پر قادر ہوں مگر نہیں کرتا اور صبح کے وقت تیرے ظلم سے خدا کے آگے فریاد کر سکتا ہوں لیکن نہیں کرتا اور قیامت کو تجھ سے خصومت کر کے داد لے سکتا ہوں مگر یہ بھی نہیں کرتا

بلکہ اگر مجھ کو قیامت کے روز رستگاری حاصل ہو اور میری سفارش قبول ہو تو بغیر تیرے بہشت میں قدم نہ رکھوں گا انتہی۔ معدن میں مذکور ہے کہ امام ابوحنیفہ جس قدر اپنے عیال کو نفقہ دیتے تھے اسی قدر حسبہ لشد فقرار اور مساکین کو بھی دیتے تھے، اگر نیا کپڑا پہنتے تھے تو اسی قیمت اور اسی کے مانند اہل علم کو بھی دیتے تھے، اگر طعام کے وقت کوئی مسکین آجاتا تو دو چنڈاس کو اپنے سے دیتے تھے انتہی۔

مرآة الجنان میں لکھا ہے کہ امام اعظم طفولیت ہی سے بڑے حاضر جواب اور ذکی و ذہین اور اعلیٰ درجہ کے بیدار مغز تھے چنانچہ نقل ہے کہ قیصر روم نے ایک دفعہ قاصد کو مع ستائش و ہدایا کے خلیفہ منصور کی خدمت میں اس غرض سے بھیجا کہ وہاں کے علمائے وقت کو جمع کر کے ان سے تین سوال کرے، اگر وہ ان کا جواب معقول دے دیں تو مال کو ان پر تقسیم کر دے ورنہ مسلمانوں سے خراج طلب کرے۔ خلیفہ نے اپنے زمانے کے تمام علماء و فضلاء اور حکماء کو جمع کیا چنانچہ لوگ کثرت سے واسطے دیکھنے مباحثہ کے جمع ہوئے امام ابوحنیفہ بھی اپنے والد ماجد کے ساتھ وہاں چلے گئے، جب قاصد نے منبر پر چڑھ کر سوال کیا تو علمائے حاضرین میں سے کوئی اس کے جواب دینے کی جرأت نہ کر سکا، اس پر امام ابوحنیفہ نے اپنے والد سے کہا کہ اگر مجھ کو اجازت ہو تو میں اس کا جواب دیتا ہوں۔ اس نے اجازت نہ دی، آپ نے ناچار خلیفہ سے کہہ کر اجازت حاصل کی اور منبر کے پاس جا کر قاصد سے کہا کہ چونکہ مجیب کے آگے سائل بمنزلہ شاگرد کے ہوتا ہے اس لئے تو اترا تاکہ میں منبر پر چڑھ کر تیرے سوالوں کا جواب دوں۔

الغرض قاصد منبر سے نیچے اتر آیا اور آپ نے منبر پر چڑھ کر کہا کہ اب سوال کر، قاصد نے کہا کہ خدا سے پہلے کون تھا؟ آپ نے فرمایا کہ عدد دوں کو شمار کر کے بتا کہ ایک سے پہلے کون ساعد ہے؟ قاصد نے کہا کہ کوئی نہیں، وہی ایک سب سے پہلے ہے۔ پس آپ نے فرمایا کہ جب واحد مجازی لفظی کے پہلے کوئی چیز متحقق نہیں ہو سکتی تو پھر واحد حقیقی معنوی کے پہلے کس طرح پر کوئی شے متحقق ہو سکتی ہے۔ قاصد نے پھر سوال کیا کہ خدا کا منہ کس طرف ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جب مشعل روشن ہوتی ہے تو اس کا منہ کس طرف ہوتا ہے؟ اس نے کہا کہ چاروں طرف برابر ہوتا ہے۔ پس آپ نے فرمایا کہ جب نور مجازی کو جانب متعین نہیں ہے تو نور حقیقی کو کس طرح پر ایک طرف

مقرر ہو سکتی ہے۔ پھر پوچھا کہ خدا اس وقت کیا کر رہا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس کے کام تو بہت ہیں مگر ان میں سے ایک یہ ہے کہ تجھ کا فر کو منبر سے اتار کر مجھ مومن کو بھٹا دیا ہے، انتہا۔

روض الفائق میں لکھا ہے کہ ایک عورت مسجد میں آئی اور ایک سیب کو جس کا نصف سُرخ اور نصف زرد تھا، امام ابوحنیفہ کے آگے رکھ دیا، امام نے اس کو دو پارہ کر کے اس کے حوالہ کر دیا، جب عورت چلی گئی تو امام سے آپ کے یاروں نے اس معما کا مطلب پوچھا، آپ نے فرمایا کہ اس عورت کو حصن کا خون کبھی سُرخ، کبھی زرد آتا تھا اس لئے ظہر کو مجھ سے پوچھتی تھی، میں نے اس کو سیب کی اندرونی سفیدی سے جواب دیا یعنی جب تک پانی سفید نہ آئے ظہر نہیں ہوتا انتہی۔

اسی کتاب میں لکھا ہے کہ ایک دن امام ابوحنیفہ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ یکایک چند خارجی مسلح ظاہر ہوئے اور انہوں نے آپ سے کہا کہ ہم تم سے دو باتیں پوچھتے ہیں، اگر جواب نہ دو گے تو آپ کو دو ٹکڑے کر دیں گے، آپ نے فرمایا کہ تلواروں کو میان میں کر لو میں تم جواب دوں گا، انہوں نے کہا کہ ہم تمہاری گردن کے چمڑے سے میان بنانا ثواب عظیم جانتے ہیں، تلواروں کو میان میں کس طرح کریں؟ آپ نے فرمایا کہ خیر کہو کیا کہتے ہو؟ کہا کہ دو آدمی کے جنازہ کے حق میں جن میں سے ایک شراب کے نشہ میں اور دوسری عورت اسقاط حمل حرام کے وقت میں مر گئے ہیں اور ان کو توبہ نصیب نہیں ہوئی، کیا کہتے ہو؟ چونکہ خارجیوں کے مذہب میں محوڑے سے گناہ پر بھی آدمی کافر ہو جاتا ہے اور امام کے مذہب میں کافر نہیں ہوتا تھا اس لئے انہوں نے سوچا تھا کہ امام ابوحنیفہ ضرور اپنے مذہب کے مطابق ان کو مومن کہیں گے اور ہم اس حیلہ سے فساد کر دیں گے۔ امام نے فرمایا کہ وہ دو لوگ آدمی کس قوم سے تھے آیا یہود سے کہا نہیں فرمایا کیا نصارا و مجوس سے کہا نہیں فرمایا کیا بت پرستوں میں سے؟ کہا نہیں، فرمایا پھر کس قوم میں سے تھے؟ انہوں نے کہا کہ مسلمانوں میں سے تھے، فرمایا پس تم نے خود ہی جواب دے دیا ہے، میں کیا کہوں؟ انہوں نے کہا کہ کس طرح؟ فرمایا کہ جب تم نے خود اقرار کیا کہ وہ قوم مسلمانوں میں سے تھے تو پھر کافر کس طرح ہوں گے؟ اس پر تمام خارجی امام صاحب کی یہ کرامت دیکھ کر اپنے مذہب سے تائب ہوئے، انتہی۔

تفسیر کثافت میں مذکور ہے کہ ایک دفعہ قتادہ تابعی کوفہ میں تشریف لائے اور لوگ ہر طرف سے حلقہ باندھ کر ان سے کسی سوال کے جواب پوچھنے کے منتظر ہوئے، آپ نے فرمایا کہ جو دل میں رکھتے ہو پوچھو لَوْ اَلْفَا اَمَامِ اَبُو حَنِيفَةَ بَعَثْتُمْ سِنِي وَ هَا مَوْجُودٌ مَعِي، جب لوگوں نے پوچھا کہ جو مور حضرت سلیمان کے پاس آیا تھا، نہ تھا یا مادہ؟ تو قتادہ تامل کرنے لگے، امام ابو حنیفہ نے جھٹ کہہ دیا کہ مادہ تھا، قتادہ نے فرمایا کہ آپ نے کس طرح معلوم کیا ہے کہ مادہ تھا، امام نے آیت . قَالَتْ نَمَتْهُ پڑھ کر ان کی تسلی کر دی انتہی۔

تاریخ خلکان میں لکھا ہے کہ ربیع مصاحب خلیفہ منصور کو امام ابو حنیفہ سے خفیہ عداوت تھی، ایک دن امام کے سامنے منصور سے کہا کہ یہ ابو حنیفہ تمہارے چچا حضرت عبداللہ بن عباس کے ساتھ عداوت رکھتے اور ان کے قول کے برخلاف حکم دیتے ہیں یعنی اگر کوئی سوگند کھا کر دو تین روز کے بعد بھی انشاء اللہ تعالیٰ کہہ دے تو تیرے دادا کے نزدیک اس کا استثنای صحیح ہوتا ہے اور ابو حنیفہ اس کو نادرست کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ استثنای متصل چاہئے ورنہ درست نہ ہوگا۔ امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ اے خلیفہ! ربیع کہتا ہے کہ بیعت شکر کی تیرے ہاتھ پر درست نہیں ہوتی، پوچھا کس طرح؟ امام نے فرمایا کہ اس جگہ قسم کھا کر بیعت کر لی پھر گھر میں جا کر انشاء اللہ کہہ کر بیعت کو توڑ دیا۔ منصور نے یہ سن کر قہقہہ لگایا اور ربیع سے کہا کہ تو امام ابو حنیفہ سے متعرض مت ہو، جب دربار سے باہر نکلے تو راستہ میں ربیع نے امام سے کہا کہ آج تو آپ نے گویا مجھے قتل ہی کر دیا تھا۔ امام نے فرمایا نہیں بلکہ تو نے میرے قتل کی سعی کی تھی مگر میں نے تجھ کو اور اپنے کو بچا لیا انتہی۔

معدن میں لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ سے ایک عالم نے پوچھا کہ آپ کبھی اپنے اجتہاد پر پشیمان بھی ہوئے ہیں؟ فرمایا کہ ہاں ایک دفعہ جب لوگوں نے مجھ سے پوچھا کہ ایک حاملہ عورت مر گئی ہے اور اس کے پیٹ میں بچہ حرکت کر رہا ہے، کیا کیا جائے تو میں نے ان کو کہا کہ عورت کا شکم چاک کر کے بچہ نکال لو پھر میں نے افسوس کیا کہ میں نے مردہ کو ایسی تکلیف دینے کا کیوں حکم دیا اور میں نہیں جانتا کہ وہ بچہ زندہ باہر نکلا یا مردہ؟ عالم مذکور نے کہا کہ اے امام یہ جگہ افسوس کی نہیں ہے بلکہ فضل خدا تمہارے شامل حال ہے کہ وہ بچہ میں ہی ہوں اور آپ کے اجتہاد کی برکت سے زندہ نکل کر اس مرتبہ کو پہنچا ہوں انتہی۔ دائرۃ المعارف میں لکھا ہے کہ علی بن جبدر نے کہا کہ امام ابو یوسف کہتے تھے کہ جب

میرا باپ فوت ہو گیا تو میں صفر سن تھا، میری والدہ مجھ کو ایک دھوبی کے پاس کام سیکھنے کے لئے چلی، راستہ میں میں نے امام ابوحنیفہ کا حلقہ بر مجلس دیکھا اور وہاں جا کر بیٹھ گیا۔ ماں مجھ کو کھینچتی تھی اور میں وہاں سے نہ آتا تھا، آخر میری ماں نے امام سے کہا کہ میں ایک بیوہ عورت ہوں اور یہ لڑکا یتیم ہے، سوت کات کر گزارہ کرتی ہوں، نہیں معلوم آپ نے اس سے کیا کہا ہے کہ اب جہاں اسے میں لے جاتی ہوں یہ نہیں جاتا! امام نے فرمایا کہ اسے یہاں ہی رہنے دے، یہ علم پڑھے گا اور عنقریب صحن فیروزج میں رنغن فستق کے ساتھ فالودہ پئے گا۔ امام ابو یوسف نے کہا کہ جب مجھ کو قضا دی گئی تو میں ایک دن صحن فیروزج میں خلیفہ رشید کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ خلیفہ کے نوکر فالودہ لائے اور مجھ کو خلیفہ نے کہا کہ فالودہ پیو اور یہ فالودہ اس قسم کا ہے کہ ہر وقت ایسا تیار نہیں کیا جاتا، میں نے یہ بات سن کر تبسم کیا، خلیفہ نے مسکرانے کی وجہ دریافت کی، میں نے یہ تمام قصہ بیان کر کے امام کی کرامت ظاہر کی، اس پر خلیفہ نے کہا کہ علم بے شک فائدہ دیتا ہے اور دنیا و آخرت میں مرتبہ بڑھاتا ہے۔ پھر کہا کہ خدا امام ابوحنیفہ پر رحم کرے کہ وہ عقل کی آنکھوں سے وہ چیز دیکھتے تھے جو سر کی آنکھوں سے دیکھی نہیں جاتی انتہی۔

تذکرۃ الاولیاء وغیرہ میں لکھا ہے کہ امام شعبی جو امام ابوحنیفہ کے استاد اور قاضی خلیفہ منصور تھے، ایک دفعہ خلیفہ نے کچھ زمین ان کے غلاموں کو ہبہ اور وقف کی، کو تو ال نے حکم دیا کہ دستاویز کو قاضی و مفتی اور علمائے وقت کے دستخط و مواہیر سے موثق اور مزین کرنا چاہئے۔ چنانچہ تمام علمائے اس پر مواہیر کر دیں اور شہادت لکھ دی، جب امام ابوحنیفہ کے پاس لائے اور شہادت لکھنے کو کہا گیا تو امام نے کہا کہ خلیفہ کہاں ہے؟ کہا گھر میں کہا جب تک وہ میرے پاس نہ آئے یا میں اس کے پاس نہ جاؤں شہادت نہیں لکھ سکتا، کو تو ال نے کہا تم عجیب آدمی ہو، تمام علمائے نے تو اپنی اپنی شہادت لکھ دی ہے اور آپ تنہا ایسا عذر کرتے ہیں، امام نے فرمایا کہ ہر ایک کا معاملہ ہر کسی کے ساتھ ہے۔ جب خلیفہ کو معلوم ہوا تو اس نے امام شعبی سے پوچھا کہ کیا شہادت میں رویت شرط ہے، انہوں نے کہا ہاں، پس خلیفہ نے کہا کہ آپ نے کیوں بغیر میری رویت کے گواہی لکھ دی ہے؟ کہا میں جانتا تھا کہ حکم تیرا ہے اور مجھ کو تیرے بلانے کا اختیار نہیں، خلیفہ نے کہا یہ امر اچھا نہیں بلکہ موجب عذاب ہے انتہی۔

ریاض الاخبار المنتخبہ من ربيع الابرار میں لکھا ہے کہ یہ دفعہ نوٹ کی ایک بکری اہل کوفہ کی بکریوں میں مل گئی، امام ابوحنیفہ نے لوگوں سے چچا کہ بکری کتنی مدت تک زندہ رہ سکتی ہے؟ انہوں نے کہا کہ سات سال تک، پس آپ نے سات سال تک گوشت کھانا ترک کر دیا انتہی۔ میزان الشعرانی میں لکھا ہے کہ ابو جعفر شیرازی نے شفیق بلخی سے روایت کی ہے کہ ایک دفعہ امام ابوحنیفہ نے ریشمی کپڑوں کی بیع میں ایک شخص کو وکیل بنایا اتفاقاً ان کپڑوں میں ایک کپڑا عیب دار بھی تھا، آپ نے وکیل کو کہہ دیا کہ بغیر عیب دکھائے اس کو ہرگز فروخت نہ کرنا لیکن وکیل کو فروخت کرنے کے وقت عیب کا ظاہر کرنا یاد نہ رہا، پس اس کی قیمت اور کپڑوں کی قیمت میں مختلط ہو گئی۔ پس جب آپ کو اس حال سے خبر دی گئی تو آپ نے ان تمام کپڑوں کی قیمت کو فقرار و مساکنین پر تقسیم کر دیا اور یہ بھی روایت ہے کہ امام ابوحنیفہ اپنے مقروض کی دیوار کے سایہ میں بھی دھوپ کے وقت آرام نہ لیتے تھے اور کہتے تھے کہ ہر ایک قرض جو کسی طرح کے نفع کو کھینچے وہ سود ہے اور مقروض کی دیوار کے سایہ میں میرا بیٹھنا ایک طرح کا فائدہ حاصل کرنا ہے انتہی۔

تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ امام محمد لڑکپن میں بڑے صاحب جمال تھے، پس امام ابوحنیفہ نے ان کو صرف پہلی ہی دفعہ دیکھا ہے پھر نہیں دیکھا، اور جب ان کو سبق پڑھاتے تھے تو ستون کے چھبے بیٹھا کر پڑھاتے تھے، ایسا نہ ہو کہ ان پر نظر پڑ جائے۔ داؤد طائی کہتے ہیں کہ میں بیس سال تک امام ابوحنیفہ کی خدمت میں رہا پس اس مدت میں میں نے ان کو کبھی خلوت و جلوت میں سر بہ ہنہ اور پاؤں لمبے کئے ہوئے نہیں دیکھا۔ ایک دفعہ میں نے ان کو کہا کہ لے امام اگر آپ خلوت میں پاؤں دراز کر لیا کریں تو کیا مضائقہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ خلوت میں ادب نگاہ رکھنا اولیٰ تر ہے انتہی۔

تاریخ خلدکان میں ابن ابی یسلی کے بیان میں لکھا ہے کہ قاضی ابن ابی یسلی واسطے انفصال مقدمات اور فتوے کے کوفہ کی مسجد میں بیٹھا کرتے تھے، ایک دن جو وہ عدالت گاہ سے اٹھ کر کسی طرف کوچلے جاتے تھے تو انہوں نے راستہ میں ایک عورت کو دیکھا کہ وہ ایک مرد کو یا ابن الزانیین کہہ رہی ہے، اس پر آپ وہیں سے واپس ہو گئے اور اس عورت کو آدمی بھیج کر بلوایا۔ جب وہ حاضر ہوئی تو اس کو کھڑا کر کے دو حد قذف مارنے کا حکم دیا۔ جب اس بات کی خبر امام ابوحنیفہ کو پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ ابن ابی یسلی نے اس واقعہ میں چھ جگہ خطا کی

ہے، اول ان کو عدالت سے برخاست ہو کر اسی وقت پھر واپس نہ ہونا چاہئے تھا۔ دوم مساجد میں حد مارنے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت کی ہے سووم عورت کو بٹھا کر کہہ کرے پہنے حد مارنا تھا۔ چہارم قاذف جماعہ بکلمہ واحد پر صرف ایک حد واجب ہوتی ہے نہ دو۔ پنجم دو حد متواتر مارنا چاہئے تھا بلکہ دوسری حد جب ماری جاتی کہ جب قاذف پہلی حد کی ضرب سے ندرت ہو جاتی۔ ششم بغیر کسی مدعی کے حد ماری گئی ہے۔ جب ان اعتراضوں کی ابن ابی لیلیٰ کو خبر ہوئی تو انہوں نے خلیفہ کے پاس جا کر شکایت کی کہ ایک جوان ابو حنیفہ نامی میرے احکام میں معارضہ کرتا اور میرے حکم کے خلاف فتوے دیتا ہے، اس سے اس کو ممانعت کہہ دینی چاہئے، اس پر خلیفہ نے آدمی بھیج کر امام ابو حنیفہ کو قوت دینے سے ممانعت کہہ دی۔ اس واقعہ کے چند ہی روز بعد ایک دن امام ابو حنیفہ مع اپنی بیوی درپہر حماد و اکیلا کی گھر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ لڑکی نے کہا کہ میں روزہ دار ہوں اور میرے دانتوں سے خون نکلا ہے اور میں نے یہاں تک تھوکا ہے کہ اب تھوک بالکل سفید ہو گیا ہے سو اب تھوک کے نکلنے سے روزہ تو زائل نہیں ہوتا؟ آپ نے فرمایا کہ تو اپنے بھائی حماد سے پوچھ لے کہ مجھ کو خلیفہ نے فتوے دینے سے ممانعت کی ہے انتہی۔ سبحان اللہ! آپ نے حاکم کے حکم کی یہاں تک اطاعت کی تنہائی کی حالت میں بھی اس سے سرموتجاوز نہ کیا۔

خیرات الحسان میں لکھا ہے کہ حماد بن ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ ایک دن امام مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ بیک ایک ایک بڑا سانپ سقف سے گر کر ان کی گود میں آ پڑا مگر قسم خدا کی کہ آپ نے اس جگہ سے ذرا بھی حرکت نہ کی اور لَنْ يُصِيبَنَا اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا کہہ کر سانپ کو ہاتھ سے پکڑ کر بٹھا دیا انتہی۔ دائرة المعارف میں لکھا ہے کہ کوفہ میں امام ابو حنیفہ کا ایک موحی ہمسایہ تھا جو دن کو کام کرتا تھا اور جب رات ہوتی تھی تو گھر میں آ کر گوشت یا مچھلی جو لاتا تھا اس کو پکانا یا کھانا پھر شراب پیتا تھا یہاں تک کہ جب شراب اثر کرتی تھی تو بہادرانہ آواز کے ساتھ گرتا تھا اور کہتا تھا

اصناعوني و اى فستى اصناعوا ليوم كريهته و سداد و ثغر

پس ہمیشہ شراب پیتا اور اسی بیت کو بار بار پڑھتا تھا یہاں تک نیند اس کو آجاتی تھی اور امام ابو حنیفہ چونکہ تمام رات نماز پڑھتے تھے اس لئے اس کی آواز جب تک کہ وہ گاتا رہتا تھا سنتے رہتے تھے، پس ایک رات اس کی آواز نہ آئی، آپ نے لوگوں سے اس کا سبب پوچھا، انہوں نے کہا کہ اس کو کو تو ال پھڑے گیا ہے اور وہ مجبوس ہے، پس آپ فجر کی نماز پڑھ کر فجر پر سوار ہوئے

اور امیر کے پاس آنے کی اجازت چاہی۔ امیر نے نوکروں کو حکم دیا کہ امام کو بجاالت سواری ہمارے فرش تک آنے دو چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ جب امام امیر کے پاس پہنچے تو وہ بڑا خوش ہوا اور تشریف آوری کا سبب پوچھا، آپ نے فرمایا کہ ہمارے ایک ہمسایہ موجی کو آپ کے حکم سے کو توال نے پکڑ لیا ہے، اس کے چھڑانے کے لئے آیا ہوں۔ امیر نے حکم دیا کہ جتنے لوگ اس رات گرفتار ہوتے ہیں سب کو چھوڑ دو۔ پس امام امیر سے رخصت ہو کر موجی کو ساتھ لئے گھر میں آئے اور اس سے کہا کہ اے جوان کیا ہم نے تجھ کو صنائع کیا ہے؟ اس نے کہا نہیں بلکہ آپ نے خوب ہی نگاہ رکھا ہے اور خدا آپ کو حرمت جو ار اور رعایت حق پر جزائے خیر دے۔ پس اس شخص نے اس روز سے شراب نوشی سے توراہی انتہی۔

شامی میں لکھا ہے کہ حافظ نجم نے روایت کی ہے کہ میں نے تناوے سے مرتبہ خدا کو خواب میں دیکھا اور دل میں سوچا کہ اگر ایک دفعہ اور خدا کو خواب میں دیکھوں تو اس سے پوچھوں کہ قیامت کو خلقت تیرے عذاب سے کس چیز کے کرنے سے نجات پاسکے گی سو میں نے خدا کو پھر خواب میں دیکھا اور اس سے سوال مذکور کیا۔ اس نے فرمایا کہ جو شخص صبح و شام سبحان الابد سبحان الواحد الاحد سبحان الفرد الصمد سبحان رافع السماء بغیر عمد سبحان من بسط الامرض علی ما جمده سبحان من خلق الخلق فاحصا ہر عدد سبحان من قسم الورق ولم یئس احد سبحان الذی لم یتخذ صاحبة ولا ولدا سبحان الذی لم یولد ولم یولد ولم یکن له کفو احد پڑھے، اس نے میرے عذاب سے نجات پائی۔ انتہی۔

مسند خوارزمی میں لکھا ہے کہ امام نے سب سے پہلے علم شریعت کو مدون کر کے ابواب پر مرتب کیا اور آپ کی دیکھا دیکھی امام مالک نے موظا میں یہی طرز اختیار کیا سو اس امر میں آپ سے کسی نے سبقت نہیں کی کیونکہ صحابہ و تابعین نے علم شریعت میں ابواب کر کے کوئی تصنیف نہیں کی، ان کو اپنی یاد پر اعتماد تھا لیکن جب امام نے علم کو منتشر دیکھا تو متاخرین کے سور حفظ سے ڈر کر کہ مبادا علم صنائع ہو جائے اس کی تدوین مستحسن سمجھی، پس اس تدوین میں طہارات سے ابتداء کی پھر صلوٰۃ و سلام و باقی عبادات پھر معاملات و موارد پر خاتمہ کیا انتہی۔

شامی میں لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ کے مذہب کا اشتہار یہاں تک ہوا ہے کہ عام بلاد

اسلام بلکہ بہت سی ولایات اور شہروں مثل روم و ہندوستان و ماوراء النہر اور سمرقند میں
 بجز آپ کے مذہب کے اور کوئی مذہب مشہور نہیں ہے اور تحقیقی طور پر منقول ہے کہ سمرقند
 کے قبرستان میں چار سو ایسی قبریں ہیں کہ ان میں محمد نام شخص جنہوں نے تصنیفات کی اور فتویٰ
 دیا اور ایک جم غفیر نے ان سے علم اخذ کیا، مدفون ہیں چنانچہ جب صاحب ہدایہ فوت ہوئے
 تو ان کو وہاں دفن کرنا چاہا گیا مگر لوگوں نے ان کو وہاں دفن کرنے نہ دیا اس لئے یہ قبرستان
 مذکور کے حوالی میں دفن کئے گئے۔ یہ بھی روایت ہے کہ آپ کے مذہب کو چار ہزار شخصوں
 نے نقل کیا ہے اور ضرور ہے کہ ان اشخاص میں سے ہر ایک کے لئے اصحاب ہوں اور اسی
 طرح ان کے لئے انتہا۔

ملا علی قاری نے اس رسالے میں جو انہوں نے قفال مروزی کے جواب میں
 لکھا ہے، بیان کیا ہے کہ مقلدین امام ابو حنیفہ کے قدیم و جدیداً تمام شہروں خصوصاً روم کے
 شہروں اور ماوراء النہر اور ہندوستان اور اکثر خراسان و عراق و بلاد عرب میں بالالتفاح
 زیادتی پر ہیں اور میں گمان کرتا ہوں کہ بلاشبہ دو تہائی مسلمان حنفی ہوں گے بلکہ مہندسین کے
 نزدیک اس سے بھی زیادہ ہوں گے، علاوہ اس کے ہر ایک زمان و مکان اور عصر و دہر اور
 بر و بحر میں سلاطین روم و ماوراء النہر اور ہندوستان و ہندوستان پر ثابت ہیں انتہا۔

وفات آپ کی بغداد میں ماہ رجب یا شعبان یا نصف شوال یا شب جمعہ یکم تاریخ
 ماہ رمضان ۱۵۷ھ میں ہوئی جس کا یہ سبب بیان کیا گیا ہے کہ خلیفہ ابو جعفر منصور نے آپ کو
 بغداد کی قضا کے منظور کرنے کے لئے کہا مگر آپ نے اس سے انکار کر کے عدم قبول
 پر قسم کھالی، اس پر خلیفہ نے آپ کو قید کر کے قضا کے منظور کرنے کے لئے مجبور کیا مگر آپ
 نے قبول نہ کی، آخر الامر خلیفہ نے حکم دیا کہ ہر روز آپ کو دس تازیانہ مارا کریں، اگرچہ آپ نے
 ایک تازیانے کھائے لیکن جب بھی وہی انکار جاری رکھا، اس کے بعد آپ پر دس روز تک
 کھانے پینے کی طرف سے تنگی کی گئی جس سے آپ نے رو کر خدا سے دعا کی اور اس کے
 پانچ روز بعد آپ نے وفات پائی۔

ایک روایت اس طرح پر ہے کہ آپ کو پینے کے لئے پیالہ زہر آلود دیا گیا آپ نے
 ہاتھ میں لے کر فرمایا کہ میں جانتا ہوں جو اس میں ہے مگر میں اپنے آپ کو ہلاک نہیں کرتا، اس
 جبراً آپ کے منہ میں ڈالا گیا، جب موت کا وقت قریب آیا تو آپ سجدہ میں گئے اور سجدہ

میں گئے اور سجدہ ہی میں جان خدا کو سپرد کی، اس کے بعد آپ کو پانچ شخص اٹھا کر غسل کی جگہ میں لے گئے، حسن بن عمارہ قاضی بغداد نے آپ کو غسل دیا اور ابو الریح عبداللہ نے آپ پر پانی ڈالا۔ ابن سماک کہتے ہیں کہ جب غسل کے بعد آپ کو میں نے دیکھا تو آپ کی پیشانی پر ایک سطر میں آیہ یا ایٹھا النفس المطمئنت ارجعی الی ربک راضیة مرضیة فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی اور وائیں ہاتھ پر آیہ فادخلوا الجنة بما کنتم تعملون اور ہائیں ہاتھ پر آیہ انا لانضیع اجر من احسن عملا اور شکم پر بیشتر کمر سرب کمر برحمت منہ ورضوان لکھا ہوا تھا، جب جنازہ اٹھایا گیا تو یہ آواز آئی یا قائم اللیل یا طویل القیام یا صائم الیوم یا کثیر الصیام یا باحک السید ما یتغنی من جنة الخلد ودار السلام جب قبر میں آپ کو رکھا گیا تو یہ ندا آئی فرح وریحان و جنة نعیم۔ روایت ہے کہ جب امام کا جنازہ اٹھایا گیا تو اس قدر خلقت کا ہجوم مہمت کہ کندھا دینے والوں کی کثرت سے جنازہ کی لکڑیاں ٹوٹ گئیں۔ خلیفہ منصور بھی جنازہ پر حاضر ہوا اور اس نے آپ کی وفات وایذا ہی پر بڑا افسوس کیا اور کہا افسوس میں نے ایسے مظلوم مرحوم کو قتل کیا جس نے دنیا سے بالکل کنارہ کیا اور جب میں نے طرح طرح کے عذاب سے اذیت دی تو بڑے تحمل سے صبر کیا، کاش کہ اگر یہ اپنے پیچھے کوئی ایسا شخص چھوڑ جاتے جو ان کے قائم مقام ہوتا تو اس وقت ہم ان پر اس قدر افسوس سے گریہ و زاری نہ کرتے۔ آپ پر جنازے کی نماز قاضی حسن بن عمارہ نے پچاس ہزار آدمیوں کے ساتھ پڑھائی اور باقی لوگ بیس روز تک آپ کی قبر مبارک پر نماز پڑھتے رہے اور اچھو گورستان خیزران میں دفن کیا گیا۔

کہتے ہیں کہ آپ کے دفن کے بعد تین رات تک یہ آواز آتی رہی ذہب الفقد فلا فقیہ : لکم فاتقوا اللہ وکونوا خلفا : مات نعمان فسن هذا الذی یحیی اللیل اذا ما استجفا۔ یعنی چلی گئی فقہ اور کوئی فقیہ تمہارے لئے نہیں، پس تقویٰ کرو اللہ کے لئے اور ہو خلیفہ، نعمان مرگے پس کون شخص ہے جو رات کو زندہ رکھے جب تاریک ہوتی ہے۔ شرف الملک ابوسعید محمد بن منصور خوارزمی مستوفی مملکت سلطان ملک شاہ سلجوقی نے ۳۵۹ھ میں آپ کی قبر پر ایک گنبد کلاں بنا کر اس کے پاس ایک بڑا

مدرسہ حنفیوں کے لئے تعمیر کرایا۔ جب آپ کے مقبرے کی عمارت ختم ہو چکی تو ابو سعید بڑی شان و شوکت سے اعیان و ارکان کے اس کے دیکھنے کے لئے گیا۔ اس وقت ابو جعفر مسعود بیاضی نے یہ قطعہ تصنیف کیا، قطعہ ہے

الم تر ان العلم كان مبداً فجمعه هذا المغيب في اللحد
كذلك كانت هذه الارض مبيتة فانشرها فعل العميد ابو سعید

آپ کی تاریخ وفات یہ ہے

آل امام عظیم کوئی کہ بود تکبیر گاہ و حامی بن ہیں از پئے وصل صبیب کردگار کرد چوں رحلت سو خلد بریں
درفراق آل امام دیں پناہ اہل گشتند غمناک و حزین ماتم دیں بود در جہرش ازاں سال و شش فتم از سوگ دیں

دوسرا خباہاں

ان احادیث صحیحہ اور آثار قویہ میں جو امام ابو حنیفہ کی بشارت و مناقب میں وارد ہوئی ہیں۔

علامہ طحاوی اور علامہ شامی نے شرح در المختار میں لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ نعمان معجزات مصطفویہ میں سے بعد قرآن کے بیشک ایک بڑا معجزہ یعنی کرامت ہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیدا ہونے سے پہلے ان کی خبر احادیث صحیحہ میں دی ہے چنانچہ شیخ جلال الدین سیوطی شافعی نے تبیض الصحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ اور علامہ ابن حجر مکی صاحب صواعق محرقة نے خیرات الحسان فی رجمۃ النعمان میں لکھا ہے کہ تحقیق ایسی احادیث صحیحہ وارد ہوئی ہیں جو امام ابو حنیفہ کی بشارت و فضیلت پر مشیر ہیں جن میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ قول ہے جس کو بخاری و مسلم نے ابو ہریرہ اور طبرانی نے ابن مسعود سے روایت کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ایمان نزدیک تر تیا کے بھی ہوگا تو اس کو ابنائے فارس میں سے چند شخص لے آئیں گے اور ابو نعیم نے ابو ہریرہ اور شیرازی و طبرانی نے قیس بن سعد سے باین لفظ روایت کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علم اگر تر تیا کے ساتھ بھی معلق ہوگا تو اس کو ابنائے فارس سے چند شخص لے آئیں گے اور لفظ طبرانی کی روایت کا قیس سے اس طرح پر ہے کہ نہ پائیں گے اس کو اہل عرب البتہ چند شخص ابنائے فارس سے اس کو پائیں گے اور مسلم کی ایک روایت ابو ہریرہ میں یوں آیا ہے کہ اگر ایمان نزدیک تر تیا کے بھی ہوگا تو ضرور

اس کی طرف ابنائے فارس میں سے ایک شخص جائے گا یہاں تک کہ اس کو لے آئے گا اور ایک روایت متفق علیہ میں ابوہریرہ سے اس طرح پر مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو اس ذات کی قسم ہے کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ دین اگر تریا کے ساتھ بھی معلق ہو جائے گا تو اس کو ضرور ایک شخص ابنائے فارس سے لے آئے گا، اس کے بعد حافظ جلال الدین سیوطی نے کہا کہ روایات مذکورہ بالا جن کو شیخین وغیرہ نے روایت کیا، اس بات کی اصل صحیح ہیں کہ ان کو امام ابوحنیفہ کی بشارت و فضیلت پر محمول کیا جائے انتہی۔ اس کے بعد شامی نے لکھا ہے کہ مواہب لدنیہ کے حاشیہ (یعنی شیخ ابی الفیاض بن علی شیرازی متوفی ۸۰۸ھ) میں علامہ شامی تلمیذ حافظ جلال الدین سیوطی سے منقول ہے کہ وہ جو ہمارے شیخ سیوطی نے اس بات کا یقین کیا ہے کہ احادیث مذکورہ بالا میں صرف ابوحنیفہ ہی مراد ہیں یہ ظاہر ہے اور اس میں کسی طرح کا کچھ شک نہیں کیونکہ ابنائے فارس سے علم میں کوئی امام ابوحنیفہ کے مبلغ کو نہیں پہنچا انتہی۔ اور امام حافظ محمد بن یوسف شامی شافعی نے کتاب سبیل الہدے والرشاد فی احوال خیر العباد المشہور بسیرۃ شامی کے باب پچپن میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئیوں کے بیان میں ہے بعد ذکر کرنے احادیث مذکورہ بالا کے لکھا ہے کہ شیخ جلال الدین سیوطی نے کہا ہے کہ ابوحنیفہ کی بشارت و فضیلت میں یہ اصل ایسا صحیح معتد ہے کہ ان کی بشارت میں خبر موضوع سے بالکل مستغنی کر دینا ہے پس ہمارے شیخ کا یہ یقین کرنا کہ احادیث متذکرہ بالا سے فقط ابوحنیفہ ہی مراد ہیں، ظاہر تر ہے اور اس میں کچھ شک نہیں کیونکہ ابنائے فارس میں سے کوئی شخص علم میں امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کے مبلغ کو نہیں پہنچا، انتہی کلام الشامی شارح در مختار۔

ملا علی قاری نے رسالہ مذکور میں لکھا ہے کہ تحقیق روایت کیا بخاری اور مسلم نے ابوہریرہ سے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دین اگر تریا کے نزدیک بھی ہو گا تو ضرور اس کو ابنائے فارس سے ایک یا چند شخص لے آئیں گے اور یہ اہل عرب و عجم کو معلوم ہے کہ گروہ ابنائے فارس میں سے کوئی شخص بجز امام ابوحنیفہ کے یہاں تک مرتبہ اجتہاد کو نہیں پہنچا کہ امام ائمہ ہوا ہو، پس اسی واسطے حافظ محقق شیخ جلال الدین سیوطی نے کہا ہے کہ یہ حدیث اصل صحیح اس بات کا ہے کہ واسطے بشارت اور فضیلت تامہ ابوحنیفہ کے اس پر اعتماد کیا جائے انتہی۔

شامی میں لکھا ہے کہ جو احادیث علم ثریا کی ابھی مذکور ہو چکی ہیں وہ امام اعظم پر قطعاً
محمول ہیں جیسا کہ شامی صاحب سیرت اور ان کے شیخ حافظ سیوطی نے تصریح کی ہے بخلاف حدیث
لا تسبوا قریبنا فان عالمہا یملأ الامر من علما کے جو امام شافعی پر محمول کی گئی ہے
کیونکہ بعض نے اسے ابن عباس پر محمول کیا ہے بلکہ وہ اس حدیث کے زیادہ حقدار ہیں کیونکہ
وہ جبر الامم اور ترجمان القرآن ہیں اور حدیث یوشک ان یضرب اکباد الابل یطلبون
العلم فلا یجدون اعلم من عالم المدینۃ کی جو امام مالک پر محمول کی گئی ہے کیونکہ
اس کو اور علمائے مدینہ پر جو اپنے زمانے میں منفرد تھے، محمول کیا گیا ہے بخلاف ان احادیث
مذکورہ بالا کے کہ سوائے ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کے ان کا کوئی محل واقعی صحیح نہیں اور
سلمان فارسی اگرچہ من حیث الصحیح امام ابو حنیفہ سے افضل ہیں لیکن علم اور اجتہاد اور تشریح
اور تدوین احکام میں مثل ابو حنیفہ کے نہیں ہوئے اور کبھی مفضول میں کوئی ایسی چیز پائی جاتی ہے
جو فاضل میں نہیں ہوتی اور فارس سے بلاد معروفہ مراد نہیں ہے بلکہ جنس عجم سے ہے اور
فارس ہے جیسا کہ دہلی کی حدیث میں ہے کہ بہتر عجم کا فارس ہے انتہی۔

نیل الاوطار شرح در المختار میں مولوی خرم علی جو فرقہ غیر مقلدہ کے بھی نہایت معتد
ہیں بعد نقل فضائل ابو حنیفہ کے لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن مبارک اور ابن جریر اور عبداللہ بن
داؤد اور شہاد بن حکیم اور یحییٰ بن سعید اور مسکی بن ابراہیم وغیرہ جو اہل اجتہاد اور اہل حدیث
اور محدثین کے استاد ہیں ان کے اقوال مستند مذکورہ سے زیادہ عالم اور زیادہ پرہیزگار
ہونا امام ابو حنیفہ کا اپنے وقت میں تو بالیقین معلوم ہو گیا کہ صحیحین کی یہ حدیث لو کان
العلم عند الثریا لنالہ رجال من ابناء فارس کا صحیح عمل امام اعظم اور ان کے
اصحاب ہیں کیونکہ اہل فارس میں ان سے زیادہ تر اور کوئی عالم عالی فہم دقیقہ رس نہیں ہوا،
پس امام کے واسطے یہ بشارت و فضیلت عظیم الشان ہے انتہی۔

حاصل کلام یہ کہ احادیث مذکورہ بالا اس بات پر دال ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم کا ہیضہ جمع یعنی رجال فرمانا باعتبار اتباع کے ہے جو امام ابو حنیفہ کے اصحاب ہیں اور صیغہ واحد
یعنی رجل فرمانا باعتبار متبوع کے ہے جو خود امام ابو حنیفہ ہیں پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس طرح
فرمانا اس بات کا اشارہ ہے کہ اس شخص کے اتباع مثل اس کے فضل اصابت مسائل دین میں بحسب
قواعد و اصول اس شخص کے غیروں پر فائق ہوں گے اسی واسطے امام شافعی نے فرمایا ہے کہ جو شخص

فقہ حاصل کرنے کا ارادہ کرتا ہے اس کو چاہئے کہ امام ابوحنیفہ کے شاگردوں کا ساتھ نہ چھوڑے
کیونکہ معانی علم دین کے خاص انہیں کو آسان ہوئے ہیں اور خدا کی قسم میں فقہیہ کامل نہیں ہوا
مگر مطالعہ کتب محمد بن حسن سے۔

ابن حجر مکی نے لکھا ہے کہ بعض ائمہ نے کہا ہے کہ مشہور ائمہ اسلام میں سے
کسی کے لئے وہ بات حاصل نہیں جو ابوحنیفہ کو اصحاب اور تلامیذ سے حاصل ہوئی ہے
اور علماء وغیرہ لوگوں نے کسی شخص سے ایسا فائدہ نہیں اٹھایا جیسا کہ ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب
سے تفسیر احادیث مشتبہ اور مسائل فقہ اور حوادث واقعات اور قضایا اور احکام شرعیہ
میں فائدہ حاصل کیا ہے، خدا ان کو جزائے خیر تام دے کہ ذانی الشامی نقل عن الخیرات الحسان
ابن خلکان میں لکھا ہے کہ امام شافعی نے فرمایا کہ میں نے امام محمد سے ایک بوجھ
اونٹ کا علم اخذ کیا انتہی۔ اعلام الاحیاء میں منقول ہے کہ امام احمد سے جب پوچھا گیا کہ آپ
کو یہ مسائل دقیقہ کہاں سے حاصل ہوئے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ امام محمد کی کتابوں سے حاصل
ہوئے ہیں انتہی۔ تاریخ ابن خلدون میں لکھا ہے کہ بعد امام مالک کے امام شافعی عراق میں
پہنچے اور امام ابوحنیفہ کے اصحاب سے ملے اور ان سے اخذ کیا اور امام احمد بن حنبل جو
بڑے محدثین سے تھے ان کے اصحاب نے باوجود بڑی بصاغت علم حدیث کے امام
ابوحنیفہ کے اصحاب سے پڑھا انتہی۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے شرح سفر السعادت
میں لکھا ہے کہ امام شافعی نے فرمایا کہ اگر اہل کتاب یہود و نصاریٰ امام محمد بن حسن کی
تصانیف کو دیکھ لیں تو بے اختیار ایمان لے آئیں انتہی۔ خطیب بغدادی نے لکھا ہے
کہ طلحہ بن محمد بن جعفر کہتے ہیں کہ امام ابو یوسف مشہور الامر ظاہر الفضل افقہ اہل عصر تھے، ان
کے زمانے میں کوئی شخص ان پر مقدم نہیں ہو سکتا تھا اور وہ علم اور حکم اور قدر میں
نیابت پر تھے اور انہیں نے پہلے پہل اصول فقہ میں کتابوں کو امام ابوحنیفہ کے مذہب
پر وضع کیا اور اقطار زمین میں ابوحنیفہ کے علم کو پھیلایا اور نشر کیا انتہی۔

پس واقع ہیں اور نیز بحسب اتفاق شہادت ائمہ شافعیہ وغیرہ ثابت ہوا کہ
احادیث مذکورہ بالا کے مصداق ائمہ و محل اکل صرف امام ابوحنیفہ اور
ان کے اصحاب ہیں جن کے مبلغ علم کو ابنائے فارس و عجم میں سے کوئی شخص نہیں پہنچ سکا
پس وہ جو صاحب اتحات النبلاء نے امام ابوحنیفہ کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ اگر حدیث

لوکان الدین عند الشریا کو مخصوص بناورد فی حقہ نہ رکھیں اور عام کپڑے میں تو جہانزہ محدثین مثل بخاری و مسلم و ترمذی و ابوداؤد و ابن ماجہ وغیرہ اس کے مصداق ہونے میں اولیٰ تر اور احق تر ہیں کیونکہ یہ تمام علم اور سرزہ میں فرس سے تھے اور مرتبہ علم و عمل و صدق و ورع و نشر و تدوین و تفتقہ میں فائق بر اقران و سابق بر متقدمان تھے چنانچہ ان کی کتب مؤلفہ اس بات پر دال ہیں اور صحبت نبویہ اور روایت احادیثِ محمدیہ میں سلمان فارسی کے شریک تھے اگرچہ صحبت سلمان کی ظاہری محقق مگر ان کو صحبت معنوی حاصل تھی بقول شخصے اہل الحدیث ہم اہل النبی وان لم یصحبوا نفسہ انفسہ صحبوا بخلاف ابو حنیفہ کے کہ سلسلہ روایت حدیث کا ان سے برپا نہیں ہوا اور جل و کل ان کے اقران اور ان کے بعد کی ثنا ان پر تخریف اور امامت قیاس میں ہے اور مرتبہ قیاس کا مرتبہ علم کتاب و سنت کے کسی پر پوشیدہ نہیں بلکہ کوئی تالیف بھی ان سے بسند صحیح ماثر نہیں کسی وجہ سے مردود و باطل اور سرسرقہ تصبات سے ہے۔

اول یہ کہ جس صورت میں شیخ جلال الدین جیسے امام حدیث و فقہ و اجتہاد و مصنف چار سو ساٹھ کتاب اور ان کے تلمیذ حافظ محمد بن یوسف شامی امام و حافظ حدیث و فقہ اور شیخ ابن حجر مکی صاحب صواعق محرقة نے جو حدیث و فقہ میں اپنے زمانہ کے اعظم علماء و فقہار تھے، باوجود شافعییت کے محض انصاف کی راہ سے احادیث مذکورہ بالا کا مصداق امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کو قرار دیا ہے اور علی الاعلان کہا ہے کہ ابنائے فارس میں سے کوئی شخص ان کے مبلغ علم کو نہیں پہنچا جو احادیث مذکورہ کا مصداق ٹھہر سکے تو اب ان کی شہادتِ کاملہ کے مقابلہ میں صاحب اتحاف یا ان جیسوں کے توہماتِ باطلہ اور تصباتِ کاذبہ کی کیا حیثیت اور کیا منزلت ہے حالانکہ اگر امام بخاری وغیرہ پر ان کے نزدیک احادیث مذکورہ بالا کا کچھ بھی انطباق معلوم ہو سکتا تو وہ ضرور ہی کھینچ کھا پنچ کر احادیث مذکورہ کو ان پر منطبق کرنے کیونکہ امام بخاری کو امام ابو عاصم نے طبقاتِ شافعیہ میں ذکر کیا ہے اور نسائی بالاتفاق شافعی المذہب تھے اور امام احمد خود امام شافعی کے شاگرد تھے پس وہ اپنے مذہب کی افضلیت ثابت کرنے کی غرض سے ضرور ان احادیث کو ان پر منطبق کرتے اور کہتے دیکھو مذہب شافعی ایسا مقبول ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے متبعین مذہب مذکور تک کی بشارت دیدی ہے۔

دوم۔ قطع نظر اس سے اگر نفسِ حدیث کی طرف دیکھا جائے تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان احادیث کا وہ شخص مصداق ہے جس پر حسبِ ذیل امور صادق آئیں۔

پہلا یہ کہ وہ ابنائے فارس سے ہو، پس ظاہر ہے کہ نہ تو ائمہ اربعہ اور نہ ائمہ حدیث میں سے کوئی شخص سبزا امام ابوحنیفہ کے صرف ابنائے فارس بلکہ اولاد شاہِ فارس یعنی نوشیرواں سے ہوا ہے کیونکہ امام مالک و شافعی تو بالاتفاق عربی تھے اور امام احمد کا اصل مروی تھا جو ملک خراسان میں واقع ہے اور امام بخاری بخارا کے اور ترمذی ترمذ کے رہنے والے تھے جو دونوں توران میں واقع ہیں اور امام مسلم نیشاپور واقع خراسان اور ابو داؤد ملک سیتان کے باشندے تھے جو سندھ و ہرات کے درمیان متصل قندھار کے واقع ہے اور نسائی شہر نسا واقع خراسان اور ابن ماجہ شہر قزوین واقع عراق و عجم کے رہنے والے تھے پس جس صورت میں خود ابنائے فارس میں سے جیسا کہ حدیث کا مفہوم ہے ہر طرح سے امام ابوحنیفہ بوجہ اتم و اکمل مصداق ٹھہرتے ہیں تو کوئی ضرورت نہیں کہ برخلاف صریح نص کے فارس کی تاویل کر کے اس سے عام عجم مراد لی جائے۔

دوسرا یہ کہ تمام حدیث مذکورہ بالا اس طرح پر ہے عن ابی ہریرۃ قال کنا جلوسا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا نزلت سورۃ الجمعة فلما نزلت و اخرین منهم لسا یلحقوا بہم قالوا من ہؤلاء یرسور اللہ قال و فینا سلمان الفارسی قال وضع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یدہ علی سلمان شرقا لوقان الایمان عند الثریا لئلا یرجل او یرجال من ہؤلاء۔ یعنی ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ سورہ جمعہ کی یہ آیت اتری و اخرین منهم لسا یلحقوا بہم یعنی پاک ہے وہ خدا جس نے ان پڑھوں اور ان لوگوں کی طرف پیغمبر بھیجا جو ان میں سے ابھی ساقطان کے نہیں ملائی ہوئے۔ اس پر اصحاب نے کہا کہ یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں جو ابھی ہم سے ملائی نہیں ہوئے؟ ابو ہریرہ کہتے ہیں سلمان فارسی ہمارے درمیان بیٹھے ہوئے تھے۔ پس حضرت نے اپنا ہاتھ مبارک ان پر رکھ کر فرمایا کہ ایمان اگر تیرا کے نزدیک بھی ہوگا تو اس کو ضرور ایک آدمی یا چند آدمی اس گروہ یعنی قوم فارسی سے لیں گے مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ جو ابھی تم سے نہیں ملے، اولادِ فارس پر لکے ہیں اور وہ ضرور تم

سے ملتی ہوں گے اور ان میں یہ صفت ہوگی کہ اگر دین تشریح کے پاس یعنی نہایت دور چلا جائیگا جہاں نظر کام نہ کر سکے گی اور اس کا واپس لانا مجال انسانی سے ناممکن ہو جائے گا تو بھی اس کو ایک یا چند شخص لے آئیں گے، پس بحسب مفہوم اس حدیث کے حدیث کا مصداق وہ شخص ٹھہر سکتا ہے کہ جو منجملہ دیگر قیود کے اصحاب سے ملا ہو پس ظاہر ہے کہ اہل فارس میں سے بعد سلمان فارسی کے کوئی ایسا شخص جو اس حدیث کا مصداق ہو سکے بجز امام ابوحنیفہ اور ان کے شاگردوں کے جو اپنے وقت میں علم اور فائق بر اقران تھے، اصحاب تابعین سے نہیں ملا پس اس صورت میں یہی اس حدیث کے مصداق ہیں نہ امام احمد و بخاری وغیرہ محدثین صحاح ستہ کہ ان کو اصحاب کا دیکھنا تو کجا تابعین کا دیکھنا بھی نصیب نہیں ہوا، اور اگر بالفرض والتقدیر اس حدیث کو برخلاف صریح مفہوم کے تابعین و تبع تابعین کے حق میں مخصوص نہ سمجھا جائے بلکہ عام لیا جائے تو بھی والفضل للمتقدم ہے۔

تیسرا یہ کہ صحیح مسلم کی حدیث لو کان الدین عند الثیالذہب بہ
 رجل من ابناء فارس حتی تناولہ میں جو تناولہ کا لفظ ہے وہ اس بات پر دلالت ہے کہ وہ رجل مجتہد ہو اور مجتہد بھی ایسا ہو کہ تمام امور دینیہ اور مسائل شرعیہ کا محیط ہو اور کوئی حالت منتظرہ اس میں باقی نہ ہو کیونکہ جملہ جزئیات کا عادی ہونا بغیر مجتہد کے اور کسی کا منصب نہیں پس ظاہر ہے کہ بجز ائمہ اربعہ کے یہ منصب کسی کو حاصل نہیں ہوا جن پر جمہور نے ان کو بہ ہمہ وجوہ اعلم و اولیٰ دیکھ کر اجماع کیا ہو اور ان کے مذاہب قرآن و حدیث و اجماع سے مستنبط اور مدون ہو کر نشر آفاق اور مسلم ہوئے ہوں اور ان کے مذاہب سے ان کے مقلد کو ہر ایک طرح کے حوادث و وقائع و نوازل میں مسئلہ کا جواب مل سکتا ہو، پس امام ابوحنیفہ جو ائمہ اربعہ میں سے زمانا و اجتہادا و تدوینا اول ہیں اور صرف ابناء فارس سے ہیں مع اصحاب نجد حدیث مذکورہ بالا کے مصداق ہیں نہ امام بخاری وغیرہ کیونکہ نہ تو وہ حسب مفہوم حدیث کے ایسے مجتہد ہی ہوئے ہیں جو انہوں نے وہ مسائل جو صریحا قرآن و حدیث سے نہ مل سکتے تھے، اپنے اجتہاد سے نکالے ہیں اور نہ انہوں نے کل احادیث ہی جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا بطور استیعاب و احاطہ کے بیان کی ہیں بلکہ ہزار ہا صحیح احادیث بخاری و مسلم وغیرہ نے روایت نہیں کیں جس کی تلافی ان کے بعد دیگر محدثین نے کی چنانچہ مستدرک، حاکم، صحیح ابن حبان، صحیح ابن خزيمة، صحیح ابن عوانہ، صحیح ابن اسکین، سنن دارقطنی، مسند دارمی، کتب بیہقی، کتب طحاوی، مصنف عبد الرزاق،

مسند ابی داؤد طیالسی، مسند ابی ایلی موصلی، مصنف ابو بکر بن ابی شیبہ، مسند عبد بن حمید، معاجم ثلاثہ طبرانی وغیرہ اس بات کی شاہد ہیں اور ان کتابوں میں صحیح و حسن و ضعیف مثل بعض کتب صحاح ستہ کے سب قسم کی احادیث مندرج ہیں، امام بخاری جو ائمہ حدیث کے امام خیال کئے جاتے ہیں گو ان کو بے شمار احادیث یاد تھیں لیکن ان سے ان کی صحیح میں صرف سات ہزار دو سو پچھتر احادیث ہی مروی ہوئی ہیں اور اگر مکرر کو حذف کر دیا جائے تو کل چار ہزار احادیث رہ جاتی ہیں اور اس صحیح کے سوا اور بہت مفلوطی احادیث ہیں جو انہوں نے کتاب ادب المفرد وغیرہ میں بیان کی ہیں اور جو احادیث انہوں نے روایت نہیں کیں ان کا تمسک کرنا بعینہ المعنی فی بطن الشاعر کا قائل ہونا ہے۔ اسی طرح امام مسلم نے مع متفق علیہ اور مکررات کے کل بارہ ہزار احادیث اپنی صحیح میں بیان کی ہیں، اگر مکررات و متفق علیہ احادیث کو چھوڑ دیا جائے تو بہت مفلوطی احادیث رہ جاتی ہیں جو بالانفراد انہوں نے اس صحیح میں روایت کی ہیں، علیٰ ہذا القیاس دیگر اصحاب صحاح ستہ کا حال ہے۔

چوتھا یہ کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسی کو باوجود ان کے واحد ہونے کے بہ ارادہ جنسیت ہو کر صیغہ اسم اشارہ جمع سے مشارالہ کیا ہے اسی طرح بعض احادیث میں رجال کا صیغہ جمع فرمایا ہے پس بہ لحاظ اس مشابہت لفظی کے اس حدیث کا وہ شخص صحیح محمل ہو سکتا ہے جو سلمان کی طرح اس پر بھی کسی وجہ سے صیغہ جمع کا اطلاق کر سکیں پس ظاہر ہے کہ یہ مشابہت بجز امام ابو حنیفہ کے اور کسی میں پائی نہیں جاتی کیونکہ باعتبار متبوع ہونے کے تو وہ رجل ہیں اور باعتبار اصحاب مجتہدین کے جن کا مذہب ان کے مذہب کے ساتھ شامل ہو کر واحد تصور کیا جاتا ہے، رجال ہیں۔

پانچواں حضرت سلمان طبقہ خیر القرون یعنی اصحاب میں سے تھے اسی طرح امام ابو حنیفہ بھی طبقہ خیر القرون یعنی تابعین میں سے تھے بخلاف امام بخاری وغیرہ محدثین کے کہ وہ اس زمانے سے تھے جس کے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ثم ینظر الکذب کا کلمہ فرمایا ہے۔

چھٹا ظاہر ہے کہ سلمان فارسی نے کوئی تصنیف نہیں کی، صرف زبانی ہی بعض احادیث کی روایت کی ہے اسی طرح گو امام ابو حنیفہ نے کتاب فقہ اکبر و کتاب الوصیہ وغیرہ تصنیف کی ہیں مگر احادیث و مسائل فقہیہ میں متقللاً کوئی کتاب نہیں لکھی بلکہ مسائل فقہیہ کو قرآن و

حدیث سے استنباط کر کے زبانی اپنے شاگردوں کو بتلایا جن کو انہوں نے فوراً قلمبند کر لیا، ایسا ہی جو احادیث ان سے مروی ہیں ان کو ان کے تلامیذ وغیرہ نے جمع کیا۔

ساتواں جس طرح حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کا بسبب صحابیت کے ہر ایک قول فعل بعض محدثین کے نزدیک حدیث شمار کیا جاتا ہے اسی طرح امام ابو حنیفہ کا بھی بسبب تابعیت کے قول و فعل حدیث شمار کیا جاتا ہے اور امام ابو حنیفہ اصحاب کرام اور اہل حدیث سے خارج نہیں ہیں چنانچہ امام شعرا فی مالکی نے میزان میں لکھا ہے واصحاب السنن هم حفاظ الحدیث والمطلعون علیہ کالائمة المجتہدین وکمل تبعہم فانہم الذین یفہمون ماتضمنہ السنن من الاحکام وکان ابوبکر ابن عباس یقول اهل الحدیث فی کل زمان کاہل الاسلام مع اهل الادیان والہرادیان اهل الحدیث فی کلامہ ما یشمل اهل السنة من الفقہاء وان لم یکنوا حفاظا انتہی۔

غرض جب دلائل متذکرہ بالا سے مثل آفتاب نصف النہار کے ثابت ہو گیا کہ احادیث مذکورہ الصدر کے من کل الوجوه لفظاً ومعنی فقط امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب ہی مصداق اتم و محل اکمل ہیں تو اب معترض متعصب کے اس دعوے کو (اصحاب صحاح ستہ مرتبہ علم و عمل و صدق و ورع و نشر و تدوین و تفرقة میں فائق براقران و سابق بر متقدمان محققے) بلا دلیل کون تسلیم کر کے گا؟ غایت درجہ اگر کسی نے ان کا فائق براقران شاید مان بھی لیا مگر سابق بر متقدمان ہونا ان کا کوئی ذمی شعور تسلیم نہ کرے گا کیونکہ اس کے بموجب لازم آتا ہے کہ وہ علم و عمل و صدق و ورع میں تبع تابعین و تابعین کیا بلکہ معاذ اللہ کہیں اصحاب سے بھی بڑھ کر محققے حالانکہ جو شخص خیر القرون کی خیریت اور اصحاب کی افضلیت کا قائل ہو گا تو وہ ایسی غلو فی المدح کو کبھی صراحتاً یا کنایتاً استعمال میں نہ لائے گا جن کو ذرا بھی تابعین و تبع تابعین کے حالات سے آگاہی ہے وہ بخوبی جانتے ہیں کہ وہ کیا کچھ روایات احادیث و نشر علم و تدوین و تفرقة میں مساعی جمیلہ عمل میں لائے ہیں کہ علاوہ والفضل للمتقدم کے جن کا عشر عشر بھی اصحاب صحاح ستہ سے قوع میں نہیں آیا بجز اس کے کہ انہوں نے صرف ان کی خوشہ چینی کی اور ان کی ہی کتب سے انتخاب کر کے اپنی اپنی صحاح کو مرتب کیا نہ ترتیب اور نہ ترویج میں کوئی نئی بات نکالی چنانچہ شرح مشکوٰۃ کے مقدمہ میں ترجمہ امام بخاری میں شیخ عبدالحق اور شرح بخاری کے مقدمہ میں احمد قسطلانی نے لکھا ہے

کہ تدوین احادیث و اخبار اور تصنیف سنن و آثار کا آغاز آخر زمانہ تابعین میں پیدا ہوا پس ایک جماعت محدثین کی مثل زہری اور ربیع بن صبیح اور سعد بن ابی عروہ وغیر ہم اس شریف کام کے مقتدی ہوئے اور ہر ایک باب کی تصنیف علیحدہ علیحدہ کی یہاں تک کہ کبار اہل طبقہ ثالثہ پیدا ہوئے اور انہوں نے حدیث کی تدوین و تالیف ابواب فقہ کی ترتیب پر کی چنانچہ امام مالک جو اہل مدینہ کے پیشوا تھے، انہوں نے مؤطا تصنیف کی اور ان کو اہل حجاز کی جس قدر احادیث صحیح و قوی معلوم ہوئیں ان کو اس میں جمع کیا اور اقوال صحابہ و فتاویٰ تابعین و تبع تابعین اس میں درج فرمائے اور مکہ میں ابو محمد عبد الملک بن عبد العزیز بن جریر اور شام میں ابو عمر و عبد الرحمن اوزاعی اور کوفہ میں سفیان ثوری اور بصرہ میں حماد بن سلمہ نے ایک ایک کتاب تصنیف کی بعد ازاں ہر ایک نے علمائے مجتہدین میں سے تالیف کی اور کبرائے محدثین میں سے مثل احمد بن حنبل و اسحاق بن راہویہ وغیر ہم نے مسانید لکھیں اور بعض تصانیف میں ابواب فقہ کی ترتیب کی لیکن ان مولفات میں سے کسی صحیح حدیث کو ضعیف سے جدا نہ کیا گیا سو پہلے پہل صرف صحیح احادیث میں امام بخاری نے تصنیف کی اور ان کو صحیح احادیث کے جمع کرنے پر تصانیف مذکورہ بالا کی اطلاع باعث ہوئی انتہا۔

پس اس بیان سے ظاہر ہے کہ امام بخاری کو احادیث کے جمع کرنے میں اگر کچھ فضیلت ہے تو صرف اتنی ہے کہ انہوں نے برخلاف پہلی حدیث کی کتابوں کے فقط صحیح احادیث میں کتاب لکھی سو یہ بات چنداں مشکل نہیں کیونکہ جس شخص کے سامنے اس قدر تصنیفات موجود ہوں وہ باقی ان میں سے صحیح احادیث انتخاب کر سکتا ہے اور یہ کہاں سے ثابت ہوتا ہے کہ پہلے اس سے کوئی کتاب صرف صحیح احادیث میں جمع نہ ہوئی تھی حالانکہ امام مالک کے مؤطا کی صحت پر جو اعتبار و اعتماد ہے ایسا کسی اور کتاب پر نہیں چنانچہ ابو زرہ رازی نے جو رئیس محدثین ہیں، کہا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی عورت کی طلاق پر سوگند کھائے کہ جو کچھ مؤطا میں لکھا ہے بلا شک و شبہ صحیح ہے وہ عانت نہیں ہوتا انتہی، پس ایسا اعتماد اور وثوق تو صحیح بخاری و مسلم پر بھی کسی نے نہیں کیا بلکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو صحیح بخاری و صحیح مسلم کا ماخذ جو مؤطا امام مالک ہے چنانچہ شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رسالہ عجاہد نافعہ میں لکھتے ہیں کہ نسبت دریں ہر سہ کتب (یعنی مؤطا و صحیح بخاری و صحیح مسلم) آنست کہ مؤطا گویا اس وقت صحیحین است و صحیح بخاری و مسلم ہر چند در زبط و کثرت احادیث وہ چند مؤطا باشند لیکن

طریق روایت احادیث و تیز رجال و راہ اعتبار و استنباط از موطا آموختہ اند و اگر بنظر تفحص دیدہ شود احادیث مرفوعہ موطا غالباً در صحیح بخاری موجود اند پس صحیح بخاری مشتمل است بر موطا باعتبار احادیث مرفوعہ، آری آثار صحابہ و تابعین در موطا زیادہ است انتہی ملخصاً۔ اور باقی اصحاب صحاح ستہ نے جو صحیح بخاری و مسلم کے بعد اپنی کتابیں تصنیف کی ہیں ان میں سے بعض نے صرف اتنی بات زیادہ کی کہ اکثر جگہ بتا دیا کہ یہ حدیث اس قسم کی ہے یعنی صحیح ہے یا حسن یا ضعیف وغیرہ۔

تفقہ کا یہ حال ہے کہ امام بخاری جو اصحاب صحاح ستہ میں اعلم و اقدم شمار کئے جاتے ہیں ان کے سامنے باوجودیکہ اس قدر تصنیفات مبہوب برتر تیب فقہ و استنباط مجتہدین اور کتب فقہ ائمہ اربعہ موجود تھیں مگر تاہم انہوں نے اپنی صحیح میں بعض احادیث کو ایسے ابواب میں داخل کیا ہے کہ ان ابواب سے ان احادیث کو کچھ بھی مناسبت نہیں چنانچہ شیخ الاسلام محی الدین نووی نے مقدمہ شرح صحیح مسلم کی فصل ۶ میں صحیح مسلم کی ترجیح کے وجوہ میں انہیں باتوں کی طرف اشارہ کر کے لکھا ہے کہ بخلاف بخاری کے کہ اس نے ان وجوہ مختلفہ کو ابواب متفرقہ متباعدہ میں ذکر کیا ہے اور بہت سی باتیں غیر اس باب میں بیان کی ہیں کہ جس میں ان کا بیان کرنا قریب الفہم اور اولیٰ تھا انتہی۔ شاید نووی کی اس قدر تصریح ان ابنائے زمانہ کو جو فنانی البخاری ہو رہے ہیں، کفایت نہ کرے اس لئے راقم اس جگہ صحیح بخاری کی چند احادیث بطور نمونہ پیش کرتا ہے جن کو ترجمہ ابواب سے جو بخاری کی فقہ و استنباط کی صرف یہی بصناعت ہے، کچھ بھی مناسبت نہیں اور اس غیر مناسبت کو ہر ایک شخص جس کو علم سے ذرا بھی مس ہے، ادنیٰ طور سے سمجھ سکتا ہے۔

اول :- باب السار الذی یغسل بہ شعر الانسان یعنی یہ باب اس پانی کی طہارت کے حکم میں ہے جس کے ساتھ آدمی کے بال دھوئے جائیں، لکھ کر اس کے نیچے یہ دو حدیثیں اس باب کے مضمون کی تطبیق میں لکھی ہیں: عن ابن سیرین قال قلت لعبيدة عندنا من شعر النبي صلى الله عليه وسلم اصد بناه من قبل انس او من قبل اهل انس فقال لان يكون عنده شعرة منه احب الي من الدنيا وما فيها یعنی ابن سیرین نے کہا کہ میں نے عبيدہ کو کہا کہ ہمارے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک میں سے کچھ بال ہیں جو انس یا اہل انس سے جم کوئے ہیں، آپس عبيدہ

نے کہا کہ ہر آئینہ آنحضرت کے بال مبارک میں سے ایک تار کا بھی ہونا میرے نزدیک محبوب تر ہے ساری دنیا اور اس سے جو اس میں ہے عن انس ان رسول اللہ لما حلق رأسه كان ابو طلحة اول من اخذ من شعره یعنی انس نے کہا ہے کہ جب رسول خدا نے اپنے سر مبارک کو منڈوا یا تو سب سے پہلے ابو طلحہ ہی نے آپ کے بال مبارک میں سے بال لئے۔ دیکھو دونوں حدیثوں کو باب مندرجہ عنوان کے مضمون سے کوئی کسی طرح کی مناسبت نہیں ہے چنانچہ تیسرے القاری فارسی شرح صحیح بخاری میں ان حدیثوں کے ذیل میں لکھا ہے کہ پوشیدہ نماز کہ در ترجمہ مطلق موسے مراد است و بایں تقریر سے کہ کہ وہ آمد علت آن شرف تبرک گرفته قیاس مطلق موسے راست نمی آید انتہی۔

دوم : باب التیمم فی الحضرة اذا لم يجد الماء وخاف فوت الصلوة یعنی یہ باب جواز تیمم غیر سفر میں ہے جبکہ نمازی پانی کو نہ پائے اور نماز کے فوت ہو جانے کا اس کو اندیشہ ہو عن الاعرج قال سمعت عمیرا مولی ابن عباس قال اقبلت انا وعبد اللہ بن یسار مولی میمونۃ نروجا النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی دخلنا علی ابی جہیم بن الحارث ابن الصمة الانصاری فقال ابو جہیم اقبل النبی صلی اللہ علیہ وسلم من نحو بیرجمل فلقبہ رجل فسلم علیہ فلم یرد علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی اقبل علی الجدار فسمع وجهہ ویدیه ثم سدد علیہ السلام یعنی عمیر نے کہا کہ میں اور عبد اللہ بن یسار مولی میمونۃ ام المؤمنین ابی جہیم کے پاس آئے پس ابو جہیم نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاہ جمل کی طرف سے تشریف لائے اور ان سے ایک مرد نے ملاقات کی اور سلام کیا پس آنحضرت نے سلام کا جواب نہ دیا یہاں تک کہ آئے دیوار کی طرف اور سچ کیا اپنے منہ اور ہاتھوں کو اور سلام کا جواب دیا۔

دیکھو اس حدیث کو باب کے مضمون سے کسی طرح کی مطابقت نہیں کیونکہ باب میں تیمم کو واسطے نماز کے ذکر کیا ہے اور حدیث میں آنحضرت کا تیمم واسطے جواب سلام کے ذکر ہے چنانچہ اسی لئے تیسرے القاری میں اس حدیث کے نیچے لکھا ہے کہ استدلال بایں حدیث خالی از تکلف نیست در ترجمہ تیمم برائے نماز اخذ کردہ گو یا قیاس کردہ نماز را بر سلام چنانکہ موضح گفتہ اند کہ آن ہم از مستحبات است و این قیاس مع الفارق است انتہی۔

توم : باب الصلوة في القميص والسراويل والتنان والقباب
 یعنی یہ باب جائز ہونے نماز کے پیراہن وازارہ دوختہ اور چھوٹی ازار میں ہے عن ابن عمر
 قال سئل رجل رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ما يلبس
 السحرم فقال لا يلبس القميص ولا السراويل ولا البرنس
 ولا ثوبا مسه من عفران ولا ورس فمن لم يجد النعلين فيلبس
 الخفين وليقطعهما حتى يكونا اسفل من الكعبين یعنی ابن عمر نے کہا
 کہ ایک شخص نے پیغمبر خدا سے پوچھا کہ محرم (جس نے حج کا احرام باندھا ہو) کیا پہنے؟ فرمایا
 کہ نہ پہنے پیراہن اور نہ سراویل اور نہ لمبی کلاہ اور نہ وہ کپڑا جو نہ عفران اور ورس سے رنگا
 گیا ہو اور جو شخص نہ پائے نعلین پس پہنے موزے اور چاہئے کہ کاٹ ڈالے ان دونوں کو
 تاکہ وہ بہت نیچے ٹخنوں سے ہو جائیں۔ دیکھو باب کا مضمون تو کچھ اور ہے اور اس حدیث
 کا کچھ اور، اور ان دونوں میں کوئی صورت مطابقت کی نہیں چنانچہ تیسرا تقاری میں لکھا ہے
 کہ مطابقت اس حدیث بہ ترجمہ باب ظاہر نیست فلیتدبر انتہی۔

چہارم : باب فضل صلوة الفجر في الجماعة یعنی یہ باب سچ زیادتی
 ثواب نماز فجر کے ہے جو جماعت سے گزارا جائے عن ابی موسیٰ قال النبی صلی
 اللہ علیہ وسلم اعظم الناس اجرا في الصلوة بعدهم فابعدهم
 فسثنى والذي ينتظر الصلوة حتى يصليها مع الامام اعظم اجرا
 من الذي يصلي ثم ينام یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہت بڑے
 آدمیوں کے ثواب کی رو سے وہ نمازی ہیں جو دور سے چل کر مسجد میں آتے ہیں اور جو شخص
 انتظار کرتا ہے اس بات کی کہ امام کے ساتھ نماز پڑھے وہ بہت بڑا ہے ثواب میں اس سے
 جو پڑھتا ہے پھر سو رہتا ہے انتہی۔ دیکھو اس حدیث میں کہیں نماز فجر کی جماعت کا ذکر نہیں
 ہوا بلکہ ظاہر ہے حدیث عشر کی نماز میں ہے پس اس سے نماز فجر کی جماعت کی فضیلت کا استدلال
 غلط ہے۔

پنجم : باب امر النبی الذی لا یتم رکوعه بالاعادة یعنی باب حکم کرنے
 آنحضرت کے اس شخص کو اعادہ نماز کا جو رکوع تمام نہ کرے عن ابی ہریرۃ ان النبی صلی
 اللہ علیہ وسلم دخل المسجد فدخل رجل فصلى ثم جاز فسلم علی

النبي صلى الله عليه وسلم فر د عليه النبي صلى الله عليه وسلم فقال ارجع فصل فانك لم تصل ثلاثا فقال والذي بعثك بالحق ما احسن غيرك فعلمني فقال اذا قمت الى الصلوة فكبر ثم اقرأ ما تيسر معك من القرآن ثم اركع حتى تطمئن راكعا ثم ارفع حتى تعتدل قائما ثم اسجد حتى تطمئن ساجدا ثم ارفع حتى تطمئن جالسا ثم اسجد حتى تطمئن ساجدا ثم ارفع ذلك في صلوة كلها - يعني ابو هريره سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مسجد میں آئے پس ایک شخص آیا اور اس نے نماز پڑھی پھر حضرت کو سلام کیا کہ حضرت نے سلام کا جواب دے کر فرمایا کہ پھر نماز پڑھ کہ تو نے نماز نہیں پڑھی پس اس نے پھر نماز پڑھ کر حضرت کو سلام کیا پس حضرت نے پھر فرمایا کہ تو پھر نماز پڑھ چنانچہ تین دفعہ اسی طرح فرمایا، آخر کو اس نے کہا کہ آپ کو اس کی قسم ہے جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ میں اس سے اچھی نماز پڑھنی نہیں جانتا پس آپ مجھ کو سکھائیں پس آپ نے فرمایا کہ جب نماز کے لئے کھڑا ہو تو تکبیر تحریمہ کہو پھر قرآن سے جو پڑھ سکتا ہو پڑھ پھر رکوع کر یہاں تک کہ آرام پکڑے پھر سر کو اٹھا یہاں تک کہ سیدھا کھڑا ہو جائے پھر سجدہ کر یہاں تک کہ آرام پکڑے پھر سر کو اٹھا یہاں تک کہ جلسہ میں آرام پکڑے پھر سجدہ کر یہاں تک کہ آرام پکڑے پھر اسی طرح اپنی تمام نماز میں کرانتھی۔

دیکھو باب میں تو یہ کہا کہ آنحضرت نے اس کو اعادہ نماز کا حکم اس لئے دیا تھا کہ اس نے رکوع ناما تمام کیا تھا اور حدیث میں اس بات کا کہیں پتہ نہیں بلکہ ظاہر یہ ہے کہ اس نے تمام ارکان نماز کو تمام کیا تھا اور اعادہ نماز کا حکم مجموع پر مترتب ہے نہ صرف رکوع پر پس حدیث کو باب کے مضمون سے کوئی کسی طرح کی مطابقت نہیں ہے۔

ششم : باب وقت الجمعة اذا زالت الشمس یعنی ابتداء وقت جمعہ کا اس وقت ہے جبکہ آفتاب کا زوال ہو عن النور بن مالک قال كنا نيكربا الجمعة ونقيل بعد الجمعة یعنی ہم پیش دستی کرتے تھے جمعہ کے ساتھ اور قبولہ کرتے تھے بعد جمعہ کے۔ دیکھو اس حدیث کے کسی لفظ سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ جمعہ کا وقت اس وقت ہوتا ہے کہ جب سورج ڈھل جائے بلکہ ظاہر حدیث کا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ نماز جمعہ دوپہر سے پہلے جائز ہے جیسا کہ امام احمد کا مذہب ہے کیونکہ قبولہ معادہ سنونہ دوپہر سے پہلے ہے پس

حدیث کو باب کے مضمون سے کوئی مناسبت نہیں۔

ہفتم : باب اذا فاتہ العید یصلی رکعتین وکذلک النساء
 و من کان فی البیوت والقریٰ یعنی باب اس امر کے بیان میں کہ جب کسی سے عید کی
 نماز فوت ہو جائے تو وہ دو رکعت نفل پڑھے اور اسی طرح عورتیں اور جو گھروں اور دیہات
 میں ہیں، دو رکعت پڑھیں عن عائشۃ ان ابابکر دخل علیہا وعندہا
 حاربتان فی ایام منیٰ تدفان و تضربان والنبی صلی اللہ علیہ وسلم
 متغش بثوبہ فانتهرہما ابوبکر فکشف النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 عن وجہہ فقال دعہما یا ابابکر فانہا ایام عید و تلك الايام
 ایام منیٰ۔ یعنی حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ عید کے روز میرے گھر میں حضرت ابوبکر
 آئے اور اس وقت دو لڑکیاں دف بج رہی تھیں اور رسول خدا نے اپنے آپ کو کپڑے میں
 لپیٹا ہوا تھا پس ابوبکر نے ان لڑکیوں کو منع کیا اس پر آنحضرت نے اپنے منہ سے کپڑا اٹھا
 کر فرمایا کہ اے ابوبکر ان سے کچھ نہ کہو کیونکہ یہ دن عید کا ہے، وقالت عائشہ رأیت
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم یستزنی وانا انظر الی العجشۃ وهم یلعبون
 فی المسجد فزجرہم عمر فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم دعہم
 امنابنی ارفدۃ یعنی عائشہ نے کہا کہ دیکھا میں نے پیغمبر خدا کو کہ چھپاتے تھے مجھ کو اور
 میں دیکھتی تھی حبشیوں کو جو کھیل رہے تھے مسجد میں پس عمر بن خطاب نے ان کو جھڑکا،
 اس پر آنحضرت نے فرمایا کہ چھوڑ دو ان کو درحالیکہ اس میں ہوا سے بنی ارفدۃ۔ دیکھو ان
 دونوں حدیثوں کو باب کے مضمون سے کوئی کسی طرح کی مناسبت نہیں ہے۔

ہشتم : باب فی کم تقصر الصلوۃ یعنی یہ باب اس امر کے بیان میں ہے
 کہ کتنے روز کے سفر میں نماز کو قصر کیا جائے عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ
 علیہ وسلم قال لا تسافر السراۃ ثلاثۃ ایام الا مع ذی محرم
 یعنی ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ عورت تین روز کا سفر بغیر ہمارا ہی ذی محرم کے
 نہ کرے۔ دیکھو اس حدیث کو باب سے کوئی مناسبت نہیں بلکہ دو اور حدیثیں اس حدیث کے
 بعد بخاری میں لکھی ہیں ان کو بھی باب کے مضمون سے کسی طرح کا تعلق نہیں۔

نہم : باب الصلوۃ علی الجنائز بالمصلی والمسجد یعنی یہ باب

اس بیان میں ہے کہ جنازہ کی نماز کا مصطلق اور مسجد میں پڑھنا جائز ہے عن عبد اللہ بن عمران الیہود جبار والی النبی صلی اللہ علیہ وسلم برجل منہم و امرأة زنیافا مر بهما فرجا قریبا من موضع الجنائز عند المسجد یعنی ابن عمر سے مروی ہے کہ یہود آنحضرت کے پاس اپنی قوم سے ایک مرد اور ایک عورت لائے جنہوں نے زنا کیا تھا پس حکم دیا آپ نے سنگسار کا پس وہ سنگسار کئے گئے اس جگہ کے پاس جو جنازہ کے لئے نزدیک مسجد کے مقرر تھی۔ دیکھو اس حدیث کے کسی لفظ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جنازہ کی نماز مسجد میں جائز ہو جیسا کہ باب میں دعویٰ کیا گیا ہے بلکہ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جنازوں کے لئے مسجد کے باہر جگہ مقرر تھی۔

وہم : باب الصدقة قبل العید یعنی صدقہ فطر کا دینا پہلے نماز عید کے عن ابی سعید الخدری قال کنا نخرج فی عهد النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الفطر صاعا من طعام قال ابو سعید وکان طعانا الشعیب و الزبیب والاقط و التمر یعنی ابی سعید خدری سے مروی ہے کہ ہم نکالتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عید کے روز ایک صاع طعام سے اور طعام ہمارا جو وانگور واقط اور کھجور سے تھا۔ دیکھو باب میں تو صدقہ قبل نماز عید باندھا ہے اور یہ حدیث صدقہ قبل نماز عید پر کوئی کسی طرح سے دلالت نہیں کرتی بلکہ اس میں مطلق صدقہ کا حکم ہے جس وقت چاہے اس دن دے، فتدبر۔

یا زوہم : باب من لم یر الوضوء الا من السخر جین القبل والدبر یعنی یہ باب اس شخص کے حکم میں ہے جو وضو کے وجوب کا اعتقاد نہیں رکھتا بجز اس چیز کے جو دونوں راستوں سے نکلے یعنی فصد، قے اور حجامت وغیرہ سے وضو نہیں ٹوٹتا عن محمد بن الحنفیة قال علی کنت رجلا مذار فاستحیبت ان اسأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فامرنا المقداد بن الاسود فسأله فقال فیہ الوضوء یعنی محمد بن حنفیہ سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم کو مذی آیا تھی اور میں شرم کے مارے رسول خدا سے نہ پوچھ سکتا تھا پس میں نے مقداد بن اسود کو پوچھنے کے لئے کہا، اس نے آنحضرت سے پوچھا پس آپ نے فرمایا کہ مذی میں وضو ہے۔

دیکھو اس حدیث سے اتنا تو ظاہر ہے کہ جو اگلے راستے سے نکلے اس سے وضو ٹوٹ جاتا

ہے مگر یہ کہیں سے ثابت نہیں ہوتا کہ غیر سبیلین کے سوا فصد، حجامت، قے وغیرہ سے وضو نہیں ٹوٹتا جس کے اثبات کے لئے مؤلف نے استدلالاً و استنباطاً اس حدیث کو اس باب میں بیان کیا تھا۔

دوازدہم : باب الوضوء من غیر حدث یعنی بغیر ٹوٹنے وضو کے وضو کے مسنون ہونے میں عن سوید بن النعمان قال خرجنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم عام خيبر حتى اذا كنا بالصهبا صلى لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم العصر فلما صلى دعا بالاطعمه فلم يوت الا بالسويق فاكلنا وشررنا شرقام النبي صلى الله عليه وسلم الى المغرب فمضض شرصلى لنا المغرب ولم يتوضأ یعنی سوید بن نعمان کہتے ہیں کہ ہم رسول خدا کے ساتھ سال فتح خیبر میں نکلے یہاں تک کہ موضع صہبار میں تھے کہ حضرت نے عصر کی نماز جماعت سے پڑھی پھر طعام مانگا پس بجز تلخان کے اور کچھ نہ لایا گیا، پس کھایا ہم نے اور پانی پیا پھر مغرب کے لئے آنحضرت اٹھے اور کٹی فرمائی پھر جماعت کرائی اور وضو نہ کیا۔ دیکھو باب تو اس مضمون کا باندھا تھا کہ وضو کے ہوتے مکرر وضو کرنا مسنون ہے اور اس کے استدلال میں یہ حدیث ایسی بیان کی جس کو باب کے مضمون سے کوئی کسی طرح کی مناسبت نہیں چنانچہ تیسیر القاری شرح بخاری میں اس حدیث کے ذیل میں لکھا ہے کہ مناسبت اس حدیث بہ ترجمہ باب کہ وضو کر دین بدو حدیث مسنون است ظاہر نمی شود فترتہ انتہی۔

سیزدہم : باب من ادرك ركعة من العصر قبل الغروب یعنی یہ باب اس شخص کے حکم میں ہے جس نے عصر کی نماز کی ایک رکعت کو آفتاب کے غروب ہونے سے پایا عن ابی موسیٰ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مثل المسلمین والیہود والنصارى کمثل رجل استاجر قوما یعملون له عملا الی اللیل فعملوا الی نصف النهار فقالوا لا حاجة لنا الی اجرک فاستاجر اخرین فقال اکسلوا بقیة یومکم وکم الذی شرطت فعملوا حتی اذا کان حین صلوة العصر قالوا لک ما عملنا فاستاجر قوما فعملوا بقیة یومهم حتی غابت الشمس واستكملوا اجر الفریقین۔ یعنی ابی موسیٰ سے روایت ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ مسلمانوں اور یہود و نصاریٰ کی مثال اس شخص کے مثل ہے جس نے ایک قوم کو اس

بات پر مزدور پکڑا کہ وہ رات تک کام کرتے رہیں پس انہوں نے دوپہر تک کام کر کے کہا کہ ہم کو تیری مزدوری کی کوئی حاجت نہیں، پس اس نے اور لوگوں کو مزدور پکڑا اور کہا کہ تم کام کرو اپنے دن کو اور تمہارے لئے وہ مزدوری ہے جو میں نے مقرر کی ہے پس انہوں نے کام کیا یہاں تک کہ جب نمازِ عصر کا وقت ہوا تو انہوں نے کہا کہ تیرے لئے ہے جو ہم نے کیا ہے اور ہم تجھ سے طلب نہیں کرتے پس اس پر اس نے اور لوگوں کو مزدور پکڑا جنہوں نے باقی کا دن کام کیا یہاں تک کہ سورج مغرب ہوا اور دونوں اول گرد ہوئے کی مزدوری انہوں نے حاصل کی۔ دیکھو اس حدیث کو باب کے مضمون سے کچھ بھی علافہ نہیں جس کے استدلال میں صاحب صحیح بخاری نے اس کو درج کیا تھا غایت درجہ اس حدیث کے بجز اس کے اور کچھ ظاہر نہیں ہوتا کہ نمازِ عصر کا وقت اخیر دن کو ہوتا ہے۔

چہار دہم : باب وجوب القراءة للامام والماموم فی الصلوة
 کما فی الحضر والسفر وما یجهر فیہا وما ینخف یعنی یہ باب ہے بیچ بیان
 وجوب قرأت قرآن کے امام اور مقتدی دونوں کے لئے تمام نمازوں میں حضر اور سفر میں اور
 وہ نماز جس میں اونچے پڑھا جاتا ہے اور وہ نماز جس میں آہستہ پڑھا جاتا ہے، عن جابر
 بن سمرہ قال شکی اهل الکوفة سعد الی عمر فحزله فاستعمل علیہم
 عمارا فشکوا حتی ذکر و انہ لا یحسن یصلی فارسل الیہ فقال یا ابا اسحق
 ان هولاء یزعمون انک لا تحسن تصلی فقال اما انا و الله فانی کنت اصلی
 بہم صلوة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما احرم عنہا اصلی صلوة العشاء
 فارکد فی الاولیین و اخف فی الاخریین قال ذلک الظن بک یا ابا اسحق
 الی اخر الحدیث۔ یعنی جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ عمر خطاب کے پاس
 کوفہ کے لوگوں نے سعد کی شکایت کی پس عمر نے سعد کو معزول کر کے ان پر عمار بن یاسر کو حاکم کیا
 شکایت یہ تھی کہ سعد اچھی طرح نماز نہیں پڑھتے، پس عمر نے آدمی بھیج کر سعد کو بلوایا اور فرمایا کہ
 اے ابا اسحق! یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ تم اچھی طرح نماز نہیں پڑھتے پس سعد نے کہا کہ یہ کس طرح
 ہوتا ہے؟ قسم خدا کی کہ میں ان کے ساتھ اسی طرح نماز پڑھتا تھا جیسے رسول اللہ نماز پڑھتے تھے
 اور کوئی چیز اس میں سے ترک نہ کرتا تھا چنانچہ جب نمازِ عشاء کی پڑھتا تھا تو پہلی دو رکعت کو لمبا
 اور اخیر کی دو کو چھوٹا کرتا تھا۔ پس عمر نے کہا کہ مجھ کو تجھ سے یہی گمان ہے۔ دیکھو اس حدیث سے

کوئی بات بھی ان امور سے ثابت نہیں ہوتی جن کا ذکر باب کے مضمون میں کیا تھا خصوصاً قرأت قرآن کا امام و مقتدی کے لئے واجب ہونا چنانچہ اسی لئے تیسیر القاری میں لکھا ہے کہ پوشیدہ مانند کہ حدیث دلالت برقرارت مقتدی ندارد بلکہ بر وجوب قرارت امام نیز دلالت ندارد انتہی۔

پانزدہم : باب اتمام التکبیر فی الركوع یعنی یہ باب بیچ بیان تمام کرنے تکبیر کے رکوع میں ہے چنانچہ بعض حروف اللہ اکبر کے رکوع میں واقع ہوں عن عمران بن حصین قال صلی مع علی بالبصرة فقال ذکرنا هذا الرجل صلوة کنا نصلیہا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکراتہ کانت یکبر کل ما رفع وکل ما وضع۔ یعنی عمران بن حصین سے مروی ہے کہ کہا میں نے نماز پڑھی ساتھ علی کے بصرہ میں پس یاد دلائی ہم کو علی نے وہ نماز جو ہم پڑھتے تھے ساتھ رسول خدا کے پس ذکر کیا کہ آنحضرت تکبیر کہا کرتے تھے، جب سر اٹھاتے تھے اور جب رکعت تھے۔ دیکھو اس حدیث سے یہ تو ثابت ہے کہ تمام انتقالات نماز میں تکبیر کہنا چاہئے لیکن یہ کسی لفظ سے ثابت نہیں ہونا کہ تکبیر کو اس طرح پورا کرنا چاہئے کہ اس کے بعض حروف رکوع میں واقع ہوں جس کے اثبات کے لئے اس حدیث کو مؤلف نے ذکر کیا ہے چنانچہ اسی لئے تیسیر القاری میں اس کے ذیل میں لکھا ہے کہ پوشیدہ مانند کہ در حدیث اتمام تکبیر در رکوع ذکر کردہ تا مطابق شود بہ ترجمہ فتدبر انتہی۔

شانزدہم : باب هل یوذن او یقیم اذا جمع بین المغرب والعشاء یعنی نمازی آیا اذان کے یا صرف تکبیر ہی کہ جبکہ نماز مغرب اور عشاء کو جمع کرے عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یجمع بین ہاتین فی السفر یعنی المغرب والعشاء یعنی انس بن مالک سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا جمع کرتے تھے درمیان سفر کے ان دو نماز یعنی مغرب و عشاء میں۔ دیکھو اس حدیث کو باب کے مضمون سے کوئی مطابقت نہیں اور اس میں ایسا کوئی لفظ کنایہ بھی وارد نہیں ہے جو اس بات پر دلالت کرے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں شام و عشاء کو جمع کرتے تھے تو اذان کتے تھے یا صرف تکبیر پر ہی اکتفا کرتے تھے۔

ہفتدہم : باب صلوة القاعد بالایساء یعنی باب بیچ بیان جائز ہونے نماز بیٹھے ہوئے کے ساتھ اشارہ کے عن عمران بن حصین قال سألت رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم عن صلوة الرجل وهو قاعد فقال من صلی قائما فهو افضل ومن صلی قاعدا فله نصف اجر القائم ومن صلی نائما فله نصف اجر قاعد یعنی عمران بن حصین کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت سے بیٹھ کر نماز پڑھنے کے بارے میں پوچھا، آپ نے فرمایا کہ جو شخص کھڑا ہو کر نماز پڑھے پس وہ بہتر ہے اور جو بیٹھ کر پڑھے پس اس کیلئے ادھا ثواب کھڑے ہو کر پڑھنے والے کا ہے اور جو بیٹھ کر پڑھے پس اس کیلئے ادھا ثواب بیٹھ کر پڑھنے والے کا ہے دیکھو اس حدیث میں کوئی ایسا لفظ کنایتہ بھی وارد نہیں جس میں بیٹھ کر اشارہ کے ساتھ نماز پڑھنے کا ذکر ہو اور طرفہ یہ کہ مؤلف نے اس سے پہلے اپنی صحیح میں صرف باب صلوة القاعد میں بھی اس حدیث کو وارد کیا ہے۔

ہز دوم : باب طول القيام فی صلوة اللیل باب بیح بیان درازی قیام کے رات کی نماز میں عن حذیفة ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا قام للتهجد من اللیل یشوہ فاه بالسواک حذیفة سے مروی ہے کہ آنحضرت جب ارادہ کرتے نماز تہجد کا تو صاف کر لیتے اپنے منہ کو مسواک سے۔ دیکھو اس حدیث کو باب کے مضمون سے کوئی کسی طرح کا تعلق نہیں۔

نوزدہم : باب الخطأ والنسیان فی العتاق والطلاق ونحوہ یعنی یہ باب بیح بیان حکم خطا و فراموشی کے ہے آزاد کرنے اور طلاق دینے میں۔ عن ابی ہریرة قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تجاوز لی عن امتی ما وسوت بہ صدورہا ما لم تحصل او تکلم یعنی ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ خدا نے میرے لئے معاف کیا میری امت سے اس چیز کو جو دل میں گزرے جب تک کہ اس پر عمل نہ کرے یا اس کو نہ بولے۔ دیکھو اس حدیث کو باب کے مضمون سے کوئی نسبت نہیں کیونکہ باب میں خطا و نسیان کا ذکر ہے اور حدیث میں صرف وسوسہ کا لفظ آیا ہے سو وسوسہ اور بات ہے اور خطا و نسیان امر دیگر اور نیز لفظ طلاق و عتاق بالکل ندارد۔

بیتم : باب ما یکرہ من اتخاذ المساجد علی القبور یعنی باب بیح بیان اس چیز کے جو مکروہ ہے قبروں پر مساجد کا بنانا و لسمات الحسن بن علی ضربت امراتہ القبۃ علی قبرہ سنة ثمر فعت فسمعت صائحا یقول الادل وجدوا ما فقدوا فاجابہ اخر هل یئسوا فانقلبوا یعنی جب حسن

بن حسن بن علی فوت ہوئے تو ان کی عورت نے ان کی قبر پر ایک سال تک خمیہ لگایا، پھر اٹھا لیا پس کسی آواز کرنے والے کو سنا جو دوسرے سے کہتا تھا کہ کیا پایا ہے اس چیز کو جو گم کیا تھا، پس اس نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ نا امید ہوئے اور پھر گئے۔ دیکھو اس حدیث سے مسجد کے قبرستان کی کراہیت کہیں سے ثابت نہیں ہوتی جس کا باب میں دعویٰ کیا تھا چنانچہ تیسیر الفاری میں لکھا ہے کہ پوشیدہ نمائند کہ کراہیت مسجد گرفتن ازینجا معلوم نشد انتہی۔

اب میں کہاں تک امام بخاری کے اجتہاد و استنباط کی قلعی ان کی کتاب سے کھولوں ناظرین اس سے خیال کر لیں کہ جب ان کی فقہیت کا یہ حال ہے تو اور محدثین تو ان کے ہی خوشہ چین ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ امام بخاری بالکل فقیہ نہ تھے بلکہ فقیہ کیا صاحب اجتہاد تھے مگر ایسے ہی کہ دس مسائل میں جو اجتہاد کیا تو ایک آدھ میں اصابت ہو گئی، چنانچہ ہدایہ کی شروع نہایہ و کفایہ و فتح القدر وغیرہ میں لکھا ہے کہ زمانہ امام ابوحنیفہ کبیر میں جب امام بخاری بخارا میں آکر فتوے دینے لگے تو ان کو امام ابوحنیفہ کبیر نے مانعت کی کہ آپ فتوے دینے کے لائق نہیں ہیں مگر انہوں نے نہ مانا، یہاں تک کہ ایک دن لوگوں نے ان سے پوچھا کہ اگر دو لڑکوں نے ایک بکری یا گائے کا دودھ پی لیا تو ان کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ان میں حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے جب لوگوں نے آپ کا یہ اجتہاد سنا تو ہجوم کر کے آپ کو بخارا سے نکال دیا۔ صاحب فتح القدر اس روایت کے بعد لکھتے ہیں کہ فی الواقع یہ بات ٹھیک ہے کہ اگر محدث فقہیت کا خیال کرے تو ممکن نہیں کہ وہ کثرت سے حدیث کی روایت کر سکے کیونکہ وہ الفاظ احادیث یاد کرے یا ان میں تفکر و تدبیر کر کے ان سے مسائل کا استنباط کرے انتہی۔

قسطانی نے شرح صحیح بخاری کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ امام شافعی نے فرمایا کہ جو شخص اس بات کا ارادہ کرے کہ میں فقہ و حدیث کو جمع کروں یعنی بکثرت روایت کروں اور استنباط مسائل بھی کروں تو یہ بات بعید ہے اور خطیب بغدادی نے کہا ہے کہ واقع میں حدیث کا علم اسی شخص سے معلق ہوتا ہے جو اپنے آپ کو اسی پر موقوف رکھے اور کوئی فن اس کے ساتھ صنم نہ کرے یعنی صرف اسی پر ہو رہے اور دیگر علوم و فنون سے کچھ واسطہ نہ رکھے۔ انتہی۔

عقود الجواهر المنیفة فی اولئہ مذہب الاسلام ابوحنیفہ میں لکھا ہے کہ علی بن معبد بن شداد عبید اللہ بن عمرو سے روایت کرتے ہیں کہ میں اعمش محدث کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص نے آکر ان سے مسئلہ پوچھا جس کا وہ کچھ جواب نہ دے سکے اتنے میں وہاں امام ابوحنیفہ بھی

آگئے، اعمش نے کہا کہ اے نعمان آپ اس مسئلہ کا جواب دیں، اس پر امام نے جیسا کہ چاہتے تھے، اس کا جواب دیا۔ اعمش نے کہا کہ یہ جواب آپ نے کہاں سے نکالا؟ امام نے فرمایا کہ اس فلاں حدیث سے جو تم نے ہم سے بیان کی۔ اس پر اعمش نے کہا کہ اے گروہ فقہاء تم بے شک طیب ہو اور ہم صرف دو فروش ہیں انتہی۔

ابجد العلوم میں جامع الاصول سے منقول ہے کہ معرفت تواتر و آحاد اور نسخ منسوخ کی اگرچہ علم حدیث سے تعلق رکھتی ہے مگر یہ وظیفہ فقہ کا ہے کیونکہ وہ احادیث سے چونکہ احکام شرعیہ کو استنباط کرتا ہے اس لئے معرفت تواتر و آحاد اور نسخ منسوخ کی طرف محتاج ہے لیکن حدیث کا وظیفہ یہ ہے کہ جیسے اس نے حدیث کو سننا ہے ویسے نقل و روایت کر دے انتہی۔ باقی رہا متعصب صاحب کا یہ قول کہ ابوحنیفہ سے سلسلہ روایت حدیث کا برپا نہیں ہوا اور لوگوں کی تعریف ان کی نسبت محض فقہ و امامت قیاس کے سبب سے ہے سو اس کا بطلان پہلے خیابان میں کما مینبغی ظاہر کیا گیا ہے جس کا اعادہ لاحقہ حاصل ہے۔

متعصب صاحب کا یہ قول کہ (امام ابوحنیفہ سے کوئی تالیف بھی بسند صحیح ماثور نہیں اور ایک جماعت علماء نے ان سے انکار کیا ہے) پایہ اعتبار سے بالکل عاری ہے کیونکہ اہل سنت و جماعت میں سے کوئی ان کی تالیف سے منکر نہیں ہوا صرف بعض معتزلہ لوگوں نے انکار کیا ہے سو ان کا انکار قابل اعتبار نہیں۔ امام ابوحنیفہ کی تالیفات میں سے کتاب فقہ اکبر و کتاب العالم و المنظم و کتاب الاوسط و کتاب الوصیۃ و کتاب المقصود وغیرہ ایسی مشہور و معروف ہیں کہ محتاج سند نہیں اور اگر ان کی سند ہی دیکھنی ہو تو قاضی ابو زبید الدجوسی کی کتاب الزکوٰۃ کے باب زکوٰۃ الخارج اور ابوہل الغزالی کی کتاب الطہارۃ کے باب الحیض اور ابوعلی الدقاق کی کتاب النکاح کے باب العدة اور ابو منصور ما زیدی کی کتاب الزکوٰۃ کے باب زکوٰۃ السوائم اور کتاب الوکالۃ کے باب الوکالۃ بالبیع و الشراہ اور ابوہشام سمرقندی کی کتاب النکاح کے باب المہر و دیکھو۔ اگر فرض بھی کر لیا جائے کہ انہوں نے کوئی تصنیف نہیں کی تب بھی کچھ مضائقہ نہیں اور ان کی افضلیت و اکملیت میں ذرا بھی نقص عامد نہیں ہو سکتا ورنہ کبار تابعین خصوصاً اصحاب رسول خدا کی افضلیت میں بطریقہ اولیٰ نقص لاحق ہو گا جس سے کوئی تصنیف وقوع میں نہیں آئی چنانچہ ملا علی قاری نے رسالہ تبعید العلماء عن تقریب الامراء میں لکھا ہے کہ کتب اور تصانیف ایک نئی بات ہے، زمانہ صحابہ و تابعین میں کچھ بھی وقوع میں نہ آئی تھی بلکہ بعد ۱۲۰ھ کے جب تمام صحابہ و تابعین فوت ہو گئے تب اس کا رواج شروع ہوا انتہی۔

دوسری حدیث

شامی میں لکھا ہے کہ علامہ ابن حجر مکی نے خیرات الحسان فی ترجمۃ النعمان میں لکھا ہے کہ بعض ان احادیث میں سے جن سے ابو حنیفہ کی عظیم شان پر عمدہ استدلال ہو سکتا ہے، ایک وہ حدیث ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا اہل دنیا کی زینت شہلہ میں اٹھ جائے گی شمس لائمہ کردری نے کہا ہے کہ یہ حدیث امام ابو حنیفہ پر محمول ہے کیونکہ شہلہ میں وہی فوت ہوتے ہیں اتنی۔ ابن حجر اور کردری کا اس حدیث کو امام ابو حنیفہ کی فضیلت پر محمول کرنا اظہر من الشمس ہے کیونکہ شہلہ سے بہت پہلے اصحاب رسول خدا فوت ہو چکے تھے اور اسی طرح وہ تابعین بھی جو فضیلت اجتناد سے متصف تھے مثل زہری و شعبی و ابن میرین اور محمول اور فقہاء سبغہ وغیرہ کے سب کے سب اس سنہ سے پیشتر فوت ہو چکے تھے، اسی طرح وہ تبع تابعین جو اجتناد اور فتوے کے ساتھ مشہور و معروف تھے مثل اوزاعی اور ثوری اور مالک بن انس وغیرہ سب کے سب اس سنہ سے پیچھے فوت ہوتے، غرضیکہ اہل اسلام کے ائمہ مجتہدین مشہورین بالفضل والفتوے میں سے بجز امام ابو حنیفہ کے اور کوئی اس سنہ میں فوت نہیں ہوا اس لئے وہی اس حدیث کے مصداق اور اہل دنیا کی زینت ہیں کیونکہ جس طرح دنیا کا آسمان حسب فحوائے آیہ کریمہ وَلَقَدْ نَزَّيْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِسَبَّأٍ يُبْمَرُّ كَ تَارٍ كَ نَوْرٍ مِّن مَّرْيَدٍ ہوتا ہے اسی طرح اہل دنیا فقہاء و علماء کے زیور احکام کے ساتھ مزین ہوتے ہیں چنانچہ اسی ابن حجر عسقلانی نے تقریب میں محمد بن اسمعیل بخاری کی نسبت کہا ہے کہ وہ مضبوطی حدیث میں دنیا کے امام ہیں پس اسی لئے امام اہل حدیث مروی عنہ اصحاب صحاح سنہ عبداللہ بن مبارک نے امام ابو حنیفہ کے حق میں فرمایا ہے ۷

لقد نزل البلاد ومن علیہا امام المسلمین ابو حنیفہ
یا ثار وفقہ فی حدیث کایات الزبور علی لصحیفہ

مند خوارزمی میں لکھا ہے کہ امام محمد بن حسن نے اپنی اسناد ضحاک کے ساتھ ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تحقیق اچھا رائے اپنے صاحب کو بے پردہ کر دیتا ہے اور تحقیق قریب ہے کہ ہمارے پیچھے ابو حنیفہ کا رائے ہو جس کے ساتھ باقی رہنے اسلام تک احکام جاری ہوں اور ضرور وہ رائے مثل ہمارے اور احکام کے ہو گا ایک مرد جس کا نام نعمان بن ثابت اور کنیت ابو حنیفہ ہوگی

کو فہ میں پیدا ہوگا جو علم اور فہم میں کوشش کر کے احکام کو ان کی اصلیت پر لائے گا انتہی۔

اسی سند میں لکھا ہے کہ عبداللہ بن مبارک ابن یسعہ سے روایت کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ نے ایک رات خواب میں اپنے آپ کو دیکھا کہ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقبرہ مبارک کو کھود کر حضرت کے استخوان مبارک کو سینہ تک اکٹھا کیا ہے۔ اس پر آپ دہشت کھا کر اٹھ بیٹھے اور صبح کو بصرہ کی طرف روانہ ہو کر وہاں محمد بن سیرین سے اس خواب کی تعبیر پوچھی انہوں نے جواب دیا کہ تو اس خواب کا صاحب نہیں ہے بلکہ اس کا صاحب ابوحنیفہ ہے۔ امام نے کہا کہ ابوحنیفہ میں ہی ہوں۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ اپنی پیٹھ اور جانب چپ دکھلاؤ۔ امام نے اپنی پیٹھ اور جانب چپ کو آپ کے سامنے ننگا کر دیا۔ آپ نے شانہ یا بائیں بازو پر خال دیکھ کر فرمایا کہ تحقیق تم ہی وہ ابوحنیفہ ہو جن کے حق میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کو ابوحنیفہ کہیں گے اور اس کے شانوں کے درمیان اور ایک روایت میں اس کے بائیں بازو پر خال ہوگا۔ خدا میری سنت کو اس کے سبب زندہ کرے گا انتہی۔ اسی روایت کا وہ اثر ہے جس کی طرف امام جعفر صادق نے اشارہ کیا ہے اور جس کو مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے تحفہ اثنا عشریہ کے باب گیارہ کے خاتمہ میں لکھا ہے کہ اگر اہل تشیع اس بارے میں اہل سنت کی روایت پر اعتبار نہ کریں تو روایات امامیہ ان کو ضرور قبول کرنی چاہئیں جیسا کہ ابوالحسن بن علی نے اپنی اسناد کے ساتھ روایت کی ہے کہ ایک دن ابوحنیفہ امام ابو عبداللہ جعفر صادق کے پاس آئے، امام نے ان کی طرف نظر کر کے فرمایا کہ میں تم کو ایسا دیکھتا ہوں کہ تم میرے دادا کی سنت کو، جبکہ گم ہو گئی ہوگی، زندہ کرو گے اور ہر ایک مغموم و مہوم کے مددگار فریادرس ہو گے اور متخیر لوگ جبکہ ٹھہریں گے تو تمہارے ساتھ چلیں گے اور جب وہ متخیر ہوں گے تو تم ان کو واضح راستہ کی ہدایت کرو گے، پس واسطے تمہارے اللہ سے مدد اور توفیق ہوگی یہاں تک کہ علمائے ربانی تمہارے سبب سے راستہ پائیں گے انتہی۔

پس یہ مضمون بعینہ وہ ہے جو عروس العارفین علی بن عثمان الجلابی المعروف بہ سجوری نے کشف المحجوب میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ معاذ رازی نے آنحضرت کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ کو کونسی جگہ جستجو کروں؟ آپ نے فرمایا کہ ابوحنیفہ کی فقہ کے پاس انتہی۔ اور مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے رسالہ فیوض الحرمین میں لکھا ہے کہ مجھ کو رسول خدا نے معلوم کرایا ہے کہ تحقیق مذہب حنفی میں ایسا طریقہ پسندیدہ ہے جو اور مذاہب سے اس سنت معروفہ کو جو بخاری اور اس کے

اصحاب کے زمانے میں جمع اور پختہ ہوئی ہے، موافق تر ہے انتہی۔

اور مفتاح السعادة و مدنیۃ العلوم میں لکھا ہے کہ مذاہب مشہورہ جن کو امت محمدیہ نے قبول کیا اور اہل اسلام نے صحت کے ساتھ ان کو تسلیم کیا ہے وہ چار مذاہب چار ائمہ ابوحنیفہ مالک، شافعی، احمد بن حنبل کے ہیں پھر ان میں سے احنیٰ اور اولیٰ امام ابوحنیفہ کا مذاہب ہے کیونکہ وہ ان میں سے مضبوطی احکام و تیزی طبیعت و استنباط احکام میں قوت رائے اور قرآن و حدیث کی زیادہ معرفت اور علم احکام میں صحت رائے کے ساتھ متمیز ہے لیکن ہر ایک مقلد مذاہب معین کو فروعات میں لائق ہے کہ اس بات کا حکم کرے کہ مذاہب اس کا صواب محتمل الخطا اور مذاہب مخالف کا خطا محتمل الصواب ہے اور اعتقادات میں اس بات کا حکم کرے کہ مذاہب اس کا حق جرم اور مذاہب مخالف کا خطا قطعی ہے انتہی۔

تیسرا خیابان

امام ابوحنیفہ کے ان فضائل و مناقب کے بیان میں جن پر ان کے معاصرین اور دیگر علمائے کرام نے شہادت دی ہے

اگرچہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل اس قدر ہیں کہ زبان و قلم میں یارا نہیں کہ ان کو بیان کر سکے یا معرض تحریر میں لاسکے چنانچہ علامہ اخطب خطباء الشرق والغرب ابوالمؤید موفق بن احمد مکی خوارزمی فرماتے ہیں کہ

أَيُّ جَبَلِيٍّ نُعْمَانٍ إِنْ حَصَا كَمَا لِيُحْصِي وَلَا يُحْصِي فَضَائِلُ نُعْمَانَ

لیکن حکیم مالایدرک کلا لایترک کلام کے آپ کے ہم عمروں اور دیگر علمائے کرام و فضلاء عظام کے وہ اقوال جو آپ کے علم و افتخار و ورع و ازہد و اعبد و اعقل و احوط ہونے پر شاہد ناطق ہیں بطور انموذج بیان کئے جاتے ہیں۔

طحاوی میں لکھا ہے کہ خطیب بغدادی نے احمد بن محمد بلخی سے روایت کی ہے کہ میں نے شداد بن حکیم سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے ابوحنیفہ سے زیادہ ترک کوئی عالم نہیں دیکھا

۱۲ یعنی اسے دونوں پہاڑ نعمان تحقیق یسگریزے ہمارے گئے جاسکتے ہیں لیکن فضائل نعمان بن ثابت شمار نہیں ہو سکتے

اور اسمعیل بن محمد فارسی سے روایت کی ہے کہ میں نے مکھی بن ابراہیم سے سنا وہ کہتے تھے کہ ابو حنیفہ اپنے اہل زمانہ میں سب سے زیادہ عالم تھے، اور روح بن عبادہ سے روایت ہے کہ میں شہلہ میں ابن جریج کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ابو حنیفہ کی وفات کی خبر آئی جس کو سنکر انہوں نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اور فرمایا کہ اس شخص کے فوت ہونے سے بہت بڑا حصہ علم کا جانا رہا، اور ابن الوزیر مروزی سے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن مبارک نے فرمایا ہے کہ جب سفیان ثوری اور ابو حنیفہ ایک جگہ ہوں تو ان کے سامنے کون شخص فتوے دے سکتا ہے اور جب یہ دونوں ایک بات پر اتفاق کریں تو وہی حق ہے اور عبداللہ بن داؤد نے کہا ہے کہ جب کوئی آثار یا حدیث کا قصد کرے تو سفیان ہے اور جب آثار یا حدیث کے دقائق یا موثکافیوں کو معلوم کرنا ہو تو ابو حنیفہ ہیں۔ اور محمد بن سعید کاتب سے روایت کی ہے کہ میں نے عبداللہ بن داؤد سے سنا، کہتے تھے کہ اہل اسلام پر اپنی نماز میں ابو حنیفہ کے واسطے دعا کرنا واجب ہے کیونکہ انہوں نے لوگوں کے واسطے سنن اور آثار کو محفوظ کر دیا ہے انتہی۔

شامی میں ابن حجر سے نقل کر کے لکھا ہے کہ امام احمد بن حنبل نے فرمایا ہے کہ ابو حنیفہ علم اور تقویٰ اور زہد اور اختیار آخرت میں اس جگہ میں تھے کہ کوئی ان کو نہیں پہنچا اور عبداللہ بن مبارک نے کہا ہے کہ بجز امام ابو حنیفہ کے کوئی زیادہ حقدار نہیں کہ اس کا اقتدار کیا جائے کیونکہ وہ امام و متقی و پاک و پرہیزگار اور عالم فقیہ تھے، علم کو انہوں نے ایسا کھولا کہ کوئی نہیں کھول سکا، اور خلف بن ایوب نے کہا ہے کہ خدا سے محمد رسول اللہ کو علم پہنچا اور ان سے اصحاب کو اور اصحاب سے تابعین کو اور تابعین سے ابو حنیفہ کو پس جو چاہے راضی رہے یا غصہ ہوا انتہی۔

قلائد العقیان میں لکھا ہے کہ سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ جیسے باز کے سامنے چڑیوں کی حالت ہوتی ہے ویسی ہی ابو حنیفہ کے سامنے ہماری حالت تھی اور تحقیق ابو حنیفہ علماء کے سردار ہیں، انتہی۔

تاریخ خلکان میں لکھا ہے کہ خطیب بغدادی اپنی تاریخ میں بیان کرتے ہیں کہ جب ابو حنیفہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کھودنے کی خواب دیکھا کہ ایک آدمی کو ابن سیرین کے پاس تعبیر پوچھنے کے لئے بھیجا تو انہوں نے فرمایا کہ اس خواب کا دیکھنے والا اس حد تک

علم کو روشن اور واضح کرے گا کہ پہلے اس سے کسی نے سبقت نہ کی ہوگی انتہی۔

نافع اکبیر میں لکھا ہے کہ خطیب نے محمد بن حفص سے اور انہوں نے حسن سے روایت کی ہے کہ سلیمان نے حدیث لا تقوم الساعة حتی یظہر العلیہ کی تفسیر میں کہا ہے کہ یہاں علم سے امام ابوحنیفہ کا علم مراد ہے انتہی۔

امام شعرائی مالکی نے میزان کبریٰ میں لکھا ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ کی کثرت علم و ورع و عبادت و وقت مدارک و استنباط پر سلف و خلف نے اجماع کیا ہے اور ابراہیم بن عکرمہ مخزومی نے کہا ہے کہ میں نے اپنی تمام عمر میں کوئی عالم اور عابد اور عبد اور اعلم امام ابوحنیفہ سے نہیں دیکھا۔ امام ابو جعفر شیرازی نے شقیق بلخی سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ امام ابوحنیفہ اعلم الناس اور اورع الناس اور عبد الناس اور اکرم الناس اور دین میں بڑی احتیاط کرنے والے تھے اور عبد اللہ بن مبارک سے اس طرح پر روایت کی ہے کہ میں نے کوفہ میں داخل ہو کر وہاں کے علماء سے سوال کیا کہ تمہارے شہر میں کون شخص سب سے اعلم ہے، سب نے یہی کہا کہ امام ابوحنیفہ پھر میں نے پوچھا کہ سب سے زیادہ پرہیزگار کون ہے سب نے یہی کہا کہ امام ابوحنیفہ، پھر میں نے پوچھا کہ سب سے زیادہ زاہد کون ہے، سب نے یہی کہا کہ امام ابوحنیفہ پھر میں نے پوچھا کہ سب سے زیادہ عابد اور علم کا شغل رکھنے والا کون ہے سب نے یہی کہا کہ امام ابوحنیفہ، پس میں نے اخلاق حسنہ و محمودہ میں سے ایسی کوئی صفت نہیں پوچھی مگر سب نے یہی کہا کہ بجز امام ابوحنیفہ کے ہم کوئی نہیں جانتے کہ اس وصف کے ساتھ پیدا ہوا ہو انتہی۔ امام نووی نے تہذیب الاسما میں لکھا ہے کہ ابو بکر بن عیاش سے مروی ہے کہ جب امام ثوری کے والد ماجد فوت ہوئے تو لوگ تعزیت کے واسطے ان کے پاس جمع ہوئے پس جب ابوحنیفہ آئے تو سفیان ثوری اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کی بڑی تعظیم و تکریم کی اور ان کو اپنی جگہ بٹھا کر خود ان کے سامنے بیٹھ گئے، جب لوگ چلے گئے تو سفیان کو ان نے اصحاب نے کہا کہ آج ہم نے آپ کو عجیب بات کرتے دیکھا، اس پر آپ نے فرمایا کہ میرے پاس اہل علم میں سے ایک شخص آیا پس اگر میں اس کے علم کے لئے نہ اٹھا تو اس کی عمر کے لئے اٹھا اور اگر اس کی عمر کے لئے نہ اٹھا تو اس کی فقاہت کے لئے اٹھا اور اگر اس کی فقاہت کے لئے نہ اٹھا تو اس کی پرہیزگاری کے لئے اٹھا انتہی۔

عقد الجبید کی فصل متبصر فی المذہب میں شاہ ولی اللہ نے لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ اپنے

زمانے میں سب سے اعلم تھے یہاں تک کہ امام شافعی نے کہا ہے کہ سب لوگ فقہ میں ابو حنیفہ کے عیال ہیں انتہی۔

عقود الجواهر المنیفہ کے مقدمۃ الکتاب میں لکھا ہے کہ ابن عبدالبر نے اپنی کتاب لعلم میں محمد بن بکر بن واسع سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ میں نے ابا داؤد سلیمان بن الأشعث سجستانی سے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ رحمہ اللہ مالک کان اما رحمہ اللہ شافعی کان اما رحمہ اللہ ابانحنیفہ کان اما۔ اور عبد بن ذہب سے روایت ہے کہ امام مالک سے کوئی مسئلہ پوچھا گیا آپ نے اس کا جواب دیا، اس پر سائل نے کہا کہ اہل شام آپ کی مخالفت کرتے ہیں اور ایسا کہتے ہیں امام نے فرمایا کہ اہل شام کو ایسا مرتبہ کہاں سے حاصل ہوا حالانکہ یہ مرتبہ صرف اہل مدینہ و اہل کوفہ پر موقوف ہے (یعنی مدینہ میں ہم لوگوں کو اور کوفہ میں امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کو) اور امام شمس الدین محمد بن العلاباہلی شافعی سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے کہ جب ہم سے پوچھا جائے کہ ائمہ سے کون افضل ہے تو ہم یہی کہیں گے کہ ابو حنیفہ! انتہی۔

شامی میں ابن حجر مکی سے منقول ہے کہ ربیع نے روایت کی ہے کہ امام شافعی نے فرمایا ہے کہ لوگ فقہ میں ابو حنیفہ کے عیال ہیں کیونکہ میں نے ان سے کوئی زیادہ فقیہ نہیں دیکھا اور یہ بھی امام شافعی سے روایت ہے کہ جو شخص ابو حنیفہ کی کتب کو نہ دیکھے وہ نہ تو علم میں متبحر ہوگا اور نہ فقیہ ہوگا انتہی۔

قلائد العقیان میں لکھا ہے کہ عبداللہ بن مبارک نے کہا ہے کہ میں نے ابو حنیفہ کے مثل کوئی شخص فقہ میں نہیں دیکھا اور میں نے مسعر بن کلام کو ابو حنیفہ کے حلقہ میں بیٹھے ہوئے اور ان سے پوچھتے اور مستفید ہوتے دیکھا ہے اور میں نے ہرگز ایسا کوئی شخص نہیں دیکھا جس نے ابو حنیفہ سے فقہ میں احسن کلام کیا ہو اور کہا کہ ابو حنیفہ اپنے زمانے کے لوگوں سے افقہ تھے۔ اور معمر بن راشد نے جو صحاح ستہ کے مروی عنہ اور رئیس اہل حدیث ہیں، کہا ہے کہ میں ان شخصوں سے جنہوں نے فقہ میں کلام اور کوشش کی ہے کسی کو ابو حنیفہ سے احسن معرفت میں نہیں جانتا اور وکیع نے کہا ہے کہ میں نے کسی شخص سے جو ابو حنیفہ سے افقہ اور اچھی طرح نماز پڑھنے والا ہو، ملاقات نہیں کی انتہی۔

حموی نے شرح اشباہ میں لکھا ہے کہ حافظ وہبی نے اپنی کتاب صحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ میں بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن مبارک نے فرمایا ہے کہ حدیث تو مشہور و معروف ہوگئی

اب اگر اجتہاد کی ضرورت پڑے تو اجتہاد مالک اور سفیان ثوری اور ابو حنیفہ کا ہے لیکن ان میں سے ابو حنیفہ از روئے اجتہاد کے احسن اور از روئے رسائی کے ادق اور دونوں سے افقہ ہیں انتہی۔

طحطاوی میں لکھا ہے کہ خطیب نے یحییٰ بن معین سے روایت کی ہے کہ میں نے یحییٰ سعید القفطان سے سنا کہ کہتے تھے کہ ہم جھوٹ نہیں بولتے ہم نے ابو حنیفہ سے کوئی احسن رائے نہیں دیکھا اور ہم اکثر ابو حنیفہ کے اقوال پر عمل کرتے ہیں انتہی۔

تاریخ ابن خلکان میں لکھا ہے کہ یحییٰ بن معین نے کہا ہے کہ میرے نزدیک قرار توں میں سے حمزہ کی قرارت اور فقہ میں سے ابو حنیفہ کی فقہ عمدہ ہے انتہی۔

مجدالدین فیروز آبادی نے قاموس کے باب الفاء میں لکھا ہے کہ ابو حنیفہ بیس فقہاء کی کنیت ہے لیکن بہت مشہوران میں امام الفقہاء نعمان ہیں انتہی۔

نافع البکیری میں لکھا ہے کہ خطیب بغدادی سے روایت ہے کہ محمد بن بشر کہتے ہیں کہ میں ابو حنیفہ اور سفیان ثوری کے پاس جایا کرتا تھا پس جب ابو حنیفہ کے پاس آتا اور وہ مجھ سے پوچھتے کہ کہاں سے آیا ہے تو میں کہتا کہ سفیان کے پاس سے آیا ہوں وہ فرماتے کہ البتہ تو اس شخص کے پاس سے آیا ہے کہ اگر علقمہ اور اسود موجود ہوتے تو اس کے ضرور محتاج ہوتے اور جب میں سفیان کے پاس آتا اور وہ مجھ سے پوچھتے کہ کہاں سے آیا ہے تو میں کہتا کہ ابو حنیفہ کے پاس سے آیا ہوں وہ یوں کہتے کہ تو افقہ اہل ارض کے پاس سے آیا ہے انتہی۔

در مختار میں لکھا ہے کہ جرجانی نے مناقب نعمانیہ میں اپنی سند کے ساتھ سہل بن عبد اللہ تستری سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ اگر حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کی امت میں امام ابو حنیفہ جیسا کوئی شخص عزیز العلم ثاقب الفہم قائم بالصدق اور عارف بالحق ہوتا تو ان کی امت یہودی و نصرانی نہ ہوتی انتہی۔

اردو ترجمہ مشارق الانوار میں زیر حدیث لوکان الایمان معلقاً بالثریا کے لکھا ہے کہ علمائے دین نے فرمایا ہے کہ اگر امام اعظم نہ ہوتے تو دین کا بھید لوگوں کو سمجھنا مشکل ہوتا، عبد اللہ تستری نے کہا اگر نبی اسرائیل میں ابو حنیفہ کے برابر کوئی عالم ہوتا تو دوسے لوگ گمراہ نہ ہوتے انتہی۔

طحطاوی میں لکھا ہے کہ خطیب نے ابی وہب بن مزاحم سے روایت کی ہے کہ میں نے عبد اللہ بن مبارک سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ اگر خدا ابو حنیفہ اور سفیان ثوری کے سبب سے میری فریادری نہ کرتا تو میں بھی اور عام آدمیوں کے مانند ہوتا انتہی۔

در مختار میں لکھا ہے کہ مسعر بن کدام نے جو صحاح ستہ کے مروی عنہ اور سفیان ثوری و سفیان بن عیینہ کے اسناد ہیں فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے اور خدا کے درمیان امام ابوحنیفہ کو وسیلہ کرے اور ان کے مذہب پر چلا چلے، میں امید کرتا ہوں کہ اس کو کچھ خوف نہ ہوگا اور یہ بھی فرمایا ہے

حسبى من الخیرات ما اعدتہ یوم القیمة فی رضی الرحمن
 دین النبی محمد خیر الوری شر اعتقادی مذهب النعمان

قلائد العقیان میں ابن حجر مکی نے لکھا ہے کہ علی بن عاصم نے کہا ہے کہ اگر ابوحنیفہ کی عقل کو نصف اہل ارض کی عقل کے ساتھ وزن کیا جائے تو البتہ ان پر غالب آجائے، اور یزید بن ہارون کہتے ہیں کہ میں نے ہزار شیوخ سے پڑھا اور علم اخذ کیا ہے لیکن خدا کی قسم میں نے ابوحنیفہ سے زیادہ کوئی اور عواضع و حفظ انسان اور عقل نہیں دیکھا انتہی۔

خیرات الحسان میں لکھا ہے کہ امام شافعی کہتے ہیں کہ ابوحنیفہ سے زیادہ کوئی عقل آدمی پیدا نہیں ہوا انتہی۔

تاریخ خلکان میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ مالک سے امام شافعی نے امام ابوحنیفہ کا حال پوچھا آپ نے فرمایا کہ وہ ایسے مرد ہیں کہ اگر تم ان سے اس ستون کی نسبت بات چیت کرو اور وہ چاہیں کہ اس کو سونے کا ثابت کریں تو البتہ وہ دلائل سے ثابت کر دیں گے۔ جعفر بن ربیع کہتے ہیں کہ میں پانچ برس تک ابوحنیفہ کی خدمت میں رہا، اس عرصہ میں میں نے ان سے کوئی زیادہ خاموش نہیں پایا اور جب ان سے کوئی سوال فقہ کا کیا جاتا تو مثل ہنر کے جاری ہو جاتے اور بات کہنے میں بلند آواز اور قیاس میں امام تھے۔ ابن مبارک کہتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ سفیان ثوری سے کہا کہ ابوحنیفہ غیبت کرنے سے اس قدر متنفر ہیں کہ میں نے اپنے دشمن کی بھی غیبت کرتے نہیں سنا، اس پر سفیان نے فرمایا کہ وہ اس بات سے عقل ہیں کہ اپنے حسات پر کسی کو مسلط کریں کہ وہ لے جائے انتہی۔

مسند خوارزمی میں اپنی اسناد کے ساتھ لکھا ہے کہ اعمش نے کہا ہے کہ ابوحنیفہ مواضع فقہ دقیقہ اور غوامض علم خفیہ کو بخوبی جانتے ہیں اور ان کو اندھیرے مقام میں اپنے چراغ قلب کی وسیع روشنی سے اچھی طرح دیکھتے ہیں اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ میری امت کے چراغ ہیں انتہی۔

۱۱ کفایت کرتی ہے محمد کو قیامت کے دن نیکیوں سے وہ چیز جو میں نے خدا کی رضا مندی کے لئے تیار رکھی ہے سو وہ دین

پیغمبر محمد کا ہے جو تمام خلقت سے بہتر ہیں پھر اس کے بعد میرا اعتقاد مذہب ابوحنیفہ نمان کا ہے ۱۲

شامی میں ابن حجر سے منقول ہے کہ فضل بن دکین نے کہا ہے کہ ابوحنیفہ بڑے خدا ترس اور بغیر جواب کے کلام نہ کرتے تھے اور نہ لایعنی باتوں میں خوبصورتی کرتے اور ان کو سنتے تھے اور حسن بن صالح نے کہا ہے کہ وہ بڑے سہیزگار اور حرام سے بچنے والے اور شہ کے خوف میں بہت سی حلال چیزوں کو ترک کر دیتے تھے۔ میں نے کوئی فقہی صیانت نفس میں ان سے زیادہ نہیں دیکھا انتہی۔

خطیب بغدادی نے ابن عیینہ سے جو اجدہ محدثین سے ہیں، روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ نہیں دیکھا میری آنکھ نے مثل امام ابوحنیفہ کے اور عبداللہ بن مبارک نے کہا کہ ابوحنیفہ علم و خیر کے ایک نشان تھے اور وکیع سے روایت ہے کہ ابوحنیفہ بڑے امانت دار تھے اور مقدم رکھتے تھے خوشنودی پروردگار کو ہر چیز پر اگرچہ راہ خدا اور اجرائے شریعت میں ان پر تلوا رہیں پڑیں اس کے متحمل ہوتے تھے انتہی۔ طحاوی میں لکھا ہے کہ خطیب نے سلیمان بن ربیع سے روایت کی ہے کہ مسیحی بن ابراہیم کہتے تھے کہ میں مدت تک علمائے کوفہ کی مجلس میں بیٹھا سوان میں سے میں نے کسی کو ابوحنیفہ سے زیادہ اور رع نہیں دیکھا انتہی۔

شامی میں لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ کیونکر مخصوص بہ امر عظیم نہ ہوں حالانکہ وہ ابو بکر صدیق کی طرح ہیں کہ جس طرح انہوں نے حضرت عمر کے مشورہ سے قرآن کے جمع کرنے میں سبقت کی ہے اسی طرح ابوحنیفہ نے سب سے اول تدوین فقہ اور استخراج مسائل کی راہ نکالی پس بموجب اس حدیث کے من سن سنت حسنة کان لہ اجرہا و اجر من عمل بہا الی یوم القیمة جس طرح حضرت ابو بکر صدیق کو اپنے عمل یعنی جمع قرآن کا ثواب اور ان کے بعد جو حضرت عثمان نے قرآن کو جمع کیا اس کا ثواب ملے گا اسی طرح امام ابوحنیفہ کو تدوین فقہ اور استخراج فروع کا ثواب ملے گا اور باقی مجتہدوں کے برابر ثواب حاصل ہوگا انتہی۔

میزان الشعرانی میں لکھا ہے کہ شقیق بلخی امام ابوحنیفہ کی کثرت سے مدح و تعریف کیا کرتے تھے اور علی رؤس الاشہاد گروہ عظیم میں کہا کرتے تھے کہ امام ابوحنیفہ کے مثل ورع میں کون شخص ہے کیونکہ ان کا ورع یہاں تک تھا کہ جب کوئی شخص ان سے کچھ کپڑا خرید کرتا اور نہ قیمت اس کی دیگر نقدی میں مختلط ہو جاتی اور پھر اتفاقاً مشتری کپڑا واپس کرنا چاہتا تو آپ اس کو وہ تمام نقدی دے دیتے اور فرماتے کہ اسے بھائی تیری قیمت میری اور نقدی میں مل گئی ہے پس تو یہ تمام نقدی لے لے اور میں تجھ سے اس کی بابت دنیا و آخری میں اغماض کروں گا اور یہ ایسا ورع ہے کہ ایسا کوئی دوسرے سے سرزد ہونا ہم نے نہیں سنا انتہی۔

در مختار وغیرہ میں لکھا ہے کہ عبداللہ بن مبارک نے مندرجہ ذیل اشعار امام ابوحنیفہ کی مدح میں تصنیف فرمائے۔

لقد زان البلاد ومن عليها	امام المسلمین ابو حنیفہ
بأثار وفقه في حديث	کأیات الزبور علی صحیفہ
فما في الشرقين له نظير	ولا في المغربین ولا بکوفہ
يبیت مستمرا سهر الليالي	وصام نهارة لله خيف
فمن كابي حنيفة في علاه	امام للخليفة والخليفه
سأيت العائبين له سفاها	خلاف الحق مع حجج ضعيفه
وكيف يحل ان يوذى فقيه	له في الارض أثار شريفه
فقد قال ابن ادریس مقالا	صحيح النقل في حكم لطيفه
بان الناس في فقه عيال	علی فقه الامام ابي حنیفہ
فلعنته سربنا اعداد سامل	علی من سرد قول ابي حنیفہ انتہی۔

علاوہ اس کے امام ابوحنیفہ کے مناقب میں علمائے کرام و فضلاء عظام نے مستقل کتابیں تصنیف کی ہیں جن میں سے بعض کے نام حسب ذیل ہیں :

عقود المرجان فی مناقب ابي حنیفہ النعمان ، قلادہ عقود الدر والمرجان فی مناقب النعمان ، الروضة العالیة المنیفة فی مناقب الامام ابي حنیفہ ، ہر سہ مؤلفہ ابو جعفر طحاوی ، بستان فی مناقب النعمان ، مؤلفہ شیخ محی الدین قرشی صاحب الجواہر المصنیہ - شقائق النعمان فی مناقب النعمان مؤلفہ علامہ زکریا مختاری ، کتاب شیخ محمد بن احمد الشعبی بقدرہ ۲۰ جزو۔ کتاب موفق الدین بن احمد مکی خوارزمی متوفی ۵۶۵ھ ، کشف الآثار مؤلفہ عبداللہ بن محمد حارثی ، کتاب شیخ ظہیر الدین مرغینانی ، الاقتصار لامام الامتہ الامصار مؤلفہ مؤرخ یوسف بن فرغلی سبط ابن جوزی ، جس میں امام کے مذہب کو دیگر مذاہب پر ترجیح دے کر مخالفوں کی خوب تردید کی ہے۔ کتاب ابو عبداللہ حسین بن علی ضمیری متوفی ۵۷۵ھ۔ کتاب ابوالعباس احمد بن الصلت صافی متوفی ۵۸۵ھ۔ کتاب محمد بن محمد الکوردی البزازی متوفی ۵۸۵ھ ، کتاب ابوالقاسم عبداللہ بن محمد بن احمد السفدی المعروف بابن العوام ، کتاب مواہب الشریفہ اور اس کا ترجمہ مستمبہ

تحفة السلطان فی مناقب النعمان مؤلف ابن کاس - تبیض الصحیفہ فی مناقب الامام ابی حنیفہ مؤلف
خاتم الحفاظ شیخ جلال الدین سیوطی شافعی متوفی ۹۱۱ھ - محقود الجمان فی مناقب النعمان مؤلف امام
حافظ ابو عبد اللہ محمد بن یوسف دمشقی شافعی جس کی تصنیف سے مقام برقوقیہ واقع قاہرہ میں ۹۳۹ھ
میں فارغ ہوئے۔ کتاب ابو یحییٰ زکریا بن یحییٰ نیشاپوری - کتاب الواحد محمد بن احمد شعبی نیشاپوری
متوفی ۳۵۸ھ - الحیاض من صوب غمام الفیاض مؤلف شمس الدین احمد سیواسی، الابانۃ فی رد
المشنعین علی ابی حنیفہ مؤلف قاضی امام ابو جعفر احمد بن عبد اللہ شیرازی بلخی - قلائد العقیان فی مناقب
النعمان اور خیرات الحسان فی ترجمہ ابی حنیفہ النعمان مؤلف شیخ ابن حجر مکی شافعی - تنویر الصحیفہ فی
مناقب ابی حنیفہ مؤلف علامہ یوسف بن عبد الہادی صنبلی - فتح المنان فی مناقب النعمان مؤلف شیخ
عبد الحق محدث دہلوی - صحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ مؤلف امام حافظ ذہبی متوفی ۵۴۸ھ، کتاب شیخ
ابی یحییٰ زکریا بن یحییٰ نیشاپوری - رسالہ حافظ ابی عبد اللہ شمس الدین محمد بن احمد ذہبی شافعی متوفی ۵۴۸ھ
یہ رسالہ بقدر ایک جزو مناقب امام ابو حنیفہ میں ہے جیسا کہ انہوں نے کتاب کاشف فی اسما
الرجال میں امام ابو حنیفہ کے ترجمہ میں اس بات کی تصریح کی ہے۔

اور جن علمائے کرام نے اپنی اپنی کتابوں میں امام ابو حنیفہ کے مناقب کو ذکر کیا ہے
وہ تو اس قدر ہیں کہ ان کا شمار موجب طوالت ہے صرف بطور نمونہ کے ان میں سے بعض کا
ذکر حسب ذیل کیا جاتا ہے :

ابو الحسن بن احمد قدوری نے شرح مختصر کرمی کے ادائل میں، محمد بن عبدالرحمن
غزنوی تمیذ سنغاتی نے کتاب جامع الانوار میں، احمد بن سلیمان بن سعید نے آخر کتاب درر میں،
شمس الدین یوسف بن عمرو فی کما ردی نے اول کتاب جامع مضمرات شرح مختصر قدوری میں،
امام ابو عمر بن عبدالبر مالکی متوفی ۴۶۲ھ نے کتاب اتعاب اور کتاب جامع العلم میں - شیخ یوسف بن
سعید سجستانی نے اواخر منیۃ المفتی میں، شیخ اسمعیل بن عیسیٰ اوغانی مکی متوفی ۸۹۲ھ نے مختصر مسند میں،
شیخ محمد بن خسرو بلخی نے اول کتاب مسند میں - شیخ ابوالبقار احمد بن ابی الضیاء قرشی مکی نے مختصر مسند
میں - ابوالعباس احمد بن محمد غزنوی نے مقدمہ میں - عثمان بن علی بن محمد شیرازی نے اپنی کتاب الايضاح
لعلوم النکاح میں - ابوالحسن شیرازی نے طبقات شافعیہ میں - امام نووی شافعی نے تہذیب الاسما و
اللغات میں - حاتم الدین صدر شہید نے فتاویٰ الکبریٰ کے اواخر میں - ابن خلکان شافعی نے
تاریخ خلکان میں - ابوالفداء شافعی نے تاریخ ابوالفداء میں - سمعانی شافعی نے انساب میں، تقی الدین

تمیہی نے اول طبقات میں - امام محمد غزالی شافعی نے اوائل کتاب اجیار میں - شیخ ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ خطیب شافعی صاحب مشکوٰۃ شریف نے اسماء الرجال میں - امام مجد الدین مشہور بابن الاثیر نے جامع الاصول میں - قاضی القضاة ابوالمؤید محمد بن محمود بن محمد خوارزمی نے مسند میں - شیخ عبد الوہاب شعرانی مالکی نے میزان کبریٰ میں - شیخ محمد طاہر نے مجمع البحار اور مغنی میں - شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے شرح اسماء الرجال بخاری میں - شیخ محمد بن علی حصکفی نے درمختار میں - سید احمد طحاوی اور محقق ابن عابدین نے شرح درمختار میں - صاحب فتاویٰ برہنہ نے اوائل برہنہ میں - شیخ فرید الدین عطار نے تذکرۃ الاولیاء میں - صاحب مختار الاختیار نے مختار الاختیار میں - حافظ دراز پشاوری نے فتح الباری شرح صحیح البخاری میں - احمد بن سلیمان معروف بہ ابن کمال پاشا نے طبقات میں - امام یافعی نے مرآة الجنان میں - صاحب ہدایہ نے مختارات النوازل میں - امام ذہبی نے العبر باخبار من غبر میں - امام حافظ محمد بن یوسف شامی شافعی نے سبیل الہدے والرشاد فی احوال خیر العباد مشہور بسیرۃ شامی میں حافظ ابو الحجاج مزنی نے تمذیب الکمال میں - صاحب سراجیہ نے سراجیہ میں - ملا علی قاری نے اپنے رسالہ طبقات میں -

چوتھا خبیا بان

ان مطاعن کی تردید میں جو بعض لوگوں نے امام ابو حنیفہ پر کئے ہیں

شامی میں لکھا ہے کہ جب امام ابو حنیفہ کے فضائل مشہور آفاق ہوئے اور چاروں طرف مشرق و مغرب میں آپ کے کمالات کا چرچا شروع ہوا تو عادتِ قدیمہ کے بموجب حساب نے آپ کے حق میں طرح طرح کے طعن کرنے شروع کئے اور آپ کے اجتہاد و اعتقاد کی نسبت ایسی ایسی باتیں بنانے لگے کہ جن سے آپ بالکل منزہ تھے اور اس سے ان کی غرض حسب فحوائے آیت یریدون ان یطفنوا نور اللہ ویابی اللہ الا ان یتیم نورہ کے محض اطفائے نور شریعت تھی اور اس قسم کے طعن صرف امام ابو حنیفہ کے حق میں ہی نہیں کئے گئے بلکہ بعض نے امام مالک اور بعض نے امام شافعی اور بعض نے امام احمد کے حق میں کئے ہیں اور اس سے بڑھ کر ایک فرقہ نے حضرت ابو بکر و عمر اور ایک گروہ نے حضرت عثمان و علی کے حق میں بھی ایسی ہی زبان درازی کی ہے بلکہ ایک فرقہ نے نعوذ باللہ من ذلک تمام صحابہ کرام کو کفر کی تہمت دی ہے ولنعمد ما قیل بہ

ومن ذا الذی ینجو من الناس سالما وللناس قال بالظنون وقیل انتہی -

خیرات الحسان میں ابن حجر مکی نے چھتیس خصلوں میں امام ابو حنیفہ کے محامد و محاسن بیان کئے کے بعد فصل سینتیس میں لکھا ہے کہ حافظ ابن عبد البر نے کہا جس کا حاصل یہ ہے کہ بعض اصحاب حدیث نے امام ابو حنیفہ کی ذم میں افراط کیا ہے اور حدیث پر قیاس کو مقدم کرنے کے سبب سے ان پر حد سے زیادہ مذمت کا تجاوز کیا ہے حالانکہ اکثر اہل علم کہتے ہیں کہ جس وقت صحیح ہو جائے حدیث تو باطل ہو جاتا ہے رائے و قیاس لیکن حال یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ نے بجز تاویل محتمل کے بعض اخبار آحاد کو رد نہیں کیا بلکہ بہت سی ان میں سے ایسی ہیں کہ امام ابو حنیفہ کے سوا اوروں نے بھی ان کا رد کیا ہے اور ان کے امثال نے اس پر پیروی کی ہے مثل ابراہیم نخعی اور اصحاب ابن مسعود کے مگر یہ کہ شاید امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب نے زیادتی کی ہو اور اوروں سے قلت پائی گئی ہو چنانچہ جب امام احمد سے پوچھا گیا کہ امام ابو حنیفہ پر کس بات کا عیب لگایا گیا ہے تو انہوں نے کہا کہ رائے کا جب اس پر ان سے کہا گیا کہ کیا امام مالک نے رائے کے ساتھ کلام نہیں کیا کہا کہ ہاں کیا ہے لیکن امام ابو حنیفہ نے زیادہ کیا ہے لیکن اس پر جب کہا گیا کہ کیا آپ ان کے اس میں کلام کر سکتے ہیں (یعنی اس دعویٰ کو ثابت کر سکتے ہیں) تو امام احمد چپ ہونے لگے اور لیث بن سعد نے کہا کہ میں نے امام مالک کے ستر مسائل ایسے شمار کئے ہیں جن میں انہوں نے صرف اپنی رائے کے ساتھ کہا ہے اور ان سب میں سنت رسول اللہ کی مخالفت کی ہے اور ہم علمائے امت میں سے کسی کو ایسا نہیں پاتے کہ وہ پہلے رسول اللہ کی حدیث کو ثابت کرے پھر اس کو رد کرے مگر ساتھ حجت کے مثل دعویٰ النسخ یا اجماع یا سند میں طعن کے اگر بغیر حجت کے کوئی اس کو رد کرے تو عدالت تک اس کی ساقط ہو جاتی ہے کجا یہ کہ وہ امام پکڑا جائے اور فسق کا نام اس پر لازم ہو جاتا ہے اور خدا اس سے معاف رکھے اور تحقیق اصحاب سے اصول شرع پر اجتہاد ساتھ رائے کے اور قول ساتھ قیاس کے بائیں طور واقع ہوا ہے کہ ذکر اس کا طویل ہے اور اسی طرح تابعین سے۔ پس حاصل کلام یہ ہے کہ صرف امام ابو حنیفہ ہی قول بالقیاس کے ساتھ منفرد نہیں ہوئے بلکہ اسی پر عام فقہائے امصار کا عمل ہے انتہی۔

پھر اسی کتاب کی فصل انتالیس میں خطیب بغدادی کے ان اقوال کی تردید میں جو ان کی اپنی تاریخ میں قاضی ابن ابی عمیر نے امام ابو حنیفہ سے نقل کئے ہیں لکھا ہے کہ تحقیق خطیب نے نہیں ارادہ کیا ساتھ اس کے مگر جمع کرنا ان اقوال کا جو ایک مرد کے حق میں کہے گئے ہیں جیسے کہ مورخین کی عادت ہے اور نہیں ارادہ کیا ساتھ ان کے امام ابو حنیفہ کے مرتبہ گھٹانے کا کیونکہ پہلے اس نے

کلام قادیان کو کثرت سے بیان کر کے ان کے تاثرات کو نقل کیا ہے پھر قادیان کے کلام کو ذکر کیا ہے چنانچہ اس پر یہ بات دلالت کرتی ہے کہ جو اسناد قادیان کی ذکر کی ہیں وہ منکلم فیہ او اور مجہول اشخاص سے خالی نہیں اور اس طرح کی قدرح سے اجماع کسی عام مسلمان میں رخصت اندازی جائز نہیں رکھ سکتا پس کجا ایسے امام ائمہ المسلمین کے حق میں رخصت اندازی جائز تصور کرے اور اگر فرض بھی کر لیں کہ خطیب کی قدرح صحیح ہیں تاہم ان پر اعتبار نہیں کیا جاسکتا کیونکہ وہ اس بات سے خالی نہیں کہ قائل قدرح مذکورہ کا یا تو اقران یا غیر اقران امام ابوحنیفہ سے ہے اگر وہ غیر اقران سے ہے تو وہ مقلد اس قول کا ہے جس کو امام ابوحنیفہ کے دشمن نے کہا یا لکھا ہے اور اگر اقران سے ہے پس بعض اقران کا قول بعض کے حق میں غیر مقبول ہے چنانچہ حافظ ذہبی و حافظ ابن حجر نے اس کی تصریح کی ہے اور کہا ہے کہ یہ بات خصوصاً اس وقت میں ہے کہ جب ظاہر ہو کوئی عداوت یا مذہبی حسد، کیونکہ حسد ایسی بری بلا ہے کہ اس سے سوا اس شخص کے جس کو خدا نے بچایا، کوئی محفوظ نہیں رہا اور ذہبی نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ بجز انبیاء و صدیقوں کے زمانہ کے ایسا کوئی زمانہ ہو کہ اس کے اہل طعن سے سلامت رہے ہوں اور تاج سبکی نے کہا کہ اسے مسترشد سمجھے لائق ہے کہ طریقہ ادب کا تمام ائمہ ماضیین کے ساتھ استعمال کرے اور مت نظر کر طرف کلام بعض کے بعض کے حق میں مگر جب کہ آئے ساتھ دلیل واضح کے، پھر اگر تاویل اور حسن ظن پر قادر ہو تو اس کو اختیار کر ورنہ ان باتوں سے روگردانی کر جو ان کے باہم گزری ہیں اور پرہیز کر پھر یہ پرہیز کر ان باتوں کے سننے سے جو واقع ہوئی ہیں درمیان ابوحنیفہ و سفیان ثوری یا مالک و ابن ابی ذئب یا نسائی و احمد بن صالح یا احمد و حارث بن اسد محاسبی کے اور اسی طرح چلے آؤ زمانہ عز بن عبد السلام و تقی بن الصلاح تک پس جب تو نے اس بات کا شغل کیا تو ہلاکت پر واقع ہوا کیونکہ لوگ ائمہ اعلام اور ان کے اقوال کے بارگاہ ہیں اور اکثر اوقات ہم ان کے اقوال کو نہیں سمجھتے پس ہمارے لئے بجز رضامندی اور سکوت کے جو ان کے درمیان واقع ہوا اور کچھ مناسب نہیں جیسا کہ ہم ان باتوں کے لئے سکوت مناسب سمجھتے ہیں جو اصحابوں کے درمیان واقع ہوا ہے انتہی۔

نافع الکبیر میں جو الہ تبیض الصحیفہ مؤلفہ حافظ جلال الدین سیوطی لکھا ہے کہ عبد العزیز بن رواد کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ کے باب میں کلام کرنے والے دو طرح کے لوگ ہیں ایک وہ جو ان کے حال سے ناواقف ہیں دوسرے وہ جو حاسد ہیں یعنی یا تو بسبب عدم معرفت مدارک امام کے یا بسبب حسد کے ان پر اعتراض کرتے ہیں انتہی۔

میزان الشجرانی میں لکھا ہے کہ سلف و خلف نے امام ابوحنیفہ کے کثرت علم و ورع و عبادت و وقت مدارک و استنباطات پر جمع کیا ہے اور میں نے سیدی علی الخواص سے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ مدارک امام ابوحنیفہ کے بڑے باریک ہیں بجز اکابر اولیاء اور اہل کشف کے کوئی ان سے واقف نہیں ہو سکتا، پس اس قرار داد سے معلوم ہوا کہ جس شخص مثلاً فخر الدین رازی نے جو امام ابوحنیفہ کے اقوال میں سے کسی قول پر اعتراض کیا ہے تو محض خفا مدارک امام سے کیا ہے انتہی۔

حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی نے اپنے مکتوبات کی جلد ثانی کے مکتوب ۵۵ میں لکھا ہے کہ مثال حضرت عیسیٰ کی مثال امام اعظم کوئی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے جنہوں نے ورع و تقویٰ و دولت متابعت سنت نبوی کی برکت سے اجتناد و استنباط میں ایسا درجہ علیا حاصل کیا ہے کہ جس کے سمجھنے سے دوسرے لوگ عاجز ہیں اور ان کے مجتہدات کو بسبب وقت معانی کے کتاب و سنت کے مخالف جان کر ان کو اصحاب رائے میں سے گمان کرتے ہیں سو ہر ایک ایسی بات ان کے علم اور درایت کی حقیقت کے طرف نہ پہنچے اور عدم اطلاع ان کے فہم و فراست کے سبب سے ہے لیکن امام شافعی نے مخطوطات ان کی نقابست سے معلوم کیا جو کہا کہ تمام فقہاء فقہ میں ابوحنیفہ کے خیال میں اور اسی مناسبت سے جو امام ابوحنیفہ کو حضرت عیسیٰ سے ہے وہ بات بھی ممکن ہے جو حضرت خواجہ محمد پارسا نے فصول ستہ میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ جب آسمان سے نزول فرمائیں گے تو امام ابوحنیفہ کے مذہب پر حکم اور عمل کریں گے اور بغیر شائبہ تکلف و تعصب کے کہا جائے کہ کشف کی نظر میں مذہب حنفی کی نورانیت مثل دریائے عظیم کے دکھائی دیتی ہے اور دیگر مذاہب مثل جہاؤں جداول کے معلوم ہوتے ہیں ناقص آدمی چند احادیث یاد کر کے اور احکام شرعیہ کو ان میں منحصر سمجھ کر جو معلوم نہیں اسکی نفی کرتے ہیں بقول سے

ہر آں کرے کہ در سگی منان ست زمین و آسمان او بہاں است

بزار افسوس ان کے باریک تعصب اور نظر فاسد پر کہ بانی فقہ تو ابوحنیفہ ہے اور تین چھ حصے فقہ کے ان کو مسلم رکھے گئے ہیں اور باقی ربع میں تمام لوگ شریک ہیں، فقہ میں صاحب خانہ وہ ہے اور باقی تمام لوگ اس کے خیال میں انتہی۔

تفسیر کبیر کی جلد دوم میں آیہ و علیہ ادم الاسماء کلہا کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے علت کھا کر اپنی عورت کو کہا کہ میں تجھ سے ہرگز کلام نہ کروں گا جب تک کہ تو مجھ سے

ات نہ کرے گی۔ اس پر عورت نے بھی حلف کھائی کہ اگر تو مجھ سے کلام کرے یا میں تجھ سے کلام کروں تو میرا تمام مال صدقہ ہے، پس فقہار اس معاملہ میں بڑے حیران ہوئے اور سفیان ثوری نے فتویٰ دیا کہ جو شخص کلام کرے گا وہ حانت ہو جائے گا، اس کے بعد اس شخص نے امام ابوحنیفہ کی خدمت میں جا کر اس مسئلہ کو دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تو اپنی عورت سے جا کر بات چیت کرتے ہیں سے کسی پر قسم واقع نہیں ہوتی اس پر شخص مذکور نے سفیان ثوری کے پاس جا کر خبر دی کہ امام ابوحنیفہ نے مجھ کو اس طرح پر فتوے دیا ہے جس کے سنتے ہی سفیان ثوری آگ بجولا بن گئے اور حالت طیش میں امام ابوحنیفہ کے پاس دوڑے آئے اور فرمایا کہ کیا تم فروج کو مباح کرتے ہو؟ امام نے کہا کہ یہ کیا بات ہے؟ اس پر سفیان نے اس شخص کو کہا کہ تو پھر مسئلہ مذکورہ بیان کر اچھا نہجہ اس نے پھر وہی تقریر کی اور امام نے بھی اس کا وہی جواب دیا جو پہلے دیا تھا۔ سفیان نے کہا کہ اس پر کون سی دلیل قائم ہوتی ہے؟ امام نے فرمایا کہ جب عورت نے بعد حلف خاوند کے اس کے روبرو قسم کھائی تو وہ اس سے کلام کرنے والی ہو گئی اور اس کی قسم ساقط ہو گئی، پس اگر اب خاوند اس سے کوئی کلام کرے تو کوئی حنت اس پر واقع نہیں ہوتی اور نہ عورت پر پڑتی ہے کیونکہ اس نے خاوند سے بعد اس کی حلف کے گفتگو کر لی۔ یہ رمز سن کر سفیان نے کہا کہ آپ گو بے شک علم سے ایسی ایسی باتیں کشف ہوتی ہیں جن سے ہم سب ناواقف ہیں انتہی۔

میزان الشعرانی میں لکھا ہے کہ ابو مطیع کہتے ہیں کہ میں ایک دن جامع کوفہ میں امام ابوحنیفہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ سفیان ثوری و مقاتل بن حیان و حماد بن سلمہ اور امام جعفر صادق وغیرہ فقہاران کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ ہم نے سنا ہے کہ آپ دین کے معاملے میں بہت قیاس کرتے ہیں اور ہم اس بات سے آپ کی نسبت ڈرتے ہیں کیونکہ پہلے پہل ابلیس نے قیاس کیا تھا اس پر امام نے ان سے چاشت جمعہ سے لے کر زوال آفتاب تک مناظرہ کیا اور اپنا مذہب ان پر ظاہر کر کے فرمایا کہ میں پہلے قرآن پر عمل کرتا ہوں پھر حدیث پھر متفق علیہ قضایا تے صحابہ پھر مختلف فیہ قضایا تے صحابہ پر اس کے بعد قیاس کرتا ہوں پس یہ بات سن کر فقہائے موصوفہ اٹھ کھڑے ہوئے اور آپ کے ہاتھ اور گھٹنے چوم کر کہا کہ آپ سید العلماء ہیں ہم سے غلطی کی حالت میں جو اعتراض آپ کے حق میں واقع ہوا ہے اس کو آپ بخش دیں انتہی۔

خیرات الحسان میں لکھا ہے کہ ایک دن حضرت محمد بن حسن بن علی سے امام ابوحنیفہ کی ملاقات ہوئی۔ آپ نے امام کو فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ میرے جدا مجد کی حدیث کی قیاس

کے ساتھ مخالفت کرتے ہیں۔ امام نے کہا کہ معاذ اللہ! یہ بات اس طرح پر نہیں ہے آپ بیٹھ جائیں کہ آپ کی عزت مثل آپ کے جدِ امجد کے ہے۔ اس پر آپ بیٹھ گئے اور امام نے آپ کے سامنے بڑے ادب سے دو زانو بیٹھ کر کہا کہ مرد بہت ضعیف ہے یا عورت؟ آپ نے فرمایا کہ عورت، پھر پوچھا کہ ورنہ میں اس کا کتنا حصہ ہے آپ نے فرمایا کہ مرد سے نصف ہے۔ امام نے کہا کہ اگر میں قیاس کرتا تو اس کے برعکس حکم دیتا، پھر پوچھا کہ نماز فاضل تر ہے یا روزہ؟ آپ نے فرمایا کہ نماز، امام نے کہا کہ اگر میں قیاس کرتا تو عورت پر نماز کی قضا کے وجوب کا حکم دیتا نہ روزہ کا، پھر پوچھا کہ بول بہت پلید ہے یا منی؟ آپ نے فرمایا کہ بول بہت پلید ہے۔ امام نے کہا کہ اگر میں قیاس کرتا تو غسل کا بول سے حکم دیتا نہ منی سے، معاذ اللہ! میں کون ہوں جو حدیث کی مخالفت کروں بلکہ میں تو خادمِ حدیثِ رسول مقبول ہوں۔ اس وقت آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور امام کو بغل میں لے کر ان کے منہ پر بوسہ دیا اور فرمایا کہ میں نے آپ کو ابتداء میں اس لئے ملامت کی تھی کہ آپ کے دشمنوں نے مجھ کو ایسا ہی سنایا تھا انتہی۔

مسند خوارزمی میں ابن کدا مہ سے روایت ہے کہ ہم ایک روز وکیع بن جراح کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے کہا کہ امام ابو حنیفہ نے فلاں مسئلہ میں خطا کی ہے وکیع نے کہا کہ امام ابو حنیفہ کیونکر خطا کر سکتے تھے حالانکہ ان کے پاس قیاس واجتہاد میں امام ابو یوسف و امام محمد و امام زفر جیسے اور معرفت و حفظ و حدیث میں یحییٰ بن زکریا و حنف بن غیاث اور حیان اور مندلی علی کے دونوں بیٹوں جیسے اور لغت و عربیت میں قاسم بن معن یعنی ابن عبدالرحمن بن عبداللہ بن مسعود جیسے اور زہد و روع میں داؤد طائی و فضیل بن عیاض جیسے موجود تھے پس جس کے اصحاب و شاگرد اس قسم کے ہوں وہ ہرگز خطا نہیں کر سکتا کیونکہ اگر وہ خطا کرے تو اسی وقت وہی لوگ تردید کر کے حق کی طرف اس کو پھیر لاتے ہیں۔ پھر وکیع نے کہا کہ جو شخص امام کے حق میں اس طرح پر کہتا ہے وہ چار پایہ بلکہ اس سے بھی سخت گمراہ ہے اور جو یہ گمان کرے کہ حق بات امام ابو حنیفہ کی مخالفت میں ہے پس اس نے تنہا ایک اور مذہب نکالا اور میں اس کے حق میں شعر کہتا ہوں جو فرزدق نے جریر کے حق میں کہا تھا

اولئك اباي فجتنا بملهم اذا جمعتنا يا جرير السجامم انتي۔

عفو و الجواب المنيفه میں لکھا ہے کہ حماد بن زید سے مروی ہے کہ ایوب سختیانی کے پاس آکر کسی نے امام ابو حنیفہ کا نقص بیان کیا پس آپ نے فرمایا یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواہم ویابوا اللہ الا ان یتم نورہ انتہی۔

کمال پاشا نے طبقات میں اور امام خوارزمی نے مسند میں لکھا ہے کہ ابن شریح نے جو اصحاب شافعیہ میں سے بڑے متقی تھے، ایک مرتبہ ایک جاہل کو امام ابوحنیفہ کے حق میں کچھ طعن کرتے سن کر فرمایا کہ او جاہل! تو اس امام کے حق میں طعن کرتا ہے جس کے لئے تمام امت نے تین ربع علم مسلم کیا ہے اور وہ ایک ربع علم بھی ان کے لئے تسلیم نہیں کرتے۔ اس نے کہا کہ یہ بات کیونکر ہے؟ ابن شریح نے فرمایا کہ علم سوال و جواب ہے اور وہ ان اشخاص میں سے جنہوں نے سوال بنائے ہیں، اول ہیں، پس نصف علم تو ان کو اس طرح پر ہوا، پھر ان اُسُئدہ کے خود ہی جواب دئے جن میں بعض نے صواب پر اور بعض نے خطا پر کہا پس جس وقت ہم ان کے صواب کو خطا سے مقابل کرتے ہیں تو اور نصف علم بھی ان کے لئے پاتے ہیں پس تین ربع آپ کو مسلم ہوئے اور باقی ایک ربع رہا جس میں وہ بھی دعوائے کرتے ہیں اور ان کے مخالف بھی مدعی ہیں اور آپ وہ بھی ان کو تسلیم و تقویض کرنا نہیں چاہتے ہیں انتہی۔

شیخ عبدالحق نے شرح سفر السعادة میں لکھا ہے کہ امام اعظم بسبب غایت امتیاز اور کثرت فضل و کمال کے محسود و مغبوط عالم تھے، متاخرین شافعیہ کو کیا کہئے بلکہ بعض متقدمین کو بھی اس جناب سے ایک طرح کا حسد تھا اور حقیقت میں جو فاضل تر ہوتا ہے وہ محسود تر ہوتا ہے شافعیوں کا تو یہ حال ہے لیکن ان کے امام شافعی کو دیکھو کہ وہ کس قدر امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کی تعریف کرتے ہیں انتہی۔

مسند خوارزمی میں لکھا ہے کہ جب عبداللہ بن مبارک نے امام ابوحنیفہ کے حاسدوں کو ان کے حق میں طعن کرتے سنا تو آپ نے اس وقت یہ قطعہ تصنیف فرمایا یہ

حسد و الفتی اذ لحرینا الواسعیہ
الضرائر الحسنا، قلن لوجھها
فالقوم اعداء له و خصوم
حسدا و بغضا انہ لذمیم

یعنی بن معین جو ائمہ حدیث میں جب کسی کو امام ابوحنیفہ کے حق میں نکتہ چینی کرتے دیکھتے تو آپ عبداللہ بن مبارک کے قطعہ مذکورہ بالا کو تشبیہاً پڑھا کرتے انتہی۔ پھر اسی مسند میں لکھا ہے کہ بعض ان اعترافوں سے جو خطیب وغیرہ نے امام ابوحنیفہ پر کئے ہیں، ایک یہ ہے کہ وہ حدیث پر عمل نہیں کرتے بلکہ رائے کے پیرو ہیں تو یہ قول اس شخص کا ہے جو فقہ سے کچھ بھی نہیں جانتا اور نہ جو فقہ سے کچھ بھی خوشبو سونگھ سکتا ہے اور جو منصف ہے وہ اس بات کا یقین رکھتا ہے کہ امام ابوحنیفہ اعلم الناس اور بڑے متبع احادیث کے ہیں اور ہمارے اس بیان پر تین وجوہ شاہد و ناظر ہیں،

اول یہ کہ امام ابوحنیفہ بر خلاف امام شافعی کے احادیث میں اس کو بھی حجت مانا گیا ہے۔ قیاس پر مقدم سمجھتے ہیں۔ دوم قیاس کا قسم ہے ایک قیاس مؤثر اور وہ وہ ہے جو درمیان اصل و فرع کے معنی مشترک مؤثر ہو۔ دوسرا قیاس مناسب اور وہ یہ کہ درمیان اصل و فرع کے معنی مناسب ہو۔ تیسرا قیاس مشبہ اور وہ یہ کہ درمیان اصل و فرع کے ظاہری مشابہت احکام شرعیہ میں ہو۔ چوتھا قیاس طرد اور وہ یہ کہ درمیان اصل و فرع کے معنی مطرد ہو، پس امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کہتے ہیں کہ قیاس مشبہ اور احالہ باطل ہے اور قیاس طرد میں آپ کے اصحاب کو اختلاف ہے بعض نے اس سے انکار کیا ہے اور ابو زید کبیر نے کہا ہے کہ صرف قیاس مؤثر ہی حجت ہے اور باقی تین قسم حجت نہیں اور امام شافعی کہتے ہیں کہ چاروں قسم قیاس کی حجت ہیں اور بہت جگہ انہوں نے قیاس مشبہ کو استعمال کیا ہے پس بڑے تعجب کی بات ہے کہ باوجود اس بات کے خطیب اور اس کے امثال کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ احادیث کو چھوڑ کر قیاس کا استعمال کرتے ہیں سو یہ غلبہ ہو اور قلت و قوف فقہ پر دال ہے لیکن جو شخص امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کے ماخذ کو پہچانتا ہے وہ خطیب کے قول کے بطلان کو بخوبی جانتا ہے اور بیان اس کا من حیث التفصیل اس طرح پر ہے کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک نماز میں قہقہہ ناقض وضو ہے اس حدیث کی رو سے کہ ایک اندھا کنوئیں میں گر پڑا تھا، اس پر بعض لوگ جو نماز پڑھ رہے تھے، ہنس پڑے، حضرت نے فرمایا کہ جو شخص تم میں سے ہنسا ہے وہ وضو اور نماز کا اعادہ کرے، حالانکہ یہ حدیث ضعیف ہے لیکن امام ابوحنیفہ نے اس سے قیاس غیر حالت صلوٰۃ کے قہقہہ کو چھوڑ دیا اور امام شافعی نے صرف قیاس پر عمل کیا اور اس حدیث کو چھوڑ دیا۔ امام ابوحنیفہ بموجب حدیث ابن مسعود کے نبیذ تر سے وضو جائز سمجھتے ہیں حالانکہ وہ ضعیف ہے مگر اس کی رو سے تمام اثر پر قیاس کرنے کو ترک کرتے ہیں اور امام شافعی نے صرف قیاس پر عمل کر کے حدیث مذکور کو چھوڑ دیا ہے پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ امام ابوحنیفہ احادیث ضعیفہ کو بھی قیاس پر مقدم جانتے ہیں لیکن خطیب وغیرہ نے جب دیکھا کہ امام ابوحنیفہ نے ان بعض احادیث پر عمل نہیں کیا جن کو امام شافعی نے اخذ کیا تھا تو ان کو یہ غلط فہمی ہوئی کہ امام ابوحنیفہ نے ان احادیث کو قیاس کے ساتھ ترک کیا ہے حالانکہ یہ نہیں جانتے کہ امام ابوحنیفہ نے ان کو دوسری احادیث کے سبب سے چھوڑا ہے، انتہی ملخصاً۔

۱۱۷ چنانچہ صاحب مسند نے چنانچہ بھی بطور نمونہ کے لکھے ہیں جن کا ترجمہ سبب طوالت چھوڑ دیا گیا ہے ۱۲ منہ

اس کے بعد خوارزمی نے بطور نمونہ کے ۳۱ سے زیادہ ایسی احادیث بیان کی ہیں جو اکثر صحیح بخاری و مسلم کی ہیں جن پر امام اعظم نے عمل کیا ہے اور امام شافعی نے ان سے ادنیٰ درجہ کی احادیث پر عمل کیا ہے چنانچہ اسی لئے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے رسالہ فیوض الحرمین میں لکھا ہے کہ مجھ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے معلوم کرایا کہ تحقیق مذہبِ حنفی میں ایسا طریقہ پسندیدہ ہے جو بہ نسبت دیگر مذاہب کے اس سنتِ معروفہ سے جو بخاری اور ان کے اصحاب کے زمانے میں جمع اور نچتے ہوئے، موافق تر ہے انتہی۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے شرح سفر السعادة میں لکھا ہے کہ بعض لوگ گمان کرتے ہیں کہ امام شافعی کا مذہب موافق حدیث کے ہے اور ان کے مذہب میں حدیث کی پیروی زیادہ ہے اور امام ابوحنیفہ کے مذہب کا مدار رائے اور اجتہاد پر ہے سو یہ کلام محض غلط اور صریح نادانی ہے کیونکہ کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ اور اقوال صحابہ کا جاننا اور یاد رکھنا اجتہاد میں شرط ہے اور بغیر ان کے اجتہاد درست نہیں پس جس صورت میں امام ابوحنیفہ کا اجتہاد تمام مجتہدین کے اجتہاد پر مقدم اور سابق اور سب علماء و مجتہدین کے نزدیک ثابت اور تمام امت کا مقبول ہے تو پھر اس گمان فاسد کا کوئی محل نہیں، شاید اس زعم باطل کا یہ سبب ہے کہ بعض محدثین شافعی المذہب نے جو حدیث کی کتابیں مثل مصابیح اور مشکوٰۃ وغیرہ کے تصنیف کی ہیں تو ان میں اپنے مذہب کی دلیلیں اور حدیثیں ڈھونڈ کر اور جن کو جمع کی ہیں اور اس حدیث پر جو امام ابوحنیفہ کے مذہب کے موافق ہے جرح و قدح کی ہے اور حقیقت میں یہ بالکل تعصب ہے اور ● فحی تعصب و بغض سے خالی نہ تھے پس اس صورت میں حنفی مذہب کی کتابوں کو جو ملک عرب میں مشہور ہیں دیکھنا چاہئے تاکہ حقیقت ظاہر ہو جائے کہ حنفی مذہب کا ہر ایک مسئلہ قرآن و حدیث کے موافق ہے جیسا کہ مواہب الرحمن حنفی مذہب میں ایک کتاب ہے جس کے شارح نے التزام کر کے ہر ایک مسئلہ کی دلیل کو قرآن و احادیث صحیحہ سے ثابت کیا ہے اور جب ایسا ہو کہ جن حدیثوں سے امام شافعی نے دلیل پکڑی ہے امام ابوحنیفہ نے ان سے استناد نہیں پکڑا تو لوگوں نے یہ گمان کر لیا کہ امام ابوحنیفہ کا مذہب حدیث کے مخالف ہے حالانکہ یہاں بہ نسبت ان کے صحیح تر و قوی تر دیگر احادیث ہیں کہ جن سے امام ابوحنیفہ نے اخذ اور تمسک کیا ہے اور ان کی رو سے احادیث متمسک امام شافعی کو ترک کیا ہے اور امام ابوحنیفہ کی متمسک احادیث اکثر صحیحین میں ہیں اور اس بات کو علماء نے بالتفصیل بیان کیا ہے، اگر ہم ان سب کو ذکر کریں تو کلام طول ہوتا ہے اور اس بیان کی اقویٰ دلیل یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ کا

مذہب اکثر امام احمد کے مذہب کے (جس کی بنیاد بتامہ احادیث اور اخذ ظواہر پر ہے) موافق ہے تمام مذہب میں صرف معدود مواضع میں خلاف ہوگا اور جہاں خلاف بھی ہے تو روایت بھی اس طرف ہے اور امام شافعی کا اختلاف امام احمد کے ساتھ امام ابوحنیفہ کے اختلاف سے بہت زیادہ ہے چنانچہ علماء نے اصول مسائل میں سے ایک سو پچیس مسائل ایسے بیان کئے ہیں کہ جن میں امام احمد امام ابوحنیفہ کے ساتھ موافق ہیں اور امام شافعی کے ساتھ مخالف انتہی۔

میزان الشعرانی میں لکھا ہے کہ یہ کلام کہ امام ابوحنیفہ قیاس کو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مقدم کرتے ہیں اس شخص سے صادر ہوئی ہے جو امام سے تعصب کرتا ہے اور ان کے دین میں متہو اور ان کی بات میں غیر متورع ہے اور اللہ جل شانہ کے اس قول ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عند مسئولا اور ما یلفظوا من قول الا لیدی سر قیب عنید اور اس حدیث رسول اللہ سے جو آپ نے معاذ کو فرمایا و هل یکب الناس فی الناس علی وجوہم الاھصائد السننہم بالکل غافل ہے اور تحقیق روایت کی ہے امام ابو جعفر شیرازی نے ساتھ سند متصل کے امام ابوحنیفہ سے کہ وہ فرماتے تھے کہ خدا کی قسم اس شخص نے جھوٹ بولا اور ہم پر افترا کیا ہے جس نے یہ کہا ہے کہ ہم قیاس کو نص پر مقدم کرتے ہیں حالانکہ بعد نص کے قیاس کی کچھ حاجت نہیں رہتی اور کہتے تھے کہ ہم قیاس اسی وقت کرتے ہیں کہ جب اس کی سخت ضرورت ہوتی ہے اور یہ بات اس طرح پر ہے کہ پہلے ہم مسئلہ کی دلیل میں قرآن و حدیث اور اقصیٰ صحابہ کو دیکھتے ہیں پس جب ہم کوئی دلیل نہیں پاتے تو اس وقت ہم سکوت عنہ کو منطوق پر قیاس کرتے ہیں جبکہ ان دونوں میں ایک ہی علت جامع ہو اور دوسری روایت میں اس طرح پر آیا ہے کہ ہم پہلے کتاب اللہ پھر احادیث رسول اللہ پھر اصحاب صحابہ سے اخذ کرتے اور عمل کرتے ہیں جس پر صحابہ نے اتفاق کیا ہے اور اگر اختلاف کیا ہے تو ہم ایک حکم کو دوسرے حکم پر ساتھ ملت جامع کے جو درمیان دو مسئلوں کے ہے، قیاس کرتے ہیں یہاں تک کہ معنی واضح ہو جائے ہیں۔ اور ایک روایت میں اس طرح پر آیا ہے کہ ہم پہلے کتاب اللہ پر عمل کرتے ہیں پھر سنت رسول اللہ پھر احادیث ابی بکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم پر، اور ایک روایت میں اس طرح پر آیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آئے وہ ہمارے سر آنکھوں پر ہے، میرے ماں باپ قربان ہو اور نہیں ہے ہمارے لئے اس سے مخالفت اور جو صحابہ آئے اس میں سے ہم ایک قول کو اختیار کرتے ہیں اور جو غیر صحابہ سے آئے پس وہ بھی آدمی ہیں اور ہم بھی آدمی ہیں۔

ایک دفعہ خلیفہ ابو جعفر منصور نے امام ابوحنیفہ کی طرف لکھا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ

حدیث پر قیاس کو مقدم کرتے ہیں۔ آپ نے جواب میں کہا کہ اسے امیر المؤمنین یہ بات اس طرح پر نہیں ہے بلکہ ہم پہلے کتاب اللہ پر عمل کرتے ہیں پھر سنت رسول اللہ پر پھر اقصیٰ ابی بکر و عمر و عثمان و علی پھر اقصیٰ بقیہ صحابہ پر، پھر اس کے بعد جب وہ اختلاف کریں تو ہم قیاس کرتے ہیں۔ دردیہی امور میں کسی کے لئے کوئی رعایت نہیں ہے انتہی۔

پھر اسی کتاب میں لکھا ہے کہ لیکن ائمہ اربعہ سے جو رائے کی ذم میں منقول ہو اسے ان ہیں امام اعظم ابو حنیفہ ہر ایک رائے مخالف ظاہر شریعت کے تبریہ میں اول ہیں برخلاف اس بات کے جو بعض متعصبین نے ان کی طرف منسوب کی ہے اور جب قیامت کو سامنا پڑے گا تو ان کو امام کی طرف سے بڑی فضیحت حاصل ہوگی پس جس شخص کے دل میں کچھ نور ہے وہ کسی امام کو برائی کے ساتھ ذکر کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا کیونکہ ائمہ آسمان کے ستاروں کی طرح اور دوسرے لوگ مثل اہل ارض کے ہیں جو ستاروں سے بجز ان کے خیال کے اور کچھ نہیں پہچان سکتے اور شیخ محی الدین نے فتوحات مکیہ میں امام ابو حنیفہ سے یہ سند متصل روایت کی ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ تم دین خدا میں قول بالرائی سے پرہیز کرو اور اس رائے کو لازم پکڑو جو سنت رسول اللہ کا تابع ہو اور جو خارج ہو اس سے وہ گمراہ ہو اور فرماتے تھے کہ جو شخص میری دلیل کو نہ پہچانے اس کو میرے کلام کے ساتھ فتوے دینا حرام ہے اور امام موصوف جس وقت کوئی فتوے دیتے تھے تو کہتے تھے کہ یہ ابو حنیفہ کی رائے ہے جو اپنی دانست میں اچھا مقرر کیا گیا ہے لیکن جو شخص اس سے احسن لائے پس وہ صواب کے ساتھ اولیٰ ہے اور کہتے تھے کہ مردوں کی آراء سے پرہیز کرو۔ ایک دفعہ ایک شخص کو ذکا آپ کے پاس آیا اس وقت آپ کے پاس لوگ حدیث پڑھ رہے تھے، اس شخص نے کہا کہ ہم نے ان احادیث کو چھوڑ دیا ہے۔ اس پر امام نے اس کو سخت زجر و تنبیہ کر کے فرمایا کہ اگر حدیث نہ ہوتی تو ہم میں سے کوئی شخص قرآن نہ سمجھ سکتا، پھر کہا کہ بندر کے گوشت کچھ حق میں کیا کتا ہے اور تیرے پاس قرآن سے کونسی دلیل ہے؟ اس پر وہ شخص ساکت ہو گیا اور امام سے کہا کہ آپ اس کے حق میں کیا کہتے ہیں؟ امام نے کہا کہ وہ چگنے والے چار پاویں میں سے نہیں ہے۔ یہاں دیکھنا چاہئے کہ امام نے حدیث کی روگردانی سے اس شخص کو کیسی زجر و ملامت کی پس اس صورت میں کسی کو کیونکر لائق ہے کہ امام کو خدا کے دین میں اس قول بالرائی کی طرف منسوب کرے جس کی نہ ظاہر کتاب نہ سنت شہادت دے سکے اور امام ابو حنیفہ فرماتے تھے کہ اپنے اوپر آثار سلف کے لازم پکڑو اور آراء سے رجال سے بچو اگر چہ ان کو کسی قول کے ساتھ آراستہ کریں کیونکہ

امر حق وقت ظاہر ہونے کے ظاہر ہو جاتا ہے اور تم صراطِ مستقیم پر ہو اور فرماتے تھے کہ تم بدعت اور متبرع سے بچو اور اپنے اوپر امر اول عتیق کو لازم پکڑو۔ ایک دفعہ ایک شخص کو فہ میں کتاب دانیال پیغمبر کی لایا اس سے امام موصوف ایسے خفا ہوئے کہ قریب تھا کہ اس کو قتل کر ڈالتے اور اس سے کہا کہ کیا سوا قرآن اور حدیث کے بھی کوئی اور کتاب ہے۔ ایک دفعہ امام سے کسی نے پوچھا کہ آپ اس چیز میں جو لوگوں نے عرض و جوہر و جسم میں کلام سے نو پیدا کیا ہے، کیا کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ایسی باتیں فلسفہ کی ہیں پس تمہیں چاہئے کہ آثار اور طریقہ سلف کو لازم پکڑو اور ہر ایک نو پیدا سے بچو کیونکہ وہ بدعت ہے۔ ایک دفعہ آپ کو کہا گیا کہ لوگوں نے حدیث کا عمل تو چھوڑ دیا ہے اور اس کے سماع پر متوجہ ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ان کا نفس حاجت کو سماعت کرنا گویا اس پر عمل ہی کرنا ہے اور کہتے تھے کہ لوگ ہمیشہ بہتری میں ہیں جب تک کہ ان میں کوئی ایسا شخص ہے جو حدیث کو طلب کرتا ہے اور جب انہوں نے علم کو بغیر حدیث کے طلب کیا تو تباہ ہوں گے اور یہ بھی فرماتے تھے کہ خدا عمرو بن عبید کو قتل کرے جس نے لوگوں کے لئے کلام میں لایعنی دروازہ خواص کا کھول دیا اور یہ بھی فرماتے تھے کہ کسی کو لائق نہیں کہ کوئی قول کہے مگر جب کہ جانتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت اس کو قبول کرتی ہے اور آپ کا دستور تھا کہ جس مسئلہ میں کوئی صراحت کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے نہ پائی جاتی تھی تو علماء کو جمع کر کے اس قول پر عمل کرتے جس پر سب کا اتفاق ہوتا اور ایسا ہی جب کسی حکم کا استنباط کرتے تو کاروائی کرتے اور جب تک اپنے ہم عصر کے علماء کو جمع نہ کرتے اس حکم کو قلمبند نہ کرتے اور جب وہ راضی ہوتے تو امام ابو یوسف کو اس مسئلہ کے لکھنے کا حکم دیتے۔ پس جو شخص کہ اتباع سنت رسول اللہ میں اس قدم پر ہو معاذ اللہ اس کو عمل بالرائی کی طرف منسوب کرنا کیونکر جائز ہو سکتا ہے انتہی۔

پھر اسی میزان میں لکھا ہے کہ پھر اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ حدیث آحاد کے ہوتے بھی امام ابو حنیفہ سے قیاس واقع ہوا ہے تو بھی ان کے حق میں کچھ قاذح نہیں ہو سکتا کیونکہ ایک جماعت علماء نے کہا ہے کہ قیاس صحیح اصول صحیحہ پر بہت قوی ہے حدیث آحاد صحیح سے پس کیونکہ حدیث آحاد ضعیفہ سے اقویٰ نہ ہو گا انتہی۔

عقود جو اہر المنیفہ میں لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ مجھ کو آراء کے رجال سے ضعیف حدیث بہت پیاری ہے انتہی۔

شیخ عبدالحق نے شرح سفر السعادة میں لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ کو حسن قدرنا البعداری

اور پیروی احادیث اور اقوال صحابہ کی تھی اور کسی کو نہ تھی اور امام ابوحنیفہ کے سب اصحاب اس بات پر متفق ہیں کہ ہر چند ضعیف ہو مگر قیاس و اجتہاد پر مقدم ہے اور امام کا یہ دستور تھا کہ حتی الامکان حدیث کو ہاتھ سے نہ چھوڑتے تھے اور ضرورت کے وقت جب کوئی حدیث کسی قسم کی نہ ملتی تھی تو ناچار قیاس پر عمل کرتے تھے حالانکہ امام شافعی بہت سے اقسام حدیث پر قیاس کو ترجیح دیتے ہیں، پھر امام ابوحنیفہ اقسام قیاس سے بھی بجز قیاس مؤثر کے عمل نہیں کرتے اور قیاس تناسب و قیاس شبہ و قیاس طرد سب ان کے نزدیک متروک و غیر معمول ہیں اور چند مقام پر قیاس کو بسبب ضعیف احادیث کے چھوڑ دیا ہے اور امام شافعی نے قیاس پر عمل کیا ہے اور امام ابوحنیفہ صحابی کی تقلید کو جس بات میں صحابی نے اپنے اجتہاد سے کہا ہو، واجب جانتے ہیں اور امام شافعی کہتے ہیں کہ ہم اور صحابی برابر ہیں وہ بھی مجتہد تھے ہم بھی مجتہد ہیں، مجتہد کو دوسرے مجتہد کی تقلید کرنی جائز نہیں۔ امام ابوحنیفہ نے فرمایا ہے کہ مجھ کو ان لوگوں سے بڑا تعجب ہے جو کہتے ہیں کہ میں اپنی رائے سے فتوے دیتا ہوں حالانکہ میں بجز اس بات کے جو ماثور و مروی ہے، ہرگز فتوے نہیں دیتا اور امام حجة عبد اللہ بن مبارک نے امام اعظم سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ جو کچھ حدیث میں آیا اس کو ہم بسر و چشم قبول کرتے اور جو کچھ صحابہ سے مروی ہوا ہے اس کو بھی ہم پسند کرتے ہیں اور اس سے باہر نہیں ہوتے لیکن جو کچھ تابعین سے منقول ہے تو اس میں وہ اور ہم برابر ہیں، ہم بھی تحقیق کر کے حق کو تلاش کریں گے انتہی۔

تفسیر مظہری میں زیر آیہ ولایتخذ بعضنا اسبابا من دون اللہ کے لکھا ہے کہ بیہقی نے مدخل میں بسند صحیح عبد اللہ بن مبارک سے روایت کی کہ میں نے امام ابوحنیفہ سے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ جس وقت آئے پیغمبر خدا سے تو وہ سر اٹکھوں پر ہے اور جس وقت صحابہ سے ہو تو ان میں سے قول اشہر بالصواب کو ہم اختیار کرتے ہیں اور جس وقت تابعین سے آئے تو اس کی مزاحمت کرتے ہیں یعنی اس میں کلام کرتے ہیں اور قیاس کو دخل دیتے ہیں، اور روضۃ العلماء سے مذکور ہے کہ فرمایا امام ابوحنیفہ نے کہ ترک کرد میرا قول ساتھ حدیث رسول اللہ کے اور فرمایا کہ جب صحیح ہو جائے حدیث تو وہی میرا مذہب ہے انتہی۔

شیخ عبدالوہاب شعرانی میزان کبرے میں لکھتے ہیں کہ میں نے جب کتاب ولۃ المذہب تالیف کی تو میں نے امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کے اقوال کا تتبع کیا، پس میں نے ان کے

اور ان کے اصحاب کے کسی قول کو نہ پایا مگر یہ کہ وہ ضرور کسی آیت یا حدیث یا اثر یا مفہوم اثر یا حدیث ضعیف کثیر الطرق یا قیاس صحیح اصل صحیح پر مستند تھا پس جو شخص اس بات پر واقف ہونا چاہے اس کو میری کتاب مذکور کا مطالعہ کرنا چاہئے انتہی۔

اسی میزان میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر مالکی و شافعی انصاف کو کام فرمائیں تو ان میں سے کوئی امام ابوحنیفہ کے کسی قول کو ضعیف بنانے کی مبادرت نہ کرے جبکہ انہوں نے اپنے اپنے امام کو امام ابوحنیفہ کی مدح کرتے سنایا بہ روایت معلوم کیا ہے انتہی۔ وہ جو اسی میزان میں لکھا ہے کہ ہمارا اور ہر ایک منصف شخص کا امام ابوحنیفہ کے حق میں بہ قرینہ اس چیز کے جو ابھی ہم نے ان سے رائے کی مذمت و بیزاری اور نص کو قیاس پر مقدم کرنے میں روایت کیا ہے، یہ ہے کہ اگر وہ اس وقت تک زندہ رہتے کہ جب کہ حفاظ احادیث نے سفر دراز اختیار کر کے احادیث کے جمع کرنے میں مشقت اٹھائی ہے اور آپ ان کی احادیث مجتہدہ پر واقف ہو جاتے تو یقین تھا کہ ضرور آپ ان احادیث سے افذ کرتے اور تمام قیاس کو جو پہلے کیا ہوا تھا، چھوڑ دیتے اور قیاس ان کے مذہب میں مقوڑا ہے جیسا کہ یہ نسبت ان کے غیر مذہب میں مقوڑا ہے الخ مخدوش ہے۔ اول یہ کہ امام امام ائمہ حدیث عبداللہ بن مبارک کا یہ قول جو حافظ ذہبی نے لکھا ہے کہ "حدیث تو معروف ہو گئی، اب اگر قیاس کی حاجت ہو تو قیاس مالک و سفیان ثوری اور ابوحنیفہ کا ہے اور ابوحنیفہ قیاس میں ان سے احسن اور رسائی میں ادق اور تینوں سے افقہ ہیں، صاف اس بات پر دال ہے کہ ان کے وقت میں کل احادیث مشہور ہو گئی تھیں اور ایسی کوئی حدیث نہ تھی جو ان سے یا ان کے معاصرین سے خفی رہی ہو اور صریح تردید اس شخص کی ہے جو خیال کرتا ہے کہ مثلاً فلاں حدیث امام ابوحنیفہ یا مالک یا شافعی یا احمد بن حنبل کو معاذ اللہ نہیں پہنچی اور اگر وہ صرف اکیلے اس امر اہم کے متصدی ہوتے تو شاید ان میں سے کسی کے حق میں ایسا خیال کیا بھی جاسکتا لیکن جب ان کے ساتھ بہت سے اصحاب و تلامیذ و اعوان و انصار تھے خصوصاً امام ابوحنیفہ کہ جن کے ہمراہ ایک ہزار شاگرد جن میں سے چالیس تو مجتہد ہی تھے تو اس بات کا کہنا کہ ان کو فلاں حدیث نہیں ملی، بالکل بے معنی ہے۔

تفسیر مظہری میں آیت ولا یتخذ بعضنا بعضا ارباباً من دون اللہ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اس بات کا کوئی احتمال نہیں کیا جاسکتا کہ کوئی حدیث ائمہ اربعہ اور ان کے تلامذہ علمائے کبار سے پوشیدہ رہی ہو، پس ان کا کسی حدیث کو متروک العمل کرنا اس کے منسوخ یا ماوول ہونے پر دلیل ہے انتہی۔

دوم دراسات البیب اور خود اتحاد النبلا میں لکھا ہے کہ بعض کبار نے کہا ہے کہ امام ابوحنیفہ کے اتباع کا خلاف امام ابوحنیفہ کے ساتھ اس خلاف سے زیادہ ہے جو امام شافعی کو امام ابوحنیفہ سے ہے اور جب یہ حکم امام شافعی کی نسبت باوجود کثرت خلاف امام ابوحنیفہ کے ہے پس امام ابوحنیفہ کا حکم امام مالک و امام احمد کی نسبت بسبب قلت خلاف کے اظہر ہے یہاں تک کہ امام احمد کا خلاف امام ابوحنیفہ کے ساتھ فقط میں مسائل میں ہے اور اس سے زیادہ نہیں آتی۔ اس سے ظاہر ہے کہ اگر بسبب عدم تدوین علم حدیث کے کمیا بی حدیث کی وجہ سے امام ابوحنیفہ کے مذہب میں قیاس کا زیادہ دخل ہوا ہوتا تو معاملہ قلت و کثرت اختلاف کا اس کے برعکس ہوتا یعنی اتباع امام ابوحنیفہ کا اختلاف امام کے ساتھ بہت کم اور امام مالک کے ساتھ ان سے کچھ زیادہ اور امام شافعی کے ساتھ اس سے زیادہ اور امام احمد کے ساتھ بہت ہی زیادہ کیونکہ امام احمد کا مذہب تمام ظاہر حدیث کے مطابق ہے چنانچہ اسی لئے بعض علمائے دین نے ان کو صرف طبقہ محدثین میں داخل کیا ہے اور فقہار میں شمار نہیں کیا پس جتنا حنفی مذہب ضعیبی مذہب سے مطابق ہے ایسا اور کوئی نہیں۔

سوم جب حنفی مذہب کی ان کتابوں کو دیکھا جاتا ہے جن میں مسائل فرعیہ کا ماخذ بیان کیا گیا ہے مثلاً فتح القدیر ابن ہمام اور عینی شرح ہدایہ اور شمسی شرح مختصر وقایہ اور مواہب الرحمن اور اس کی شرح وغیرہ تو کوئی ایسا مسند نہیں پایا جاتا جو مستند بہ آیت یا حدیث صحیح یا حسن یا اثر یا مفہوم اثر یا حدیث ضعیف کثیر الطرق نہ ہو اور قیاس اسی جگہ عمل میں آیا ہے کہ جہاں استناد متذکرہ بالا میں سے برآسہ کوئی موجود نہیں چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے زاد المتقین میں اپنے شیخ عبدالوہاب متقی سے نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ ان حنفی کتب میں جو ولایت ماوراء النہر اور ہندوستان میں مشہور ہیں اکثر احکام کا اثبات قیاس اور دلائل عقلیہ سے کیا گیا ہے لیکن جو کتابیں مصر و شام میں تصنیف ہوئی ہیں ان میں ہر ایک قول حنفی پر حدیث صحیح کو وارد کر کے اس کا اثبات کیا گیا ہے بعض علمائے حنفیہ نے اس بات کا التزام کیا ہے کہ ہر ایک مطلب پر آیت اور حدیث کو معاللاتے ہیں یہاں تک کہ اس بات کے کہنے کا موقع مل جاتا ہے کہ شافعی ہی اصحابِ رأی میں سے ہیں نہ حنفی آتی۔

حامی فقہ میں لکھا ہے کہ نوح نے ابن جریر سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ اے نعمان ابوحنیفہ! ہر ایک مسند جو آپ نے کہا ہے اس کی نسبت حدیث یا سناد صحیح میرے

پاس موجود ہے، آپ کو خدا تعالیٰ نے امت محمدیہ پر بسبب رحمت کے پیدا کیا ہے۔ وکیع اور علی بن المدنی کہتے تھے کہ اگر ہم چاہیں تو ہر ایک مسئلہ پر جو امام ابوحنیفہ نے کہا ہے، حدیث نکال سکتے ہیں انتہی۔ شاید صاحب میزان کے ایسا خیال کرنے کی وجہ وہی ہوگی جو شیخ عبدالحق نے شرح سفر السعادة میں لکھی ہے کہ حقیقت میں مذہب حنفی جامع دلیل عقلی و نقلی ہے اور اکثر اوقات امام ابوحنیفہ کی عادت تھی کہ اپنے مذہب کے بیان میں صرف دلیل عقلی بیان فرماتے کیونکہ اکثر آدمی اس بات کے خوگر ہیں کہ نقلی بات کو عقلی دلیل سے تطبیق دیتے ہیں اور کوئی امر نقلی جب تک ان کی عقل کے مطابق نہ ہو تو اس پر اچھی طرح اعتقاد نہیں لاتے اس لئے امام موصوف بھی لوگوں کی تسلی کے لئے اکثر مسائل کو عقلی دلائل سے ثابت کرتے تھے ورنہ واقع میں ان کی دلیل تو قرآن و حدیث و قول صحابہ سے ہوتی تھی اور یہ کب ہو سکتا تھا کہ بغیر رجوع قرآن و حدیث و اجماع کے قیاس کے ساتھ تسک کرتے حالانکہ مجتہد پر واجب ہے کہ جب تک کسی مسئلہ کا حکم قرآن و حدیث اور اجماع میں پایا جائے تب تک اس کو قیاس کی طرف رجوع کرنا درست نہیں ہے ورنہ جب ان تینوں میں سے کسی ایک میں بھی نہ ملے تو پھر بالضرور قیاس سے حکم کرے اور دوسری بات ہے کہ امام کی عقلی دلیل حقیقت میں واسطے ترجیح دینے بعض حدیث کے بعض پر تھی یعنی جب دو حدیث میں اختلاف ہوتا تھا اور ایک کی ترجیح دوسری پر کسی طرح نہ ہو سکتی تھی تو تب امام موصوف جس حدیث کو دلیل عقلی کے ساتھ موافق پاتے اس کو غلبہ دیتے تھے اور ضرور جو حدیث قیاس کے موافق ہو وہ ارجح ہوتی ہے جیسا کہ اصول فقہ میں قرار پایا ہے اور یہ نہ تھا کہ حدیث کے مقابل میں عمل کرتے انتہی ملخصاً۔

وہ جو انحاء النبلا میں لکھا ہے کہ اہل حدیث کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ امام ابوحنیفہ کی بصاعت حدیث میں کھوٹی ہے چنانچہ نسائی نے کتاب الضعفاء میں لکھا ہے کہ ابوحنیفہ حدیث میں قوی نہیں ہیں اور امام بخاری نے کتاب الضعفاء میں لکھا ہے کہ نعمان بن ثابت ثقفی، روایت کی ان سے عباد بن عوام اور ابن مبارک اور ہشیم اور وکیع اور مسلم بن خالد اور ابو معاویہ اور مقرئ نے اور وہ مرجح تھے، لوگ ان کی رائے اور ان کی حدیث سے سکت ہوئے بالکل تعصبا نہ بلکہ سراسر حاسدانہ ہے۔ چونکہ اس کا جواب عمدۃ المحققین ابن ہمام اور تہذیب الحدیث عینی شارح صحیح بخاری اور مولانا شاہ ولی اللہ اور صاحب درامات البیہ وغیرہم نے اپنی اپنی جگہ بہ شرح و بسط لکھ دیا ہے اس لئے میں یہاں صرف اتنا کہتا ہوں کہ ان کی جرح تو

مہم غیر مفسر ہے اس لئے وہ مقبول نہیں باقی رہا امام بخاری کا قول کہ وہ مرجیہ تھے بالکل ساقط
عن الاعتبار ہے کیونکہ حنفیہ کا عقیدہ مرجیہ کے بالکل برخلاف ہے بلکہ وہ فرقہ مرجیہ کو ناری جان
مرجیہ کے پیچھے نماز تک ناجائز سمجھتے ہیں پس اگر امام ابوحنیفہ یا ان کے اصحاب کا ذرا بھی ار جہار
کی طرف میلان ہوتا تو حنفیوں کا عقیدہ مرجیہ کے کبھی ایسا برخلاف نہ ہوتا اس لئے امام موصوف
کو ار جہار کی نسبت دنیا محض ایک تہمت اور دروغ گویم بر روئے تو کا سامعہ معاملہ ہے اور یہ قول
سکتوا عن رأیہ وعن حدیثہ بالکل خلاف واقع ہے چنانچہ جملہ ثانیہ کی تکذیب تو خود معتزض
کے ہی اس بیان سے ثابت ہوتی ہے کہ عباد بن عوام اور ابن مبارک و ہشیم و وکیع و مسلم
بن خالد و ابو معاویہ اور مقری (یعنی عبداللہ بن مقری جو بخاری کے مشائخ کبار میں سے
ہیں) نے ابوحنیفہ سے روایت کی پس جس صورت میں اس قدر جہاندیدہ محدثین اہل ثقات
کا امام ابوحنیفہ سے روایت کرنا اپنی زبان سے تسلیم کیا جاتے تو پھر اپنی ہی زبان سے
کہنا کہ لوگ ان کی حدیث سے ساکت ہوئے، عجب دلیری بلکہ خلاف بیانی ہے خصوصاً
ایسے شخص کی طرف سے کہ جس کی کتاب اصح الکتب بعد کتاب اللہ تصور کی جائے ایسی بات
کا سرزد ہونا ان ہذا شئی عجاب کے قول کو یاد دلاتا ہے اور جملہ اول یعنی سکتوا عن رأیہ
توضیح البطلان ہے کیونکہ جس کو ذرا بھی شعور ہے اس کو بخوبی معلوم ہے کہ بحسب ما ذکرنا کے
بڑے بڑے ائمہ مجتہدین و محدثین و اولیائے کبار نے امام ابوحنیفہ کی رائے و قیاس تسلیم کیا
اور اس پر کار بند ہوئے اور آپ کے مذہب کے لوگ بحسب تواریخ ہر ایک زمانے میں آپ کے
بہ نسبت دیگر مذاہب کے دو چندہ چند رہے ہیں یہاں تک کہ بعض ملکوں میں بجز آپ کے
مذہب کے دوسرا مذہب کوئی جانتا ہی نہیں پس میں نہیں جانتا کہ جو لوگ امام ابوحنیفہ کی رائے و
حدیث سے ساکت ہوئے ہیں، وہ بہ نسبت آخذین کے کیا تعداد رکھتے ہیں، اگر غور سے دیکھا
جائے تو ان کی اس قدر بھی حیثیت نہیں جو قطرہ کو سمندر سے ہے اور بڑے تعجب کی بات ہے
کہ جب امام بخاری نے دیکھا کہ امام اعظم کے ورع و اتقار و کثرت علم و عبادت و زہد پر سلف و
خلف نے اجماع کیا ہے اور ان میں فضل الہی سے کوئی بات مثل فسق و رذالت قاصد و سوب
حفظ و قلت ضبط اور نکارت کی ایسی نہیں جو موجب عدم قبولیت ان کی روایت اور رائے کے
ہو سکے تو یہ بہتان باندھ دیا کہ وہ مرجی تھے حالانکہ اکثر محدثین کے نزدیک ار جہار مانع قبولیت
حدیث نہیں ہے خصوصاً جبکہ دعوائے اس کا نہ کیا جائے بلکہ محض انکار ہو چنانچہ اصحاب

صحاب ستنے نے اہل بدعت مثل مرجیہ و جہمیہ و شیعہ سے برابر روایت کی ہے بلکہ خود امام بخاری نے اپنی صحیح میں جس کی نسبت ان کا دعوئے ہے کہ میں اس کتاب میں ایسی کوئی حدیث نہیں لایا جو صحیح نہ ہو، اہل بدعت سے روایت کی ہے چنانچہ ابوسعید عباد بن یعقوب الرواحنی کوئی متوفی ۲۵ھ سے روایت کی جو رافضی تھا جس کی نسبت ابن حبان کا قول ہے کہ وہ مستحق التزک ہے اسی طرح عبد الملک بن اعین کوئی مولیٰ بنی شیبان شیعہ اور محمد بن خازم ابو معاویہ متوفی ۲۲۷ھ مرجیہ تھا، علاوہ اس کے خود امام نسائی جن کی سنن صحاح ستہ میں داخل ہے، صرف منسوب بہ تشیع ہی نہ تھے بلکہ صاحب تاریخ خلکان نے ان الفاظ کا تشیع سے ذکر کیا ہے اور تشیع کی طرف ان کی نسبت صرف خیالی بات نہیں بلکہ ان کی موت ہی تشیع کے سبب سے ہوئی تھی۔ ابوالحسن علی بن عمر صاحب سنن دارقطنی جن کی کتاب مشہور و معروف ہے، منسوب بہ تشیع تھے چنانچہ اس بات پر ان کا دیوان سید الحمیری شاید ناطق ہے۔

شیخ الاسلام بدرالدین محمود عینی نے بنیہ شرح ہدایہ کی بحث قرارۃ الفاتحہ میں دارقطنی کے حق میں لکھا ہے کہ اس کو امام ابو حنیفہ کی تضعیف کا کہاں سے استحقاق حاصل ہے حالانکہ وہ خود ہی تضعیف کا مستحق ہے کیونکہ اس نے اپنی مسند میں احادیث سقیمہ، معلولہ، منکرہ، مغریبہ، موضوعہ روایت کی ہیں انتہی۔ پھر بحث اجارہ ارض مکہ میں لکھا ہے کہ ابن الغطفان کا امام ابو حنیفہ کو ضعیف کہنا اس کی طرف سے بڑی بے ادبی اور بے حیائی ہے کیونکہ جس صورت میں امام ثوری و ابن مبارک اور ان کے ہم عصر اعلام نے امام ابو حنیفہ کی توثیق و تعریف کی ہے تو وہاں اس شخص کی جو امام ابو حنیفہ کو ضعیف بیان کرے، کیا حیثیت ہے انتہی۔

صاحب دراسات اللیب نے گیارہویں دراسہ میں لکھا ہے کہ یہ وہی دارقطنی ہے جس نے امام ائمہ ابو حنیفہ کے حق میں طعن کیا ہے اور ان کی جس جس حدیث مروی پر پھر ہے اس کو بہ سبب ان کے ضعیف کہا ہے، اسی طرح خطیب بغدادی نے امام ابو حنیفہ کے حق میں طعن کی افراط کی ہے حالانکہ ان دونوں اور مثل ان کا کچھ اعتبار نہیں باوجود اس اتفاق کے جو امام ابو حنیفہ کی توثیق اور ان کی جلالت قدر پر ہے اور ان کی اس منقبت عظیم کی جس کے سبب سے انہوں نے علم کو تزیان کے پاس سے پایا جیسا کہ ان کی طرف آنحضرت کا قول لو کان العلم عند الثریا لنالہ رجل من ابناء فارس مشیر ہے انتہی۔

خیرات الحسان کی فصل اڑتیس میں لکھا ہے کہ ابو عمر و یوسف بن عبد البر مالکی نے کہا کہ جن لوگوں نے امام ابو حنیفہ سے روایت لی اور ان کی توثیق و تعریف کی ہے وہ ان لوگوں سے زیادہ ہیں جنہوں نے ان میں جرح کی ہے اور جنہوں نے اہل حدیث سے ان میں جرح کی ہے ان سے اکثر وہ ہیں جنہوں نے رائے و قیاس کے سبب سے ان پر عیب لگایا ہے حالانکہ پیچھے گزرا ہے کہ یہ بات کوئی عیب نہیں اور تحقیق امام علی بن مدینی نے کہا ہے کہ امام ابو حنیفہ سے ثوری و ابن مبارک و حماد بن زید و ہشام و وکیع و عباد بن العوام و جعفر بن عون نے روایت کی اور وہ ثقہ لا باس بہ ہیں اور شعبہ ان کے حق میں خوش عقیدہ تھے اور کہا یحییٰ بن معین نے کہ ہمارے اصحاب ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کے حق میں تفریط کرتے ہیں یعنی ان کا مرتبہ گھٹاتے ہیں، پس ان سے کہا گیا کہ کیا یہ حدیث میں جھوٹ بولتے تھے؟ کہا نہیں۔ اور شیخ الاسلام تاج سبکی کے طبقات میں ہے کہ محدثین کے اس قاعدے کو کہ جرح تعدیل پر مقدم ہوتی ہے، مطلق طور پر سمجھنے سے بالکل پرہیز کرنا چاہئے بلکہ صواب یہ ہے کہ جس شخص کی امامت و عدالت ثابت ہو اور بہت لوگ اس کی تعریف کرنے والے ہوں اور جرح کرنے والا اکیلا ہو اور جرح کے سبب پر وہاں کوئی قرینہ تعصب مذہب وغیرہ کا دال ہو تو اس کی جرح کا کچھ لحاظ نہ کیا جائے۔

پھر تاج سبکی نے بعد طویل کلام کے کہا ہے کہ ابھی ہم نے ظاہر کیا ہے کہ تحقیق جرح کی جرح اس شخص کے حق میں قبول نہیں کی جاتی جس کی طاعات معصیت پر اور تعریف کرنے والے مذمت کرنے والوں پر اور پاک کرنے والے جرح کرنے والوں پر غالب ہوں خصوصاً جبکہ وہاں کوئی ایسا قرینہ ہو جو اس بات کی شہادت دے کہ جرح کرنے والا تعصب مذہبی اور مناقشہ دنیاوی سے جرح کرتا ہے اور اس وقت نہ دیکھا جائے گا ثوری کے کلام کو ابو حنیفہ اور ابن ذہب وغیرہ کو مالک اور ابن معین کو شافعی اور نسائی کو احمد بن صالح کے حق میں اور کہا کہ اگر ہم تقدیم الجرح کو مطلق سمجھیں تو کوئی ائمہ میں سے سلامت نہ رہے گا کیونکہ ایسا کوئی امام نہیں ہو جس پر طعن کرے یا لوں نے طعن کیا ہو اور اس میں ہلاک ہونے والے ہلاک نہ ہوتے ہوں انتہی۔

فتح القدر وغیرہ شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ جب بغداد میں داخل ہوئے اور وہاں کے لوگ امام موصوف پر بسبب مخالفت ظاہری حدیث کے رطب کی بیع تمر سے جائز کہنے میں طعن کرتے تھے پس اہل حدیث نے جمع ہو کر سوال کیا کہ آپ رطب کی بیع تمر سے کس طرح جائز کہتے ہیں؟ امام نے فرمایا کہ دو حال سے خالی نہیں، یا رطب تمر ہے یا تمر نہیں ہے

اگر ترمبے تو عقد جائز ہے بدلیل حدیث التمر بالتمر کے اور اگر ترم نہیں ہے تو بھی عقد جائز ہے بدلیل آفر حدیث کے اذا اختلف النوعان فبیعوا کیف ما شئتم پھر اہل حدیث نے وہ حدیث سعد کی پیش کی، امام اعظم نے جواب دیا کہ اس حدیث کا مدار زید بن عیاش پر ہے اور زید بن عیاش کی حدیث مقبول نہیں تو سب حیران ہو گئے اور ان سے اس طعن کو اہل حدیث نے پسند کیا یہاں تک کہ ابن مبارک نے کہا کہ کس طرح کہا جاتا ہے کہ امام ابوحنیفہ حدیث کو نہیں پہچانتے حالانکہ وہ کہتے ہیں کہ زید بن عیاش ان لوگوں سے ہے جن کی حدیث مقبول نہیں انتہی۔

عقود الجواہر المنیفہ میں باب الربا میں لکھا ہے کہ ابن عبدالبر مالکی نے کتاب جامع العلم میں ایک باب اس مضمون میں باندھا ہے کہ امام ابوحنیفہ کا قول جرح و تعدیل میں قبول کیا جائے انتہی۔

افسوس امام بخاری نے محض اس رنجش کے سبب سے جو ان امام ابوحنیفہ کے متبعین سے پہنچی تھی بلا سوچے و سمجھے امام اعظم پر مرجیہ ہونے کی تہمت لگا دی اور اپنے شیخ حضرت عبداللہ بن مبارک کے اس شعر پر جو انہوں نے امام ابوحنیفہ کے ابراہم میں کہا ہے کچھ خیال نہ کیا ہے

سأیت العائین لہ سفاہا خلافت الحق مع حجج ضعیفہ

اگر خدا نخواستہ امام موصوف میں ظاہری یا باطنی کوئی عیب ہوتا تو ابتداء سے آج تک ہر زمانے میں اہل باطن اور اہل کرام آپ کے مذہب کو پسند کر کے آپ کی تقلید اپنے اوپر کیوں لازم سمجھتے چنانچہ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء دہلوی کتاب راحة القلوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ سید العابدین زبدة العارفین فرید الحق والشرع شکرہ گنج رحمة اللہ علیہ نے تاریخ الامم ذی الحجج ۷۵۵ھ فرمایا کہ ہر چہاں مذہب برحق ہیں لیکن بالیقین جانتا چاہئے کہ مذہب امام اعظم کا سب سے فاضل تر ہے اور دوسرے مذاہب ان کے پس رو ہیں اور امام ابوحنیفہ افضل المتقدمین ہیں اور الحمد للہ کہ ہم ان کے مذہب میں ہیں اور میں اس لائق نہیں کہ امام اعظم کا نام زبان پر لاسکوں لیکن امام ممدوح کے شاگرد امام محمد شیبانی کا وہ درجہ تھا کہ جب وہ سوار ہو کر کہیں جاتے تھے تو امام شافعی ان کی رکاب کے ساتھ پیدل چلتے تھے، یہاں سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ان دونوں مذاہب میں کس قدر فرق ہے انتہی ملخصاً۔

پس اگر کسی نے ازراہ تعصب یا کسی ذاتی حسد و عداوت سے امام اعظم کی شان میں کوئی کلمہ ان کے برخلاف کہا تو اس پر در صورتیکہ وہ واقع اور نفس الامر کے مطابق نہ ہو اعتبار کر لینا سراسر جہالت و ضلالت ہے۔ اگر تواریخ و واقعات کو دیکھا جائے تو ایسا کوئی شخص جو کسی فن میں کامل ہو، نہیں گزرا کہ جس کے کلام میں کسی نے رد و قدح نہ کیا ہو اور اس کی شان میں کچھ نہ کہا ہو یہاں تک حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ جو بالاتفاق مشائخ طریقت و علمائے شریعت، اولیاء کبارہ کے سردار ہیں اور اہل حق میں سے کسی کو ان کی ولایت اور علو درجہ میں کلام نہیں لیکن ابن جوزی محدث کو دیکھو کہ اس نے باوجود علم و فضل کے کیا کیا ان کی شان میں کہا ہے اور یحییٰ بن معین جن کے حق میں امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ جس حدیث کو یحییٰ بن معین نہ جانیں وہ حدیث ہی نہیں ہے، خیال کرنا چاہئے کہ انہوں نے امام شافعی کے حق میں کیا کیا نکتہ چینی کی ہیں، یہاں تک کہ کہا ہے کہ میں شافعی کی حدیث پسند نہیں کرتا اور ایک جگہ کہا ہے کہ میں شافعی اور ان کی حدیث کو نہیں پہچانتا اور تنزیہ الشریعہ میں لکھا ہے کہ لوگوں نے یہ حدیث امام شافعی کے حق میں وضعی بنائی ہے عن انس یكون في امثي رجل يقال له محمد بن ادریس اضر على امتي من ابليس علاوہ اس کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مشاجرات و منازعات و محاربات کو دیکھنا چاہئے کہ باوجود افضلیت و اکملیت کے کیسے کیسے امور ان میں ایک دوسرے کی نسبت وقوع میں آئے ہیں اور تاہم ان سب کی بزرگی مسلم ہنگناں ہے اور وہ سب کے سب نور علی نور ہیں۔ شیخ محمد طاہر نے معنی اور خاتمہ مجمع البحار میں لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ عالم عامل عابد ورع و تقی علوم شریعت کے امام تھے، تحقیق بعض باتیں مثل خلق قرآن و قدرہ و ار جبار و غیرہ کے ایسی ان کی طرف منسوب کی گئی ہیں جو ان کی قدر کے لائق نہیں اور وہ صرف ان سے منزہ ہیں چنانچہ ان کی تنزیہ پر ان کے ذکر کا منتشر فی الآفاق ہونا اور ان کے علم سے زمین کے طبق کا پڑ ہونا اور ان کے مذہب و فہم کو لوگوں کا قبول کرنا ایک بڑی بھاری دلیل ہے پس اگر خدا کا امام ابوحنیفہ میں پوشیدہ بھید نہ ہوتا تو نصف یا اس کے قریب اہل اسلام کو ان کی تقلید پر جمع نہ کرتا حالانکہ دو تین کے دن تقریباً ساڑھے چار سو برس تک ان کی فہم اور اس کے ساتھ معبود و ہور ہلے

ایسے ہی صاحب مشکوٰۃ نے اسماء الرجال اور ابن اثیر نے جامع الاصول میں تصریح کی ہے

بلکہ جن لوگوں نے کسی غرض نفسانی سے ان کے حق میں کلام کیا ہے وہ دنیا ہی میں خدا کی برکت سے محروم ہو گئے چنانچہ جو ابراہیم الخلیلؑ میں لکھا ہے کہ ہم نے تحقیق دیکھا ہے کہ جن لوگوں نے امام ابوحنیفہ کے حق میں کلام کیا ہے ان کے مذہب مضحک ہو کر نابود ہو گئے یہاں تک کہ کوئی نہیں جانتا حالانکہ مذہب امام ابوحنیفہ کا قیامت تک باقی ہے اور جس قدر پرانا ہوتا ہے نور و برکت میں زیادہ ہونا جاتا ہے یہاں تک کہ شرق سے غرب تک زمین ان کے مذہب سے پُر ہو رہی ہے اور اکثر آدمی ان کے ہی مذہب پر ہیں انتہی۔

شامی شرح درالمختار میں شیخ یوسف بن عبدالہادی صنبل کی کتاب تنویر الصغیر سے منقول ہے کہ خطیب کے کلام پر غرہ نہ ہونا چاہئے کیونکہ وہ ایک جماعت علماء مثل امام ابوحنیفہ و امام احمد اور ان کے اصحاب سے سخت تعصب رکھتا ہے اور کئی وجہ سے اس نے ان کے حق میں سخت وسوسہ لکھا ہے اس لئے بعضوں نے خطیب کے جواب میں السہم المصیب فی کتب الخطیب نام رسالہ تصنیف کیا ہے اور ابن جوزی نے خطیب کا اتباع کیا ہے چنانچہ ابن جوزی کے سبط نے اپنی تاریخ مرآة الزمان میں لکھا ہے کہ خطیب پر چنداں تعجب نہیں کیونکہ اس نے ایک جماعت علماء پر طعن کیا ہے لیکن نہایت تعجب ابن جوزی پر ہے جو خطیب کے طرز کا پیرو ہوا ہے اور وہ کام کیا ہے جو بہت بڑا تھا، پھر کہا کہ امام ابوحنیفہ کے متعصبوں میں سے دارقطنی اور ابو نعیم ہیں چنانچہ ابو نعیم نے اپنے حلیہ میں آپ کا ذکر تک نہیں کیا اور ان کا ذکر کیا ہے کہ جو آپ سے علم و زہد میں کمتر تھے (ترمذی نے بھی ایسا ہی اپنے جامع میں مسک اختیار کیا ہے)۔

خیرات الحسان میں لکھا ہے کہ اگر خطیب کا کنا صحیح بھی مان لیا جائے تو بھی وہ غیر معتد بہ ہے کیونکہ یہ دو حال سے خالی نہیں، یا تو وہ غیر اقران امام سے ہے پس اس صورت میں وہ اس بات کا مقلد ہے جس کو امام صاحب کے کسی دشمن نے لکھا یا کہا یا وہ امام کے اقران میں سے ہے پس اس صورت میں بھی غیر معتد بہ ہے کیونکہ بعض ہمسر کا قول بعض ہمسر کے حق میں غیر مقبول ہے جیسا کہ حافظ ذہبی و حافظ عسقلانی نے اس کی تصریح کی ہے خصوصاً اس وقت کہ جب ظاہر ہو جائے کہ بسبب عداوت یا تعصب مذہبی کے ایسا کہا گیا ہے کیونکہ حسد ایک ایسی سخت آفت ہے کہ اس سے بجز اس کے جس کو خدا نے محفوظ رکھا ہو، کوئی نہیں بچا۔

ذہبی نے کہا ہے کہ شاید ہی کوئی اہل عصہ بجز انبیاء و صدیقین کے اس بلا سے بچا ہو اور تاج سبکی نے کہا ہے کہ اے مسترشد تجھ کو یہ لائق ہے کہ ائمہ ماضیین کے حق میں ادب برتنے

اور ان میں سے بعض کے کلام پر بعض کے حق میں خیال نہ کرتا وقتیکہ کوئی دلیل واضح نہ ہو، پھر اگر تاویل کر سکتا ہے تو حسن ظن کا خیال کرور نہ اس سے اعراض کر اور حاشا و کلا ان باتوں کی طرف برگز خیال نہ کر جو درمیان ابوحنیفہ و سفیان ثوری یا مالک و ابن ابی ذئب یا احمد بن صالح و نسائی یا احمد و عارث محاسبی کے وقوع میں آئی ہیں، اسی طرح ایک جماعت معاصرین مالک نے ان کے حق میں بہت کچھ کلام کیا ہے اور ابن معین نے شافعی کے حق میں بہت کچھ کہا ہے اور ایسے شخص کی نسبت جو ان کے اور ان کے ہم مشلوں کے حق میں کلام کرتا ہے، حسن بن ہانی کا یہ شعر صادق آتا ہے ۷

یا ناطح الجبل العالی لیکلمہ اشفق علی الرأس لا تشفق علی الجبل

اگر سلف نے بعض کے حق میں کلام کیا ہو جیسا کہ صحابہ کے درمیان بھی واقع ہوا ہے تو اس سے کچھ تعجب نہیں کیونکہ وہ مجتہد تھے اور اپنے مخالف کے قول سے انکار کرتے تھے خصوصاً ایسے حال میں کہ جب کہ ان کے پاس کوئی ایسی دلیل ہوتی تھی جو قول غیر کے خطا ہونے پر دلالت کرتی تھی اور اس سے ان کا قصد محض نصرت دینی تھا نہ غرض نفسانی لیکن ان لوگوں پر بڑا تعجب ہے جو اس زمانے میں علمیت کا دعوے کرتے ہیں اور ماکل و مشرب و ملبس اور بیع و شراہ اور نکاح وغیرہ عبادات میں امام اعظم کی تقلید کرتے ہیں پھر ان پر اور ان کے اصحاب پر طرح طرح کے طعن کرتے ہیں، پس ان لوگوں کی مثال اس مکھی کی ہے جو اسپ راہوار تیز رفتار کی دم کے نیچے بیٹھی ہو اور وہ اپنی تیز رفتار سے دوڑ رہا ہو اور میں بڑا حیران ہوں کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے حق میں ایسی باتیں کیوں مانتے ہیں اور جس امام کے مقلد ہیں اس کے حق میں وہ باتیں کیوں روا نہیں رکھتے اور اپنے امام کی تقلید ادب میں کیوں نہیں کرتے جب کہ ان کو بخوبی معلوم ہے کہ ان کا امام اس امام اجل کی تکویم و تعظیم میں سرموتفاوت نہ کرتا تھا چنانچہ علمائے کرام نے تینوں ائمہ خصوصاً امام شافعی کی تعریف و توصیف امام اعظم کی نسبت اپنی اپنی توالیف میں نقل کی ہے۔ الغرض کامل سے کمال ہی صادر ہوتا ہے اور ناقص سے بجز نقصان کے اور کچھ وقوع میں نہیں آتا اور معترض کے لئے حرمان برکت معترض علیہ کافی ہے اعاذنا اللہ سن ذک اور منجملہ اس تاؤدب کے جو امام شافعی نے امام ابوحنیفہ کی نسبت کیا ہے ایک یہ ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ میں امام ابوحنیفہ سے برکت چاہتا ہوں اور جب کوئی حاجت پیش آتی ہے تو ان کی قبر پر جا کر در دو گانہ پڑھ کر دعا مانگتا ہوں تو میری وہ حاجت روا ہو جاتی

ہے اور بعض ان علماء نے جنہوں نے منہاج پر حواشی لکھے ہیں، ذکر کیا ہے کہ ایک دن امام شافعی نے صبح کی نماز امام ابوحنیفہ کی قبر کے پاس پڑھی اور اس میں دعائے قنوت نہ پڑھی، لوگوں نے اس کا سبب پوچھا آپ نے فرمایا کہ میں نے تادب صاحب اس قبر سے نہیں پڑھی، بعض نے یہ لفظ بھی زیادہ کیا ہے کہ آپ نے اونچی بسم اللہ بھی نہ پڑھی۔ یہاں اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ امام شافعی نے امام ابوحنیفہ کی خاطر فعل مسنون کو کس لئے چھوڑا تو اس کا جواب یہ ہے کہ کبھی سنت کو ایسی بات عارض ہو جاتی ہے کہ عند الضرورة اس کا چھوڑ دینا ترجیح رکھتا ہے چنانچہ جب امام شافعی نے دیکھا کہ امام ابوحنیفہ کے بہت سے حاسد ہیں اور حسد کرنے سے باز نہیں آتے تو انہوں نے ان کی ناک میں خاک ڈالنے اور تعلیم جاہل کے لئے ایسا عمدہ کام یعنی تادب امام کو دکھایا جو دعوت اور بسم اللہ کے اونچے پڑھنے سے افضل ہے انتہی۔

حدیقہ دوم

دوسری صدی کے فقہار و علماء کے حالات میں

ابراہیم صانع

ابراہیم بن میمون صانع مروزی۔ فقیہ فاضل محدث صدوق تھے، امام ابوحنیفہ اور عطار سے روایت کرتے تھے اور آپ سے حسان بن ابراہیم نے روایت کی۔ شہر مرو میں ۳۱۷ھ میں ابو مسلم خراسانی نے آپ کو شہید کیا۔ ابن مبارک کہتے ہیں کہ جب آپ کے مقتول ہونے کی خبر امام ابوحنیفہ کو پہنچی تو وہ اس قدر روئے کہ ہم نے گمان کیا کہ روتے روتے مرجائیں گے، آپ کے مقتول ہونے کا سبب یہ ہوا کہ ابو مسلم خراسانی سے آپ نے کچھ سخت کلامی کی تھی جس پر اس نے آپ کو بچھڑایا۔ یہ خبر سنتے ہی خراسان کے تمام فقہار و عابد جمع ہوئے اور آپ کو چھڑا لے گئے لیکن آپ نے مکرر اسے کر حاکم مذکور کو بری باتوں سے سمر زنش کی اس پر اس نے آپ کو قتل کرادیا، امام بخاری نے معلق اور ابوداؤد نے اپنی اپنی صحیح میں آپ سے تخریج کی۔ صانع زرگر کو کہتے ہیں، شاید آپ زرگری کا کام کرتے ہوں گے جس سے صانع کہلاتے تھے "ولی پاک باطن"

آپ کی تاریخ وفات ہے۔

مسعر بن کدام

مسعر بن کدام ہلالی کوفی۔ ابو سلمہ کنیت تھی۔ طبقہ کبار تابعین سے حافظ احادیث، ثقہ، فاضل، معتمد تھے۔ امام ابو حنیفہ و عطار اور قتادہ سے روایت کرتے تھے اور آپ سے سفیان ثوری نے روایت کی، آپ کہتے ہیں کہ جس شخص نے اپنے اور خدا کے درمیان امام ابو حنیفہ کو گردان لیا میں امید رکھتا ہوں کہ وہ بے خوف ہو گیا اور اس کو اپنے لئے احتیاط میں نقصان نہ ہو گا کہتے ہیں کہ جب سفیان ثوری اور شعبہ کسی بات میں اختلاف کرتے تھے تو کہتے تھے کہ اوہم مسعر بن کدام کی طرف چلیں جو ہمارے فیصلہ کے لئے ترازو ہیں۔ نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ آپ سفیان ثوری اور سفیان بن عیینہ کے جو مجتہد اور استاد المحدثین ہیں، استاد ہیں آپ کی بلاغت اور حفظ و اتقان متفق علیہ ہے۔ اصحاب صحاح ستہ نے آپ سے تخریج کی۔ وفات آپ کی ۱۵۳ھ یا ۱۵۵ھ میں ہوئی۔ ”نجم جہاں“ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

حمزہ بن حبیب زیات قاری کوفی

ابو عمارہ آپ کی کنیت تھی، محدث، صدوق، زاہد، پرہیزگار، قرار سبعہ میں سے ایک قاری تھے، سنہ ۱۸۰ھ میں پیدا ہوئے، امام ابو حنیفہ سے بہت سی روایات رکھتے تھے، جامع القرارة میں لکھا ہے کہ آپ سے دن کو آدمی اور رات کو چن پڑھا کرتے تھے۔ وفات آپ کی ۱۵۷ھ یا ۱۵۹ھ میں ہوئی، امام مسلم وغیرہ نے آپ سے تخریج کی۔ ”محبوب زماں“ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

امام زفر بن ہذیل بن قیس بن سلیم الغبری البصری

آپ کا والد ماجد اصفہان کا رہنے والا تھا، آپ سنہ ۱۸۰ھ میں پیدا ہوئے، امام ابو حنیفہ کے ان دس اصحاب میں سے تھے جنہوں نے امام کو کتب فقہ کی تدوین میں مدد دی۔ امام ابو حنیفہ آپ کی بڑی عزت کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ ہمارے اصحاب میں سے یہ اقیس ہیں۔ حسن بن زیاد کہتے ہیں کہ آپ امام کی مجلس میں سے سے مقدم بیٹھا کرتے تھے۔ سلیمان عطار سے روایت ہے کہ آپ نے اپنے نکاح کی تقریب پر امام ابو حنیفہ کو بلایا اور امام کو خطبہ پڑھنے کے لئے کہا امام نے خطبہ میں فرمایا: ہذا زفر امام من ائمة المسلمين وعلم من اعلامهم فی شرفہ وحسبہ ونسبہ۔ حماد بن امام

لس ابو ہذیل کنیت تھی، سنہ ۱۸۰ھ میں پیدا ہوا، (مرتب)

ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ کے اصحاب میں بعد امام ابو یوسف کے ان جیسا اور کوئی فقہیہ نہ تھا۔ داؤد طائی سے روایت ہے کہ ابو یوسف اور زفر اکثر فقہ میں مناظرہ کیا کرتے تھے مگر زفر جید لسان تھے اس لئے ابو یوسف بسا اوقات مناظرہ میں مضطرب ہو جاتے تھے جس سے زفر ان کو کہتے کہ آپ کہاں بھاگتے ہیں، یہ دروازے کھلے ہیں جس کو چاہو اختیار کر لو۔ شہاد کہتے ہیں کہ میں نے اسد بن عمر سے پوچھا کہ ابو یوسف افقہ ہیں یا زفر؟ انہوں نے جواب دیا کہ زفر اور ع ہیں، میں نے کہا میرا سوال فقہت سے ہے، انہوں نے فرمایا کہ آدمی ورع ہی سے بزرگ ہوتا ہے۔ عبداللہ بن مبارک سے روایت ہے کہ میں نے زفر کو یہ کہتے سنا ہے کہ حدیث کے ہوتے ہم قیاس پر ہرگز کار بند نہیں ہوتے اور جب حدیث مل جاتے تو قیاس کو چھوڑ دیتے ہیں۔ حسن بن زیاد کا قول ہے کہ زفر اور داؤد آپس میں بھائی بنے ہوئے تھے، پس داؤد نے توفیقہ کو چھوڑ کر عبادت اختیار کر لی اور زفر نے دونوں کو جمع کیا۔ یحییٰ بن اکثم کہتے ہیں کہ میں نے دیکھ کو اخیر عمر میں دیکھا کہ وہ صبح کو زفر اور شام کو ابو یوسف کے پاس آتے تھے مگر پھر انہوں نے ابو یوسف کے پاس جانا چھوڑ دیا اور دونوں وقت زفر کے پاس آنا شروع کیا۔

محمد بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ زفر کو قضا کے لئے کہا گیا تھا مگر انہوں نے اس کے قبول کرنے سے انکار کیا اور کہیں چھپ رہے جب آپ کا مکان گرا دیا گیا تو اس وقت آپ نکلے اور اپنے مکان کو درست کرایا پھر آپ کو قضا کے لئے کہا گیا اور دوبارہ آپ کا مکان گرا دیا گیا مگر پھر بھی آپ نے قضا کو ہرگز قبول نہ کیا۔ آپ امام ابو حنیفہ کے اصحاب حدیث میں سے تھے۔ کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ کی شاگردی سے پہلے ایک دفعہ آپ کو اور آپ کے یاروں کو کوئی مسئلہ پیش آیا جس کے استکشاف کے لئے آپ امام ابو حنیفہ کے پاس گئے اور جواب باصواب پا کر امام موصوف سے پوچھا کہ تم نے یہ جواب کہاں سے دیا ہے؟ امام نے فرمایا کہ فلاں حدیث اور اس قیاس سے پھر امام نے زفر سے اس جواب کے متعلق چند سوال کئے جن کے جواب سے یہ بالکل نابلد تھے اس لئے امام نے ان کی بھی توضیح کر دی پس زفر نے اپنے اصحاب کے پاس آکر بطور امتحان کے وہ سوالات پوچھے وہ زفر سے بھی زیادہ تر نابلد تھے اس لئے زفر نے جو امام ابو حنیفہ سے سنا تھا بعینہ با دلیل ان کے سامنے پیش کیا بعد ازاں آپ نے امام ابو حنیفہ کی خدمت میں آکر ان کی صحبت اختیار کی، یہاں تک کہ اپنے زمانہ کے افقہ ہوئے۔

ابو نعیم نے کہا ہے کہ زفر ثقہ مومن ہیں، بصرہ میں اپنے بھائی کا ورثہ لینے آئے مگر لوگوں نے

آپ کو یہاں سے واپس جانے نہ دیا اس لئے بصرہ ہی میں آپ ۱۵۸ھ میں فوت ہوئے۔

دمیاطی نے تعالیق الانوار علی الدر المختار میں لکھا ہے کہ آپ بصرہ کی دارالقضار کے

متولی بھی رہے ہیں۔ ابن خلکان میں لکھا ہے کہ معافان ذکر یلنے کتاب جلیس الانیس میں عبدالرحمن بن معمر سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے امام ابوحنیفہ سے پوچھا کہ میں نے رات کو شراب پی تھی، مجھ کو احتمال ہے کہ شاید میں نے نشہ میں اپنی عورت کو طلاق دے دی ہو، امام نے فرمایا کہ جب تک تجھ کو

طلاق کا یقین نہ ہو تب تک عورت تیری ہی ہے اور مطلقہ نہیں ہوتی، پھر اس نے سفیان ثوری سے جا کر پوچھا، انہوں نے کہا کہ تو اپنی عورت سے رجوع کر لے، پس اگر تو نے اس کو طلاق دی ہوگی تو اس

رجوع سے طلاق کی تلافی ہو جائے گی ورنہ اس رجوع سے کچھ مضائقہ نہیں۔ پھر اس نے شریک بن عبداللہ سے جا کر پوچھا، انہوں نے یہ کہا کہ تو پہلے اپنی عورت کو طلاق دے دے اور پھر اس سے رجوع کر لے۔ ان تینوں کے بعد یہ شخص زفر کے پاس آیا اور سوال مذکور کیا، آپ نے فرمایا کہ تو نے

میرے سو کسی اور سے بھی یہ مسئلہ پوچھا ہے؟ اس نے کہا کہ امام ابوحنیفہ سے، فرمایا کہ پھر انہوں نے کیا جواب دیا؟ اس نے کہا کہ وہ کہتے ہیں کہ جب تک تجھ کو اپنی عورت کی طلاق کا یقین نہ ہو تب تک وہ عورت تیری ہی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ

امام نے ٹھیک فرمایا ہے، پھر کہا کہ کسی اور سے بھی پوچھا ہے؟ اس نے کہا کہ سفیان ثوری سے۔ آپ نے کہا کہ انہوں نے کیا جواب دیا؟ کہا کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ تو عورت سے رجوع کر لے کیونکہ اگر طلاق دی ہوگی تو اس سے طلاق کی تلافی ہو جائے گی، نہیں تو اس رجعت سے کچھ حرج نہیں۔ آپ نے کہا کہ یہ جواب اچھا نہیں، پھر پوچھا کہ کیا کسی اور

سے بھی پوچھا ہے؟ اس نے کہا شریک سے، فرمایا کہ انہوں نے کیا جواب دیا؟ کہا کہ وہ کہتے ہیں کہ پہلے اپنی عورت کو طلاق دے اور پھر اس سے رجوع کر لے۔ آپ یہ جواب سن کر بڑے ہنسے اور کہا کہ اس مسئلہ کی مثال اس طرح پر ہے کہ ایک شخص پانی کے بدرود کے پاس سے گزرا اور اس کے کپڑوں پر چھینٹیں پڑنے کا احتمال ہو، پس امام ابوحنیفہ نے تو کہا کہ جب تک چھینٹیں پڑنے کا

یقین نہ ہو، کپڑے پاک ہیں اور سفیان نے کہا کہ ان کو دھو ڈالنا چاہئے، اگر پلید محققے تو دھونے سے پاک ہو جائیں گے ورنہ زیادہ تر پاک ہو جائیں گے اور شریک نے کہا کہ پہلے اس پر پشیا ب کر پھر اس کو دھو! بعد اس مثال کے صاحب کتاب مذکور زفر کی تعریف کرتے ہیں کہ انہوں نے

تینوں ائمہ کے فتوے میں کیسی عمدہ مثال دے کر تفصیل کی! "اصحاب دانا" آپ کی تاریخ و فتا

ہے۔

داؤد طائی

داؤد بن نصیر الطائی کوفی : کنیت آپ کی ابوسلیمان تھی، محدث، ثقہ، زاہد، اعلم، افضل و اورع زمانہ تھے۔ ضروری علوم حاصل کر کے امام اعظم اور ابن ابی یعلیٰ سے حدیث کو سنا اور بہت سی احادیث ان سے کتابت کیں، پھر امام ابوحنیفہ کی صحبت میں داخل ہوئے اور بیس برس تک ان کی شاگردی میں صرف کر کے فقہ کو اخذ کیا اور اس درجہ کو فائز ہوئے کہ امام موصوف کے اصحاب میں سے کسی کو آپ پر تقدم کا رتبہ حاصل نہ تھا، یہاں تک کہ جب صاحبین کو کسی مسئلہ میں باہم اختلاف ہوتا تو وہ آپ کو اپنا منصف مقرر کرتے۔ آپ کا دستور تھا کہ جب صاحبین آپ کے پاس تشریف لاتے تو آپ امام محمد کی طرف منہ اور امام ابو یوسف کی طرف پیٹھ کر لیتے اور فرماتے کہ ہمارے استاد نے تازیانے کھا کھا اپنے آپ کو ہلاک کر لیا مگر قضا کو قبول نہ کیا اور امام ابو یوسف نے ان کا خلاف کر کے قضا کو اپنی عزت و افتخار کا باعث سمجھا، پس جو شخص اپنے استاد کے طریقہ کی مخالفت کرے میں اس سے بات تک کرنی نہیں چاہتا، چنانچہ ایسا ہی کرتے کہ اگر قول امام محمد کا قول درست نہ ہوتا تو فرماتے کہ امام محمد کا قول ٹھیک ہے اور اگر امام ابو یوسف کا قول ٹھیک ہوتا تو اس طرح پر فرماتے کہ ان کا قول درست ہے اور نام ان کا ہرگز زبان پر نہ لاتے۔ آپ سے ابن عیینہ نے روایت کی اور یحییٰ بن معین وغیرہ محدثین نے آپ کی ثقاہت کی شہادت دی اور صاحب صحیح نسائی نے آپ سے تخریج کی۔

شامی میں لکھا ہے کہ محارب بن دثار کہتے ہیں کہ اگر آپ امام ماضیہ میں ہوتے تو خدا تعالیٰ ضرور ہم کو قرآن میں آپ کی خبر دیتا۔ آپ دنیا سے تو پہلے بھی دل برداشتہ اور خلایق سے متنفر رہتے تھے مگر ایک دن کسی مغنی سے یہ شعر سن بیٹھے

بای خدیك تبدی البلا وای عینك اذا سألَا

جس سے آپ پر ایک حالت عظیم گزری اور نہایت بے قراری میں امام اعظم کے درس میں آئے امام نے آپ سے بے قراری اور سرسیمگی کا سبب پوچھا، آپ نے سب حقیقت حال بیان کر دی، امام نے فرمایا کہ آپ لوگوں سے سنہ پھیر لیں، چنانچہ آپ دنیا کو چھوڑ کر ایک گوشہ میں جا بیٹھے۔ جب کچھ مدت ہوئی تو ایک دن امام اعظم آپ کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ یہ کام کی بات نہیں ہے جو آپ نے کی ہے بلکہ مناسب یہ ہے کہ آپ ائمہ کے درمیان بیٹھیں اور ان کی گفتگو سنیں اور منہ سے کچھ نہ کہیں، آپ نے ایک برس تک ایسا ہی کیا اور کہا کہ اس ایک سالہ صبر نے تیس برس کا کام کیا ہے، پھر حبیب راعی کی

خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے کشائش حال پائی اور یہاں تک ریاضت میں قدم رکھا کہ روٹی پانی میں بھگو دیتے، جب وہ گھل جاتی تو اسے شربت کی طرح پی لیتے اور فرماتے کہ جب تک میں روٹی کو لقمہ بے لقمہ کھاؤں اتنے عرصہ میں سچاس آیات قرآن کی پڑھی جاتی ہیں، پس میں روٹی کھانے میں کیوں اپنی اوقات ضائع کروں۔ آپ کو اپنے باپ کے ورثہ سے کچھ روپیہ ملا تھا، پس آپ اسی میں سے مٹھوڑا مٹھوڑا اپنے خرچ میں لاتے اور دعا کرتے تھے کہ الہی! جب یہ روپیہ تمام ہو جائے تو میری جان لے لیجو۔ کہتے ہیں کہ جب آپ کے پاس دس درہم باقی رہ گئے تھے تو امام ابو یوسف نے آپ کی والدہ سے پوچھا کہ آپ کس قدر روزہ خرچ کرتی ہیں؟ اس نے کہا کہ ایک دانگ، پس امام نے اس سب کا حساب کر لیا اور جس روز وہ روپیہ تمام ہوا تو آپ نے بعد نماز فجر کے اپنے یاروں سے فرمایا کہ داؤد کی خبر لاؤ۔ ایک آدمی گیا اور یہ خبر لایا کہ وہ آج صبح کو فوت ہو گئے۔ وفات آپ کی سن ۱۶۸ھ اور بقول بعض سن ۱۶۷ھ میں وقوع میں آئی۔ ”زیب عالم“ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

اسرائیل بن یونس

اسرائیل بن یونس بن اسحاق کوفی: کنیت آپ کی ابو یوسف تھی اور عالم، فاضل، محدث، ثقہ، فقیہ کامل تھے، سن ۱۶۷ھ میں شہر کوفہ میں پیدا ہوئے، امام اعظم و امام ابو یوسف سے حدیث کو سنا اور فقہ حاصل کی اور آپ سے وکیع اور ابن مہدی نے روایت کی۔ امام احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین نے آپ کی ثقاہت کی شہادت دی۔ امام بخاری و مسلم نے آپ سے تخریج کی اور سن ۱۶۷ھ میں آپ فوت ہوئے، سال وفات آپ کا لفظ ”حمید زمان“ ہے۔

مندل بن علی

مندل بن علی عنزی کوفی: کنیت آپ کی ابو عبد اللہ تھی بقول بعض آپ کا نام عمرو اور مندل لقب تھا۔ آپ امام ابو حنیفہ کے اصحاب میں سے فقیہ فاضل، محدث صدوق طبقہ کبار تبع تابعین میں سے تھے۔ معاویہ نے کہا ہے کہ میں نے کوفہ میں داخل ہو کر کسی کو آپ سے زیادہ اور عہد نہیں دیکھا۔ آپ سن ۱۶۳ھ میں پیدا ہوئے اور اعمش و ہشام سے روایت کی اور حدیث میں اپنے بھائی جہان بن علی سے اقویٰ تھے اور کوفہ میں سن ۱۶۷ھ یا ۱۶۸ھ میں فوت ہوئے۔ ابو داؤد اور ابن ماجہ نے آپ سے تخریج کی، آپ کے بھائی ابو علی جہان بن علی بھی فقیہ فاضل اور صاحب حدیث تھے جو ساٹھ سال کی عمر میں سن ۱۶۷ھ میں فوت ہوئے اور ابن ماجہ نے ان سے تخریج کی۔ ”امام پاک باطن“ اور ”امام بہام“ آپ کی تاریخ وفات ہیں۔

عمر بن مہمون

عمر بن مہمون بن بحر بن سعد رباح لمخی : ابو علی کنیت تھی۔ محدث، ثقہ، فقیہ، عالم، صاحب علم و فہم اور صلاح تھے۔ بغداد میں آکر امام ابو حنیفہ کی صحبت میں داخل ہو کر ان سے فقہ اخذ کی۔ مدت تک قاضی رہے اور قضا کی حالت میں آپ کا رویہ قابل تحسین رہا۔ اخیر عمر میں نابینا ہو کر ۱۷۱ھ میں وفات پائی۔ ترمذی نے آپ سے تخریج کی۔ ”کوہ علم“ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

زہیر بن معاویہ

زہیر بن معاویہ بن خدیج کوفی : ۱۰۰ھ میں پیدا ہوئے، امام ابو حنیفہ کے اصحاب میں سے محدث، ثقہ، فقیہ فاضل تھے اور کنیت ابو خثیمہ رکھتے تھے۔ حدیث کو امام اعمش اور ان کے طبقہ سے سنا اور آپ سے یحییٰ بن قطان نے روایت کی۔ سفیان ثوری کہتے ہیں کہ آپ کے زمانے میں آپ جیسا کو فہم اور کوئی نہ تھا۔ یحییٰ بن معین وغیرہ محدثین نے آپ کی توثیق کی اور ۱۷۱ھ یا ۱۷۲ھ میں آپ فوت ہوئے۔ اصحاب صحاح ستہ نے آپ سے تخریج کی۔ ”ذیپ مسند“ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

نوح بن ابی مریم

نوح بن ابی مریم ابو عصمہ مروزی الشہیر بالجامع : فقہ امام ابو حنیفہ اور ابن ابی یعلیٰ سے اخذ کی اور حدیث کو حجاج بن ارطاة اور نیز زہری و مقاتل سے سنا اور تفسیر کو کلبی وغیرہ اور مغازی کو محمد بن اسحاق سے اخذ کیا۔ جامع آپ کو اس لئے کہتے تھے کہ آپ جامع علوم تھے اور آپ کی چار مجلسیں ہوا کرتی تھیں، ایک حدیث و آثار، دوم اقوال امام ابو حنیفہ، سوم نحو، چہارم اشعار و ادب بعض کہتے ہیں کہ جامع آپ کو اس لئے کہتے تھے کہ آپ نے سب سے پہلے امام ابو حنیفہ کی فقہ کو جمع کرنا شروع کیا۔ اگرچہ آپ فقیہ حلیل القدر تھے مگر محدثین کے نزدیک حدیث میں آپ مجروح ہیں، یہاں تک کہ آپ کو وضاع کہا گیا ہے اور بہت سی احادیث فضائل قرآن میں آپ نے وضع کیں اور جب آپ سے اس کا باعث پوچھا گیا تو آپ نے بیان کیا کہ میں نے اس لئے فضائل قرآن میں حدیثیں وضع کی ہیں کہ بہت لوگ قرآن کو چھوڑ کر امام ابو حنیفہ کی فقہ اور ابن اسحاق کی مغازی میں مشغول ہو گئے ہیں۔ ابو حاتم کہتے ہیں کہ آپ نے سوا صدق کے سب چیز کو جمع کیا، مدت تک مرو کی قضا پر مقرر رہے اور اہل مرو اور عراقیوں نے آپ سے استفادہ کیا اور ابن ماجہ نے تفسیر میں آپ سے تخریج کی۔ وفات آپ کی ۱۷۱ھ میں ہوئی۔

لے حدیث ”جوہر المعین“ (ترجمہ)

لیث بن سعد

لیث بن سعد بن عبدالرحمن فہمی : ابوالحارث کینیت تھی، فقہ و حدیث میں امام اہل مصر ثقہ سری تھے۔ اصل میں اصفہان کے باشندہ اور قیس بن رفاعہ مولے عبدالرحمن بن خالد بن مسافر فہمی کے مولے تھے۔ آپ کا قول ہے کہ میں نے محمد بن شہاب زہری کے علم سے علم کثیر لکھا۔ امام شافعی کہتے ہیں کہ آپ امام مالک سے افتخار تھے مگر اصحاب آپ کے ساتھ قائم نہ ہوئے۔ آپ عطار و خلف اور ابن عیینہ اور نافع ابن مولے عمر سے روایت کرتے تھے اور آپ سے شعیب اور ابن مبارک نے روایت کی۔ بڑے سخی و کریم تھے یہاں تک کہ سال بھر میں آپ کو پانچ ہزار دینار کی آمدنی تھی مگر زکوٰۃ آپ پر واجب نہ ہوتی تھی کیونکہ آپ کا دستور تھا کہ ہر روز جب تک آپ تین سو ساٹھ مساکین کو کھانا کھلا نہیں لیتے تھے تو آپ روٹی نہیں کھاتے تھے۔

تاریخ خلکان میں لکھا ہے کہ میں نے بعض مجامیع میں لکھا دیکھا ہے کہ آپ حنفی المذہب تھے اور مصر کی قضا آپ کو تفویض تھی، امام مالک نے آپ کو چینی کا ایک پیالہ بھجوروں کا بھرا ہوا بھیجا، آپ نے اس کے عوض میں اس کو سونے سے بھر کر امام مالک کے پاس بھیج دیا۔ آپ اپنے یاروں کے لئے فالودہ بنایا کرتے تھے اور اس میں دینار رکھ کر ان کو پینے کے لئے بھیج دیا کرتے تھے۔ منصور بن عمار کہتے ہیں کہ میں آپ کے پاس آیا اور آپ نے مجھ کو ایک ہزار دینار عطا کر کے فرمایا کہ جو حکمت خدا نے تم کو دی ہے وہ ان کے ذریعہ سے محفوظ رکھو۔ یحییٰ بن کبیر کہتے ہیں کہ میں نے آپ سے زیادہ کوئی اکل نہیں دیکھا، آپ فقیہ النفس، حافظ حدیث و شعر، عربی لسان، حسن مذاکرہ قرآن و نحو کو اچھی طرح جانتے تھے۔ ذہبی نے عمر میں لکھا ہے کہ مصر کا نائب اور قاضی آپ کے ماتحت تھے، جب ان میں سے کسی کی نسبت آپ کو شک ہوتا تو آپ کی تحریر سے وہ معزول ہو جاتا، ہر چیز منصور نے آپ کو مصر کا حاکم بنانا چاہا مگر آپ نے منظور نہ کیا۔ بیس سال کی عمر میں آپ نسج حج کیا۔

ولادت آپ کی ۹۲ھ میں ہوئی اور ۱۵۷ھ شعبان ۱۵۷ھ کو جمعرات یا جمعہ کے روز وفات پائی اور مصر میں قراقرظ صغریٰ میں مدفون ہوئے۔ قبر آپ کی زیارت گاہ عام ہے۔ آپ کے بعض اصحاب نے کہا ہے کہ جب ہم نے آپ کو دفن کیا تو یہ آواز سنائی دی ۵

ذہب اللیث فلا لیث لکم ورضی اللہ عنہما وقریباً وقبر
جب ہم نے دیکھا تو کہنے والا کوئی نظر نہ آیا۔ اصحاب صحاح ستہ نے آپ سے تخریج کی
"عابد زماں" تاریخ وفات ہے۔

قاسم بن معن

قاسم بن معن بن عبد الرحمن بن عبد اللہ مسعود الصحابی المذلی کوفی۔ کنیت آپ کی ابو عبد اللہ تھی۔ آپ حدیث میں ثقہ فاضل اور فقہ و عربیت و لغت و شعر میں امام کامل اور سخا و مروت و زہد میں بے نظیر تھے اور امام ابو حنیفہ کے ان اصحاب میں سے تھے جن کے حق میں امام موصوف انتہا مسأرت قلبی و جلال حزنی کے کلمات فرمایا کرتے تھے۔ ابو حاتم کہتے ہیں کہ آپ ثقہ صدوق اور کثیر الروایت تھے۔ حدیث کو اعمش و عاصم بن احوول و عبد الملک بن عمیر و منصور بن معتمر و طلحہ بن یحییٰ و داؤد بن ابی ہند و محمد بن عمرو بن علقمہ و ہشام بن عروہ اور یحییٰ بن سعید و غیر ہم سے روایت کیا اور آپ سے ابن مہدی اور علی بن نصر جہضمی کبیر و عبد اللہ بن ولید عدنی و ابو غسان نندی و ابو نعیم بن دکین اور اصحاب سنن نے روایت کی اور لیث بن مظفر نے نحو و لغت آپ سے پڑھی بعد شریک بن عبد اللہ کے آپ کوفہ کے قاضی بنے اور بسبب فتوے کے بغیر تنخواہ کے قضا کا کام انجام دیتے رہے۔ لغت میں کتاب توادر اور غریب المصنف تصنیف کی اور نیز نحو میں کئی ایک کتابیں لکھیں اور ۵۷۰ھ میں وفات پائی۔ ”کان عدل“ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

حماد بن امام عظیم

حماد بن امام ابو حنیفہ : آپ کی کنیت ابو اسمعیل تھی اور بڑے زاہد و عابد و پرہیزگار تھے۔ حدیث و فقہ کو اپنے والد ماجد سے سنا اور اخذ کیا بلکہ فقہ میں یہاں تک کمال مہارت پیدا کر لی تھی کہ اپنے والد ماجد ہی کے زمانے میں فتوے دیا کرتے اور امام ابو یوسف و امام محمد و زفر و حسن بن زیاد و غیرہ کے طبقہ میں سے تھے اور تدوین کتب فقہ میں ان کے معاون تھے۔ جب امام ابو حنیفہ فوت ہوئے تو آپ کے قبضہ میں سونے چاندی کے بہت سے ودائع اور امانتیں تھیں انہیں جن کے مالک مفقود تھے، آپ نے ان سب کو قاضی کے پاس لے جا کر سپرد کر دیا۔ ہر چند قاضی نے بہت دفعہ کہا کہ آپ بڑے امین ہیں، اسپنے ہی پاس رہنے دیں مگر آپ نے ایک زمانہ۔ آپ سے آپ کے بیٹے اسمعیل نے نفقہ کیا اور ابن عدی نے آپ کو حافظہ کی رو سے ضعیف قرار دیا۔ بعد وفات قاسم بن معن کے آپ کوفہ کے قاضی مقرر ہوئے اور ماہ ذی قعدہ ۵۷۰ھ میں انتقال فرمایا۔ ”قطب دنیا“ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

شریک

شریک بن عبد اللہ کوفی۔ کنیت آپ کی ابو عبد اللہ تھی و ان علمائے کرام میں سے تھے

جنہوں نے امام ابوحنیفہ کی صحبت اختیار کی اور ان سے روایت کی، امام موصوف آپ کو کثیر العقول سے موصوف کیا کرتے تھے۔ آپ نے امام اعظم اور ابن شیبہ سے بھی حدیث کو سنا اور آپ سے عبداللہ بن مبارک اور یحییٰ بن سعید نے روایت کی۔ تقریب التہذیب میں لکھا ہے کہ آپ پہلے شہر واسط کے قاضی تھے، پھر کوفہ کے قاضی مقرر ہوئے۔ آپ عادل و فاضل و عابد و صدوق اور اہل ہوا و بدعت پر بڑے سخت گیر تھے۔ جب کوفہ کی قضا کے متولی ہوئے تو آپ کا حافظہ متغیر ہو گیا اور اکثر خطا کرنے لگے۔ وفات آپ کی ۱۸۷ھ یا ۱۸۸ھ میں ہوئی اور امام مسلم و ابوداؤد و ترمذی و نسائی دابن ماجہ نے اپنی اپنی سنن میں آپ سے تخریج کی۔ ”کوہِ علوم“ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

امام عافیت

عافیت بن یزید بن قیس الازدی کوفی : امام ابوحنیفہ کے اصحاب میں سے آپ بڑے فقیہ و انا اور محدث صدوق تھے یہاں تک کہ امام موصوف آپ کے وجود سے بڑے نازاں تھے اور آپ کی تعظیم و تکریم میں بڑا مبالغہ کیا کرتے تھے اور جب تک آپ سے مشورہ نہ لیتے کوئی بات اپنی کتابوں میں ملحق نہ کرتے اور اپنے اصحاب سے فرماتے کہ جب تک عافیت بن یزید نہ آئیں تم کسی مسئلہ میں جلدی نہ کرو اور جب آپ آتے اور اپنی رائے کو ان سے متفق کرتے تو امام موصوف اپنے اصحاب کو حکم دیتے کہ اب اس مسئلہ کو لکھ لو۔ آپ نے امام اعظم اور ہشام بن عروہ سے بھی حدیث کی روایت کی، مدت تک کوفہ میں قاضی مقرر رہے اور ۱۸۷ھ میں وفات پائی۔ نسائی نے آپ سے تخریج کی۔ ”امام زماں“ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

قاضی عبدالکریم

عبدالکریم بن محمد جرجانی : فقیہ جدید محدث مقبول تھے، مدت تک قضا کا کام انجام دیا اور روایت امام ابوحنیفہ سے کی اور حدود ۱۸۷ھ میں وفات پائی۔ ترمذی نے آپ سے تخریج کی۔ ”کوہِ اسلام“ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

امام ابو یوسف

یعقوب بن ابراہیم بن حبیب بن خنیس بن سعد بن عتبہ انصاری صحابی : کوفہ میں عمد ہشام بن عبدالملک بن ۳۱ھ میں پیدا ہوئے۔ ابو یوسف کنیت تھی۔ امام اجل، فقیہ اکمل، عالم مامر، فاضل منہج، حافظ سنن، صاحب حدیث، ثقہ، مجتہد فی المذہب اور امام ابوحنیفہ کے

لے اوردی ۱۸۷ھ سعد بن عتبہ۔ ”جمہر مصنفین“ (مرتب)

اصحاب میں سب سے متقدم تھے۔ آپ ہی نے پہلے پہل امام ابوحنیفہ کے مذہب پر کتابیں لکھیں اور مسائل کو اطار و نشر کیا اور ان کے مذہب کو اقطارِ عالم میں پھیلایا، آپ ہی سب سے پہلے قاضی القضاة اور افقہ العمار و سید العمار کے لقب سے ملقب ہوئے اور آپ نے ہی اس ہیئت کا لباس عمار کا جو آجکل مروج ہے، ایجاد کیا۔

طلحہ بن محمد کہتے ہیں کہ آپ مشہور الامر ظاہر الفضل اپنے زمانے کے افقہ تھے، کوئی آپ کے زمانہ میں آپ سے متقدم نہ تھا اور علم و حکم و ریاست و قدر میں نہایت سرآمد تھے، حدیث کو امام ابوحنیفہ و اباسحق ثیبانی و سلیمان تیمی و یحییٰ بن سعد و سلیمان اعمش و ہشام بن عروہ و عبداللہ بن عمر عمری و عطاء بن سائب و محمد بن اسحق بن یسار و لیث بن سعد و غیر ہم سے سماعت کیا اور فقہ کو پہلے ابن لیبے پھر امام ابوحنیفہ سے اخذ کیا۔ آپ سے امام محمد بن حسن ثیبانی اور بشر بن ولید کنذی اور امام احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین و احمد بن منیع و علی بن جعد و غیرہ نے روایت کی۔ امام احمد بن حنبل و یحییٰ بن معین اور علی بن مدینی نے آپ کی ثقاہت نقل فی الحدیث میں کچھ اختلاف نہیں کیا بلکہ امام غزالی نے کہا ہے کہ حدیث میں آپ کی متابعت سب سے ادنیٰ ہے۔ آپ کے تلامذہ میں سے محمد بن ساعد، معلیٰ بن منصور، بشر بن ولید کنذی، بشر بن غیاث مرسی، خلف بن ایوب، عصام بن یوسف، ہشام بن عبداللہ، حسن بن ابی مالک، ابوعلی رازی، ہلال رازی، علی بن جعد و غیر ہم ہیں۔

آپ کا قول ہے کہ میں امام ابوحنیفہ کی خدمت میں ۲۹ سال جانا رہا اور میری صبح کی نماز فوت نہیں ہوئی۔ آپ بغداد میں ساکن ہوئے اور وہاں کی قضا خفائے ثلاثہ یعنی ہمدی اور اس کے بیٹے ہادی اور ہارون رشید کے زمانے میں آپ کے سپرد ہوئی۔ ہارون رشید آپ کی بڑی عزت و توقیر کرتا تھا۔ ابن عبدالبر نے کتاب الانتہار فی فضائل ثلاثہ الخلفاء میں لکھا ہے کہ ابو یوسف حافظ احادیث تھے اور محدث کے پاس جا کر اور پیٹھ احادیث روزیاد کر کے لوگوں سے اطار کراتے تھے کہتے ہیں کہ امام ایوسف کو چالیس ہزار احادیث موضوعہ یاد تھیں، پس یہاں سے قیاس کرنا چاہئے کہ احادیث صحیحہ کس قدر یاد ہوں گی۔

عمار بن ابی مالک کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ کے اصحاب میں آپ جیسا کوئی نہ تھا۔ ہلال بن یحییٰ کہتے ہیں کہ آپ تفسیر و مغازی اور ایام عرب کے حافظ تھے اور اجل علوم آپ کا فقہ تھی، آپ کا قول ہے کہ اعمش نے ایک مسئلہ مجھ سے پوچھا، میں نے اس کا جواب دے دیا، اس پر انہوں نے مجھ سے استفسار کیا کہ یہ مسئلہ تم نے کہاں سے نکالا؟ میں نے کہا اس فلاں حدیث سے جو تم نے

میرے آگے بیان کی تھی، انہوں نے کہا کہ وہ حدیث تو مجھ کو اس وقت سے یاد ہے کہ ابھی تمہارے والدین مجتمع نہ ہوئے تھے مگر اس کا مطلب اب معلوم ہوا۔

کہتے ہیں کہ جب آپ کلام کرتے تو لوگ آپ کے دقیق کلام سے متحیر ہو جاتے تھے۔ امام ابوحنیفہ نے آپ کے حق میں کہا ہے کہ آپ دانا تر ہیں۔ حماد بن امام ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ ایک دن امام ابوحنیفہ یاروں میں بیٹھے ہوئے تھے جن کے دائیں امام ابو یوسف اور بائیں امام زفر بیٹھے ہوئے ایک مسئلہ میں بحث کر رہے تھے، جو امام ابو یوسف کہتے اس پر امام زفر اور جو امام زفر کہتے اس پر امام ابو یوسف نقض کرتے تھے کہ اتنے میں بانگ نماز ہوئی، اس وقت امام ابوحنیفہ نے امام زفر کے زانو پر ہاتھ مارا کہ اور امام ابو یوسف کی رائے کو ترجیح دے کر فرمایا کہ تم اس شہر کی ریاست کی طمع نہ کرو جس کے ابو یوسف حاکم ہوں۔

کہتے ہیں کہ ایک دن آپ کا ماموں ابو طالب نامی ابوحنیفہ کے حلقہ میں آیا، کیا دیکھتا ہے کہ امام ابو یوسف مذاکرہ میں اونچے بول رہے ہیں، یہ چیپکا کھڑا رہا، امام ابوحنیفہ نے فرمایا کہ آپ کیوں کھڑے ہیں، آگے آئیے! اس نے کہا کہ میں مذاکرہ میں ابو یوسف کی بلند آواز سے تعجب کر رہا ہوں کہ آج تین روز سے انہوں نے اور ان کے عیال و اطفال نے کچھ نہیں کھایا۔ ایک دفعہ خلیفہ ہارون اور ایک یہودی کا مقدمہ آپ کے پاس آیا اور یہودی خلیفہ سے ذرا پیچھے ہٹ کر آپ کے سامنے بیٹھا۔ آپ نے اس کو فرمایا کہ ورے اگر خلیفہ کے برابر بیٹھ، عدالت میں کسی کو تقدم نہیں، یہاں شاہ و گدا برابر ہیں۔

آپ نے کتاب الخراج، کتاب الامالی، کتاب النوادر تصنیف فرمائیں۔ وفات آپ کی بغداد میں بحالت عمدہ قضا پنچشنبہ کے روز ۵ ماہ ربیع الآخر ۱۸۱ھ یا ۱۸۲ھ کو واقع ہوئی۔ تاریخ خلکان میں لکھا ہے کہ جب موت آپ کو حاضر ہوئی تو آپ نے مناجات کی، الہی تو جانتا ہے کہ میں نے ہر ایک حادثہ و واقعہ میں تیری کتاب میں نظر کی۔ اگر اس میں اس کا جواب نہیں پایا تو تیرے پیغمبر کی حدیث میں غور کی ہے، اگر اس میں بھی نہیں پایا تو حضرت کے صحابہ کے اقوال و افعال کو دیکھا ہے، اگر ان میں بھی جواب نہیں ملا تو میں نے اپنے اور تیرے درمیان امام ابوحنیفہ کو پل گردانا ہے اور تو جانتا ہے کہ کسی قوی یا ضعیف کا منہ میرے پاس نہیں آیا کہ جس میں میں نے عدالت و برابری نہ کی ہو اور میرا دل قوی کی طرف مائل نہیں ہوا، اگر ایسا ہوا ہو تو مجھے بخش دے۔

کہتے ہیں کہ آپ کے دشمنوں میں سے ایک شخص کو آپ کی وفات کے دوسرے روز

نہایت غمگین پایا گیا، لوگوں نے اس کا سبب پوچھا، اس نے کہا کہ میں نے کل رات خواب میں امام ابو یوسف کو بڑی زینت و تاج کے ساتھ خلدی میں دیکھا ہے، جب میں نے دربانوں سے پوچھا کہ انہوں نے ایسا کونسا کام کیا ہے کہ جس سے یہ اس درجے کے مستحق ہوئے ہیں تو یہ جواب ملا کہ بسبب اس صبر و تحمل کے جو مشقت تعلم علم میں آپ اٹھاتے تھے، آپ کو یہ درجہ حاصل ہوا ہے۔ روایت ہے کہ آپ کی وفات کے روز شیخ معروف کرخی نے ایک آدمی کو آپ کے گھر میں آپ کے جنازہ کی خبر لانے کے لئے بھیجا، جب وہ آپ کے گھر میں پہنچا تو وہاں ایک شور عظیم برپا تھا اور جنازہ لے گئے ہوئے تھے اس لئے وہ جلدی واپس نہ ہو سکا اور نماز جنازہ ادا کر لی گئی۔ جب شیخ کو خبر پہنچی تو انہوں نے نہایت افسوس کیا۔ اس پر لوگوں نے کہا کہ کیا آپ اس شخص کے جنازے کی نماز کے فوت ہونے سے افسوس کرتے ہیں جو بادشاہ کے اصحاب میں سے تھا اور دنیا کی طرف رغبت کر کے قاضی بنا تھا۔ شیخ نے فرمایا کہ میں نے رات کو خواب میں دیکھا ہے کہ بہشت کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اور اس کے اندر ایک نہایت عمدہ بارگاہ آراستہ ہے اور حوریں اور غلمان منتظر کھڑے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ مکان کس کے لئے آراستہ ہوا ہے؟ انہوں نے کہا کہ کل امام ابو یوسف قاضی اس جگہ آئیں گے۔ میں نے ان سے استفسار کیا کہ یہ مرتبہ ان کو کس سبب سے حاصل ہوا ہے؟ کہا کہ بسبب اس صبر و تحمل کے جو مشقت تعلیم علم پر آپ برداشت کرتے تھے۔

مناقبِ ضمیری میں لکھا ہے کہ امام ابو یوسف کہا کرتے تھے کہ ہمارے جدِ علی سعد بن عتبہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خندق میں دیکھا کہ باوجود حدائت سن کے بڑی سرگرمی سے جنگ میں مشغول ہیں، آپ نے ان کو بلا کر پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ سعد بن عتبہ! آپ نے ان کے حق میں دعا کی کہ خدا تمہاری کوشش اسعد کرے! پھر ان کے سرورِ پیشانی پر ہاتھ پھیرا جس مسح کا اثر قیامت تک ہمارے خاندان میں رہے گا، چنانچہ امام ابو یوسف کا یہ حال تھا کہ جب کبھی کوئی شخص آپ کے چہرہ کی طرف دیکھتا تو آپ کی پیشانی ایسی لامع دکھائی دیتی کہ گویا تیل ملا ہوا ہے۔ خطیب بغدادی وغیرہ نے حسبِ نخواستے ہر کہ فاضل تر محسود تر آپ کے حق میں بھی سخت وسست باتیں لکھی ہیں مگر اس میں شک نہیں کہ آپ کی توصیف و تعظیم میں بہت سے علماء و فضلاء نے اکتار کیا ہے اور آپ کے ذکر خیر سے کتب معتبرہ مملو ہیں۔ تاریخِ وفات آپ کی یہ ہے ۷۰

ابو یوسف آلِ زینبِ علم و عمل فقیہِ معظمِ امامِ حبل

سعید ازل بود بیشک ازاں شدہ سال فوتش "سعید ازل" (۱۸۲)

امام عبداللہ بن مبارک

عبداللہ بن مبارک بن واضح الخنظلی المروزی : شہر مرو میں ۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔ کنیت ابو عبدالرحمن رکھتے تھے۔ باپ آپ کا بڑا پرہیزگار و متقی تھا اور سہدان کے ایک سوداگر کا جو قبیلہ بنی حنظلہ میں سے تھا۔ غلام تھا اس لئے آپ کو حنظلی کہتے ہیں اور والدہ آپ کی خوارزمی تھی۔ آپ ابتداء میں شراب خوری اور اس کے لوازمات لہو و لعب میں بڑے مصروف رہتے تھے۔ آپ کی توبہ کا یہ سبب ہوا کہ آپ نے موسم بہار میں ایک دن مع اپنے باروں و دوستوں کے ایک باغ میں بڑا جلسہ کیا جس میں دن بھر آپ سرود و غنما میں مشغول رہے اور رات کو شراب کے نشہ میں محمور ہو کر بہوش ہو گئے۔ صبح کو آپ نے خواب میں کیا دیکھا کہ ایک جانور آپ کے سر پر درخت پر بیٹھا ہوا آیت اللذین امنوا ان تخشع قلوبہم لذكر اللہ وما نزل من الحق پڑھ رہا ہے جس کو آپ سُن کر چونک پڑے اور اسی وقت اس باب سرود و غنما کو توڑ کر اور شیشہ ہاتھ کو پھوپھوڑ کر اور پارچات نفیس کو بچھاڑ کر عبادت الہی میں مشغول ہو گئے۔ بعض مورخوں نے آپ کی توبہ کے اور کئی ایک سبب بیان کئے ہیں۔ سو بہر حال آپ کو یہاں تک درجہ حاصل ہوا کہ ایک روز آپ کی والدہ ماجدہ باغ میں آپ کے دیکھنے کے لئے گئیں۔ کیا دیکھتی ہیں کہ آپ سوئے ہوئے ہیں اور ایک سانپ نرگس کی شاخ میں پچڑے آپ سے مکھیاں دور کر رہا ہے۔ پھر آپ مرو سے بغداد میں آکر امام ابو حنیفہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مدت تک ان سے ظاہری و باطنی فیض حاصل کیا اور بعد وفات امام موصوف کے مدینہ میں آکر امام مالک سے استفادہ کیا اور سوا ان کے اور بھی بہت سے مشائخ مثل سفیان ثوری و سفیان بن عیینہ و بشام بن عروہ و ناصم حول و سلیمان تیمی و حمید طولی و خالد حذافہ و اسماعیل بن خالد و غیرہ تابعین و تبع تابعین سے علم پریش کو اخذ کیا۔ آپ کا قول ہے کہ میں نے چار ہزار مشائخ سے علم حاصل کیا ہے مگر روایت صرف ایک ہزار سے کرتا ہوں اور سائر طبقات عمدہ محدثین مثل عبدالرحمن بن اسدی و یحییٰ بن معین و ابویوسف و عثمان پسران ابی شیبہ و امام احمد و حسن بن عرفہ آپ کے شاگردوں میں سے ہیں، طرفہ یہ کہ سفیان ثوری نے جو آپ کے شیوخ اچلہ میں سے ہیں، آپ سے اخذ کیا ہے۔

سفیان ثوری باوجودیکہ حیرت دہا بل کمال ہیں، فرماتے ہیں کہ میں نے بہت سعی کی کہ سال بھر میں تین رات دن ابن مبارک کی وضع پر بسر کروں مگر نہ ہو سکا، کبھی یہ کہتے تھے کہ کاشکے میری

تمام عمر تین ماہ دن ابن مبارک کے برابر ہوتی۔ ابواسامہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن مبارک سے زیادہ کوئی آدمی طالب علم نہیں دیکھا۔ ابن مہدی کا مقولہ ہے کہ امام چار ہیں ثوری، حماد بن زید، ابن مبارک مالک شعبہ نے کہا ہے کہ آپ جیسا کوئی ہمارے پاس نہیں آیا۔ ابن عیینہ کہتے ہیں کہ میں نے ہر چند اصحاب رسول خدا کے امر میں غور سے نظر کی ہے مگر ابن مبارک پر ان کی فضیلت کی بجز صحبت رسول خدا اور غزا کے اور کوئی وجہ نہیں دیکھی۔ سلام بن ابی مطیع کا قول ہے کہ آپ جیسا کوئی ہمارے پاس نہیں آیا۔ قواریری کہتے ہیں کہ ابن مہدی کسی کو ابن مبارک اور امام مالک پر حدیث میں مقدم نہیں سمجھتے تھے۔ عباس بن مصعب کا مقولہ ہے کہ ابن مبارک نے حدیث، فقہ، عربی، شجاعت، تجارت، سخاوت، محبت کو جمع کیا۔ ابن الجندی ابن معین سے روایت کرتے ہیں کہ ابن مبارک بڑے زریک، ثقہ، عالم احادیث صحیحہ تھے، اسمعیل بن عیاش کہتے ہیں کہ روئے زمین پر کوئی شخص مثل ابن مبارک کے نہیں اور میں ایسی کوئی خصلت حسنہ نہیں جانتا جو خدا نے آپ میں پیدا نہ کی ہو۔ جو اہر مضمیہ میں لکھا ہے کہ ایک دن ابن مبارک کے اصحاب مثل فضل بن موسیٰ و محمد بن حسن و محمد بن نصر جمع ہوئے اور انہوں نے کہا کہ آؤ ہم ابن مبارک کے فضائل شمار کریں۔ پس انہوں نے کہا کہ آپ میں حسب ذیل چیزیں موجود تھیں: علم، فقہ، ادب، نحو، لغت، شعر، زہد، فصاحت، ورع، قیام لیل، عبادت، حج، جہاد، سداد فی الروایت، ترک مالایعنی، حسن صحبت بہ اصحاب خود اور عدم مخالفت ان کی۔

حاکم نے کہا ہے کہ آپ دنیا میں امام زمانہ تھے۔ ابن جریر کہتے ہیں کہ ہم نے کوئی عراقی آپ سے فصیح تر نہیں دیکھا۔ ابن حبان نے کہا ہے کہ ابن مبارک میں ایسی خصلتیں موجود ہیں کہ آپ کے زمانے میں تمام روئے زمین پر کسی اہل میں جمع نہیں کی گئیں۔ یحییٰ اندلسی کہتے ہیں کہ ہم امام مالک کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ابن مبارک وہاں آئے جن کو امام نے دیکھتے ہی یکسو ہو کر ان کو اپنی مجلس میں اپنے پاس بٹھایا حالانکہ میں نے اپنی تمام عمر میں ایک مالک کو بجز ابن مبارک کے اور کسی کے لئے مجلس میں یکسو ہوتے ہوئے نہیں دیکھا۔ حسن بن شقیق بلخی کہتے ہیں کہ میں ایک دن نماز عشا کی پڑھ کر ابن مبارک کے ساتھ گھر میں آنے لگا۔ جب دروازہ مسجد پر پہنچے تو میں نے ان سے ایک حدیث کا تذکرہ کیا، آپ نے اس کا جواب دینا شروع کیا۔ کب یہاں تک کہ ہم اسی جگہ کھڑے رہے کہ صبح ہو گئی اور مؤذن نے فجر کی بانگ نماز کہہ دی۔ پرہیزگاری آپ کی اس درجہ کی تھی کہ ایک دفعہ آپ بغداد سے مرو کو جو آپ کا وطن مالوف تھا، محض واسطے پہنچانے

اس نام کے تشریف لے گئے جو وہاں سے کسی سے واسطے لکھنے کے غاریہ لیا تھا اور آتی دفعہ مہبول سے اپنے ہمراہ لے آئے تھے۔ آپ کا مقولہ ہے کہ جس درم کی حلت میں کچھ شبہ ہو میرے نزدیک اس کا پھیر دینا اس سے بہتر ہے کہ ایک لاکھ درم خدا کی راہ میں صدقہ دوں۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ آپ نے کسی دکاندار سے انگور خریدنا چاہا اور ایک دانہ اس کے انگوروں میں سے نمونہ کے طور پر چکھنے کے لئے اٹھا لیا۔ جب آپ انگور خرید کر گھر میں آئے تو آپ کے دل میں گذرا کہ میں نے بغیر اجازت فروشنده انگور کا دانہ اٹھا کر کھا لیا تھا۔ اس پر اپنے واپس جا کر فروشنده انگور سے اس دانہ کو بخشوانا چاہا، اس نے انکار کیا۔ آپ نے فرمایا کہ دس درم لے کر بخش دے، اس نے پھر انکار کیا، یہاں تک کہ نو سو درم وصول کرنے پر اس نے بخشا۔ اس پر فروشنده نے ہنس کر کہا کہ میں نے کیسے فریب سے اس قدر آپ سے روپیہ لیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ کچھ بڑی بات نہ تھی، اگر پھر بھی تو انکار کرتا تو میں پانچ ہزار روپیہ تک دینے کو راضی تھا۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ نماز پڑھ رہے تھے کہ آپ کا گھوڑا چھوٹ کر کسی کی زراعت میں جا پڑا۔ پس آپ نے اس گھوڑے کو وہیں چھوڑ دیا اور آئندہ اس پر کبھی سوار نہ ہوئے۔

آپ کی عادت تھی کہ جب حج کو جاتے تو بہت لوگ آپ کے ہمراہ حج کا ارادہ کرنے اور ہر ایک حسب حیثیت خود نقد و جنس آپ کے پاس جمع کر دینا کہ بہ شکر تخریج کریں گے۔ آپ ایک فرست میں ہر ایک کا نام مع مقدار و قسم مال لکھ لیتے۔ جب حج سے واپس آتے تو تمام مال ان کو واپس کر دیتے۔ جب لوگ اس نکتہ کا سبب پوچھتے تو آپ فرماتے کہ اگر پہلے ہی ان کا مال پھیر دیا جاتا تو یہ لوگ حج کا ارادہ چھوڑ کر اس سعادت سے محروم رہتے اور میں بھی ان کو ہمراہ لے جانے کے ثواب سے محروم رہتا کیونکہ یہ لوگ بہ گمان اس بات کے کہ ہم اپنا مال خرچ کرتے ہیں اور کسی کے دل کا بوجھ نہیں ہیں، میرے ہمراہ جاتے ہیں۔ ابتدا میں آپ کے والد ماجد نے آپ کو پچاس ہزار درم واسطے تجارت کے دئے تھے جس کو آپ نے تحصیل علم حدیث میں صرف کر دیا۔ جب اپنے وطن میں واپس آئے تو باپ نے آپ سے پوچھا کہ آپ اس روپیہ سے کیا جنس لائے ہیں؟ اور کیا نفع حاصل کیا ہے؟ آپ نے اس دفتر علم کو جو جمع کیا تھا، باپ کے آگے رکھ دیا اور کہا کہ یہ جنس لایا ہوں اور دو جہان کا نفع اٹھایا ہے۔ باپ آپ کا بڑا خوش ہوا اور گھر میں لیجا کر چھ ہزار روپیہ اور آپ کو دیا کہ اس کو خرچ کر کے اپنی تجارت کو پورا کرو۔

ابو وہب کہتے ہیں کہ میرے دیکھنے کی بات ہے کہ ایک دفعہ آپ ایک اندھے کے پاس سے

گذرے، اس نے آپ سے سوال لیا کہ میرے لئے دعا کرو، آپ نے اس کے حق میں دعا کی، پس خدا نے اسی وقت اس کی آنکھیں روشن کر دیں۔ حسن بن عیسے کہتے ہیں کہ آپ مجاب الدعوات تھے۔ آپ نے بہت سی کتابیں تصنیف کیں اور ماہ رمضان ۱۸۱ھ میں جہاد سے واپس آتے ہوئے مقام سوس میں بیمار ہو کر وفات پائی۔ قبر آپ کی موضع بیت واقعہ فرات میں زیارت گاہ عام ہے۔ "حبیب زمانیاں" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

کہتے ہیں کہ جب آپ کی وفات کا وقت قریب پہنچا تو آپ نے اپنے غلام نصر نام سے جو معتبرین روایۃ حدیث میں سے ہے، فرمایا کہ مجھ کو فرشتے سے اتار کر خاک پر رکھ دو۔ غلام رونے لگا۔ آپ نے فرمایا کیوں روتا ہے؟ اس نے کہا کہ مجھ کو آپ کی ثروت و نعمت یاد آئی ہے اور یہ حالت غربت و مسکنت دیکھ کر بے تاب ہوا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ کچھ غم نہ کرو، میں ہمیشہ خدا سے یہی چاہتا تھا کہ میری زیست دولت مندوں کی طرح اور وفات عاجزوں کے مانند ہو سو الحمد للہ ایسا ہی ہوا۔ مروزی شہر مرو کی طرف منسوب ہے جو خراسان میں واقع ہے اور جس کو مردشاہ جہان بھی کہتے ہیں، یائے نسبت کے اول زائے معجمہ کو اس لئے زائد کیا گیا ہے کہ اس مرد اور اس شہر مروی میں فرق ہو جائے جو عراق میں کوفہ کے پاس واقع ہے جہاں ایک مشہور کپڑا ہوتا ہے۔

نوح

نوح بن دراج نخعی کوفی : کنیت ابو محمد تھی، فقہ میں امام ابو حنیفہ کے شاگرد تھے اور امام زفر و ابن شہر مہ اور ابن ابی لیسے سے بھی فقہ کو اخذ کیا۔ حدیث کی روایت امام زفر و امام عیسیٰ اور سعید بن منصور سے کرتے تھے اگرچہ حدیث میں آپ کو ابن معین نے مکذب بیان کیا ہے مگر تاہم ابن ماجہ نے تفسیر میں آپ سے تخریج کی ہے۔ ابتداء میں آپ کوفہ کے قاضی تھے پھر بغداد کے قاضی ہوئے اور ۱۸۲ھ میں وفات پائی۔

امام یحییٰ بن زکریا

یحییٰ بن زکریا بن ابی زائد ہمدانی الکوفی : کنیت آپ کی ابو سعید تھی۔ آپ حافظ احادیث اور فقیہ ثقہ، متذہب، متورع، متقن اور ان فضلاء میں شمار کئے جاتے تھے جنہوں نے فقہ و حدیث کو جمع کیا امام ابو حنیفہ کے جو چالیس اصحاب تدوین کتب میں مشغول تھے ان میں سے آپ عشرہ متقدمین میں داخل تھے۔ یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ ابن عباس کے زمانے میں علم ابن عباس پر منتہی ہوا، پھر ثعبی پھر ثوری پھر یحییٰ بن ابی زائدہ پر ان کے علم پر منتہی ہوا۔

ابن حجر نے ہدی ساری مقدمہ فتح الباری میں لکھا ہے کہ ابن مدینی کہتے ہیں کہ کوفہ میں بعد ثوری کے کوئی آپ سے زیادہ اثبت نہ تھا اور نسائی نے آپ کو ثقہ حجت کہا ہے۔ خطیب نے تاریخ بغداد میں لکھا ہے آپ بیس سال تک برابر یومیہ دن رات قرآن شریف کا ختم کرتے رہے۔ آپ نے بغداد میں آکر مدت تک تخریث کی اور آپ سے امام احمد اور ابن معین اور قتیبہ اور حسن بن عرقہ اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے روایت کی۔ عبد الرحمن رازی سے روایت ہے کہ آپ ہی نے کوفہ میں پہلے کتب تصنیف کیں۔ ہارون رشید نے آپ کو مدینہ منورہ کا قاضی مقرر کیا۔ علاوہ دیگر کتب کے ایک مسند بھی آپ نے جمع کی اور تیرانوے سال کی عمر میں ۱۸۷ھ میں شہر مدائن میں وفات پائی۔ سال وفات آپ کا لفظ "یگانہ زمان" ہے۔

فضیل بن عیاض

فضیل بن عیاض بن مسعود تمیمی خراسانی : عالم ربانی امام نیردانی، زاہد، عابد، صالح، ثقہ، صاحب کرامت تھے، کنیت ابوعلی تھی۔ آپ کا مولد ابی ورد اور بقول بعض سمرقند تھا، جو خراسان میں ہے۔ ابتداء میں آپ قطاع الطرق تھے۔ ایک دن ایک لونڈی کے عشق میں کسی دیوار پر چڑھ رہے تھے کہ کسی نے آیت السریان للذین امنوا ان تخشع قلوبہم سر پڑھی جس کے سننے سے آپ کو ایسی تاثیر ہوئی کہ اسی وقت توبہ کی اور کوفہ میں آکر مدت تک امام عظیم کی صحبت کی اور ان سے فقہ کو اخذ کیا اور حدیث کو سنا اور آپ سے امام شافعی اور قطان اور ابن معدی نے روایت کی۔ ابوعلی رازی کہتے ہیں کہ میں تیس سال تک آپ کی صحبت میں رہا مگر اس عرصہ میں آپ کو کبھی ہنستے اور تبسم کرتے نہیں دیکھا مگر اس روز کہ جب آپ کا فرزند علی نام فوت ہوا میں نے ہنسی کا سبب پوچھا، آپ نے فرمایا کہ خدا نے ایک بات کو پسند فرمایا پس میں نے بھی اس کو پسند کیا۔ تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ جب آپ نے توبہ کی تو آپ کو یہ فکر دامگیر ہوئی کہ کسی طرح ان لوگوں کو راضی کیا جائے جن کو ہم نے ٹوٹا اور اذیت دی ہے، چنانچہ آپ رو رو کر اپنے مدعیوں کو راضی کرتے تھے مگر ایک یہودی تھا وہ کسی طرح راضی نہ ہوتا تھا۔ آخر اس نے کہا کہ میں تب راضی ہونگا کہ جب آپ یہ تودہ ریت کا مہاں سے اٹھا کر جگہ صاف کر دیں گے۔ اتفاقاً وہ تودہ اس قدر بڑا تھا کہ اس کا اٹھانا طاقت بشری سے دشوار تھا مگر آپ نے اس کو تھوڑا تھوڑا اٹھانا شروع کیا، مہاں تک کہ کچھ مدت اس میں مشغول رہے، جب نہایت تھک گئے تو ایک رات کو تھوکنے وہ تودہ ہاں سے پراگندہ کر کے ناپید کر دیا۔ یہ معاملہ دیکھ کر یہودی حیران رہ گیا اور آپ کو کہا کہ

میرے سرہانے کے نیچے سے کچھ اٹھا لیا تاکہ میں تم کو تمہارا قصور بخش دوں۔ آپ نے اس کے سرہانے کے نیچے سے ایک مٹھی سونے کی اٹھا کر اس کو دی جسے دیکھتے ہی کہا کہ مجھ کو اسی وقت مسلمان کرو، آپ نے اس کا سبب پوچھا، اس نے کہا کہ میں نے تورات میں پڑھا ہے کہ جس شخص کی توبہ قبول ہوتی ہے، اس کے ہاتھ کی برکت سے مٹی بھی سونا ہو جاتی ہے سو میرے سرہانے کے نیچے خاک مٹی جو سونا ہو گئی ہے پس اس سے مجھ کو ثابت ہو گیا کہ تمہاری توبہ قبول ہو گئی اور تمہارا دین سچا ہے۔ آپ نے کوفہ سے مکہ معظمہ میں ہجرت کر کے وہیں مجاورت کی یہاں تک کہ ماہِ حرمِ شریف میں وفات پائی آپ سے اصحاب صحاح سننے نے تخریج کی اور آپ کے خوارق عادات و کرامات کے حالات کتب مبسوطہ معتبرہ میں بتفصیل مذکور ہیں۔ "امام عادل" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

عیسے بن یونس

عیسے بن یونس یا یوسف کوفی : محدث، ثقہ، فقیہ جید تھے۔ حدیث کو امامِ اعمش اور امام مالک سے سنا اور فقہ کو امام ابوحنیفہ کے اصحاب سے اخذ کیا۔ خلیفہ مامون نے آپ کو دس ہزار درم بطور ہدیہ بھیجا مگر آپ نے واپس کر دیا، اس نے یہ خیال کر کے کہ شاید آپ نے ان کو قلیل سمجھ کر نہیں لیا اور دس ہزار دینا کیا مگر آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مقابلہ میں ہدیہ اور پانی بھی نہیں ہے۔ آپ نے پینتالیس غزوے اور پینتالیس ہی حج کئے اور ۸۷ھ میں وفات پائی۔ امام بخاری و مسلم وغیرہ نے آپ سے تخریج کی۔ سال وفات آپ کا "ماہِ عالم" ہے۔

اسد بن عمرو

اسد بن عمرو بن عامر بن اسلم بن مغیث البجلی الکوفی : امامِ اعظم کے ان چالیس اصحاب میں سے تھے جو کتب اور قواعد فقہ کی تدوین میں مشغول اور عشرہ متقدمین مثل امام ابو یوسف و محمد وزفر و داؤد طائی وغیرہ میں شمار کئے جاتے تھے۔ آپ نے تیس سال تک امام ابوحنیفہ کے لئے کتابت کی اور انہوں ہی سے حدیث کو سنا اور فقہ کو اخذ کیا۔ جب امام ابو یوسف فوت ہوئے تو رشید نے بغداد اور واسط کی قضا آپ کے سپرد کی اور اپنی بیٹی کا آپ کے ساتھ نکاح کر دیا، کچھ مدت بعد آپ نے مع عورت خود حج کیا اور جب آپ آنکھوں سے معذور ہو گئے تو قضا کو چھوڑ دیا آپ سے امام احمد بن حنبل اور محمد بن بکار اور احمد بن منیع نے حدیث کو روایت کیا اور آپ کو صدوق بتایا۔ سن ۱۱۰ھ میں آپ کی تیس سالہ عمر میں اس صورت میں بقول کوفی ہر شخص

آپ کو ضعیف تصور کرے، اس کا منہ بند کرنے کے لئے امام احمد کا آپ سے روایت کرنا اور صدق بتلانا کافی ہے کیونکہ محدثین کے نزدیک یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ امام احمد بجز ثقہ راویوں کے اور کسی سے روایت نہیں کرتے۔

فتاویٰ برہنہ میں لکھا ہے کہ ایک دن امام ابو حنیفہ نے اپنے اصحاب پر ایک ایسا مسئلہ انعام کیا جس کو بجز آپ کے اور کسی نے نہ نکالا، امام صاحب آپ پر بڑے خوش ہوئے اور آپ کی تعریف کی۔ وفات آپ کی ۱۸۸ھ یا ۱۸۹ھ میں ہوئی۔ بحلی بفتح تین جریر بن عبد اللہ بحلی صحابی کی طرف منسوب ہے۔ "صالح جہاں" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

امام محمد

محمد بن حسن بن فرقد الشیبانی : امام ابو حنیفہ کے شاگردوں میں سے آپ فقہ و حدیث و لغت کے امام اور فصیح بلیغ و ادیب بے نظیر تھے، باپ آپ کا قبیلہ شیبان سے شہر حرستا کا رہنے والا تھا جو دمشق میں وسط غوطہ کے اندر واقع ہے اور عراق میں آگرہ واسط میں اقامت گزری ہو اتھا جہاں آپ ۳۲ھ یا ۳۵ھ میں پیدا ہوئے اور کوفہ میں نشوونما پایا اور امام ابو حنیفہ کی شاگردی کی اور مدت تک ان کی صحبت میں رہ کر فقہ حاصل کی اور حدیث کو امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف و مسعر بن کدام و سفیان ثوری و امام مالک و مالک بن دینار و امام اوزاعی و ربیعہ اور مالک بن مغول وغیرہ سے سنا اور آپ سے امام شافعی اور ابو عبید القاسم بن سلام و ابو حفص کبیر احمد بن حفص و ابوسلیمان جوزجانی و موسیٰ بن نصیر رازی و اسمعیل بن لوہ و علی بن مسلم و محمد سماعہ و معلیٰ بن منصور و ابراہیم بن رستم و بشام بن عبید اللہ و عیسیٰ بن ابان و محمد بن مقاتل اور شداد بن حکیم وغیرہ نے روایت کی اور فقہ کیا۔

ابو عبید کہتے ہیں کہ میں نے آپ کے سوا کوئی اعلم کتاب اللہ کا نہیں دیکھا۔ آپ عربیت و نحو و حساب میں بڑے ماہر تھے۔ قاسم بن سلام محدث متوفی ۲۳۳ھ نے غریب الحدیث میں آپ سے استناد کیا تاریخ خلکان میں لکھا ہے کہ امام شافعی کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد سے ایک بوجھ اور نٹ کا علم اخذ کیا ہے اور میں نے ان سے زیادہ کوئی عقیل نہیں دیکھا اور میں نے آپ کے سوا کوئی فرہ اندام ذکی نہیں دیکھا۔ امام شافعی نے آپ کی کتابوں کو منگا کر ان کی نقل کی۔ امام احمد سے جب پوچھا گیا کہ آپ کو یہ مسائل دقیقہ کون سے حاصل ہوئے تو انہوں نے فرمایا کہ امام محمد کی کتابوں سے حاصل ہوئے ہیں۔ امام شافعی نے ابن عبدالحکم نے روایت کی ہے کہ امام محمد نے

کہا ہے کہ میں نے تین برس تک امام مالک کے دروازے پر اقامت کر کے کچھ اور پر سات سو احادیث ان سے سماعت کی ہیں۔

امام شافعی فرماتے ہیں کہ اگر یہود و نصاریٰ امام محمد کی تصانیف دیکھ لیں تو بے اختیار ایمان لے آئیں۔ عیسیٰ بن ابان سے جب پوچھا گیا کہ امام ابو یوسف افقہ ہیں یا امام محمد؟ تو انہوں نے کہا کہ ان دونوں کی کتابوں پر اعتبار کرنا چاہیے یعنی امام محمد افقہ ہیں۔ امام شافعی نے کہا ہے کہ میرے نزدیک فقہ میں بہت امانت دار لوگوں کے امام محمد ہیں اور یہ بھی فرمایا کہ جو شخص فقہ کا ارادہ کرے اس کو امام ابو حنیفہ کے اصحاب کی صحبت کرنی چاہیے کیونکہ معانی قرآن و حدیث کے انہیں کو میسر ہوئے ہیں اور خدا کی قسم میں امام محمد کی ہی کتابوں سے فقیہ ہوا ہوں۔ کہتے ہیں کہ بعد وفات آپ کے کسی نے آپ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ آپ کا نزع کے وقت کیسا حال ہوا؟ آپ نے فرمایا کہ میں اس وقت مکاتب کے مسائل میں سے ایک مسئلہ میں تامل کر رہا تھا، مجھ کو روح کے نکلنے کی کچھ خبر نہیں۔

روایت ہے کہ ایک مرتبہ امام شافعی نے آپ کے پاس رات بسر کی اور صبح تک نماز میں گھڑے رہے اور آپ بستر سے پر لیٹ گئے۔ امام شافعی کو یہ بات ناگوار گزری۔ جب فجر ہوئی تو آپ اٹھ بیٹھے اور بغیر تجدد وضو کے نماز پڑھ لی۔ امام شافعی نے اس کا سبب دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تم نے اپنے نفس کے لئے عمل کر کے صبح کر دی اور میں نے امت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے عمل کر کے کچھ اور ہزار مسئلہ کتاب اللہ سے نکالا۔ محمد بن سماعہ سے روایت ہے کہ آپ نے اپنے گھر کے لوگوں کو کہہ دیا تھا کہ مجھ سے کوئی ایسی دنیاوی حاجت طلب نہ کریں جس سے میرا دل اس طرف لگ جائے اور جس چیز کی حاجت ہو میرے وکیل سے مانگ لیا کریں کہتے ہیں کہ آپ اس قدر علم میں مشغول تھے کہ پارچات آپ کے میلے ہو جاتے اور آپ کو ان کے اتارنے کی فرصت نہ ہوتی تھی اس لئے آپ کے گھر کے لوگ اور کپڑے آپ پر ڈال دیتے تھے اور میلے اتروا کر دھونے کو دے دیا کرتے تھے۔ آپ کے گھر میں ایک مرغ تھا جو وقت بے وقت بانگ دے دیا کرتا تھا، آپ نے اس کو ذبح کر دیا کہ یہ مجھ کو ناحق علم کے شغل میں خارج ہے۔

اسماعیل بن ابی رجا کہتے ہیں کہ میں نے بعد وفات آپ کے آپ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ خدا نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ آپ نے فرمایا کہ مجھ کو خدا نے بخش دیا اور فرمایا

کہ اگر تجھ کو عذاب دینا ہوتا تو تجھ کو یہ علم نہ دیتا۔ پھر میں نے پوچھا کہ امام ابو یوسف کہاں ہیں؟ فرمایا کہ وہ مجھ سے دو درجہ اوپر ہیں۔ پھر میں نے امام ابو حنیفہ کا حال پوچھا، فرمایا کہ وہ بہت دور اعلیٰ عین میں ہیں۔ کہتے ہیں کہ آپ نے امام شافعی کی والدہ سے، جو بیوہ تھیں، نکاح کیا اور جب آپ سوار ہو کر کہیں جایا کرتے تو امام شافعی اکثر پیادہ آپ کے ہمراہ ہوتے تھے۔ ابن خلکان نے لکھا ہے کہ آپ بڑے افضح الناس تھے۔ جب کلام کرتے تھے تو سننے والا یہی خیال کرتا تھا کہ قرآن شریف آپ کی بولی میں نازل ہوا ہے اور جب امام شافعی بغداد میں تشریف لائے تو آپ کے اور امام شافعی کے درمیان کئی ایک مجالس ہارون رشید کے سامنے واقع ہوئیں اور امام شافعی نے فرمایا کہ میں نے بجز امام محمد کے اور کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا کہ جب اس سے کوئی مشکل مسئلہ پوچھا گیا ہو تو اس کے چہرہ میں کراہیت ظاہر نہ ہوئی ہو انتہی۔

شامی میں لکھا ہے کہ امام محمد، فرار نحوی و لغوی کی غلہ کے بیٹے ہیں اور لغت میں بھی مثل ابی عبید اور اصمعی اور خلیل و کسائی وغیرہ کے امام ہیں اور آپ کی تقلید لغت میں واجب ہے چنانچہ ابو عبید نے باوجود جلالت قدر کے آپ کی تقلید کی اور آپ کے قول سے حجت پکڑی اسی طرح ابو العباس نے لغت میں آپ کی تقلید کی اور ثعلب کہتے تھے کہ ہمارے نزدیک امام محمد سیبویہ کے اقراں میں سے ہیں اور آپ کا قول لغت میں حجت ہے۔ آپ کہتے تھے کہ ہمارا باپ تیس ہزار درم چھوڑ کر فوت ہوا تھا، جن میں سے پندرہ ہزار درم تو ہم نے نحو و شعر اور باقی فقہ و حدیث کے حصول میں خرچ کئے۔ یہ بھی آپ کا قول تھا کہ جب میں پہلی دفعہ امام ابو حنیفہ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا تو امام نے مجھ سے پوچھا تھا کہ قرآن تجھ کو یاد ہے یا نہیں؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ امام نے کہا کہ اول قرآن جا کر یاد کرو پھر فقہ میں مشغول ہونا! اس پر میں پھر گیا اور سات روز میں قرآن شریف حفظ کر کے پھر حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ کیا ہم نے تم کو نہیں کہا کہ قرآن شریف یاد کر کے ہمارے پاس آؤ؟ میں نے کہا کہ قرآن حفظ کر آیا ہوں۔ خطیب بغدادی نے اسمعیل بن حماد بن ابو حنیفہ سے روایت کی ہے کہ امام محمد اس وقت سے کوفہ کی مسجد میں فارغ التحصیل ہو کر بیٹھے کہ جب آپ کی بیس سال کی عمر تھی۔ روایت ہے کہ جب آپ اپنے لئے اجتہاد سے لڑتے تھے تو اکثر یہ مقولہ فرمایا کرتے "لذات الافکار خیر من لذات الالبکار" کہتے ہیں کہ ایک احبار انصار نے بہت سے علماء اسلام سے ملاقات کی تھی اور مسلمان نہ ہوا تھا۔ جب امام محمد نے جامع کبیر کو تصنیف کیا تو وہ اس کو مطالعہ کر کے فوراً مسلمان ہو گیا اور کہا کہ اگر یہ پیغمبری کا دعویٰ کرتے اور معجزہ اپنا اس کتاب کو پیش کرتے تو کوئی آپ کا مقابلہ نہ کر سکتا اور سب پر

ایمان لانا لازم ہوتا۔ پس کجا وہ شخص جس کی امت میں سے یہ ایک شخص ہیں۔ جس قدر آپ نے امام ابوحنیفہ کے علم کو اپنی تصنیفات کے ذریعہ سے پھیلایا ایسا کسی سے ظہور میں نہیں آیا چنانچہ آپ نے نو سو ننانوے تصنیفات دینی علوم میں کہیں اور دس لاکھ ستر ہزار تیس اور ایک روایت میں دس لاکھ ستر ہزار ایک سو مسد نکالا لیکن آپ کی تصنیفات میں سے اشرہ یہ کتابیں ہیں : مبسوط، زیادات، جامع صغیر، جامع کبیر، سیر صغیر، سیر کبیر، نوادر، نوازل، رقیات، ہارونیات، کیسانیات، جرجانیات، کتاب الآثار، موطا، طبقات تمیمی میں امام سرخسی کی شرح سیر الکبیر سے منقول ہے کہ سیر الکبیر امام محمد کی آخر تصنیفات فقہ میں سے ہے جس کی تصنیف کا یہ سبب ہوا تھا کہ آپ کی سیر صغیر ایک مرتبہ امام اوزاعی اہل شام کے ہاتھ میں آگئی جنہوں نے اس کو دیکھ کر فرمایا کہ عراق والوں کو، باوجودیکہ اس باب میں یہ ایک تصنیف ان کے پاس موجود ہے، کیا ہوا؟ کیا ان کو سیر صغیر کا علم نہیں ہے؟ جب اس بات کی خبر امام محمد کو پہنچی تو آپ نے سیر کبیر کو تصنیف کیا، پس جب اس کو امام اوزاعی نے دیکھا تو فرمایا کہ اگر اس کتاب کو احادیث سے شامل نہ کیا جاتا تو البتہ میں کہتا کہ تحقیق انہوں نے اس میں علم رکھا ہے اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے ان کی فکر میں جہت اصابت جواب کی معین کی ہے اور سچ کہا خدا نے کہ اوپر ہر ذمی علم کے علیم ہے۔ اس کے بعد امام محمد نے اس کتاب کو ساٹھ دفاتر میں لکھوا کر خلیفہ ہارون رشید کے پاس بھیج دیا جس نے اس کو دیکھ کر ہنایت پسند کیا اور اس کو آپ کے تفاضرا یام میں سے شمار کیا۔ میرا تقانی نے شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ آپ کی کتاب مبسوط کو علماء نے اصل ٹھہرایا ہے کیونکہ آپ نے پہلے اسی کو تصنیف کیا ہے پھر جامع صغیر و جامع کبیر و زیادات کو تصنیف فرمایا۔

ہارون رشید نے پہلے آپ کو مقام رقبہ کا قاضی مقرر کیا تھا جہاں آپ نے کتاب رقیات تصنیف کی پھر معزول ہو کر بغداد میں تشریف لائے۔ جب ہارون رشید رے سے آیا تو آپ کو بھی اپنے ساتھ لایا جہاں آپ نے ۱۸۹ھ میں وفات پائی، اتفاق سے اسی روز امام ابو الحسن علی معروف کسائی نحوی نے بھی وفات پائی، اس لئے ہارون رشید کہا کرتا تھا کہ میں نے فقہ و نحو کو رے میں دفن کیا۔ " امام زین " آپ کی تاریخ وفات ہے۔

علی بن مشہر

علی بن مشہر قرظی کوفی ہے، امام ابوحنیفہ کے ان اصحاب میں سے تھے جنہوں نے فقہ و حدیث کو جمع کیا۔ ابو الحسن کفایت تھی۔ اپنے زمانہ کے عالم عامل صاحب روایت و درایت اور ثقہ تھے۔ حدیث کو اعمش اور ہشام بن عروہ سے سنا اور آپ سے سفیان ثوری نے امام ابوحنیفہ کا علم اور

ملحہ بن یزید "جو امر المصنف" (مرتب)

ان کی کتب لے اخذ و نقل کیا، مدت تک آپ موصل کے قاضی رہے اور ۱۸۹۱ء میں وفات پائی۔ اصحاب صحاح ستہ نے آپ سے تخریج کی۔ "عالم بے بدل" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

یوسف بن خالد

یوسف بن خالد بن یحییٰ سمی بصری مولیٰ بنی بیث : امام ابو حنیفہ کے شاگردوں میں سے عالم فاضل، فقیہ کامل، رائے و فتوے میں بصیرت تمام رکھتے تھے۔ ابو خالد کنیت تھی۔ مدت تک امام ابو حنیفہ کی صحبت میں بیٹھے اور ان سے بہت کچھ اخذ کیا۔ اوائل میں عثمان فقیہ بصرہ کے شاگرد تھے جو بعد از وفات ابو حنیفہ کی خدمت سے مشرف ہوئے اور چالیس ہزار مسائل مشککہ جو آپ کے خیال میں ممکن تھے، امام سے حل کئے، بسبب نیک روش اور بہیت کے سمتی کی نسبت سے مشہور ہوئے، اگرچہ صاحب تقرب کے نزدیک آپ متروک ہیں لیکن تاہم ابن ماجہ نے اپنی سنن میں آپ سے تخریج کی اور طہال بن یحییٰ اور اس کے باپ خالد نے آپ سے روایت کی۔ طحاوی نے کہا ہے کہ میں نے مزنی سے سنا کہ یوسف بن خالد اہل خیار میں سے ہیں۔ وفات آپ کی ماہ رجب ۱۸۹ء میں ہوئی۔ "کوکب عالم" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

عبداللہ

عبداللہ بن ادریس بن یزید بن عبدالرحمن اودی کوفی : فقیہ عابد، محدث ثقہ تھے۔ کنیت ابو محمد تھی۔ ہر ایک چیز میں امام ابو حنیفہ سے روایت کی اور نیز اپنے باپ و ابن سعید و اعش و ابن جریر و ثوری اور شعبہ سے سنا اور آپ سے امام مالک و ابن مبارک و امام احمد نے روایت کی، کہتے ہیں کہ جب آپ مرنے لگے تو آپ کی لڑکی نے رونا شروع کیا، آپ نے فرمایا کہ مت رو کیونکہ میں نے اس مکان میں چار ہزار بار قرآن کا ختم کیا ہے۔ آپ نے کچھ اور پرستاروں کی عمر میں ۱۹۲ء میں وفات پائی۔ آپ سے اصحاب صحاح ستہ نے تخریج کی۔ "عزیز زماں" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

یوسف بن امام ابو یوسف

یوسف بن امام ابو یوسف بن ابراہیم بن حبیب بن خنیس بن سعد بن عتبہ انصاری : بڑے فقیہ و محدث تھے۔ فقہ و حدیث کو اپنے والد ماجد اور نیز یونس بن ابی اسحق سبعی اور سری بن یحییٰ وغیرہم سے اخذ کیا اور سنا اور اپنے والد کی ہی حیات میں غزنی جانب بغداد کے قاضی مقرر ہوئے اور ہارون رشید کے حکم سے مدینہ منورہ میں جمعہ کی نماز پڑھائی اور تا وفات قاضی رہے اور

ملفوظات ابوالحسن علی بن ابی طالب (مرتبہ)

بغداد میں ماہِ رجب ۱۹۳ھ میں وفات پائی۔ ”صاحبِ کمال“ تاریخِ وفات ہے۔

علی بن ظبیان

علی بن ظبیان بن ہلال عبسی کوفی : فقیہ، محدث، عالم، عارف، ورع تھے، کنیت ابوالحسن تھی۔ ابتداء میں آپ شرقی بغداد کے قاضی مقرر ہوئے، جب ہارون رشید کی خلافت کا دور دورہ ہوا تو آپ قاضی القضاة بنے، آپ ہمیشہ بوریے پر بیٹھا کرتے تھے، لوگوں نے آپ سے کہا کہ آپ کیوں بوریے پر بیٹھا کرتے ہیں حالانکہ آپ سے پہلے جو قاضی تھے وہ مسند پر بیٹھا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھ کو شرم آتی ہے کہ دو مسلمان بھائی میرے آگے بوریے پر بیٹھیں اور میں مسند پر اجلاس کروں۔ وفات آپ کی ۱۹۳ھ میں ہوئی اور ابن ماجہ نے آپ سے تخریج کی۔

شقیق بلخی

شقیق بن ابراہیم بلخی : امام ابو یوسف کے اصحاب میں سے عالم، زاہد، عارف، متوکل تھے اور ان سے کتاب الصلوٰۃ پڑھی اور امام ابو حنیفہ و اسرائیل اور عباد بن کثیر سے بھی روایت کی، کنیت ابو علی رکھتے تھے۔ مدت تک ابراہیم بن ادہم کی صحبت میں رہے اور ان سے طریقت کا علم حاصل کیا، آپ کا قول تھا کہ میں نے ایک ہزار سات سو استاد کی شاگردی کی اور چند اونٹ کتابوں کے پڑھے لیکن خدا کی رضامندی چار چیزوں میں پائی، ایک امن روزی میں، دوم کام میں اخلاص، سوم شیطان سے عداوت، چہارم موت سے موافقت۔

کہتے ہیں کہ جب آپ نے توکل کے میدان میں قدم رکھا تو آپ کے پاس تین سو گاؤں جا پیدا میں تھے، سب کو آپ نے فقرا پر ایثار کر دیا یہاں تک کہ مرنے کے وقت کفن کے لئے بھی آپ کے پاس کچھ نہ تھا۔ حاتم اصم اور محمد بن ابان بلخی اور ابن مردویہ نے آپ سے روایت کی اور ۱۹۳ھ میں آپ ولایت ختلان میں شہید ہوئے چنانچہ قبر آپ کی اسی جگہ واقع ہے۔ ”نجم اہل دنیا“ آپ کی تاریخِ وفات ہے۔

حفص بن غیاث

حفص بن غیاث بن طلق بن مغویہ النخعی الکوفی : اپنے زماں کے عالم، محدث، ثقہ، زاہد، پرہیزگار تھے اور امام ابو حنیفہ کے ان اصحاب میں سے تھے جن کے حق میں امام موصوفؒ انتم مسار قلبی و

لہ طلق بن عمر جو ہر ضعیفہ مرتب لکھ تم لوگ میرے دل کی خوشی اور غم کو دور کرنے والے ہو ۱۲

جلد، حزنی " کا جملہ فرمایا کرتے تھے، کنیت ابو عمر تھی۔ فقہ امام ابو حنیفہ سے حاصل کی اور حدیث کو امام ابو یوسف اور سفیان ثوری اور اعمش اور ابن جریر بن سعید انصاری اور اسمعیل بن ابی خالد اور عاصم الاحول اور ہشام بن عروہ وغیرہم سے سنا اور روایت کیا اور آپ سے آپ کے بیٹے عمرو اور امام احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین اور علی بن المدینی اور ابن معین اور یحییٰ القطان وغیرہ اہل عراق نے سنا اور روایت کیا اور اصحاب صحاح ستہ نے اپنی اپنی صحاح میں آپ سے تخریج کی۔ ابن ابی شیبہ سے روایت ہے کہ آپ کو فہ میں تیرہ سال اور بغداد میں دو برس تک دار القضاہ کے متولی رہے لیکن اخیر عمر میں آپ کا حافظہ کچھ تھوڑا سا متغیر ہو گیا۔ وفات آپ کی بقول صحیح مسلم ۱۹۲ھ میں ہوئی۔ نخعی آپ کو اس لئے کہتے ہیں کہ آپ عرب کے قبیلہ نخعی سے ہیں۔ "زبدۃ اہل علم" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

امام وکیع

وکیع بن جراح بن یحییٰ بن عدی کوفی : فقہ و حدیث کے امام اور حافظ و ثقہ، زاہد عابد، اکابر تبع تابعین میں سے امام شافعی و امام احمد کے شیخ تھے، ابوسفیان کنیت تھی، اصل کے نیساپور اور بقول بعض سندھ کے باشندہ تھے، فقہ کا علم امام ابو حنیفہ سے حاصل کیا اور حدیث کو امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف و زفر و ابن جریر و سفیان ثوری و سفیان بن عیینہ و اوزاعی و اعمش وغیرہم سے سنا اور آپ سے عبداللہ بن مبارک و یحییٰ بن اکثم و امام احمد بن حنبل و یحییٰ بن معین و علی بن مدینی و ابن راہویہ و احمد بن منیع اور آپ کے بیٹے سفیان وغیرہ محدثین نے سنا اور اصحاب صحاح ستہ نے آپ سے تخریج کی۔

ابن اکثم کہتے ہیں کہ میں نے حضور و سفر میں آپ کی صحبت کی۔ آپ ہمیشہ روزہ رکھتے اور ہر رات قرآن کا ختم کرتے تھے اور جب تک تیسرا حصہ قرآن کا نہ پڑھ لیتے نہ سوتے پھر اخیر رات کو اٹھ کھڑے ہوتے۔ یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ میں نے وکیع سے کوئی افضل نہیں دیکھا۔ اس پر لوگوں نے کہا کہ کیا ابن مبارک کو بھی نہیں فرمایا کہ ابن مبارک کو بے شک افضل ہے لیکن میں نے وکیع سے کوئی افضل نہیں دیکھا۔ آپ کا دستور تھا کہ قبلہ کے سامنے بیٹھ کر حدیث کو یاد کرتے اور رات کو کھڑے ہوتے اور پے در پے حدیث کو لاتے اور امام ابو حنیفہ کے قول پر فتویٰ دیتے اور یحییٰ بن سعید قطان آپ کے قول پر فتویٰ دیتے تھے۔ امام احمد کہتے ہیں کہ میں نے علم کا دعویٰ کرنے والا زیادہ تر آپ سے کوئی نہیں دیکھا۔ آپ ہی کو کسی نے اس شعر میں اشارہ کیا ہے

شکوت الیٰ وکیع سور حفظی فادسانی اے ترک المعاصی
 وعلہ بان الفضل علم وفضل اللہ لاجویہ عاصی
 آپ نے ستر سال کی عمر میں ۱۹۶ھ میں وفات پائی۔ "کعبہ اہل دین" آپ کی تاریخ
 وفات ہے۔

شعیب

شعیب بن اسحاق بن عبدالرحمن قرشی دمشقی : امام ابوحنیفہ کے اصحاب میں سے
 محدث ثقہ فقیہ جدید منتم بالارحام تھے۔ ابن عروبہ سے آپ نے اخیر عمر میں حدیث کو سماعت کیا اور
 آپ سے لیث نے روایت کی۔ آپ امام اوزاعی و امام شافعی اور ولید بن مسلم کے طبقے میں سے
 تھے، شیخین اور ابوداؤد و نسائی اور ابن ماجہ نے آپ سے حدیث کی تخریج کی اور ۱۹۸ھ اور بقول بعض
 ۱۸۹ھ میں آپ فوت ہوئے۔

یحییٰ قطان

یحییٰ بن سعید القطان بن فروخ تمیمی بصری : ابو سعید کنیت تھی۔ حدیث کے امام
 حافظ، ثقہ، متقن، قدوہ تھے۔ امام مالک و ابن عیینہ اور شعبہ سے حدیث کو سنا اور آپ سے
 امام احمد و ابن المدینی اور ابن معین نے روایت کی، بیس سال تک ہر روز قرآن شریف کا ختم کرتے
 رہے اور چالیس سال تک آپ سے مسجد میں زوال فوت نہ ہوا۔ آپ کا دستور تھا کہ بعد نماز عصر
 کے آپ سارہ مسجد میں تکیہ لگا کر بیٹھ جاتے اور آپ کے روبرو امام احمد و ابن مدینی اور ابن
 خالد کھڑے ہو کر حدیث پوچھتے اور مغرب تک کسی کو نہ کہتے کہ بیٹھ جاؤ اور نہ آپ کی بیعت و جلال
 سے کوئی بیٹھ سکتا تھا، فتوے امام ابوحنیفہ کے قول پر دیا کرتے تھے۔ ۲۱۰ھ میں پیدا ہوئے اور
 اٹھتر سال کی عمر میں ۱۹۸ھ میں وفات پائی۔ آپ سے صحاح ستہ والوں نے تخریج کی "امام قوی"
 آپ کی تاریخ وفات ہے۔

سفیان بن عیینہ

سفیان بن عیینہ بن ابی عمران میمون السملی الکوفی : محدث، ثقہ، حافظ، فقیہ، امام
 حجت اور آٹھویں طبقہ کے روس میں سے تھے، ابو محمد کنیت تھی، کوفہ میں ۱۵ شعبان ۱۷۰ھ میں
 پیدا ہوئے اور آپ کا باپ آپ کو مکہ معظمہ میں لے گیا۔ ابھی بیس سال کی عمر کو نہ پہنچے تھے کہ پھر کوفہ
 میں آئے اور امام ابوحنیفہ کے پاس تحصیل علم حدیث کے لئے بیٹھے اور ان سے روایت کی، آپ کا قول

ہے کہ پہلے پہل امام ابو حنیفہ ہی نے مجھ کو محدث بنا لیا ہے، پھر عمرو بن دینار اور ضمیر بن سعید کی مصائب کی اور ان سے اور زہری و ابی اسحق سبعی و محمد بن المنکدر و ابی زیاد و عاصم بن ابی النجود المقری و اعمش اور عبد الملک بن عمیر و غیر ہم سے حدیث کو سنا اور آپ سے امام شافعی و شعبہ بن حجاج و محمد بن اسحق و ابن جریر و زہیر بن بکار اور آپ کے چچا مصعب اور عبد الرزاق بن بہام صنعانی و یحییٰ بن اکثم نے روایت کی اور نیز اصحاب صحاح ستہ نے آپ سے بکثرت تخریج کی۔ امام شافعی کا قول ہے کہ اگر آپ اور امام مالک نہ ہوتے تو حجاز سے علم چلا جاتا اور یہ بھی انہوں نے کہا ہے کہ میں نے کوئی شخص ایسا نہیں دیکھا کہ جس میں مثل آپ کے فتوے دینے کا مادہ موجود ہو اور پھر وہ مثل آپ کے فتوے دینے سے زیادہ پرہیز کرے۔ آپ نے ستر مرتبہ حج کیا اور شنبہ کے روز اخیر تاریخ جمادی الاخریٰ اور بقول بعض یکم رجب ۱۹۸ھ میں مکہ معظمہ میں وفات پائی اور کوہ حجون کے پاس مدفون ہوئے۔ "کعبۃ اہل دنیا" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

حکم بن عبد اللہ

حکم بن عبد اللہ بن سلمہ بن عبد الرحمن لمخی : امام ابو حنیفہ کے اصحاب میں سے علامہ کبیر اور فہامہ بصیر تھے۔ ابو مطیع کنیت تھی، امام سے ان کی فقہ اکبر کے آپ ہی راوی ہیں، حدیث کو امام ابو حنیفہ و امام مالک و ابن عون و ہشام بن حسان و غیرہ سے سنا اور روایت کیا اور آپ سے احمد بن منیع اور فلاد بن اسلم و غیرہ نے روایت کی اور بلخ کے لوگوں نے تفقہ کیا۔ عبد اللہ بن مبارک آپ کے علم اور دیانت کے سبب آپ کی بڑی تعظیم و تکریم کرتے تھے، آپ مدت تک بلخ کے قاضی رہے اور امر معروف و نہی منکر میں بڑا خیال کرتے تھے لیکن حدیث کے معاملے میں محدثین نے آپ کو ضعف میں سے شمار کیا ہے۔ آپ رکوع و سجد میں تین دفعہ تسبیح کہنے کی فرضیت کے قائل ہوئے۔

محمد بن فضل کہتے ہیں کہ ایک دفعہ خلیفہ کی طرف سے والی بلخ کے پاس ایک کتابت آئی جس میں ولیمہ کی نسبت لکھا تھا وَ اَتَيْنَاهُ الْحَكْمَ صَدِيْقًا جب آپ نے اس بات کو سنا تو والی بلخ کے پاس آکر کہا کہ دنیاوی منفعت میں تم اس حد کو پہنچ گئے ہو کہ کفر تک نوبت پہنچی ہے، آپ نے اس کلمہ کو کئی دفعہ کہا، یہاں تک کہ امیر روپڑ اس کا سبب بیان کرنے کی التجا کی، آپ جمعہ کے روز منبر پر چڑھ کر اپنی ڈاڑھی کچھ کر کے رونے لگے اور فرمایا کہ جو شخص بغیر حضرت یحییٰ پیغمبر کے ایسا کلمہ کہے وہ کافر ہے۔ تمام لوگ یہ حال دیکھ کر روپڑ سے اور جو آدمی وہ

کتابت لاتے تھے، بھاگ گئے۔ وفات آپ کی ۹۹ھ میں ہوئی۔ "پسندیدہ دین" آپ کی تاریخ وصال ہے۔

حفص بن عبدالرحمن

حفص بن عبدالرحمن بلخی : امام ابوحنیفہ کے اصحاب میں محدث صدوق و افقہ تھے، کنیت ابو عمرو تھی اور نیسا پوری کے لقب سے معروف تھے۔ اسرائیل اور حجاج بن ارطاة اور ثوری سے روایت کی، پہلے بغداد کے قاضی مقرر ہوئے پھر قضا کو چھوڑ کر عبادت الہی میں مشغول ہو گئے کہتے ہیں کہ جب کبھی عبداللہ بن مبارک نیسا پور میں آتے تو آپ کی ضرور زیارت کرتے۔ وفات آپ کی ۹۹ھ میں ہوئی۔ نسائی نے اپنی صحیح میں آپ سے تخریج کی۔ سال وفات آپ کا لفظ "محبوب عالم" ہے۔

خالد بن سلیمان

خالد بن سلیمان بلخی : امام اعظم کے تلامذہ میں سے اہل بلخ کے امام اور منجملہ ان اصحاب کے تھے جن کو امام موصوف نے فتوے دینے کے لئے معدود کیا ہوا تھا۔ کنیت آپ کی ابو معاذ تھی۔ روایت امام ابوحنیفہ وغیرہ سے کرتے تھے، چوراسی سال کے ہو کر جمعہ کے روز ۲۶ ماہ محرم ۹۹ھ میں فوت ہوئے "ذین اسلام" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

معروف کرخی

معروف کرخی بن فیروز : اپنے زمانہ کے مقتدائے صدر طریقت رہنمائے راہ حقیقت عارف اسرار الہی قطب وقت اور مجاب الدعوات تھے۔ آپ کا باپ جو نصرانی تھا۔ جب اس نے آپ کو معلم کے پاس بھیجا اور معلم نے آپ کو کہا کہ ثالث ثلاثہ کہو، تو آپ نے اس وقت انکار کر کے کہا کہ میں ہوا اللہ احد کہتا ہوں، ہر چند اس نے آپ کو بڑی فمائش کی مگر بے سود اور آپ اس کے پاس سے بھاگ کر امام علی بن موسیٰ رضا کے پاس آ گئے اور ان کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے، چند روز کے بعد جب اپنے گھر میں واپس آئے تو باپ نے پوچھا کہ تم نے کونسا دین اختیار کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ آپ کے والدین بھی یہ بات سنتے ہی مسلمان ہو گئے بعد ازاں آپ داؤد طائی شاگرد امام ابوحنیفہ کے پاس بیٹھے اور ان سے ظاہری و باطنی علوم کی تکمیل کی اور ریاضت و عبادت کا طریقہ سیکھ کر صدق و صفا میں مشارالہ اور مقام علیا میں فائز المرام ہوئے۔ شامی میں لکھا ہے کہ آپ سے سمری سقطی نے ظاہری و باطنی علوم پڑھے اور مشائخ کبار

میں سے آپ مستجاب الدعوات ہیں، اکثر لوگ آپ کی خانقاہ کے پاس استسقاء کی نماز پڑھتے اور بارش باراں پاتے ہیں۔ وفات آپ کی سن ۲۷۰ھ میں ہوئی۔ "مقبول ایزد" تاریخ وفات ہے۔

حماد بن دلیل

حماد بن دلیل : اپنے زمانہ کے امام و فقیہ اور محدث صدوق تھے اور امام ابوحنیفہ کے ان بارہ اصحاب میں سے تھے جن کی طرف امام نے اشارہ فرمایا تھا کہ یہ قضا کی صلاحیت رکھتے ہیں، کنیت ابو زید تھی اور طبقہ صغار تبع تابعین میں سے تھے، حدیث کو امام ابوحنیفہ و ثوری اور حسن بن عمارہ سے روایت کیا اور آپ سے احمد بن ابی الجوزی و اسحق اور اسد نے روایت کی، مدت تک مدائن کے قاضی رہے۔ جب کوئی شخص شیخ فضیل بن عیاض سے مسئلہ پوچھتا تو وہ فرماتے کہ ابو زید سے پوچھ لو۔ ابو داؤد نے اپنی سنن میں آپ سے تخریج کی۔

عمر بن دار

عمر بن دار : اپنے وقت کے امام، عالم، ناصح، واعظ، فقیہ جدید محدث مقبول تھے، فقہ، امام ابوحنیفہ سے اخذ کی اور آپ سے امام نے بھی حدیث روایت کی، آپ اکثر وعظ کیا کرتے تھے اور گاہ بے گاہ امام بھی آپ کی مجلس میں تشریف لاتے تھے۔ ایک دن جب بعد وعظ کے آپ نے یہ مناجات پڑھی اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنَّا عَاقِبِيْنَ اَلَمْ نَقَدْ تَرَكَنَا مِنْ مَعَاصِيْكَ اَبْغَضَهَا وَ هُوَ اِلَّا شُرَاكُ بِكَ وَاِنْ قَصَرْنَا فِيْ بَعْضِ طَاعَتِكَ فَقَدْ مِنْهَا بِاِحْتِمَا اِلَيْكَ وَ هُوَ شَهَادَةٌ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَاَنْ سُوْلُهُ تُوَا س وقت امام بھی حاضر تھے جنہوں نے اس مناجات سے خوش ہو کر فرمایا کہ اسے عمر وعظ کہنا آپ پر ختم ہے۔

حقیقت سوم

تیسری صدی کے فقہاء و علماء کے حالات میں

حسن بن زیاد

حسن بن زیاد لولوی کوفی : امام ابوحنیفہ کے شاگردوں میں سے بڑے بیدار مغز دانشمند

فقہ تھے یہاں تک کہ یحییٰ بن آدم کہتے ہیں کہ میں نے آپ سے زیادہ ترک کوئی فقہ نہیں دیکھا۔ عمر بن حذافہ سے جب لوگوں نے پوچھا کہ حسن بن زیاد زیادہ تر فقہ میں یا محمد بن حسن؟ تو انہوں نے کہا کہ بخدا میں نے حسن بن زیاد کو ایسا دیکھا ہے کہ جب وہ محمد بن حسن سے کچھ سوال کرتے تھے تو یہاں تک ان کو مضطرب کر دیتے تھے کہ وہ رونے کے قریب ہو جاتے تھے۔ آپ سنت نبوی کے بڑے محب و متبع تھے یہاں تک کہ حسب اتباع حدیث البسوہم مساہیل لبسون کے چوکھڑا آپ پہنتے وہی اپنے غلاموں کو بھی پہنانے لگتے۔

آپ کا قول ہے کہ ہم نے ابن جریر سے بارہ ہزار احادیث ایسی لکھی ہیں جن کی فقہیوں کو نہایت حاجت ہے۔ آپ نے امام ابو حنیفہ سے بکثرت روایات حفظ کیں۔ ۹۲ھ میں جب حفص بن غیاث فوت ہوئے تو آپ کو ذی قضا کے متولی ہوئے مگر پھر مستعفی ہو گئے۔ کہتے ہیں کہ جب آپ کی عمر تیس سال گزری تو آپ نے فقہ کا علم پڑھنا شروع کیا اور چالیسویں سال تک اس میں مشغول رہے چنانچہ اس عرصہ میں آپ نے اچھی طرح بستر پر اپنی پیچھڑا رکھی۔ پھر چالیس سال آپ نے فتوے دینے میں صرف کئے۔ محمد بن احمد بن حسن جو آپ کے پوتے ہیں کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ نے کسی مسئلہ میں خطا کیا اور مستفتی چلا گیا تھا، آپ اس کو نہیں جانتے تھے کہ کہاں رہتا ہے تاکہ اس کو صحیح مسئلہ سمجھا دیں، پس اپنے منادی کرائی کہ میں نے فلاں روز فلاں مسئلہ کے جواب میں غلطی کی ہے، پوچھنے والے کو چاہئے کہ میرے پاس آکر اپنا مسئلہ صحیح کر جائے۔ آپ علمِ قرارت اور اس کے طرق میں بھی بڑے عالم تھے اور قرارت کا وہ طریقہ جو امام ابو حنیفہ کی طرف منسوب ہے وہ آپ پر منتہی ہوا۔

سمرقانی نے لکھا ہے کہ جب آپ قضا کے لئے اجلاس کرتے تو خدا کی قدرت سے اپنا علم سب بھول جاتے یہاں تک کہ اپنے اصحاب سے مسئلہ پوچھ کر حکم دیتے اور جب مجلس قضا سے برخاست ہوتے تو تمام علمی طاقت آپ کی اپنی جگہ پر واپس آجاتی پس اس عیب کی وجہ سے بکالی نے ناراض ہو کر آپ سے استعفار لے لیا۔ احمد بن عبد الحمید خازمی کہتے ہیں کہ میں نے آپ سے زیادہ کوئی نیک خلق نہیں دیکھا۔ طبقات قاری میں لکھا ہے کہ ابن اثیر کی کتاب مختصر غریب احادیث الکتب الستہ میں آپ کو ان علماء میں سے شمار کیا گیا ہے کہ جو تیسری صدی کی ابتداء میں مجددین امت محمدیہ سے ہوئے ہیں انتہی۔ لیکن باوجود اس فضیلت کے محدثین کو آپ کی نسبت تکلم ہے اور حدیث میں آپ کو ضعیف اور متروک الحدیث بتایا ہے۔ آپ کی تصنیفات میں سے کتاب مجرود اور امانی مشہور ہیں۔ محمد بن ساعدہ اور محمد بن شجاع الشافعی اور علی الرازی اور عمرو بن مہرہ وال جصاص نے آپ سے تلمذ کیا۔ وفات آپ کی

سنہ ۲۰۲ھ میں واقع ہوئی، اسی سال امام شافعی بھی فوت ہوئے۔ نوٹوی آپ کو اس لئے کہتے تھے کہ آپ کے بزرگوں میں سے کوئی نوٹو یعنی مرورید بیچا کرتا تھا۔ کنیت آپ کی ابوعلی تھی، ”جلال علم“ آپ کی تاریخ و قبا ہے۔

حسن بن ابی مالک

حسن بن ابی مالک : اپنے زمانہ کے امام فاضل فقیہ کامل تھے۔ ضمیمہ سے روایت ہے کہ آپ بڑے عزیز العلم اور کثیر الروایت ثقہ تھے اور اسی لئے امام ابو یوسف آپ کو چار پایہ سے جو اپنی طاقت سے زیادہ بوجھ اٹھاتا ہے، تشبیہ دیا کرتے تھے۔ فقہ آپ نے امام ابو یوسف سے اخذ کی اور آپ سے محمد بن شجاع نے تفقہ کیا۔ وفات آپ کی سنہ ۲۰۲ھ میں ہوئی، ”علامہ اوان“ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

موسیٰ بن سلیمان

موسیٰ بن سلیمان جو زجانی : ابو سلیمان کنیت تھی۔ عالم فاضل، عارف مذہب، فقیہ متبحر، محدث حافظ اور معلیٰ بن منصور کے مشارک تھے۔ فقہ تو امام محمد سے اخذ کی اور مسائل اصول و امالیٰ کو لکھا اور حدیث کو عبداللہ بن مبارک و امام ابو یوسف و نیز امام محمد سے سنا۔ خلیفہ مامون نے آپ کو قضا کے لئے کہا تھا مگر آپ نے انکار کیا اور اسی سال کے ہو کر بعد سنہ ۲۰۲ھ کے وفات پائی آپ کی تصنیفات سے کتاب سیر صغیر اور نوادر یادگار ہیں۔

زید بن ہارون

زید بن ہارون الواسطی : ابو خالد کنیت تھی، اپنے زمانہ کے امام کبیر اور محدث ثقہ تھے۔ حدیث کو امام ابو حنیفہ اور مالک اور سفیان ثوری اور دونوں حمادوں سے سنا اور روایت کیا اور آپ سے یحییٰ بن معین اور ابن مدینی نے روایت کی۔ آپ نماز بڑی آہستگی اور طویل قرارت سے پڑھا کرتے تھے۔ وفات آپ کی سنہ ۲۰۲ھ میں ہوئی۔ واسطی آپ کو اس لئے کہتے ہیں کہ آپ شہر واسط کے رہنے والے تھے جو درمیان بغداد اور بصرہ کے واقع ہے اور جہاں کے جنگل کی قلیں خوبی میں مشہور و معروف ہیں۔ ”علامہ جہاں“ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

عصام بن یوسف

عصام بن یوسف بن میمون بن قدامہ بلخی : بلخ میں اپنے وقت کے شیخ اور صاحب حدیث تھے۔ ابو عصمہ کنیت تھی اور ابراہیم بن یوسف بلخی کے بھائی تھے۔ ابو حاتم بن حبان نے آپ کو ثقافت میں لکھا۔ ابن مبارک و ثوری اور شعبہ سے روایت کی، امام ابو یوسف کے بھی ہم صحبت رہے،

لیکن رفع البیدین کیا کرتے تھے اور روایت میں ثبت تھے اور اکثر خطا بھی کر جاتے تھے۔ ۱۱۲ھ میں فوت ہوئے۔ "قدوة اہل جہاں" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

حسین بن حفص

حسین بن حفص بن فضل بن یحییٰ ہمدانی الاصفہانی : فقیہ حبیب اور محدثین کے طبقہ کبار عشرہ میں سے صدوق تھے۔ مسلم وابن ماجہ نے آپ سے روایت کی۔ ابو محمد کنیت تھی۔ فقہ امام ابو یوسف سے حاصل کی۔ چونکہ آپ امام ابو حنیفہ کے مذہب ہی پر فتوے دیا کرتے تھے اس لئے امام موصوف کی فقہ اصفہان کے ملک میں انہیں کے ذریعہ سے شائع ہوئی۔ مدت تک آپ اصفہان کے قاضی رہے۔ کہتے ہیں کہ آپ کو ایک لاکھ درم سالانہ کی آمدنی تھی مگر زکوٰۃ آپ پر بالکل واجب نہ ہوتی تھی کیونکہ آپ کل آمدنی کو فقہار و محدثین پر ایشا کر دیتے تھے۔ وفات آپ کی ۱۱۲ھ یا ۱۱۳ھ میں ہوئی۔

ابراہیم بن رستم

ابراہیم بن رستم مروزی : علامہ و فقیہ اور محدث ثقہ تھے۔ ابو بکر کنیت اور نجم الدین لقب تھا۔ فقہ کو امام محمد سے اخذ کیا اور ان سے نوادر کو نکھا اور حدیث کو اسد عمر و بجلی اور ابی علمہ نوح بن مریم مروزی شاگردان امام ابو حنیفہ اور نیز امام مالک و ثوری و سعید و حماد بن سلمہ اور اسمعیل بن عیاش سے سنا اور روایت کیا۔ کئی دفعہ بغداد میں آئے اور آپ سے امام احمد بن حنبل اور ابو خثیمہ زہیر بن حرب نے روایت کی اور ایک جم غفیر نے ثقہ کیا۔ ہر چند خلیفہ مامون نے آپ کو قضا کے لئے کہا مگر آپ نے اس کو قبول نہ کیا اور اپنے وطن کو چلے گئے اور دس ہزار درم صدقہ دیا، ۱۱۲ھ میں جب حج کر کے نیا پور میں پہنچے تو وفات پائی۔ "امام الزمان" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

معلیٰ بن منصور

معلیٰ بن منصور رازی : امام ابو یوسف و امام محمد کے اصحاب کبار میں سے بڑے حافظ حدیث ثقہ، فقیہ نبیل، صاحب ورع و دین و سنت تھے۔ کنیت ابو یحییٰ تھی۔ حدیث کو مالک و لیث و حماد اور ابن عیینہ سے روایت کیا اور آپ سے ابن مدینی و ابو بکر شیبہ اور امام بخاری نے غیر جامع میں اور ابو داؤد و ترمذی و ابن ماجہ نے اپنی اپنی سنن میں روایت کی۔ آپ نے امام ابو یوسف و محمد کی کتب و امامی اور نوادر کو روایت کیا اور ۱۱۲ھ میں فوت ہوئے۔ "قطب اہل دین"

۱۱۲ھ بغزل ذہبی ۱۱۲ھ میں یغز میں وفات پائی (مرتب)

آپ کی تاریخ وفات ہے۔

صحاک بن مخلد

صحاک بن مخلد بن صحاک بن مسلم الشیبانی البصری : امام ابوحنیفہ کے اصحاب میں سے محدث ثقہ فاضل معتد فقہیہ کامل تھے، ابو عاصم کنیت اور نبیل کے لقب سے معروف تھے، اصحاب صحاح ستہ نے اپنی اپنی صحاح میں آپ سے تخریج حدیث کی اور بصرہ میں نوے برس کی عمر میں ۲۱۲ھ میں فوت ہوئے۔ "میزان عدل" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

اسمعیل بن حماد

اسمعیل بن حماد بن امام ابی حنیفہ کوفی : عالم فاضل، عابد، زاہد، صالح، متدین اپنے وقت کے امام بلا مدافعتھے۔ آپ نے اپنے جد امجد امام ابوحنیفہ کو نہیں دیکھا۔ کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ فقہ اپنے والد ماجد امام حماد اور حسن بن زیاد سے اخذ کی اور حدیث کو اپنے والد اور نیز عمرو بن ذرو مالک بن مغول وابن ابی ذئب وقاسم بن معن وغیر ہم سے سنا اور آپ سے سہل بن عثمان عسکری و عبد المؤمن بن علی الرازی اور ایک جماعت نے روایت کی اور ابو سعید بر دعی نے فقہ پڑھی پہلے بغداد پھر بصرہ پھر رتہ کے قاضی مقرر ہوئے۔ آپ احکام قضا اور وقائع و نوازل میں ماہر باہر اور عارف بصیر تھے۔

محمد بن عبد اللہ انصاری کہتے ہیں کہ حضرت عمر کے زمانے سے آج تک کوئی قاضی آپ سے زیادہ علم نہیں ہوا، لوگوں نے کہا کہ کیا حسن بصری بھی نہیں ہوئے؟ کہا کہ نہیں۔ شمس الائمہ حلوانی سے روایت ہے کہ آپ پہلے امام ابو یوسف کے پاس فقہ حاصل کرنے کے لئے جایا کرتے تھے اور تھوڑے ہی عرصہ میں ایسی ترقی کر لی کہ خود ان پر اعتراض کرنے لگ گئے۔ افسوس آپ جوان عمر میں ہی بعد خلیفہ مامون ۲۱۲ھ میں فوت ہو گئے۔ اگر آپ کی زندگی وفا کوئی اور آپ بڑی عمر کے ہوتے تو لوگوں میں البتہ آپ کا ایک شانِ عظیم اور رتبہ فخم ظاہر ہوتا۔ آپ نے ایک کتاب جامع فقہ اور ایک کتاب قدریہ کے رد میں اور ایک کتاب ارجار میں تصنیف فرمائی۔

تاریخ فلکان میں لکھا ہے کہ آپ کا ایک ہم سایہ خراسی فرقہ رافضیہ میں سے تھا، اس کے دو خچر تھے جن میں سے ایک کا اس نے بسبب تعصب کے ابو بکر اور دوسرے کا عمر نام رکھا ہوا تھا، اتفاقاً ایک رات ان میں سے ایک خچر نے اس کو ایسی لات ماری کہ وہ مر گیا۔ آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ ہمارے جد امجد امام اعظم نے پیشین گوئی کی تھی کہ اس کو عمر ہلاک کرے گا پس اب تم جا کر دریافت کرو کہ

کس نچرنے اس کو ہلاک کیا ہے، جب لوگوں نے دریافت کیا تو اس کا قاتل عمر ہی نکلا۔ ”حسن دین“ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

بشر بن ابی ازہر

بشر بن ابی ازہر نیدر نیسا پوری : کوفہ کے مشہورین فقہاء میں سے عالم فاضل، فقیہ محدث تھے، فقہ امام ابو یوسف سے حاصل کی اور حدیث کو عبداللہ بن مبارک و ابن عمیرہ اور شریک سے سماعت کیا اور آپ سے علی بن مدینی و محمد بن یحییٰ ذہلی نے روایت کی، مدت تک نیسا پور کے قاضی رہے اور ۳۱۰ھ میں فوت ہوئے۔

خلف بن ایوب

خلف بن ایوب بلخی : امام زفر و امام محمد کے اصحاب میں سے فقیہ محدث، عابد، زاہد صالح تھے۔ کنیت ابو سعید تھی۔ فقہ امام ابو یوسف سے اخذ کی اور حدیث کو اسرائیل بن یوسف سے سنا اور اسد بن عمرو و عوف اور معمر سے روایت کیا اور آپ سے امام احمد اور ابو کریب وغیرہ نے روایت کی اور صحیح ترمذی میں یہ حدیث آپ سے روایت ہوئی خصلتان لای اجتماعان فی منافق حسن سست و فقہ فی الدین۔ مدت تک آپ ابراہیم بن ادہم کی صحبت میں رہے اور ان سے طریق زہد اخذ کیا۔ ضمیمہ سے روایت ہے کہ اگر خلف بن ایوب کا علم جمع کیا جائے تو البتہ علی رازی کے علم کے برابر ہو سکتا ہے کہ آپ نے اپنے علم کو زہد و صلاحیت میں ظاہر کیا۔ آپ سے بہت سے مسائل ظاہر ہوئے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ میں اس شخص کی شہادت قبول نہیں کرتا جو مسجد میں فقیر کو خیرات دے۔

کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ بیمار ہوئے، جب نماز کا وقت آتا تو اپنے اصحاب کو کہتے کہ مجھ کو کھڑا کرو اور تکبیر کے کہنے تک مدد دو، پھر چھوڑ دو چنانچہ آپ کے اصحاب ایسا ہی کرتے پس آپ تندرستوں کی طرح نماز ادا کر لیتے اور جب سلام پھیرتے تو مارے ضعف کے زمین پر گر پڑتے لوگوں نے اس کا سبب پوچھا، آپ نے فرمایا کہ مرض امور الہی سے برابری نہیں کر سکتا۔ ایک دفعہ نماز کی حالت میں آپ کو زنبور نے کاٹا اور خون نکلا، آپ کے بیٹے نے شور مچایا کہ آپ کا وضو ٹوٹ گیا، آپ نے فرمایا کہ بخدا مجھ کو زنبور کے کاٹنے کی کچھ خبر نہیں ہوئی۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ بیمار ہوئے اور امیر داؤد آپ کی عیادت کو آیا، آپ نے اس سے منہ پھیر کر دیوار کی طرف کر لیا۔ آپ کے صاحبزادے نے عذر کیا کہ آپ تمام رات نہیں سوئے اب آرام کیا ہے۔ آپ بولے کہ اے لڑکے

محبوب بولنا حرام ہے، میں سوتا نہیں ہوں لیکن میں نے حدیث میں دیکھا ہے کہ امیروں سے بات کرنی حرام ہے، اب میں اس شک میں ہوں کہ آیا ان کی طرف دیکھنا بھی حرام ہے یا نہیں۔ پس میں نہیں چاہتا کہ مشتبہ امر کا مرتکب ہوں۔ جب داؤد نے یہ بات سنی تو وہ خدا کی درگاہ میں بڑا رونا پڑا اور دعا کی کہ یا الہی! خلف بن ایوب مجھ سے نفرت کرتے ہیں اور میں ان کی زیارت سے تیرا تقرب چاہتا ہوں پس مجھ کو بخش دے۔ کہتے ہیں کہ جب داؤد فوت ہوا تو لوگوں نے اسے خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ خدا نے تجھ سے کیا سلوک کیا؟ اس نے جواب دیا کہ بسبب اس دعا کے جو میں نے کی تھی خدا نے مجھ کو بخش دیا۔ وفات آپ کی بقول صحیح مسلمہ میں ہوئی۔

محمد بن عبد اللہ

محمد بن عبد اللہ بن مثنیٰ بن عبد اللہ بن انس بن مالک الانصاری البصری : امام زفر کے اصحاب میں سے محدث ثقہ فقیہ حبیہ تھے۔ امام احمد بن حنبلہ اور امام صحاح ستہ نے آپ سے حدیث کی روایت کی، بعد ابن معاذ کے بصرہ کی قضا آپ کو دی گئی، پھر بغداد میں عسکر کی قضا پر مقرر ہوئے اور کچھ عرصہ کے بعد پھر بصرہ کے قاضی ہوئے جہاں ۱۸۱ھ میں وفات پائی۔ قطب عدل آپ کی تاریخ وفات ہے۔

ابراہیم بن جراح

ابراہیم بن جراح کو فی زبیل مصر عالم فاضل فقیہ محدث تھے۔ فقہ و حدیث کو امام ابو یوسف سے اخذ کیا اور سنا اور ان سے اور ابی جعد وغیرہ سے امالی کو لکھا۔ امالی جمع اطوار کی ہے اور اطوار اس کو کہتے ہیں کہ ایک عالم کے ارد گرد اس کے شاگرد کاغذ و قلم لے کر بیٹھ جائیں اور جو تقریر وہ کرے اس کو لکھتے ہیں یہاں تک کہ ایک کتاب بن جائے چنانچہ علمائے سلف اہل حدیث و فقہ و عربی کا افادہ علوم میں ایسا ہی دستور تھا۔ آپ مدت تک کوفہ کے قاضی رہے اور ماہ محرم ۱۸۱ھ میں وفات پائی۔ "آئینہ عالم" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

علی بن معبد

علی بن معبد بن شداد الرقی : امام محمد کے اصحاب میں سے محدث اجل، فقیہ کامل، شیخ ثقہ، مستقیم الحدیث، حنفی المذہب امام احمد کے طبقہ میں سے تھے۔ آپ کی ابو الحسن اور ابو محمد دو کنیتیں تھیں، مرو سے اپنے باپ کے ساتھ مصر میں آئے اور وہیں سکونت اختیار کی حدیث کو امام محمد اور عبد اللہ بن عمر و الرقی وابن مبارک و عتاب بن بشیر و مالک و لیث و ابن عیینہ و

لسہ دلدات ۵۱۸ھ۔ "ابراہیم" (مرتب)

عباد بن عباد وابن وہب و عبدالوہاب ثقفی و جریرہ و اسمعیل بن عیاش و ابی الاحوص کوفی و عیسیٰ بن یونس و امام شافعی و موسیٰ بن اعین و ہشیم اور وکیع و غیر ہم سے سنا اور روایت کیا اور نیز امام محمد سے ان کی جامع کبیر اور جامع صغیر کو روایت کیا اور آپ سے اسحاق بن منصور و خشیش بن امرم و عبدالرحمن بن عبداللہ بن عبدالحکیم و عبدالعزیز بن یحییٰ مدینی و یحییٰ بن معین و یونس بن عبدالاعلیٰ و محمد بن اسحاق و محمد بن عبد الملک بن زنجویہ و یحییٰ بن سلیمان جعفی و یعقوب بن سفیان و وحیم و ابو عبید القاسم بن سلام و بجر بن نصر و علی بن معبد بن نوح و اسمعیل سمویہ و مقدم بن داؤد و ہارون بن کامل مصری نے روایت کی اور نیز صاحب ترمذی اور نسائی نے اپنی اپنی صحیح میں آپ سے تخریج کی۔ وفات آپ کی ۲۰ رمضان ۱۸۱ھ میں ہوئی۔ ”قطب زمین“ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

ابو حفص کبیر

احمد بن حفص المعروف بہ ابو حفص کبیر بخاری : مجتہد عصر امام و ہر فاضل بے عدیل فقیہ بے تمثیل تھے، فقہ و حدیث امام محمد سے حاصل کی۔ آپ کے اصحاب اس قدر تھے کہ شمار میں نہ آسکتے تھے چنانچہ سمعانی شافعی نے لکھا ہے کہ بخارا کے پاس ایک گاؤں آباد ہے جہاں فقہاء کی ایک جماعت آپ کے اصحاب میں سے رہتی تھی۔ کہتے ہیں کہ آپ اور خلف بن ایوب اور سلیمان تینوں امام محمد سے تحصیل علم کیا کرتے تھے۔ خلف بن ایوب اور ابو سلیمان جس قدر ایک برس میں یاد کیا کرتے تھے، آپ ایک مہینہ میں یاد کر لیا کرتے تھے اور جو وہ ایک مہینہ میں حفظ کرتے تھے آپ ایک ہفتہ میں ازبر کر لیتے تھے اور نیز وہ دونوں جو کچھ پڑھتے تھے وہ لکھ لیا کرتے تھے مگر آپ کچھ نہیں لکھتے تھے۔ انہوں نے اس کا سبب پوچھا، آپ نے فرمایا کہ میں اپنے سینہ میں لکھتا جاتا ہوں انہوں نے کہا کہ یہ بات ہم نے مانی لیکن اگر آپ لکھتے جائیں تو بعد وفات کے آپ کی نشانی باقی رہے آپ نے فرمایا کہ یہ بات تو درست ہے لیکن میں کیا کروں کہ میرے راستہ وطن میں دریا حائل ہے، مہا دا جب میں واپس جاؤں تو کشتی میں پانی آجائے اور کتابوں کو بھگو دے جس سے میری محنت کتابت برباد جائے مگر وہ بھند ہوئے پس آپ نے بھی لکھنا شروع کیا یہاں تک کہ جب تینوں نے علم تحصیل کر کے فتوے دینے کی اجازت امام محمد سے حاصل کی تو خلف اور ابو سلیمان سرفند کو گئے اور آپ کشتی میں بیٹھ کر بخارا کی طرف آئے، اتفاقاً جیسا آپ نے کہا تھا ویسا ہی ہوا کہ آپ کی کشتی میں پانی بھر گیا اور تمام کتابیں بھیک گئیں، آخر آپ جان بچا کہ بمشکل کنارہ پر پہنچے اور کسی آدمی کو بخارا میں بھیج کر کتابت کا سامان منگوایا اور جس قدر پڑھا تھا اس کو یاد پڑ لکھنا شروع کیا اور لیا

لکھا کہ بجز تین یا پانچ مسئلوں کے الف اور واؤ تک مقدم و مؤخر نہ ہونے پایا۔ کفایہ وغنایہ شروع ہوا اور بغیر وہیں لکھا ہے کہ اٹھمیں الائمہ فرماتے ہیں کہ آپ کے زمانہ میں امام بخاری صاحب صحیح، بخارا میں تشریف لائے اور فتوے دینا شروع کیا۔ جب آپ کو اس حال سے خبر ہوئی تو آپ نے اس سے منع کر کے فرمایا کہ آپ فتوے دینے کے لائق نہیں ہیں مگر امام بخاری باز نہ آئے، آخر الامر ایک دن لوگوں نے ان سے پوچھا کہ اگر دو لڑکوں نے ایک بکری یا گائے کا دودھ پیا ہو تو ان کا کیا حکم ہے؟ امام بخاری نے کہا کہ ان میں حرمت رضاع کی ثابت ہو جاتی ہے! جب لوگوں نے ان کی فقہیت کی یہ لیاقت دیکھی تو حجوم کر کے ان کو بخارا سے نکال دیا۔

کہتے ہیں کہ بخارا میں ایک دفعہ ایسا قحط نازل ہوا کہ گھیوں کا ایک بوجھ جس کو ایک گدھا اٹھا سکے ایک سو دینار کو میسر آتا تھا۔ آپ نے یہ حال دیکھ کر اپنے خزانچی کو فرمایا کہ جس قدر خزانہ ہے اس کے گھیوں خرید کر لوگوں کو ارزاں دینے شروع کر دو، چنانچہ ایک خزانہ گھیوں کا سو دینار کو خرید کر اسی کو بیچنا شروع کیا یہاں تک کہ دس دینار تک پہنچ گئے تھے کہ خزانہ خالی ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کہ الحمد للہ ہم نے آخرت کا خزانہ پُر کیا۔ ایک پیر مرد آپ کی خدمت میں آیا کہنا تھا مگر پوچھتا کچھ نہیں تھا۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ تم کس لئے اس کثرت سے ہمارے پاس آتے ہو؟ پیر مرد نے عرض کیا کہ میں تین باتوں کے لئے آتا ہوں جو آپ سے میں نے سنی ہیں، اول یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ العالم والمتعلم فی الاجر سوار، دوم ان مجلس العالمینزل فیہ رحمت من السماء وینادی متادی اللہ یقول انی قد غفرت ذنوبکم وابدلت بسیئاتکم حسنات اسرجعوا مغفورین۔ سوم النظر الی وجه العالم عبادة۔ آپ یہ بات سن کر رو پڑے اور فرمایا کہ یہ بات صحیح ہے مگر نہ مجھ جیسے عالم کے دیکھنے میں ثواب ہے بلکہ یہ منصب خلف بن ایوب جیسے عالم کو حاصل ہے۔ یہ بات سن کر شخص مذکور بخارا سے بلخ میں آیا اور خلف بن ایوب کی مجلس میں کثرت سے آنا شروع کیا۔ آخر الامر خلف نے ایک دن اس سے اس بات کا سبب پوچھا اس نے وہی جواب دیا جو آپ کو دیا تھا۔ خلف اس بات سے زار زار روئے اور فرمایا کہ بات اسی طرح ہے مگر نہ مجھ جیسے عالم کے دیکھنے میں بلکہ ابو حفص کبیر جیسے عالم کی زیارت میں ثواب ہے۔

کہتے ہیں کہ آپ نے ایک دفعہ چاہا کہ مکان بنا کر وقف کر دیں، معاروں سے آپ نے لاگت کی نسبت پوچھا، انہوں نے کہا کہ اسی ہزار درم اس مکان پر لاگت آئے گی۔ پس آپ نے

اسی ہزار درم نقد صدقہ کر دیا اور فرمایا کہ چونکہ میری نیت ثواب کی ہے اس لئے میں نہیں چاہتا کہ اس کام کا سربراہ بن جاؤں شاید شرائط کی مخالفت سے عذابِ اخروی کا مستحق ٹھہرے۔ محمد بن طاہر والی بخارا نے چاہا کہ آپ کی زیارت کرے۔ لوگوں نے اس کو مانعہ کر کے کہا کہ تو ان کے سامنے ان کے دبدبہ کے سبب سے بات بھی نہ کر سکے گا لیکن اس نے سانا اور ملاقات کے لئے گیا اور سلام کر کے بیٹھ گیا۔ آپ نے اس سے ہر چیز پوچھا کہ تیرا مطلب کیا ہے؟ مگر آپ کی بیعت سے کچھ نہ کہہ سکا۔ جب وہاں سے رخصت ہو کر مکان پر آیا تو لوگوں سے اس نے کہا کہ جیسا تم کہتے تھے وہی ہوا کہ جب امام نے میری طرف دیکھا تو میں بہوش ہو گیا تھا۔ آپ نے ۲۱۳ھ میں فرمایا تھا کہ اگر میں ان سات سال آئندہ میں نہ مروں تو خدا کے نزدیک میری کچھ بھی قدر نہیں ہو گی۔ ابھی سات برس نہ گزرنے پائے تھے کہ آپ ۲۱۸ھ میں اس دارِ فانی سے رخصت ہوئے۔

بشر مرسیسی

بشر بن غیاث بن عبد الرحمن مرسیسی معتزلی : عالم فاضل، فلسفی، متکلمی، صاحبِ ورع و زہد لیکن مرجی تھے۔ امامِ عظیم کی صحبت حاصل کی اور ان سے تھوڑا سا اخذ بھی کیا پھر امام ابو یوسف کی صحبت اختیار کر کے ان سے تفقہ کیا اور حدیث کو سنا اور نیز حماد بن سلمہ اور سفیان بن عیینہ وغیرہ سے حدیث کو سماعت کیا یہاں تک کہ فائق ہو کر امام ابو یوسف کے انصحاب میں سے ہوئے، کہتے تھے کہ مشائخِ صوفیہ کی باتوں سے کسی بات نے میرے دل میں قرار نہیں پکڑا یہاں تک کہ میں نے دو گواہِ عدل کتاب و سنت سے اس پر ناطق نہیں پائے مگر چونکہ اخیر میں آپ علمِ کلام اور فلسفہ میں مصروف ہو گئے تھے اس لئے لوگ آپ سے پھر گئے، اور امام ابو یوسف اکثر آپ کی مذمت کرتے اور جب سامنے آتے تو منہ پھیر لیتے تھے۔ آپ نے امام ابو یوسف سے بہت سی روایات اور مذہب میں اقوال بیان کئے جن میں سے غریب قول یہ ہے کہ گدھے کا کھانا جائز ہے۔

تاریخ خلکان میں لکھا ہے کہ آپ مرجی تھے چنانچہ فرقہ مرجیہ مرسیسیہ آپ کی ہی طرف منسوب ہے اور آپ کثرتِ شغلِ علمِ کلام و فلسفہ کے سبب سے خلقِ قرآن کے قائل ہوئے اور کہا کہ آفتاب و ماہتاب کو سجدہ کرنا کفر نہیں بلکہ کفر کی علامت ہے، اسی طرح اور بہت سے اقوالِ شنیع آپ سے صادر ہوئے جن کے سبب سے عمادِ خلیفہ رشید میں سزا یاب بھی ہوئے۔ امام شافعی کے ساتھ اکثر مناظرہ رکھتے تھے، نحو کا علم نہیں جانتے تھے، آواز بہت بڑی تھی، باپ آپ کا

یہودی انگریز تھا جو کوفہ میں رہتا تھا۔ وفات آپ کی ۲۱۸ھ یا ۲۱۹ھ میں ہوئی۔ مرلیں جس کی طرف آپ منسوب ہیں ایک تفسیر ہے جو ملک مصر میں واقع ہے۔

شدا دین حکیم

شدا دین حکیم بلخی : امام زفر کے اصحاب میں سے بڑے فقیہ محدث اور احمد بن محمد بن عثمان طحاوی کے شیخ تھے، ابو عاصم ضحاک ثقفی نے امام ابو حنیفہ کی وفات کے بعد آپ کی صحبت کی اور فقہ کو اخذ کیا۔ پہلے آپ کو بلخ کی قضا کے لئے کہا گیا تھا مگر آپ نے انکار کیا پھر کسی قدر مدت کے بعد آپ نے خود قضا کو طلب کیا، لوگوں نے آپ کو ملامت کی، آپ نے فرمایا کہ اس وقت میرے سوا اور بہت سے عالم قضا کی صلاحیت رکھتے تھے اور اب کوئی نہیں رہا، اس لئے میں نے ذکر اس کو اب طلب کیا ہے کہ ایسا نہ ہو کل کو مجھ سے مواخذہ کیا جائے۔

خلف بن ایوب کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ کی زوجہ نے آپ کے پاس خادم کے ہاتھ سحری کا طعام بھیجا۔ خادم نے واپس آنے میں دیر کی، اس پر آپ کی زوجہ نے خادم کو متہم کیا، آپ نے فرمایا کچھ بات نہیں جانے دو مگر اس نے نہ مانا اور یہاں تک گفتگو نے طوالت کھینچی کہ آپ نے عورت کو فرمایا کہ کیا تو غیب کا علم جانتی ہے، اس نے کہا کہ ہاں اس پر آپ کے دل میں کچھ بات آگئی اور امام محمد کے پاس صورت حال لکھ کر بھیج دی انہوں نے تجدید نکاح کا حکم دیا کیونکہ عورت کافر ہو گئی تھی۔ وفات آپ کی ۲۲۲ھ میں ہوئی۔ "کامل الزمان" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

عیسے بن ابان

عیسے بن ابان بن صدوقہ : حافظ حدیث میں سے فقہ تھے۔ کنیت ابو موسیٰ تھی، فقہ امام محمد سے حاصل کی اور حدیث کو اسمعیل بن جعفر و ہاشم بن بشر و یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ و امام محمد وغیرہ سے سنا اور روایت کیا۔ طحاوی نے یحییٰ بن قتیبہ سے روایت کی ہے کہ میں نے ہلال بن یحییٰ کو سنا کہ وہ کہتے تھے کہ اہل اسلام میں عیسے بن ابان سے کوئی افقہ قاضی نہیں ہوا۔ ابو عازم کا قول ہے کہ میں نے اہل بغداد سے بجز عیسے بن ابان اور بشر بن الولید کے کوئی مثر حدیث نہیں دیکھا۔ محمد بن سمان کہتے ہیں کہ عیسے بن ابان ایک خوبصورت جوان تھے اور ہمارے ساتھ اکثر نماز پڑھا کرتے تھے اور میں آپ کو امام محمد کی مجلس کے حاضر ہونے کے لئے اکثر کہا کرتا تھا جس کا آپ یہ جواب دیا کرتے تھے کہ ہم حافظ حدیث ہو کر ایسی قوم کی صحبت میں حاضر نہیں ہوتے جو حدیث کی مخالفت کرتی ہو۔ پس ایک دن جب ہم صبح کی نماز پڑھی تو آپ کو میں نے طوعاً و کرہاً امام محمد کی مجلس میں لے جا کر بٹھا دیا

لے آخر ۲۱۸ھ "جو اہل الغیہ" (مرتب)

جب امام محمد تقریباً سے فارغ ہوئے تو میں نے امام محمد سے کہا کہ یہ آپ کے برادر زادے عیسیٰ بن ابان جو بڑے حافظ و شارح حدیث ہیں، میں نے ان کو آپ کی مجلس میں حاضر ہونے کے لئے کہا تھا جس پر انہوں نے انکار کر کے کہا کہ وہ حدیث کی مخالفت کرتے ہیں، میں ان کی مجلس میں نہیں جانا۔ اس پر امام محمد نے عیسیٰ بن ابان کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ اے میرے پیارے بیٹے! کون سی ہماری مخالفت حدیث میں آپ نے دیکھی ہے؟ اس پر آپ نے ۲۵ باب حدیث سے پوچھے، پس امام محمد جواب کے لئے بیٹھ گئے اور ہر ایک کا جواب دلائل و شواہد مع ناسخ و منسوخ کے ایسی شرح و بسط سے دیا کہ آپ قائل ہو گئے اور امام محمد کی صحبت لازمی و ضروری سمجھ کر چھ ماہ تک ان سے فقہ پڑھتے رہے اور آپ سے تاضی ابو حازم عبد الحمید استاد طحاوی نے تفقہ کیا۔ جب قاضی یحییٰ بن اکثم خلیفہ مامون کے ساتھ شہر قم کی طرف تشریف لے گئے تو وہ آپ کو عسکر کی قضا پر مقرر کر گئے اور جب وہ واپس آئے تو آپ بصرہ کی قضا پر مقرر ہوئے یہاں تک کہ ماہ محرم ۲۲۱ھ میں بمقام بصرہ وفات پائی۔ کتاب حجج آپ کی تصنیف سے یادگاہ ہے۔ ”کوکب اہل قبلہ“ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

خزاعی

نعیم بن حماد بن معاویہ بن حارث خزاعی مروزی : محدث صدوق فقیہ فاضل اور عارف فرائض محظی کثیر تھے، جن احادیث میں آپ نے خطا کی ہے ان کو ابن عدی نے تلاش کر کے کہا ہے کہ باقی حدیث آپ کی مستقیم ہے۔ کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ مرو سے آکر مصر میں اقامت اختیار کی تھی لیکن فتنہ قول بہ خلق قرآن میں مصر سے نکالے گئے۔ آپ ہی نے پہلے پہل مسند جمع کی اور امام ابو حنیفہ سے فرضیت و ترک کی روایت کی۔ آپ وہی خزاعی ہیں جو امام بخاری اور ابن معین کے شیخ ہیں۔ آپ نے مقام سامرہ میں سجالت جس ۲۲۸ھ یا ۲۲۹ھ میں وفات پائی۔ ”زیب دہر“ اور ”ہادی دہر“ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

فرخ موالی

فرخ مولیٰ امام ابو یوسف : محدث ثقہ، فقیہ فاضل تھے، امام احمد بن حنبل و یحییٰ بن معین و امام بخاری و مسلم و ابو داؤد و ابوزرعہ و ابراہیم حمرانی اور بغوی نے آپ سے حدیث لی اور آپ کی توثیق کی، آپ صغریٰ سن ہی تھے۔ جب آپ نے امام ابو حنیفہ کو دیکھا تھا اور ان کے جنازے پر حاضر ہوئے تھے، فقہ امام ابو یوسف سے اخذ کی اور آپ سے احمد بن ابی عمران نے تفقہ کیا۔ طحاوی نے احمد بن ابی عمران سے روایت کی ہے کہ فرخ مولیٰ کہتے تھے کہ امام ابو یوسف کے

ملحہ فرخ ”ابو البرقیہ“ (مرتب)

پاس جب کوئی ایسا شخص آنے کی اجازت طلب کرتا جس کا داخل ہونا وہ مکر وہ سمجھتے تو سر ہانے پر سر رکھ دیتے اور ہم سے کہتے کہ کھدو کہ ابھی انہوں نے سر ہانے پر سر رکھا ہے تاکہ وہ یہ ظن کر کے کہ شاید وہ سو گئے ہیں، واپس چلا جائے۔ آپ ۳۲ھ میں پیرا ہوئے تھے اور ۳۳ھ کو بغداد میں وفات پائی۔ سال وفات آپ کا ”ہادی دور“ ہے۔

اسمعیل ہجر جانی

اسمعیل بن ابی سعید الطبری الاصل ہجر جانی : امام محمد کے اصحاب میں سے اپنے زمانے کے امام فاضل فقیہ محدث تھے۔ ابو اسحق کنیت اور شافعی کے نام سے معروف تھے، فقہ امام محمد سے اخذ کی اور حدیث کو ابی نعیمہ و یحییٰ قطان اور امام محمد سے سنا اور روایت کیا اور آپ سے ضحاک بن حسین اسرار آبادی اور ابو العباس احمد بن عباس مسعودی نے روایت کی۔ حضرت ابابکر صدیق و عمر خطاب و عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فضائل میں ایک کتاب نہایت عمدہ لکھی۔ سمعانی نے لکھا ہے کہ آپ نے کئی کتابیں فقہ میں تصنیف کیں اور ایک کتاب المسٹی بہ بیان تصنیف کی جس میں امام محمد سے مسائل حکایت کر کے ان پر اعتراض کیا ہے اس کتاب کو آپ سے لے کر امام احمد بن حنبل لکھا کرتے تھے اور امام احمد نے کہا ہے کہ آپ فقہ عالم تھے، وفات آپ کی ۳۲ھ اور بقول بعض ۳۳ھ میں ہوئی۔

علی بن جعد

علی بن جعد بن عبید جوہری بغدادی : امام ابو یوسف کے اصحاب میں سے حافظ حدیث ثقہ معتد متفق صدوق تھے۔ ابو الحسن کنیت تھی۔ بنی ہاشم کے غلام آزاد کو وہ تھے امام ابو حنیفہ کو دیکھا اور ان کے جنازے پر حاضر ہوئے۔ آپ نے حدیث کو جریر بن عثمان و شعبہ و ثوری و امام مالک و ابن ابی ذئب و معرف بن واصل و شبان بن عبد الرحمن و صحز بن جویریہ و عبد الرحمن بن ثابت بن ثوبان و قیس بن الربیع و یزید بن عمر التستری و ابی اسحق الفزازی و محمد بن راشد مکحولی اور مبارک بن فضالہ و غیر ہم سے سنا اور روایت کیا اور آپ سے امام بخاری و ابو داؤد و یحییٰ بن معین و ابو جبر بن ابی شیبہ و ابو قلابہ زیاد بن ایوب و خلف بن سالم و اسحق بن ابی اسریل و ابو زرعمہ و یعقوب بن شیبہ و موسیٰ بن ہارون و صالح بن محمد اسدی و ابن ابی الدنبار و ابراہیم الخزلی و ابو یعلیٰ و ابو القاسم عبد اللہ بن محمد البغوی و غیر ہم نے روایت کی۔

جعفر طباطبائی ازین معین سے روایت کرتے ہیں کہ آپ بغداد کے لوگوں میں سے

لقد سمعنا من ابی سعید الطبری (مرتب)

شعبہ کی روایت میں اثبت ہیں۔ ابو حاتم نے کہا ہے کہ میں نے محدثین میں سے آپ کے سوا کسی کو نہیں دیکھا کہ وہ ایک لفظ پر حدیث بیان کرتا ہو اور اس کو متغیر نہ کرتا ہو، عبدوس کہتے ہیں کہ مجھ کو معلوم نہیں کہ میں نے آپ سے زیادہ کسی حافظ سے ملاقات کی ہو، اس پر محاملی نے کہا کہ وہ تو عقیدہ ہم کے ساتھ متہم ہیں، عبدوس نے جواب دیا کہ ایسا ہی کہا گیا ہے لیکن اصل میں ایسا نہیں بلکہ آپ کا بیٹا حسن جو بغداد کا قاضی ہے، ہم کے قول کا قائل ہے۔ آپ ۳۱۷ھ میں پیدا ہوئے۔ ۳۲۲ھ میں فوت ہوئے۔ "کعبہ دین و دنیا" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

نصر بن زیاد

نصر بن زیاد نیا پوری : فقیہ محدث آمر بالمعروف نابی عن المنکر اور قاضی تھے، ابو محمد کنیت تھی، فقہ امام محمد سے اخذ کی اور حدیث کو عبداللہ بن مبارک سے سنا۔ آپ کا قاعدہ تھا کہ آپ ہمیشہ رات کو قائم رکھتے اور ہفتہ میں دو شبہ و پنج شبہ اور جمعہ کو روزہ رکھا کرتے تھے، چھیانوے سال کے ہو کر ۲۳۳ھ میں وفات پائی۔ "نجم علم" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

محمد بن سماعہ

محمد بن سماعہ بن عبداللہ بن ہلال بن وکیع تمیمی کوئی : ۳۱۷ھ میں پیدا ہوئے۔ فقیہ کامل محدث حافظ ثقہ صدوق تھے یہاں تک کہ ابن معین کہتے ہیں کہ اگر اہل حدیث ایسی تصدیق کرنے والے حدیث میں ہوتے جیسے کہ محمد بن سماعہ راے میں ہیں تو البتہ نہایت عمدہ بات ہوتی کنیت ابو عبداللہ رکھتے تھے، آپ نے فقہ کو امام ابو یوسف و امام محمد اور حسن بن زیاد سے سنا اور حدیث کو لیت بن سعد اور نیز امام ابو یوسف و محمد سے سنا اور روایت کیا اور آپ سے ابو جعفر احمد بن ابی عمران بغدادی شیخ طحاوی و ابو بکر بن محمد قسبی اور عبداللہ بن جعفر ابو علی رازی وغیرہم نے تفقہ و روایت کیا۔ ۳۱۷ھ میں جب امام ابو یوسف کے بیٹے قاضی یوسف فوت ہوئے تو خلیفہ مامون نے بغداد کی قضا آپ کے سپرد کی مگر جب آپ کو ضعف بصر لاحق ہوا تو آپ نے استغفار دے دیا، آپ نے امام ابو یوسف و امام محمد سے کتاب نوادر کو لکھا اور کتاب ادب القاضی اور کتاب محاضر اور سجلات وغیرہ تصنیف کیں، باوجودیکہ آپ بڑے مسن ہو گئے تھے مگر اس قدر توانا تھے کہ گھوڑے پر سجوئی چڑھتے اور بگر شکنی کر سکتے اور دن رات میں دو سو رکعت نماز نفل پڑھا کرتے تھے چنانچہ نوے سال کی عمر میں آپ نے ایک دفعہ وصال کا روزہ رکھا، پھر رات کو دو رکعت نماز نفل میں قرآن ختم کیا اور سحر کے وقت ایک باکرہ لڑکی سے جماع کر کے اس کی

بکارت زائل کی۔ آپ خود کہتے تھے کہ ہماری چالیس سال میں جماعت کے ساتھ تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی مگر صرف ایک اس روز جب کہ ہماری والدہ ماجدہ فوت ہوئی تھیں اور یہ بھی کہتے تھے کہ ایک دن ہم جماعت کے ساتھ نماز میں حاضر نہیں ہو سکے تھے پس ہم نے اس کی تکلفی کے ارادہ سے پچیس دفعہ نماز پڑھی، اتنے میں غنودگی آگئی۔ کسی نے کہا کہ اے محمد اگرچہ آپ نے پچیس دفعہ نماز پڑھی مگر یہ تاہن الملائکہ کے ساتھ کب برابری کر سکتی ہے، جب آپ ۲۳ھ میں فوت ہوئے تو یحییٰ بن معین نے آپ کے حق میں کہا کہ قدمات ریحانۃ العلم من اہل الرأی۔ یعنی تحقیق خوشبو علم کی اہل رائے میں سے فوت ہو گئی۔ ”امام دو عالم“ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

حاکم اصم

حاتم بن اسمعیل بلخی المعروف بحاتم اصم؛ مشائخ بلخ میں سے زاہد زمانہ عابد بیکانہ معروض عن الدنيا و مقبل عقبتہ ریاضت و ورع و صدق و احتیاط میں بے بدل تھے حتیٰ کہ آپ کے حق میں شیخ جنید فرماتے تھے کہ آپ ہمارے زمانہ کے صدیق ہیں۔ ابو عبد الرحمن کنیت تھی۔ امام ابو حنیفہ کے اتباع میں سے تھے۔ آپ نے شریعت و طریقت کو تحقیق بلخی اصحاب امام ابو یوسف سے حاصل کیا۔ آپ کا قول ہے کہ جو شخص بغیر فقہ کے عبادت کرے وہ مثل خراس کے گدھے کے ہے، ایک دفعہ امام احمد نے آپ سے پوچھا کہ لوگوں سے کس طرح خلاصی ہو سکتی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تین چیزوں سے ایک یہ کہ ان کو چیز دے کر پھران سے طلب نہ کی جائے، دوسرے ان کا حق ادا کر کے اپنا حق ان سے طلب نہ کیا جائے، تیسرے ان سے مکروہات کا تحمل کیا جائے اور خود کسی کو رنج نہ پہنچایا جائے۔ امام نے فرمایا کہ ان باتوں پر عمل کرنا بغیر توفیق الہی کے نہایت مشکل بلکہ محال ہے، تشدد و نفس اور دقالت مکر نفس میں آپ کے کلمات عجیب ہیں اور تصانیف معتبر رکھتے ہیں۔ تاریخ ابوالفدا میں لکھا ہے کہ آپ اصل میں بہرے نہیں تھے بلکہ اس لئے اصم سے ملقب ہوئے تھے کہ ایک روز ایک عورت آپ سے مسئلہ پوچھنے آئی تھی، اتفاقاً اس سے ہوا سر گئی جس سے وہ نہایت شرمسار ہوئی۔ آپ نے بائیں خیال کہ یہ جان لے کہ انہوں نے آواز نہیں سنی، اس سے فرمایا کہ اونچی بیان کر، اس پر عورت یہ خیال کر کے کہ یہ بہرے ہیں اور انہوں نے میری ہوا سرنہ کی آواز کو نہیں سنا، خوش ہو گئی اور آپ پر یہ نام غالب آگیا۔ وفات آپ کی ۲۳ھ میں ہوئی،

”قبلہ اہل دین“ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

۱۔ حاتم بن علوان بن یوسف زاہد الاصم۔ ابو محمد کنیت ”جو اہل الفضیہ“ (مرتب)

بشر کندی

بشر بن الولید بن خالد کندی : امام ابو یوسف کے اصحاب میں سے بڑے فقیہ محدث ثقہ و نیدار صالح عابد تھے۔ فقہ امام ابو یوسف سے حاصل کی اور ان سے کتب و امامی کو روایت کیا۔ حدیث کو آپ نے امام مالک و حماد بن زید وغیرہ سے سنا اور آپ سے حافظ ابو نعیم موصلی اور لغوی اور ابو یعلیٰ اور حامد بن شعیب وغیرہ نے روایت کی اور نیز ابو داؤد نے اپنی سنن میں آپ سے روایت لی۔ عبدالرحمن سلمی کہتے ہیں کہ میں نے آپ کی نسبت دارقطنی سے پوچھا، انہوں نے کہا کہ ثقہ تھے آپ معتمد باللہ کے زمانہ میں بغداد کے قاضی مقرر ہوئے، حکم کے باب میں سخت تھے۔ میزان الاعتدال میں لکھا ہے کہ آپ منصور کے عہد میں مدین کی قضا کے سلسلہ تک متولی رہے، بڑے عابد تھے یہاں تک کہ جب پیری کی حالت میں فالج کی بیماری میں مبتلا ہوئے تو رات دن میں دو سو رکعت نفل پڑھا کرتے تھے۔ ہر چند کوشش کی گئی کہ آپ خلق قرآن کے قائل ہوں مگر نہ ہوئے، اس لئے معتمد باللہ نے آپ کو قید کر دیا۔ جب تک مسند خلافت پر بیٹھا تو آپ کی رہائی ہوئی۔

صالح بن محمد نے آپ کو صدوق بتلایا۔ آجری نے کہا ہے کہ میں نے آپ کے باب میں ابو داؤد سے پوچھا، انہوں نے کہا کہ ثقہ تھے۔ فتاویٰ برہنہ میں منقول ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ ہم اکثر اہل عیینہ کے پاس رہا کرتے تھے۔ جب کوئی مشکل مسئلہ ان کے پاس آتا تو وہ پکار کر کہتے کہ امام ابو حنیفہ کے اصحاب میں سے کوئی شخص یہاں موجود ہے؟ سب حاضرین میری ہی طرف اشارہ کرتے تھے۔ خلیفہ مامون کے عہد میں آپ کو مکہ معظمہ کی قضا دی گئی۔ آپ عمدہ مذہب اور نیک رویہ رکھتے تھے، لوگوں نے آپ سے فقہ و نوادر اور مسائل کا یہاں تک استفادہ کیا کہ جن کا جمع کرنا ناممکن ہے۔ آپ نے نہایت بوڑھے ہو کر ۲۳۸ھ میں وفات پائی۔ کنز ایک مشہور قبیلہ کا نام ملک میں ہے جس کی طرف آپ منسوب تھے۔ ”قبلہ اہل دنیا“ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

داؤد خوارزمی

داؤد بن رشید خوارزمی : امام محمد و حفص بن غیاث کے اصحاب میں سے محدث ثقہ فقیہ کامل تھے جو بغداد میں آکر ٹھہرے۔ یحییٰ بن معین نے آپ کی توثیق کی، امام مسلم و ابو داؤد و ابن ماجہ اور نسائی نے آپ سے روایت لی اور امام بخاری نے بھی اپنی صحیح میں ایک حدیث بالواسطہ آپ سے بیان کی۔ آپ نے ایک کتاب نوادر تصنیف کی اور ۲۳۹ھ میں وفات پائی۔ ”عالم زمان“ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

ابراہیم بلخی

ابراہیم بن یوسف بن میمون بن قدامہ بلخی : اپنے وقت کے شیخ اجل امام اکمل محدث ثقہ صدوق تھے۔ امام ابو حنیفہ کے اصحاب میں آپ کو بڑی عزت و حرمت حاصل تھی، مدت تک امام ابو یوسف کی صحبت میں رہے یہاں تک کہ اپنے ہمسروں پر فائق ہو گئے۔ حدیث کو آپ نے سفیان بن عیینہ و دکیع و اسمعیل بن علیہ اور حماد بن زید سے سنا اور امام مالک سے صرف یہ ایک حدیث روایت کی، عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما کل مسکر خمر و کل مسکر حرام۔ سبب یہ ہوا کہ جب آپ امام مالک کے پاس حدیث سننے کے لئے آئے تو وہاں قتیبہ بن سعید موجود تھے جنہوں نے امام مالک سے کہہ دیا کہ یہ شخص ارجا ظاہر کرتا ہے، پس انہوں نے آپ کو اپنی مجلس سے اٹھا دیا جس سے آپ ان سے صرف یہی ایک حدیث سماعت کر سکے۔ آپ نے حدیث کو بعد فقہ کے حاصل کیا تھا۔ آپ نے امام ابو یوسف سے اس قول کو روایت کیا کہ امام ابو حنیفہ نے فرمایا ہے کہ کسی کو ہمارے قول کے ساتھ فتوے دینا جائز نہیں ہے تا وقتیکہ وہ اس ماخذ کو نہ جانے جہاں سے ہم نے وہ قول لیا ہے۔ آپ کا دستور تھا کہ روزمرہ بعد نماز فجر کے بلخ کے آس پاس گشت کرتے اور جو قبر گری ہوئی دیکھتے اس کو اپنے ہاتھ سے مرمت کرتے اور راستوں و پلوں کو صاف و درست کرتے۔ ویرانہ میں ایک مسجد تھی وہاں آپ ہمیشہ ظہر کے وقت جا کر بانگ نماز کہتے اور شہر کے فقیہ و عابد وہاں جمع ہو کر آپ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔

ایک دفعہ بلخ کے امیر نے فقہار سے کہا کہ میں تمہارے شیخ سے چند امور دریافت کرنا چاہتا ہوں مگر کیا کروں کہ وہ میرے پاس نہیں آتے۔ انہوں نے جواب دیا کہ وہ تیرے پاس کیا بلکہ کسی کے پاس بھی نہیں جاتے۔ اس نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ ان کے پاس خود جاؤں۔ انہوں نے کہا کہ یوں تو وہ تجھ سے بات بھی نہیں کریں گے، اگر تو ظہر کے وقت اس ویران مسجد میں آئے اور بعد نماز کے ان سے رحمک اللہ کہے تو امید ہے کہ شاید تیری طرف متوجہ ہوں، اس نے ایسا ہی کیا اور بعد حاصل کرنے اجوبہ اپنی مشکلات کے عرض کیا کہ میں بلخ کا حاکم ہوں، اگر آپ کو مجھ سے کچھ حاجت ہو تو آپ بلاتال ارشاد فرمائیں شیخ یہ سن کر دوپٹے سے اور کہا کہ میرا اندرونی پانی تمام خون ہو گیا ہے کہ میں نے تیرے ایک سپاہی کو دیکھا ہے کہ اس نے اپنے بازو کو ایک کبوتر پر چھوڑا تھا جس کے چنگل کے صدمہ سے وہ بیچارہ خاک میں لوٹا تھا اور وہ رحم نہیں کرتا تھا، امیر نے یہ سن کر اپنی قلم رو میں عام حکم دے دیا کہ آئندہ کوئی شخص بازو یا کتا وغیرہ جانور شکاری اپنے پاس نہ رکھے۔ کہتے ہیں کہ جب آپ واسطے نماز کے

باہر تشریح لاتے تو کاغذ و قلم اپنے ساتھ اس خیال سے اٹھالانے کہ مبادا کوئی مسدہ پوچھ بیٹھے اور اس کو جواب حاصل کرنے میں دیری ہو۔ امام نسائی نے اپنی صحیح میں آپ سے روایت کی اور آپ کو ثقہ بتلایا۔ وفات آپ کی سال ۲۲۸ھ میں ہوئی۔ ”قلزم دین“ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

بیچے ابن اکثم

یحییٰ بن اکثم بن محمد بن فطن بن سمعان مروزی : بڑے علامہ فقہیہ محدث صدوق عارف مذہب بصیر احکام تھے، ابو محمد کنیت تھی۔ آپ نے حدیث کو امام محمد و ابن مبارک و سفیان بن عیینہ وغیرہ سے سنا اور روایت کیا اور آپ سے بخاری نے غیر جامع میں اور ترمذی نے روایت کی خطیب بغدادی نے لکھا ہے کہ آپ بدعت سے بالکل سلیم اور بڑے مضبوط اہل سنت و جماعت تھے۔ طلحہ بن محمد نے کہا ہے کہ آپ دنیا کے اعلام میں سے تھے، امر آپ کا مشہور اور سچی معروف تھی۔ آپ کا فضل و علم و ریاست و سیاست کسی پر پوشیدہ نہ تھا۔ بیس سال کی عمر میں بعد وفات اسمعیل بن حماد بن امام ابو حنیفہ کے بصرہ کے قاضی ہوئے۔ کہتے ہیں کہ اہل بصرہ نے آپ کو بسبب صغر سنی کے صغیر سمجھا۔ آپ نے یہ حال معلوم کر کے فرمایا کہ میں عتاب بن اسید سے عمر میں بڑا ہوں جن کو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ کا قاضی بنایا تھا اور نیز معاذ بن جبل سے بڑا ہوں جن کو آنحضرت نے یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تھا۔

خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں لکھا ہے کہ امام احمد بن حنبل سے کہا گیا کہ لوگ بیچے ابن اکثم پر یہ تمہمت لگاتے ہیں کہ، آپ نے فرمایا کہ خدا کو پاکی ہے کون ایسا کہتا ہے، پھر اس تمہمت سے سخت انکار کیا۔ آپ نے فقہ میں ایک بہت بڑی کتاب لکھی تھی مگر لوگوں نے بسبب طوالت کے اس کو ترک کیا اور ایک کتاب اصول فقہ میں اور ایک تبنیہ نام عراقیوں کے لئے تصنیف فرمائی اور تراسی سال کی عمر میں ۲۳۸ھ یا ۲۳۹ھ میں وفات پائی۔ تاریخ ابن خلکان میں لکھا ہے کہ حسین بن عبداللہ بن سعید کہتے ہیں کہ میں اور آپ باہم بڑے دوست تھے۔ جب آپ فوت ہوئے تو میں نے چاہا کہ کسی طرح آپ کو خواب میں دیکھ کر پوچھوں کہ تمہارا کیا حال گزرا؟ پس ایسا ہی ہوا کہ ایک رات میں نے آپ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ خدا نے آپ سے کیا سلوک کیا؟ آپ نے کہا کہ بخش دیا مگر زجر کر کے فرمایا کہ اے بیچے! دنیا کو تو نے اپنے اوپر خلط کیا۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے آنحضرت کی اس حدیث پر تکیہ کیا تھا کہ خدا تعالیٰ بڑھے کو دوزخ میں عذاب کرنے سے شرم کرتا ہے۔ خدا نے فرمایا کہ میرے پیغمبر نے سچ کہا ہے لیکن تو نے دنیا میں اپنی جان پر خلط کی تھی!

پس میں نے تجھ کو بخش دیا۔ اکثم مرد عظیم البطن کو کہتے ہیں اور یہی معنی اکثم کے ہیں۔ "ایمن عالم" تاریخ وفات ہے۔

صلال رائی

صلال بن یحییٰ بن مسلم الرائی البصری : فقیہ محدث تھے اور لوگ بسبب کثرت علم و فہم کے آپ کو رائی کہتے تھے۔ آپ نے فقہ کو امام ابو یوسف و امام زفر سے حاصل کیا اور حدیث کو ابی عوف وغیرہ سے سنا۔ آپ سے بکار بن قتیبہ نے اخذ کیا۔ آپ نے ایک کتاب شرط میں اور ایک احکام وقف میں تصنیف کی۔ وفات آپ کی ۲۵۷ھ میں ہوئی۔ "قطب الزمان" آپ کی تاریخ وفات ہے۔ "احکام الوقف" ۱۳۵۵ھ میں حیدرآباد دکن سے شائع ہو چکی ہے، (مرتب)

خالد بن یوسف

خالد بن یوسف بن خالد بن عمیر البستی : عالم ماہر فقیہ تاجر محدث معتبر تھے لیکن ابو حاتم نے کہا ہے کہ جو احادیث آپ نے اپنے والد ماجد کے سوا اور لوگوں سے روایت کی ہیں وہ ضرور لائق اعتبار ہیں۔ کنیت آپ کی ابو الربیع تھی، ۲۹۹ھ میں فوت ہوئے۔ "قدوۃ اہل زمان" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

ایوب نبیسا پوری

ایوب بن حسن نبیسا پوری : بڑے فقیہ اور زاہد مستجاب الدعوات تھے، کنیت ابو الحسن تھی۔ فقہ امام محمد سے اخذ کی اور ۲۸۷ھ میں فوت ہوئے۔ سید ابراہیم بن محمد بن سفیان آپ کے اخص اصحاب میں سے تھے۔ "قدوۃ دین و دنیا" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

اسحق بن بہلول

اسحق بن بہلول بن مروق : فقیہ محدث حافظ حدیث تھے۔ ۲۶۴ھ میں شہر انبار میں پیدا ہوئے۔ فقہ حسن بن زیاد اور شہیم بن موسیٰ اصحاب امام ابو یوسف سے اخذ کی اور حدیث کو اپنے باپ اور سفیان بن عیینہ اور وکیع بن جراح اور اسمعیل بن عیینہ سے سنا اور روایت کیا خطیب بغدادی نے لکھا ہے کہ آپ نے ایک کتاب فقہ میں متضاد نام اور ایک کتاب علم قرآن میں اور ایک مسند تصنیف فرمائی اور ۲۸۷ھ میں وفات پائی۔ "ایمن دو عالم" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

احمد خصاف

احمد بن عمر بن مہیر خصاف : ابو بکر کنیت تھی۔ بڑے عالم فاضل محدث فقیہ زاہد پیرنگا

۱۷۰ آپ کے بیٹے ابو جعفر احمد بن اسحق توفی ایشاہی ۲۳۱، ۳۱۹ھ شہر قاضی اور محوی تھے ۱۲۷ھ احمد بن عمرو بن ہارن شیبانی شیخ الحنفیہ کے العراق، "دستور الاعلام" (مرتب)

عارف مذہب حاسب فرضی تھے۔ علم اپنے باپ شاگرد امام محمد و حسن تلمیذ امام ابوحنیفہ سے پڑھا اور حدیث کو اپنے باپ اور عاصم و ابو داؤد و طیالسی و مسدد بن مسرید و یحییٰ بن عبد الحمید حمانی و علی بن مدینی و ابی نعیم الفضل بن دکین وغیرہ سے روایت کیا۔ شمس الائمہ حلوانی کہتے ہیں کہ آپ ان علمائے کبار میں سے ہیں کہ جن کا مذہب کے معاملہ میں اقتدار کرنا صحیح ہے۔ ختلاف آپ کو اس لئے کہا کرتے تھے کہ آپ اپنے ہاتھ کی کمانی نعلین دوزی سے اپنا گزارہ کرتے تھے۔ آپ کی تصنیفات سے یہ کتابیں ہیں: کتاب الخراج، کتاب الحیل، کتاب الوصایا، کتاب الشروط الکبیر والصغیر، کتاب مناسک الحج، کتاب الرضاع، کتاب المحاضر والسجلات، کتاب ادب القاضی، کتاب النفقات علی الاقارب، کتاب احکام العصیر، کتاب ورع الکعبۃ، کتاب احکام الوقف، کتاب اقرار الورثہ بعضہم لبعض۔ کتاب الفقر و احکامہ، کتاب المسجد والقبر۔

کہتے ہیں کہ جب خلیفہ مہدی باللہ مقتول ہوا تو آپ کا مکان بھی لوٹا گیا جس سے آپ کی بعض کتابیں ضائع ہو گئیں۔ اسی سال کی عمر میں ۱۲۸ھ میں بغداد کے اندر آپ نے وفات پائی۔ ”سید مومنوں“ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

ابراہیم بن ادہم

ابراہیم بن ادہم منصور بلخی: محدث صدوق، زاہد، عابد، عارف، ولی، تارک الدنیا۔ مقرب درگاہ الہی، صاحب کرامت تھے۔ ابو اسحق کنیت تھی، بادشاہی چھوڑ کر فقر کو اختیار کیا۔ بہت سے مشائخ کو دیکھا اور مدت تک امام ابوحنیفہ کی صحبت میں رہ کر ان سے علم حاصل کیا، پھر خواجہ فضیل بن عیاض سے خرقہ فقر و ارادت کا پہنا۔ حضرت جنید بغدادی آپ کو مفاتیح العلوم کے لقب سے یاد کیا کرتے تھے۔ ایک دن آپ امام ابوحنیفہ کی خدمت میں جو آئے تو امام کے بعض اصحاب نے چشم حقارت سے آپ کو دیکھا۔ امام ابوحنیفہ نے فرمایا کہ سیدنا ابراہیم اصحاب نے عرض کیا کہ یہ سیادت کہاں سے حاصل کی ہے؟ امام نے فرمایا کہ یہ ہمیشہ خدا کے کام میں مشغول رہتے ہیں اور ہم اور کاموں میں مصروف ہیں۔

کہتے ہیں کہ آپ اخیر عمر میں لوگوں سے ایسے غائب ہو گئے کہ کوئی نہ معلوم کر سکا کہ آپ کہاں ہیں، جب بقول صحیح ۱۲۲ھ میں آپ نے وفات پائی تو ہاتف نے آواز دی کہ الا ان لمان الارض قد مات، لوگ اس آواز کو سن کر بڑے متحیر ہوئے کہ یہ کیا بات ہے؟ اتنے میں خبر آئی کہ ابراہیم ادہم فوت ہو گئے۔ امام بخاری و مسلم نے غیر صحیح میں آپ سے روایت کی ہے ”صدیق آوان“

آپ کی تاریخ وفات ہے۔

ابو حفص صغیر

محمد بن احمد بن حفص بن الزبرقان المعروف بہ ابو حفص صغیر : ماوراء النہر کے ملک میں شیخ حنفیہ امام ربانی، عالم فاضل، فقیہ محدث ثقہ، زاہد، متورع، صاحب سنت و اتباع تھے۔ ابو عبد اللہ کنیت تھی۔ فقہ اپنے والد امام ابو حفص کبیر تلمیذ امام محمد سے اخذ کی اور حدیث کو ابی الولید طیب السی اور حمیدی اور یحییٰ بن معین وغیرہ سے سنا اور روایت کیا اور مدت تک طلب علم میں امام بخاری کے رفیق رہے یہاں تک کہ بخارا میں ریاست مذہب حنفیہ کی آپ پر منتہی ہوئی اور ائمہ دیار و امصار نے آپ سے تفقہ کیا۔ کتاب اہوار اور کتاب اختلاف اور کتاب رد نغظیہ تصنیف کیں اور ماہ رمضان ۲۶۷ھ میں وفات پائی۔

احمد بن سلمہ سے منقول ہے کہ جب امام بخاری سے قرآن کے معاملہ میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا وہ خدا کا کلام ہے۔ اس پر لوگوں نے کہا کہ کسی طرح اس میں تصرف بھی ہو سکتا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ زبانوں کے ساتھ تصرف ہو سکتا ہے۔ جب اس بات کی خبر محمد بن یحییٰ ذہلی کو جو نیشاپور میں بڑے محدث ثقہ حافظ جلیل تھے، ہوئی تو انہوں نے نہایت خفا ہو کر حکم دیا کہ جو شخص امام بخاری کی مجلس میں جائے وہ ہمارے پاس ہرگز نہ آئے، پس امام بخاری ناچار ہو کر بخارا کی طرف چلے گئے۔ اس پر ذہلی نے امیر بخارا اور وہاں کے شیوخ کو امام بخاری کی نسبت تخریر کیا جس پر امیر بخارا نے امام بخاری کی تکلیف دہی کا قصد کیا یہاں تک کہ ان کو آپ یعنی ابو حفص صغیر نے بعض سرحدات بخارا کی طرف نکال دیا۔ ”امام اقاہم“ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

ابن ثلجی

محمد بن شجاع ثلجی بغدادی المعروف بہ ابن ثلجی : ماہ رمضان ۱۸۱ھ میں پیدا ہوئے، اپنے وقت کے فقیہ اہل عراق محدث متورع عابد قاری اور سچورا العلم تھے۔ کنیت ابو عبد اللہ تھی، فقہ حسن بن مالک اور حسن بن زیاد سے حاصل کی اور حدیث کو یحییٰ بن آدم اور اسمعیل بن علیہ اور وکیع اور ابی اسامہ اور محمد بن عمرو اقدسی سے سنا اور روایت کیا اور آپ سے یعقوب بن شیبہ اور اس کے پوتے محمد بن احمد بن یعقوب نے روایت کی لیکن چونکہ آپ متہم بہ مذہب مشتبہ تھے اس لئے محدثین کے نزدیک آپ متروک ہیں، گو بذاتہ کا ملین میں سے تھے۔ بدر الدین عینی نے بنیہ شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ ثلجی آپ کو اس لئے کہتے ہیں کہ آپ ثلج بن عمر بن مالک بن عبد مناف کی طرف

منسوب تھے اور اہل حدیث نے جو آپ پر بڑی تشنیع کی ہے اور ابن عدی سے ابن جوزی نے نقل کیا ہے کہ آپ تشبیہ میں حدیثیں وضع کر کے اہل حدیث کی طرف منسوب کیا کرتے تھے۔ پیرایہ صدق سے یہ بات عاری معلوم ہوتی ہے کیونکہ جس صورت میں آپ نے فرقہ مشبہہ کی تردید میں کتاب تصنیف کی ہے تو یہ الزام آپ پر کس طرح صحیح آسکتا ہے حالانکہ آپ نے متذنب صالح عابد اپنے وقت میں فقیہ اہل حنفیہ تھے، مدت تک آپ بغداد کے قاضی رہے۔ آپ نے کتاب تصحیح الآثار، کتاب النوادر، کتاب المضار، کتاب الرد علی المشبہ، کتاب المناکح کچھ اوپر ساٹھ جزو کبیر میں تصنیف کی اور پچاسی سال کی عمر میں بتاريخ ۳۰ ماہ ذی الحجہ ۶۶۱ھ نماز عصر کی پڑھتے ہوئے سجدہ میں جان بحق تسلیم ہوئے۔

ابوالحسن بن علی بن صالح اپنے دادا سے حکایت کرتے ہیں کہ آپ نے وصیت کی تھی کہ مجھ کو اسی مکان میں دفن کرنا کیونکہ اس مکان کی ایسی کوئی اینٹ نہیں کہ جس پر میں نے بیٹھ کر قرآن شریف کا ختم نہ کیا ہو۔ ”زیب الوری“ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

نصیر شاداں

نصیر بن یحییٰ بلخی المدعو بہ شاداں : عالم فاضل فقیہ کامل تھے۔ فقہ ابی سلیمان جوزجانی تلمیذ امام محمد سے حاصل کی اور آپ سے ابو غیاث بلخی نے روایت کی، ۲۶۶ھ یا ۲۶۸ھ میں فوت ہوئے، امام فقہ ”تاریخ وفات ہے۔“

محمد بن یلان

محمد بن یلان سمرقندی : اپنے زمانہ کے امام کبیر فقیہ بے نظیر طبقہ ابی منصور مازنی میں سے تھے، کتاب معالم الدین اور کتاب رد کو رامیہ تصنیف کی اور ۲۶۸ھ میں فوت ہوئے۔

امام بکار

بکار بن قتیبہ بن اسد بصری : بصرہ میں ۸۲ھ میں پیدا ہوئے۔ فقیہ عادل امام فاضل محدث ثقہ متورع زاہد تھے۔ فقہ یحییٰ بن ہلال رازی اصحاب امام ابو یوسف اور نیز امام زفر سے حاصل کی اور انہیں سے علم شرط کو اخذ کیا اور حدیث کو ابا داؤد طیالسی اور ان کے معاصرین سے سنا اور روایت کیا اور آپ سے ابو عوانہ اور ابن خنیمہ نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کی اور طحاوی نے فائدہ کثیر اٹھایا اور تخریج کی۔ کتاب الشروط، کتاب المحاضر والسجلات، کتاب الوثائق والعمود تصنیف کیں اور ایک کتاب امام شافعی کے ان اثراہنوں کی تردید میں لکھی جو انہوں نے امام ابو حنیفہ کے بعض مسائل پر کئے تھے تاریخ خلکان وغیرہ میں لکھا ہے کہ احمد طولون حاکم مصر آپ کو علاوہ تنخواہ کے ہزار دینار سالانہ دیا کرتا تھا اور

اور آپ بجنسہ سر بہر بند اس کو رکھ چھوڑا کرتے تھے اور اس میں سے کچھ خرچ نہ کرتے تھے چند مدت کے بعد اس نے آپ کو واسطے مشورہ خلع موفق بن متوکل کے طلب کیا۔ آپ نے اس کو کہا کہ موفق کو حکومت سے برطرف نہ کرنا چاہتے، اس سے احمد طولون نے خفا ہو کر آپ کو قید کر دیا اور جو اس نے آپ کو علاوہ تنخواہ کے بطور ہدیہ کے دیا ہوا تھا، واپس طلب کیا، آپ نے بجنسہ سر بہر بند اس کے پاس بھجوادیا جو کل اٹھارہ تھیلیاں تھیں، پس احمد ان کو دیکھ کر نہایت شرمندہ ہوا اور حکم دیا کہ آپ قضا کا کام محمد بن شادان جو بہری کو تفویض کر دیں۔ آپ نے ایسا ہی کیا، پس محمد بن شادان بطور خلیفہ کے مقرر ہوا اور آپ کئی برس تک قید رہے اور قید ہی میں جمعرات کے روز ۲۴ ماہ ذی الحجہ شکرہ کو فوت ہوئے اور اس کثرت سے لوگ آپ کے جنازہ پر آئے کہ جو م کے سبب سے آپ جمعہ کی عصر سے پہلے دفن نہ ہو سکے چنانچہ قبر آپ کی مصلابنی مسکین میں ابن طباطبائی کی قبر کے پاس واقع ہے اور زیارت گاہ اہل حاجات و مستجاب الدعوات ہے۔ آپ کا دستور تھا کہ جب مسند قضا سے فارغ ہو کر گھر میں آتے تو خلوت میں بیٹھ کر روتے اور جو کچھ دن کے اقصیہ و معاملات ہوتے، ان کو یاد کر کے اپنے نفس سے مخاطب ہوتے اور کہتے کہ اے مکار! آج دو آدمی فلاں خصومت میں تیرے پاس آئے اور تو نے اس طرح پر حکم دیا، پس کل کے روز تو خدا کو کیا جواب دے گا۔ یہ بھی آپ کا طریقہ تھا کہ جب کسی مقدمہ والے کو حلف دینے کا ارادہ کرتے تو بڑی نصیحت سے یہ آہ کر یہ پڑھ کر اس کے معافی سمجھاتے تھے اِنَّ الْذٰلِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاٰمٰنٰتِہٖمۡ شَتٰنًا قَلِیْلًا ۝ اور گواہوں سے ہر وقت حساب لیا کرتے اور سوال کیا کرتے تھے۔

کہتے ہیں کہ آپ کی مجبوسی کے زمانہ میں اصحاب حدیث نے ابن طولون سے انقطاع حدیث کا شکوہ کیا، اس پر اس نے ان کو اجازت دے دی کہ جیل خانہ کی کھڑکی کے باہر بیٹھ کر آپ سے حدیث سن لیا کریں، پس آپ کھڑکی کے پاس بیٹھ کر حدیث کرتے اور لوگ کھڑکی کے باہر بیٹھ کر آپ سے حدیث سنتے تھے۔ جب آپ فوت ہوئے تو مصر کا شہر تین برس تک بغیر قاضی کے رہا۔ امام فصیح، آپ کی تاریخ وفات ہے۔

محمد بن سلمہ

محمد بن سلمہ بلخی : فقیہ کامل عالم تاجر تھے۔ ۱۹۲ھ میں پیدا ہوئے۔ کنیت ابو عبد اللہ

تھے، فقہ شادان بن حکیم پھراہی سلیمان جوزجانی سے پڑھی اور بغداد میں محمد بن شجاع سے تعلم کیا اور

سات برس تک ان کی صحبت میں رہے۔ جب آپ نے محمد بن شجاع سے اپنے وطن کو واپس جانے کی اجازت مانگی تو انہوں نے فرمایا کہ جب تم خراسان میں گئے اور وہاں کے لوگوں نے آپ سے یہ سائل پوچھے تو ان کا آپ کیا جواب دیں گے۔ پس آپ حیران ہو گئے اور سات سال اور ان کے پاس ٹھہرے پھر اپنے وطن کو واپس آئے۔

آپ کا قول ہے کہ علم فقہ کا اس شخص سے پڑھنا چاہئے جو اپنی دکان کو تلف اور باغ کو برباد کر کے یہاں تک علم میں مصروف ہو کہ اگر اس کا کوئی قریبی بھی مر جائے تو اس کے جنازہ تک کے ساتھ نہ جلتے۔ آپ سے ابو بکر محمد اسکاف نے تفقہ کیا اور تاسی سال کی عمر میں ۲۷۸ھ میں آپ نے وفات پائی۔ کہتے ہیں کہ آپ کی وفات سے ایک روز پیشتر ابو نصر محمد بن سلام آپ کی عیادت کو آئے اور کہا کہ آپ مجھ کو وصیت کر جائیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں تم کو تین باتوں کی وصیت کرتا ہوں، اول یہ کہ اپنی زبان کو اہل قبلہ کے حق میں برا کہنے سے بند رکھیں گو وہ بدی ہی کیوں نہ کریں۔ دوم بادشاہوں کے دروازوں پر مت جائیں اور فقہ کو لازم پکڑیں۔ سوم اگر دنیا چاہتے ہو تو خدا اور آخرت کو نہ پاؤ گے اور اگر خدا و آخرت چاہتے ہو تو اس کو پاؤ گے اور خدا بھی تم پر راضی ہوگا۔ ”قبلہ عالم“ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

محمد بن ازہر

محمد بن ازہر خراسانی : ائمہ کبار میں سے صاحب طبقہ عالیہ اور اپنے وقت کے خراسان میں مرجع فتاویٰ و نوازل تھے۔ تاسی سال کی عمر میں شنبہ کے روز بعد عشرہ اولیٰ ماہ شوال ۲۷۸ھ میں فوت ہوئے۔

سلیمان بن شعیب

سلیمان بن شعیب : امام محمد کے اصحاب میں سے عالم فاضل فقیہ فہم مجتہد تھے جنہوں نے ان سے نوادر کو لکھا اور آپ سے حافظ ابو جعفر طحاوی نے روایت کی۔ وفات آپ کی ۲۷۸ھ میں ہوئی۔ ”فضیح ملک“ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

احمد بن ابی عمران

احمد بن ابی عمران بن عیسیٰ بغدادی : مخزن علوم فقیہ فاضل محدث کامل حاوی فروع و اصول تھے۔ ابو جعفر کنیت تھی، فقہ کو محمد بن سماعہ تمیذ امام ابو یوسف و محمد اور بشر بن ولید سے حاصل کیا اور حدیث کو علی بن عاصم و شعیب بن سلیمان و علی بن جعد اور محمد بن صباح وغیرہ سے

۸۸۸ھ میں فوت ہوئے۔ ”جوہر الغنیہ“ (ترجمہ)

روایت کیا۔ امام ابو جعفر طحاوی نے آپ سے تلمذ کیا اور کثرت سے روایت کی۔ بغداد سے آپ یوب صاحب خراج مصر کے ہمراہ مصر میں آئے اور یہیں سکونت اختیار کی۔ اخیر عمر میں مصر کے قاضی مقرر ہوئے ایک کتاب حج نام تصنیف فرمائی۔ ابن یونس نے اپنی تاریخ میں آپ کی توثیق کی۔ وفات آپ کی ۲۸۷ھ میں ہوئی۔ ”محب مسلمین“ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

احمد برقی

احمد بن محمد بن عیسیٰ بن ازہر برقی : فقیہ کامل محدث ثقہ حجت عابد اور قصبہ برت کے جو بغداد کے پاس واقع ہے، رہنے والے تھے۔ کنیت ابو العباس تھی۔ فقہ ابی سلیمان موسیٰ جوزجانی تلمیذ امام محمد سے پڑھی اور انہیں سے ان کی کتابوں کو روایت کیا۔ قاضی یحییٰ بن اکثم شاگرد و کعب بن جراح سے بھی استفادہ کیا اور حدیث کو بکثرت بیان کیا مگر تصنیف کم کی، خطیب بغدادی سے روایت ہے کہ آپ ثقہ حجت تھے، آپ کو نیکی سے یاد کرنا چاہئے، آپ سے یحییٰ بن صباح نے روایت کی۔ شہر واسط کی قضا آپ کے اختیار کی تھی مگر ایام خلیفہ مقتدر میں آپ نے استعفار دیدیا اور ۲۸۷ھ میں وفات پائی۔ ”زیب دوراں“ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

محمد برکدی

محمد بن احمد بن موسیٰ بن سلام بخاری برکدی : فقیہ محدث عالم متبحر تھے۔ ابو جعفر کنیت تھی۔ حدیث کو اپنے شہر برکد (علاقہ بخارا) کے علماء و فضلاء سے سنا اور اپنے باپ اور ولید بن اسمعیل اور ابی عبداللہ بن ابی حفص کبیر وغیرہ سے روایت کی اور آپ سے ابو حفص احمد بن احمد بن حمدان وغیرہ نے روایت کی۔ بخارا کی اس عدالت کے جہاں ظالموں کو سزا دی جاتی تھی، مدت تک قاضی رہے اور امیر ابی ابراہیم اسمعیل بن احمد کے عہد میں ۲۸۹ھ میں فوت ہوئے۔

عبدالحمید بغدادی

عبدالحمید بن عبدالعزیز بصری بغدادی : عالم فاضل ثقہ پرہیزگار فنون حساب و فرائض میں ماہر کامل اور عمل محاضر و سجلات میں حاذق اور قاضی القضاة تھے، ابو حازم کنیت تھی۔ علم عیسیٰ بن ابان تلمیذ امام محمد اور نیز بکر بن محمد عمی اور ہلال بن یحییٰ بصری سے پڑھا اور اخذ کیا اور آپ سے امام طحاوی اور ابو طاہر دباس نے تلمذ کیا اور ابو الحسن کرخی نے آپ سے مصاحبت کی۔ آپ اصل میں بصرہ کے رہنے والے تھے جو بغداد میں آکر سکونت پذیر ہوئے۔ کتاب

محاضر الشہلا، کتاب ادب القاضی، کتاب الفرائض، تصنیف فرمائیں اور بغداد ہی میں ماہ جمادی الاولیٰ ۱۹۱۷ء میں فوت ہوئے۔ ”قدوۃ اہل عالم“ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

محمد بن مقاتل

محمد بن مقاتل رازی : امام محمد کے اصحاب میں سے فقیہ محدث تھے۔ حدیث کو مطیع اور وکیع اور ان کے طبقہ سے سنا اور روایت کیا، مدت تک شہرہ رے کے قاضی رہے تقریباً بیس آپ کو ضعف میں بیان کیا گیا ہے لیکن کوئی وجہ ضعف کی نہیں بتائی۔

موسیٰ رازی

موسیٰ بن نصر رازی : امام محمد کے اصحاب میں سے صاحب حدیث و فقیہ اور عارف مذہب تھے۔ کنیت ابو سہل تھی۔ حدیث کو عبدالرحمن بن ابی زہیر سے روایت کیا اور آپ سے ابو سعید بروعی اور ابو علی دقاق نے تفقہ کیا۔

ہشام رازی

ہشام بن عبداللہ رازی : فقیہ فاضل محدث کامل عارف مذہب تھے۔ فقہ امام ابو یوسف و امام محمد سے حاصل کی اور حدیث کو مالک سے روایت کیا اور آپ سے ابو حاتم نے روایت کی ابن حبان نے آپ کو ثقہ بتلایا۔ ابو حاتم کہتے ہیں کہ آپ صدوق تھے اور میں نے کوئی آپ سے زیادہ بلند قدر نہیں دیکھا اور یہ بھی کہتے ہیں کہ آپ نے خود کہا ہے کہ ہم نے ایک ہزار سات سو مشائخ سے ملاقات کی اور تحصیل علم میں سات لاکھ درہم خرچ کئے۔ کتاب نوادر اور کتاب صلوة الاثر تصنیف کیں۔ کہتے ہیں کہ امام محمد نے شہرہ رے میں آپ ہی کے گھر میں وفات پائی اور آپ کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

علی رازی

علی رازی : مذہب حنفیہ کے عارف اور مسائل اصول کے ماہر صاحب زہد و ورع و سخا اور محمد بن شجاع کے معاصرین میں سے تھے، فقہ حسن بن زیاد سے پڑھی اور امام ابو یوسف و امام محمد سے روایت کی اور کتاب الصلوٰۃ تصنیف کی۔ صاحب ہدایہ نے آپ کو پہلے طبقات مقلدین میں سے جو مثل ابی الحسن قدوری وغیرہ کے اصحاب تہذیب میں سے ہیں شمار کیا ہے گو آپ خصاف و طحاوی و کرخی و سرخسی و حلوانی و قاضی خاں و صاحب ذخیرہ اور صاحب خلاصہ سے جو طبقہ اصحاب مجتہدین سے ہیں، پہلے ہوتے ہیں کیونکہ مردوں کی فضیلت و کمالیت کے درجے

۱۔ صاحبین سے ”معی مدعا علیہ“ وفات ۲۷۲ھ سے قبل نہ تھے ”معجم الکوفین“ ۱۸۹ھ سے قبل نہ تھے ”تذکرۃ شذرات الذہب“ (مرتب)

کچھ زمانہ پر موقوف نہیں ہیں پس اسی خیال سے مولیٰ شمس الدین احمد بن کمال پاشا بلکہ مولیٰ فاضل ابوالسعود عمادی بھی اصحاب ترمذی میں سے ہیں۔

ابوعلی دقاق

ابوعلی دقاق : اپنے زمانہ کے عالم فاضل فقیہ کامل زاہد متورع تھے، علم موسیٰ بن نصر رازی تلمیذ امام محمد سے حاصل کیا اور آپ سے ابی سعید بروعی نے تفسیر کیا۔ آپ کی تصنیف سے کتاب الحیض یادگار ہے۔ دقاق آپ کو اس لئے کہا کرتے تھے کہ آپ آٹا فروخت کیا کرتے تھے۔

احمد جوزجانی

احمد بن اسحاق بن صبیح جوزجانی بڑے عالم فاضل فقیہ کامل فروع و اصول کے جامع تھے، کنیت ابو بکر تھی، علم ابی سلیمان جوزجانی تلمیذ امام محمد سے حاصل کیا، شہر جوزجان جو بلخ کے پاس واقع ہے، آپ کا مولد اور وطن تھا۔ آپ کی تصنیفات سے کتاب الفرق والتیمیز اور کتاب التوبہ یادگار ہیں۔

حلیقہ چہرام

چوتھی صدی کے فقہار و علماء کے حالات ہیں

محمد بن سلام بلخی

محمد بن سلام بلخی : فقیہ فاضل عالم متبحر ابی حفص کبیر کے معاصرین میں سے صاحب طبقہ عالیہ تھے، ابو نصر کنیت تھی، اکثر فتاویٰ آپ کے نام سے پڑے ہیں جن میں کہیں نام اور کہیں کنیت سے آپ مذکور ہوئے ہیں۔ وفات آپ کی ۳۰۵ھ میں ہوئی۔ آپ کا سال وفات لفظ "نوریزیم" ہے۔

محمد قلاسی

محمد بن خزیمہ بلخی قلاسی : مشائخ بلخ میں سے فقیہ متبحر صاحب اختیارات فی المذہب تھے، کنیت ابو عبداللہ تھی، قلاسی آپ کو اس لئے کہا کرتے تھے کہ آپ قلس یعنی وہ رستی بٹوایا کرتے تھے جن سے کشتیاں باندھی جاتی ہیں۔ وفات آپ کی ۳۱۰ھ میں ہوئی۔ "نادر

لم ابوعلی رازی سلم محمد بن محمد بن سلام "جو اہل المصنوع" (مرتب)

جہاں "آپ کی تاریخ وفات ہے۔

ابوسعید بروعی

احمد بن حسین بروعی : فقہائے کبار اور مشائخ نامدار میں سے بڑے عالم فاضل امام وقت مجتہد عصر تھے اور شہر بردع میں جو آذربائیجان متعلقہ حد مغربی ایران میں ہے، رہتے تھے، کنیت آپ کی ابو سعید تھی، علم آپ نے اسمعیل بن حماد اور ابی علی دقاق سے حاصل کیا اور آپ سے ابوالحسن کرخی اور ابوطاہر دباسی اور ابو عمر والطبری نے تفسیح کیا۔ حافظ الدین نسفی نے کتاب کافی کے باب الیمین فی الطلاق والعتاق میں مسئلہ بروعی کے ذکر میں لکھا ہے کہ آپ (ابوسعید) کہتے ہیں کہ ہم کو یہ مسئلہ نہایت ادق معلوم ہوتا تھا اور بروعی میں اس کا حل کرنے والا کوئی عالم و فاضل نظر نہ آتا تھا، ناچار بغداد میں آئے اور قاضی ابو حازم سے اس مسئلہ کو حل کیا اور ہم ان کے پاس چار سال تک ٹھہرے رہے۔ بغداد میں آنے سے پہلے ہم نے جامع کبیر تین یا چار سو دفعہ پڑھی تھی، کفایہ شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ آپ ایک مرتبہ حج کے لئے جمعہ کے روز بغداد میں تشریف لائے، اور بعد نماز جمعہ کے آپ نے دیکھا کہ کچھ لوگ واسطے مناظرہ کے بیٹھے ہیں اور ان میں داؤد ظاہری بھی ہیں، اتنے میں ایک حنفی نے داؤد سے بیع ام ولد کے باب میں سوال کیا۔ داؤد نے جواب دیا کہ ام ولد کی بیع جائز ہے کیونکہ ہم نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ علوق سے پہلے اس کی بیع جائز ہے پس ایسا اجماع بغیر کسی ایسے ہی دوسرے اجماع کے زائل نہیں ہو سکتا کیونکہ جو بات یقیناً ثابت ہو جائے وہ بغیر کسی ایسے ہی یقین کے مرتفع نہیں ہو سکتی۔

حنفی اس امر میں حیران ہوا کہ کیونکہ داؤد قیاس کو نہیں ملتے تھے اور خبر واحد یقین کا فائدہ نہیں دیتی۔ اس پر آپ نے یہ حال دیکھ کر فرمایا کہ ہم نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ علوق کے بعد اس کی بیع جائز نہیں، پس یہ اجماع بغیر دوسرے ہم مثل اس اجماع کے دور نہیں ہوتا، داؤد یہ سن کر ساکت ہو گئے۔ آپ نے جب دیکھا کہ داؤد اور ان کے اصحاب فقہ میں ایسے سُست ہیں تو آپ مکہ معظمہ کا ارادہ ملتوی کر کے تدریس کے لئے بغداد میں ٹھہر گئے اور داؤد کے اصحاب بغرض استفادہ آپ کے پاس جمع ہوئے یہاں تک کہ ایک رات آپ نے خواب میں یہ سنا کہ کوئی کہتا ہے کہ دولت تو جھاگ کی طرح فوراً دور ہو جاتی ہے لیکن جو فائدہ لوگوں کو پہنچا یا جائے، وہ باقی رہتا ہے۔ پس آپ یہ بات سن کر جاگ اٹھے، اتنے میں کسی نے آپ کا دروازہ کھڑکا کر کہا کہ داؤد ظاہری فوت ہو گئے ہیں، اگر آپ کو نماز جنازہ پڑھنی ہے تو آجائیں

کچھ مدت بعد آپ مکہ معظمہ کو تشریف لے گئے اور وہاں عشرۃ اولیٰ ماہ ذی الحجہ ۱۳۱۷ھ میں قرامطہ کی لڑائی میں شہید ہوئے۔ ”انوار جہاں“ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

مکحول نسفی

مکحول بن فضل نسفی : اپنے زمانہ کے امام فاضل فقیہ کامل عارف مذہب تھے، فقہ کو مولیٰ بن سلیمان جوزجانی تلمیذ امام محمد سے حاصل کیا اور کتاب ”لؤلؤیات و کتاب الشعاع تصنیف کیں، آپ ہی نے امام ابوحنیفہ سے کتاب شعاع میں یہ روایت کی ہے کہ جو شخص رفع الیدین کرے اس کی نماز فاسد ہو جاتی ہے لیکن یہ روایت اکثر محققین کے نزدیک شذوذات سے ہے جس پر اعتبار نہیں کیا گیا۔ وفات آپ کی ۱۳۱۷ھ میں ہوئی۔

احمد طحاوی

احمد بن محمد بن سلامہ بن عبد الملک الازدی الطحاوی : اپنے زمانہ کی فقہ و حدیث میں جلیل القدر عظیم الشان امام ثقہ معتد تھے، مصر میں امام ابوحنیفہ کے مذہب کی ریاست آپ پر منتھی ہوئی حافظ سیوطی نے حسن المحاضرہ میں لکھا ہے کہ آپ ثقہ ثابت فقیہ تھے، یہاں تک کہ آپ جیسا آپ کے بعد کوئی نہیں ہوا۔ انساب میں سمعانی شافعی نے لکھا ہے کہ آپ ایسے امام ثقہ اور فقیہ عقیل تھے کہ آپ جیسا کوئی پیچھے آپ کے نہیں ہوا۔ ابن عبد البر سے منقول ہے کہ آپ کو فی المذہب اور جمیع مذاہب علماء کے عالم تھے۔ لسان المحدثین میں لکھا ہے کہ آپ کی کتاب مختصر اس بات پر دال ہے کہ آپ مجتہد تھے اور مقلد حنفی نہ تھے۔

امیر کاتب القانی نے غایۃ البیان شرح ہدایہ کی کتاب الصوم میں لکھا ہے کہ آپ مؤمن ہیں یہ متہم باوجود کثرت علم واجتہاد و ورع اور معرفت مذاہب وغیرہ میں مقدم ہونے کے اگر آپ کی نسبت کسی کو شک ہو تو آپ کی شرح معانی الآثار دیکھ کر اپنی تسلی کر لے، کیا ہمارے مذہب کے سوا کسی دوسرے مذہب میں آپ کی نظیر مل سکتی ہے؟ نافع البکیر میں لکھا ہے کہ اگر آپ کو شروع چوتھی صدی کا مجدد امت محمدیہ اور مصداق حدیث ان اللہ یبعث لہذہ الامۃ علی سائر کل مائۃ سنۃ من یجد لہا دینہا قرار دیا جائے تو بلحاظ آپ کی شہرت اور رفعت ذکر اور تصانیف مفیدہ کے کچھ بعید نہیں۔

آپ یکشنبہ کی رات ماہ ربیع الاول ۲۲۹ھ اور بقول بعض ۲۳۰ھ میں پیدا ہوئے۔ ابو جعفر کنیت تھی۔ ابتدا میں آپ شافعی المذہب تھے اور اپنے ماموں مرنزی شافعی سے پڑھا کرتے تھے

لہ بقول ابن جوزی ۲۳۵ھ اور بقول ابن الاثیر ۲۳۹ھ میں پیدا ہوئے۔ (مرتب)

لیکن چونکہ آپ کو اکثر کتب مذہب حنفیہ کے دیکھنے کا شوق تھا اس لئے آپ کے ماموں نے ایک دن آپ سے خفا ہو کر دفعۃً کہہ دیا کہ بخدا تجھ سے کچھ نہ ہو سکے گا یہ کلمہ آپ کو نہایت ناگوار گذرا جس سے آپ ناراض ہو کر ابو جعفر احمد بن عمران حنفی کے پاس چلے گئے اور ان سے پڑھنا شروع کیا، پھر ۶۱۸ھ میں شام میں جا کر قاضی القضاة ابا حازم عبد الحمید تلمیذ عیسیٰ بن ابان سے استفادہ کیا اور حدیث کو ہارون بن سعید اہلی ولونس بن عبدالاعلیٰ و محمد بن عبدالحکم و بجمیر بن نصر وغیرہ ایک جم غفیر تلمیذ ابن وہب اور نیز اپنے والد محمد بن سلام وغیرہ مصریوں سے سنا اور روایت کیا اور آپ سے احمد بن قاسم خشاب و ابو بکر مقرئ و طبرانی اور محمد بن بکر بن مطروح وغیرہ محدثین نے روایت کی، اور ابو بکر بن محمد بن منصور دامغانی وغیرہ نے تفقہ کیا۔

فتاویٰ برہنہ میں آپ کے انتقالِ مذہب کا سبب یہ لکھا ہے کہ آپ ایک دن اپنے ماموں سے پڑھ رہے تھے کہ آپ کے سبق میں یہ مسئلہ آیا کہ اگر کوئی حاملہ عورت مر جائے اور اس کے پیٹ میں بچہ زندہ ہو تو بر خلاف مذہب امام ابو حنیفہ کے امام شافعی کے نزدیک عورت کا پیٹ چیر کر بچہ نکالنا جائز نہیں۔ آپ اس مسئلہ کے پڑھتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ میں اس شخص کی ہرگز پیروی نہیں کرتا جو مجھ جیسے آدمی کی ہلاکت کی کچھ پروا نہ کرے کیونکہ آپ اپنی والدہ کے پیٹ میں تھے کہ آپ کی والدہ ماجدہ فوت ہو گئی تھیں اور آپ پیٹ چیر کر نکالے گئے تھے۔ یہ حال دیکھ کر آپ کے ماموں نے آپ سے کہا کہ خدا کی قسم تو ہرگز فقیہ نہیں ہو گا۔ پس جب آپ خدا کے فضل سے فقہ و حدیث میں امام بے عدیل اور فاضل بے مثل ہوئے تو اکثر کہا کرتے تھے کہ میرے ماموں پر خدا کی رحمت نازل ہو اگر وہ زندہ ہوتے تو اپنے مذہب شافعی کے بموجب ضرور اپنی قسم کا کفارہ ادا کرتے۔

ابو یعلیٰ خلیلی نے اپنی کتاب ارشاد میں لکھا ہے کہ محمد بن احمد شرطی نے آپ سے پوچھا کہ آپ نے کس لئے اپنے ماموں کا مذہب شافعی چھوڑ کر حنفی مذہب اختیار کیا۔ آپ نے فرمایا کہ میں اکثر دیکھا کرتا تھا کہ وہ امام ابو حنیفہ کے مذہب کی کتابوں کا مطالعہ کرتے اور فائدہ اٹھاتے تھے۔ وفات آپ کی غرۃ ذلیقہ ۳۱۸ھ میں ہوئی۔ آپ کی تصانیف حسب ذیل ہیں :-

معانی الآثار، مشکل الآثار، احکام القرآن، مختصر فقہ، (اس پر بہت سے علماء نے شرحیں لکھی ہیں) شرح جامع کبیر، شرح جامع صغیر، کتاب شروط الکبیر، کتاب شروط الاوسط، کتاب السجلات، کتاب الوصایا، کتاب الفرائض، تاریخ کبیر، کتاب مناقب امام ابی حنیفہ، کتاب نواب الفقہ،

کتاب نوادر الحکایات (کچھ اور پر بس جزو)، کتاب اختلاف الروایات علیٰ مذہب الکوفیین۔ کتاب مختصر صغیر، کتاب مختصر کبیر، کتاب الرد علیٰ ابی عبدی فی ما اخطأ فی اختلاف النسب، کتاب الرد علیٰ عیسیٰ بن ابان۔ کتاب حکم ارضی مکہ، کتاب قسم الفیء والغنائم وغیر ذلک،
 طحاوی طحا کی طرف منسوب ہے جو ملک مصر میں ایک قصبہ ہے اور ازد قبائل میں
 میں سے ایک قبیلہ کا نام ہے "نور دنیا" اور "فقیر بے عدیل" آپ کی تاریخ وفات ہیں۔

اسحق شاشی

اسحق بن ابراہیم شاشی السمرقندی الخطیبی : اپنے زمانہ کے عالم فاضل شیخ ثقہ تھے
 مولد آپ کا شہر شاش تھا جو نرسینجوں کے پاس سرحدات ترک پر واقع ہے۔ کنیت ابو ابراہیم تھی، آپ
 نے امام محمد کی جامع کبیر کو زید بن اسامہ راوی ابی سلیمان جوزجانی سے روایت کیا اور ۳۲۵ھ میں
 وفات پائی۔

احمد سرخکی

احمد بن عبدالرحمن سرخکی : فقیہ اجل عالم اکمل تھے۔ کنیت ابو حامد تھی، قصبہ
 سرخک میں جو نیشاپور کے پاس واقع ہے، رہا کرتے تھے۔ آپ نے ابازہر العبدی اور محمد بن یزید
 سلمی سے سنا اور محمد بن یزید سے شخص بن عبدالرحمن کی کتابوں کو روایت کیا اور آپ سے ابو العباس
 احمد بن ہارون نے روایت کی، وفات آپ کی ماہ رمضان ۳۲۸ھ میں ہوئی۔

احمد بن ولاد نحوی

احمد بن محمد بن ولاد نحوی : ابو العباس کنیت تھی، فقیہ فاضل جامع معقول و منقول
 اور نحوی تھے، سیبویہ کی مبرد پر کتاب انتصار اور کتاب المقصود والممدود بطور حروف مع تصنیف
 کیں، ۳۳۲ھ میں وفات پائی۔

ابو بکر الاسکاف

محمد بن احمد ابو بکر الاسکاف البلیخی : اپنے وقت کے امام اور فقیہ جلیل القدر تھے۔
 فقہ کو آپ نے محمد بن یزید بن ابی سلیمان جوزجانی سے پڑھا اور آپ سے ابو بکر اعلمش محمد بن سعید
 متوفی ۳۲۸ھ اور ابو جعفر ہندوانی نے تفقہ کیا۔ وفات آپ کی ۳۳۳ھ میں ہوئی۔ نفحات الانس
 میں لکھا ہے کہ آپ تیس سال سے روزمرہ روزہ رکھا کرتے تھے، جب نزع کا وقت آیا تو لوگ
 پانی سے پنہ تر کر کے آپ کے منہ کے آگے لے گئے مگر آپ نے اس کو پھینک دیا اور روزے سے

۳۳۶ھ وفات ۵۳۱ھ جو اہل المغنیۃ (مرتب)

انتقال کیا۔ آپ کا سالِ وفات لفظاً "نورِ آگین" ہے۔

احمد عیاضی

احمد بن عباس بن حسین بن عیاض سمرقندی : بڑے فقیہ اور عالم فاضل تھے، علمائے ہمعصر میں سے کسی کی یہ جرأت نہ تھی کہ علم و کیاست اور تیزی طبع و پرہیزگاری میں آپ سے ہمسری کر سکتا۔ ابو نصر کنیت تھی۔ آپ کی نسل سعد بن عبادہ انصاری خنزرجی صحابی سے ملتی ہے اور عیاض آپ کے اجداد میں سے کسی کا نام ہے جس کی طرف آپ منسوب ہیں۔

آپ سمرقند میں رہتے تھے، فقہ آپ نے ابی بکر احمد بن اسحاق جوزجانی تمیذیابی سلیمان مولے جوزجانی سے اور آپ سے آپ کے دونوں بیٹوں ابو احمد نصر عیاضی اور ابو بکر محمد عیاضی اور جماعت کثیرہ نے استفادہ کیا۔ آپ کے چالیس سے زیادہ اصحاب تھے جو آپ کے حکم سے ہر جمعہ کو مع جملہ مشائخ و علماء وقاریوں کے بہ بیت مجموعی بازاروں وغیرہ میں گشت کیا کرتے تھے، کسی نے اس کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ جب خلقت ان کو مجتمع دیکھے گی تو مارے خوف کے سلطان ظلم اور اہل بدعت برائی سے پرہیز کریں گے۔

وفات آپ کی اس طرح پر وقوع میں آئی کہ آپ اپنے بیٹے ابو احمد نصر کو جو ابھی مراہق تھے، ہمراہ لے کر کافروں کے ساتھ لڑائی کرنے کے لئے روانہ ہوئے۔ جب شہر اسپچاپ سے جو اہل اسلام کی حد تھی، آگے بڑھے تو کفار نے پکڑ کر آپ کو قتل کر دیا۔

امام ماتریدی

محمد بن محمد بن محمود ماتریدی : مشائخ کبار میں سے بڑے محقق و مدقق، متکلمین کے امام اور عقائد مسلمین کے مصحح عابد زاہد متحمل صاحب کرامات تھے۔ آپ کے زمانہ میں ریاست مذہب امام ابو حنیفہ کی آپ پر منتہی ہوئی۔ ابو منصور کنیت تھی۔ فقہ ابی بکر احمد جوزجانی تمیذیابی سلیمان جوزجانی سے حاصل کی اور آپ سے حکیم قاضی اسحاق بن محمد سمرقندی اور علی ستغفنی اور ابو محمد عبدالکریم بن موسیٰ بزودی نے تفقہ کیا، آپ نے تصانیف جلیبہ تصنیف کیں اور اہل عقائد باطلہ کے اقوال کا ذبح کو رد کیا، چنانچہ کتاب التوحید، کتاب المقالات، کتاب اوہام المعتزلہ، کتاب رد الاصول الخمسہ ابی مکار باہلی، کتاب رد الامانۃ لبعض روافض۔ کتاب رد قرامطہ، کتاب ماخذ الشرائع (فقہ میں) کتاب الجدل، (اصول فقہ میں) آپ کی تصنیفات سے مشہور ہیں، علاوہ ان کے کتاب تاویلات القرآن ایسی تصنیف کی کہ اپنا نظیر نہیں رکھتی بلکہ اس فن میں جو تصانیف پہلے ہو چکی ہیں، کوئی اس کی برابری نہیں کر سکتی۔

سہ قرآن پاک کی اس معرکہ الٹا اور تغیر کا نام "تاویلات اہل السنہ" ہے چند سال قبل عمر سے شائع ہو چکی ہے اس میں سے سورہ فاتحہ کا اردو ترجمہ ۱۹۷۱ء میں اسلام آباد سے شائع ہوا ہے (مرتب)

کہتے ہیں کہ آپ کے زمانہ میں ایک بادشاہ بڑا ظالم تھا اور مخلوقات اس سے نہایت تنگ تھی یہاں تک کہ زمینداروں کا ایک گروہ اس کے ہاتھ سے تنگ ہو کر واسطے شکایت کے آپ کے پاس آیا۔ آپ اس وقت گھر میں نہ تھے، آپ کی عورت نہایت بدخلق تھی، وہ زمینداروں کو مہمان سمجھ کر نہایت سختی سے پیش آئی، زمیندار یہ معلوم کر کے کہ آپ باغ میں ہیں، باغ میں پہنچے، دیکھا کہ آپ کتسی سے باغ کی زمین درست کر رہے ہیں، آپ نے ان کو دیکھتے ہی فرمایا کہ شاید آپ کو ہمارے گھر کے کتے نے کاٹا ہوگا۔ پھر آپ باغ میں گئے اور وہاں سے زرد آلو کا طبق بھر لائے اور زمینداروں کے آگے رکھ دیا، چونکہ موسم سرما کا تھا، زمیندار غیر موسم میں زرد آلو دیکھ کر حیران ہو گئے اور آپ سے دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے دائیں ہاتھ سے کوئی گناہ نہیں کیا اس لئے جو چیز اس کے ذریعہ سے چاہتا ہوں وہ حاصل ہو جاتی ہے، پھر آپ نے گھاس سے کمان اور تنکے سے تیر بنا کر اس ظالم بادشاہ کی طرف پھینکا، زمینداروں نے وہ تاریخ لکھ لی، پیچھے ثابت ہوا کہ وہ بادشاہ اسی روز مقتول ہوا۔ پھر آپ کچھ تازہ شلغم اٹھا کر مہانوں کی ضیافت کے لئے گھر میں تشریف لائے، آپ سے عورت نہایت سختی کے ساتھ پیش آئی، آخر جب اس نے دیکھا کہ آپ ناچار ہیں تو آپ کو کہا کہ آگ روشن کرو۔ پس آپ آگ روشن کرنے لگے۔ چونکہ ہوا بڑی تیز تھی، آگ روشن نہ ہوئی، عورت نے غصہ میں آکر چھپسات لائیں آپ کو ماریں چنانچہ ہر لات کے ساتھ حجاب مرتفع ہوتا گیا، آپ نے فرمایا کہ اگر ایک لات اور مارتی تو تمام حجاب مرتفع ہو جاتا، سو کہتے ہیں کہ باقی ماندہ حجاب کچھ دیر میں بعد سخت مجاہدہ کے مرتفع ہوا، وفات آپ کی ۳۳ء میں ہوئی اور سمرقند میں دفن کئے گئے۔

کہتے ہیں کہ جس روز آپ کا انتقال ہوا اس روز ستر دفعہ آپ کو قضائے حاجت ہوئی، آپ ہر دفعہ وضو کرتے تھے، لوگوں نے کہا کہ آپ ایسی تکلیف مالایطاق اپنے اوپر کیوں گوارا کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ آج میری وفات کا دن ہے، پس میں نہیں چاہتا کہ بے وضو دنیا سے انتقال کروں کیونکہ رسول خدا کا قول ہے کہ جو شخص وضو دار ہوتا ہے وہ مومن ہے اور بے وضو منافق ہے۔ پس میں اس وعدہ کی امیر اور اس وعید کے خوف سے وضو کرتا ہوں۔

کہتے ہیں کہ بعد وفات کے آپ کو کسی نے خواب میں دیکھا کہ ستر براق آپ کے سامنے کھڑے ہیں اور آپ کبھی ایک کبھی دوسرے پر سوار ہوتے ہیں اس نے پوچھا، آپ نے فرمایا کہ یہ جہاز اس طہارت کی ہے جو میں نے کل کے روز کی تھی اور ہر ایک طہارت کے بدلے مجھ کو ایک ایک براق ملا ہے، ابھی دیگر اعمال کی جہاز مجھے نہیں ملی۔ ماترید، سمرقند میں ایک محلہ کا نام ہے جس میں آپ رہا کرتے

تھے، بعض کہتے ہیں کہ سمرقند کے شہروں میں سے ماثرید بھی ایک شہر کا نام ہے۔ ”داوردیں پناہ“ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

حاکم شہید

محمد بن محمد بن احمد بن عبد اللہ بن عبد المجید بن اسمعیل بن حاکم مروزی بلخی الشہیرہ حاکم الشہید : ابو افضل کنیت تھی۔ حافظ احادیث رسول اللہ اور اپنے وقت کے امام فاضل فقیہ متبحر صاحب تصانیف عالیہ تھے، ساٹھ ہزار حدیث آپ کو نوکِ زباں یاد تھیں، پہلے بخارا کے قاضی مقرر ہوئے، پھر امیر خراسان نے اپنی وزارت آپ کو دی لیکن اسم وزارت سے کرامت کرتے تھے، آپ نے حدیث کو مرو میں محمد بن حمدویہ شاگرد امام احمد بن حنبل اور محمد بن عمام اور رے میں ابراہیم بن یوسف اور بغداد میں ہشیم بن خلف اور کوفہ میں ابی العباس بجلی اور مکہ میں مفضل بن محمد اور مصر میں احمد بن سلیمان مصری اور بخارا میں محمد بن سعید نو حابا زوی اور ان کے طبقہ سے سماعت کیا اور آپ سے ابوعبداللہ حاکم صاحب متدرک نے تلمذ کیا اور ائمہ و حفاظ خراسان نے حدیث سماعت کی۔ کتاب منتقی اور کافی اور مختصر تصنیف کیں چنانچہ کافی اور منتقی تو بعد کتب امام محمد کے اصول مذاہب کی اصل ہیں لیکن کتاب منتقی اس زمانہ میں نایاب ہے۔

جب آپ بخارا کے قاضی تھے تو برہ وزامیر حمید کے پاس جلتے اور اس کو فقہ پڑھاتے تھے۔ جب وزارت کے عہدے پر مقرر ہوئے تو کل امور و بہات آپ کو تفویض کی گئیں۔ آپ ہر نماز کے بعد خدا سے دعا مانگا کرتے تھے کہ مجھ کو شہادت نصیب ہو یہاں تک کہ جس رات کی صبح کو آپ شہید ہوئے۔ آپ نے بڑا شور و غوغا اور ہتھیاروں کی آواز سن کر پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے لوگوں نے کہا کہ لشکر اکٹھا ہوا ہے اور آپ پر ایک گناہ کا الزام دیا ہے جو ان میں سے ازرق چشموں نے آپ پر باندھا ہے۔ آپ نے کہا کہ اے بارخدا یا بخش دے، پھر نائی کو بلوا کر مرند ڈایا اور غسل کیا اور اچھے کپڑے پہن کر صبح تک نماز پڑھتے رہے۔ اس عرصہ میں گو بادشاہ نے لشکر مذکور کی ممانعت کے لئے اپنا لشکر بھیجا مگر اس نے غلبہ پا کر ماہ ربیع الآخر ۳۲۷ھ میں بحالت سجدہ آپ کو شہید کر دیا۔ اتحاف النبلاء میں آپ کی شہادت کی یہ وجہ لکھی ہے کہ آپ نے امام محمد کی بسوٹ اور جامع صغیر و کبیر کو بجزوف مکرو و مطول اپنی کتاب کافی میں جمع کیا تھا اس لئے امام محمد نے خواب میں آپ کو کہا کہ آپ نے میری کتابوں کے ساتھ کیا کیا ہے؟ آپ نے کہا کہ میں نے فقہار کو کسلمند دیکھا تھا، اس لئے ذکر مکرو و مطول کو حذف کر دیا، اس پر امام محمد نے غصہ ہو کر کہا کہ جیسا تم نے میری کتابوں کو

قطع کیا۔ خدا تمہیں بھی قطع کرے، پس ایسا ہی ہوا کہ شہر مرو میں لشکر نے آپ کو قتل کر اور دو پارہ کر کے درخت پر لٹکا دیا۔ "علامہ فصیح" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

احمد صفار بلخی

احمد بن عصمہ صفار بلخی : اپنے عہد کے امام کبیر فاضل بے نظیر تھے، دور دور سے لوگ واسطے استفادہ کے آیا کرتے تھے، ابوالقاسم کنیت تھی اور کاشی کے برتنوں کی تجارت کرتے تھے، شاگرد آپ کے آپ کی دوکان ہی میں آپ سے پڑھا کرتے تھے اور جب کوئی خریدار آتا تو آپ ہی بذات خود اٹھ کر برتن دکھاتے اور شاگردوں سے ہرگز امداد نہ لیتے۔ علوم آپ نے نصیر بن یحییٰ شاگرد محمد بن سماعہ سے جو امام ابو یوسف کے شاگرد تھے، حاصل کئے اور آپ سے ابو حامد احمد بن حسین مروزی نے تفقہ کیا اور ۳۳۶ھ میں وفات پائی۔ "فقیر عالم" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

احمد بن سہل

احمد بن سہل بلخی : بڑے عالم فاضل اور نزیل سمرقند تھے۔ ابو حامد کنیت تھی۔ آپ نے ابی سلیم محمد بن فضل بلخی اور ابی عبد اللہ محمد بن اسلم قاضی سمرقند سے روایت کی اور آپ سے آپ کے پوتے عبد اللہ بن محمد فقیہ سمرقندی نے روایت کی، وفات آپ کی سن ۳۳۶ھ میں ہوئی۔

امام کرخی

عبداللہ بن حسین بن دلال بن ولیم کرخی : اپنے زمانہ کے امام عالم فقیہ فاضل پیشخ ثقہ طبقہ مجتہدین فی المسائل میں سے نزیل بغداد تھے، بعد ابی خازم اور ابو سعید بروعی کے ریاست مذہب کی آپ پر منتھی ہوئی، علاوہ فضیلت علم کے آپ بڑے صاحب قدر، عابد، قانع، زاہد، متوع۔ کثیر الصوم والصلوۃ تھے۔ ابوالحسن کنیت تھی، سن ۲۶۰ھ میں پیدا ہوئے، فقہ کو ابو سعید بروعی تلمیذ اسمعیل بن حماد سے اخذ کیا اور حدیث کو اسمعیل بن قاضی اسحاق اور محمد بن عبد اللہ حضرمی سے سنا اور روایت کیا اور آپ سے ابو حفص بن شاہین وغیرہ محدثوں نے روایت کی، اور آپ کے تلامذہ میں سے مثل ابوبکر الرازی احمد جصاص و ابو علی احمد بن محمد الشاشی و ابو حامد احمد الطبری و ابوالقاسم علی التنوخی و ابو عبد اللہ الدامغانی اور ابوالحسن قدوری وغیرہم کے بہت سے ائمہ دین ہوئے۔ آپ کی عادت تھی کہ خود جا کر بازار سے سودا خرید کرتے اور اس دوکاندار سے لیتے جو آپ کو نہ جانتا اور اس سے غرض یہ تھی کہ اگر کسی واقف کار سے خریدتا تو وہ ضرور رعایت کرے گا۔

لے بقول سمعی لیم، سن ۳۲۶ھ میں وفات پائی (مرتب)

آپ کی تصنیفات میں سے کتاب مختصر و کتاب شرح جامع صغیر اور کتاب شرح جامع کبیر وغیرہ ہیں۔ کہتے ہیں کہ جب آپ کو اخیر عمر میں فالج ہو گیا تو آپ کے اصحاب نے سیف الدولہ بن حمدان کو آپ کے معالجہ کے اخراجات کے لئے لکھا، جب آپ کو اس بات کی خبر ہوئی تو آپ رونے لگے اور خدا سے دعا مانگی کہ الہا! میرا ذق اس جگہ کے سوا کہ جہاں پھر مجھ کو لے جائے، اور کہیں سے نصیب نہ کر۔ پس سیف الدولہ کا صلہ جو اس نے دس ہزار درم کا بھیجا تھا، ابھی پہنچنے نہیں پایا تھا کہ ۵ اشعبان سن ۳۷۰ھ کی رات میں فوت ہو گئے۔ کرخی، شہر کرخی کی طرف منسوب ہے جو عراق کے علاقہ میں واقع ہے۔ "فتیہ لجانہ جہاں" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

حارثی

عبداللہ بن محمد بن یعقوب بن حارث سبزمونی المعروف بہ اساذ : اپنے زمانہ کے امام فاضل محدث کثیر الحدیث فقیہ بے نظیر مرجع فقہائے حنفیہ تھے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے رسالہ انتباہ میں آپ کو اصحاب و جہہ میں سے جن کا درجہ مجتہد منتب اور مجتہد مذہب کے درمیان میں ہے، شمار کیا ہے۔ ماہ ربیع الاخر ۲۵۸ھ میں پیدا ہوئے اور شہر مومنین میں جو بخارا سے نصف فرسنگ کے فاصلہ پر ہے، رہتے تھے، خراسان و عراق اور حجاز میں سفر کر کے وہاں کے علماء و فضلاء سے استفادہ کیا چنانچہ فقہ تو ابی عبداللہ بن ابی حفص کبیر وغیرہ سے حاصل کی اور حدیث کو محمد بن فضل بلخی اور فضل بن محمد اور حسین بن فضل بلخی اور محمد بن یزید کلاباذی اور عبداللہ بن اہل اور سہل بن متوکل اور علی بن حسین بن جنید الرازی اور حافظ موسیٰ بن ہارون وغیرہ سے سنا اور روایت کیا اور آپ سے ابن مندہ نے کثرت سے روایت کی لیکن بعض محدثین نے آپ کو نقل روایت میں ضعیف بتلایا ہے۔ آپ نے کتاب کشف الآثار الشریفہ فی مناقب ابی حنیفہ اور مسند ابی حنیفہ تابعی کی۔ تلامذہ علی قاری نے لکھا ہے کہ جب آپ نے امام ابو حنیفہ کے مناقب کو تابعی کیا تو اس وقت آپ کی مجلس ائلا میں چار سو مستملی حاضر رہتے تھے۔ وفات آپ کی ماہ شوال سن ۳۷۰ھ میں ہوئی۔ "عالم زین اسلام" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

احمد طبری

احمد بن محمد بن عبد الرحمن طبری : بغداد کے فقہار کبار میں سے تھے۔ کنیت ابو عمرو تھی، فقہ آپ نے ابی سعید بروعی سے حاصل کی اور امام ابی الحسن کرخی کے زمانہ میں درس تدریس میں مشغول رہے۔ علی قاری نے طبقات حنفیہ میں لکھا ہے کہ آپ امام ابی جعفر طحاوی و ابی الحسن لے ابن دانی کے نام سے مشہور تھے (مرتب)

کرخی کے طبقہ میں سے تھے۔ آپ نے امام محمد کی جامع صغیر و جامع کبیر کی شرحیں لکھیں اور ۳۰۰ھ میں وفات پائی۔ طبری طبرستان کی طرف منسوب ہے جو بلادِ عجم میں خراسان کے پاس ایک ملک کا نام ہے۔

اسحاق حکیم سمرقندی

اسحاق بن محمد بن اسمعیل بن ابراہیم بن زید الحکیم السمرقندی : بسبب کثرتِ حکمت و عظمت کے آپ حکیم کے لقب سے ملقب ہوئے۔ کنیت ابو القاسم تھی۔ سمعانی نے لکھا ہے کہ آپ بڑے نیکو کار بندوں میں سے حکمت و حسن المعاشرت میں ضرب المثل تھے اور اخلاقِ حمیدہ و افعالِ پسندیدہ کے سبب مشرق سے مغرب تک مشہور ہوتے۔ فقہ و علمِ کلام کو آپ نے ابی منصور مزیدی سے اٹھ کیا اور ابابکر و راق اور دیگر مشائخ کی مصاحبت کی اور ان سے تصوف کا علم حاصل کیا۔ مدت تک سمرقند کی دارالقضار کے متولی رہے اور عشرہ محرم الحرام ۳۰۰ھ میں وفات پائی۔ صاحبِ مناہج لکھتے ہیں کہ شہر سمرقند شمر کند کا معرب ہے جس کو ایک بادشاہ شمر نام نے ویران کیا تھا پھر اس کو سلطان سکندر نے آباد کر لیا۔ ”عالمِ عاقل“ آپ کی تاریخِ وفات ہے۔

علی تنوخی

علی بن محمد بن داؤد بن ابراہیم تنوخی : امام کرخی کے اصحاب میں سے بڑے ذکی عالم اور عارف علمِ کلام و نحو اور شعر و عربی میں مقدم اور امام ابو حنیفہ کے مذہب کے دقائق میں خوب ماہر اور علمِ لغت و ہیئت و عروض و ادب میں اتنا ذکا ل تھے۔ حافظہ کا یہ حال تھا کہ آپ نے ایک دن رات میں سات سو شعر یاد کر لئے تھے اور سوائے قصائدِ شعری جاہلین و مخضربین اور محدثین کے سات سو قصائد آپ کو باہر کے لوگوں کے یاد تھے۔ آپ مدت تک ابواز و واسطہ و کوفہ و جھن کے قاضی رہے اور ۳۰۰ھ میں وفات پائی۔ تنوخی تنوخ کی طرف منسوب ہے جو ان چند قبائل کا نام ہے جو شہر بصرہ واقع اقصیٰ دوم میں رہتے ہیں، کنیت آپ کی ابو القاسم تھی، ماہِ منور آپ کی تاریخِ وفات ہے۔

احمد طواولسی

احمد بن محمد بن حامد طواولسی : فقیہ فاضل پرہیزگار کامل زاہد ثقہ اور نیکو کار بندوں میں سے تھے۔ کنیت ابو بکر تھی۔ ابو سعید اولسی نے اپنی کتاب کمال میں آپ کی بڑی تعریف لکھی ہے علوم آپ نے محمد بن نصر مروزی اور محمد بن فضل بنحی سے پڑھے اور انہیں سے روایت کی، سمرقند میں ۳۰۰ھ میں حمام کے اندر فوت ہوئے۔ طواولسی طرف طواولیس کے منسوب ہے، جو بخارا سے آٹھ فرسنگ کے فاصلہ پر ایک شہر کا نام ہے۔

ابوعلی شاشی

احمد بن محمد بن اسحاق شاشی : ابوعلی کنیت تھی ، شہر شاش میں جس کو اب تاشقند کہتے ہیں ، پیدا ہوئے اور بغداد میں آکر امام ابی الحسن کرخی سے فقہ پڑھی اور ایسے عالم فاضل تھے کہ امام کرخی آپ کے حق میں فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے پاس ابوعلی سے کوئی زیادہ حافظ نہیں آیا اس لئے جب امام کرخی فالج کی بیماری میں مبتلا ہوئے تو انہوں نے ابو بکر دماغانی کو تو فتویٰ دینے کا کام سپرد کیا اور آپ کو تدریس کی خدمت پر مامور کیا ۔ قاضی ابو محمد نعمان کہتے ہیں کہ میں آپ کی مجلس اعلیٰ میں بیٹھا ہوا تھا کہ آپ کے پاس ابو جعفر ہندوانی آئے اور سلام کر کے بیٹھ گئے ، پھر انہوں نے مسائل اصولیہ میں امتحان لیا سو آپ ان میں ماہر کامل نکلے ، پھر آپ نے ابو جعفر کا مسائل نوادر میں امتحان لینا شروع کیا مگر وہ اچھی طرح بیان نہ کر سکے اور آپ سے کہا کہ میں آپ کی زیارت کرنے آیا ہوں ، کچھ بحث کے لئے نہیں آیا لیکن دل میں ابو بکر کو بڑی غیرت آئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے کتاب نوادر کو خوب یاد کر لیا ۔ وفات آپ کی ۳۲۷ھ میں واقع ہوئی ۔ ” فہیم دہر “ آپ کی تاریخ وفات ہے ۔

ابراہیم عزری

ابراہیم بن حسین عزری : ابو اسحاق کنیت تھی ۔ فقیہ فاضل محدث ثقہ تھے ، ابا سعید عبدالرحمن بن حسن وغیرہ محدثین سے حدیث کو سماعت کیا اور آپ سے ابو عبداللہ حاکم صاحب مشرک نے روایت کی اور ۳۲۷ھ میں وفات پائی ، عزری عزرہ کی طرف منسوب ہے جو شہر نیشاپور میں ایک محلہ کا نام ہے ۔ ” بدر عالم “ آپ کی تاریخ وفات ہے ۔

علی بن امام طحاوی

علی بن ابو جعفر طحاوی : بڑے فقیہ محدث ، عالم فاضل ، جامع فروع و اصول اور امام طحاوی کے خلف ارشد تھے ، کنیت ابو الحسن تھی ، بڑے بڑے محدثین مثل ابی عبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی وغیرہ سے حدیث کو سماعت کیا اور روایت کی اور ماہ ربیع الاول ۳۲۷ھ میں وفات پائی ۔ ” سالار جہاں “ آپ کی تاریخ وفات ہے ۔

قاضی الحرمین

احمد بن محمد بن عبداللہ نیشاپوری المعروف بہ قاضی الحرمین : اپنے زمانہ کے امام

لسہ ابو الحسن ابراہیم بن حسن جو ابراہیم بن (مرتب)

فاضل فقیہ کامل متفق علیہ شیخ حنفیہ تھے۔ کنیت ابو الحسن تھی، علوم قاضی ابی طاہر محمد دباس شاگرد ابی خازم تمیز عینی بن ابان اور نیز امام کرخی سے حاصل کئے۔ حاکم نے تاریخ نیشاپور میں لکھا ہے کہ آپ نیشاپور سے کچھ اوپر چالیس سال غیر حاضر رہے اور اس عرصہ میں آپ نے موصل و رملہ اور حرین کی قضا کی اور صرف حرین میں تقریباً دس برس تک ٹھہرے رہے پھر نیشاپور میں آئے اور ۳۵۳ھ میں وفات پائی۔

علی قاری نے طبقات حنفیہ میں لکھا ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ میں ایک دن علی بن عیسیٰ وزیر کی مجلس مناظرہ میں گیا۔ اتنے میں ایک ترکہ کی عورت فریاد کرتی ہوئی آئی۔ وزیر نے اس کو کہا کہ کل کو آنا کیونکہ آج مناظرہ کا دن ہے۔ اس پر وہ چلی گئی اور فقہاء حنفی و شافعی آنے شروع ہوئے جب سب آچکے تو وزیر نے کہا کہ آج ہم مسکہ توریت ذوی الارحام میں ہی گفتگو کرتے ہیں پس میں نے مسکہ مذکورہ میں بعض فقہاء شافعیہ کے ساتھ گفتگو کی۔ اخیر میں مجھ کو وزیر نے کہا کہ تم اس مسکہ کو لکھ کر کل صبح میرے پاس لاؤ، پس میں نے ایسا ہی کیا اور دوسرے روز وہ مسکہ لکھا ہوا وزیر کو دے کر چلا آیا، مخطوطی دیر کے بعد پھر وزیر نے مجھ کو بلا کر کہا کہ میں نے تمہارا مسکہ خلیفہ کو دکھایا تھا۔ اس نے دیکھ کر آپ کی نسبت یہ کہا ہے کہ اگر آپ کی ہمارے نزدیک اس قدر عزت و حرمت نہ ہوتی تو ابھی میں آپ کو مکہ معظمہ و مدینہ منورہ میں سے کسی ایک جگہ کا قاضی مقرر کرتا لیکن چونکہ آپ ایسے صاحب لیاقت و حرمت ہیں کہ میری عملداری میں آپ سے زیادہ کوئی عالم اجل نہیں اس لئے میں آپ کو حرین کا قاضی بناتا ہوں۔ پس مجھ کو حرین کی قضا کا عہدہ مل گیا۔ صاحب عقل کل، آپ کی تاریخ وفات ہے۔

ابن فقیہ

محمد بن حسن المعروف بہ ابن فقیہ ۳۵۳ھ میں پیدا ہوئے، کنیت ابو عبد اللہ تھی، امام کرخی سے تفقہ کیا اور فقہ وغیرہ علوم میں مبلغ عظیم کو پہنچے یہاں تک کہ تنوخی نے کہا ہے کہ میں نے دین و علم و فقہ و عمل و اجتہاد و ورع و کثرت سلوٰۃ میں کوئی آپ سے زیادہ نہیں دیکھا اور جب تک میں آپ کی مصاحبت میں رہا ہوں، رات و دن میں نے آپ کو نماز و قرآن اور تدبیر علم میں مشغول دیکھا ہے، وفات آپ کی ۳۵۹ھ میں ہوئی۔ "نائب رسول" آپکی تاریخ وفات ہے۔

حسن بن علی

حسن بن علی بن ابو جعفر طحاوی : آپ امام طحاوی کے پوتے تھے، علم و فضیلت میں

لے محمد بن حسن بن ابی قاسم بن حسن بن علی بن عبد الرحمن المعرف بشجر بن ابی القاسم بن حسن بن عبد بن حسن بن علی بن ابی طالب جو ابراہیم الغنی (مرتب)

یگانہ زمانہ تھے، کنیت ابوعلی تھی۔ وفات آپ کی ماہ ربیع الآخر ۳۶ھ میں ہوئی۔

محمد بن سہل

محمد بن سہل المعروف بہ تاجر: اپنے زمانہ کے امام کبیر فقیہ بے نظیر تھے، کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ مدت تک ابی العباس احمد بن ہارون فقیہ حنفی حاکم مزنی متوفی ۳۶۹ھ کی مجالس میں بیٹھے اور ان سے استفادہ کرتے رہے۔ وفات آپ کی ۳۶ھ میں ہوئی۔

محمد بن جعفر

محمد بن جعفر بن طرخان استرآبادی: بڑے عالم فاضل فقیہ متبحر ثقہ فی الروایۃ تھے، کنیت ابو بکر تھی، آپ کے والد ماجد ابو جعفر بھی فقہائے اجلہ میں سے ثقہ فی الحدیث تھے جنہوں نے علم حدیث میں تصانیف بھی کیں۔ وفات آپ کی ۳۶ھ کے بعد وقوع میں آئی۔

محمد بن احمد عیاضی

محمد بن احمد بن عباس بن حسین عیاضی: سمرقند میں فقیہ جلیل القدر اپنے شہر کے رؤسائے عظیم الشان میں سے تھے، باوجود حافظ علوم دینیہ اور عارف فنون مذہبیہ ہونے کے علوم حساب و زینچ و عمل اشکال اقلیدس کے استاد زمانہ تھے۔ کنیت ابو بکر تھی۔ فقہ آپ نے ابی احمد محمد بن فقیہ اور ابوسلمہ اور صاحب کتاب حمل اصول الدین سے پڑھی اور آپ سے ایک عم غفیر نے اخذ کیا۔ صمیری کہتے ہیں کہ اسمعیل زاہد نے مجھ سے کہا کہ میں نے ایک دن ابابکر محمد بن فضل کو دیکھا کہ وہ ایک جزو مشکلات کتب کا آپ کے پاس لایا اور آپ نے ایک گھڑی میں اس کو لکھ لیا۔ اس پر میں نے کہا کہ فضل خدا کی طرف سے ہے اور میں گمان کرتا ہوں کہ آپ جیسا روئے زمین پر اور کوئی شخص نہ ہوگا۔

ایک دفعہ آپ کو عضد الدولہ نے ایک گز وہ فقہار کے ساتھ سفیر بنا کر بخارا کو بھیجا تھا کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ موسم بہار میں اپنے شاگردوں کے ہمراہ سمرقند سے باہر نکلے اور راستہ میں ایک سپاہی کی حویلی پر آپ گاگز رہا، وہاں کیا دیکھا کہ چند نوجوان شراب پی رہے ہیں۔ اس پر آپ نے یہ خیال کر کے کہ انہوں نے مجھ کو دیکھ کر کیوں اپنے پیالوں کو نہیں توڑا اور مجھ سے روپوش نہیں ہوئے ان پر گھوڑا دوڑایا، انہوں نے آگے سے تلواریں کھینچ لیں، آپ واپس بھاگ آئے، پھر نیت خالص کر کے ان کی طرف گئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ آپ کا رعب و داب دیکھ کر بھاگ گئے۔ وفات آپ کی ۳۶ھ میں ہوئی۔ "نور میدان" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

۱۔ محمد بن احمد بن عباس بن حسین بن غائب بن جابر بن نوفل بن عیاض بن سحی بن بکر بن سعید بن عبد اللہ بن عیاض (منشی)

محمد میدانی

محمد بن ابراہیم الضریر المیدانی : اپنے وقت کے شیخ کبیر اور عارف مذہب ابو بکر محمد بن احمد عیاضی کے ہم عصروں میں سے تھے، آپ کے زمانہ میں آپ کے مثل اور کوئی کم پایا جاتا تھا۔ وفات آپ کی ۳۶۲ھ میں ہوئی۔

امام ہندوانی

محمد بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن ہندوانی : بلخ میں اپنے زمانہ کے شیخ جلیل القدر، امام کبیر، فقیہ بے نظیر محدث عدیم التمثیل صاحب ذکر و زہد و ورع اور موضح مشکلات و معضلات تھے، ابو جعفر کنیت تھی اور بہ سبب کثرت فقہت کے ابو حنیفہ صغیر کے لقب سے ملقب تھے، فقہ آپ نے اپنی کوشش شاگردانی بکر اسکاف تلمیذ محمد بن سلمہ صاحب ابی سلیمان سے حاصل کی اور نیز علی بن احمد فارسی تلمیذ امام نصیر بن یحییٰ سے اخذ کیا اور آپ سے نصر بن محمد ابواللیث فقیہ اور جماعت کثیرہ نے تفقہ کیا۔ مدت تک بلخ و ماوراء النہر میں تدریس کرتے اور بڑے بڑے مشکل مسائل کے فتوے دیتے رہے۔ آپ کا قاعدہ تھا کہ جب فجر کی نماز پڑھتے تو پہلے گھر میں داخل ہوتے اور تھوڑی دیر بٹھکر اپنے اصحاب کے پاس تشریف لے جاتے۔ جب آپ کی والدہ ماجدہ نے وفات پائی تب آپ نے گھر میں جانا چھوڑ دیا، لوگوں نے اس کا سبب پوچھا، آپ نے فرمایا میں گھر میں جا کر اپنی والدہ کے قدم چوما کرتا تھا کیونکہ حضرت نے فرمایا ہے کہ **إِنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ أَقْدَامِ الْأُمَّهَاتِ** چونکہ اب وہ فوت ہو گئی ہیں اس لئے حسب معمول میرا گھر میں جانا فضول ہے۔

روایت ہے کہ جب آپ اپنی والدہ کو کہتے کہ مجھ کو اپنا پاؤں دکھلاؤ کہ میں اس کو چوموں تو وہ کہتی تھیں کہ اے میرے بیٹے اگر تم میری خوشی کے لئے ایسا کام کرتے ہو تو میں بغیر چومانے پاؤں کے خوش ہوں، آپ فرماتے کہ میں یہ کام امتثالاً للہم سبحانہ و تعالیٰ کرتا ہوں جیسا اس نے فرمایا ہے **وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا** الایۃ۔ وفات آپ کی ۳۶۲ھ میں ہوئی اور نعش آپ کی بلخ میں لیجا کر دفن کی گئی۔ "سراج زمان" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

حسن سیرانی

حسن بن عبداللہ بن المرزبان المعروف بالقاضی ابوسعید السیرانی الخوی : شہر سیراف میں جو بلاد فارس سے ہے ۲۶ھ سے پہلے پیدا ہوئے۔ معرفت نحو، فقہ لغت، شعر، عروض، قوافی، قرآن۔

لے ان کے درویشی سے پہلے مسلمان ہو گئے (مترجم)

حدیث، کلام، حساب، ہندسہ میں شیخ الشیوخ و امام الائمہ حفظہم و نشر تھے اور باوجود اس کے زاہد، عابد، خاشع، متدین، متورع، متقی، عقیق، جمیل الامر، حسن الاخلاق تھے، علم لغت کو ابن درید سے اور نحو کو ابن السراج سے حاصل کیا، فقہ کو عثمان میں اخذ کیا۔ مدت تک بغداد میں علوم قرآن و نحو و لغت و فقہ و فرائض کا درس دیتے رہے، پچاس سال تک جامع رضا میں امام ابوحنیفہ کے مذہب پر فتوے دیا اور کوئی خطانہ پائی گئی، چالیس سال یا اس سے زیادہ ثقاہت و دینت و امانت کے ساتھ بغداد میں قضا کرتے رہے اور اپنے ہاتھ کے کسب سے روزی کھاتے تھے اور جب تک دس ورق جن کی اجرت دس درم ہوتی تھی، نہ لکھ لیتے تھے، باہر مجلس میں نہ آتے تھے، ابوعلی فارسی اور اس کے اصحاب آپ سے بڑا حسد کرتے تھے اور نیز آپ کے اور ابی الفرج اصبہانی صاحب کتاب آغانی کے ساتھ ملاؤک ٹوک رہتی تھی۔ آپ نے دن میں خشوع کے ساتھ قرأت قرآن اور رات کو خشوع کے ساتھ قیام کا وظیفہ مقرر کیا تھا اور جب آپ کے پاس کوئی ایسے کلام پڑھے جلتے تھے جس میں موت و لعنہ وغیرہ کا ذکر ہوتا تھا تو آپ ضرور بے اختیار رو پڑا کرتے تھے اور ایک رات دن مغموم رہا کرتے اور کھانا پینا موقوف ہو جاتا تھا اور جب کسی کو دیکھتے کہ اس کو جلد بڑھا پا گیا ہے تو اس کو تسلی دیتے۔

کتاب امتاع میں لکھا ہے کہ آپ پر اگندہ علم کے اجمع تھے اور مذاہب عرب کو منظر کیا اور ہر ایک بات میں دخل حاصل کیا اور ہر ایک طریق سے اخراج کیا اور خلقت و دین میں جادہ و سطلے کو لازم پکڑا اور حدیث کی بست روایت کی اور نہایت درجہ احکام کو پہنچے اور افقہ فی الفتویٰ ہوئے۔ ملک عدنان نے بڑھی تعظیم سے آپ کو مراسلے لکھے اور ان میں مسائل فقہ و عربی و لغت کو پوچھا اور مدت تک آپ بغداد میں مقام عسکر میں رہے یہاں تک کہ خلافت طائع میں دوم رجب یوم دو شنبہ ۳۶۸ھ میں وفات پائی۔ آپ کی تصانیف میں شرح کتاب سیبویہ ایسی ہے کہ مثل اس کے کوئی تصنیف نہیں ہوئی، ”بندۃ ایماندارہ“ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

جصاص

احمد بن علی بن حسین رازی المعروف بجصاص؛ امام زمانہ، مجتہد وقت، علامہ عصر، حافظ حدیث، صاحب عفت و دیانت و زاہد تھے۔ مسئلہ کوشہ بغداد میں پیدا ہوئے۔ ابو بکر کنیت تھی، فقہ کو ابوسہل زجاج تمییز امام کرخی سے اخذ کیا اور حدیث کو اباحاتم اور عثمان داری اور عبدالباقی بن قانع وغیرہ محدثین سے سنا اور روایت کیا یہاں تک کہ امام ابوحنیفہ کے مذہب کی

ریاست آپ پر منتہی ہوئی اور دور دور سے لوگ واسطے استفادہ کے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے چنانچہ ابو عبد اللہ محمد بن یحییٰ جرجانی شیخ قدوری و ابوالحسن محمد بن احمد زعفرانی و ابوالفرج احمد بن محمد بن عمر المعروف بہ ابن سلمہ و ابو حفص محمد بن احمد نسفی اور ابوالحسن محمد بن محمد کازنی وغیرہ فقہائے بغداد نے آپ سے بڑے فیض حاصل کیا اور ابو علی و ابوالحکم نے آپ سے حدیث کو سنا۔ قضا و خطاب کے لئے آپ کو کہا گیا تھا مگر آپ نے منظور نہ کیا اور تدریس و تعلیم میں مشغول رہنا پسند کیا۔

کہتے ہیں کہ جب آپ مناظرہ کی مجلس میں داخل ہوتے تھے تو آپ کے نفس کی قوت اور حسن کلام کے سبب سے مخالفین کو بات تک کی جرأت نہ رہتی تھی۔ چونکہ آپ چونہ بنایا کرتے تھے اور جس چیز کو کہتے ہیں اس لئے جصاص کے لقب سے مشہور ہوئے۔ آپ نے حسب ذیل کتابیں تصنیف کیں جو نہایت مفید و عمدہ ہیں، مختصر کرمی، مختصر طحاوی، شرح جامع امام محمد، شرح اسرار الحسنی، کتاب احکام القرآن، کتاب ادب القضاء، کتاب اصول فقہ، واقعات فرہ چلبی۔ علاوہ ان کے بہت سے مسائل پر جو آپ سے استفسار کئے گئے، آپ نے جوابات لکھے۔ بعض علماء نے آپ کو طبقہ اصحاب تخریج میں شمار کیا ہے لیکن بعض فضلاء کہتے ہیں کہ آپ کو اصحاب تخریج میں شمار کرنا سراسر آپ پر ظلم کرنا ہے اور اس سے بالکل آپ کی کسر شان ہے کیونکہ اگر آپ کی تصانیف اور تبحر فی العلوم کا خیال کیا جائے تو شمس الاممہ وغیرہ فقہاء جن کو اصحاب مجتہدین فی المسائل میں شمار کیا گیا ہے، آپ کے آگے بمنزلہ شاگردوں کے ٹھہرتے ہیں پس اس صورت میں آپ کیونکر طبقہ مجتہدین فی المسائل میں شمار کئے جائیں۔ وفات آپ کی پینسٹھ سال کی عمر میں یوم شنبہ ۳ یا ۴ ماہ ذی الحجہ ۳۳۰ھ میں بمقام نیشاپور واقع ہوئی۔ ”رہمائے دین“ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

محمد بن فضل کماری

محمد بن فضل بن جعفر بن رجا بن زرعہ فضلی کماری بخاری : اپنے زمانہ کے امام کبیر اور شیخ اجل معتد فی الروایت والدراایت تھے۔ ائمہ بلاد نے آپ کی طرف رجوع کیا۔ مشاہیر کتب فتاویٰ آپ کی روایات و فتاویٰ سے مملو ہیں۔ ابوجبر کثیت تھی، فقہ آپ نے استاد عبد اللہ سبزمونی تمیذ ابو حفص صغیر سے حاصل کی اور آپ سے قاضی ابو علی حسین بن خضر نسفی اور امام حاکم عبدالرحمن بن محمد کاتب اور امام زاہد ابو محمد خیزاخری اور امام اسمعیل زاہد نے تفسیر کیا اور آپ نے واسطے املا حدیث کے مجلس منعقد کی۔ کہتے ہیں کہ جب آپ کو فتوے دینے کی اجازت دی گئی تو بلخ میں فقیہ ہندوانی نے اس خبر کو سن کر یہ خیال کیا کہ یہ لوگ جو اس قدر حافظہ نہیں رکھتا اس کو فتوے دینے کی اجازت کیونکر دی گئی، پس وہ اس خبر کی تصدیق

کیلے بذات خود بخارا میں تشریف لائے اور رات کو اپنے مکان میں اترے اور رات بھر آپ کا یہ حال دیکھا کہ آپ مطالعہ کتب میں مشغول ہیں اور جب نیند آتی ہے تو وضو کر کے پھر مطالعہ کتب میں مشغول ہو جاتے ہیں اس طرح صبح کردی ہندوانی نے کہا اس لڑکے کو جو فتوے دینے کی اجازت دی گئی ہے تو یہ فی الواقع اس منصب کا مستحق تھا۔ آپ کا قاعدہ تھا کہ جب کوئی مہمان آپ کے پاس آتا تو آپ طباق اٹھا کر اس میں سے موسم سرما میں تازے زرد آلو اس کے آگے رکھ دیتے اور کہتے کہ چالیس سال سے میں نے کوئی حرام چیز ہاتھ میں نہیں پکڑی اور نہ حرام کے راستہ گیا ہوں اور نہ حرام چیز کھائی ہے پس جو شخص چلبے کہ ایسی کرامت پائے وہ میری طرح کرے۔

کہتے ہیں کہ آپ کے زمانہ میں ابو بکر اسحق بخاری کلابازی صاحب تعریف و تصوف نے وقت پائی۔ جب ان کو ایک قبرستان میں دفن کیا تو ہزاروں سانپ و بھچو اس قبرستان سے نکل کر دوسرے گورستان میں چلے گئے۔ جب اس بات کی خبر آپ کو ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ یہ مردی نہیں ہے کہ اپنے سے بلا دور کر کے دوسروں پر ڈال دی جائے۔ جب میں فوت ہو جاؤں تو مجھ کو اسی گورستان میں جس میں ہزاروں سانپ و بھچو آگئے ہیں، دفن کرنا اور عجائب دیکھنا، پس جب آپ فوت ہوئے تو آپ کو اسی گورستان میں دفن کیا گیا، بھجڑ آپ کے مدفن ہونے کے ہزار ہا سانپ و کتر دم وہاں سے نکل گئے اور راستہ میں مر گئے۔ آپ کے تذکرہ میں علی قاری نے طبقات حنفیہ میں نقل کیا ہے کہ آپ کے والد نے آپ سے اور آپ کے بھائی سے یہ وعدہ کیا تھا کہ اگر تم مبسوط کو یاد کرو تو میں تم کو ایک ایک اہل دیار النعام دوں گا۔ پس جب آپ نے اس کو یاد کر لیا تو آپ کے باپ نے کہا کہ اب تم کو مبسوط کا حفظ کرنا ہی کافی ہے۔ اس پر آپ خفا ہو کر گھر سے نکل گئے اور بلاد فرغانہ میں آکر کیا دیکھتے ہیں کہ قاضیخان منبر پر جلوں فرما ہیں اور ان کے روبرو علماء و فضلاء بیٹھے ہوئے جو کچھ وہ بتاتے ہیں، لکھ رہے ہیں، اس اثنائے میں قاضیخان نے بابین امام ابو یوسف اور امام محمد کے ایک اختلافی مسئلہ بیان کیا اور اس میں امام محمد کے قول کو امام ابو یوسف اور امام ابو یوسف کے قول کو امام محمد کا کر دیا، آپ نے یہ حال دیکھ کر فرمایا کہ ان اقوال کو الٹا دو۔ قاضیخان نے کہا کہ اگر نہ الٹائیں تو کچھ مضائقہ نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر نہ الٹائیں تو امام ابو یوسف کے قول پر یہ اور امام محمد کے قول پر یہ اعتراض وارد ہوتے ہیں، پھر چند مسائل بیان کئے جس پر قاضیخان منبر سے اتر آئے اور کہا کہ یاسیدی! شاید آپ محمد بن فضل کمار ہی ہیں، آپ نے کہا ہاں، اس پر قاضیخان نے کہا کہ آپ مجھ سے زیادہ اس مجلس کے مستحق ہیں انتہی۔ لیکن چونکہ آپ کی وفات ۳۷۲ھ یا ۳۸۱ھ میں ہوئی اور قاضیخان ۵۹۲ھ میں فوت ہوئے اس لئے آپ کی طرف اس قصہ کو منسوب کرنا صریح غلطی ہے۔

خیال کیا جاتا ہے کہ شاید قاضیخان کی ملاقات آپ کی اولاد میں سے ابو بکر محمد بن محمد بن

ابراہیم بن احمد بن محمد بن فضل کماری سے جو بڑے عالم فاضل اور بخارا کے خطیب تھے اور ۵۲۹ھ میں فوت ہوئے تھے، ہوئی ہوگی۔ کماری بخارا کے علاقہ میں ایک قصبہ کا نام ہے جس کی طرف آپ منسوب ہیں، آپ کی اولاد میں سے بہت سے علماء و فضلاء ہوئے ہیں جو فضل سے مشہور ہوئے جن کا ذکر آگے آئے گا۔ "صدق و صفا" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

ابواللیث فقیہ

نصر بن محمد بن احمد بن ابراہیم ابواللیث فقیہ سمرقندی مشہور بہ امام الحدیث، علمائے بلخ میں سے امام کبیر فاضل بے نظیر فقیہ حبیب القدر محدث و حمید العصر نہاد متورع ایک لاکھ حدیث یاد رکھتے تھے۔ کتب امام محمد و امام وکیع و عبداللہ بن مبارک اور امام ابو یوسف وغیرہ آپ کو حفظ تھیں۔ فقہ وغیرہ علوم ابی جعفر ہندوانی شاگرد ابی القاسم صفار تمیذ نصیر بن یحییٰ سے حاصل کئے اور آپ سے ایک جم غفیر نے تفقہ کیا۔ آپ نے قرآن شریف کی تفسیر چار جلدوں میں اور کتاب نوادر الفقہ و خزائن الفقہ و تنبیہ الغافلین و بستان العارفين و شرح جامع صغیر و تاسیس النظائر و مختلف الروایة و نوازل و عیون اور مختلف فتاویٰ وغیرہ تصنیف کئے۔

آپ کا قول تھا کہ قیامت کو میرے اعمال نامہ میں سے بعثت کی کوئی چیز نہ نکلے گی اور میں نے جب سے دائیں ہاتھ کو بائیں سے پہچانا ہے، جھوٹ نہیں بولا اور نہ کسی کے ساتھ برائی کا اس قدر بھی ارادہ کیا ہے کہ جس قدر جانور اپنے سر کو پانی میں مارتا ہے اور پھر اٹھا لیتا ہے آپ کہتے تھے کہ جو شخص علم کلام کے ساتھ مشغول ہو اس کا نام زمرہ علماء سے محو کر دینا چاہئے، قاضیان نے اپنے فتاویٰ میں آپ سے نقل کی ہے کہ معلم کو تعلیم قرآن کی اجرت لینا جائز نہیں ہے اور نہ عالم کو لائق ہے کہ بادشاہوں و امراء کے پاس آمد و رفت رکھے اور طالب علم کو نہیں چاہئے کہ دیہات و قصبہ میں دورہ کر کے اس نیت سے وعظ و نصائح کرے کہ لوگ اس کے لئے کچھ جمع کر دیں کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ واسطے تجارت کے روانہ ہوئے، راستہ میں رہزموں نے آپ کے قافلہ کو لوٹ لیا۔ جب انہوں نے بوجھ کھولے تو کئی ایک بوجھ ایسے پائے جن میں صرف ڈھیلے مھرے ہوئے تھے، رہزن اس بات بڑے حیران ہوئے اور اہل قافلہ سے اس امر کو دریافت کیا، انہوں نے کہا کہ ابواللیث سے پوچھو کیونکہ ڈھیلے امنوں نے ہی لادے تھے، جب چوروں نے آپ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ ڈھیلے ہم نے واسطے استخبار کے اپنی مملوکہ زمین سے لادے ہیں تاکہ نمیر کی زمین سے استخبار کے لئے ڈھیلے اٹھانے کی نوبت نہ پہنچے رہزموں کو یہ بات سن کر بڑا خوف

پیدا ہوا اور سب نے نائب ہو کر قافلہ کا مال واپس کر دیا۔ وفات آپ کی بقول مختار نواح بلخ میں منگل کی رات ۱۱ ماہ جمادی الاخریٰ ۳۷۳ھ میں ہوئی۔ کہتے ہیں کہ سمرقند کے لوگوں نے آپ کی وفات کے افسوس میں ایک ماہ تک دکانیں نہ کھولیں اور ان کا ارادہ تھا کہ اور ایک ماہ نہ کھولیں گے مگر حاکم نے ان کو سمجھا کر کھلوا دیں۔ "نورِ حدیث" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

ابن طبری

احمد بن حسن بن علی فقیہ مروزی : کنیت آپ کی ابو حامد تھی اور ابن طبری کے نام سے معروف تھے، بڑے حافظِ حدیث اور عالمِ تفسیر زاہد متورع ماہر اصول و فروع اور عارفِ مذہبِ امامِ عظیم تھے۔ خطیبِ بغدادی نے لکھا ہے کہ علمائے مجتہدین اور متقین میں سے آپ جیسا کوئی حافظِ احادیث اور ماہرِ ثورات نہیں ہوا۔ روایات اور حدیث میں بڑے متقن اور مضبوط سمجھے گئے ہیں۔ فقہ آپ نے بغداد میں امام ابی الحسن کہ خلی اور بلخ میں ابی القاسم صفار شاگرد نصیر بن یحییٰ تلمیذ محمد بن سماعہ سے حاصل کی اور حدیث کو احمد بن حنبلہ مروزی اور ابوالعباس احمد بن عبدالرحمن برغزی سے سماعت و روایت کیا۔ بغداد سے تحصیل علم کر کے خراسان میں آئے اور وہاں مدت تک قاضی القضاة رہے اور کثرت سے تصنیفات کی جن میں سے تاریخ بدیع مشہور و معروف ہے۔ وفات آپ کی ماہ صفر ۳۷۶ھ میں ہوئی۔ "دارالعلم" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

احمد بن محمد مکحولی

احمد بن محمد بن مکحول بن فضل نسفی مکحولی : فقیہ فاضل محدث عالمِ عارفِ مذہب تھے، کنیت ابو البدیع تھی اور اپنے دادا کے نام پر منسوب تھے۔ علم اپنے باپ محمد بن مکحول شاگرد ابی المعین مکحول سے حاصل کیا اور حدیث کو اباسہل ہارون بن احمد الاسفرائینی اور احمد بن حمدان المقرانی سے سنا۔ ۳۷۳ھ میں پیدا ہوئے اور ۳۷۹ھ میں بمقام بخارا فوت ہوئے مگر آپ کا جنازہ لوگوں نے بخارا سے لا کر نسف میں دفن کیا۔ "امام نامور" تاریخ وفات ہے۔

محمد بن محمد نیشاپوری

محمد بن محمد بن سہل بن ابراہیم بن سہل نیشاپوری : خراسان میں اپنے وقت کے امامِ حنفیہ تھے، کنیت ابو نصر تھی۔ ۳۷۵ھ میں امام حرمین نے آپ کے لئے مجلس تدریس منعقد کی جس پر آپ مدت العمر قائم رہے اور نیشاپور میں ۳۸۹ھ میں فوت ہوئے۔

۳۷۳-۳۷۴ھ اور ۳۹۳ھ کے درمیان وفات پائی۔ "تیسیم المؤمنین" ۳۷۵ھ احمد بن حسین بن علی (جو اہل نصیب) سے ولادت ۳۷۳ھ وفات ۳۸۸ھ۔ جو اہل نصیب (مرتب)

عبدالکریم منغی

عبدالکریم بن محمد بن موسیٰ منغی : قصبہ منغ میں جو بخارا کے پاس واقع ہے رہتے تھے، ابو محمد کنیت تھی۔ اپنے ہمہ کے امام بے نظیر زاہد و پرہیزگار تھے، فقہ استاذ عبداللہ سبزوئی شاگرد ابی حفص صغیر سے پڑھی اور مدت تک تدریس و افتاء میں مصروف رہ کر ۳۹۰ھ میں وفات پائی۔

احمد ابی نصر العراقی

احمد بن عمرو بن موسیٰ بن عبداللہ بخاری المعروف بہ ابی نصر العراقی : اصحاب مذہب امام ابوحنیفہ میں سے امام اجل محدث اکمل تھے۔ حدیث کو ابی نعیم عبدالملک بن محمد بن عدی سے سنا اور روایت کیا اور مدت تک سمرقند کے قاضی رہے اور ۳۹۰ھ میں شہر بخارا میں وفات پائی۔

عبدالکریم بزدوی

عبدالکریم بن موسیٰ بن عیسیٰ بزدوی : آپ فخر الاسلام بزدوی کے جدِ امجد ہیں اور قلعہ بزدہ میں جو نسف سے چھ فرسنگ کے فاصلہ پر واقع ہے، رہا کرتے تھے، علوم امام الہدیٰ ابی منصور ماتریدی تلمیذ ابی بکر جوزجانی سے حاصل کئے اور ۳۹۰ھ میں وفات پائی۔

زعفرانی

محمد بن احمد بن محمد عبدوس بن کامل الدلائل المعروف بہ زعفرانی : فقیہ صالح ثقہ تھے، کنیت ابوالحسن تھی، صاحب ہدایہ نے آپ کا ذکر ہدایہ میں کیا، فقہ آپ نے ابی بکر رازی سے پڑھی اور ۳۹۳ھ میں فوت ہوئے۔ زعفرانی زعفران کی طرف منسوب ہے جو علاقہ بغداد میں ایک شہر کا نام ہے، بعض نے کہا ہے کہ زعفران ماہین ہمدان و رسد آباد کے واقع ہے، بعض کا یہ قول ہے کہ آپ زعفران بیچا کرتے تھے اس لئے زعفرانی کے نام سے مشہور ہوئے۔

حسن بن داؤد سمرقندی

حسن بن داؤد بن رضوان سمرقندی : فقہار متقدمین میں سے مناظرہ و مباحثہ میں یگانہ زمانہ تھے، ابوعلی کنیت تھی، علم نیشاپور میں ابی سهل زجاج تلمیذ امام کرخی سے پڑھا اور انہیں سے فقہ کو اخذ کیا اور ۳۹۵ھ میں وفات پائی۔

محمد فقیہ خرجانی

محمد بن یحییٰ بن مہدی فقیہ خرجانی : امام فاضل فقیہ کامل علامہ زماں فہامہ دوراں تھے،

لمحہ جمادی الآخر ۳۹۸ھ ۲۰۸ھ احمد بن عمرو بن محمد بن موسیٰ بن عبداللہ بخاری المعروف بہ ابی نصر العراقی (مرتب)

صاحب ہدایہ نے آپ کو اصحاب تخریج میں سے شمار کیا ہے، کنیت ابو عبد اللہ تھقی، فقہ آپ نے ابی بکر رازی سے حاصل کی اور آپ سے ابو الحسن احمد قدوری و احمد بن محمد ناطقی نے تفقہ کیا۔ فالج کی بیماری سے ۳۹۵ھ میں وفات پائی اور بغداد میں امام ابو حنیفہ کی قبر کے پاس دفن کئے گئے۔
”مکرم زمان“ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

صاحب خزائنہ الاکمل

یوسف بن محمد جرجانی، فقیہ اہل عالم اکمل اور اہل واقعات و نوازل میں مرجع فضلاء تھے۔ ابو عبد اللہ کنیت تھقی۔ فقہ آپ نے ابی الحسن کرخی سے پڑھی۔ کتاب خزائنہ الاکمل (چھ جلدیں) شرح زیادات، شرح جامع کبیر، شرح مختصر کرخی تصنیف کیں۔ آپ نے خزائنہ الاکمل میں لکھا ہے کہ میری کتاب بڑے بڑے مصنفات اصحاب کو مثل کافی حاکم اور جامع صغیر و کبیر و زیادات و مجرد و منتقی و مختصر کرخی و شرح طحاوی اور عیون المسائل کو محیط ہے۔ وفات آپ کی ۳۹۸ھ میں ہوئی
”قبلہ کرام“ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

حسین بصری

حسین بن علی بصری : صیبری نے کہا ہے کہ علم فقہ و کلام میں کوئی آپ کے مبلغ کو نہیں پہنچا۔ ابو عبد اللہ کنیت تھقی، علوم امام کرخی وغیرہ سے پڑھے لیکن اخیر عمر میں اصول معتزلہ کی طرف متوجہ ہو گئے اور ۳۹۹ھ میں وفات پائی۔

محمد دباس

محمد بن محمد بن سفیان دباس : عراق میں اپنے زمانہ کے فقیہ اہل سنت و جماعت اور امام حنفیہ صحیح الاعتقاد حافظ و عارف روایات تھے، ابوطاہر کنیت تھقی، علم اپنے قاضی ابی خازم عبد الحمید شاگرد عیسے بن ابان سے اخذ کیا۔ شام کی قضاہ آپ کو دی گئی اور وہاں سے مکہ معظمہ کو تشریف لے گئے اور مکہ معظمہ میں ہی وفات پائی۔ چونکہ آپ شیرہ انکور کا بیجا کرتے تھے اس لئے دباس کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ امام محمد کی جامع صغیر کے مرتبین اور ابی الحسن کرخی کے اقران میں سے تھے۔ صاحب اشباہ و نظائر نے آپ کی ایک حکایت قواعد میں ضبط کرنے فروع کی تحریر کی ہے جو آپ کی نہایت ہی ذکاوت و فطانت پر دلالت کرتی ہے۔

سعید بروعی

سعید بن محمد بروعی : امام طحاوی کے اصحاب میں سے بڑے محدث و فقیہ تھے جنہوں نے

لے محل فقہ۔ ولادت ۳۰۸ھ "تاریخ بغداد" و "تاریخ بغداد" ولادت ۲۹۳ھ وفات ۳۶۹ھ "دستور الامام" (مرتب)

بنداد میں امام موصوف سے تخریث کی اور درس دیا، ابوطالب کنیت تھی۔

نصر عیاضی

نصر بن احمد بن عباس عیاضی : امام دہر فقیہ متبحر و حیدر عارف مذہب تھے، دور دور سے فقہاء و فضلاء وغیرہ واقعات و نوازل میں حل مشکلات اور فتوے کے لئے آپ کے پاس آتے تھے یہاں تک کہ ابی حفص بجلي نواسہ ابی حفص کبیر سے روایت ہے کہ امام ابوحنیفہ کے مذہب کے صحیح ہونے کی ایک یہ بھی دلیل ہے کہ آپ ان کے مذہب پر تھے، اگر یہ مذہب مختار نہ ہوتا تو آپ اس کے برگزیدہ ہوتے۔ حکیم ابی القاسم سمرقندی کہتے ہیں کہ سو برس کے عرصہ سے آپ جیسا علم و فقہ و تدین میں کوئی عالم فاضل خراسان سے ماورا النہر میں نہیں آیا۔ کنیت آپ کی ابو احمد تھی۔ فقہ آپ نے اپنے باپ ابی نصر احمد تلمیذ ابی بکر جوزجانی وغیرہ سے حاصل کی اور آپ سے ایک جم غفیر نے اخذ کیا۔

علی رستغنی

علی بن سعید رستغنی سمرقندی : سمرقند کے مشائخ کبار میں سے فقیہ اصولی جامع معقول و معقول حاوی فروع و اصول تھے، ابوالحسن کنیت تھی، مدت تک ابو منصور ماتریدی کی صحبت میں رہے اور ان سے کمالیت و فضیلت حاصل کی۔ کتاب ارشاد المہتدی اور کتاب الزوائد و فوائد الواح علوم میں، اور ایک کتاب خلاف میں تصنیف کی۔ آپ کے اور ابو منصور ماتریدی کے درمیان ایک مسئلہ میں اختلاف تھا کہ ابو منصور فرماتے تھے کہ مجتہد نے جس وقت اصابت حق میں خطا کی تو وہ محظی فی الاجتہاد ہوا اور آپ کہتے تھے کہ وہ اجتہاد میں مصیب ہے خواہ حق کو پائے خواہ نہ پائے۔ اور امام ابوحنیفہ سے روایت ہے کہ ہر ایک مجتہد مصیب ہے اور حق نزدیک خدا کے ایک ہی ہے اور وہ مصیب ہے طلب میں اگرچہ اس نے مطلوب کو نہیں پایا۔ رستغنی رستغنی کی طرف منسوب ہے جو سمرقند میں ایک قصبہ کا نام ہے۔

دامغانی

احمد بن محمد بن منصور القاضی دامغانی : فقیہ محدث شیخ کبیر عالم بے نظیر امام بکاہ و رع و زہد میں مساند اربعہ زمانہ تھے، ابو بکر کنیت تھی، فقہ وغیرہ کو امام طحاوی و ابی سعید بروعی و امام کرخی سے اخذ کیا۔ سمعانی نے اسباب میں لکھا ہے کہ آپ فقہائے کبار میں سے تھے۔ مصر میں علم ابو جعفر طحاوی سے پڑھا پھر بغداد میں آکر کرخی سے تحصیل کی اور جب امام کرخی فالج کی بیماری میں مبتلا ہوئے تو انہوں نے اپنے اصحاب میں سے سرف آپ کو ہی فتویٰ دینے کے لئے مقرر کیا، پس آپ مدت دراز

۳۳۳ھ میں تھے۔ (مرتب)

تک بغداد میں ٹھہر کر فتوے دیتے اور امام طحاوی سے حدیث بیان کرتے رہے۔ دامغانی شہر دامغان کی طرف منسوب ہے جو خراسان میں کہستان کے پاس واقع ہے۔

ابوسہل زجاجی

ابوسہل زجاجی : بڑے فقیہ اور عالم جدید تھے، کبھی ابوسہل غزالی، کبھی ابوسہل فرضی اور اکثر ابوسہل زجاجی کے نام سے پکارے جاتے تھے۔ زجاج آپ کو اس لئے کہتے تھے کہ آپ شیشہ گری کا کام کرنے لگے۔ علم آپ نے کرخی تلمیذ ابی سعید بروعی سے پڑھا پھر نیشاپور میں آکر اخیر دم تک یہاں ہی رہے۔ کہتے ہیں کہ جب آپ مناظرہ کی مجلس میں تشریف لائے تو بسبب آپ کی علمیت اور جرئت تقریباً نصفین کے رنگ فق ہو جاتے۔ آپ سے ابوبکر احمد بن علی رازی وغیرہ فقہائے نیشاپور نے تفقہ کیا۔ آپ کی تصنیفات سے کتاب الریاض یادگار ہے۔

عقبہ نیشاپوری

عقبہ بن خلیثمہ بن محمد نیشاپوری : فقہ و تدریس و فتوے میں عدیم النظیر تھے۔ ابوالہیثمہ کنیت تھی۔ خراسان میں امام ابوحنیفہ کے مذہب پر قاضیوں میں سے آپ ہی باقی رہے تھے۔ فقہ آپ نے قاضی حرمین احمد بن محمد نیشاپوری شاگرد محمد بن محمد ابی طاہر و باس تلمیذ ابی خازم عبد الحمید سے حاصل کی اور آپ سے عماد الاسلام صاحب بن محمد بن احمد اور ہیثم بن ابی الہیثم وغیرہم نے تفقہ کیا۔

عبد الرحمن حاکم

عبد الرحمن بن محمد الکاتب الحاکم : عالم فقیہ فاضل نبیہ جامع علوم مختلفہ تھے اور دور دور سے علماء و فضلاء آپ کے پاس حل واقعات و نوازل کے لئے آتے تھے۔ علوم ابی بکر محمد بن فضل شاگرد مونی سے حاصل کئے۔

ابوحنص سفکروی

ابوحنص سفکروی : اپنے زمانہ کے شیخ کبیر فاضل بے نظیر زائد متورع محترم تھے۔ آپ سے شیخ زندوستی وغیرہ علماء و فضلاء نے تفقہ و استفادہ کیا۔

عبد اللہ خزائنی

عبد اللہ بن فضل خزائنی : اپنے وقت کے امام کبیر فقیہ بے نظیر بڑے پرہیزگار تھے۔ ابو محمد کنیت تھی اور شہر خزائن میں جو مصنفات ہمارا سب سے رہتے تھے، علوم ابی بکر محمد بن فضل تلمیذ عبد اللہ سبذ مونی سے اخذ کئے۔ بعض مؤرخین نے آپ کو عبد الرحمن بن فضل کے نام سے موسوم

لئے وفات ۳۰۰ھ و متورع الامام (مترجم)

کیا ہے لیکن سمعانی و سنغانی اور علی قاری نے عبداللہ کے نام پر اعتماد کیا ہے۔

ابوجعفر اسروشنی

ابوجعفر بن عبداللہ اسروشنی : شہر اسروشنہ میں جو نواح سمرقند میں واقع ہے پیدا ہوئے اور ابی بکر محمد بن فضل تمیذ عبداللہ سبذہ مونی اور ابی بکر جصاص رازی شاگرد امام کرخی سے تفقہ اور اخذ کیا اور آپ سے قاضی عبید اللہ ابو زید دہلوی مصنف کتاب اسرار نے تفقہ کیا۔

یحییٰ زند و لسیپی

یحییٰ بن علی بن عبداللہ زاہد بخاری زند و لسیپی : اپنے زمانہ کے امام فقیہ متورع زاہد تھے علوم ابی حفص سفکردی اور محمد بن ابراہیم میدانی اور عبداللہ بن فضل خیزاخرزی سے پڑھے اور کتاب روضۃ العلماء اور کتاب نظم تصنیف کی۔ آپ نے روضۃ العلماء کے ابتداء میں لکھا ہے کہ پہلے میں نے اس کتاب کو بغیر مسائل کے جمع کیا تھا اور اس کا نام روضۃ الذکرین رکھا تھا مگر لوگوں کی استدعا پر میں نے پھر اس کو دوبارہ تصنیف کیا اور ہر ایک باب کے اوائل میں پندرہ پندرہ مسائل بیان کئے پھر ان پر اخبار اور حکایات کو مبنی کر کے نام اس کا روضۃ العلماء رکھا۔

محمد کلابازی

محمد بن اسحاق بخاری کلابازی : اپنے وقت کے امام اصول و فروع تھے، کنیت ابو بکر تھی۔ فقہ شیخ محمد بن فضل سے پڑھی اور ایک کتاب تعرف نام تصنیف فرمائی جس میں توحید کے معاملہ میں اصحاب حنفیہ کے اقوال کو جمع کیا ہے۔

حسن زعفرانی

حسن بن احمد بن مالک زعفرانی : اپنے زمانہ کے شیخ فاضل فقیہ کامل امام ثقہ تھے، اور کنیت ابو عبداللہ تھی۔ آپ ہی نے امام محمد کی جامع صغیر کو جو پہلے غیر محبوب اور بے ترتیب تھی اچھی طرح مرتب کیا اور محبوب بنایا اور امام محمد کے ان خاص مسائل کو جو انہوں نے امام ابو یوسف سے روایت کئے ہیں، ممیز کیا اور نیز کتاب زیادات امام محمد کو مرتب کیا اور کتاب اصاحی تصنیف فرمائی۔

لے تاج الاسلام ابو بکر محمد بن ابی اسحاق ابراہیم بن یعقوب کلابازی بخاری محدث فقیہ اور صوفی تھے۔ کلابازی بخارا کا ایک محلہ ہے آپ کی کتاب "تعرف مذہب اہل تصوف" کا انگریزی ترجمہ پروفیسر آریبری نے ۱۹۳۵ء میں شائع کیا اور اردو ترجمہ ایک محققانہ مفقود کے ساتھ ڈاکٹر سعید محمد حسن نے ۱۳۹۱ھ میں لاہور میں شائع کیا۔ انکی دوسری کتاب "بہر نقولہ فی معانی الاخیر" سے ۱۳۸۵ھ میں بخارا میں وفات پائی (اردو لٹریچر پیڈیا آف اسلام) کے علاوہ "اربعون حدیث اور الافشاء والازتاد" بھی آپکی تصانیف ہیں (مرتب)

حَدِیقَةُ خَمِیسَہ

پانچویں صدی کے فقہاء و علماء کے حالات میں

اسمعیل بن حسن

اسمعیل بن حسن بن علی : فقیہ زاہد امام فروع و اصول تھے۔ کنیت ابو محمد تھی علوم ابی بکر محمد بن فضل تمیذ عبداللہ سبزوئی سے حاصل کئے اور ماہ شعبان ۲۸۶ھ میں وفات پائی "قبلہ دارین" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

محمد بن موسیٰ خوارزمی

محمد بن موسیٰ خوارزمی : محدث ثقہ، فقیہ متبحر جامع فروع و اصول تھے، صیمری نے کہا ہے کہ میں نے تقویٰ و اصابت اور حسن تدریس میں آپ جیسا کوئی فاضل نہیں دیکھا۔ کنیت ابو بکر تھی، فقہ آپ نے جصاص شاگرد امام کہ خی سے حاصل کی اور آپ سے آپ کے بیٹے مسعود بن محمد فقیہ خوارزمی اور ابو عبداللہ حسین بن علی صیمری نے اخذ کیا۔ علی قاری نے ابن اثیر کی مختصر غریب الاقاد کے حوالہ سے لکھا ہے کہ آپ ان مجددین امت محمدیہ میں سے ہیں جو پانچویں صدی کے سرے پر شمار کئے گئے ہیں آپ عند الخاص و عام بڑے معظّم و مکرم تھے اور کسی کا بدیہ و صلہ قبول نہ کرتے تھے خطیب بغدادی کہتے ہیں کہ آپ سے ابو بکر یقانی نے ہمارے لئے تحدیث کی اور ابو بکر یقانی اکثر آپ کو سچی سے یاد کیا کرتے تھے۔ میں نے ایک دفعہ ان سے آپ کے مذہب فی الاصول سے سوال کیا، کہا کہ آپ یہ کیا فرمایا کرتے تھے کہ ہمارا دین بوڑھی عورتوں کا سادین ہے اور ہم کسی بات میں کلام کرنے کے لائق نہیں، کسی دفعہ آپ کو حکومت کے لئے کہا گیا مگر آپ نے اس کے قبول کرنے سے انکار کیا۔ وفات آپ کی ۳۸۶ھ میں ہوئی۔ "شاہِ زمن" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

محمد بن عبد الجبار

محمد بن عبد الجبار بن احمد بن محمد معانی تمیمی مروزی : بڑے عالم فاضل متورع متقن لغت و عربیت میں مضبوط تھے۔ کنیت ابو منصور تھی۔ فقہ آپ نے جعفر بن محمد مستغفری شاگرد ابی علی نسفی تمیذ ابی بکر محمد بن فضل سے حاصل کی اور لغت و عربی میں تصنیفات مفیدہ کیں اور ۳۸۶ھ میں وفات پائی، آپ کا بیٹا منصور پہلے حنفی المذہب تھا پھر شافعی ہو گیا اس کی اولاد کلمہ شافعی المذہب ہوئے۔

لے شمس الزمہ بالقام اسمعیل بن حسن بن علی یقین بغایۃ الفقہاء۔ ہرودس و الثریا اور بعض الاصطلاحی نظما بت ہیں لے ۳۵۶ھ میں وفات پائی۔ دستور لاء علم خواہر مفیدہ (ترجمہ)

محمد نسفی

محمد بن احمد بن محمود نسفی : اکابر فقہاء میں سے زاہد متورع متعفف فقیر قانع تھے، ابو جعفر کنیت تھی۔ فقہ آپ نے ابی بکر رازی شاگرد امام کرخی سے حاصل کی اور علم خلافت میں ایک تعلیقات لکھی اور سلاطین میں تنگدستی اور کثرت خیال سے منہموم و مہموم ہو کر وفات پائی۔ کہتے ہیں کہ جس رات آپ نے انتقال کیا تھا۔ ایک مسئلہ منجمدہ مسألہ مذہب آپ کے دل میں واقع ہو کر حل ہوا جس کی خوشی میں اٹھ کر اپنے گھر میں رقص کرنے لگے اور کہا این الملوک و ابنار الملوک یعنی کہاں ہیں بادشاہ اور شہزاد سے جو میری خوشی کو پہنچ سکیں؟ آپ کی عورت نے آپ سے اس خوشی کا سبب پوچھا۔ آپ نے اصل حال سے اس کو مطلع کیا جس سے اس نے بڑا تعجب کیا۔ ”ہنہائے حق“ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

احمد بن محمد

احمد بن محمد بن عمر : ۳۳۶ھ میں پیدا ہوئے، ابو الفرج کنیت تھی لیکن ابن سلمہ کے نام سے معروف تھے۔ بغداد آپ کا مسکن تھا۔ فقہ آپ نے ابو بکر جصاص سے اخذ کی اور حدیث کو ان کے باپ سے سماعت کیا اور آپ کا خاندان مرجع اہل علم ہوا۔ آپ بڑے عقیل اور نیکو کار تھے، دن کو ہمیشہ روزہ رکھتے اور رات کو ایک منزل قرآن کی اپنے ورد میں پڑھتے تھے۔ وفات آپ کی ۳۵۱ھ میں ہوئی۔

محمد بن احمد کماری

محمد بن احمد بن طیب بن جعفر واسطی کماری : فقیہ عارف محدث عادل تھے۔ ابو الحسن کنیت تھی۔ فقہ آپ نے ابی بکر رازی تلمیذ امام کرخی سے پڑھی اور حدیث کو بکر بن احمد سے روایت کیا اور آپ سے آپ کے بیٹے اسمعیل قاضی واسط نے اخذ کیا اور سلاطین میں فوت ہوئے۔ آپ کے والد احمد بن طیب بھی بڑے فاضل تھے جنہوں نے ابامحمد عبداللہ بن عمر بن احمد بن علی بن شوذب سے حدیث کو سنا اور ابو بکر محمد بن احمد بن نصر بن علان نے ان سے روایت کی۔ کمار آپ کے اجداد ہیں سے کسی کا نام ہے اس لئے آپ نسبت کماری کی طرف منسوب ہوئے۔

ابراہیم شکابی

ابراہیم بن مسلم شکابی : عالم فاضل فقیہ محدث تھے، ابو اسحق کنیت تھی۔ فقہ آپ نے ابی بکر محمد بن فضل بخاری سے حاصل کی اور حدیث کو ابی عبداللہ رازی اور ابی محمد بن عبداللہ مزنی سے سنا

لے ابراہیم بن مسلم شکابی۔ مکان بخاری کے قریب قصبہ ہے۔ ”جو ابراہیم“ (مرتب)

اور روایت کیا۔ آپ کہتے ہیں کہ جن دنوں ہم تحصیل علم سے فارغ ہو کر امام ابی بکر محمد بن فضل کی محفل میں صدائشیں ہونے لگان دنوں بلخ سے فقیر ابو جعفر سبزواری تشریف لاتے ہیں امام موسوف نے ہم کو ان کے پاس بھیج کر فرمایا کہ تم ان سے مشکل مسائل کا تذکرہ کرو تاکہ وہ تم سے دوستی اختیار کریں اور وحدت کی وحشت ان سے دور ہو جائے۔ وفات آپ کی ۲۳۳ھ میں ہوئی۔

مسعود خوارزمی

مسعود بن محمد بن موسیٰ خوارزمی : عالم فاضل و حیدر عصر تھے۔ ابوالقاسم کنیت تھے۔

فقہ آپ نے اپنے باپ ابی بکر محمد بن جصاص رازی سے پڑھی اور تمام عمر درس و افادہ عوام اور افتاء میں مشغول رہ کر ۳۳۳ھ میں وفات پائی۔

حسین نسفی

حسین بن خضر بن محمد بن یوسف نسفی : اپنے زمانہ کے امام فاضل۔ فقہ حنبلیہ محدث تھے۔ کنیت آپ کی ابو علی تھی۔ بخارا میں آپ نے امام ابی بکر محمد بن فضل اور اباعمر و محمد بن محمد بن صابر اور ابوسعید بن ظیل بن احمد سجری اور بغداد میں ابوالفضل عبید اللہ بن عبدالرحمن الزہری اور ابوالحسن علی بن عمر بن محمد اور کوفہ میں ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن حسین الہروی اور مکہ منظمہ میں ابوالحسن احمد بن ابراہیم اور ہمدان میں امام ابی بکر احمد بن علی بن دلال اور رے میں ابوالقاسم جعفر بن عبداللہ بن یعقوب رازی اور مرو میں اباعلی محمد بن عمرو مروزی اور ان کے طبقہ سے حدیث کو سنا اور تفقہ کیا، اور آپ سے ایک جم غفیر اور جماعت کثیرہ نے حدیث کی روایت کی اور فقہ کو پڑھا اور اخیر میں آپ سے ابوالحسن علی بن محمد بخاری نے حدیث کو سنا اور روایت کیا۔ مدت تک بغداد میں تعلیم و تدریس اور مناظرہ میں مصروف رہے، جب جعفر اسروشنی فوت ہوئے تو آپ کو بخارا کی قضا تفویض ہوئی۔

کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ کا اہل تشیع کے پیشوا مرتضیٰ نام سے مسئلہ توریث انبیاء میں مباحثہ ہوا۔ آپ نے اپنے دعویٰ میں حدیث لا وراثت و ما ترکناہ صدقہ کو پیش کیا جس پر مرتضیٰ نے یہ اعتراض کیا کہ صدقہ کا اغزاب رفع سے پڑھنا درست نہیں بلکہ یہ نصب سے پڑھنا درست ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بقول آپ کے حدیث کا فائدہ باطل ہو جاتا ہے کیونکہ ہر کوئی جانتا ہے کہ جب آدمی مر جاتا ہے تو اس کے ترکہ کے اس کے قریبی لوگ وارث ہوتے ہیں اور وہ صدقہ نہیں ہوتا اور اس میں کسی طرح کا کوئی اشکال واقع نہیں ہو سکتا پس مرتضیٰ لاجواب ہو گیا۔ آپ نے کتاب فوائد اور کتاب فتاویٰ تصنیف کیں اور اسی برس کی عمر میں منگل کے روز ۲۳ ماہ شعبان ۳۳۳ھ میں فوت ہوئے اور بخارا کے

لے فتیہ قیری، جواہر المفید (مترجم)

مقبرہ کلاباذ میں دفن کئے گئے۔ ”امام والاقدرا آپ کی تاریخ وفات ہے۔

قدوری

احمد بن محمد بن احمد بن جعفر المعروف بہ قدوری : **سالک** میں پیدا ہوئے، ابو الحسن کنیت تھی اور چوتھے طبقہ کے فقہائے کبار اور فضلاء نامدار میں سے فقیہ فاضل محدث صدوق اور عالی قدر و منزلت تھے۔ عراق میں ریاست مذہب حنفیہ کی آپ کی طرف منتہی ہوئی۔ سمعانی نے کہا ہے کہ آپ فقیہ صدوق تھے اور عمدہ عبارات لکھتے اور ہمیشہ قرآن مجید پڑھا کرتے تھے۔ فقہ و حدیث آپ نے ابی عبداللہ محمد بن یحییٰ جرجانی شاگرد احمد جصاص سے پڑھی اور روایت کی اور آپ سے خطیب بغدادی اور قاضی القضاة ابو عبداللہ دامنغانی نے روایت کی اور ابو نصر احمد بن محمد فقیہ نے آپ سے فقہ پڑھی اور نیز آپ کی کتاب مختصر کی شرح لکھی۔ آپ شیخ اباحامد سفرائی فقیہ شافعی سے اکثر مناظرہ کیا کرتے تھے تصانیف بھی آپ نے نہایت مفید کیں جو مقبول و مردج بین الانام ہوئیں چنانچہ مختصر مبارک جس کو قدوری کہتے ہیں نہایت ہی متداول ہے، علاوہ اس کے شرح مختصر کرخمی، کتاب تجرید در بارہ اختلاف امام ابو حنیفہ و امام شافعی سات جلدوں میں تصنیف کی نیز ایک کتاب تقریب ان مسائل اختلافیہ میں بغیر دلائل کے لکھی جو امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کے باہم وقوع میں آئے ہیں، پھر دوسری تقریب تصنیف کی جس میں ان مسائل اختلافیہ کو با دلائل لکھا۔

آپ کا ایک بیٹا محمد نام تھا جس کو آپ نے فقہ نہ پڑھائی اور اکثر اسے کہا کرتے تھے کہ کوئی دن اپنی زندگی کے آرام سے بسر کر لے، پس وہ جوانی میں مر گیا۔ وفات آپ کی بغداد میں یوم یکشنبہ پنجم ماہ رجب **سالک** میں ہوئی اور اسی روز اپنے گھر میں جو در ب ابی خلف میں تھا، دفن کئے گئے پھر آپ کو وہاں سے نکال کر تربت شارع منصور میں ابی بکر خوارزمی حنفی کے پاس دفن کیا گیا۔ قدوری آپ کو اس لئے کہا کرتے تھے کہ آپ قضیہ قدور کے رہنے والے تھے۔ بعض نے کہا ہے کہ بسبب تجارت یا بنانے ہاڈیوں کے اس نام سے مشہور ہوئے۔ ”لامع النور“ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

ابو علی سینا

حسن بن عبداللہ بن سینا الملقب بہ رئیس، حکماء مسلمین میں سے علم و ذکا و فرہم و فراست میں یکانہ نہایت تھے یہاں تک کہ رئیس الحکماء آپ کا لقب تھا، کنیت ابو علی تھی، باپ آپ کا بلخ کا رہنے والا تھا جو بخارا میں ہجرت کر کے مقیم ہوا جہاں آپ **سالک** میں پیدا ہوئے اور امام ابی بکر احمد بن عبداللہ زاہد سے علم پڑھا پھر اسمعیل زاہد تلمیذ محمد بن فضل بخاری کے پاس جلتے رہے اور ان سے علوم پڑھے اور مناظر

کئے۔ آپ ایام اشتغال علم میں تمام رات کو کبھی نہ سوئے اور نہ دن کو سوائے مطالعہ کتب کے اور کام میں مشغول ہوئے، جب کوئی مشکل مسئلہ واقع ہوتا تو وضو کر کے جامع مسجد میں نماز پڑھتے اور اس کے آسان ہونے کے لئے خدا سے دعا مانگتے۔ ابھی اٹھارہ سال کی عمر کو نہ پہنچے تھے کہ علوم و فنون کی تحصیل سے فارغ ہوئے اور طب میں شفا وغیرہ کتابیں تصنیف کیں اور سلسلہ میں وفات پائی۔

اسحاق بن ابراہیم

اسحاق بن ابراہیم بن مخلد بن جعفر بن مخلد: فقیہ فاضل محدث صدوق تھے۔ ابوالفضل کنیت تھی۔ خطیب بغدادی کہتے ہیں کہ میں نے آپ سے بھی کچھ تھوڑا سا لکھا، وفات آپ کی ماہ ربیع الاول ۲۲۹ھ میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد ابواسحاق ابراہیم بن مخلد متوفی ۲۱۸ھ بھی فاضل ادیب محدث صدوق صحیح الکتابت حسن النقل جہد الضبط تھے لیکن فقہ میں محمد بن جریر طبری کا مذہب رکھتے تھے اور حدیث کو حسین بن یحییٰ قطان و ابوعبداللہ حکیمی اور قاضی احمد بن کامل سے روایت کرتے تھے۔

ابوزید دلبوسی

عبداللہ بن عمر بن عیسیٰ القاضی ابوزید الدلبوسی: اکابرین فقہائے حنفیہ میں سے گزرے ہیں، پہلے پہل علم خلاف کا آپ ہی نے وضع کیا اور اس کا اجراء فرمایا، علم مناظرہ اور استخراج حجج میں ضرب مثل تھے۔ مدت تک بخارا و سمرقند میں علمائے فحول سے مناظرے کرتے رہے۔ ابن خلدکان میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ آپ نے ایک فقیہ سے مناظرہ کیا، پس جب آپ اس کو الزام دیتے تو وہ مسکراتا یا ہنسنا اس پر آپ نے فی البدیہہ شعر تصنیف کئے۔

مالی اذا الزمتہ حجتہ

ان کان ضحک المر من فقہ

قال بنی بالضحک والفقہ

فالدب فی الصحار ما افقہ

آپ نے کتاب الاسرار و کتاب تقویم الاولاد اور کتاب امد الاقصی وغیرہ تصنیف کیں اور ایک کتاب فتاویٰ نظم میں لکھی اور بخارا میں ۳۲۸ھ میں وفات پائی۔ دلبوسی شہر دلبوس کی طرف منسوب ہے جو درمیان بخارا و سمرقند کے واقع ہے۔ "دہر پاک" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

معتد نسفی کھولی

معتد بن محمد بن کھول بن فضل نسفی کھولی: فقیہ محدث عالم فاضل تھے۔ ابوالعالی کنیت تھی۔ روایت اپنے جد امجد ابی المعین سے کرتے تھے اور نیز اباسہل ہارون بن احمد استرآبادی سے سنا اور ان سے کتاب اخبار مکہ وغیرہ کی روایت کی۔ ماہ ذی الحجہ ۳۳۸ھ میں پیدا ہوئے اور کچھ اور پر ۳۳۸ھ

میں وفات پائی۔

ہیثم نیشاپوری

ہیثم بن قاضی ابی الہیثم عتبہ نیشاپوری : فقیہ و فاضل عالم کامل محدث ثقتی تھے، حدیث کو اپنے باپ سے سنا اور نیز اور علوم حاصل کئے اور ۳۳۱ھ میں وفات پائی۔

جعفر بن محمد نسفی

جعفر بن محمد بن معتز بن محمد بن مستغفر بن فتح بن اورس نسفی : ۳۵۰ھ میں شہر نسف میں جس کو اب نخب کہتے ہیں، پیدا ہوئے۔ ابو العباس کنیت تھی اور مستغفری کی نسبت سے جو آپ کے بعض اجداد کی طرف منسوب ہے، مشہور تھے۔ آپ فقیہ فاضل محدث صدوق تھے، آپ کے زمانہ میں ملک ماوراء النہر میں ایسا کوئی فاضل نہ تھا جس نے آپ جیسی تصنیفات کی ہو اور معرفت و فہم حدیث میں مرجع انام ہوا ہو۔ علم آپ نے قاضی ابی علی حسین نسفی ثلمیذ ابی بکر محمد بن فضل سے حاصل کیا اور حدیث کو کثرت سے روایت کیا۔ سمعانی نے لکھا ہے کہ آپ خراسان کی طرف تشریف لے گئے اور مرو و سرخس میں مدت تک مقیم رہے جہاں ابی علی زاہد بن احمد سرخسی سے بہت کچھ سماعت کیا۔ نسف میں اباسہل ہارون بن احمد امتز آبادی و ابامحمد رازی اور بخارا میں حافظ ابوعبداللہ محمد بن احمد بخارا اور مرو میں ابالہیثم محمد وغیرہ محدثین کثیر سے سنا اور آپ سے میرے جد اعلیٰ قاضی ابومنصور محمد بن عبدالجبار سمعانی و ابو محمد حسن بن احمد اور ابو علی حسن بن عبدالملک وغیرہم نے روایت کی۔ آپ نے ایک کتاب حدیث میں مجموع نام اور کتاب معرفۃ الصحابہ تصنیف کی، علاوہ ان کے اور بہت مفید کتابیں لکھیں اور ۳۳۲ھ میں وفات پائی۔ ”دارالمؤمنین“ آپ کی تاریخ وفات ہے۔ آپ کے والد ماجد ابوعلی بن معتز ۳۱۸ھ میں پیدا اور ماہ ربیع الآخر ۳۱۸ھ میں فوت ہوئے تھے۔

صاعد استوائی

صاعد بن محمد بن احمد بن عبداللہ استوائی : شہر استوار میں جو نیشاپور کے پاس واقع ہے، ۳۳۲ھ میں پیدا ہوئے۔ کنیت ابو العلاء تھی۔ اپنے زمانہ کے عالم صدوق فقیہ فاضل تھے، خراسان میں ریاست مذہب حنفیہ کی آپ پر منتھی ہوئی۔ ابتدا میں آپ نے علم ادب ابی بکر محمد خوارزمی اور فقہ قاضی ابی نصر سہل اپنے نانا سے پڑھی پھر قاضی ابی ہیثم عتبہ سے تفقہ کیا اور حدیث کو ابامحمد عبداللہ بن محمد بن زیاد و اباعمر و اسمعیل و اباسہل بشر بن احمد الاسفرائینی اور ابوالحسن علی بن عبدالرحمن کوفی سے سنا۔ مدت تک نیشاپور کی قضا کے متولی رہے پھر قضا کا عہدہ ابو الہیثم عتبہ اپنے استاد کو دے دیا۔ آپ سے

آپ کے بیٹے ابوسعید محمد بن صاعد اور پوتے ابو منصور احمد بن محمد نے تفقہ کیا اور ایک جم غفیر نے روایت کی۔ آپ نے عقائد میں ایک کتاب اعتقاد نام تصنیف فرمائی اور ۳۲۲ھ میں بمقام نیشاپور وفات پائی۔ آپ کی اولاد و احفاد کے سب لوگ فقیہ وقاضی اور اہل فتوے ہوئے ہیں۔

محمد بن منصور نوقدی

محمد بن منصور بن مخلص بن اسمعیل نوقدی : امام زاہد صائم الدہر مشتمل بالندیس والفتوے تھے۔ کنیت ابو اسحق تھی۔ فقہ آپ نے ابی جعفر ہندوانی شاگرد ابی بکر اعشش تلمیذ ابی بکر اسکاف سے حاصل کی اور حدیث کو قاضی محمد بن حسین یزدی سے روایت کیا۔ مدت تک سمرقند کے مفتی رہے اور سمرقند ہی میں ماہ رمضان ۳۳۷ھ میں فوت ہوئے، نو قد شہر نف کے قصبات میں سے ایک قصبہ کا نام ہے۔ "بحر المناقب" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

حسین صیمری

حسین بن علی بن محمد بن جعفر صیمری : فقہائے کبار اور فضلاء تادار میں سے بڑے عقیل جید النظر حسن العبارت محدث صدوق تھے۔ ۳۵۱ھ میں پیدا ہوئے، شہر صیمر کے پہاڑ میں جو خوزستان کے ملک میں نہر بصرہ پر واقع ہے رہتے تھے۔ فقہ آپ نے ابی نصر محمد بن سہل بن ابراہیم اور ابی بکر محمد خوارزمی سے حاصل کی اور حدیث کو دمشق میں ابی الحسن دارقطنی و ابی بکر محمد بن احمد جرجانی سے سنا اور روایت کیا اور آپ سے قاضی القضاة ابو عبد اللہ محمد بن علی بن محمد بن حسین دامغانی و ابو الحسن علی بن حسین سندلی نیشاپوری نے تفقہ کیا اور ابو بکر احمد بن خطیب بخاراوی نے حدیث کی روایت کی۔ آپ نے ایک بہت بڑی کتاب امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کے اخبار میں تصنیف کی اور مدت تک مدائن وغیرہ کی دار القضاہ کے متولی رہے اور بغداد میں ۲۱ شوال ۳۳۶ھ میں وفات پائی۔ "مرجع الانام" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

محمد مایرغی

محمد بن احمد بن محمود بن محمد بن نصر بن موسیٰ بن احمد مایرغی نسفی : امام فاضل محدث کامل تھے۔ حدیث کو حجاز وغیرہ میں سنا اور مقری محمد بن منصور امام مدینہ سے روایت کی، آپ سے نجم الدین عمر بن محمد نسفی نے روایت کی اور ماہ ربیع الاول ۳۳۶ھ میں شہر مایرغ میں جو نخب کے علاقہ میں بخارا کے راستہ پر واقع ہے، فوت ہوئے۔

لے آپ کا لقب عماد الاسلام تھا ۳۲۷ھ لقب حاکم تھا "جواہر المصیۃ" ابو عبد اللہ کنیت تھی "سنن الامام" ۳۲۷ھ ان کے بیٹے احمد بن محمد مایرغی متوفی ۳۸۱ھ بھی مشہور عالم اور فقیہ تھے "جواہر المصیۃ" (مرتب)

محمد سمّانی

محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن محمد بن محمود سمّانی : بڑے عالم فاضل شیخ فقیہ محدث ثقہ متکلم حسن الکلام حنفی المذہب اشعری الاعتقاد تھے۔ ۳۶۱ھ میں پیدا ہوئے۔ ابو جعفر کنیت تھی۔ حدیث کو موصل میں نصر بن احمد بن خلیل اور بغداد میں ابوالحسن علی بن عمر دارقطنی اور ابوالقاسم عبید اللہ بن محمد رازی وغیرہم سے سنا اور روایت کیا اور آپ سے خطیب بغدادی نے سنا اور لکھا اور آپ کا ذکر اپنی تاریخ میں کیا۔ مدت تک آپ موصل کے قاضی رہے اور فقہ میں تصنیفات کی اور تعلیقات لکھیں اور قضا کی حالت میں ماہ ربیع الاول ۳۶۴ھ میں فوت ہوئے۔ سمّانی شہر سمّان کی طرف منسوب ہے جو دمیاط دامتغان اور خوارزمی کے واقع ہے۔ "ملجائے عصر" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

احمد ناطفی

احمد بن محمد بن عمرو ناطفی طبری : عراق کے علمائے کبار و فقہائے نامدار اور اصحاب واقعات و نوازل میں سے فقیہ محدث تھے، کنیت ابوالعباس تھی۔ فقہ ابی عبداللہ جر جانی تمیذیابی بکر جصاص رازی سے حاصل کی اور حدیث ابی حفص بن شاہین وغیرہ سے روایت کی۔ آپ کی تصانیف میں سے کتاب اجناس و ذوق و کتاب واقعات و کتاب ہدایت معروف و مشہور ہیں۔ وفات آپ کی شہرہ سے میں ۳۶۴ھ میں ہوئی، چونکہ آپ حلوانا بکر بیچا کرتے تھے اس لئے آپ کو ناطفی کہا کرتے تھے اور ناطف عربی میں حلوانی کو کہتے ہیں۔

عبداللہ ناصحی

عبداللہ بن حسین ناصحی : امام کبیر فقیہ بے نظیر شیخ حنفیہ ثقہ تھے۔ فقہ قاضی ابی الہیثم عتبہ تمیذ قاضی الحر میں سے پڑھی اور آپ سے آپ کے بیٹے محمد ناصحی نے تفقہ کیا۔ آپ بغداد میں حج کر کے ۳۶۴ھ میں تشریف لائے اور مدت تک تدریس و افتاء میں مصروف رہے اور بخارا میں سلطان محمود سبکتگین کے عہد میں قاضی القضاة مقرر ہوئے اور ۳۶۴ھ میں وفات پائی۔ آپ کی تصانیف میں سے کتاب تہذیب ادب القضاہ معروف ہے۔ ناصحی آپ کے اجداد میں سے کسی کا نام تھا۔

شیخ محمد اسماعیل

شیخ محمد اسماعیل محدث لاہوری : بخارا کے سادات عظام میں سے تھے جو سلطان مسعود غزنوی کے وقت اواخر ۳۹۵ھ میں شہر لاہور میں آکر سکونت پذیر ہوئے، اپنے وقت کے علوم فقہ و حدیث و تفسیر میں امام اور جامع علوم ظاہری و باطنی تھے۔ واعظان اہل اسلام میں سے آپ ہی سب سے پہلے لاہور میں تشریف

لائے اور آپ کے وعظ و نصائح کی تاثیر سے ہزاروں کفار مشرک بر اسلام ہوئے یہاں تک کہ جو شخص آپ کی مجلس وعظ میں حاضر ہوتا، بغیر ٹپھے کلہ توحید کے واپس نہ جاتا تھا چنانچہ پہلے جمعہ کو جو آپ منبر وعظ پر بیٹھے تو اڑھائی سوا دو سو کے کو ساڑھے پانچ سو تیسرے کو ایک ہزار کفار حلقہ اہل توحید میں داخل ہوئے۔ وفات آپ کی ۲۴۸ھ میں ہوئی اور لاہور کے باہر جنوب کی طرف مدفون ہوئے۔ سال وفات آپ کا لفظ "مناہ" ہے۔

شمس الائمہ حلوانی

عبدالعزیز بن احمد بن نصر بن صالح بخاری : شمس الائمہ لقب تھا، چونکہ آپ حلوانی سچا کرتے تھے اس لئے حلوانی کی نسبت سے معروف تھے۔ بعض نے کہا ہے کہ آپ کو حلوانی کہنا چاہئے کیونکہ آپ قبیلہ حلوان کے باشندہ تھے۔ بہر حال اپنے زمانہ کے امام کبیر فاضل بے نظیر فقیہ محدث ثقہ تھے، حدیث اور اہل حدیث کی بڑی توثیق کیا کرتے تھے۔ ابن کمال پاشا نے آپ کو مجتہدین فی المسائل میں شمار کیا ہے۔ فقہ آپ نے حسین ابی علی نسفی شاگرد ابی بکر محمد بن فضل تلمیذ عبداللہ سبذمونی سے حاصل کی اور حدیث کو ابی شعیب صالح بن محمد بن صالح بن شعیب اور مجازی اور ابی سہل احمد بن محمد بن مکی الانماطی اور ابی اسحق رازی اور اسمعیل بن محمد زہرا اور عبداللہ بن محمد کلاباذی اور عبداللہ بن حسین کتاب اور حافظ محمد بن احمد غنجاوی وغیرہ سے سنا اور روایت کیا اور امام طحاوی کی شرح معانی الآثار کو ابی بکر محمد بن عمر بن حمدان سے روایت کیا اور آپ سے شمس الائمہ بکر زنجری اور محمد بن علی والد شمس الائمہ بکر زنجری اور شمس الائمہ محمد حسری اور ابی بکر محمد بن حسین اور فخر الاسلام علی بن محمد بن حسین بزروی اور ان کے بھائی صدر الاسلام ابوالیسر محمد بن محمد اور قاضی جمال الدین ابونصر احمد بن عبدالرحمن وغیرہ نے تفقہ اور روایت کیا، حافظ الحدیث ابو محمد عبدالعزیز بن محمد نخشبی اپنی معجم شیوخ میں آپ کو اپنے شیوخ میں بیان کر کے کہتے ہیں کہ میں نے آپ سے آپ کی تمام امالی سنی ہیں۔ آپ ہمیشہ فقہنا کو حلوا کھلایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ دعا کرو ہمیں خدا لڑکا عطا کرے، پس خدا نے آپ کو بسبب نخشش اور اعتقاد اور تضرع کے جیسا کہ آپ چاہتے تھے ویسا لڑکا عطا کیا۔

آپ کی تصانیف میں سے کتاب مبسوط اور نوادر مشہور و معروف ہیں، اخیر عمر میں آپ بخارا سے شہر کش میں تشریف لے گئے اور وہیں ماہ شعبان ۲۴۸ھ یا ۲۵۲ھ میں وفات پائی اور آپ کی نعش کو بخارا میں لاکر قبرستان کلاباذ میں دفن کر دیا گیا جو اب زیارت گاہ عام و خاص ہے، سال وفات آپ کا "صدرِ سند" ہے۔

عبدالواحد عکبری

عبدالواحد بن علی بن برہان الدین عکبری : بڑے فقیہ نحوی متکلم لغوی مؤرخ ادیب تھے،

لے فرار ہل رود ہر ہے لے عبدالواحد بن علی بن برہان الدین عکبری "اصول اللغۃ" لکھی تھیں جسے ۸۰ سال وفات پائی جو اب لغویہ

ابو القاسم کنیت تھی، پہلے نجومی تھے پھر نجومی ہوئے اور حنبلی مذہب سے حنفی مذہب اختیار کیا، فقہ، احمد قدوری شاگرد ابی عبداللہ محمد بن یحییٰ جرجانی سے حاصل کی اور حدیث کو ابن بطلہ وغیرہ سے سماعت کیا، آپ امام ابوحنیفہ کے بڑے حمایتی اور اپنے اصحاب میں ذمی عزت تھے، کبھی شلواری نہ باندھی اور نہ اپنے سر کو چادر سے ڈھکا۔ وفات آپ کی چہار شنبہ کے روز ماہ جمادی الاخریٰ ۱۵۸ھ میں ہوئی، عکبری شہر عکبر کی طرٹ منسوب ہے جو دریائے دجلہ پر بغداد سے دس فرسنگ کے فاصلہ پر مشرق کی طرف واقع ہے۔ "عالی مقدار" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

عبدالعزیز نسفی

عبدالعزیز بن محمد بن محمد بن عاصم نسفی : حافظ حدیث، محدث ثقہ، فقیہ متقن، عالم کبیر المحل فاضل عظیم الشان تھے، ابو محمد کنیت تھی، سلفی نے کہا ہے کہ میں نے آپ کی بابت موتمن ساجی سے پوچھا، انہوں نے کہا کہ آپ مثل ابی بکر خطیب اور محمد بن علی الصوری کے حافظ حدیث پسندیدہ اخلاق و فہم تھے۔ ابن مندہ کہتے ہیں کہ آپ حفظ و اتقان میں یگانہ زمانہ تھے اور میں نے اپنے زمانہ میں کوئی آپ کے دقیق الخط سریح الکتابہ اور قرارہ نہیں دیکھا۔ مدت تک آپ نے حافظ جعفر مستغفری کی صحبت میں رہ کر کثرت سے سماعت و اخذ کیا اور بغداد میں محمد بن محمد بن غیدان کو پکرا کر ان سے بھی استفادہ کیا اور نسف میں ۲۵۸ھ یا ۲۵۹ھ میں وفات پائی۔

اسمعیل صفار

اسمعیل بن احمد بن اسحق بن شیبث صفار : ابوابہ اہم کنیت تھی۔ فقہ آپ نے باپ سے پڑھی اور امام اعظم کی کتب علم و متعلم کو اپنے والد ماجد کے ساتھ ابی یعقوب یوسف بن منصور سیاری سے سماعت کیا، چونکہ آپ بڑے صادق القول و حق گو تھے اور سچ کہنے میں کسی سے نہ ڈرتے تھے، اس لئے ۳۱۸ھ میں خاقان نے آپ کو قتل کرادیا۔

علی سعفی

علی بن حسین سعفی : اپنے زمانہ کے امام فاضل فقیہ مناظر تھے، رکن الاسلام لقب اور ابو الحسن کنیت تھی، فقہ شمس الائمہ بخاری سے اخذ کی اور شرح سیر الکبیر کو روایت کیا۔ حدیث کو ایک جماعت محدثین سے سنا یہاں تک کہ بخارا میں ساکن ہو کر افسار کے لئے صدر نشین ہوئے اور وہاں کی قضا آپ کے سپرد ہو کر ریاست مذہب حنفیہ کی آپ پر پڑتی ہوئی، واقعات و نوازل میں لوگ آپ کی طرٹ رجوع لانے لگے۔ فتاویٰ قاضی خان وغیرہ مشاہیر فتاویٰ میں آپ کا سکر زنا ذکر ہوا ہے۔ آپ کی

تصانیف میں سے فتاویٰ نعمت اور شرح جامع کبیر مشہور و معروف ہیں۔

کہتے ہیں کہ جن دنوں آپ بغداد میں پڑھا کرتے تھے ان ایام میں خلیفہ بغداد کا بیٹا بھی پڑھا کرتا تھا ایک دن اور خلیفہ کے بیٹے نے اول سبق پڑھنے کے لئے قرعہ ڈالا تو آپ کا قرعہ نکلا، خلیفہ کے بیٹے نے کہا کہ پہلے مجھ کو آپ سبق پڑھ لینے دو آپ نے فرمایا کہ نہیں میں پڑھوں گا، خلیفہ کے بیٹے نے کہا کہ تم مجھ کو پہلے سبق پڑھ لینے دو تو میں تم کو اس کے عوض میں پچاس دینار دوں، آپ نے نہ مانا اور سبق پڑھ لیا جب آپ سبق پڑھ کر علیحدہ ہوئے تو آپ کے ہم سبق اور یاروں دوستوں نے آپ کو ملامت کرنی شروع کی اور گھاس آپ کی طرف پھینک کر کہنے لگے کہ اگر تم خلیفہ کے بیٹے کو اول سبق پڑھ لینے دیتے تو تم کو پچاس دینار مل جاتے اور پھر اپنا سبق بھی پڑھ لیتے۔

آپ کے پاس صرف ایک گودڑی کھجور کے پوست سے بنی ہوئی تھی اور وہ بھی کئی جگہ سے پھٹی ہوئی، اس وقت وہاں ایک متمول شخص حاضر تھا، اس نے آپ کا یہ شوق علم دیکھ کر کہا کہ چونکہ آپ نے فقط ایک سبق کو پچاس دینار پر مقدم سمجھا ہے اس لئے مجھ کو واجب ہے کہ آپ کے نان و نفقہ کی خبر گیری رکھا کروں، پس اس نے آپ کی بڑی عزت کی اور آپ کو رہنے کے لئے ایک مکان دیکر لباس و خوراک کی طرف سے آپ کا خبر گیریاں رہا جس سے اپنے وجہ معیشت سے فارغ البال ہو کر تحصیل علم کی وقتاً آپ کی سلاکتہ میں ہوئی سفید سمرقند کی نواح میں ایک علاقہ کا نام ہے۔

دانا گنج بخش

علی محمدوم جلابی غزنوی جویری المعروف بہ دانا گنج بخش لاہوری : آپ کا شجرہ نسب امام حسن بن حضرت علی تک منتهی ہوتا ہے۔ آپ اولیائے متقدمین میں سے جامع علوم ظاہری و باطنی، عابد زاہد متقی منظر خوارق و کرامت اور حنفی المذہب تھے۔ آپ نے اپنے مرشد شیخ ابوالفضل بن حسن ختلی جنیدی کے سوا بڑے بڑے مشائخ مثل شیخ ابوالقاسم گورگانی و ابوسعید ابوالخیر اور ابوالقاسم قشیری محدث سے صحبت کر کے فوائد کثیرہ حاصل کئے، اخیر کو اپنے مرشد کے اشارت سے غزنی سے ہندوستان میں آکر لاہور میں فضیلت و مشیخت کا ہنگامہ گرم کیا، دن کو تدریس و تعلیم اور رات کو تلقین میں مصروف رہ کر ہزار ہا جملہ کو عالم فاضل اور صد ہا گم کردگان راہ حق کو راہ راست بتائی اور درود و در سے علماء و فضلاء نے آپ کی خدمت میں اگر سعادت دارین حاصل کی۔

سفینۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ جب آپ نے لاہور میں قیام کیا تو آپ نے رہنے کا مکان اور مسجد تعمیر کی لیکن اس وقت محراب مسجد کا بہ نسبت دیگر مساجد کے کچھ مقوڑا سا طیر تھا مائل بہ سمت جنوب معلوم ہوتا

تھا، علماء وقت نے اس پر اعتراض کرنا شروع کیا، آپ خاموش رہے، جب مسجد تیار ہو گئی تو آپ نے کل علماء و فضلاء سے شہر کی دعوت کی اور خود امام ہو کر نماز پڑھائی، بعد نماز کے سب کو رو بقبلا ستادہ کر کے فرمایا کہ دیکھو قبہ کس طرف ہے یہ کہنا ہی تھا کہ خدا کے حکم سے فوراً تمام حجاب اٹھ گئے اور کعبہ سامنے سے نمودار ہوا اور سب نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور اپنے اعتراض سے نہایت نادم ہوئے۔

آپ کی تصنیفات تو بہت ہیں لیکن اس میں سے کشف المحجوب نہایت مشہور و مقبول عالم ہے جس میں آپ نے امام ابو حنیفہ کی نسبت لکھا ہے کہ میں ایک دفعہ ملک شام میں حضرت بلال مؤذن کی قبر کے سر ہانے سویا ہوا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو مکہ معظمہ میں دیکھا، اتنے میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم باپ بنی ثیبہ سے تشریف لائے اور آپ نے ایک بوڑھے شخص کو مثل اطفال کے گود میں لیا ہوا ہے اور نہایت شفقت اس پر فرما رہے ہیں، میں نے سلام کر کے آپ کے پائے مبارک پر بوسہ دیا اور تعجب سے اپنے دل میں خیال کیا کہ آیا یہ پیر روشن بخت کون ہے جس پر حضرت اس قدر مہربانی مبذول فرما رہے ہیں حضرت نے معجزے سے میرے راز دل کو معلوم کر کے فرمایا کہ یہ امام ابو حنیفہ ہیں جو مسلمانان اہل سنت کے امام ہیں انتہی۔ وفات آپ کی ۱۶۷ھ میں ہوئی اور اپنی تعمیر کردہ خانقاہ میں مدفون ہوئے۔ لاہور میں جس قدر آپ کے مزار پر اہل حاجات وغیرہ کا رجوع ہے اس قدر اور کہیں نہیں ہے۔ جلاب و ہجویر، غزنی میں دو محلوں کا نام ہے جہاں آپ ابتدا میں رہا کرتے تھے۔ سال وفات آپ کا "جلوۃ نور الصمد" ہے۔

احمد بن محمد سمّانی

احمد بن محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن محمد بن محمود سمّانی : آپ بھی اپنے باپ ابو جعفر محمد بن احمد مکی طرح حنفی المذہب اشعری الاعتقاد تھے اور عقیدہ اشعریہ میں بڑا غلو کرتے تھے۔ کنیت ابو الحسن تھی ۳۸۴ھ میں بمقام سمّان پیدا ہوئے، فقہ و حدیث اپنے باپ سے پڑھی اور سنی یہاں تک کہ اپنے وقت فقہ محدث ثقہ صدوق حسن الاخلاق کبیر القدر ہوئے۔ خطیب بغدادی نے آپ سے بھی حدیث کو لکھا، ۴۰۷ھ میں آپ حلب کے قاضی مقرر ہوئے اور قاضی ابی عبداللہ دامتغانی کی دختر سے نکاح کیا اور بغداد میں ماہ جمادی الاولیٰ ۳۶۶ھ میں وفات پائی۔

علی بن عبداللہ خطیبی

علی بن عبداللہ خطیبی : بڑے عالم فاضل زاہد اور اختلاط سلاطین سے متفرق تھے اور اپنے آپ کو تدریس و تعلیم پر مجبور کر رکھا تھا۔ جب کوئی قرآن شریف پڑھتا تو آپ کے آنسو ٹپک اُتے، کنیت ابو الحسن

تھی۔ فقہ آپ نے شمس الائمہ عبدالعزیز حلوانی اور ابی محمد عبداللہ ناصحی سے پڑھی اور نوجوانی میں سچ کیا۔ جب اصفہان میں آئے تو وہاں کی قضا آپ کو دی گئی۔ کہتے ہیں کہ آپ سترہ برس تک قائم اللیل رہے اور اس عرصہ تک آپ نے رات کو اپنی کروٹ زمین پر نہ رکھی۔ نقل ہے کہ ۳۶۶ھ میں آپ اصفہان میں ایک دن صبح کی نماز پڑھ کر بیٹھے تھے کہ ایک نیک بخت عورت نے آپ کے پاس آ کر بیان کیا کہ میں سحر کے وقت سوئی ہوئی تھی اور بحالت خواب یہ گمان کرتی تھی کہ گویا میں مدینہ منورہ کی مسجد میں ہوں کہ ایک شخص نے اگر ہانگ نماز دے کر تکبیر کہی اور لوگ صفیں باندھ کر اس کے پیچھے کھڑے ہو گئے اور اس کو کہا گیا کہ تکبیر تحریر یہ کہو مگر اس نے جواب دیا کہ جب تک ابوالحسن خطیبی حاضر نہ ہوں گے میں تکبیر نہیں کہوں گا آپ عورت مذکورہ کی زبان سے یہ بات سنتے ہی مصلے پر سے اٹھ کھڑے ہوئے اور ننگے پاؤں شہر علوی کو جو عراق کی طرف تھا، چلے گئے۔ جب اس بات کی خبر حاکم اصفہان کو ہوئی تو وہ آپ کے پیچھے دوڑ آیا اور بہت التماس کی کہ آپ یہیں رہیں مگر آپ نے ایک نہ سنی اور چل دئے یہاں تک کہ شہر مذکور میں بڑی ٹھکن کے ساتھ پہنچ گئے اور مقام جحفہ میں جو مدینہ کے راستہ میں ہے، پہنچ کر ۳۶۷ھ میں فوت ہو گئے۔

اسمعیل بن محمد کماری

اسمعیل بن محمد بن احمد بن طیب بن جعفر واسطی کماری : عید الفطر کے روز ۳۸۳ھ میں پیدا ہوئے، کنیت ابو علی تھی، فاضل دہر فقیہ متبحر تھے۔ فقہ اپنے باپ محمد بن احمد سے پڑھی اور حدیث کو عبید اللہ بن اسد اور اباجرا احمد بن عبید اللہ اور ابابعد اللہ بن مہدی سے سنا اور شہر واسط کے قاضی مقرر ہوئے۔ وفات آپ کی ماہ جمادی الاولیٰ ۳۶۸ھ میں ہوئی۔

اسعد کراہیس نیشاپوری

اسعد بن محمد بن حسین کراہیس نیشاپوری : ابوالمظفر کنیت اور جمال الاسلام لقب تھا۔ عالم فاضل فقیہ ادیب حسن الطریقہ تھے۔ فروع و اصول میں آپ کو معرفت تامہ اور مہارت کاملہ حاصل تھی۔ فقہ آپ نے علاء الدین اسمندی تلمیذ ابوالانثرف سے حاصل کی اور علم ادب ابی منصور مویز بن احمد جو البقی سے پڑھا۔ ایک کتاب موجز نام فقہ و فروع میں تصنیف فرمائی اور ۳۷۷ھ میں فوت ہوئے۔ کراہیس جمع کراہیس کی ہے اور کراہیس کپڑے کو کہتے ہیں پس آپ کا کراہیس کی طرف منسوب ہونا یا تو اس کی خرید و فروخت یا اس کے عمل کی جہت سے ہے۔

لے کراہیس لے العروق فی مسائل الفرقیۃ بھی اپنی تصنیف ہے۔ ۵۷۰ھ میں وفات پائی دیوایہ المفیۃ نشف العنون ۱ مرتبہ

احمد اقطع

احمد بن محمد بن محمد بن نصر الفقیہ المعروف بالاقطع : فقیہ کامل جامع علوم وفتون اور بڑے حساب داں تھے، فقہ آپ نے ابی الحسین قدوری سے پڑھی، سکونت آپ کی بغداد کے محلہ درب ابی یزید میں تھی لیکن سن ۳۳۳ھ میں ہواز کی طرف تشریف لے جا کر مقام رامہ ز میں مقیم ہوئے۔ اقطع آپ کو اس لئے کہا کرتے تھے کہ لڑائی تنازع میں جواہل اسلام سے ہوئی تھی۔ ایک ہاتھ آپ کا کٹ گیا تھا۔ آپ نے مختصر قدوری کی شرح تصنیف کی اور سن ۳۴۳ھ میں وفات پائی۔

عبدالعزیز مرغینانی

عبدالعزیز بن عبدالرزاق مرغینانی : جامع فروع و اصول تھے، خدا کے فضل سے آپ کے چھ بیٹے تھے جو سب کے سب تدریس و افتاء کی لیاقت رکھتے تھے جب آپ اپنے بیٹوں کے ہمراہ گھر سے نکلتے تھے تو لوگ کہتے تھے کہ سات مفتی ایک گھر سے نکلے ہیں مگر آپ کے بیٹوں میں سے ابوالحسن ظہیر الدین علی بن عبدالعزیز اور شمس الاممہ محمود اور جنیدی اشہر ہیں، وفات آپ کی سن ۳۴۳ھ میں ہوئی۔

محمد بن علی دامغانی

محمد بن علی بن محمد بن حسین بن عبدالملک بن عبدالوہاب بن حسیب الدامغانی : دامغان میں سن ۳۹۹ھ میں پیدا ہوئے۔ کنیت ابو عبداللہ تھی، اپنے زمانہ کے امام فاضل فقیہ کامل محدث جمید وافر افضل سدید الراے اور قاضی القضاة کے خطاب سے مشہور تھے۔ عقلمندی نے کہا ہے کہ مشائخ میں آپ کو بلند اور جلیل محکم تھے۔ آپ کے وقت میں امام ابوحنیفہ کے مذہب کی ریاست آپ پر منتہی ہوئی، فقہ آپ نے حسن بن علی صیمری شاگرد ابی بکر خوارزمی تمیذ ابی بکر احمد جصاص سے حاصل کی اور حدیث کو صیمری اور ابی عبداللہ محمد بن علی صوری وغیرہ سے سنا اور روایت کیا اور آپ سے سمعانی کے مشائخ عبدالوہاب بن مبارک انماطی اور حسین بن حسن مقدس وغیرہ نے حدیث کو سنا اور روایت کیا۔ آپ کا قول ہے کہ میں نے دامغان میں ابی صالح فقیہ سے فقہ پڑھی، پھر نیشاپور میں آیا اور چودہ مہینے وہاں رہ کر قاضی ابوالعلا صاعد بن محمد کی صحبت کی پھر بغداد میں جوانی کی حالت میں آکر قدوری سے پڑھا اور صیمری کی ملازمت اختیار کی، پچاس سال کی عمر میں سن ۳۴۳ھ میں بعد وفات قاضی ابن ماکول کے آپ کو بغداد کی قضا ملی جس پر آپ کچھ اور پچیس سال مقرر رہے۔

ابوالطیب کہتے ہیں کہ آپ ہمارے مذہب شافعی کے بہت اعرف تھے اور نہایت خوبصورت

لہذا ابو نصر کنیت تھی سن ۳۴۳ھ ہجری ۶۸۱ سال "جوہر المصیۃ" (مرتب)

اور دین و علم کے خوب دقائق و معانی دان صاحب عقل و علم و مردت اور منصف تھے، اکثر آپ کے درس میں مثل شیخ ابواسحق شیرازی کے ملاعبات و نواد و نوادہ ہوا کرتے تھے جن کے اجتماع سے نزہت خاطر حاصل ہوتی تھی، آپ کو بسبب جلالت و حشمت و پیشوائی کے امام ابو یوسف سے مشابہت دی جاتی تھی۔ آپ کی اولاد میں مدت تک مسلسل ائمہ و قاضی ہوتے رہے، وفات آپ کی ماہ رجب ۳۷۵ھ میں ہوئی اور بغداد میں امام ابو حنیفہ کے قبہ کے پاس مدفون ہوئے۔ "امیر المؤمنین" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

اسماعیل فقیہ حجاجی

اسماعیل بن محمد بن احمد بن الطیب بن جعفر الفقیہ الحجاجی الکماری : بقول ابوالفضل مقدسی کے آپ کے زمانہ میں آپ سے بڑھ کر حنفیوں میں کوئی احسن طریقہ نہ تھا جو امام اعظم کے مذہب پر ثقہ و فقیہ ہو، ابوسعید کنیت تھی، حجاجی آپ کو اس لئے کہتے تھے کہ آپ شہر بیق کے، جس کو لوگ حجاج بولتے ہیں، رہنے والے تھے اور کمار آپ کے اجداد میں سے کسی شخص کا نام تھا۔ وفات آپ کی ۳۷۹ھ میں ہوئی۔

احمد اسپجانی

احمد بن منصور اسپجانی : شہر اسپجانب میں جو سرحدات ترک سے ہے، رہا کرتے تھے، ابونصر کنیت تھی، اپنے زمانہ کے امام فاضل فقیہ تھے، فقہ اپنے ملک سے رطہ سے پھر سمرقند کی طرف تشریف لے گئے اور وہاں کے ائمہ سے خوب مناظرے کئے اور فقہاء و طلباء و مدرس دیا یہاں تک کہ بعد وفات سید ابی شجاع کے آپ ہی کی طرف لوگوں نے امور دینیہ میں رجوع کیا اور آپ سے آثار جمیدہ ظہور میں آئے، مختصر طحاوی کی شرح نہایت عمدہ لکھی اور ۳۸۰ھ میں اس دار فانی سے رحلت کی۔ "گامی دہر" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

احمد باقری

احمد بن اسحق بن ابراہیم بن مخلد بن جعفر بن مخلد باقری : ماہ شعبان ۳۹۷ھ کو شہر باقر میں جو بغداد کے علاقہ میں واقع ہے، پیدا ہوئے، ابوالحسن کنیت تھی اور بیت علم و قضا و حدیث و عدالت سے تھے، حدیث کو ابوالحسن محمد واعظ اور ابوالحسن محمد اور اباعلی حسن بن احمد بن شاذان وغیرہم سے سنا اور ماہ رمضان ۳۸۷ھ میں وفات پائی۔ آپ کے والد ماجد اسحق بن ابراہیم متوفی ۳۷۹ھ بھی بڑے عالم فاضل محدث صدوق تھے جن سے خطیب بغدادی نے کچھ احادیث لکھی ہیں۔

لے مسائل بیان و طرق۔ "زوائد و نفاذ فی غریب القرآن" اور "مختصر عمدہ" کچھ تصانیف میں ۳۹۷ھ کو ولادت (مترتب)

عبدالکریم اندقی

عبدالکریم بن ابی حنیفہ بن عباس بن مظفر اندقی : چوتھی صدی کے بعد پیدا ہوئے قبیلہ اندق کے جو بخارا کے پاس واقع ہے، رہنے والے تھے، اپنے زمانہ کے امام فاضل زاہد پرہیزگار متواضع نیک سیرت تھے، فقہ ابی محمد بن احمد حلوانی اور ابی طاهر محمد بن علی بن احمد اسمعیل اور ابی نصر احمد بن علی بن منصور سے حاصل کی اور انہیں سے حدیث کو سنا، آپ سے ابو عمر عثمان بن علی البکیندی نے روایت کی اور شعبان کے مہینے ۲۸۱ھ میں فوت ہوئے۔ "قرع عالم" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

امام بزدوی

علی بن محمد بن حسین بن عبدالکریم بن موسیٰ بزدوی : ۳۸۶ھ ہجری میں پیدا ہوئے، فروع و اصول میں اپنے زمانہ کے امام ائمہ شیخ حنفیہ مرجع انام جامع علوم مختلفہ فقیر کامل محدث جید حفظ مذہب میں ضرب المثل تھے۔ آپ نے تصنیفات بہت سے زمانہ کو پڑھنا چنانچہ کتاب مبسوط گیارہ جلدوں میں تصنیف کی اور جامع کبیر و جامع صغیر کی شرحیں لکھیں اور ایک بڑی کتاب نہایت معتبر و معتدلاً اصول فقہ میں اصول بزدوی کے نام سے تصنیف کی اور ایک تفسیر قرآن شریف کی ایک سو بیس جزیں ہیں، جو ہر ایک جز قرآن شریف کے حجم کے برابر ہے، تصنیف کی۔ غنار الفقہاء فقہ میں اور کتاب امالی حدیث میں جمع کی۔ فخر الاسلام لقب اور ابو الحسن و ابو العسر کنیت تھی۔ سمرقند کی تدریس و قضا آپ کے سپرد کی گئی۔ ۵ تاریخ ماہ رجب ۴۸۲ھ کو مقام کش میں فوت ہوئے اور جنازہ آپ کا سمرقند میں لیجا کر دفن کیا گیا۔ بزدوی قلعہ بزدہ کی طرف منسوب ہے جو سف سے چھ فرسنگ کے فاصلہ پر واقع ہے۔

کہتے ہیں کہ آپ کے زمانہ میں ایک بڑا متبحر عالم شافعی المذہب آپ کی ولایت میں آیا جس سے وہ مناظرہ کرتا تھا اس پر غالب آتا تھا یہاں تک کہ بعض حنفی المذہب بھی مذہب امام شافعی کی طرف مائل ہو گئے، علماء و فضلاء نے متفق ہو کر آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ اس طرف متوجہ ہوں ورنہ ہم سب لوگ شافعی ہو جائیں گے۔ آپ نے کہا کہ میں ایک گوشہ نشین آدمی ہوں، مجھ کو مناظرہ و مسابقت سے کیا کام ہے مگر جب ان لوگوں نے نہایت اصرار کیا تو آپ نے ان کی التجا کو قبول کیا اور اس کی مجلس میں تشریف لے گئے۔ عالم مذکور نے امام شافعی کے مناقب کو شمار کرنا شروع کیا اور کہا کہ ہمارے امام نے ایک مہینے میں قرآن شریف حفظ کیا اور ہر روز ایک بار ختم کرتے تھے اور رات کو تراویح میں سارا قرآن پڑھا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ تو آسان کام ہے کیونکہ قرآن شریف بتامہ علم ہے اور ہم اس کو یاد کرتے

میں، پھر فرمایا کہ سرکاری دفتر کا حساب کتاب لاؤ اور دخل و خرچ دو سال کا پڑھ کر مجھ کو سناؤ، لوگوں نے ایسا ہی کیا، امام نے دفتر مذکور پر اس غرض سے کہ کوئی اس میں تغیر و تبدل نہ کر سکے، بادشاہ کی مہر کرا کر اس کو ایک مکان مقفل میں بند کر دیا اور آپ حج کو تشریف لے گئے۔ جب حج معینے کو واپس آئے تو ایک بڑی مجلس کی اور دفاتر کو کھلو کہ عالم مذکور کے ہاتھ میں دیا اور آپ نے تمام یاد اس کو پڑھ کر سنا دیا یہاں تک کہ ایک حرف کی بھی غلطی نہ کی جس سے مدعی بسبب خجالت و ندامت کے پانی پانی ہو گیا۔ "محقق پاک رائے" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

احمد استوائی

احمد بن محمد بن صالح بن محمد استوائی : ۳۸۵ھ میں پیدا ہوئے، ابو منصور کنیت اور شیخ الاسلام خطاب رکھتے تھے۔ علم اپنے دادا ابی العلاء صاعد سے حاصل کیا اور حدیث کو ابی سعید صیرنی اور اپنے دادا سے سماعت کیا اور آپ سے زاہر اور دجیر اور عبدالخالق بن زاہر وغیرہ نے روایت کی، اخیر کو نیشاپور کے قاضی القضاة ہوئے اور شیخ الاسلام کے لقب سے پکارے گئے۔ سمعانی نے لکھا ہے کہ آپ اخیر عمر میں مذہب کے معاملہ میں بڑے متعصب ہو گئے تھے جس سے نظام الملک نے آپ کو قضا سے موقوف کر دیا اور ۳۸۲ھ کو شعبان کے مہینے میں فوت ہوئے۔

خواہر زادہ

محمد بن حسین بن محمد بن حسین بخاری المعروف بکبر خواہر زادہ : امام فاضل، فقیہ محدث، مذہب امام ابوحنیفہ میں تبحر تھے، آپ کا طریقہ حسنہ معتبرہ تھا اور عظام و کبریا اور رار النہر میں سے بحور العلم تھے، بہت سے اصحاب و ائمہ آپ سے ظاہر ہوئے۔ خواہر زادہ آپ کو اس لئے کہتے تھے کہ آپ قاضی ابی ثابت محمد بن احمد بخاری کی ہمشیرہ کے بیٹے تھے اور اس نسبت سے اور علماء و فضلاء بھی ملقب ہیں۔ حدیث آپ نے اپنے باپ اور ابانصر احمد بن علی حازمی اور حاکم ابانصر محمد بن عبدالعزیز قنطری اور ابانصر ابن احمد صہبانی اور ابانصر منصور بن عبدالرحیم کاغذی وغیرہم سے سماعت کی اور بخارا میں کسی ایک مجالس میں حدیث کو لکھوایا اور آپ سے عثمان بن علی بیکندی اور عمر بن محمد بن لقمان نسفی وغیرہم نے حدیث کو روایت کیا۔ سمعانی شافعی لکھتے ہیں کہ آپ سے ہم کو صرف ابو عمر و عثمان بن علی بن محمد بیکندی کے ذریعے سے حدیث پہنچی، کتاب مختصر کتاب تجنیس، کتاب مبسوط تصنیف کیں اور لوڑھے ہو کر بخارا میں جمعہ کی رات ۲۵ ماہ جمادے الاولیٰ ۳۸۳ھ یا ۳۸۴ھ میں وفات پائی لیکہ

۱۔ ابو نصر زینی نے لقمان بن محمد بن حسین فدیقی سے منصور بن نصر کاغذی۔ "بجواب المصیبة" لکھے جمادی الاول ۳۸۳ھ میں وفات پائی "معجم المؤلفین" دوسنور الامام (ترتیب)

محمدناصحی نیشاپوری

محمد بن عبداللہناصحی نیشاپوری : ابوالحسن کنیت اور قاضی القضاة خطاب تھا، اپنے وقت کے امام فقیہ محدث مناظر جدلی، ادیب شاعر طبیب اعرف مذہب عالم و فاضل تھے۔ فقہ اپنے باپ ابی محمد عبداللہناصحی سے، انہوں نے قاضی ابی ہیشم، انہوں نے قاضی حرین، انہوں نے ابی طاہر دیاس، انہوں نے ابی حازم، انہوں نے عیسیٰ بن ابان، انہوں نے امام محمد سے پڑھی اور حدیث کو ابوسعید صیرفی وغیرہ محدثین سے سنا اور بغداد و خراسان میں تحدیث کی اور آپ سے محمد بن عبدالواحد دقاق اور عبدالوہاب بن الانماطی وغیرہ نے روایت کی، آپ اپنی باپ کی حیات میں ہی مدرسہ سلطانیہ کے مدرس بنے اور عہد الپ ارسلان میں نیشاپور کی قضا کے متولی ہوئے اور دس سال تک قاضی رہے اور حشمت و درجہ کو حاصل کیا۔ آپ ایسے فقیہ لنفس تھے کہ جب امام حرین سے مسائل میں گفتگو کرتے تو امام آپ کی تعریف کرتے۔ عبدالغافر فارسی کہتے ہیں کہ میں نے کئی دفعہ آپ کو ابی المعالی جوینی شافعی کے ساتھ مسائل میں گفتگو کرتے دیکھا اور ابوالمعالی آپ کے کلام پر بسبب حسن ایراد اور قوت فہم کے تعریف کرتے تھے۔ جب آپ حج سے پھر کر اصفہان کے قریب پہنچے تو ماہ رجب ۳۸۶ھ میں وفات پائی، سال وفات آپ کا لفظ "آفتاب" ہے۔

صاحب تفسیر نیشاپوری

علی بن حسین بن علی نیشاپوری : ابوالحسن کنیت تھی، اپنے زمانہ کے امام عالم تھے، ملائیس میں سنت نبویہ کا بڑا لحاظ رکھتے تھے اور جمعہ کی نماز کے لئے دوڑتے جا یا کرتے تھے اور جو شخص راستہ میں ملتا تھا اس کو سلام کرتے تھے۔ علم آپ نے حسین بن علی صیرفی سے، انہوں نے ابی بکر محمد خوارزمی، انہوں نے جصاص، انہوں نے بردعی، انہوں نے موسیٰ بن نصر، انہوں نے امام محمد سے حاصل کیا، آپ کی کلام کو معتزلہ کے مذہب پر بڑا غلبہ تھا اور اہل خراسان کی بولی میں وعظ کیا کرتے تھے۔ بغداد میں سلطان طغرل کے ہمراہ آئے۔ جب نیشاپور میں واپس گئے تو زہد اختیار کر لیا اور سلاطین کے پاس آمد و رفت چھوڑ دی۔ ایک دن سلطان ملک شاہ نے جامع نیشاپور میں کہا کہ اب آپ ہمارے پاس کیوں نہیں آیا کرتے، آپ نے فرمایا اس لئے کہ میں نے ارادہ کیا ہے کہ تو بسبب زیارت علماء کے بادشاہوں میں سے بہتر ہو اور میں بسبب زیارت بادشاہوں کے علماء میں سے اشرافیوں، آپ اور شیخ ابی محمد جوینی شافعی اور ان کے بیٹے ابی المعالی کے درمیان فروع و اصول میں بڑی مخالفت رہی اور طرفین کی طرف لوگوں کے

نصیح علی بن حسن عندلی نیشاپوری بخوارزمیہ (مترجم)

گروہ ہو گئے، آپ نے قرآن شریف کی ایک عمدہ تفسیر تصنیف کی اور ۸۳۷ھ میں وفات پائی۔ "چشم عالم" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

محمد سمرقندی اسمندی

محمد بن عبد الحمید یا عبدالرشید بن حسن بن حسین سمرقندی اسمندی : ابو حامد کنیت، علاؤ الدین لقب تھا، شہر اسمند کے، جو سمرقند کے علاقہ میں واقع ہے، رہنے والے تھے اور علاء عالم سے مشہور و معروف تھے فقیہ فاضل اور عالم مناظر تھے، فقہ اشرف علوی سے پڑھی اور علم خلافت و تفسیر میں تصنیفات کیں، ابوالمظفر جمال الاسلام سعد کراہیسی مصنف فروق اور شیخ الاسلام نظام الدین عمر بن صاحب ہدایہ نے آپ سے اخذ کیا، کئی ایک مجلد میں ایک تعلق لکھی اور تفسیر کو اطلار کیا۔ اصول فقہ میں بذل النظر اور اصول اعتقاد میں ہدایہ نام کتاب تصنیف کی۔ اخیر کو مناظر سے اور مباحثے ترک کر کے عبادت میں مشغول ہو گئے اور ۸۳۷ھ میں وفات پائی۔

شمس الائمہ سرخسی

محمد بن احمد بن ابی سہل سرخسی : ابو بکر کنیت اور شمس الائمہ سرخسی سے لقب تھے ۳۴۰ھ میں پیدا ہوئے، اپنے زمانہ کے امام، علامہ، حجت، متکلم، مناظر، اصولی، فقیہ، محدث، مجتہد تھے، ابن کمال پاشانے آپ کو طبقہ مجتہدین فی المسائل میں شمار کیا ہے۔ پہلے اپنے باپ کے ساتھ واسطے تجارت کے بغداد میں آئے پھر شمس الائمہ حلوانی کی صحبت اختیار کی اور ان سے علوم پڑھے اور یہاں تک ان سے اخراج کیا کہ یگانہ زمانہ ہوئے۔ آپ سے برہان الائمہ عبدالعزیز بن عمر بن مازہ و محمود بن عبدالعزیز اور جنیدی اور کن الدین مسعود بن حسن اور عثمان بن علی بن محمد بکندی نے تفتہ کیا، چونکہ آپ بڑے حق گو تھے اس لئے آپ نے ایک کلمہ حق کا بادشاہ کو کہا جس سے وہ ناراض ہو گیا اور آپ کو شہر اور جنید میں ایک کنوئیں کے اندر قید کر دیا جس میں آپ مدت تک قید رہے اور آپ کے شاگرد کنوئیں پر بیٹھ کر آپ سے سبق پڑھتے اور جو آپ کنوئیں کے اندر سے کہتے وہ لکھ لیتے تھے چنانچہ محبوس کی حالت میں کتاب مبسوط کو پندرہ جلد میں محض اپنی فکر سے لکھوا یا اور طبع دکا سے بغیر مطالعہ کسی کتاب کے اپنے تلامذہ سے لکھوا یا اور نیز شرح کتاب عبادات اور شرح کتاب الاقرار کو محبس میں تصنیف کر کے شاگردوں سے لکھوا یا چنانچہ جب وہ شرح عبادات سے فارغ ہوئے تو اس کے اخیر میں یہ لکھوا یا : ہذا آخر شرح العبادات باوضح المعانی و اوجز العبارات اطلار المحبوس فی محبس الاشرار۔

علاوہ ان کے محبس میں ایک کتاب اصول و فقہ میں اور سیر الکبیر کی شرح بھی اطلار کرائی، اور جب باب الشرط تک پہنچے تو آپ کو قید سے رہائی حاصل ہو گئی، پس آپ آخر عمر میں فرغانہ کی طرف

لے ولادت ۸۳۷ھ وفات ۹۵۲ھ جو امر المصیۃ ۳۷۰ھ محمد بن ابی سہل احمد سائیکوہ طیار آف اسلام (مرتبہ)

تشریف لے گئے جہاں آپ کو امیر حسن نے اپنے مکان میں اتارا اور طلبہ آپ کے پاس پہنچ گئے، پس وہاں آپ نے شرح سیر الکبیر کا اطلاق کرایا۔ علاوہ ان کے مختصر طحاوی اور امام محمد کی کتابوں کی بھی شرحیں لکھیں۔ کسی نے آپ کے سامنے امام شافعی کا ذکر کر کے کہا کہ ان کو تین سو جزو کتابوں کے یاد تھے، اس پر جب آپ نے اپنے محفوظ جزو کو شمار کیا تو وہ بارہ ہزار نکلیں۔

وفات آپ کی بقول بعض ۳۹۰ھ اور بقول بعض ۳۵۰ھ کے قریب قریب ہوئی، "شمس ملک" اور "مجتہد اولیاء" آپ کی تاریخ وفات ہیں۔

کہتے ہیں کہ جب آپ کو ظالم نے قید کر کے اوز جند کی طرف بھیجا تو راستہ میں جب نماز کا وقت آتا تو آپ کے ہاتھ پاؤں سے خود بخود بند کھل جاتے اور آپ وضو یا تیمم کر کے پہلے بانگ نماز پھر تکبیر کہہ کر نماز شروع کر دیتے، اس وقت سپاہی پرے والے دیکھتے کہ ایک جماعت سبز پوشوں کی آپ کے پیچھے کھڑی ہو کر آپ کے ساتھ نماز ادا کرتی ہے۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوتے تو سپاہیوں کو کہتے کہ آؤ تم مجھے باندھ لو! سپاہی کہتے کہ اے خواجہ ہم نے تمہاری کرامت دیکھ لی ہے، اب ہم تم سے ایسا معاملہ نہیں کرتے۔ اس پر خواجہ یہ جواب دیتے کہ میں مامور حکم خدا کا ہوں، پس میں اس کا حکم بجالایا تاکہ قیامت کو شرمندہ نہ ہوں اور تم اس ظالم کے تابعدار ہو پس چاہئے کہ تم اس کا حکم بجالاؤ تاکہ اس کے ظلم سے خلاصی پاؤ۔

جب آپ شہراوز جند میں پہنچے تو ایک مسجد میں مؤذن نے تکبیر کہی، آپ بھی نماز پڑھنے کو مسجد میں داخل ہوئے، امام نے آستین کے اندر ہی ہاتھ رکھ کر تکبیر تحریمہ کہی، آپ نے پھلی صف سے آواز دی کہ پھر تکبیر کہنی چاہئے۔ امام نے پھر اسی طرح آستین میں ہاتھ رکھ کر تکبیر کہی، پس اسی طرح تین دفعہ رد و بدل ہوا، چونکہ دفعہ امام نے منہ پھیر کر پوچھا کہ شاید آپ امام اجل شرعی ہیں؟ آپ نے کہا کہ ہاں۔ امام نے کہا کہ کیا تکبیر میں کچھ خلل ہے۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں لیکن مردوں کے لئے ہاتھ آستین سے باہر نکال کر تکبیر کہنی سنت ہے، پس مجھ کو اس شخص کے ساتھ اقتدار کرنے سے عار ہے جو عورتوں کی سنت کے ساتھ نماز میں داخل ہو۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ طالب علم آپ سے اس کو نہیں پڑھیں میں آپ قید تھے، سبق پڑھ رہے تھے، ایک غائب علم کی آواز آپ نے نہ سنی، اس پر آپ نے پوچھا کہ وہ کہاں گیا ہے، ایک طالب علم نے کہا کہ وضو کرنے گیا ہے اور میں بہ سبب سردی کے وضو نہیں کر سکا۔ امام نے فرمایا کہ عافاک اللہ تجھے شرم نہیں آتی کہ اس قدر سردی میں تو وضو نہیں کر سکتا حالانکہ مجھ کو طالب علم کے وقت بخارا میں

۳۵۰ھ ولادت ۳۹۰ھ وفات ۳۸۳ھ اردو ساکھو بیڈیا ایک اسلام (مترجم)

ایک دفعہ عارضہ شکم کا لاحق ہوا تھا جس سے مجھ کو چالیس دفعہ قضاے حاجت ہوئی، پس میں ہر دفعہ نالہ سے وضو کرتا تھا جب مکان پر آتا تھا تو میری دو ات بسبب سردی کے جم گئی ہوتی تھی پس میں اس کو اپنے سینہ پر رکھ لیتا، جب وہ سینہ کی گرمی سے حل ہو جاتی تو اس سے تعلیقات لکھتا تھا۔

قاضی احمد ریندمونی

قاضی احمد بن عبدالرحمن بن اسحق ریندمونی، جمال الدین لقب ابو نصر کنیت تھی، بخارا کے علاقہ میں ریندمون ایک قریب ہے، وہاں شوال کے مہینے ۳۸۸ھ میں پیدا ہوئے۔ بڑے عقیل اور اپنے وقت کے امام فاضل تھے۔ علم اپنے باپ اور قاضی ابی زید دوسی اور ابی نصر احمد بن عبداللہ خیراخری سے حاصل کیا۔ آپ سے آپ کے بیٹے اور پوتے محمد بن احمد اور حامد بن محمد نے فقہ پڑھی، بخارا کی قضا آپ کے سپرد ہوئی اور لوگوں نے آپ سے امالی کو لکھا۔ رمضان کے مہینے ۳۹۳ھ میں فوت ہوئے۔

محمد بزودی

محمد بن محمد بن حسین بن عبدالکرمیم بن موسیٰ بن مجاہد بزودی، ابوالیسیر کنیت، صد الاسلام لقب تھا، اپنے وقت کے امام ائمہ علی الاطلاق جامع فروع و اصول صاحب تصنیفات تھے، ماوراء النہر میں ریاست مذہب حنفیہ کی آپ پر منتہی ہوئی۔ فقہ وغیرہ اسمعیل بن عبدالصادق سے، انہوں نے ابی الیسر عبدالکرمیم، انہوں نے ابی منصور ماتریدی محمد بن محمد بن محمود، انہوں نے ابی بکر جوزجانی، انہوں نے ابی سلیمان، انہوں نے امام محمد سے حاصل کی اور نیز ابی یعقوب یوسف سیاری سے اخذ کیا اور آپ سے نجم الدین نسفی اور علاؤ الدین محمد بن احمد سمرقندی صاحب تحفۃ الفقہاء اور ابن الیسیر ابوالمعالی احمد اور ان کے بھائی کے بیٹے حسن بن علی نے اخذ کیا اور بخارا میں ۳۹۳ھ میں وفات پائی، "بکر بے کنار" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

خواہر زادہ

محمد بن عبدالحمید بن عبدالرحیم بن احمد بن عبداللہ بن عبدالوہاب المعروف بخواہر زادہ بڑے عالم فاضل فقیہ محدث تھے اور مرو میں آپ کے وقت میں امام ابوحنیفہ کے اصحاب سے آپ سے زیادہ کوئی متوغل فی الحدیث اور کتابت فی الحدیث میں نہ لکھا اور اہل حدیث کے بڑے محب تھے، آپ نے حدیث کو بکثرت سنا اور اپنے ہاتھ سے لکھا، چونکہ آپ قاضی ابی الحسن علی بن حسین دہقان کے بھانجے تھے اس لئے خواہر زادہ کے لقب سے ملقب ہوئے اور ابو سعید کنیت تھی، مرو میں ماہ جمادی الاولیٰ ۳۹۲ھ میں وفات پائی۔ "بزرگ دارین" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

لے "عزرا شرد" اپنی تعین ہے جو ہر مہینہ

یحییٰ ناصحی

یحییٰ بن عبداللہ بن حسین ناصحی : ابوصالح کنیت اور قاضی القضاة خطاب تھا، اپنے زمانہ کے عالم فاضل فقیہ متبحر عارف مذہب تھے، فقہ اپنے باپ سے اخذ کی اور تدریس و افتاء میں مشغول رہے، وفات آپ کی ۳۹۵ھ میں ہوئی، سال وفات آپ کا لفظ "فییم عصر" ہے۔

علی سمنانی

علی بن محمد بن احمد سمنانی : اپنے زمانہ کے امام فاضل تھے، کنیت ابوالقاسم تھی۔ فقہ کو قاضی القضاة ابوعبداللہ محمد بن علی دامغانی کبیر سے اخذ کیا اور اصول و کلام کو ابی علی محمد بن احمد بن ولید سے پڑھا۔ فقہ، شروط، تواریح میں تصنیفات کیں اور کتاب روضۃ القضاة فی ادب القضاة ایک مجلد کبیر اور نہایت لطیف فروع حنفیہ میں ۳۷۸ھ میں تصنیف کی اور ۳۹۹ھ یا بقول ملا علی قاری ۳۹۳ھ میں وفات پائی۔ سمنانی سمنان کی طرف منسوب ہے جو بلاد قوس سے دامغان اور خوارزمی کے درمیان ایک شہر کا نام ہے۔

احمد ترمذی

احمد بن علی ترمذی : آپ کی کنیت ابوبکر وراق تھی اور وراق اس شخص کو کہتے ہیں جو قرآن حدیث وغیرہ لکھا کرے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اکثر کتابت کیا کرتے تھے۔ آپ نے مختصر طحاوی کی شرح بڑے بسط کے ساتھ چار جلدوں میں تصنیف کی اور اس میں پہلے متن کے مسئلہ کو بیان کر کے اس کی شرح یوں شروع کی کہ احمد نے کہا الخ قنیہ میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ آپ حج کے لئے مکہ معظمہ کو روانہ ہوئے۔ جب پہلی ہی منزل پر پہنچے تو اپنے اصحاب کو فرمایا کہ مجھ کو واپس پھیر لیجاؤ کیونکہ میں نے صرف ایک ہی منزل میں سات سو گناہ کبیرہ کیا ہے، پس وہ آپ کو پھیر لے گئے۔

محمد بن جعفر نسفی

محمد بن جعفر بن محمد بن معز بن محمد بن مستغفر نسفی : فقیہ کمال محدث فاضل صاحب خیر و صلاح تھے۔ ابوذر کنیت تھی، آپ کے والد جعفر بن محمد نے آپ کو ایک جماعت شیوخ سے حدیث سماعت کرائی۔ جب آپ کے والد فوت ہوئے تو آپ بجائے ان کے نعت کے خطیب مقرر ہوئے، ابو محمد عبدالعزیز بن محمد نخشی نے اپنی معجم شیوخ میں آپ کا ذکر کیا اور لکھا کہ آپ نے ابا الفضل یعقوب بن اسحاق اسلامی اور ابا محمد عبدالملک بن مروان بن ابراہیم بن رافع وغیرہ سے حدیث کو سنا اور روایت کیا۔

لسہ ولادت ۵۱۵ھ "جوہر المغنیہ" (مرتب)

سید ابی شجاع

محمد بن احمد بن حمزہ بن حسین بن علی بن عبداللہ بن حسن بن علی المعروف بسید ابی شجاع، عالم فاضل فقیہ کامل تھے۔ سمرقند میں رکن الاسلام علی بن حسین سفدی اور امام حسن ماتریدی کے معاصر تھے اور آپ کے زمانہ میں جس فتاویٰ پر ان تینوں کے دستخط ہوتے تھے وہ بڑا معتبر خیال کیا جاتا تھا۔

ہبۃ اللہ بن احمد

ہبۃ اللہ بن احمد بن یحییٰ بن زبیر بن ہارون بن موسیٰ بن ابی جرادہ صاحب حضرت علی رضی اللہ عنہ : بڑے عالم فاضل فقیہ کامل تھے۔ فقہ قاضی ابی جعفر محمد بن احمد عراقی فقیہ متکلم متوفی ۳۸۸ھ سے پڑھی، آپ ہی ہیں جن کے خاندان سے سب سے پہلے حلب کے قاضی مقرر ہوئے، آپ نے ایک کتاب ان اختلاف کے باب میں تصنیف کی جو ماہین امام ابوحنیفہ و صاحبین واقع ہوئے۔

میمون مگولی

میمون بن محمد بن محمد بن محمد بن مگول بن فضل مگولی نسفی : ابوالمعین کنیت تھی۔ امام فاضل جامع فروع و اصول تھے، کتاب تبصرة الدولہ اور تمہید قواعد التوحید اور کتاب المناجیح اور شرح جامع کبیر وغیرہ تصنیف کیں اور علاؤ الدین ابوبکر محمد سمرقندی صاحب تحفۃ الفقہاء نے آپ سے تفقہ کیا۔

علی بندار یزدی

علی بن بندار یزدی : ابو القاسم کنیت تھی اور قاضی القضاة کے خطاب سے پکارے جاتے تھے۔ مسکن آپ کا شہر یزد تھا جو علاقہ شیراز میں ماہین اصفہان و کرمان کے واقع ہے، آپ جمال الدین مطہر یزدی صاحب تہذیب شرح جامع صغیر کے پڑدادا تھے۔ علوم، ابی جعفر قاضی نسفی شاگرد جصاص احمد نازی سے حاصل کئے اور جامع صغیر کی شرح تصنیف کی جس سے اکثر صاحب تہذیب نے نقل کی۔

علی بن محمد واسطی

علی بن محمد واسطی : عالم فاضل اور فقیہ مقبول مخالف و موافق تھے، مدت تک ابی عبداللہ

لکھاپ حضرت عباس بن علی کی اولاد میں سے تھے۔ آپ کے بیٹے ابو الوضاع محمد بن محمد (ولادت ۵۲۳ھ وفات سوال ۵۲۹ھ)

نے آپ سے فقہ کی تعلیم حاصل کی جو اہل المغیہ (مرتب)

بصری تلمیذ امام ابی الحسن کرخمی کی صحبت میں رہے اور ان سے علوم حاصل کئے اور آپ سے ابو عبد اللہ حسین بن علی صمیری نے پڑھا اور روایت کی۔ واسطی شہر واسط کی طرف منسوب ہے جو ماہین بصرہ و بغداد کے واقع ہے جس کے صحرا میں خوب قلمیں پیدا ہوتی ہیں۔

اسحق بن شیبث

اسحق بن شیبث المعروف بالصفا : بڑے عالم فاضل ثقہ تھے، ۲۰۵ھ میں حج کے ارادہ سے بغداد میں آئے جہاں نصر بن احمد بن اسمعیل کیسانی سے حدیث کو سنا اور روایت کیا اور آپ سے آپ کے بیٹے ابو نصر احمد بن اسحق نے علم حاصل کیا، آپ وجہ معیشت کے لئے کانسی کے برتنوں کی تجارت کیا کرتے تھے اس لئے صفا کی نسبت سے معروف ہوئے۔

اسمعیل بن عبد الصادق

اسمعیل بن عبد الصادق بن عبد اللہ الخطیب البزاری : بڑے فقیہ پرہیزگار تھے، اور قوس کے علاقہ میں بسطام سے لے کر سمنان تک کا دار تھے، علوم عبد الکریم بن موسیٰ بزدوی جد فخر الاسلام بزدوی سے حاصل کئے اور آپ سے صدر الاسلام ابو الیسیر محمد بن محمد بن عبد الکریم بزدوی نے تفقہ کیا۔

احمد بن اسحق

احمد بن اسحق بن شیبث صفا : ابو نصر کنیت تھے، اصل میں بخارا سے آکر مکہ معظمہ میں سکونت اختیار کی چنانچہ آپ کی تصانیف اور علم نے کثرت سے شیوع پایا، بخارا میں آپ جیسا حفظ فقہ و حدیث و ادب میں اور کوئی عالم نہ تھا، حافظ ابو عبد اللہ حاکم نے تاریخ نیشاپور میں لکھا ہے کہ آپ حج کے لئے ہماری طرف آئے اور حدیث کو ہر ایک قسم کے علم میں جستجو کیا اور مکہ معظمہ میں سکونت اختیار کی جہاں آپ کی تصانیف اور علم نے کثرت سے شیوع پایا اور طائف میں فوت ہوئے۔

محمد بن علی زنجری

محمد بن علی بن فضل بن حسن بن احمد بن ابراہیم بن اسحق بن عثمان بن جعفر بن عبد اللہ زنجری : بڑے عالم فاضل فقیہ بے بدل تھے۔ فقہ شمس الائمہ عبدالعزیز حلوانی سے پڑھی اور آپ کے بیٹے بکر زنجری کے سوائے اور کسی نے آپ سے تفقہ نہیں کیا جس کا سبب بڑا بالاسلام زنجری نے اپنی کتاب تعلیم المتعلم کے فصل رعایۃ الاستاذ میں یہ تحریر کیا ہے کہ ایک دفعہ آپ کے استاذ شمس الائمہ حلوانی بخارا سے نکل کر بعض دیہات میں سکونت پذیر ہوئے جہاں ان کی زیارت کو ان کے

اسحق بن محمد بن شیبث بن نصر بن شیبث بن حکم الصفا بخاری صاحب تصانیف کتب البیاری وفات ذی الحجہ ۲۹۵ھ جو اہل بیت کتبہ شیبث صفا وفات ۲۹۱ھ

تمام شاگرد بجز آپ کے حاضر ہوئے، اخیر کو جب آپ کی ملاقات ان سے ہوئی تو انہوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ میری زیارت کے لئے کیوں نہیں آئے؟ آپ نے کہا کہ میں اپنی والدہ کی خدمت میں مشغول تھا، اس پر شمس الاممہ نے کہا کہ آپ کی عمر تو بڑی ہو مگر درس میں رونق نصیب نہ ہو پس ایسا ہی ہوا کہ باوجودیکہ آپ نے اکثر اوقات شہروں میں سکونت پذیر ہو کر بڑی عمر پائی لیکن آپ کے لئے درس نصیب نہ ہوا۔ زرنجری شہر زرنجر کی طرف جو زرنجر کا معرب ہے، منسوب ہے جو بخارا کے علاقہ میں واقع ہے۔

شرف الروساخوارزمی

محمد بن محمد بن احمد بن یوسف بن اسمعیل الملقب بشرف الروساخوارزمی، فقہ حدیث اور ادب کے امام اور شہر بخارا کے قاضی تھے، بہت لوگ آپ سے فیضیاب ہوئے۔ ازاجملہ برہان الدین کبیر عبد العزیز بن عمر بن مازہ نے آپ سے فقہ پڑھی۔

عطار سفدی

عطار بن حمزہ سفدی : فروع و اصول میں امام کامل اور معرفت مذہب میں عارف فاضل بڑے متبحر تھے، آپ کے وقت میں اطراف و اکناف سے آپ ہی کے پاس فتاویٰ آیا کرتے تھے، آپ سے ایک جماعت نے جن میں سے ایک نجم الدین عمر نسفی متوفی ۵۲۳ھ میں علم اخذ کیا۔

حلیقہ ششم

چھٹی صدی کے فقہاء و علماء کے بیان میں

ابراہیم دہستانی

ابراہیم بن محمد بن اسحاق دہستانی : امام فاضل فقیہ کامل اور شہر دہستان کے رہنے والے تھے جو ماژندران کے پاس واقع ہے اور جس کو عبداللہ بن طاہر نے بنایا تھا، کچھ اوپر ۲۶۰ھ میں نیشاپور میں آئے اور فقہ کو علی بن حسین صندلی شاگرد حسین صیمری تمیزابی بکر محمد خوارزمی شاگرد جصاص رازی سے پڑھا اور آپ سے عبدالملک بن ابراہیم بہدانی صاحب طبقات حنفیہ و شافعیہ نے تعلقہ کیا اور ۵۰۳ھ میں وفات پائی۔ "دہر افروز" تاریخ وفات ہے۔

ظہیر الدین علی مرغینانی

علی بن عبدالعزیز بن عبدالرزاق مرغینانی : ظہیر الدین کبیر لقب تھا، بڑے عالم فاضل اور صاحب خلاصہ کے ناناکھے، فقہ اپنے باب عبدالعزیز اور سید ابی شجاع محمد بن احمد بن حمزہ اور برہان الدین کبیر عبدالعزیز وغیرہم سے اخذ کی اور آپ سے آپ کے بیٹے ابوالحسن حسن بن علی اور قوام الدین احمد بن عبدالرشید والد صاحب خلاصہ نے تفقہ کیا۔ کتاب اقیۃ الرسول تصنیف کی اور ۵۸۰ھ میں وفات پائی اور وہ جو بعض مؤرخین نے فتاویٰ ظہیر یہ کو آپ کی طرف منسوب کیا ہے، یہ ان کا سوہ ہے بلکہ اس کے مصنف ظہیر الدین محمد بن احمد بن عمر بخاری ہیں۔

محمد قطوانی

محمد بن محمد بن ایوب قطوانی : امام جلیل القدر، شیخ کبیر، مفتی، واعظ، مفسر تھے، ابومحمد کنیت تھی، ۵۸۰ھ کو جب جمعہ کی نماز پڑھ کر گھر کو آتے تھے تو گھوڑے سے گر کر مر گئے۔ "علامہ عصر" تاریخ وفات ہے۔ قطوان ایک بڑا قطبہ ہے جو سمرقند سے پانچ فرسنگ پر واقع ہے۔

عثمان فضلی

عثمان فضلی بن ابراہیم بن محمد بن احمد بن ابی بکر محمد بن فضل بن جعفر بن رجاء بن زید بخاری المعروف بہ فضلی : عالم صالح فقیہ محدث تھے۔ ۵۸۰ھ میں پیدا ہوئے، حدیث کو بکثرت بیان کیا اور عمر بھر فادہ و اضافہ میں مشغول رہے اور بخارا میں ۵۸۰ھ کو وفات پائی۔ "ذینت بلدہ" تاریخ وفات ہے۔

محمد ارسابندی

محمد بن حسین بن محمد ارسابندی : ابوبکر کنیت، فخر الدین لقب تھا مگر فخر القضاة کے لقب سے مشہور تھے، امام فاضل، عالم مناظر، فقیہ محدث، حسن الاخلاق، متواضع تھے، آپ کے وقت میں شہر مرو میں ریاست مذہب امام ابوحنیفہ کی آپ پر منتہی ہوئی۔ فقہ علاؤ الدین مروی صاحب ابی زید دہلوی سے پڑھی اور املا کیا اور حدیث کو سنا، بعد ۵۸۰ھ کے حج کر کے بغداد میں وارد ہوئے اور کتاب مختصر تقویم الاولیٰ تصنیف کی۔ سمعانی شافعی نے لکھا ہے کہ ہمارے لئے شہر مرو میں ابوالفضل عبدالرحمن بن محمد کرمانی نے آپ سے روایت کی اور میں صغیر سن تھا کہ آپ نے ماہ ربیع الاول ۵۸۰ھ میں وفات پائی، "مہر پیر" تاریخ وفات ہے۔ ارسابند جس کی طرف

لئے شاہدہ "بواب المغنیہ" (مترجم)

آپ منسوب ہیں، علاقہ مرو میں ایک بڑا شہر ہے۔

بکر بن محمد زنجری

بکر بن محمد بن علی بن فضل بن حسن زنجری : سکنہ میں بخارا کے متصل قصبہ زرنج میں جو عرب بزرگ ہے، پیدا ہوئے۔ فقہ شمس الاممہ عبدالعزیز حلوانی شاگرد ابی علی نسفی سے حاصل کی اور حدیث کو ابامحمد عبدالعزیز بن محمد حلوانی اور اباسهل احمد بن علی ابیرومی اور حافظ اباحضض عمر بن منصور اور حافظ ابامسعود احمد بن محمد بن عبداللہ سجلی اور ابوالقاسم میمون بن علی بن میمون اور ابوعبداللہ ابوسم بن علی طبری اور حافظ ابایعقوب یوسف بن منصور اور اباعمر و محمد بن عبدالعزیز قنطری وغیرہ محدثین کثیر سے سماعت کیا، یہاں تک کہ فقہ و حدیث میں امام متقن اور مذہب حنفیہ کے عارف اور اس کے حفظ میں ضرب المثل ہو کر شمس الاممہ کے لقب سے ملقب اور ابی حنیفہ اصغر کے نام سے پکارے جاتے تھے، فتاویٰ اور جواب و قائلے میں بڑے مصیب تھے۔ فقہار کو جب کسی مسئلہ میں اشکال واقع ہوتا تو آپ کی طرف رجوع لاتے اور آپ سے حکم کے خواستگاہ ہوتے۔ حفظ روایات میں آپ کا حافظ اس درجہ کا تھا کہ جب کوئی متفقہ کسی جگہ سے بڑھتا یا سوال کرنا چاہتا تو آپ بغیر رجوع کتاب کے فوراً بتادیتے، بسبب آپ کی عمر زیادہ ہونے کے بہت علم آپ سے پھیلا اور تحدیث و املا کثیر آپ سے وقوع میں آیا۔ ابوجعفر احمد بن محمد بن احمد نے بلخ میں اور ابوعبداللہ محمد بن یعقوب کاشانی نے سمرخس میں اور ابوالفضل محمد بن علی نے سمرقند میں اور ابومحمد عبدالعلیم بن محمد نے بخارا میں آپ سے روایت کی، علاوہ اس کے حساب اور تواریخ میں آپ کو معرفت تامہ حاصل تھی اور پچھننبہ کی صبح ۱۹ ربیع الاول یا شعبان ۱۲۵ھ کو فوت ہوئے اور بخارا میں مقام کلاباذ میں دفن کئے گئے۔ قبر آپ کی زیارتگاہ عالی شان "تاریخ وفات ہے۔"

محمد بن طاہر سمرقندی

محمد بن طاہر بن عبدالرحمن بن حسن سمرقندی : فقیہ مجید فاضل متبحر تھے، سکونت آپ کی سمرقند کے محلہ بادی میں تھی، فقہ آپ نے صدر الاسلام ابی الیسیر محمد بزدوی شاگرد اسمعیل بن عبدالصادق تلمیذ عبدالکرم بزدوی شاگرد رشید ابی منصور ماتریدی سے پڑھی اور نصف ماہ صفر ۱۵۵ھ میں وفات پائی۔ "شمع دو دمان" تاریخ وفات ہے۔

خلف بن احمد

خلف بن احمد : کنیت آپ کی ابوالقاسم تھی، علم عبدالعزیز بلخی سے پڑھا یہاں تک کہ عراق

لے ابوالقاسم ضریر شیبی "بواہر الضیہ" (مرتب)

میں معاملات مذہب اور خلاف اور علم اصول و فقہ میں لائق فائق اور عالم فاضل ہوتے۔ مدت تک مشہد امام ابوحنیفہ میں مدرس رہے اور ۱۵۱۵ھ میں وفات پائی، "شاہِ دہر" تاریخ وفات ہے۔

احمد خیز اختری

احمد بن عبداللہ بن فضل خیز اختری : ابونصر کنیت تھی، فقیہ فاضل محدثِ کامل تھے اور جامع مسجد بخارا کی امامت آپ کے سپرد تھی، علوم اپنے باپ شاگرد ابی بکر محمد بن فضل تمیز سبزمونی سے حاصل کئے، آپ اکثر مجلس املار کی منعقد کرتے اور روایت کو اپنے والد ماجد ابی الحسن مکی اور ابی بکر بن زبور بغدادی سے بیان کرتے تھے، آپ سے آپ کے بیٹے ابوبکر محمد بن ابونصر نے تخریث کی، وفات آپ کی ۱۵۱۸ھ میں ہوئی۔ "پیشرو" تاریخ وفات ہے۔ خیز اخیز ایک منصب کا نام ہے جو بخارا سے پانچ فرسنگ کے فاصلہ پر واقع ہے۔

محمد بن احمد ربیع مونی

محمد بن احمد بن عبدالرحمن ربیع مونی : بڑے عالم فاضل فقیہ محدث اور ان لوگوں میں سے تھے جو اپنے زمانہ میں سکون و وقار اور محافظتِ صیانت و دیانت میں متفرد ہوئے ہیں، فقہ اپنے والد ماجد احمد بن عبدالرحمن سے اخذ کی اور حدیث کو اپنے جد ماجد عبدالرحمن بن اسحاق اور اباسعد سلیمان بن ابراہیم بن احمد شری وغیرہ سے سنا، بخارا کی امامت و خطابت آپ کے تفویض ہوئی اور وہیں ماہ جمادی الاولیٰ ۱۵۱۸ھ میں فوت ہوئے۔ "متبوع" تاریخ وفات ہے۔

مجدالائمہ محمد سرخکتی

محمد بن عبداللہ بن فاعل سرخکتی : ابوبکر کنیت مجدالائمہ لقب تھا۔ امام فاضل مرجع العلماء صاحب طریقہ حسنہ تھے، آپ کو قوت نظری اور دستگاہِ کامل حاصل تھی اور شہر سرخکت کے جو علاقہ سمرقند میں واقع ہے، رہنے والے تھے، پہلے سمرقند میں فقہ پڑھی پھر بخارا میں امامت اختیار کی اور وہاں کے علماء و فضلاء سے تحصیلِ علوم کی اور ابوالمعالی محمد بن محمد بن زید سے حدیث کو سنا اور آپ سے ایک جماعتِ کثیرہ نے روایت کی اور ضیاء الدین محمود بندہ نیچی نے فقہ پڑھی۔ جمعہ کے روز یکم ماہ ذی الحجہ ۱۵۱۸ھ کو سمرقند میں وفات پائی اور بخارا میں دفن کئے گئے۔ "سیادت مآب" تاریخ وفات ہے۔

مسعود مصنف مختصر مسعودی

مسعود بن حسین بن حسن بن محمد بن ابراہیم کشانی : ابوسعید یا ابوالمعالی کنیت اور کن الدین لقب تھا، اپنے زمانہ کے امام فاضل فقیہ کامل، شیخ کبیر محدث بے نظیر مرجع نوازل و نوادر، حسن السیرة

جمیل الامر تھے۔ فقہ شمس الائمہ سرخسی سے پڑھی اور حدیث کو ابی القاسم عبید اللہ بن عمر خطیب اور ابی نصر محمد بن حسین باہلی کشانی سے روایت کرتے تھے، آپ سے امام صدر شہید اور حسام الدین عمر بن عبدالعزیز نے روایت کی، مدت تک سمرقند کے خطیب رہے اور تخریث و املا اور تدریس میں مشغول رہے۔ کتاب مختصر مسعودی تصنیف کی اور تتر سال کی عمر میں ۵۲ھ میں وفات پائی۔ "عزت مآب" تاریخ وفات ہے، اور سمرقند میں دفن کئے گئے۔ کشانی کشانیہ کی طرف منسوب ہے جو چمنستان سمرقند کی نواح میں ایک شہر ہے۔

عبدالملک ہمدانی

عبدالملک بن ابراہیم بن احمد ابوالحسن بن ابی الفضل ہمدانی : علوم ابراہیم بن محمد ہمدانی شاگرد علی سندلی تمیذ حسین صیمری سے حاصل کئے اور طبقات حنفیہ و شافعیہ تصنیف کیا۔ ماہ شوال ۵۲۱ھ میں وفات پائی۔ "نوردارین" تاریخ وفات ہے۔

خسر و بلخی صاحب سند

حسین بن محمد بن خسر و بلخی : ابی عبداللہ کنیت تھی، اپنے زمانہ کے امام اور حافظ حدیث صاحب فضل و کمالیت جامع علوم و فنون عارف فروع و اصول تھے۔ امام ابوحنیفہ کے لئے ایک مسند و جلدوں میں تخریج حسنہ کے ساتھ تالیف کی اور ۵۲۳ھ میں وفات پائی۔ "امام امت" تاریخ وفات ہے۔

عبدالعزیز فضل

عبدالعزیز بن عثمان بن ابراہیم بن محمد بن احمد بن ابوبکر محمد بن فضل المعروف بفضلی ابوبکر کنیت تھی۔ بڑے عالم فاضل فقیہ متبحر عارف مذہب تھے۔ مدت تک بخارا کے قاضی رہے اور لوگوں نے معاہدہ قضا میں آپ کی سیرت کی نہایت تعریف کی بخارا میں ۵۳۳ھ میں فوت ہوئے۔ "سیادت پناہ" تاریخ وفات ہے۔

عبدالعزیز نسفی

عبدالعزیز بن عثمان بن ابراہیم بن محمد بن ابی بکر محمد نسفی : بخارا میں اپنے وقت کے امام اور مرجع نام تھے، قضا و افتاء کا کام آپ ہی کے سپرد تھا۔ فقہ برہان الدین کبیر عبدالعزیز تمیذ سرخسی سے حاصل کی اور حدیث کو نیشاپور میں ابوالحسن نصر بن امام حسن مرغینانی سے سنا اور بڑی عمر پائی یہاں تک کہ آپ کے ہم عمر لوگ سب مر گئے تھے۔ کتاب المنقذ من الزلل فی مسائل الجدل اور کفایۃ النول طے ۱۰۰ ایک ہی شخص کے حالات تھیں سے کچھ دیکھئے ہیں (مرتب)

فی الاسول اور النصول فی الفتاویٰ اور تعلق الخلاف چار جلد میں تصنیف فرمائیں اور ۵۳۳ھ یا بقول کفوی
۵۶۲ھ میں وفات پائی۔

محمد بن مہبۃ اللہ حلبی

محمد بن مہبۃ اللہ بن احمد بن یحییٰ اعقیل حلبی : بڑے فقیہ زاہد تھے، ۲۸۸ھ میں حلب کے
قاضی ہوئے اور ۵۳۲ھ میں وفات پائی۔

امام صفار

ابراہیم بن اسمعیل بن احمد بن اسحاق بن اشیت بن حکم المعروف بہ زاہد صفار : ابوالاسحاق کنیت
اور رکن الاسلام لقب تھا، آپ اور آپ کے آبا و اجداد افاضل علمائے حنفیہ سے تھے اور اپنے
وقت کے امام گذرے ہیں، آپ بڑے زاہد و پیر سیرکار اور دین کے معاملہ میں کسی سے کچھ خوف
نہ کرتے تھے، آپ کے باپ کو سلطان سنجر بن ملک شاہ نے شہر مرد میں لاکر لے لیا، آپ نے فقہ
اپنے والد سے پڑھی اور نیز ان سے کتاب آثار الطحاوی اور کتاب کشف کو جو امام اعظم کے مناقب
میں عبداللہ بن محمد بن یعقوب حارثی نے لکھی ہے، سنا اور امام اعظم کی کتاب عالم متعلم کو ابی یعقوب
سیاری سے اور امام محمد کی کتاب سیر البکیر کو ابی حفص سے سماعت کیا۔ حدیث کو اپنے والد اور حافظ
ابی حفص عمر بن منصور بن حبیب اور ابی محمد بن عبدالملک بن عبدالرحمن وغیرہ سے حاصل کیا۔ صفار
آپ کو اس لئے کہا کرتے تھے کہ آپ کانسی کے برتن بیچا کرتے تھے۔ آپ نے کتاب تخلص الزاہد
اور کتاب السنۃ والجماعۃ وغیرہ تصنیف کیں اور فخر الدین قاضیخان حسن بن منصور وغیرہ بڑے بڑے
فضلا نے آپ سے استفادہ کیا۔ ۲۶ ربیع الاول ۵۳۲ھ کو بخارا میں فوت ہوئے۔ تاریخ وفات
آپ کی فریاد میر ہے۔

آپ کے کبھی ابوالمحامد حماد بن ابراہیم صفار تھے جو بخارا کی جامع مسجد میں جمعہ کے روز
امت کرتے تھے اور علم ادب و رسول و حدیث میں بڑے ماہر تھے جنہوں نے حدیث کو اپنے والد
ماجد اور ابی علی اسمعیل بن احمد بن حسین بیہقی سے سنا اور روایت کیا اور سمعانی شافعی نے کہا کہ میں نے
بخارا میں آپ سے ملاقات تو کی ہے مگر کچھ نہیں سنا۔

اسپیجیابی

علی بن محمد بن اسمعیل بن علی بن احمد بن محمد بن اسحاق سمرقندی اسپجیابی : ۶۲۱ھ جمادی الاولیٰ

۵۴۲ھ میں پیدا ہوئے، امام فاضل عالم کامل تھے آپ کے زمانہ میں معرفت اور حفظ نابیب امام

سنن ابن ماجہ وغیرہ بولم نثبت حتی "تو اہل المذنب" کلمہ وردت بعد ۵۴۰ھ "تو اہل المذنب" کلمہ

ابو حنیفہ میں آپ جیسا کوئی نہ تھا، شیخ الاسلام کے لقب سے مشہور تھے، مدت تک آپ نشرِ علم میں مصروف رہے اور آپ سے ایک جماعت نے مثل علی بن ابی بکر صاحب ہدایہ وغیرہ کے تفقہ کیا۔ مختصر طحاوی اور کتاب مبسوط کی شرحیں لکھیں اور سمرقند میں ۵۳۵ھ میں وفات پائی۔ تاریخ وفات آپ کی "مدنِ صدق و صفا" ہے۔ اسپجیابی منسوب طرف شہ اسپجیاب کے ہے جو درمیان تاشکند و سیرام کے واقع ہے۔

سید ابراہیم

سید ابراہیم : آپ کے والد ماجد ساداتِ عجم اور اولیاء اللہ میں سے تھے جو اپنا وطن چھوڑ کر شہر اماسیہ علاقہ روم میں سکونت پذیر ہوئے اور اسی جگہ سید ابراہیم پیدا ہوئے۔ جب آپ نے بوش سفیجالاتو پہلے سان الدین پھر حسن بن عبدالصمد سامسونی سے علم تحصیل کیا اور مدارس مزرفیون اور حصار و قسطنطنیہ میں مدرس مقرر ہوئے پھر سلطان بایزید خان نے آپ کو مدرسہ امامیہ کا مدرس بنایا اور وہاں کا مفتی قرار دیا۔ آپ بڑے پرہیزگار اور دیانتدار تھے، کبھی کسی نے آپ کو کروٹ پر سویا ہوا نہیں دیکھا۔ جب آپ کو نیند غلبہ کرتی تو آپ گھٹنوں پر سر رکھ کر سو جایا کرتے تھے اور آپ کا خط بہت نمکین تھا اس لئے آپ نے اپنے ہاتھ سے بہت سی کتابیں لکھیں اور نوے برس سے کچھ اور پورے ۵۳۵ھ میں انتقال کیا۔

منہاج الشریعہ

محمد بن محمد بن حسین : منہاج الشریعہ لقب تھا، اپنے وقت کے امامِ ائمہ علی الاطلاق تھے۔ صاحب ہدایہ لکھتے ہیں کہ میں نے آپ جیسا عزت و کثرتِ علم و فضل و برکت میں کوئی نہیں دیکھا اور ایسے کسی شخص نے آپ سے تمذہب نہیں کیا جو اپنے اقران پر غالب نہیں آیا اور یگانہ زماناں نہیں ہوا۔ میں نے بھی آپ سے ابتداء اور نوجوانی میں پڑھا اور ہمیشہ آپ کے بحرِ علم سے چٹوا مٹھاتا اور آپ کے انوار سے اقتباس کرتا رہا یہاں تک کہ ۵۳۵ھ میں وفات پائی۔ "عالم نامور زمن" تاریخ وفات ہے۔

صدر الشہید

عمر بن عبدالعزیز بن عمر بن مازہ المعروف بصدر الشہید : ابو محمد کنیت اور حسام الدین لقب تھا، ۴۸۳ھ میں پیدا ہوئے، اپنے زمانہ کے ائمہ کبار میں سے فقیہ محدث اصول و فروع میں امام اور منقول و معقول کے بڑے عالم تھے۔ خلافت و مذہب میں آپ کو یدِ طولیٰ حاصل تھا، مناظرہ میں مخالف کے مسکت کرنے میں یگانہ زمانہ تھے، فقہ وغیرہ علوم اپنے باپ برہان الدین کبیر عبدالعزیز سے پڑھے اور اس قدر تحصیلِ علوم میں کوشش کی کہ خراسان کے علماء و فضلاء پر علم و فضل و حسنِ کلام میں فوقیت سے گئے اور

آپ کی فضیلت کا موافق و مخالفت نے اقرار کیا۔ ماوراء النہر میں یہاں تک آپ کا رعب داب ہو کہ بادشاہ و امراء وغیرہ آپ کی بڑی تعظیم کرتے اور آپ کے اشارات کو بہ دل و جاں قبول کرتے تھے چنانچہ اس عزت و توقیر سے مدت تک آپ تدریس و تصنیف میں مشغول رہے صاحب محیط اور صاحب ہدایہ اور عمر بن محمد غفیلی نے آپ سے فقہ پڑھی۔ صاحب ہدایہ نے اپنی معجم شیوخ میں لکھا ہے کہ میں نے آپ سے علم نظر و فقہ کو پڑھا اور آپ میری بڑی عزت کیا کرتے تھے اور مجھ کو اپنے خاص تلامذہ میں رکھا ہوا تھا لیکن افسوس مجھ کو آپ سے روایت کی اجازت حاصل کرنے کا اتفاق نہ ہوا اور اب مجھ کو بذریعہ ایک شیخ کے آپ سے روایت حاصل ہے۔ کتاب فتاویٰ کبریٰ و صغریٰ، شرح ادب القضاء، خصائص، شرح جامع صغیر، کتاب واقعات، کتاب منتقی وغیرہ آپ کی اہم تصنیفات سے یادگار ہیں۔

ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ آپ نے جامع صغیر کی تین شرحیں، ایک مطول، دو متوسط، سوم مختصر تصنیف کیں۔ سمرقند میں بعد واقعہ قتلوان کے ماہ صفر ۵۳۶ھ میں ایک کافر کے ہاتھ سے شہادت پائی اور نعش آپ کی بخارا میں لے جا کر دفن کی گئی۔ تاریخ وفات آپ کی "علامہ بلند قدر" سے نکلتی ہے۔

عبدالمجید قیسی ہروی

عبدالمجید بن اسمعیل بن محمد البرسعد قیسی ہروی : آپ اصل میں ہرات کے رہنے والے تھے، ماوراء النہر کے علماء و فضلاء مثل فخر الاسلام بزوی وغیرہ سے فقہ حاصل کی اور مدت تک بغداد، بصرہ، ہمدان و بلاد روم میں درس و تدریس میں مشغول رہے، اخیر کو بلاد روم کے قاضی مقرر ہوئے۔ فروع و اصول میں کتابیں تصنیف کیں۔ آپ کے دونوں بیٹوں اسمعیل و احمد نے آپ سے اخذ کیا اور علم پڑھا۔ ۵۳۳ھ میں دمشق میں آئے اور مقام قیساریہ میں ۵۳۴ھ کو وفات پائی، "تاج مجلس" تاریخ وفات ہے۔

عبد الغافر

عبد الغافر : اپنے زمانہ کے امام فاضل شیخ کامل فقیہ جدید محدث ثقہ جامع علوم و فنون ظاہر و درمید تھے۔ کتاب مجمع الغرائب فی غریب الحدیث نہایت نفیس بڑی تحقیق و تدقیق کے ساتھ تصنیف کی اور ۵۳۴ھ میں وفات پائی، تاریخ وفات آپ کی "ذیب ادبتان" ہے۔

مفتی ثقلین

عمر بن محمد بن اسمعیل بن محمد بن لقمان نسفی المعروف بہ مفتی ثقلین : نجم الدین لقب

۱۰ ہجری ۸۰ سال۔ ابو سعید نسفی۔ تین باہر مینیہ ۱۰۰۰ عبد الغافر بن اسمعیل نسفی امام قیصری کے بڑے شافعی مذہب فقہ و معجم نویس (۱۰۰۰)

اور ابو حفص کنیت تھی۔ شہر نسف میں ۲۶۲ھ میں پیدا ہوئے۔ امام فاضل، اصولی، مشکلم، مفسر محدث فقیہ، حافظ، متقن، لغوی، نحوی، ادیب، عارف مذہب تھے اور بسبب کثرت حفظ اور قبولیت حرم و عوام کے ائمہ مشہورین میں سے ہوئے ہیں۔ فقہ صدر الاسلام ابی الیسر محمد بن دومی شاگرد ابی یعقوب یوسف سیاری تلمیذ ابی حاکم نو قدری شاگرد ہندوانی سے حاصل کی اور آپ سے آپ کے بیٹے ابوالعباس احمد بن عمر المعروف بہ مجد نسفی نے تفقہ کیا اور آپ کی بعض تصانیف صاحب ہدایہ اور ابوبکر احمد بلخی المعروف بہ ظہیر نے آپ سے پڑھیں اور عمر بن محمد عقیلی نے روایت کی۔ چونکہ آپ انس و جن کو جانتے تھے اس لئے لوگ آپ کو مفتی ثقلین کہتے تھے، مشائخ بھی آپ کے بہت تھے اس لئے ایک کتاب آپ نے اپنے مشائخ کے اسماء میں جمع کی اور نام اس کا تعداد الشیوخ العمر رکھا۔

کہتے ہیں کہ ایک دفعہ مکہ معظمہ میں آپ نے جبار اللہ زہد مخشری صاحب کشف کی زیارت کا ارادہ کیا، جب ان کے مکان پر پہنچے تو آپ نے دروازہ کو کھڑکا یا کہ کھولو، علامہ زہد مخشری نے اندر سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ آپ نے جواب دیا کہ عمر ہے، زہد مخشری نے کہا کہ انصرف یعنی پھر جا۔ آپ نے کہا کہ یاسیدی! عمر لا انصرف، اس پر علامہ نے جواب دیا کہ جب عمر نکرہ ہو تو متصرف ہو جاتا ہے۔ آپ نے فقہ و حدیث و تفسیر و شرط و لغت وغیرہ میں بہت سی تصانیف کیں یہاں تک کہ کہتے ہیں کہ تقریباً ایک سو کتاب آپ نے تصنیف کی لیکن اجل و اشہر ان سے یہ ہیں۔ التیسیر فی التفسیر، شرح صحیح بخاری المسمی بہ کتاب النجیح فی شرح الاخبار الصحاح اور اس کے اول میں اپنی اسانید کو مصنف تک پچاس طرق کے ساتھ بیان کیا، منظومۃ الفقہ (کہتے ہیں کہ پہلے پہل آپ نے ہی فقہ میں نظم کی)، کتاب المواقیت، کتاب طلبۃ الطلبة فی شرح الفاظ کتب اصحاب الحنفیہ، کتاب الاشعار بالاختار من الاشعار (بیس جلد میں) کتاب المشایخ و قند فی علماء سمرقند (بیس جلد میں) تاریخ بخارا، منظومہ جامع صغیر، آپ نے سمرقند میں ۵۲۶ھ یا بقول بعض ۵۳۸ھ میں وفات پائی۔ تاریخ وفات آپ کی "فقیہ والاقدر" اور "مقبول عصر" میں۔

علامہ زہد مخشری

محمود بن عمر بن محمد بن عمر زہد مخشری : ابوالقاسم کنیت تھی، چونکہ ہارت تک آپ نے مکہ معظمہ کی مجاورت کی تھی اس لئے آپ جبار اللہ اور نیز فخر خوارزم کے لقب سے ملقب ہوئے، اپنے وقت کے امام بلا دفع، علامہ، نحوی، لغوی، فقیہ جلیل، محدث متقن، مفسر کامل، فاضل مناظر، ادیب، مشکلم، بیانی، شاعر، ذکی، تیز طبع، حنفی الفروع، معتزلی الاسول تھے۔ شہر زہد مخشری علاقہ خوارزم میں ۴ ماہ و ۲۶ ۲۶۶ھ کو پیدا ہوئے۔ علم ادب ابی الحسن علی بن مظفر نیشاپوری اور ابی نعیم اصفہانی سے حاصل کیا اور آپ

سے زین بقالی محمد بن ابی القاسم وغیرہ لوگوں نے اخذ کیا اور آپ کو اصحاب پیدا ہوئے۔ کئی دفعہ بغداد میں آئے۔ چونکہ بہ ایام طالب علمی جب آپ بخارا کو جا رہے تھے تو راستہ میں آپ سواری سے گر پڑے اور ٹانگ کو سخت ضرب آئی اور سب چیز علاج کیا کچھ فائدہ نہ ہوا اس لئے آپ نے ناچار ہو کر ٹانگ کو کٹوا ڈالا اور بجائے اس کے لکڑی کا پاؤں بنوایا، جب چلتے پھرتے تو اس پر کپڑا ڈال دیتے جس سے دیکھنے والا گمان کرتا کہ آپ لنگڑے ہیں۔

آپ نے تفسیر، حدیث، سنت وغیرہ میں نہایت جدید تصانیف کیں چنانچہ تفسیر کشاف، فائق اللغة فی تفسیر الجریث، اساس البلاغہ فی اللغة، ربیع الابرار، تشابہ اسامی الرواة، نصاب الکتاب، نصاب الصغار، الرائق فی علم الفرائض، المفصل فی النحو، النموذج، مفرد، شرح ابیات سیبویہ، شقائق النعمان، مقامات زمخشری، مستقصى فی الامثال، اطواق الذہب، شرح مشکلات المفصل، الکام التمام، القسطاس فی العروض، الاحادیث النخویہ، المنہاج فی الاصول، رسالہ ناصحیہ، مقدمۃ الادب، رد اس المسائل فی الفقه، نصوص الاخبار، عمیم العربیہ، دیوان التمثیل، امالی، معجم الحدود والمیاء والاماکن و الجبال، فضائل الشاہد، وغیرہ مشہور و معروف ہیں۔

ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ بسبب معتزلی الاعتقاد ہونے کے آپ نے تفسیر میں بعض مقام پر تاویل میں سورہ تعبیری وغیرہ کو کام فرمایا ہے جو اکثر لوگوں پر خفیہ ہے اس لئے ہمارے بعض فقہاء نے آپ کی تفسیر کا مطالعہ کرنا حرام سمجھا ہے۔ وفات آپ کی عرفہ کی رات ۵۳۲ھ کو شہر حرجہ جانیہ خوارزم میں واقع ہوئی۔ "ہادی ادبستان" تاریخ وفات ہے۔

علی خوارزمی

علی بن عراق بن محمد بن علی عمرانی خوارزمی : ابوالحسن کنیت تھی۔ اپنے زمانہ کے فقیہ فاضل مفسر کامل شیخ حنفیہ مرجع امام تھے۔ آپ کی تصنیفات سے تفسیر خوارزمی یادگار ہے۔ ۵۳۹ھ میں وفات پائی۔ "طوطی شہر" تاریخ وفات ہے۔

صاحب فتاویٰ ولواجبہ

عبدالمشید بن ابی حنیفہ بن عبدالرزاق ولواجبہ : ابوالفتح کنیت تھی، ۲۶۷ھ کو شہر ولواجبہ میں جو ہرات کے ملک میں واقع ہے، پیدا ہوئے، اپنے زمانہ کے امام فاضل فقیہ و نظار کامل تھے، شیخ میں جا کر فقہ ابی بکر قزاق محمد بن علی اور علی بن حسن بہ بان مجلی سے پڑھی اور ولواجبہ میں بعد ۵۴۲ھ کے فوت ہوئے۔ فتاویٰ ولواجبہ آپ کی تصنیفات سے یادگار ہے۔ "تاج کونین" تاریخ وفات ہے۔

مفتی محمد امین صاحب فتاویٰ ولواجبہ

مختصر نظری

محمد بن یوسف بن احمد قنظری : ابو الفتح کنیت تھی ، عالم فاضل فقیہ بے بدل تھے ۔
 ابی الفضل عبدالرحمن کرمانی سے تفسیق کیا اور کمالیت و فضیلت کے رتبہ کو پہنچے ، کچھ اور سن ۵۴۰ھ میں ملک
 حجاز کو تشریف لے گئے اور وہاں پر وفات پائی ۔ قنظری منسوب طرف راس قنظروہ کے ہے جو نیشاپور
 میں ایک محلہ کا نام ہے ۔

احمد بن محمد بزودی

احمد بن محمد ابی ایسر صدر الاسلام بن محمد بن حسین بن عبدالکریم بن موسیٰ بن عیسیٰ بزودی
 صدر الامم لقب تھا اور ابوالمعالی کی کنیت سے پکارے جاتے تھے ۔ ابو سعید کا قول ہے کہ آپ اپنے
 زمانہ کے امام فاضل اور مفتی مناظر نیک سیرت ، پسندیدہ اخلاق خاندان حدیث و علم میں سے تھے ، فقہ
 اپنے والد محمد ابی ایسر صدر الاسلام سے حاصل کی ، مدت تک بخارا کی قضا کے متولی رہے ، حج سے واپس ہو کر
 جب شہر مخرس میں پہنچے تو وہاں ۵۴۲ھ میں آپ نے انتقال کیا لیکن یہاں سے آپ کا جنازہ بخارا میں
 لے جا کر دفن کیا گیا ۔ طرفہ محقق : تاریخ وفات ہے ۔ بزودی قلعہ بزودہ کی طرف منسوب ہے جو چوڑنگ
 کے فاصلہ پر شہر نیشاپور سے واقع ہے ۔

طاہر بخاری

طاہر بن احمد بن عبدالرشید بن حسین بخاری : افتخار الدین لقب تھا ، اپنے زمانہ کے
 امام عدیم النظر فرید الدیر علامہ اور مجتہدین فی المسائل میں سے ماوراء النہر کے شیخ حنفیہ تھے ، مولیٰ
 ابن کمال پاشا نے آپ کو طبقہ مجتہدین فی المسائل میں سے شمار کیا ہے ۔ علم اپنے باپ احمد بن عبدالرزق
 اور ماموں ظہیر الدین حسن بن علی مرغینانی اور نیز حماد بن ابراہیم صفار اور قاضی خان حسن بن منصور سے
 پڑھا اور اخذ کیا ۔ تصانیف بھی مقبولہ اور مغتبرہ کہیں ، منجدان کے کتاب خلاصۃ الفتاویٰ اور کتاب خزائن
 الوقعات اور کتاب نصاب معروف و مشہور ہیں ۔ ۵۴۲ھ میں فوت ہوئے ۔ " قبر عالمیان " تاریخ
 وفات ہے ۔

حسن بن علی مرغینانی

حسن بن علی بن عبد العزیز مرغینانی : ابوالمحسن کنیت ، در ظہیر الدین کبیر لقب تھا ، شہر
 مرغینان کے جو کہ ماوراء النہر میں تھا ، مضافات میں سے ہے ، رہنے والے تھے ۔ اپنے وقت کے

۵۴۲ھ میں فوت ہوئے ۔ " قبر عالمیان " تاریخ وفات ہے ۔

فقہ فاضل محدث کامل تھے، علم کو تصنیف اور املار سے شائع کیا چنانچہ کتاب الاقضية والشروط والفتاویٰ والنفوذ آپ کی تصنیفات میں سے ہیں۔ فقہ برہان الدین کبیر عبدالعزیز بن عمر بن مازہ اور شمس الائمہ محمود اور جنیدی اور زکی الدین خطیب مسعود بن حسن کثانی تلامذہ شمس الائمہ سرخسی سے حاصل کی اور آپ سے آپ کے بھانجے افتخار الدین طاہر صاحب خلاصۃ الفتاویٰ اور ظہیر الدین محمد بن احمد صاحب فتاویٰ ظہیر اور فخر الدین حسن بن منصور اور جنیدی وغیرہ نے تفقہ کیا اور ۵۳۰ھ میں وفات پائی۔ تاریخ وفات آپ کی "فقہ مقبول دھر" سے نکلتی ہے۔

عبدالرحمن کرمانی

عبدالرحمن بن محمد بن امیر ویر بن محمد کرمانی : کرمان میں ماہ شوال ۴۵۰ھ میں پیدا ہوئے، ابو الفضل کنیت اور رکن الاسلام و رکن الدین لقب تھا۔ مرو میں آکر فخر القضاة محمد بن حسین ارسابندی تلمیذ منصور شاگرد مستغفری تلمیذ پیر علی نسفی شاگرد ابی بکر بن فضل تلمیذ سبذمونی سے تفقہ کیا اور دن بدن علوم میں ترقی کرتے گئے یہاں تک کہ اپنے زمانہ کے شیخ کبیر امام بے نظیر ہوئے اور خراسان میں مذہب امام کی ریاست آپ پر منتہی ہوئی اور تصنیف و تذکیر میں مشہور زمانہ اور یگانہ آفاق ہوئے۔ عبدالغفور بن لقمان کردری اور ابو الفتح محمد بن یوسف سمرقندی اور بدر الدین عمر بن عبدالکیم درس کی بخاری وغیرہم نے آپ سے تفقہ کیا اور آپ کے اصحاب زمانہ میں پھیل گئے۔ فقہ میں تجرید نام کتاب تصنیف فرمائی پھر اس کی شرح ایضاً نام تین جلدوں میں لکھی۔ آپ کی اس کتاب کی آپ کے شاگرد عبدالغفور نے بھی تین جلدوں میں شرح لکھی جس کا نام اس نے المفید والمزی فی شرح التجرید رکھا، علاوہ ان دو کتابوں کے شرح جامع کبیر اور فتاویٰ و اشارات وغیرہ تصنیف فرمائیں اور مرو میں ماہ ذیقعدہ ۵۴۰ھ میں وفات پائی۔ "اکابر پیشوا" تاریخ وفات ہے۔

امام سرخسی

محمد بن محمد بن محمد الملقب برضی الدین سرخسی : اپنے وقت کے امام کبیر فاضل بے نظیر جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے، علم صدر الشہید حسام الدین عمر تلمیذ اپنے والد ماجد برہان الدین کبیر عبدالعزیز شاگرد حلوانی سے حاصل کیا اور کتاب محیط تصنیف کی، ابن عدیم کہتے ہیں کہ آپ حلب میں تشریف لائے اور بعد محمود غزنوی کے مدرسہ نوریہ و حلویہ کے مدرس مقرر ہوئے چونکہ آپ کی زبان میں نکت تھی اس لئے فقہاء نے آپ پر تعصب کیا اور آپ کو سستی کی طرف منسوب کر کے فقہ میں کم استعداد بنایا اور یہ ظاہر کیا کہ کتاب محیط آپ کی تصنیف نہیں بلکہ آپ کے اساذ کی تصنیفات سے ہے اور آپ نے اپنا نام کر لیا ہے چنانچہ آپ کے

شہر برہان الاسلام لقب تھا۔ "جوہر الفکر" (مرتب)

بہت تعصب شیخ افتخار الدین ابوالہاشم عبدالمطلب بن فضل بلخی کرتے تھے یہاں تک کہ انہوں نے نور الدین محمود بن زنگی کی طرف رقعے لکھے اور ان میں آپ کی بہت غلطیاں پکڑیں چنانچہ لکھا کہ آپ بجائے جبار کے جنانہ بولتے ہیں پس نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ آپ معزول ہو کر دمشق میں پلے آئے جہاں ۵۴۳ھ میں فوت ہوئے، تاریخ وفات آپ کی "یکتاے زمانہ" ہے۔

کہتے ہیں کہ آپ نے اپنے مرض الموت میں چھ سو دینار نکال کر وصیت کی کہ میرے بعد ان کو فقہاء پر تقسیم کر دینا چاہئے، کتاب محیط جو آپ نے تصنیف کی ہے وہ اصل میں چار کتابیں ہیں ایک محیط کبیر جو چالیس مجلد ہے، دوسری دس مجلد، تیسری چار مجلد، چوتھی دو مجلد ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ پہلی محیط کبیر آپ کی تصنیف نہیں بلکہ اس کو حسام الدین صدر الشہید کے بھائی کے بیٹے محمود بن صد السعید تاج الدین احمد بن برہان الدین الکبیر عبدالعزیز بن عمر بن مازہ نے تصنیف کیا ہے اور اپنے دادا کی طرف منسوب کر کے محیط برہانی کے نام سے مشہور کیا ہے، باقی تین محیط آپ کی تصنیفات سے ہیں اور ان کو محیط رضوی کہتے ہیں۔

علاء زاید مفسر

محمد بن عبدالرحمن بخاری المعروف بعلاء زاید: ابو عبد اللہ اور علاء الدین لقب تھا،
فقہ فاضل مفتی عالم اصولی، متکلم اور صاحب ہدایہ کے مشائخ میں سے تھے۔ علم جمال ابی نصر احمد بن عبد
ریف مونی تمیذ قاضی ابی زید یوسی سے پڑھا اور آپ سے شرف الدین عمر بن محمد عقیلی نے فقہ پڑھی،
ایک نہایت کلاں تفسیر قرآن شریف کی کچھ اور ایک ہزار جہنوم میں تصنیف کی اور ۱۲ تاریخ ماہ جمادی
الآخری ۵۴۶ھ میں رات کے وقت وفات پائی۔ تاریخ وفات آپ کی لفظ "ہادی کشور" سے
شکلتی ہے۔

علی بن حسن بلخی

علی بن حسن بن محمد بن ابی جعفر بلخی: ابو الحسن کنیت اور برہان بلخی کے نام سے مشہور تھے۔
شہر سکندریہ میں جو نواحی طحارستان علاقہ بلخ میں واقع ہے، پیدا ہوئے۔ امام جلیل القدر کثیر العلم مشہور زمان
مدوح دوران تھے، بخارا میں برہان الدین کبیر عبدالعزیز بن عمرو بن مازہ سے فقہ کیا یہاں تک کہ فقہ
اور اصول فقہ میں فائق ہوئے اور علم کو بلاد اسلام میں پھیلا دیا اور دمشق میں آکر درس و تدریس کا کام
دیا۔ آپ سے عبدالرشید ولوالحی و محمد بن یوسف بن علی عقیلی اور دیلمی ابیض یوسف وغیرہم نے فقہ کیا۔
کہتے ہیں کہ جب آپ کو امور دینیہ میں کوئی مہم آن پڑتی تو آپ نماز سے استمداد کرتے اور غسل کیا کرتے تھے

ایک دن صبح کی نماز پڑھ رہے تھے کہ آیت "منہم ابی ابو" پڑھتے پڑھتے بسبب گریہ و زاری کے بند ہو گئے جب گریہ ختم کیا تو پھر آپ نے نماز کو از سر نو پڑھا اور غسل کر کے گھر میں داخل ہوئے اور پھر گھر سے باہر نکلے یہاں تک کہ ماہ شعبان ۵۲۸ھ میں فوت ہوئے۔ "تاج النجمن" تاریخ وفات ہے۔

احمد بن عمر نسفی

احمد بن عمر بن احمد بن اسمعیل نسفی: کنیت ابواللیث اور مجد النسفی کے لقب سے مشہور اور شہر نسف کے جو ماوراء النہر میں واقع ہے۔ رہنے والے تھے، فقیہ فاضل اور واعظ کامل تھے۔ فقہ اپنے والد ماجد سے پڑھی۔ آپ کے باپ نے سمرقند کے محدثین کے پاس لیجا کر آپ کو حدیث سماعت کرائی، اگرچہ آپ نے حدیث کو بکثرت سنا مگر اپنے والد جیسے محدث نہ ہوئے۔ سمعانی شافعی نے کہا ہے کہ احمد بن عمر ۵۲۶ھ میں بتقریب سفر حجاز مرو میں آئے اور ۵۲۹ھ کو میں نے ان سے سمرقند میں ملاقات کی، انہوں نے گدھے پر اپنی کتابیں لادی تھیں مگر مجھ کو اس بات کا اتفاق نہ ہوا کہ ان سے کوئی حدیث سنا کر ۵۵۱ھ کو بہ ارادہ حج بخارا میں تشریف لائے پھر بغداد میں دو مہینے تک ٹھہرے، پھر بدمینہ کو روانہ ہوئے۔ جب موضع قوس کے پاس پہنچے تو رابزونوں نے قافلہ پر حملہ کر کے پیر کے روز ۲۷ جمادی الاولیٰ ۵۵۲ھ میں قصبہ کوف میں جو بسطام کے پاس واقع ہے آپ کو شہید کیا۔

عثمان بیکندی بخاری

عثمان بن علی بن محمد بن محمد بن علی بیکندی بخاری: ۴۶۵ھ میں پیدا ہوئے، ابو عمرو کنیت تھی۔ اپنے زمانہ کے امام فاضل فقیہ محدث، زاہد متورع، عقیق قانع، متواضع کثیر العبادت تھے۔ فقہ امام ابی بکر محمد بن ابی سہل شہسی سے حاصل کی اور حدیث کو ابابکر بخاری المعروف بہ بکر خواہر زادہ سے سماعت کیا۔ آپ صاحب ہدایہ کے مشائخ میں سے ہیں اور آخر تک ان لوگوں سے باقی رہے ہیں جنہوں نے امام ابی بکر محمد بن ابی سہل شہسی سے تفقہ کیا تھا۔ ۵۵۲ھ میں فوت ہوئے۔ "محدث" تاریخ وفات ہے۔ بیکندی بیکندی کی طرف منسوب ہے جو ماوراء النہر کے شہروں میں سے ایک شہر بخارا سے ایک منزل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ بدشہ نہایت خوبصورت تھا مگر اب خراب پڑا، سمعانی نے لکھا ہے کہ میں نے سنا ہے کہ جب بدشہ آباد تھا تو اس میں تین ہزار مکان تو صرف قاریوں کے تھے جن کے آثار خود میں نے دیکھے ہیں۔

۱۔ احمد بن محمد بن احمد بن اسمعیل بن محمد بن علی بن احمد نسفی ولادت، ۵۰۰ھ تا ۵۶۹ھ میں بغداد میں پیدا ہوئے۔

محمد بن مسعود کثانی

محمد بن مسعود بن حسین بن حسن بن محمد بن ابراہیم کثانی : ابو الفتح کنیت تھی، فاضل عصر فقیر متبحر تھے۔ ۲۹۰ھ میں شہر کثان علاقہ سمرقند میں پیدا ہوئے۔ آپ نے اپنے باپ مسعود، صاحب مختصر مسعودی اور ابوالقاسم علی بن احمد بن اسمعیل کلاباذی وغیرہ سے اخذ کیا اور حدیث کو سنا، بخارا کی قضا آپ کے سپرد کی گئی لیکن آپ کی سیرت قضا کی حالت میں اچھی نہ رہی۔ وفات آپ کی اتناقیہ شب چہارم ماہ رمضان المبارک ۵۵۲ھ میں بعد اداائے نماز تراویح کے واقع ہوئی۔

صاعد اصفہانی

صاعد بن محمد بن عبدالرحمن بخاری اصفہانی : آپ کی کنیت بھی ابو العلاء تھی اور ابن الراسمندی کے نام سے معروف تھے، اپنے زمانہ کے امام فاضل اور محدث و فقیہ کامل تھے یہاں تک کہ اپنے ہم عصروں پر فضیلت و علمیت و دیانت میں سبقت لے گئے۔ ۳۶۸ھ میں پیدا ہوئے۔ علم علی بن عبداللہ خطیبی سے پڑھا اور حدیث کو سنا اور خطیبی اپنے اساتذہ کے ساتھ واسطے زیارت مکہ معظمہ کے نکلے، آپ کے ہمراہ آپ کا بیٹا اور عورت بھی تھی، عورت تو بصرہ میں فوت ہو گئی اور آپ کو عربوں نے جنگل میں گرفتار کر لیا چنانچہ ساتھیوں کے ساتھ ان کی قید میں رہے بعد ازاں نظام الملک و شرف الملک کو آپ کے قید ہونے کی خبر پہنچی انہوں نے سات سو دینار عربوں کو دیکر آپ کو رہا کر دیا، پھر خطیبی تو ۳۶۶ھ میں حنفیہ میں فوت ہو گئے اور آپ بہرہرہی اپنے بیٹے کے مکہ معظمہ کو گئے اور حج کر کے بغداد میں آئے، جب قاضی اسمعیل بن علی بن عبداللہ خطیبی کو سلطان نے قید کر دیا تو آپ بجائے ان کے اصفہان کے قاضی مقرر ہوئے اور عید فطر کے روز ۵۵۲ھ میں فوت ہوئے۔ "عالم عالی فکر" تاریخ وفات ہے۔

احمد بن علی

احمد بن علی بن عبدالعزیز بلخی : ابو بکر کنیت اور ظہیر بلخی کے لقب سے مشہور ہوئے، فروع و اصول میں امام فاضل اور معقول و منقول میں عالم کامل تھے، علم نجوم الدین عمر نسفی تمیاز صدر الاسلام ابی ایسر محمد بزوی سے حاصل کیا اور نیز بہار الدین مرغینانی و محمد بن احمد اسپجانی سے فقہ پڑھی اور مراغہ میں درس کو جاری کیا اور جامع صغیر امام محمد کی شرح تصنیف کی۔ محمود بن زنگی کے عہد میں حلب میں تشریف لائے پھر دمشق کو گئے۔ آخر کو حلب میں ۵۵۲ھ میں وفات پائی۔ "آراء النش بعد" تاریخ وفات ہے۔

محمد بن مسعود بن حسین بن حسن بن محمد بن ابراہیم کثانی کے ہاں

عبدالرحمن خرقی

عبدالرحمن بن محمد بن عبداللہ نیشاپوری خرقی : ۶۹ھ میں پیدا ہوئے، اپنے زمانہ کے فقیہ فاضل واعظ خوش خلق تھے، مدت تک بخارا میں رہے، جمال الدین ابی نصر احمد بن عبدالرحمن ریغدمونی تلمیذ ابی زبید دلبوسی سے پڑھا اور ۵۵۳ھ میں وفات پائی۔ خرقی بفتہ بخارا شہر خرق کی طرف منسوب ہے جو مرو سے تین فرسنگ کے فاصلہ پر واقع ہے اور خرقی بکر خارا گودری فروش کو کہتے ہیں سو یہ ٹھیک معلوم نہیں کہ ان دونوں نسبتوں میں سے آپ کس نسبت کی طرف منسوب ہیں۔

ہبۃ اللہ بن عقیلی

ہبۃ اللہ بن محمد بن ہبۃ اللہ بن احمد بن یحییٰ عقیلی : بڑے عالم فاضل فقیہ کامل اور کمال الدین عمر بن احمد صاحب تاریخ حلب کے دادا تھے۔ حلب کی قضا مدت تک آپ کے سپرد رہی اور ۵۵۴ھ میں وفات پائی۔ "شمع النجمن" تاریخ وفات ہے۔

محمد بن ابی بکر بزدوی

محمد بن ابی بکر سخی صابونی بزدوی : ابوطاہر کنیت تھی اور ابراہیم صفار کے اصحاب میں سے اپنے زمانہ کے امام عالم زاہد تھے، ابانصر احمد بن عبدالرحمن اور قاضی ابوالیسر بزدوی سے سنا اور تفقہ کیا اور آپ سے بخارا میں سمعانی شافعی نے لکھا۔ وفات آپ کی ۵۵۵ھ میں واقع ہوئی، "قدوہ گیتی" تاریخ وفات ہے۔

محمد بن نصر مدینی

محمد بن نصر بن منصور بن علی بن محمد بن محمد بن فضل عامری مدینی : ابوالمعالی کنیت تھی، امام زاہد، فقیہ کامل اور سمرقند کے خطیب تھے۔ ۵۶۰ھ میں پیدا ہوئے۔ فقہ صدر الاسلام محمد بن محمد بزدوی اور فخر الاسلام علی بن محمد بن بزدوی سے حاصل کی اور بڑی عمر پائی، یہاں تک کہ آپ کے اقران سب فوت ہو گئے تھے۔ سمعانی شافعی نے کہا ہے کہ میں نے آپ سے ابی العباس ستغفری کی دلائل النبوة کو سنا۔ سمرقند میں ۵۵۵ھ میں فوت ہوئے۔ "فقیہ عصر" تاریخ وفات ہے۔

محمد بن یوسف سمرقندی صاحب ملقط

محمد بن یوسف حسینی سمرقندی : ناصر الدین لقب اور ابوالقاسم کنیت تھی، اپنے زمانہ کے امام عظیم القدر کبیرا محل عالم تفسیر و حدیث و فقہ اور واعظ و مجتہد علم ادب اور ائمہ کبار اور علمائے نامدار

سنة محمد بن یوسف سمرقندی صاحب ملقط : معروف ابوطاہر زاہد، ابوالیسر صفار، (مرتب)

کے بڑے ثناخوان تھے، نہایت مفید اور کثیر المنافع تصنیفات کہیں جس میں سے کتاب نافع فقہ میں اور ملقط فتاویٰ میں اور خلاصۃ المفتی اور کتاب الاخصاف اور مصابیح السبل وغیر ذلک مشہور و معروف ہیں، وفات آپ کی ۵۵۶ھ میں ہوئی۔ بعضوں نے کہا ہے کہ آپ کو سمرقند کی غسان قوم میں سے ایک قبیلے نے شہید کیا، "عارف مساکل دین"، تاریخ وفات ہے۔

حسن بزدوی

حسن بن فخر الاسلام علی بن محمد بزدوی : ۲۷۶ھ کو سمرقند میں پیدا ہوئے، ابو ثابت کنیت تھی۔ جب آپ کا باپ فوت ہو گیا تو آپ کو آپ کا چچا صدر الاسلام ابو البیسر محمد بن محمد بخارا کی طرف لے گیا اور وہاں آپ کو پرورش کیا اور پڑھا، کھایا۔ جب آپ کا چچا ابھائی ابو المعالی قاضی صداحمد فوت ہوا تو آپ بخارا کے قاضی مقرر ہوئے اور مدت تک قضا پر قائم رہے پھر شہر بزد کو واپس آئے اور اخیر عمر تک یہیں رہ کر ۵۵۷ھ میں وفات پائی۔

علی بن مودود کشانی

علی بن مودود بن حسین بن حسن بن محمد بن ابراہیم کشانی : شہر کشانی جو چمنستان نواحی سمرقند میں واقع ہے، ۲۸۸ھ میں پیدا ہوئے۔ اپنے وقت کے امام فاضل، فقیہ مناظر، محدث کثیر المحفوظ تھے، فقہ اپنے چچا مسعود بن حسین صاحب مختصر مسعودی مقیم بخارا اور عبدالغریز بن عمر بن مازہ سے حاصل کی، پھر مرو میں گئے اور وہاں قاضی محمد بن حسین ارسا بندی تلمیذ علی مروزی شاگرد دبو سی سے تفقہ کیا اور حدیث کو اپنے چچا مسعود اور ابا جگر محمد بن عبداللہ سرخکتی وغیرہم سے سنا، آپ وعظ بہت عمدہ کیا کرتے اور حقیقی بات کے کہنے سے ہرگز نہ ٹپکتے تھے۔ مدت تک مرو میں مدرسہ خاقانیہ کے مدرس رہے پھر بخارا اور سمرقند میں سکونت رکھتے رہے۔ ابو الحسن کنیت تھی، ۵۵۷ھ میں وفات پائی۔ تاریخ وفات آپ کی "زینت ملک" ہے۔ سمعانی شافعی نے لکھا ہے کہ میں نے مرو میں آپ سے کچھ لکھا اور میری آپ سے بہت دوستی تھی۔

عبدالغفور کردری

عبدالغفور بن لقمان بن محمد کردری : شہر کردر کے، جو خوارزم میں واقع ہے، رہنے والے تھے، ابوالمعافر کنیت اور شرف القضاة و تاج الدین و شمس الائمہ لقب رکھتے تھے، بڑے زاہد عابد اور اپنے زمانہ کے امام حنفیہ تھے۔ فقہ ابی الفضل عبدالرحمن بن محمد کرمانی سے حاصل کی اور حلب میں عماد سلطان نور الدین محمود میں مدت تک قاضی رہے اور وہیں ۵۶۲ھ کو وفات پائی۔ تصانیف

لے ۵۶۹ھ "دستورالاعلام" (مترجم)

حسب ذیل کہیں : کتاب اصول فقہ، کتاب مفید و مزید، شرح تجرید، شرح جامع صغیر، شرح جامع کبیر، شرح زیادات، کتاب حیرة الفقہاء (اس کتاب میں ایسے مسائل جمع کئے ہیں جن کے حل سے علماء حیران ہو جاتے ہیں) اور ایک کتاب ان الفاظ کے بیان میں تفسیف فرمائی کہ جن کے زبان پر لانے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ تاریخ وفات آپ کی "تاج محفل" ہے۔

محمد بن عمر بخاری

محمد بن عمر حسام الدین صدر شہید بن برہان الدین کبیر عبدالعزیز بن عمر بن مازہ بخاری بخارا کے اکابر و اعیان محدثین و فقہاء میں سے تھے اور آپ کو سلاطین و ملوک کے نزدیک قبولیت تامہ حاصل تھی۔ ماہ شوال ۳۵۲ھ میں حج کر کے بغداد میں تشریف لائے جہاں حدیث اپنے باپ صدر الشہید سے روایت کی اور ۳۵۶ھ میں وفات پائی، "بدیع عصر" تاریخ وفات ہے۔

جعفر بن عبداللہ دامغانی

جعفر بن عبداللہ بن ابی جعفر بن قاضی القضاة ابی عبداللہ دامغانی : ۳۹۱ھ میں شہر دامغان واقع ملک خراسان میں پیدا ہوئے۔ ابو منصور کنیت تھی۔ اپنے زمانہ کے شیخ فاضل فقیہ و محدث کامل، پسندیدہ اخلاق، لطیف الکلام، نیک سیرت و صدوق، قضاء و عدالت اور علم و روایت میں مشہور آفاق تھے۔ ۳۵۶ھ میں وفات پائی۔ "شمع محفل" تاریخ وفات ہے۔

محمد سجستانی

محمد بن محمود سجستانی : فخر الدین لقب تھا، اپنے وقت کے امام فاضل عالم کامل، جامع فروع و اصول اور مفتی سجستان تھے۔ ۳۵۶ھ کے بعد محمد بن ابی المفاخر عبدالرشید کرمانی کے معاصرین میں سے ہو کر فوت ہوئے۔

امام زادہ چوغی

محمد بن ابی بکر المعروف بہ امام زادہ چوغی : امام فاضل، ادیب کامل، صاحب البیان فصیح اللسان و واسع التقریب، کامل التحریب، واعظ، صوفی، مفتی بخارا تھے۔ رکن الاسلام لقب تھا، فقہ مجاہد امام محمد بن عبداللہ شریکی اور شمس اللامہ بکر بن محمد بن بخری سے پڑھی اور علم خلافت کا رضی الدین نیشاپوری سے حاصل کیا اور تصوف کو خواجہ یوسف ہمدانی سے اخذ کیا اور آپ سے برہان الاسلام زر نوحی صاحب تعلیم المتعلم اور عبید اللہ بن ابراہیم محبوبی اور محمد بن عبدالستار کردی نے فقہ پڑھی، بخارا میں سمغانی شافعی سے آپ سے روایت کو لکھا۔ آپ کی تصانیف نے فقہ میں کتاب شریعة الاسلام

۱۔ شمس الدین ابو جعفر "جوہر المفید" (مرتب) ۲۹۰ ص ۱۶ صفر ۱۰۲۹ھ "جوہر المفید" (مرتب)

اور تصوف میں کتاب آداب الصوفیہ مشہور و معروف ہیں لیکن شرعۃ الاسلام میں اکثر احادیث مختلفہ اور اخبار و اہیہ منکرہ داخل ہیں۔

صاحب جواہر مضیہ نے کہا ہے کہ میں نے آپ کی کتاب کثیر الفوائد مسمى بہ شرعۃ الاسلام دیکھی یہاں تک کہ وہ حضرت خضر کی طرف منسوب ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ وہ کعبہ تشریف کی سطح میں پائی گئی تھی۔ چونکہ منسوب ہے طرف چوخی کے جو سمرقند کے شہروں میں سے ایک شہر کا نام ہے۔ وفات آپ کی ۳۵۳ھ میں ہوئی۔

بقالی

محمد بن ابی القاسم خوارزمی نحوی المعروف بہ بقالی : امام فاضل فقیہ مناظر محدث کامل، ادیب شاعر منشی، ماہر معانی و بیان، عربی زبان کی حجت تھے۔ زین المشائخ لقب تھا اور بڑے حسن الاعتقاد، کریم النفس، جم الفوائد تھے۔ علوم علامہ جبار اللہ زنجشیری سے پڑھے اور حایت کو ان سے اور دیگر محدثین سے سنا اور بعد وفات جبار اللہ کے ان کے جانشین ہوئے اور کچھ اوپر نوے سال کی عمر میں شہر حربہ جانیہ میں ۳۵۷ھ کو وفات پائی۔ چونکہ آپ آٹا دانہ وغیرہ کی تجارت کرتے تھے اس لئے بقالی کے عمل سے نامزد ہوئے۔ تصانیف آپ کی یہ ہیں : فتاویٰ، جمع التفاریق، کتاب التفسیر، کتاب التراجیم بلسان الاناجیم، شرح اسرار الحسنی، مفتاح التنزیل، کتاب الترغیب فی العلم، کتاب اذکار الصلوٰۃ، کتاب آفات الکذب، کتاب الہدایہ فی المعانی والبیان، التنبیہ علی اعجاز القرآن، تقویم اللسان فی النحو، الاعاجیب فی الاعراب وغیر ذلک۔ ” رہنمائے راہ دین “ تاریخ وفات ہے۔

عالی غزنوی

عالی بن ابراہیم بن اسمعیل غزنوی : کنیت ابو علی اور ناصر الدین لقب تھا، جواہر المضیہ میں آپ کو غالب نام سے ذکر کیا گیا ہے۔ آپ فنون تفسیر اور فقہ و جدل و اصول میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے۔ چنانچہ ایک تفسیر قرآن شریف کی تفسیر تفسیر نام تصنیف کی اور فقہ میں مشارع نام ایک کتاب تصنیف فرما کر خود ہی اس کی شرح منایع نام لکھی اور ۵۸۲ھ میں وفات پائی۔ ” شیرازیہ “ تاریخ وفات ہے۔

صاحب فتاویٰ عثمانیہ

احمد بن محمد بن عمر عثمانی : ابوالنسر کنیت اور زاہد الدین لقب تھا، بخارا کے محلہ عثمانی میں رہتے تھے، دینی علوم میں علمائے زاہدین میں سے بڑے متبحر اور فاضل اجل تھے، اطراف و کثوف

لہ غالی ۳۵۷ھ زین الدین جواہر المضیہ (۱۰۸۷ھ)

سے کثرت سے طلباء آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور استفادہ کرتے تھے، آپ نے زیادات کی شرح منایت عمدہ تصنیف کی اور یہاں تک اس میں تحقیق و تدقیق کو کام فرمایا کہ علماء نے اس کے بے نظیر ہونے کا اقرار کیا، علاوہ اس کے جامع صغیر و جامع کبیر کی شرحیں لکھیں اور جوامع الفقہ معروف بہ فتاویٰ عنابہ تصنیف کیا اور قرآن شریف کی تفسیر تصنیف کی۔ ۵۸۴ھ یا بقول بعض ۵۸۶ھ میں وفات پائی علامہ مرجع الانام "اور تاج آفاق" تاریخ وفات ہے۔

عماد الدین زہنجری

عماد الدین بن شمس اللامہ بکر بن محمد بن علی زہنجری : اپنے باپ کی طرح آپ بھی شمس اللامہ لقب رکھتے تھے۔ بڑے عالم فاضل اپنے وقت کے نعمان ثانی تھے، علوم اپنے والد بکر زہنجری شاگرد حلوانی سے پڑھے اور انہیں سے سب سے آخر روایت کی اور آپ سے جمال الدین عبید اللہ بن ابراہیم محبوبی اور شمس اللامہ بکر بن عبدالستار کمروری نے تفقہ کیا۔ نوے برس کے ہو کر ۵۸۴ھ میں فوت ہوئے۔

ابوبکر کاسانی

ابوبکر بن مسعود بن احمد کاسانی : علاؤ الدین اور ملک العلماء کے لقب سے ملقب تھے علم علاؤ الدین محمد سمرقندی مصنف تحفۃ الفقہاء اور ابی المعین میمون مکی اور مجد اللامہ سرخکی سے اخذ کیا۔ کتاب بدائع فی شرح تحفۃ الفقہاء اور کتاب السلطان المبین فی اصول الدین بہت عمدہ تصنیف فرمائیں اور آپ سے آپ کے بیٹے محمود بن ابوبکر اور احمد بن محمود مصنف مقدمہ غزنویہ نے تفقہ کیا۔ کہتے ہیں کہ جب آپ نے محمد بن احمد سمرقندی کی ملازمت کی اور ان سے ان کی معظم تصانیف تحفۃ الفقہاء کو پڑھا اور اس کی شرح بدائع نام سے تصنیف کی تو محمد سمرقندی نے نہایت خوش ہو کر اپنی بیٹی فاطمہ سے (جو نہایت شکیبہ و عقیدہ اور کتاب تحفۃ الفقہاء کی حافظہ تھیں اور روم کے بادشاہ اس کے خواستگار تھے) ان کی شادی کر دی اور مہر کے عوض شرح مذکور کو گردانا۔ آپ اکثر فتوؤں میں خطا کرتے تھے جب آپ کی بیوی آپ کو وجہ خطا کی بتا دیتی تو آپ اس کے قول کی طرف رجوع کر لیتے تھے۔ آپ کے نکاح سے پیدہ محمد سمرقندی اور ان کی بیٹی فاطمہ کے دستخط سے فتاویٰ جاری ہوتے تھے، جب آپ کا نکاح فاطمہ سے ہو گیا تو تینوں کے دستخط ہونے لگے۔ جب آپ دمشق میں پہنچے تو وہاں کے فقہاء آپ سے مناظرہ کے لئے آئے۔ آپ نے فرمایا کہ میں اس مسئلہ میں گفتگو نہیں کروں گا جس کی طرف کوئی ایک بھی امام ابوحنیفہ کے اصحاب میں سے گیا ہوگا۔ پس انہوں نے بہت سے مسائل آپ پر ظاہر کئے آپ نے ایک ایک مسئلہ کو ثابت کر دیا کہ اس کی طرف امام اعظم کا فلاں فلاں اصحاب گیا ہے پس

نسخہ عمر نام اور عماد الدین اللامہ... تفسیر قرآن کتاب تاویلات (برہان) (مرتب)

اسی پر مناظرہ ختم ہوا۔

ابن عدیم کہتا ہے کہ میں نے ضیاء الدین حنفی سے سنا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ جب کاسانی کی موت کا وقت قریب آیا تو میں ۱۰ راہِ رجب ۸۷۰ھ کو ان کے پاس گیا، اس وقت وہ سورۃ ابراہیم پڑھ رہے تھے جب آیہ کریمہ یشب اللہ الذین امنوا بالقول الثابت پر پہنچے تو دم ہوا ہو گیا اور حلب کے قبرستان ظاہریہ میں مقام ابراہیم خلیل اللہ میں اپنی بیوی فاطمہ کے پاس مدفون ہوئے۔ جب آپ کی بیوی فوت ہوئی تھیں تو آپ کا دستور تھا کہ ہر جمعرات کو ان کی قبر کی زیارت کرتے۔ اب حلب میں ان دونوں کی قبریں زیارت گاہ اور مستجاب الدعوات ہیں اور لوگوں میں خاوند بیوی کی قبر کے نام سے مشہور ہیں، تاریخ وفات آپ کی ”آفتاب زمانہ“ ہے۔ کاسانی طرف شہر کاسان کے منسوب ہے جو نواح شام میں واقع ہے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ وہ ترکستان میں دریائے سیحون کے خلف میں ہے، پہلے بڑا آباد تھا اب ترکستانوں کے متواتر حملوں سے ویران ہو گیا ہے۔

احمد صابونی

احمد بن محمود بن ابی بکر صابونی : بڑے عالم فاضل اور فقیہ کامل تھے۔ نور الدین لقب تھا اور صابون بنایا کرتے تھے۔ اصول دین میں کتاب ہدایہ و کفایہ تصنیف کیں۔ علم کلام میں بھی آپ نے ایک کتاب ہدایہ نام لکھی پھر اس کو مختصر کر کے ہدایہ نام رکھا۔ آپ سے شمس اللامہ محمد کرمی نے فقہ پڑھی آپ کا شیخ رشید الدین سے مسئلہ المعدوم لیس بمرئی میں بڑا مناظرہ ہوا جس کو مفید سمجھ کر حافظ الدین نسفی نے اپنی کتاب اعتماد میں مفصل لکھا ہے۔ بخارا میں ۶ تاریخ ماہ صفر ۵۹۰ھ کو فوت ہوئے، اور مقبرہ قضاة السبعة میں دفن کئے گئے۔

صاحب فتاویٰ دیناری

عبدالکریم بن یوسف بن محمد بن عباس دیناری : قصبہ دینار میں جو ملک عراق عجم میں شہر استرآباد کے پاس واقع ہے، رہا کرتے تھے۔ ابو نصر کنیت اور علاء الدین لقب تھا، بڑے فقیہ حاوی فروع و ہول تھے، ۸۱۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۸۹۰ھ میں وفات پائی اور ایک فتاویٰ دیناری نام تصنیف فرمایا۔ ابن النجار سے روایت ہے کہ ہم نے آپ کا زمانہ پایا ہے مگر ملاقات کرنے کا اتفاق نہ ہوا اور ہمارے اصحاب نے آپ سے سماع کیا ہے۔ ”ما و عالم کتاب“ تاریخ وفات ہے۔

مطہر بزدوی

مطہر بن حسین بن سعد بن علی بن بندار بزدوی : ابو سعد کنیت، جمال الدین لقب اور قاضی القضاة

لئے احمد بن محمد صابونی متوفی ۵۰۸ھ (کتب لندن) احمد بن محمود بن بکر متوفی ۵۸۰ھ جو ابراہیم (مرتب)

خطاب نقا، عالم جلیل القدر فاضل کبیر المحل یگانہ زمانہ خاندان علم میں سے تھے۔ آپ کے آباء واجداد سب ائمہ دہر تھے۔ جامع صغیر جس کو زعفرانی نے مرتب کیا ہے اس کی شرح تہذیب نام تصنیف کی اور امام طحاوی کی مشکل الآثار کو ملخص کیا اور ابواللیث کی نوادر کو مختصر کیا اور ایک فتاویٰ اور مختصر قدوری کی شرح نام تصنیف کی۔ رکن الدین محمد بن عبدالرشید کربانی صاحب جواہر الفتاویٰ نے آپ سے اخذ کیا۔ سیوطی نے حسن المحاضرہ میں لکھا ہے کہ آپ کے ماتحت بارہ مدارس تھے جن میں بارہ سو طالب علم پڑھا کرتے تھے۔ مقام قدم میں آکر ۵۹۱ھ میں وفات پائی اور آپ کا جنازہ مہر کو اٹھا کر لے گئے۔ "علامہ پرہیزگار" تاریخ وفات ہے۔

قاضی بیجان

حسن بن منصور بن محمود اوز جندی فرغانی المعروف بقاضی خان : فخر الدین لقب اور ابوالمفخر و ابوالحی سن کینتیں تھیں، شہر اوز جند کے، جو نواح اصفہان میں فرغانہ کے پاس واقع ہے، رہنے والے تھے اپنے زمانہ کے امام کبیر اور مجتہد بے نظیر تھے، معانی دقیقہ کے غواص اور فروع و اصول میں بحر عمیق تھے، مولیٰ علامہ احمد بن کمال پاشا نے آپ کو طبقہ مجتہدین فی المسائل میں معدود کیا ہے۔ اپنے دادا محمود بن عبدالعزیز اوز جندی اور ظہیر الدین حسن بن علی مرغینانی شاگردان امام سمرخی سے علم حاصل کیا اور نیزابی اسحق بن ابراہیم بن اسمعیل بن ابی نصر سے تفقہ کیا اور آپ سے جمال الدین ابوالحامد محمود حصیری اور شمس الاممہ محمد کردوری اور نجم الاممہ اور نجم الدین یوسف خاصی وغیرہ نے تفقہ کیا۔ تصنیفات بھی آپ نے نہایت برجستہ کیں چنانچہ فتاویٰ قاضی خان ایک ایسی معتبر کتاب چار جلدوں میں تصنیف کی جو متداول بین الفقہاء رہے یہاں تک کہ قاسم بن قطلوبغا نے تصحیح القدوری میں لکھا ہے کہ جس مسئلہ کی قاضی بیجان تصحیح کرے وہ غیر کی تصحیح پر مقدم ہے کیونکہ وہ خزانہ فقیہ ہے، علاوہ اس کے کتاب امالی اور کتاب حاضر اور کتاب شرح زیادات اور شرح جامع صغیر اور شرح ادب القضاہ وغیرہ تصنیف کیں اور ۱۶ ماہ رمضان ۵۹۲ھ میں رات کے وقت وفات پائی۔ تاریخ وفات آپ کی "سلطان العارفین" ہے۔

بدر ابیض

یوسف بن حسین بن عبد اللہ اعلیٰ المعروف بہ بدر ابیض : بڑے عالم فاضل و حیدر و سرفرید عصر تھے، ۵۲۱ھ میں پیدا ہوئے اور علم علی بن حسن المعروف بہ برہان بلخی سے اخذ کیا اور دمشق میں ۵۹۲ھ میں وفات پائی۔

صاحب مقدمہ غزنویہ

احمد بن محمد بن محمود بن سعد الغزنوی : شہر غزنہ میں پیدا ہوئے۔ فقہ محمد بن علی بن

لہ یوسف بن نصر بن عبد اللہ - قاضی شہر دیوبند - "جواہر المفیہ" (مرتب) لہ سعید غزنوی کا شافی "جواہر المفیہ" (مرتب)

محمد بن علی علوی حسنی سے حاصل کی یہاں تک کہ مذہب میں درجہ ریاست کو پہنچے، ابی بکر صاحب بدائع شاگرد علاؤ الدین صاحب تحفۃ الفقہاء سے بھی استفادہ کیا، تصانیف بھی بہت عمدہ اور مفید کہیں جس میں سے ایک کتاب موسوم بہ روضہ در باب اختلاف علماء اور ایک اصول فقہ اور ایک اصول دین میں موسوم بہ روضۃ المتکلمین تصنیف کی پھر اس کو مختصر کر کے نام اس کا المنتقى رکھا۔ علاوہ ان کے ایک کتاب موسوم بہ مقدمۃ الغزنویہ تصنیف کی جو حجم میں اگرچہ چھوٹی ہے مگر علوم سے نہایت مالامال ہے۔ وفات آپ کی ۵۹۳ھ میں حلب کے اندر ہوئی۔ ”زین کشور“ تاریخ وفات ہے۔

صاحب ہدایہ

علی بن ابی بکر بن عبد الجلیل بن خلیل بن ابی بکر فرغانی مرغینانی : ابوالحسن کنیت اور برہان الدین لقب تھا اور حضرت ابوبکر صدیق کی اولاد میں سے تھے، پیر کے روز بتاریخ ۸ رجب ۱۱۵۵ھ بعد عصر کے پیدا ہوئے اپنے وقت کے امام فقیہ حافظ محدث مفسر جامع علوم ضابط فنون متقن محقق مدقق نظار زاہد اور عابد فاضل ماہر اصولی ادیب شاعر تھے۔ علم اور ادب میں آپ کی مثل آنکھوں نے کوئی شخص نہیں دیکھا۔ علم خلافت میں یدِ طولیٰ اور معرفتِ مذہب میں دستگاہِ کامل حاصل تھی اور آپ کی بزرگی اور تقدم کا آپ کے معاصرین مثل امام فخر الدین قاضی خان اور محمود بن احمد بن عبد العزیز مؤلف محیط و ذخیرہ اور شیخ زین الدین ابونصر احمد بن محمد بن عمر عتابی اور ظہیر الدین محمد بن احمد بخاری مؤلف فتاویٰ ظہیریہ وغیرہم نے اقرار کیا۔ ابن کمال پاشا نے آپ کو طبقہ اصحابِ تہجیح سے شمار کیا ہے لیکن پاشا موصوف کی اس تقسیم پر تعاقب کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ صاحب ہدایہ کی شان قاضیخان سے کچھ کم نہیں بلکہ اگر صاحب ہدایہ کے نقد دلائل اور استخراج مسائل کی طرف خیال کیا جائے تو وہ اس بات کے لائق ہیں کہ ان کو مجتہدین فی المذہب میں تصور کیا جائے۔

فقہ آپ نے ائمہ مشہورین سے پڑھی جن میں سے مفتی ثقلین نجم الدین ابوالخص عمر نسفی ہیں چنانچہ آپ نے جو اپنے شیخوں کو ایک کتاب میں جمع کیا تو اس میں آپ نے نجم الدین ابوالخص کا نام پہلے لکھا پھر ان کے بیٹے ابواللیث احمد بن عمر نسفی کا نام لکھا اور نیز آپ نے صدر الشہید حسام الدین عمر بن عبد العزیز بن عمر بن مازہ اور صدر الشہید تاج الدین احمد بن عبد العزیز سے جنہوں نے اپنے باپ عبد العزیز، انہوں نے امام شری، انہوں نے حلوانی، انہوں نے ابی علی نسفی، انہوں نے ابی بکر محمد بن فضل، انہوں نے سبذمونی، انہوں نے ابی عبد اللہ، انہوں نے اپنے باپ، انہوں نے امام محمد سے تفقہ کیا تھا اور فقہ اخذ کی نیز ضیاء الدین محمد بن حسین بندہ نچی تلمیذ علا الدین سمرقندی مؤلف تحفہ اور ابی عمر عثمان بن علی بکندی شاگرد شمس اللامہ شری اور قوام الدین احمد بن عبد الرشید

بخاری والد صاحب خلاصۃ الفتاویٰ اور شیخ امام بہار الدین علی بن محمد بن اسمعیل اسپجیابی وغیرہم سے اخذ کیا، ۱۳۵۵ھ میں حج کیا اور زیارت مرقد سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے۔ تصنیفات بھی بہت کہیں چنانچہ کتاب ہدایۃ المبتدی، کتاب کفایۃ المنتہی و کتاب المنتقے و کتاب التجنیس والزیادہ و کتاب مناسک الحج و کتاب نشر المذہب و کتاب مختارات النوازل و کتاب الفرائض مشہور و معروف ہیں اور کتاب ہدایہ تو آپ کی اشر تالیفات سے ایسی معتد علیہ ہے کہ علمائے حنفیہ کے فتویٰ کا مدار اسی پر ہے۔

کہتے ہیں کہ آپ نے ماہ ذیقعدہ ۱۳۵۳ھ میں چہار شنبہ کے روز بعد نماز ظہر کے ہدایہ کو تصنیف کرنا شروع کیا اور ۱۳ سال کے عرصہ میں ختم کیا، اس مدت میں آپ ہمیشہ روزہ دار رہے اور سوائے ایام منہیہ کے کبھی افطار نہ کیا اور کسی کو اپنے روزہ سے خبردار نہ کرتے تھے، جب خادم کھانا لاتا تو آپ اس کو فرماتے کہ رکھ کر چلا جا، جب وہ چلا جاتا تو آپ کسی طالب علم کو بلا کر کھلا دیتے اور ہدایہ کی تصنیف کی وجہ یہ تھی کہ ابتدائے حال میں آپ نے چاہا کہ کوئی مختصر کتاب فقہ میں تالیف کی جائے جس میں ہر طرح کے مسائل ہوں پس آپ نے مختصر قدوری اور جامع صغیر کو پسند کر کے ان کے مسائل تبرکاً جامع صغیر کی ترتیب پر فراہم کر کے ہدایۃ المبتدی اس کا نام رکھا اور اس میں اس بات کا وعدہ کیا کہ بشرط فرصت اس کی شرح کفایۃ المنتہی کے نام سے لکھی جائے گی سو حسب وعدہ کفایۃ المنتہی اسی مجلد میں تصنیف کی لیکن پھر اندیشہ کیا کہ شاید اس قدر بڑی شرح کو کوئی نہ دیکھے اس لئے اس کی دوسری مختصر شرح حاوی اور نافع ہدایہ نام سے لکھی اور اس میں عیون روایت اور متون درایت کے جمع کئے۔ آپ کے بعد ایک جم غفیر علماء و فضلاء نے آپ کے ہدایہ کی شرحیں لکھیں اور جو احادیث اس میں بطور استناد واقع ہوئی تھیں، ان کی تخریج کی۔ آپ سے ایک جم غفیر علماء نے تفقہ کیا، جن میں سے آپ کی اولاد امجد شیخ الاسلام جلال الدین محمد اور نظام الدین علم اور شیخ الاسلام عماد الدین بن ابی بکر بن صاحب ہدایہ اور شمس الائمہ کروری اور جلال الدین محمود بن حسین استروشنی والد مفتی صاحب فصول استروشنیہ وغیرہم ہیں۔

برہان الاسلام زرنوجی تلمیذ صاحب ہدایہ نے اپنی کتاب تعلیم المتعلم کی فصل ثانی میں لکھا ہے کہ

ہمارے شیخ امام اجل صاحب ہدایہ نے یہ شعر مجھ کو سنائے

فساد کبیر عالم متمتک واکبر منہ حبابل متنک
ہما فتنۃ فی العلین عظیمۃ لمن بہا فی دینہ متمتک

اور فصل ہدایۃ السبق میں لکھا ہے کہ ہمارے استاد و شیخ ہدایۃ السبق کو چہار شنبہ کے روز پر موقوف

رکھا کرتے تھے اور اس بارہ میں یہ حدیث روایت کیا کرتے تھے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من شیء

بدی یوم الاربعاء الائم، اور کہتے تھے کہ اسی طرح امام ابوحنیفہ بھی کرتے تھے اور نیز فرماتے تھے کہ طالب علم کو چاہئے کہ سستی نہ کرے کیونکہ یہ اس کے تحصیل علم کے لئے بڑی آفت ہے اور نیز فرماتے تھے کہ طالب علم کو چاہئے کہ امام اعظم کی کتاب وصیت کو حاصل کرے جو انہوں نے واسطے یوسف بن خالد کے، جبکہ وہ اپنے اہل کے پاس واپس آئے تھے، لکھی تھی اور نیز جب میں اپنے شہر کو واپس آیا تو میرے استاذ نے مجھ کو کتاب وصیت کے نقل کرنے کا حکم دیا پس میں نے اس کو لکھا۔ پھر فصل وقت تحصیل میں لکھا ہے کہ میرے استاذ صاحب ہدایہ نے فرمایا ہے کہ بہت سے مشائخ کبیر کو میں نے پایا ہے مگر ان سے استخراج نہیں کیا سو اس فریاد گذشتہ پر میں یہ شعر کہتا ہوں

لہفی علی فوت اللیالی لہفی ماکل ما فات و نیقی یلغی انتہی۔

وفات آپ کی سمرقند میں ۵۹۳ھ میں واقع ہوئی۔ تاریخ وفات آپ کی مجتہد مسائل سے نکلتی ہے، مرغینانی طرف مرغیان کے منسوب ہے جو سات بلاد فرغانہ میں سے ایک شہر ولایت ماوراء النہر میں واقع ہے جس کے شرق میں کاشغر اور غرب میں سمرقند ہے۔

عمر و درسی بخاری

عمر بن عبدالکرمیم درسی بخاری : بدرالدین لقب تھا، عالم متبحر فقیہ ماہر تھے، علوم انبی افضل عبدالرحمن کرمانی سے حاصل کئے اور آپ سے شمس الائمہ محمد بن عبدالستار کرمدری نے اخذ کیا، بلخ میں ۵۹۲ھ میں فوت ہوئے اور جامع صغیر کی شرح تصنیف کی، امام اتقیار، تاریخ وفات ہے۔

عمر بن محمد عقیلی

عمر بن محمد بن عمر بن محمد بن احمد عقیلی : شرف الدین لقب اور ابو حفص کنیت تھی اور حضرت عقیلی بن ابی طالب کے نسب میں سے تھے، اپنے زمانہ میں اکابر فقہاء حنفیہ میں سے تھے اور آپ کو معرفت مذہب و خلافت میں یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ علم صدر الشہید عمر بن عبدالعزیز سے پڑھا اور نیز جمال الدین حامد بن محمد ریند مونی سے اخذ کیا اور آپ سے احمد بن محمد عقیلی اور شمس الائمہ محمد بن عبدالستار کرمدری نے فقہ پڑھی۔ ۵۷۸ھ میں حج کر کے بغداد میں آئے اور ۵۹۶ھ میں وفات پائی۔ "نورِ قمر" تاریخ وفات ہے۔

محمد بن عمر نیشاپوری

محمد بن عمر بن عبداللہ نیشاپوری : ابو بکر کنیت، رشید الدین لقب تھا، امام فاضل فقیہ کامل تھے آپ کی تصنیفات سے فتاویٰ اور شرح تکمہ وغیرہ مشہور و معروف ہیں۔ وفات آپ کی ۵۹۶ھ میں ہوئی، "آفتابِ عجم" تاریخ وفات ہے۔

۵۷۶ھ منہاج فی الفقہ تصنیف کی "دستورالاعلام" ص ۱۸۷ سخی وفات ۵۹۸ھ "بواہر المصیبة" (مرتب)

موفق الدین احمدی

احمد بن محمد خطیب خوارزم : ۸۲۷ھ میں پیدا ہوئے، موفق الدین لقب تھا، فقہ نجم الدین عمر نسفی اور علم عربی جبار اللہ محمود زرخشری سے حاصل کیا یہاں تک کہ ادیب فاضل اور فقیہ کامل ہوئے اور ناصر الدین صاحب کتاب مغرب نے آپ سے استفادہ کیا۔ سیوطی نے بغیۃ الوعاة فی طبقات النحاة میں لکھا ہے کہ صفدی نے کہا ہے کہ موفق الدین علم عربیہ میں بڑے متمکن اور عزیز العلم، فقیہ فاضل اور ادیب شاعر تھے جنہوں نے علامہ زرخشری سے پڑھا اور خطبے و اشعار تصنیف کئے اور ۵۹۸ھ میں وفات پائی۔

حسن بن خطیر شارح جمع بین الصحیحین جمیدی

حسن بن خطیر ابو علی نعمان : ابی الحسن کنیت تھی، فقیہ محدث مفسر عالم حساب و ہدیت و طب اور برزخ علم نحو لغت و عروض و ادب و تاریخ تھے، مدت تک قاہرہ میں مقیم رہے اور درس و تدریس میں مصروف ہوئے اور کہتے تھے کہ میں نے امام ابو حنیفہ کے مذہب کو نقل کیا اور اپنے اجتہاد کے موافق اس کی حمایت کی۔ قرآن شریف کی ایک تفسیر تصنیف کی اور جمیدی کی جمع بین الصحیحین کی شرح حجتہ نام لکھی اور ایک کتاب اختلاف صحابہ و تابعین و فقہائے مہار میں تصنیف فرمائی اور ۵۹۸ھ میں وفات پائی، "آر ایش گیمان" تاریخ وفات ہے۔

علی شارح قدوری

علی بن احمد مکی رازی : حسام الدین لقب تھا۔ فقیہ فاضل عالم ماہر تھے، دمشق میں اگر سکونت اختیار کی تھی اور درس و تدریس آپ کا کام تھا، فتوے امام ابو حنیفہ کے مذہب پر دیا کرتے تھے، مختصر قدوری کی ایک نفیس شرح خلاصۃ الدلائل و تنقیح المسائل نام تصنیف کی جس کی نسبت صاحب جواہر مضیئہ نے لکھا ہے کہ یہ وہ کتاب ہے جس کو میں نے فقہ میں یاد کیا اور جو احادیث اس کتاب میں لائی گئی ہیں ان کی میں نے ایک جلد ضخیم میں تخریج کی اور اس کی شرح لکھی، جب میں نے آپ کا حال جواہر مضیئہ میں جمعہ کے روز ۵۹۷ھ میں لکھا تو میں آپ کی کتاب کی شرح میں کتاب الشکر تک پہنچ گیا ہوا تھا۔ علی قاری نے لکھا ہے کہ آپ نے علاوہ کتاب مذکور کے ایک کتاب سلوۃ الاموم نام بھی جمع کی ہے۔ آپ ۵۹۸ھ میں ایک بیٹا چھوٹا کر فوت ہوئے۔

لے صحیح نام ابو الودیع موفق بن احمد بن محمد مکی متوفی ۵۶۸ھ مصنف "منہب امام ابی حنیفہ" و "دیوان شعر" (جواہر المضیئہ فوائد البیہ بدیۃ العارفین سۃ الاعلام) لے نہائی فارسی بلخیس الافصاح اور تہیہ البار میں بھی آپکی تصانیف میں "جواہر المضیئہ" (مرتب)

برہان الدین فقیہ

مسعود بن شجاع بن محمد بن حسن اموی المعروف بہ برہان الدین فقیہ : دمشق میں ۵۱۵ھ کو پیدا ہوئے، ابوالموفق کنیت تھی، عالم ماہر فقیہ متبحر صدر معظم، رأس فی المذہب تھے، علم برہان بلخی علی بن حسن تلمیذ عبدالعزیز بن عمر بن مازہ سے حاصل کیا اور آپ سے ابن ابیض محمد بن یوسف اور داؤد بن ارسلان نے تفقہ کیا اور مدرسہ نوریہ میں درس دیا پھر عسکرہ کی قضا آپ کے سپرد کی گئی ایک کتاب فقہ میں تصنیف کی اور ۱۶ ماہ جمادی الاخریٰ ۵۹۹ھ کو وفات پائی۔

محمد بن یوسف بغدادی

محمد بن یوسف بن اسمعیل غزنوی بغدادی : اکابر محدثین اور رواۃ مستندین اور فقہاء مدرسین میں سے تھے، اصل میں حلب و غزنہ کے رہنے والے تھے مگر آپ کا مولد بغداد تھا جہاں ۵۲۲ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ فقہ عبدالغفور بن لقمان کردری سے پڑھی اور حدیث کو ابی الفضل بن ناصر سے سنت کیا اور آپ سے رشید عطار اور منذری نے روایت کی اجازت حاصل کی، یکشنبہ کے روز ۱۵ ربیع الاول ۵۹۹ھ کو فوت ہوئے۔ "پاک اعتقاد" تاریخ وفات ہے۔

محمد طاوسی

محمد بن عراقی قزوینی المعروف بہ طاوسی : ابو الفضل کنیت رکن الدین لقب تھا۔ امام فاضل علامہ مناظر علم خلافت کے ماہر متبحر تھے۔ علم شیخ رضی الدین نیشاپوری سے حاصل کیا اور علم خلافت میں تین تعالین تصنیف کیں۔ بہدان میں بہت طالب علم آپ کے پاس جمع ہوئے اور نیز دیگر اصحاب و بلاد قریبہ و بعیدہ سے استفادہ کے لئے لوگ آنے شروع ہوئے جس سے آپ کی بڑی شہرت ہوئی اور ۵۱۵ھ میں وفات پائی۔ طاوسی طاؤس بن کیسان کی طرف منسوب ہے جو امام ابوحنیفہ کے شیوخ میں سے ہیں اور تاریخ وفات آپ کی لفظ "نکتہ فہم" سے نکلتی ہے۔

احمد بن محمد غزنوی

احمد بن محمد بن نوح قابلی غزنوی : جمال الدین لقب تھا، اپنے زمانہ کے امام عالم، فقیہ متبحر، فاضل ماہر تھے۔ قدس میں فتاویٰ حاوی قدسی تصنیف کیا اور حسن بن علی نحوی نے آپ سے تلمذ کیا، وفات آپ کی تقریباً ۵۱۵ھ میں ہوئی۔

۱۔ جمال الدین ابو الفضل مفسر اور مفسر بھی تھے قاہرہ میں وفات پائی "جوہر الفیہ"
۲۔ طاوسی۔ شافعی المذہب تھے "بحکم الموفین" (مرتب)

حسین بن علی لامثنی

حسین بن علی لامثنی : ابوالقاسم کنیت اور عماد الدین لقب تھا، قصبہ لامثنی کے جو فرغانہ کے شہروں میں سے ایک قصبہ ہے، رہنے والے تھے، اپنے زمانہ کے امام فاضل، محدث ثقہ اور پرہیزگار تھے، امر معروف اور نہی بات کے کہنے میں کسی کی ملامت کا کچھ خوف نہ رکھتے تھے۔ علم شمس اللامہ حلوانی سے پڑھا اور اخذ کیا اور حدیث کو ابی بکر محمد بن حسن بن منصور نسفی سے سنا، کہتے ہیں کہ آپ ۱۵۵ھ میں خاقان ماوراء النہر کی طرف سے بطور سفارت کے بغداد میں تشریف لائے جہاں کے لوگوں نے کہا کہ آپ اتفاق حسنہ سے یہاں آئے ہیں، اگر حج کر کے اپنے ملک کی واپس جائیں تو اچھی بات ہے، آپ نے فرمایا کہ میں حج کو دنیاوی کام کے تابع نہیں کرتا۔ آپ نے واقعات اور فتاویٰ تصنیف کے لیے

احمد بن موسیٰ کشتی

احمد بن موسیٰ کشتی : شہر کشتی کے باشندہ تھے جو تین فرسنگ کے فاصلہ پر شہر جرجان سے واقع ہے، نجم الدین عمر نسفی کی مدت تک مصاحبت کی اور انہیں سے استفادہ کیا اور اپنے قدر و منزلت کو بڑھایا۔ کتاب مجموع النوازل نہایت لطیف فروع حنفیہ میں معتبر فتاویٰ یعنی فتاویٰ ابی الیث سمرقندی و فتاویٰ ابی بکر بن الفضل و فتاویٰ ابی حفص کبیر وغیرہ سے جمع کی جس کا ابتداء اس طرح پر کیا۔ الحمد للہ الذی ثمرنا بسید الاصفیاء الخ۔

زیاد فرغانی

زیاد بن الیاس فرغانی : فرغانہ کے مشائخ کبار اور فضلاء نامدار سے تھے۔ ابوالمعالی کنیت اور ظہیر الدین لقب تھا باوجود کثرت علم اور وفور عقل کے بڑے متواضع و خلیق تھے، اپنے اصحاب کے ساتھ نہایت لطف سے پیش آتے تھے، صاحب ہدایہ کہتے ہیں کہ میں بعد وفات اپنے جد امجد کے آپ کے پاس جایا کرتا تھا اور آپ سے فقہ پڑھتا تھا۔

حسن بن نصر کشتی

حسن بن نصر بن ابراہیم بن یعقوب الحاکم الاکشتی : ۲۹۰ھ کو قصبہ کشتی ماوراء النہر میں شہر نشین کے پاس واقع ہے، پیدا ہوئے۔ فقہ ابی المعالی مسعود بن حسین خطیب کشتانی صاحب مختصر مسعودی سے حاصل کی یہاں تک کہ عالم فاضل اور ہر ایک علم میں ماہر کامل ہوئے۔

۱۔ وفات ۵ رمضان ۵۲۲ھ جو اہر الفیہ، ۲۔ کشتی وفات ۵۵۰ھ معجم الوعین، ۳۔ وفات ۵۵۴ھ جو اہر الفیہ (مرتب)

احمد بن عبدالرشید بخاری

احمد بن عبدالرشید بن حسین بخاری : قوام الدین لقب رکھتے تھے، آپ کے باپ بھی اپنے وقت کے امام فاضل، شیخ کبیر، ثقہ حافظ، متبحر فی العلوم تھے جن سے آپ نے علم حاصل کیا اور افقہ زمان و علامہ دوہاں ہوئے اور امام محمد کی جامع صغیر کی شرح تصنیف کی اور آپ سے آپ کے بیٹے صاحب خلاصہ نے فقہ پڑھی۔ صاحب ہدایہ نے آپ سے بسند متصل یہ حدیث آنحضرت سے روایت کی ہے قال رسول اللہ علیہ وسلم ہا من شیئی بدئی یوم الاربعاء الا تم یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسی کوئی چیز نہیں جو بدھ کے روز شروع کی جائے اور پوری نہ ہو، اسی لئے صاحب ہدایہ ابتداء سبق نبی کتاب کا بدھ کے دن پر موقوف رکھتے تھے چنانچہ اس سنیت صاحب ہدایہ کا اتباع آج تک علماء میں چلا آتا ہے اور سب لوگ یہی خیال کرتے ہیں کہ جو کتاب بدھ کے دن شروع کی جائے اس کو خدا تھوڑے ہی دنوں میں انجام بخیر کر دیتا ہے۔

فوائد البہیہ میں لکھا ہے کہ اگرچہ صحت اس حدیث میں بعض محدثین کو کلام ہے مگر جلد انجام ہونے کا کام میں حکمت یہ ہے کہ دیگر احادیث صحیحہ سے مستنبط ہوتا ہے کہ بدھ کے روز جو وقت درمیان ظہر و عصر کے ہے وہ مستجاب الدعوات ہے۔ چونکہ دستور ہے کہ آدمی جب کسی کام کو شروع کرتا ہے تو اس کے جلد انجام ہونے کے لئے ضرور دعا کرتا ہے پس جب اس نے بدھ کے روز وقت مذکور پر کسی کتاب یا کام کو شروع کیا اور اس کے جلد ختم ہونے کے لئے دعا مانگی تو وہ البتہ جلد ختم ہو جاتا ہے۔

رضی الدین نیشاپوری

رضی الدین نیشاپوری : بڑے عالم فاضل منشی النظر مکارم الاخلاق تھے طریقۃ الرضویہ المعروف بالرضیہ تین جلدوں میں تصنیف کیا۔ آپ سے رکن الدین امام زادہ محمد بن ابی بکر اور فضل رکن الطاوسی نے علم خلافت حاصل کیا۔

حماد بن ابراہیم بخاری

حماد بن ابراہیم بن اسمعیل صفار بخاری : قوام الدین لقب اور ابوالمحامد کنیت تھی، آپ اور آپ کے آباؤ اجداد مشائخ کبار اور خاندان علم و زہد سے تھے، آپ عیداضحیٰ کی رات ۲۹۳ھ کو پیدا ہوئے اور علم اپنے باپ سے اخذ کیا یہاں تک کہ اپنے زمانہ کے شیخ الاسلام اور امام ائمہ اصول و فروع میں محبتد یگانہ ہوئے۔ برہان الاسلام زر نوحی مصنف کتاب تعلیم المتعلم اور افتخار الدین طاہر صاحب خلاصہ نے (مرتب) لے وفات حدود ۵۰۰ھ ۳۵۰ھ امویہ میں محمد بن علی نیشاپوری ولادت ۵۲۸ھ وفات ۵۶۸ھ تہذیب العارفین کے ذمہ دار تھے ۵۶۹ھ جو اہل البصر

آپ سے فقہ اخذ کی اور علم پڑھا۔ بخارا میں جمعہ آپ ہی پڑھا یا کرتے تھے اور خطبہ اور شخص پڑھا کرتا تھا۔

محمود اوزجندی

محمود بن عبدالعزیز اوزجندی : شمس اللامۃ لقب تھا، اپنے زمانہ کے امام فاضل فقیہ کامل، جامع علوم عقلیہ و نقلیہ اور قاضی خاں کے جدِ مجد تھے، فقہ وغیرہ امام سرخسی سے پڑھی۔

محمد وبری خوارزمی

محمد بن ابی بکر المعروف بحمیر الوبری خوارزمی : بڑے عالم فاضل، مناظر متکلم اور زین اللامۃ لقب رکھتے تھے، فقہ ابی بکر محمد بن علی نہنجری شاگرد علوانی سے پڑھی اور کتاب الاصلاحی تصنیف کی، چونکہ آپ اونٹ کی پشم کا کام کیا کرتے تھے اور عربی میں اونٹ کی پشم کو وبری کہتے ہیں اس لئے لوگ آپ کو وبری کہا کرتے تھے۔

عبدالکریم صباغی مدینی

عبدالکریم بن محمد بن احمد بن علی صباغی مدینی : ابوالمکارم کنیت اور رکن اللامۃ لقب تھا۔ اپنے زمانہ کے امام کبیر فقیہ بنظر اور مختلف علوم میں مشارکت تامہ رکھتے تھے۔ فقہ ابوالیسر محمد بزوی سے حاصل کی اور آپ سے ایک جماعت فقہار نے، جن میں سے نجم الدین مختار زاہدی صاحبِ قنیہ ہیں، تفرقت کیا۔ آپ نے مختصر قدوری وغیرہ کی شرحیں تصنیف کیں۔

عمر بن محمد بسطامی

عمر بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن نصر بسطامی ثم البغلی : ضیاء الاسلام لقب اور ابو شجاع کنیت تھی۔ ماہ ذی الحجہ ۳۵۴ھ میں بلخ میں پیدا ہوئے۔ جدِ اعلیٰ آپ کا بسطام کا رہنے والا تھا جو بلخ میں آکر سکونت پذیر ہوا۔ آپ بڑے فقیہ، حافظ، محدث، مفسر، ادیب، شاعر، کاتب، حسن اخلاق اور صاحبِ ہدایہ کے استاد تھے، آپ کو اجازت عالیہ حاصل تھی اور تمام علوم میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے۔ عبدالکریم بن محمد سمعی شافعی نے اپنی کتاب انساب میں آپ کے حال میں لکھا ہے کہ میں نے آپ سے مروی بلخ و ہرات و بخارا و سمرقند میں حدیث کو سنا اور استفادہ کیا۔

اشرف بن ابی الوضاح

اشرف بن ابی الوضاح محمد بن امام ابی شجاع سید محمد : فروع و اصول اور حسن طریقہ میں امام مشہور تھے، فقہ اپنے باپ سے پڑھی اور یہاں تک کوشش کی کہ متعدد علوم میں فائق اور معاملات مذہب و خلاف میں عالم فاضل ہو کر استاذ کل ہوئے۔ قاضی بلاد روم عبدالحمید بن اسمعیل متوفی ۵۳۵ھ اور علاء الدین محمد بن

لے تعمیر دقات ۵۱۰ھ ہدیۃ العارفین۔ (مرتب)

عبدالمجید سمرقندی وغیرہ نے آپ سے فقہ حاصل کی۔

برہان الائمۃ عبدالعزیز بن عمر بن مازہ

عبدالعزیز بن عمر بن مازہ : اپنے زمانہ کے امام فاضل فقیہ کامل تھے ، ابو محمد کنیت تھی ، برہان الائمۃ اور برہان الدین کبیر اور صدر الماضی اور صدر الکبیر آپ کے لقب تھے ، ان لقبوں سے ملقب ہونے کی یہ وجہ بیان کرتے ہیں کہ ۳۹۵ھ میں سلطان سنجر بن ملک شاہ سلجوقی نے آپ کو بخارا کی طرف کسی مہم کے لئے بھیجا تھا اور اس مہم کا نام صدر رکھا تھا اس لئے صدر کے لقب سے مشہور ہوئے۔ علوم آپ نے امام شری تلمیذ حلوائی سے اخذ کئے اور آپ سے آپ کے دونوں بیٹوں صدر السعید تاج الدین احمد و صدر الشہید حسام الدین عمرو اور ظہیر الدین کبیر علی بن عبدالعزیز مرغینانی وغیرہ نے تفضیح کیا۔ برہان الاسلام زر نوحی نے کتاب تعلیم المتعلم میں اپنے شیخ صاحب ہدایہ سے حکایت کی ہے کہ عبدالعزیز بن عمر نے اپنے دونوں بیٹوں مذکورہ بالا کا سبق سب طلباء سے بیچے دوپہر کے وقت مقرر کیا تھا جس پر وہ دونوں شکایت کیا کرتے تھے کہ اس وقت ہماری طبیعتیں سست ہو جاتی ہیں ، آپ ہم کو سویرے سبق پڑھا دیا کریں۔ آپ فرماتے تھے کہ چونکہ غریب و امیر طلباء بہت دور سے میرے پاس سبق پڑھنے کو آتے ہیں اس لئے مجھے ضرور ہے کہ پہلے ان کو سبق پڑھا دیا کروں ، پس آپ کی اس شفقت کی برکت سے آپ کے دونوں بیٹے اپنے وقت کے اکثر فقہار و علماء پر فقہ وغیرہ میں سبقت لے گئے۔

نجم الائمۃ بخاری

نجم الائمۃ بخاری : علمائے کبار و فضلاء نامدار میں سے تھے ، آپ کے زمانہ میں بخارا و خوارزم میں فتوے کا مدار صرف آپ ہی پر منحصر تھا ، آپ برہان الدین کبیر اور عطار الدین حمادی اور بدر طاہر کے اقران میں سے تھے ، فخر الدین بدیع قزنبی نے آپ سے علم پڑھا۔

صاحب تحفۃ الفقہار

محمد بن احمد بن ابی احمد سمرقندی : ابو بکر کنیت ، علما الدین لقب تھا۔ اپنے زمانہ کے شیخ کبیر فاضل بے نظیر ، فقیہ جلیل القدر تھے ، فقہ ابی المعین نمیمون کھولی اور صدر الاسلام ابی الیسر بزدوی سے پڑھی اور کتاب تحفۃ الفقہار تصنیف کی اور آپ سے ابو بکر بن مسعود صاحب بدائع متوفی ۵۸۷ھ نے اور ضیاء الدین محمد بن حسین استاد صاحب ہدایہ نے فقہ پڑھی۔ آپ کی ایک بیٹی فاطمہ نام بڑی فقیہہ علامہ تھی

۱۵۸ متوفی ۵۸۷ھ "انسائیکلو پیڈیا آن اسلام" ۵۵۲ھ کشف الظنون، ۵۵۳ھ تنظیم المولفین (مرتب)

جس نے آپ سے فقہ پڑھی اور آپ کے تحفہ کو حفظ کیا یہاں تک کہ فتاویٰ پر آپ کی اور اس کی مہر ہو کر تھی، جب آپ نے اس کا نکاح اپنے شاگرد صاحب بدائع سے کر دیا تو وہ اپنے شوہر کو جب وہ کسی مسکے میں غلطی کرتے تو غلطی سے آگاہ کر کے صواب کی طرف راہ دکھاتی۔ آپ کے وقت میں فتاویٰ پر تینوں یعنی آپ کے اور آپ کی بیٹی اور اس کے شوہر کے دستخط ہوتے تھے۔

محمد بن حسین بندہیجی

محمد بن حسین بن ناصر بن عبدالعزیز بندہیجی : صیام الدین لقب تھا، فقیہ متبحر محدث بظہیر تھے، فقہ علامہ الدین ابی بکر محمد بن احمد سمرقندی سے حاصل کی اور ۵۲۵ھ میں کتاب صحیح مسلم کو محمد بن فضل نیشاپوری سے سنا اور روایت کیا جنہوں نے عبدالغافر فارسی اور انہوں نے جلودی اور انہوں نے امام مسلم سے سنا تھا، آپ سے صاحب ہدایہ نے فقہ پڑھی۔ صاحب ہدایہ کہتے ہیں کہ مروی ۵۲۵ھ کو انہوں نے اپنی تمام سموعات کی بالمشافہ مجھ کو روایت کرنے کی اجازت دی۔

حامد ریغدمونی

حامد بن محمد بن احمد بن عبدالرحمن ریغدمونی : جلال الدین لقب اور ابو نصر کنیت تھی۔ اپنے زمانہ کے قاضی باعمل اور مفتی فاضل تھے، تصفیہ معاملات میں آپ کی طرف رجوع کیا جاتا تھا۔ فقہ اپنے باپ محمد بن احمد متوفی ۵۸۰ھ اور دادا قاضی جمال الدین احمد بن عبدالرحمن تلمیذ ابی زید بوسی سے حاصل کی اور محاضر و شروط و تخریر فرمائی

محمد بن حسن کاشانی

محمد بن حسن بن محمد کاشانی : برہان الدین لقب اور ابو عبداللہ کنیت تھی، امام فاضل شیخ کامل، فروع و اصول کے حافظ تھے۔ آپ کے وقت میں حدیث میں کوئی آپ سے احفظ نہ تھا۔ فقہ نجم الدین عمر نسفی تلمیذ صدر الاسلام ابی البسر بزدوی سے پڑھی اور ۵۷۶ھ میں بغداد میں حج کے ارادے سے آئے اور وہاں حدیث کو نسفی سے لکھا۔ آپ سے اشرف بن نجیب بن محمد ابو الفضل کاشانی اور شمس اللامہ محمد بن عبدالکریم ترکستانی المعروف بہ برہان اللامہ نے فقہ پڑھی۔ کاشان ایک شہر عظیم ہے جو ولایت ماوراء النہر میں واقع ہے۔

لہ بزمونی۔ بیرون بلاد فرغانہ میں واقع ہے "بواہر المصنیہ" (مرتب)

محمود صاحب محیط برہانی

محمود بن صدر السعید تاج الدین احمد بن صدر کبیر برہان الدین عبدالعزیز بن عمر بن بازہ صاحب محیط برہانی : برہان الدین لقب تھا، ائمہ کبار اور فقہاء نامدار میں سے امام مجتہد، اور ع، متواضع، عالم کامل، متبحر و آخر تھے۔ ابن کمال پاشا نے آپ کو مجتہدین فی المسائل میں سے شمار کیا ہے۔ آپ کے آباء و اجداد صدور علماء کبار میں سے گذرے ہیں۔ علم اپنے باپ صدر السعید احمد اور چچا صدر الشہید عمر متوفی ۱۲۳۶ھ سے حاصل کیا اور آپ سے آپ کے بیٹے صدر الاسلام طاہر بن محمود نے اخذ کیا۔ آپ کی تصنیفات میں سے محیط برہانی چالیس مجلد اور ذخیرہ اور تجرید اور تہمتہ الفتاویٰ اور شرح جامع صغیر اور شرح ادب القضا، مصنفہ خصاص اور فتاویٰ و واقعات اور طریقہ برہانیہ وغیرہ مشہور و معروف ہیں۔

فخر المشائخ علی بن عبداللہ

علی بن عبداللہ بن عمران : فخر المشائخ لقب تھا اور عمرانی کی نسبت سے جو آپ کے دادا کی طرف منسوب ہے، مشہور تھے۔ اپنے زمانہ کے شیخ، فقیہ، پرہیزگار تھے۔ علوم محمود جار اللہ زرخشری صاحب تفسیر کشاف سے اخذ کئے۔

قاضی سعید

محمد بن عبداللہ صالحی المعروف بہ قاضی سعید : فقیہ متبحر، محدث جید، حسن الاخلاق، کثیر العبادۃ، حسن المناظرہ، جمیل الظاہر والباطن تھے، فقہ قاضی فخر الدین ابی بکر محمد بن حسین اربابندی متوفی ۱۱۵۶ھ سے حاصل کی اور انہیں سے اور سید محمد بن ابی شجاع علوی سمرقندی وغیرہ سے حدیث کو سنا اور تحریث کی اور اپنے اساذ کی قضا و خطاب میں نائب ہوئے، مرد کی قضا آپ کو دی گئی جس کو آپ نے نہایت خوش اسلوبی و نیک سیرت سے انجام دیا۔ سمعانی شافعی نے آپ سے روایت کی اور اپنے مشائخ میں آپ کو بیان کیا۔ صالحی عمل صیانت کی طرف منسوب ہے جو آپ پہلے کیا کرتے تھے۔

عبدالکریم بن محمد

عبدالکریم بن محمد بن احمد مدینی : رکن الائمہ لقب تھا، فقیہ فاضل، عالم بے مثل تھے۔ فقہ صدر الاسلام محمد بن محمد بزوی سے حاصل کی اور ایک کتاب طلبۃ الطلبة نام ان الفاظ کی لغت میں تصنیف کی جو کتب اصحاب حنفیہ میں آئے ہیں۔

۱۵۰۰ "معجم المؤلفین" (مرتب) ۱۵۰۰ "معجم المؤلفین" (مرتب) ۱۵۰۰ "معجم المؤلفین" (مرتب) ۱۵۰۰ "معجم المؤلفین" (مرتب)

حلیقہ ہفتم

ساتویں صدی کے فقہاء و علماء کے بیان میں

صاحبِ فتاویٰ الملخص

محمد بن احمد بن ابی سعد احمد بن ابی الخطاب محمد بن ابراہیم بن علی کعبی طبری : اپنے زمانہ کے امامِ فاضل ، فقیہِ کامل ، جامعِ علوم مختلفہ اور مردِ میدانِ مباحثہ تھے ، جب مجلسِ علماء میں حاضر ہوتے تو حلِ مشکلات میں انہی کی طرف اشارہ کیا جاتا۔ آپ نے فتاویٰ الملخص تصنیف کیا اور بخارا میں ۶۱۲ھ میں وفات پائی چشمہ نور آپ کی تاریخِ وفات ہے۔ کعبی کو ب بن ربیعہ بن عامر اور کعب بن عوف بن نعم اور کعب خزاعہ اور آپ کے دادا کے نام کی طرف منسوب ہے۔

محمود بن عبید اللہ مروزی

محمود بن عبید اللہ بن صاعد بن محمد شیخ الاسلام علامہ الدین حارثی مروزی : مذہب و خلافت میں ائمہ کبار و فضلاء نامدار میں سے تھے ، سرخس میں پیدا ہوئے اور مختلف علوم میں اشتغال کیا۔ فقہ قاضی نسفی عبدالعزیز بن عثمان فضلی تلمیذ برہان الدین کبیر عبدالعزیز بن عمر بن مازہ سے پڑھی اور فقہ میں ایک کتاب مسماہ "بہ عون" تصنیف کی۔ وفات آپ کی مرو میں ۶۰۶ھ میں واقع ہوئی۔ "جامع کمالات" تاریخِ وفات ہے۔

محمود بن احمد

محمود بن احمد بن ابی الحسن : ابوالحکام کنیت ، عماد الدین لقب تھا۔ بڑے عالمِ فاضل ، جامعِ معقول و منقول استادِ شمس اللامہ کردری تھے۔ کتاب سلک الجواہر اور نشر الزواہر اور خلاصۃ المقامات تصنیف کیں ، علاوہ ان کے ۵۹۷ھ میں ایک بڑی کتاب مسماہ "بہ خلاصۃ الحقائق" درباب آثار و مواظب و حکایات پچاس ابواب پر تصنیف کی ، اس کتاب کے حق میں ان قطلوبغا نے کہا ہے کہ میں نے اس کو دیکھا ہے اور وہ ایسی کتاب ہے کہ زمانہ کی آنکھیں اس کے ثانی سے مکمل نہیں ہوئیں۔ وفات آپ کی ۶۰۶ھ میں واقع ہوئی۔ صاحبِ ارشاد "تاریخ وفات ہے۔

عبدالرحمن بن شجاع بغدادی

عبدالرحمن بن شجاع بن حسن بن فضل بغدادی : ذی الحجہ کے مہینے ۵۳۹ھ میں پیدا ہوئے۔

لسہ ولادت ذی الحجہ ۵۳۹ھ درجواہر النبیہ .. ۲۷۰ قاریانی "دستور الاعلام" (مرتب)

ابوالفرج کینیت تھی، اپنے زمانہ کے امام اجل فاضل بے بدل متدین تھے، علم اپنے باپ ابی الغناکم شجاع مدرس مشہد امام ابو حنیفہ سے جو فقہار میرزین میں سے مذہب و خلاف کے بڑے عالم تھے، اخذ کیا اور ۱۹۳۸ء میں وفات پائی۔ ”مشہور اوان“ تاریخ وفات ہے۔

صاحب مغرب

ناصر بن عبدالسید ابی المکارم بن علی ابوالمظفر مطرزی عراقی الاصل خوارزمی المنشأ، ابوالفتح کینیت تھی۔ آبار و اجداد آپ کے عراق کے رہنے والے تھے مگر آپ ماہِ رجب ۵۳۶ھ یا ۵۳۸ھ میں شہرِ جرجان واقع خوارزم میں پیدا ہوئے اور وہیں نشوونما پایا۔ فقہ و عربیت و لغت میں امام اور اصول فقہ و حدیث و ادب و شعر میں بے نظیر، سبحان البیان، لسان البرہان مگر معزلی الاعتقاد حنفی الفروع تھے۔ علوم اپنے باپ اور علی ابی المؤید موفق بن احمد بن محمد مکی خطیب خوارزم تمیزد محشری وغیرہ سے پڑھے اور حدیث کو ابی عبداللہ محمد بن علی بن ابی سعید تاجر وغیرہ سے سنا اور آپ کو خلیفہ ز محشری کہا جاتا تھا۔ ۶۱۰ھ کو حج کر کے بغداد میں آئے اور وہاں کے فقہار سے آپ کے خوب مباحثے ہوئے اور اہل ادب نے آپ سے ادب اخذ کیا آپ نے تصانیف نافعہ و مفیدہ کہیں چنانچہ کتاب مغرب اور اس کی مختصر مغرب فی لغات الفقہ اور ایضاً شرح معانی حریری اور اقناع فی اللغۃ اور مختصر اصلاح المنطق اور مصباح فی النحو وغیرہ مشہور و معروف ہیں کتاب مغرب میں ان غریب الفاظ پر تکلم کیا ہے جن کو فقہار استعمال میں لاتے ہیں اور حنفیہ کے لئے یہ کتاب بمنزلہ کتاب الذہری کے ہے جو شافعیہ کے واسطے ہے۔

آپ خوارزم میں منگل کے روز ۲۱ ماہِ جمادی الاولیٰ ۶۱۰ھ میں فوت ہوئے اور آپ کے مرثیہ میں تین سو سے زیادہ قصائد کہے گئے۔ تاریخ وفات آپ کی ”سرور انجمن“ ہے۔

مطرزی مطرز کی طرف منسوب ہے جو کپڑے پر چھاپہ لگائے اور نقش و نگار کرے۔ ابن خلکان کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا کہ خود آپ یہ کام کرتے تھے یا آپ کے آبار و اجداد میں سے کوئی اس کام کا کرنے والا گذرا ہے جس کی طرف آپ منسوب تھے۔

عبدالطلب بلخی

عبدالطلب بن فضل بلخی ثم الحلبی الهاشمی : ابوالہاشم کینیت اور افتخار الدین لقب تھا۔ فقیہ محدث عالم فاضل، حلب میں رئیس حنفیہ تھے، حدیث کی روایت عمر بسطامی نزہیل بلخ اور ابی سعد سمعانی وغیرہ سے کی اور مدت تک تدریس و افتاء میں مشغول رہ کر ۶۱۰ھ میں وفات پائی۔ ”شمع عالمیاں“ تاریخ وفات ہے۔

لسہ بران الدین لقب ۶۱۹ھ میں وفات پائی در سنہ ۶۱۹ھ۔ شجاع جامع کبیر الشیبانی ولادت ۵۳۹ھ وفات ۶۱۶ھ جو اہل الفیض دستور الامام (ترتیب)

قاضی عسکر ابن الابيض

محمد بن يوسف بن حسين بن عبد اللہ علی المعروف بہ ابن الابيض الشہیر بہ قاضی عسکر : حلب میں ۵۶۶ھ میں پیدا ہوئے۔ علم اپنے والد ماجد بدر ابیض تلمیذ علماء الدین محمد سمرقندی صاحب تحفۃ الفقہاء شہرہ آگاہ ابی ایسر محمد بزودی سے اخذ کیا اور رتبہ کمالیت و فضیلت کو پہنچے اور دمشق و مصر میں تشریف لائے۔ آپ نے ہی فقہائے سب سے سب سے زیادہ تالیفات ہیں، مندرجہ ذیل اشعار میں جمع کیا ہے

الاکل من لایقتدی بامتہ فقسمة ضیضی عن الحق خارجہ
فخذہم عبد اللہ عروۃ قاسم سعید ابو بکر سلیمان خارجہ

یعنی عبد اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود و عروہ بن زبیر و قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق و سعید بن المسیب و ابو بکر بن عبد الرحمن بن حارث بن ہشام و سلیمان بن یسار و خارجہ بن زید بن ثابت۔ وفات آپ کی سال ۱۱۷ھ میں ہوئی۔ "مقتدائے جہان" تاریخ وفات ہے۔

رکن الدین عمیدی

محمد بن محمد بن محمد عمیدی سمرقندی : ابو حامد کنیت اور رکن الاسلام لقب تھا۔ مذہب و خلاف خصوصاً علم مناظرہ میں امام تھے، آپ ہی نے بخلاف متقدمین کے اپنی تصنیف میں علم خلاف کو جدا کیا، آپ مجملہ ان چار ارکان کے ہیں جنہوں نے رضی الدین نیشاپوری سے علم خلاف حاصل کیا جن میں سے ہر ایک رکن کے نام کے ساتھ مشہور ہوا، جن میں سے ایک رکن الدین عمیدی، دوسرا رکن الدین طاوسی، تیسرا رکن الدین امام زادہ، چوتھے کا نام صاحب خلکان لکھتے ہیں کہ یاد نہیں۔ عمیدی نے فن خلاف میں ایک کتاب "طریقہ" نام تصنیف کی جو فقہاء کے نزدیک مشہور و معروف ہے اور ایک کتاب "ارشاد" تصنیف کی جس کی شرح قاضی شمس الدین ابوالعباس احمد خوئی بن خلیل فقیہ شافعی اور نجم الدین مرندی اور بدر الدین مراغی وغیرہ جماعت علماء و فضلاء نے کی اور نیز ایک "نقائس" نام کتاب تصنیف کی جس کو شمس الدین ابوالعباس احمد خوئی نے مختصر کیا اور نام اس کا "نقائس النقائس" رکھا۔ عمیدی سے ایک جماعت نے استفادہ کیا جن میں سے ایک نظام الدین احمد بن جمال الدین بن ابی المحامد محمود بن احمد بن عبد اللہ بن حارث بن حنفی المعروف بہ حصیری ہیں۔

وفات آپ کی بخارا میں چار شنبہ کی رات ۹ ماہ جمادی الاخریٰ ۵۱۱ھ میں ہوئی۔ آپ بڑے کریم الاخلاق کثیر المتواضع، طیب المعاشرة تھے۔ صاحب خلکان کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ عمیدی کی نسبت کس طرف ہے اور نہ اس کو سمعانی نے ہی ذکر کیا ہے۔ "آرائس زمانہ" تاریخ وفات ہے۔

سعید کندی

سعید بن سلیمان کندی : ابی القاسم کنیت تھی، فقیہ جید، محدث کامل، عالم باعمل، فاضل بے مثل تھے، حدیث میں ایک آرزوہ المسمی بہ شمس المعارف والنس العارف تصنیف فرمایا اور قاہرہ میں اس سے حدیث کی، وفات آپ کی ۶۱۶ھ میں ہوئی۔ "نورِ عصر" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

صدر الافاضل خوارزمی

قاسم بن حسین بن احمد المعروف بصدرا الافاضل خوارزمی نحوی : ۹ راہ شوال ۵۵۵ھ میں پیدا ہوئے۔ ابو محمد کنیت اور مجد الدین لقب تھا، سچ سچ کے صدر الافاضل اور عربیت وغیرہ علوم میں یگانہ زمانہ اور طبع نقاد اور نظم و شعر میں مہارت کامل رکھتے تھے، علاوہ اس کے بڑے خوش خلق اور نیر زبان تھے۔ فقہ نیربان الدین ناصر صاحب مغرب تلمیذ ابی المؤید مرفوع الدین شاگرد نجم الدین عمر نسفی سے حاصل کی اور کتاب تجمیر شرح مفصل اور کتاب شرح سقط الزند اور کتاب توضیح شرح مقامات اور کتاب شرح نمودج اور نحو میں شرح ابنیہ وزوایا اور بیان میں شرح محصل وغیرہ تصنیف کیں۔ ۶۱۶ھ میں تاتاریوں نے آپ کو قتل کیا۔ "قطبِ وقت" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

عمر بن زید موصلی

عمر بن زید بن بدر بن سعید موصلی : زین الدین لقب تھا، اپنے زمانہ کے شیخ کامل، حافظ حدیث، فقیہ فاضل تھے۔ علم حدیث میں ایک کتاب معنی نہایت تحقیق و تدقیق سے حسب ترتیب ابواب بحرف اسانید تصنیف فرمائی جو آپ کی حیات میں آپ کے پاس پڑھی گئی۔ وفات آپ کی ۶۱۶ھ میں ہوئی۔ امام الوقت "آپ کی تاریخ وفات ہے۔"

محمد بن احمد بخاری صاحب فتاویٰ ظہیریہ

محمد بن احمد بن عمر بخاری : ظہیر الدین لقب تھا، علوم دینیہ میں اصولاً و فروعاً یگانہ زمانہ اور محتسب بخارا تھے۔ پہلے اپنے باپ احمد بن عمر سے پڑھا، پھر اکابر علماء و فضلاء سے ملاقات کی یہاں تک کہ ظہیر الدین ابی المحاسن حسن بن علی مرغینانی کی خدمت میں پہنچے، وہ آپ کی بڑی عزت کیا کرتے اور آپ کو اکثر طلبہ پر مقدم سمجھا کرتے تھے۔ آپ نے کتاب فوائد اور فتاویٰ ظہیریہ جو نہایت معتبر اور بہت سے فوائد پر مشتمل ہے، تصنیف کیا اور ۶۱۶ھ میں وفات پائی۔ "پیر بہر" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

بلیغ قرظینی

بلیغ بن منصور قرظینی : فخر الدین لقب تھا، اپنے زمانہ کے امام فاضل، فقیہ کامل تھے، ریاست

فتوے و قضاء کی آپ پر ہستی ہوئی۔ فقہ نجم اللامہ بخاری سے حاصل کی۔ تصانیف بھی نہایت مفید و معتبر ہیں جن میں سے بحر المحیط الموسوم بہ فنیۃ الفقہاء معروف و مشہور ہے۔ مختار بن خمود زاہدی مصنف فتاویٰ قنیہ نے آپ سے فقہ پڑھی۔ شمس الدین محمد بن علی بن احمد داودی مالکی تلمیذ سیوطی نے آپ کو طبقات مفسرین میں بیان کر کے احمد بن ابی بکر بن عبد الوہاب ابو عبد اللہ بدیع الدین قرظینی حنفی کے نام سے موسوم کیا ہے اور کہا ہے کہ آپ ۳۲۰ھ میں سیواس میں مقیم تھے اور وہیں فوت ہوئے۔ "کشاف حقائق" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

عیسے بن ملک عادل الخطیب

عیسے بن ملک عادل سیف الدین ابی بکر بن ایوب : شرف الدین لقب تھا، قاہرہ میں ۳۵۶ھ میں پیدا ہوئے، بڑے عالم فاضل، فقیہ، ادیب نحوی، لغوی، شاعر و صنی، مجاہد فی سبیل اللہ تھے، ملک مصر میں ساڑھے آٹھ برس تک بادشاہ رہے، بنی ایوب میں آپ کے اور آپ کی اولاد کے بغیر اور کوئی حنفی المذہب نہیں ہوا اور حنفی بھی نہایت متعصب تھے یہاں تک کہ ایک دن آپ کے باپ نے آپ سے کہا کہ تم نے کس لئے امام ابو حنیفہ کا مذہب اختیار کیا حالانکہ تمہارا سب خاندان شافعی ہے؛ آپ نے جواب دیا کہ کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ تم میں سے ایک بھی مسلمان شخص ہو۔ آپ نے فقہاء کو حکم دیا تھا کہ میرے لئے صرف امام ابو حنیفہ کا مذہب صاحبین کے مذہب سے علیحدہ کر دیں انہوں نے ایسا ہی کیا اور آپ نے اس کو یاد کیا۔ فقہ جمال الدین محمود حمیری سے پڑھی اور مسعودی کو یاد کیا اور امام احمد کی تمام مسند کو سنا اور حدیث کو روایت کیا اور علماء کو حکم دیا کہ امام احمد کی مسند کو ابواب پر مرتب کریں اور ہر ایک حدیث کو اس باب میں وارد کریں جو اس کو اس کے معنی تقاضا کریں، اسی طرح آپ نے ایک کتاب لغت میں بھی جامع کبیر مرتب کرائی جس میں کتاب صحاح اور جو لغات صاحب صحاح سے فوت ہوئے اور انہری نے ان کو تہذیب میں جمع کیا اور نیز کتاب جمہرہ ابن درید وغیرہ کتب لغت اس میں جمع کیں۔ آپ کے وقت میں علماء و فضلاء کی بڑی قدر تھی اور دور دور سے آکر آپ کے پاس جمع ہو گئے تھے اور بڑے بڑے وظائف ان کے لئے مقرر کیے اور ان کو اپنی مجالس میں بٹھا کر آپ ان سے استفادہ کرتے اور ان کو فائدہ دیتے۔

کہتے ہیں کہ آپ کی شرط کی ہوئی تھی کہ جو شخص مفصل زہد بخاری کی یاد کرے اس کو ایک سو دینار اور خدمت دیا جائے گا، پس اس سبب سے ایک جماعت نے اس کو یاد کیا۔ ابن خلکان نے لکھا ہے کہ آپ کی بڑے بڑے شعراء نے مدح کی اور اچھی مدح کی اور میں نے آپ کے بھی کچھ اشعار جو آپ کی طرف منسوب ہیں سنے ہیں، مگر ان کو ثبت نہیں کیا۔ ۳۲۰ھ میں حج کیا اور جامع کبیر کی شرح لکھی ایک مجلد میں تصنیف کی اور ایک

۱۔ تقدیم شرف الدین ابو الفاضل عیسیٰ بن ابی بکر محمد ابو بکر سیطان صلاح الدین ابو بکر سیطان (مترجم)

کتاب عروض میں لکھی اور خطیب بغدادی نے جو امام ابوحنیفہ کے حق میں تاریخ بغداد میں کچھ کلام کیا ہے اس کی ترمیم میں ایک کتاب سہم المصیب فی الرد علی الخطیب تصنیف کی۔ وفات آپ کی ماہ ذی الحجہ ۱۲۷ھ کی چار رات کو ہوئی اور دمشق کے قلعہ میں دفن کئے گئے پھر آپ کی نعش جبل صالحہ کی طرف لیجا کر وہاں کے مدرسہ میں جہاں آپ کے خاندان کے لوگوں کی قبریں ہیں اور معظّمہ نام سے مشہور ہیں، دفن کئے گئے۔ آپ کی تاریخ وفات "سراج عصر" ہے۔ آپ کے بعد آپ کا بیٹا صلاح الدین داؤد جانشین ہوا جو ۲۷۷ھ/ ماہ جمادی الاولیٰ ۱۲۷۷ھ کو فوت ہوا اور اپنے والد کے پاس دفن کیا گیا۔

سکاکی

یوسف بن محمد خوارزمی سکاکی : ابو یعقوب کنیت اور سراج الدین لقب تھا۔ ۵۵۵ھ میں پیدا ہوئے۔ صرف، نحو، معانی، بیان، عروض، شعر میں امام محقق اور علوم عجیبہ و فنون عربیہ میں ماہر باہر اور علوم بلاغت و تفسیر جن و دعویٰ الکواکب و فن طلسمات و سحر و سمیاء و علم خواص الارض اور اجرام سماویہ میں منجرتھے۔ علوم سدید بن محمد حناطی اور محمود بن عبد اللہ بن صاعد مروزی سے پڑھے اور علم کلام کو مختار بن محمود زاہدی سے حاصل کیا۔ تصنیفات جلیبہ کیں جن میں سے اجل مصنفات مفتاح العلوم ہے جس میں آپ نے بارہ علم بیان کئے اور نظیر اس کی زمانہ اوائل او آخر میں معدوم ہے، جب سلطان چغتائی خاں بن چنگیز خاں حاکم ماوراء النہر و حدود خوارزم و کاشغر و بدخشاں و بلخ وغیرہ نے آپ کے فضائل و کمالات معلوم کئے تو آپ کو اپنا انیس و چالیس بنایا۔

حکایت ہے کہ ایک دن آپ چغتائی خاں کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ کچھ جانور اڑتے ہوئے پاس سے گزرے، چغتائی خاں نے کمان کو پکڑ کر ان کو شکار کرنا چاہا۔ آپ نے پوچھا کہ تم کو کیا جانور شکار کرنا چاہتے ہو۔ اس نے کہا کہ وہ تین جانور ہیں۔ آپ نے اسی وقت ایک خط مدور زمین پر کھینچ کر کچھ پڑھا کہ فوراً وہ جانور زمین پر گر پڑے، اس سے چغتائی خاں کو آپ کی نسبت زیادہ اعتقاد ہو گیا اور وہ آپ کے سامنے مودب بیٹھنے لگا۔ جب سلطان کے پاس آپ کا مرتبہ بلند ہوا تو اقران کے دلوں خصوصاً حبش عمیر و وزیر سلطان کے دل میں حسد کی آگ زیادہ بھڑکی، پس اس نے آپ کے استیصال کا ارادہ کیا۔ آپ نے یہ حال معلوم کر کے چغتائی خاں کو کہا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ حبش عمیر کا ستارہ سعد نحوست میں آگیا ہے اس لئے خوف ہے کہ کہیں اس کی شقاوت سے تجھے ضرر نہ پہنچے۔ اس بات کے سنتے ہی چغتائی نے حبش عمیر کو معزول کر دیا جس سے کچھ دنوں کے بعد انتظام امور سلطنت میں خلل واقع ہونے لگا۔ بعد ایک سال کے چغتائی نے آپ کو کہا کہ چونکہ نحوست کا

ستارہ ہمیشہ نہیں رہتا اس لئے شاید اب ستارہ سعد حبش عمید نے طلوع کیا ہو۔ آپ نے کہا کہ ہاں اب اس کے ستارہ سعد نے طلوع کیا ہے، پس چغتائی نے اسی وقت حبش عمید کو وزارت کا منصب عطا کیا، چونکہ حبش عمید کو آپ کی تزیل ہمیشہ مرکوز خاطر تھی اس لئے آپ نے مزین کو مسخر کر کے چغتائی کے لشکر میں آگ بھڑکا دی۔ اس وقت حبش عمید نے غمازی کا موقع پا کر چغتائی کو کہا کہ جب سکا کی ایسی ایسی باتوں پر قادر ہے تو کچھ عجیب نہیں کہ تجھ سے سلطنت چھین لے۔ یہ افسوں چغتائی کے دل میں کارگر ہو گیا۔ اس نے آپ کو قید کر دیا یہاں تک کہ آپ نے تین سال قید کر خوارزم میں ادا کیل ماہ رجب ۷۱۲ھ میں وفات پائی۔

”فلسوفِ عصر“ اور ”مجموعہ اسرار“ تاریخ وفات ہے۔ سکا کی شہر سکا کی طرف منسوب ہے جو نیشاپور یا عراق یا یمن میں واقع ہے لیکن ظاہر ہے کہ آپ اس کی طرف منسوب نہیں ہیں کیونکہ آپ خوارزمی ہیں بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ سکا آپ کے اجداد میں سے کسی کا نام ہے چنانچہ اس لئے ابو حیان نے ارتشاف میں ابن السکا سے آپ کو موسوم کیا ہے گویا آپ کے اجداد میں سے صنعت سکا جو درہم پر لگایا جاتا ہے، کوئی کام کرتا ہوگا۔

یحییٰ زوادی

یحییٰ بن عبدالمعطلی بن عبدالنور زوادی، ۵۶۲ھ میں پیدا ہوئے۔ زین الدین لقب ابو الحسن کنیت تھی۔ اپنے زمانہ کے خود لغت اور ادب میں امام تھے، بہت مدت تک دمشق میں مقیم رہے اور ایک خلق کثیر نے آپ سے فائدہ حاصل کیا اور کتب مفیدہ تصنیف کیں جن میں سے منظوم الفیہ اور فصول مشہور و معروف ہیں پھر سلطان کامل کی ترغیب سے مصر میں تشریف لے گئے اور وہاں جامع انبغ میں واسطے درس علم ادب کے صدر نشین ہوئے یہاں تک کہ سلجوقیہ ۶۲۸ھ میں قاہرہ میں وفات پائی اور اس کے دو روز خندق کے کنارے قریب تربت امام شافعی کے دفن کئے گئے، قبر آپ کی وہاں زیارت گاہ ہے۔ ”آفتاب انجمن“ تاریخ وفات ہے۔ زوادی طرف، زادہ کے منسوب ہے جو ایک قبیلہ ظاہر حاشیہ اعمال ازرقیہ میں ہے۔

صاحب فتاویٰ کامل

محمد بن عثمان بن محمد علیا بادی سمرقندی؛ حسام الدین لقب تھا۔ امام فاضل فقیہ، اصولی، محدث، مفسر، کلامی، جدلی تھے۔ فقہ مجاہد الدین محمد بن محمود استریشنی تمیذ ظہیر الدین محمد بن احمد بخاری شاگرد ظہیر الحسن بن علی مرغینانی تمیذ بہ بان کہ عبد العزیز بن عمر بن مازہ سے حاصل کی اور آپ سے عبد الرحیم بن عماد الدین صاحب فصول عماد یہ نے تفسیر کیا۔ ایک فتاویٰ کامل نام اور تفسیر مطبع المعانی و منبع المبانی تصنیف کئے، یہ تفسیر بہت بڑی کسی مجلد میں ہے اس کا اطلاق چار شنبہ کے روز ۳ ماہ رجب

۱۲۸ھ میں شروع کیا تھا۔ وفات آپ کی ۱۳۷ھ میں ہوئی۔ "دقیقہ شناس" تاریخ وفات ہے۔

عبداللہ بن ابراہیم عبادی

عبداللہ بن ابراہیم بن احمد بن عبد الملک بن عمر بن عبدالعزیز بن محمد جمال الدین المجوبی العبادی نسب آپ کا عبادہ بن الصامت صحابی کی طرف منتهی ہوتا ہے اس لئے آپ کو عبادی کہتے تھے اور چونکہ محبوب بھی آپ کے اجداد میں سے ایک کا نام تھا اس لئے محبوبی بھی کہتے تھے۔ ۵ ماہ جمادی الاولیٰ ۱۲۶ھ میں پیدا ہوئے۔ علم امام زادہ محمد بن ابی بکر صاحب شرعۃ الاسلام اور شمس الاممہ عماد الدین عمر بن بکر زہنجری اور فقہ قاضی خان اوزجندی سے حاصل کی یہاں تک کہ امام کامل اور فاضل بے مثل ہوئے معرفت مذہب خلافت میں کیتائے روزگار اور ثقہ تھے، ماوراء النہر میں ان شیوخ حنفیہ میں سے گزرے ہیں جن پر مذہب کی معرفت منتهی ہوئی تھی۔ جمال الدین لقب تھا اور ابی حنیفہ ثانی کے نام سے مشہور تھے، شرح جامع صغیر اور کتاب الفروق آپ کی تصنیفات میں سے ہیں۔ آپ سے آپ کے بیٹے احمد والد تاج الشریعہ صاحب قایہ اور حافظ الدین کبیر محمد بخاری اور حمید الدین صریح علی بن محمد بخاری اور بہار الدین محمد بن احمد اسپجانی اور ظہیر ابو بکر احمد بن علی بلخی وغیرہ علماء نے فقہ حاصل کی۔ چوراسی برس کے ہو کر بخارا میں ماہ جمادی الاولیٰ ۱۳۷ھ میں وفات پائی۔ "بحر ہدایت" اور "حقائق شناس" تاریخ وفات ہیں۔

محمد بن محمود استروشنی

محمد بن محمود بن حسین استروشنی : مجد الدین لقب تھا۔ امام فاضل، عارف مذہب اور اپنے زمانہ کے مجتہد تھے۔ علوم اپنے باپ اور ان کے استاد صاحب ہدایہ اور سید ناصر الدین شہید سمرقندی اور ظہیر الدین محمد بن احمد بخاری تلمیذ ظہیر الدین حسن بن علی مرغینانی سے حاصل کئے اور تصانیف معتبرہ کیں جن میں سے کتاب فضول تیس فضلوں میں (جس میں مسائل قضا و دعاوی اور وہ باتیں جو قاضیوں پر وارد ہوتی ہیں، بیان کیں) اور کتاب جامع احکام صغار ہے۔ وفات آپ کی ۱۳۷ھ میں واقع ہوئی۔ "آرائش جہانیاں" تاریخ وفات ہے۔

خواجہ معین الدین چشتی

خواجہ معین الحق والدین حسن حسینی سنجرى چشتی اجمیری : اپنے وقت کے قطب الاقطاب امام طریقت صاحب ریاضت و مجاہدہ حنفی المذہب شیخ عثمان ہارونی کے مرید و خلیفہ تھے، ہندوستان میں دین اسلام آپ ہی کے ظہیل سے مشہور و منتشر ہوا۔ شیخ نجم الدین کبریٰ اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اور شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہم کے معاصر و مصاحب رہے، چند مرتبہ دہلی میں تشریف لائے مگر

اقامت دارالخیر جمیر میں اختیار فرمائی۔ ہزار ہا کفار آپ کی برکت سے مشرف بہ اسلام ہوئے اور ہند میں آج تک آپکا سلسلہ اور فیض جاری ہے۔ آپ کے خاندان میں بڑے بڑے اولیائے کرام و مشائخ کبار مثل خواجہ قطب الدین بختیار اوشی اور شیخ فرید الدین شکر گنج و شیخ نظام الدین اولیاء و خواجہ نصیر الدین چیراغ دہلوی و مولانا فخر الدین رحمہم اللہ تعالیٰ، جن کی کرامات و ریاضات اظہر من الشمس و اپن من الامس ہیں، ہوئے ہیں۔ وفات آپ کی ۶۳۳ھ یا ۶۳۱ھ میں ہوئی اور جمیر میں دفن کئے گئے۔ مزار آپ کا زیارت گاہ اہل جہاں ہے۔ تاریخ وفات آپ کی "زبدۃ الصالحین" ہے۔

صاحبِ فصول

یوسف بن احمد بن ابی بکر نجم الدین خاصی : امام فاضل فقیہ کامل تھے۔ فقہ و غیرہ ابی بکر محمد بن عبداللہ اقران عمر نسفی اور صدر شہید حسام الدین عمر تمبذ حسن قاضی خاں سے اخذ کی اور ایک فتاویٰ اور کتاب مختصر فصول نام اصول میں تصنیف فرمائی اور ۶۳۳ھ میں وفات پائی۔ "جلوہ اوج شرف" تاریخ وفات ہے۔ خاصی طرف خاص کے منسوب ہے جو خوارزم کے قصبات میں سے ایک قصبہ کا نام ہے۔

محمود صحیری

محمود بن احمد بن عبدالسید بن عثمان بن نصر بن عبدالملک بخاری صحیری : ابوالحسام کنیت اور جمال الدین لقب تھا، باپ آپ کا تاجر کے نام سے معروف تھا اور بوریہ باقوں کے محلہ میں رہا کرتا تھا۔ آپ اپنے زمانہ کے امام فاضل، فقیہ شجر، محدث کامل تھے، آپ کے وقت میں ریاست مذہب کی آپ پر منتہی ہوئی۔ فقہ آپ نے حسن بن منصور قاضی خاں سے حاصل کی یہاں تک کہ کمالیت کے رتبہ کو پہنچے۔ اور صحیح مسلم وغیرہ کتب احادیث کو نیشاپور میں مؤید طوسی سے سماعت کیا اور نیز حلب میں شریف ابی ہاشم سے سنا اور شام کے ملک میں آکر مدرسہ نوریہ میں تدریس کی اور افتاء کا کام دیا اور بیت اللہ کا حج کیا۔ ماہ جمادی الاولیٰ ۵۲۲ھ میں بخارا میں پیدا ہوئے اور یکشنبہ کی رات ۸ ماہ صفر ۶۳۶ھ کو دمشق میں وفات پائی اور دوسرے روز باب نصر کے باہر مقبرہ صوفیہ میں دفن کئے گئے۔ آپ کی تصنیفات سے شرح جامع کبیر اور شرح سیر کبیر وغیرہ مشہور و معروف ہیں۔ تاریخ ابن خلیکان میں لکھا ہے کہ آپ کو صحیری اس لئے کہا کرتے تھے کہ آپ بخارا میں اس محلہ میں رہا کرتے تھے جہاں بوریہ بنائے جاتے ہیں۔

خلف قرشی خوارزمی

خلف بن سلیمان بن خلف قرشی الخوارزمی : ۵۶۶ھ کو حلب میں پیدا ہوئے۔ علم علامہ الدین

لہ صبیحہ بن سلیمان بن خلف بن محمد قرشی خوارزمی صلی "بواہر المصنوعہ" (مرتب)

ابی بکر کاشانی مصنف بدائع اور صفی الاصفہانی صاحب طریقہ سے پڑھا اور اخذ کیا۔ ابوالسرایا کنیت تھی اور ۱۲۳۵ھ کو حلب میں فوت ہوئے۔

داؤد بن ارسلان

داؤد بن ارسلان : شرف الدین مظفر لقب تھا۔ بڑے عالم فاضل تھے۔ فقہ، اصول، نظم و نثر میں یدِ طولی رکھتے تھے۔ برہان الدین مسعود شاگرد برہان علی بن حسن بلخنی سے تفرقہ کیا اور علم پڑھا، دمشق میں ۱۲۳۹ھ میں وفات پائی۔

احمد بن یوسف

احمد بن یوسف : کچھ اور پر ۱۲۵۶ھ میں پیدا ہوئے۔ ابوالعباس کنیت اور عماد الدین لقب تھا، اپنے زمانہ میں حنفیوں کے شیخ تھے۔ فقہ احمد بن محمد مغزنی سے حاصل کی۔ ۱۲۶۶ھ میں جبکہ تاتاری لوگ حلب میں آئے تو یہ حلب سے مہر کو تشریف لے گئے اور وہاں جا کر اسی سن میں فوت ہوئے۔

شمس الائمہ کردری

محمد بن عبدالستار بن محمد کردری عمادی : ابوالوجد کنیت، شمس الائمہ لقب تھا۔ امام محقق، فاضل مدقق، فقیہ محدث، عارف مذاہب، محی اصول فقہ تھے۔ ۱۸ ماہ ذی قعد ۵۵۹ھ میں پیدا ہوئے علم ادب پہلے ناصر الدین مطرزی صاحب مغرب سے پڑھا، پھر اور علوم میں مشغول ہوئے اور امام زادہ صاحب شریعت الاسلام تلمیذ شمس الائمہ بکر بن محمد زنجری سے فقہ پڑھی اور حدیث کو سنا پھر بخارا میں آئے اور عماد الدین عمر زنجری تلمیذ شمس الائمہ بکر بن محمد زنجری شاگرد حلوانی سے اخذ کیا اور نیز منہاج الشریعہ قوام الدین صفار تلمیذ اشپاپ ابراہیم صفار شاگرد اپنے باپ اسمعیل صفار تلمیذ ابی یعقوب یوسف سیاری شاگرد ابی اسحق نوقدی سے اخذ کیا اور نیز بدر الدین عمرو سکی اور شرف الدین عقیلی اور نور الدین صابونی سے پڑھا۔ اجل اساتذہ آپ کے فخر الدین حسن بن منصور قاضی خان اور صاحب ہدایہ علی بن ابی بکر ہیں یہاں تک کہ آپ متعدد علوم میں فائق ہوئے اور اپنے اقران پر غالب آئے اور اہل زمان نے آپ کے فضل و تقدم کا اقرار کیا حتیٰ کہ آپ کے حق میں یہ کہا گیا ہے کہ آپ نے بعد زید بوسی کے علم اصول و فروع کو زندہ کیا۔ آپ سے آپ کے بھانجے محمد بن محمود بن عبدالکریم المعروف بہ خواہر زادہ اور حمید الدین مزرب علی رامشی اور حافظ الدین کبیر محمد بن محمد بخاری اور محمد بایرغی وغیرہ خلق کثیر نے تفرقہ کیا اور بخارا میں جمعہ کے روز ۹ ماہ محرم ۱۲۶۲ھ میں وفات پائی۔ "محقق نامور زین" تاریخ وفات ہے۔

۱۲۶۲ھ میں حلب میں فوت ہوئے ۱۲ جواہر المصنوع (مرتب)

حسام الدین خشکشی

آپ نے امام غزالی کی کتاب منقول کی تردید میں جو امام ابوحنیفہ کی تشنیع پر شامل ہے، ایک نفیس رسالہ چھ فصلوں میں لکھا اور اس میں ہر ایک قول غزالی کی تردید کر کے امام ابوحنیفہ کے مناقب کو بیان کیا، اگرچہ شیخ فاضل تھے، اصول فقہ میں ایک مختصر المعروف بہ منتخب حسامی تصنیف کی جس کی ایک جرم غفیر فقہار کالمین نے تشریح لکھیں چنانچہ اس کی ایک شرح امیر کاتب اتقانی نے مسمیٰ بہ تبیین اور ایک شرح عبدالعزیز بخاری نے مسمیٰ بہ تحقیق تصنیف کیں جو متداول بین الانام ہیں۔ آپ سے محمد بن عمرو حاباذی اور محمد بن محمد بخاری نے فقہ کیا، یحییٰ بن زکریا کے روز ۲۰ ماہ ذیقعد ۶۲۴ھ میں فوت ہوئے۔ فرد عصر تاریخ وفات ہے، شہر خشکیت جس کی طرف آپ منسوب ہیں بلاد فرغانہ میں سے ایک شہر ہے۔

محمد بن محمود ترجمانی

محمد بن محمود ترجمانی مکی خوارزمی: امام کامل مزج نام تھے، علاء الدین لقب تھا، ترجمان جسکی طرف آپ منسوب ہیں یا تو آپ کے بعض اجداد کا نام ہے یا آپ کا لقب تھا، شہر جرجانیہ خوارزم میں ۶۴۵ھ کو فوت ہوئے۔

حسین بن محمد باغی

حسین بن محمد باغی: اپنے زمانہ کے امام و فقیہ تھے، نجم الدین لقب تھا اور باغی آپ کو اس لئے کہا کرتے تھے کہ آپ جمد علوم میں بارع یعنی فائق تھے، فقہ علاء الدین سدید بن محمد حناطی سے حاصل کی، خوارزم کے ملک میں شہر جرجانیہ کے اندر شعبان ۶۴۵ھ میں فوت ہوئے، آرائش مجلس "تاریخ وفات ہے۔

محمد اسدی حلبی

محمد بن یعقوب اسدی حلبی: محی الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے عالم علامہ شیخ حنفیہ تھے، مقام مزہ میں ۶۴۵ھ میں اکاسی سال کی عمر میں فوت ہوئے، "والار تبہ" تاریخ وفات ہے۔

قیصر بن ابی القاسم

قیصر بن ابی القاسم بن عبد الغنی بن مسافر مقری المعروف بہ قاسم: علم الدین لقب تھا، عالم فاضل، فقیہ کامل علوم ریاضیہ میں امام اجل تھے، مقام صفون شرقی صعید مصر میں ۶۴۵ھ میں پیدا ہوئے، مصر اور شام کے علماء و فضلاء سے علم حاصل کیا، پھر موصل کو تشریف لے گئے اور وہاں شیخ کمال الدین موسیٰ بن یونس سے علم موسیقی پڑھا پھر شام میں معادیت کی اور دمشق میں ۶۴۹ھ میں وفات پائی، "زینت آفاق" تاریخ وفات ہے۔

لے حسام الدین محمد بن محمد بن عمر خشکشی، ابو عبد اللہ کنیت، "جواب الرضیہ" ۶۱۳ھ ولادت، ۶۹۶ھ وفات، "جواب الرضیہ" دستور الاعلام (ترجمہ)

صفائی

حسن بن محمد بن حسن بن حمید قرشی عدوی عمری صفائی : حضرت عمر بن الخطاب کی نسل میں سے تھے۔ ابو الفضائل کنیت اور رضی الدین لقب تھا اگرچہ تمام علوم میں ماہر متبحر تھے مگر فقہ و حدیث اور لغت میں امام زمانہ و استاد بے نظیر عدم التمثیل تھے۔ دمیاطی نے کہا ہے کہ آپ شیخ صالح، فضول کلام سے صامت اور حدیث میں صدوق اور لغت و فقہ و حدیث میں امام تھے۔ میں نے آپ سے پڑھا۔ آبار و اجداد آپ کے شہر صفان یعنی چغان کے رہنے والے تھے جو ماوراء النہر میں شہر مرو کے پاس واقع ہے مگر آپ ۵۱۵ھ صفر ۵۱۵ھ میں شہر لاہور میں پیدا ہوئے اور غزنہ میں جا کر نشوونما پایا۔ ابتداء میں اپنے والد ماجد سے تلمذ کیا اور فنون کثیرہ و استعداد کاملہ حاصل کر کے ۶۱۵ھ میں بغداد کو گئے اور وہاں مدت تک تحصیل علوم و تدریس اور تصنیف میں مصروف رہے۔ زان بعد مکہ معظمہ کی زیارت کے عراق میں واپس آئے اور ۶۱۷ھ میں خلیفہ بغداد کی طرف سے بطور سفارت ہندوستان میں آئے اور کئی سال ہند میں رہ کر ۶۲۲ھ کو بغداد کی طرف واپس گئے پھر دوبارہ بغداد سے ہند کو بطور سفارت آئے اور ۶۲۷ھ میں بغداد کو واپس گئے۔ بغداد، مکہ معظمہ، ہند وغیرہ میں اپنے شیوخ سے احادیث کو بکثرت سنا اور بہت سی تصانیف مفیدہ کیں از انجملہ کتاب مصباح الدجی من صحاح احادیث المصطفیٰ اور کتاب شمس المنیرہ من الصحاح الماثورہ اور کتاب مشارق الانوار النہویہ من صحاح الاخبار المصطفویہ اور کتاب تبیین الموضوعات اور کتاب عقلة العجلان اور کتاب وقیات صحابہ اور کتاب بدۃ المناکب اور کتاب فرائض اور کتاب درجات العلم والعلما اور کتاب الشوار و لغت میں اور کتاب الافتعال اور کتاب العروض اور کتاب العباب لغت میں اور کتاب شرح صحیح بخاری اور کتاب شرح القلاوۃ السمطیۃ فی توشیح الدرہ اور کتاب التکملہ لغت میں جو صحاح جوہری میں غلطی تھی اس کی اس میں تصحیح کی اور جو لغات کہ اس میں نہ تھے ان کو داخل کیا اور کتاب مجمع البحرین لغت میں جو نہایت کلاں اور تمام لغت عرب کو شامل ہے اور کتاب نوادر لغت و تراکیب میں اور کتاب اسماء الفارہ اور کتاب اسماء الاسدا اور کتاب اسماء الذنب اور کتاب شرح ابیات المفصل اور کتاب بغیۃ الصدیان مشہور و معروف ہیں۔ ان کے علاوہ اور تصنیفات بھی ہے جو آپ کے کمال علم و تبحر پر دلالت ہے۔

۶۱۵ھ میں بغداد کے اندر عند خلیفہ مستعصم میں وفات پائی، پہلے آپ کو حرم ظاہری واقع بغداد میں اپنے گھر کے اندر بطور امانت دفن کیا گیا پھر حسب وصیت آپ کے اسی سال آپ کے بیٹوں نے آپ کو مکہ معظمہ میں لے جا کر دفن کیا۔ آپ کے اٹھانے کے لئے پچاس دینار مقرر کئے گئے

تھے۔ آپ نے اپنی موت اور مکہ معظمہ میں قبر کے ہونے کے لئے دعائیں بھیجی تھیں جہاں ابتداء مشارق الانوار میں کہا ہے امانتہ بھا حسیدا فاقبرہ ثم اذا اشار النشۃ پس خدا نے قبول کر لی۔ محدث زبیب فصحاء، تاریخ وفات ہے۔

خواہر زادہ

محمد بن محمود بن عبدالکریم کردری المعروف بہ خواہر زادہ : بدرالدین لقب تھا اور محمد بن عبدالسار کردری کے بھانجے تھے جس سے انہوں نے تربیت و تعلیم پائی اور رتبہ کمال و فضیلت کو پہنچے اس لئے خواہر زادہ کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ سے محمود صاحب حقائق شرح منظومہ نے اخذ کیا اور سلخ ماہ ذیقعد ۱۰۶۵ھ میں وفات پائی۔ علامہ شہر، تاریخ وفات ہے۔

احمد بن عباد غلاطی

محمد بن احمد بن عباد بن ملک داؤد بن حسن داؤد غلاطی : امام فاضل فقیہ کامل، محدث جدید تھے، علم جمال الدین محمود بن عبدالسید حصیری تلمیذ حسن قاضی خان سے پڑھا۔ تلخیص جامع کبیر و تعلیق صحیح مسلم اور مختصر مسند امام ابو حنیفہ موسوم بہ مقصد المسند تصنیف کی۔ آپ سے قاضی القضاة احمد سروجی نے تلخیص کو پڑھا اور ماہ رجب ۱۰۵۲ھ میں وفات پائی۔ غلاطی طرف خلاط کے منسوب ہے جو روم کے ملک میں ایک شہر کا نام ہے۔ محدث اہل دین، آپ کی تاریخ وفات ہے۔

بکیر ترکی ناصری

بکیر ترکی ناصری : نجم الدین لقب اور امام ناصر کے مولیٰ تھے۔ فقہ میں بڑے فقیہ اور عارف بصیر تھے۔ علم عبدالرحمن بن شجاع سے حاصل کیا۔ فقہ میں کتاب حاوی تصنیف کی اور کتاب عقائد طحاوی کی شرح النور اللامع والبربان اساطع نام لکھی اور بغداد میں ۱۰۵۲ھ میں وفات پائی۔

یوسف صاحب تاریخ مرآة الزمان

یوسف بن فرغلی بن عبداللہ بغدادی : حافظ ابو الفرج ابن جوزی کے نواسہ تھے جو ۵۸۱ھ میں بغداد میں پیدا ہوئے۔ ابوالمظفر کنیت، شمس الدین لقب تھا۔ بڑے ذکی، عالم فاضل، فقیہ محدث، واعظ، فائق اقران اور فارس میدان بحث تھے۔ آپ کی مجلس میں بڑے بڑے علماء و فضلاء و صلحاء اور ملوک و امراء و وزراء شامل ہوتے تھے جس میں نزہت قلوب و ابصار حاصل ہوتی تھی اور وعظایا مؤثر کہتے تھے جس سے سامعین کو رقت قلوب اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے تھے اور وعظ میں اس قدر لوگوں کا ہجوم ہوتا تھا کہ جس روز آپ کو وعظ کرنا ہوتا تھا اس سے ایک دن پہلے لوگ رات کو مسجد

۱۰ محمد بن عباد "جواہر النضیہ" (مرتب) ۱۱ آپ شافعی تھے "مجموع المولفین" (مرتب)

دمشق میں آکر اپنے بیٹھنے کے لئے جگہ روک لیا کرتے تھے۔ اکثر ذمی لوگ بھی آپ کے دعوے میں کفر و شرک سے بیزار ہو کر حلقہ اسلام میں آتے تھے۔ آپ کا باپ وزیر عون الدین بن ہبیرہ کا غلام تھا جس نے شیخ جمال الدین ابن جوزی حنبلی کی بیٹی سے نکاح کیا اور اس کے بطن سے آپ پیدا ہوئے اور آپ نے اپنے نانا سے فقہ پڑھی اور حدیث کو سنا اور حنبلی مذہب پر قائم ہوئے مگر جب موصل و دمشق میں آئے اور جمال الدین محمود حصیری وغیرہ سے تفقہ کیا تو حنفی مذہب اختیار کیا اور دمشق میں کچھ اور پرستشہ میں سکونت اختیار کی تصانیف مفیدہ و عمدہ کیں جن میں سے تفسیر قرآن شریف ۲۹ مجلد اور تاریخ مرآة الزمان چالیس مجلد اور شرح جامع کبیر اور کتاب ایثار الانصاف اور منتہی السؤل فی سیرة الرسول اور لوا مع فی احادیث المنحصر اور جامع اور کتاب فی مناقب النعمان مشہور و معروف ہیں۔

آپ سے آپ کے بیٹے عبدالعزیز متوفی ۶۱۷ھ نے تفقہ کیا۔ وفات آپ کی منگل کی رات ۲۱ ماہ ذی الحجہ ۶۵۴ھ میں شہر دمشق میں ہوئی اور جبل قاسیون میں دفن کئے گئے۔ مشہور زمانہ "آپ کی تاریخ وفات ہے۔"

محمد بن محمود خوارزمی

محمد بن محمود بن محمد بن حسن خوارزمی : ابوالمؤید خطیب کنیت محقق، ۶۰۳ھ میں پیدا ہوئے فقیہ فاضل محدث کامل تھے۔ فقہ وغیرہ نجم الدین طاہر بن محمد غفصی سے حاصل کی، خوارزم کے قاضی مقرر ہوئے اور حدیث کو دمشق میں روایت کیا اور بغداد میں درس و تدریس میں مشغول ہوئے یہاں تک کہ ۶۵۵ھ میں وفات پائی۔ "سلطان شہر" تاریخ وفات ہے۔

محمد بن احمد

محمد بن احمد بن محمد بن عبدالمجید : سراج الدین لقب تھا۔ امام کبیر، حافظ، واعظ، مفسر تھے۔ آپ کے زمانہ میں امام ابوحنیفہ کے مذہب کی ریاست آپ پر منتہی ہوئی۔ فقہ آپ نے بخارا میں شمس الائمہ کردری سے پڑھی اور آپ سے مختار زاہدی صاحب فنیہ اور محمود صاحب تھانی شرح منظومہ نے تفقہ کیا۔ بخارا میں ماہ رمضان ۶۵۶ھ میں انتقال فرمایا۔ "مجموعہ کمالات" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

داؤد

عالم فاضل ہیں جنہوں نے فتاویٰ خیر مطلوب تصنیف کیا۔ دمشق میں ۶۵۶ھ میں وفات پائی۔ "آرائش نجمین" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

۱۵۹۳ھ "جواہر الضیہ" ۱۵۹۳ھ قرنی زاہدی "جواہر الضیہ" (مرتب) ۱۵۹۳ھ کے حالات صفحہ ۵۱۱ پر ملاحظہ فرمائیں۔ (مرتب)

احمد بن محمد عقیلی انصاری

احمد بن محمد بن ثرف الدین عمر بن محمد بن عمر عقیلی انصاری : شمس الدین لقب تھا اور نسب میں حضرت عقیل بن ابی طالب کی طرف منسوب تھے۔ اپنے زمانہ کے شیخ اور عالم فاضل تھے، فقہ اپنے دادا ثرف الدین عمر شاگرد صدر الشہید سے پڑھی اور انہیں سے روایت بھی کی۔ امام محمد کی جامع صغیر کی شرح تصنیف کی اور اس کو اچھی نظم میں منظوم کیا یہاں تک کہ وہ اسی شرح میں مخصوص ہوئے۔ بخارا میں ۶۵۸ھ میں وفات پائی۔ "نور عرفان" تارخ و وفات ہے۔

صاحبِ قنیہ

مختار بن محمود بن محمد زاہدی غزینی : ابوالربیع کنیت۔ نجم الدین لقب تھا۔ ائمہ کبار اور عیال فقہاء میں سے عالم اجل، فقیہ فاضل، خلاف و مذہب میں یدِ طولیٰ اور کلام و مناظرہ میں دستگاہ کامل رکھتے تھے۔ تصانیف نہایت عمدہ کیں جو بہت جلد مشہور اور متداول ہو گئیں جن میں سے شرح مختصر قدوری المسمیٰ بہ مجتبیٰ اور قنیۃ المنیۃ لتتیم الغنیۃ جس کو بدیع قزنی کی بحر محیط اور کتاب الحاوی سے انتخاب کیا اور زاد الامم اور رسالہ ناصرہ اور جامع فی ایض اور کتاب الفرائض میں مگر این و ہبان وغیرہ نے تصریح کی ہے کہ آپ مغزلی الاعتقاد حنفی الفروع تھے اور چونکہ آپ کی تصنیفات رطب و یابس سے پڑھے اس لئے جب تک دیگر کتب سے آپ کی کتب کے مسائل مطابق نہ ہوں قابل اعتبار نہیں علوم اپنے اکابرین سے حاصل کئے جن میں سے محمد بن عبدالکریم ترکستانی شاگرد دہقان کا شانی تلمیذ نجم الدین علم نسفی اور ناصر الدین مسطرنی صاحب مغرب تلمیذ علامہ زرخشری اور صدر القراء سند الامم یوسف بن محمد خوارزمی اور سراج الدین یوسف سکاکی اور فخر الدین قاضی بدیع ہیں۔

جب آپ رتبہ فضیلت و کمالیت کو پہنچے تو بغداد میں تشریف لائے اور وہاں کے ائمہ و فضلاء سے خوب مناظرے کئے، پھر وہ دم میں پہنچے اور مدت تک سکونت اختیار کر کے فقہاء کو درس دیا اور ۶۵۸ھ میں وفات پائی۔ "شمع مدارج" آپ کی تارخ و وفات ہے۔ غزینی طرف غزین کے منسوب ہے جو خوارزم کے شہروں میں سے ایک شہر کا نام ہے۔

عمر بن احمد حلبی

عمر بن احمد بن ہبیت اللہ بن محمد بن ہبیت اللہ بن احمد بن سحیبی حلبی المعروف بہ ابن عدیم : حلب میں ۶۵۸ھ میں پیدا ہوئے۔ نسب آپ کا ابی جرادیہ کی طرف منتهی ہوتا ہے جو حضرت علی کے اصحاب سے تھے۔ کنیت ابوالقاسم اور لقب کمال الدین تھا۔ بڑے عالم فاضل، فقیہ محدث، مورخ

۱۲۸۱ھ میں بغداد میں فوت ہوئے۔ (تاریخ بغداد)

ادیب، کاتب، بلیغ، ذکی، یگانہ زمانہ تھے۔ آپ کے وقت میں امام ابو حنیفہ کے اصحاب کی ریاست آپ پر منتہی ہوئی۔ تدریس و افتاء آپ کا کام رہا۔ فقہ بدر اربعین محمد بن یوسف سے پڑھی اور حدیث کو محدثین بغداد و دمشق اور قدس سے سنا۔

جب تاتاریوں نے حلب پر چڑھائی کی تو آپ مصر میں چلے گئے اور جب وہ حلب کو لوٹ کھسوٹ اور وہاں کے لوگوں کو قتل کر کے واپس چلے گئے تو آپ پھر حلب میں آئے اور وہاں کی خراب حالت دیکھ کر ایک بڑا طویل قصیدہ اس باب میں تصنیف کیا اور فقہ و حدیث و ادب میں تالیفات کیں اور ایک تاریخ حلب تیس جلد میں مسمیٰ بغنیۃ الطلب فی تاریخ حلب نام سے لکھی۔ بقول ابوالفدا رامہ ذی الحجہ اور بقول سیوطی ماہ جمادی الاولیٰ ۶۶۰ھ میں وفات پائی اور مصر میں سطح مقطم میں دفن کئے گئے۔ آپ کے والد احمد بن ہبۃ اللہ بھی بڑے عالم فاضل اور قاضی القضاۃ تھے۔ "محدث ادیب کامل" تاریخ وفتا ہے۔

علامہ تورپشتی

فضل اللہ بن حسین تورپشتی : شہاب الدین لقب تھا، اپنے زمانہ کے امام محقق شیخ مرتق محدث ثقہ، فقیہ جدید صاحب تصانیف کثیرہ تھے، بغوی کی مصابیح السنۃ کی ستمے بالبسر نہایت عمدہ شرح تصنیف کی اور کتاب مطلب الناسک فی علم المناک چالیس باب میں تصنیف فرمائی اور بغیر فقہ کے اس میں صرف مسلک حدیث کو اختیار کیا۔ ۷۱۰ھ میں وفات پائی۔ آپ کی تاریخ وفات "محدث زبیر ملک" ہے۔

ابن السباک

علی بن سنجر بغدادی المعروف بابن السباک : شعبان ۵۶۱ھ میں پیدا ہوئے، فقیہ فاضل، عالم متبحر تھے۔ فقہ ظہیر الدین محمد بن عمر بخاری سے اخذ کی اور آپ سے مظفر الدین احمد صاحب "مجمع البحرین" نے اخذ کیا۔ فقہ میں ایک رجوزہ تصنیف کیا اور جامع کبیر کی بھی شرح لکھی مگر اس کو کامل نہ کر سکے کہ ۶۹۱ھ یا ۶۹۰ھ میں وفات پائی۔

علی بن محمد بخاری

علی بن محمد بن علی رامشی بخاری : نجم العلماء اور حمید الدین الصغیری کے لقب سے مشہور تھے، امام کبیر، فقیہ محدث، مفسر، اصولی، جدلی، کلامی، حافظ متقن تھے۔ ماوراء النہر میں علم کی ریاست آپ پر منتہی ہوئی اور آپ کی جلالت کے آوازہ سے زمین کا طبق پڑ پڑا۔ فقہ شمس الاممہ محمد بن عبدالستار کردری سے پڑھی اور حدیث کو جمال الدین عبید اللہ محبوبی سے سنا اور آپ سے حافظ الدین عبداللہ بن احمد نسفی صاحب کنز

لحد ابو عبد اللہ فضل اللہ بن حسن بن حسین تورپشتی "دستور الامام" "ہدیۃ العالین" (مرتب)

اور ابوالمحامد محمود بن احمد بخاری صاحب حقائق شرح منظومہ اور جلال الدین محمد بن احمد صاعدی وغیرہ نے تفقہ کیا۔ جامع کبیر اور کتاب نافع اور کتاب منظومہ نسفی کی شرحیں لکھیں اور مواضع مشککہ ہدایہ پر فوائد نام سے حاشیہ لکھا۔ وفات آپ کی ۶۶۶ھ میں ہوئی اور امام ابی حفص کبیر کے پاس دفن کئے گئے اور بموجب وصیت کے آپ کو امام حافظ الدین نے قبر میں لکھا اور تقریباً پچاس ہزار آدمیوں کے ساتھ ان پر نماز جنازہ کی پڑھی۔ "شمع انور" تاریخ وفات ہے۔

محمد عبیدی

محمد بن احمد بن عمر صاعدی بخاری المعروف بہ عبیدی : جلال الدین لقب تھا۔ چونکہ آپ کے آبا و اجداد میں سے کوئی شخص عبید کے روز پیدا ہوا تھا اس لئے آپ عبیدی کی نسبت سے نامزد ہوئے۔ آپ اپنے زمانہ کے امام فاضل، عالم متبحر تھے اور اصول و فروع و خلاف میں معرفت تامہ رکھتے تھے۔ پہلے حسام الدین محمد اخیسیکتی پھر حمید الدین علی صزیری سے فقہ پڑھی اور ۶۶۸ھ میں فوت ہوئے اور مقام کلابا ذواق بخارا کے مقبرہ قضاة سبعہ میں مدفون ہوئے۔ "شمع صریم" تاریخ وفات ہے۔

ابن نقیب مفسر

محمد بن سلیمان بن حسن بن حسین بلخی قدسی المعروف بہ ابن النقیب : ابو عبد اللہ کنیت اور جمال الدین لقب تھا، اپنے زمانہ کے امام، عالم، زاہد، فقیہ، محدث، مفسر، جامع علوم مختلفہ تھے قدس میں نصف شعبان ۶۱۱ھ میں پیدا ہوئے، قاہرہ میں علم پڑھا اور مصر میں یوسف بن مجلی سے حدیث کو سنا۔ مدت تک جامع ازہر قاہرہ میں اقامت اختیار کی اور مدرسہ عاشورہ کے مدرس مقرر ہوئے پھر قدس کو واپس تشریف لے گئے جہاں لوگ دور دور سے آپ کی زیارت کو آتے اور آپ کی دعا سے تبرک چاہتے تھے۔ قرآن شریف کی ایک تفسیر المسمی بالتحریر والتجیر لا قوال ائمة التفسیر فی معانی کلام السميع البصیر منہایت کلاں ننانوے جلدوں میں ایسی تصنیف کی کہ اس سے پہلے تالیف نہ ہوئی تھی اور اس میں پچاس تفاسیر کے اقوال کو جمع کیا اور اسباب نزول و قرارت و اعراب و لغات حقائق اور علم باطن کو ذکر کیا۔ شعرانی نے کہا کہ میں نے اس سے بڑی کوئی تفسیر نہیں دیکھی۔ وفات آپ کی قدس میں ۶۶۸ھ میں ہوئی۔ "محدث زبدہ زمان" تاریخ وفات ہے۔

محمود بن محمد لولوی بخاری

محمود بن محمد بن داؤد لولوی بخاری : ابو محمد کنیت۔ کھتے تھے۔ بخارا میں ۶۲۷ھ کو

پیدا ہوئے۔ فقیہ، محدث، حافظ، مفسر، اصولی، متکلم، ادیب، کلام و جدل میں بڑی وسعت

۶۹۸ھ "دستور الاعدام" و "مشذرات الذاہب" و "جوہر البقیہ" (مرتب)

رکھتے تھے۔ فقہ برہان الاسلام زر نوحی تلمیذ صاحب ہدایہ اور ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عبد المجید قرشی اور سراج الدین محمد بن احمد اور بدر الدین خواہر زادہ محمد بن محمود اور حمید الدین علی السمری تلامیذ شمس اللہ محمد کردی وغیرہ فقہار سے پڑھی اور منظومہ نسفی کی شرح حقائق منظومہ نام نہایت مرغوب اور بدیع الاسلوب متداول بین العلماء تصنیف کی اور واقعہ بخارا میں ۱۰۷۰ھ میں درجہ شہادت کا پاکر گئے عالم جاودانی ہوئے۔ "نور اللہ مرقدہ" تاریخ وفات ہے۔

ہیبتہ اللہ طرازی

ہیبتہ اللہ بن احمد بن معلی بن محمود طرازی : لقب شجاع الدین تھا۔ فقیہ متبحر، اصولی مناظر، فارس میدان بحث تھے، دور دور سے طلباء آکر آپ سے فیضیاب ہوتے تھے، دمشق میں آئے اور فقہ جلال الدین عمر خبازی سے حاصل کی، شرح جامع کبیر، شرح عقیدہ طحاوی تبصرۃ الاسرار شرح منار تصنیف کیں اور ۱۰۶۰ھ میں وفات پائی۔ طرازی بفتح طاء طرازی کی طرف منسوب ہے جو ترکستان میں ایک شہر کا نام ہے۔ "آرائش زبانیوں" تاریخ وفات ہے۔

عمر کاخشتوانی

عمر بن احمد بن عمر کاخشتوانی : عالم جلیل القدر فاضل متبحر تھے۔ فرائض، حساب، جبر مقابلہ، ہیئت وغیرہ مختلف علوم میں ماہر کامل تھے۔ فرائض سراجیہ حمید الدین محمد بن علی نوتدی شاگرد ابی طاہر سراج الدین محمد بن محمد بن محمد سجائوندی مؤلف فرائض سراجیہ سے پڑھی اور آپ سے ابوالعلاء شمس الدین محمود کلاباذی فرضی نے اخذ کیا جس نے ضویر السراج شرح سراجیہ میں آپ سے بہت سے فوائد و تحقیقات نقل کئے جو آپ کی دقت نظر اور غوص فکر پر دال ہیں، شہر چہ جانیہ واقع ولایت خوارزم میں ماہ صفر ۶۴۳ھ میں فوت ہوئے۔ کاخشتوانی منسوب کخشتوان کی طرف ہے جو ایک شہر بخارا کے شہروں میں سے ہے۔

عبداللہ اذرعی

عبداللہ بن محمد اذرعی : شمس الدین لقب تھا۔ اپنے زمانہ کے امام فاضل عزیز العلم کبیر الملح تھے۔ اکثر علوم و فنون میں آپ کو مشارکت تامہ حاصل تھی، دیانت و صیانت و عفت اور تواضع میں مشار الیہ تھے۔ مدت تک دمشق کے قاضی القضاة رہے اور تخریث و تدریس اور افتاء آپ کا کام رہا۔ آپ کے بیٹے بدر الدین یوسف نے آپ سے علم اخذ کیا اور ۱۰۷۰ھ میں فوت ہوئے۔ اذرعی طرف اذرعات کے منسوب ہے جو شام میں ایک نواح کا نام ہے۔ "اشرف الانام" تاریخ وفات ہے۔

۱۰۷۰ھ ولادت ۱۰۶۰ھ وفات ۱۰۶۳ھ نجم الدین لقب ۱۰۶۰ھ ولادت ۱۰۶۵ھ "اشرف الانام" مؤلف ۱۰۶۵ھ

عبدالعزیز دبیری

عبدالعزیز بن احمد دبیری : سعید الدین لقب تھا۔ فقیہ مفسر، جامع معقول و منقول، حاوی فروع و اصول علامہ زمانہ تھے۔ تمام عمر تدریس و تصنیف اور تشریح علم میں مصروف رہے کہ ۱۳۶۳ھ میں وفات پائی۔ تفسیر دبیری آپ کی عمدہ تصنیفات میں سے یادگار ہے۔ "خواجہ اداں" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

شیخ محمد شاطبی

شیخ محمد بن سعید بن ہشام ابن الجنان شاطبی : شاطبیہ میں ۱۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے، ابوالولید اور فخر الولید کنیتیں تھیں۔ عالم ماہر، ادیب فاضل، شاعر محسن، حسن الاخلاق، خوش مزاج تھے پہلے مالکی مذہب تھے۔ جب شام میں آکر صاحب کمال الدین بن عدیم اور ان کے بیٹے قاضی القضاة مجاہد الدین کی صحبت اختیار کی تو مالکی سے حنفی مذہب ہوئے۔ اقبالیہ میں مدت تک درس دیتے رہے اور دمشق میں ۱۲۵۰ھ میں فوت ہوئے اور سفح قاسیون میں دفن کئے گئے۔ "سرور دہر" تاریخ وفات ہے۔

ابن شماع

محمد بن عبدالکریم بن عثمان المعروف بہ ابن شماع : فقیہ متبحر، فروع و اصول میں یرطونے رکھتے تھے۔ علوم شمس الدین عبداللہ بن عطار سے پڑھے اور ۱۲۶۶ھ میں وفات پائی۔ "ذہبت دہر" تاریخ وفات ہے۔

سلیمان اذرعی

سلیمان بن ابی المعز وہب بن عطار الاذرعی : صدر الدین لقب اور ابوالتریب کنیت تھی مصر میں آکر مقیم ہوئے۔ صفدی نے کہا ہے کہ آپ اپنے زمانہ کے امام عالم علامہ متبحر تھے۔ وفات و نحو امض فقہ میں عارف و ماہر تھے۔ مصر و شام میں ریاست مذہب حنفیہ کی آپ کی طرف منتہی ہوئی۔ فقہ محمود بن عبدالسید حصیری تلمیذ قاضی خان سے حاصل کی اور آپ سے آپ کے بیٹے محمد بن سلیمان اور احمد بن ابراہیم سروجی نے تفقہ کیا۔ مدت تک قضا مصر و شام کے متولی رہے اور تراسی سال کی عمر میں ۱۲۷۷ھ کو فوت ہوئے۔ "جوہر اسرار" آپ کی تاریخ وفات ہے۔ آپ نے قاضی خان کی شرح زیادات کو منتخب کیا۔

عبدالرحمن بن کمال الدین حلبی

عبدالرحمن بن کمال الدین عمر بن احمد بن سیدنا اللہ بن محمد بن سیدنا اللہ عقبی حلبی حنفی المعروف بہ ابن عدیم : مجاہد الدین لقب اور ابوالولید کنیت تھی، عالم فاضل، فقیہ محدث، ادیب، عارف مذہب

۱۲۷۹ھ جوہر مضیہ "ذہبت دہر" تاریخ وفات ہے۔

تھے۔ ۶۷۱ھ میں پیدا ہوئے۔ دمشق، حلب، بغداد، قدس، حرمین، روم کے محدثین سے حدیث کو سنا اور طلب کیا۔ آپ ہی ہیں جنہوں نے پہلے پہل جامع حاکم میں خطبہ پڑھا اور ظاہر یہ ہیں جبکہ وہ تعمیر ہوا، درس دیا اور شام کے قاضی القضاة ہوتے اور ریاست مذہب امام ابوحنیفہ کی مصر و شام میں آپ کی طرف منتہی ہوئی۔ ۶۷۱ھ میں وفات پائی۔ "کعبہ ثروت" تاریخ وفات ہے۔

محمود رازی

محمود بن عبدالقادر بن ابی بکر شہاب الدین رازی : سراج الدین عمر کے والد ماجد فقیہ محدث مفسر تھے۔ دمشق میں فقہ حصری اور مصر میں اپنے چچا زین الدین محمد بن ابی بکر تلمیذ صاحب ہدیہ سے پڑھی اور بعد خلاطی کے مدرسہ سیوفیہ میں مدت تک درس دیتے رہے اور ۶۷۸ھ میں وفات پائی، "ہادی خداوان" تاریخ وفات ہے۔

عبداللہ بن محمود موصلی صاحب مختار

عبداللہ بن محمود بن مودود بن محمد موصلی : ابو الفضل کنیت اور مجد الدین لقب تھا۔ ۵۹۹ھ میں شہر موصل میں پیدا ہوئے۔ پہلے اپنے باپ ابی الثناء محمود سے جو ۶۳۳ھ میں فوت ہوئے۔ مبنی علوم کے حاصل کئے پھر دمشق میں جا کر جمال الدین حصری سے علوم کی تکمیل کی اور فروع و اصول میں وحید العصر فرید الدہر ہوئے، بڑے بڑے فتاویٰ آپ کو حفظ تھے، اول کوفہ کی قضا کے متولی ہوئے پھر معزول ہو کر بغداد میں آئے اور مشہد امام ابی حنیفہ میں درس کو ترتیب دیا اور وہاں کے مفتی اور مدرس ہوئے یہاں تک کہ شنبہ کے روز ۱۹ ماہ محرم ۶۸۳ھ میں وفات پائی۔ "معدن حسان" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

آپ نے فقہ میں کتاب مختار میں جوانی کے وقت تصنیف فرمائی تھی پھر اس کی شرح اختیار نام تصنیف کی چنانچہ یہ دونوں کتابیں آپ کی فقہاء کے نزدیک بڑی معتبر و مستند ہیں یہاں تک کہ آپ کی پہلی کتاب متون اربعہ میں شامل ہے جن پر اکثر متاخرین فقہاء کا اعتماد ہے اور متون اربعہ یہ ہیں : مختار، کنز، وقایہ، مجمع البحرین آپ کے تین بھائی اور بھی تھے۔ عبدالدائم و عبدالعزیز و عبدالکریم نام جو عالم فاضل تھے چنانچہ عبدالدائم نے تو حدیث کو موصل میں سنا اور بیان کیا اور فقہ دمشق میں جا کر جمال الدین حصری سے حاصل کی اور ۶۸۳ھ میں وفات پائی اور عبدالعزیز و عبدالکریم دونوں فقیہ تھے جو موصل کے مدرس تھے۔

۱۔ محمود بن ابی بکر بن عبدالقادر بن شہاب الدین رازی "بواہر المفیہ" (ترتیب) ۱۷۵ ولادت ۵۶۰ (مربط)

داؤد بن یحییٰ قحطازی

داؤد بن یحییٰ بن حبان بن عبد الملک قحطازی، زبیدی، قرشی، اسدی، عماد الدین لقب تھا، اپنے زمانہ کے امام فاضل شیخ محقق دمشق کے قاضی تھے، نسب آپ کا زبیر بن عوام صحابی کی طرف منتهی ہوتا ہے۔ وفات آپ کی ۶۸۴ھ میں ہوئی۔ "سراج ہدایت" تاریخ وفات ہے۔

عبدالعزیز خوارزمی

عبدالعزیز بن عبدالسید بن عبدالعزیز بن محمود خوارزمی : ۶۲۷ھ میں پیدا ہوئے۔ ابوخلیفہ کنیت تھی۔ بڑے عالم فاضل جامع معقول و منقول تھے اور ابوالرجار مختار بن محمود زاہدی آپ کے ہم عصروں میں سے تھے اور آپ کی بڑی تعریف کیا کرتے تھے، ابوالعلاء نے اپنی معجم میں آپ کا ذکر کیا۔ وفات آپ کی بقول علی قاری ۶۸۳ھ کو قدس میں ہوئی۔ "ایزد پرست" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

احمد دمشقی

احمد بن صدر الدین سلیمان بن دھب دمشقی : تقی الدین لقب تھا۔ اپنے زمانہ کے امام فاضل، حافظ فنون اور صدر الصدور تھے۔ علوم اپنے باپ شاگرد صیری تلمیذ قاضی خاں سے حاصل کئے اور ۶۸۵ھ میں وفات پائی۔ "گوہر تاباں" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

صاحب عقائد نسفی

محمد بن محمد بن محمد ابو الفضل برہان نسفی : اپنے زمانہ کے امام فاضل، مفسر، محدث، فقیہ اصولی، متکلم تھے۔ ۶۸۷ھ کے قریب پیدا ہوئے۔ علم خلاف میں ایک مقدمہ تصنیف کیا اور علم کلام میں عقائد نسفی نام ایک کتاب لکھی جس کی سعد الدین تفتازانی وغیرہ نے شرحیں لکھیں اور امام فخر الدین رازی کی تفسیر کبیر کو ملخص کیا اور ماہ ذی الحجہ ۶۸۶ھ میں وفات پائی اور امام ابوحنیفہ کے مشہد کے پاس مدفون ہوئے۔ "امام ثقہ تاریخ وفات ہے۔ وہ جو صاحب کشف الظنون نے عقائد نسفی کو ابی حفص عمر نسفی کی طرف منسوب کیا ہے۔ یہ ان کے قلم کا زلہ ہے۔

برہان الدین محمود بخاری

شیخ برہان الدین محمود بن ابی الخیر السعدی بخاری : سلطان نغیث الدین بلبن کے وقت میں اکابر علماء و فضلاء میں سے فقیہ محدث جامع علوم عقیدہ و نقلیہ واقف فنون رسمیہ و عرفیہ صاحب شریعت و طریقت تھے اور شاعر عارفانہ کہتے تھے۔ آپ نے مشارق الانوار کو اس کے مصنف سے سنا کیا۔ آپ کا قول تھا کہ میں چھوڑت سال کی عمر میں اپنے باپ کے ہمراہ راستہ میں چلا جاتا تھا کہ سامنے سے حضرت مولانا

۱۔ داؤد بن یحییٰ بن حبان بن عبد الملک "جوہر المغنیہ" (مرتب) ۶۸۴ھ "دستورالاعلام" (مرتب)

برہان الدین مرغینانی صاحب ہدایہ کی سواری آئی اور میں اس نجوم میں اپنے باپ سے جدا ہو گیا۔ جب مولانا ممدوح کی سواری نزدیک آئی تو میں نے آگے ہو کر سلام کیا۔ آپ نے میری طرف دیکھ کر فرمایا کہ خدا تعالیٰ مجھ کو ایسا کہلاتا ہے کہ یہ لڑکا اپنے زمانہ میں علامہ ہو گا۔ میں نے یہ سخن اپنے کانوں سے سنا اور آپ کے ہر کاب چل پڑا۔ پھر ممدوح نے فرمایا کہ مجھ کو یہ کہلاتا ہے کہ یہ لڑکا ایسا ہو گا کہ بادشاہ اس کے دروازہ پر حاضر ہوں گے۔ آپ نے بارہا فرمایا ہے کہ قیامت کو خدا تعالیٰ مجھ کو کسی گناہ کبیرہ سے نہ پوچھے گا مگر ایک کبیرہ سے، لوگوں نے پوچھا کہ وہ کونسا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ سماع چنگ ہے جو بہت دفعہ میں نے سنا ہے۔

وفات آپ کی ۶۸۷ھ میں ہوئی اور قبر آپ کی حوض شمش کی جانب شرق واقع ہے جس کو تختہ نور کہتے ہیں، اکثر لوگ واسطے تیزی فہم اور زیادتی علم کے آپ کی قبر کی خاک لڑکوں کو کھلاتے ہیں "محدث فہیم" تاریخ وفات ہے۔

احمد بن ناصر حسینی

احمد بن ناصر بن طاہر حسینی : برہان الدین لقب، ابی المعالی کنیت تھی۔ فقیہ، مفسر جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے۔ سات جلدوں میں قرآن شریف کی ایک تفسیر نہایت برجستہ و مفید تصنیف کی اور ۶۸۹ھ میں وفات پائی۔ "بزرگ موجودات" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

عمر خبازی

عمر بن محمد بن عمر خبازی : بڑے عالم، فاضل، زاہد، عابد، جامع فروع و اصول تھے، لقب آپ کا جلال الدین تھا۔ علوم علاؤ الدین عبدالعزیز بخاری تلمیذ فخر الدین محمد بایرغنی شاگرد شمس اللامہ محمد بن عبدالستار کردری تلمیذ صاحب ہدایہ سے پڑھے اور کمالیت کے رتبہ کو پہنچے، پھر دمشق میں تشریف لائے اور وہاں کے مدرس مقرر ہوئے، پھر مفتی بنے اور حج کیا اور ہدایہ کی شرح اور ایک کتاب اصول فقہ میں مغنی نام سے تصنیف کی۔ ابوالعباس احمد بن مسعود بن عبدالرحمن قولوی اور بدر الطویل اور داؤد رومی منطقی اور ہبۃ اللہ بن احمد ترکستانی نے آپ سے علوم پڑھے۔ وفات آپ کی بقول کفوی ۶۹۱ھ اور بقول صاحب کشف ۶۸۷ھ میں واقع ہوئی۔

نعمان خطیبی

نعمان بن حسن بن یوسف خطیبی : معز الدین لقب تھا۔ بڑے عالم فاضل، فقیہ متبحر تھے۔ مدت تک قاہرہ کے قاضی القضاة رہے جن سے تمام لوگ خوش رہے اور ۶۹۱ھ میں وفات پائی۔

سہ ابو محمد نجدی "دستورالعلوم" (مرتب)

”مشہور آفاق“ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

محمد بخاری

محمد بن محمد بن نصر بخاری : ابو الفضل کنیت ، حافظ الدین کبیر لقب تھا۔ بخارا میں ۱۱۵ھ میں پیدا ہوئے۔ اپنے زمانہ کے امام منہج ، عالم ربانی ، زاہد عابد ، فقیہ محدث ، ثقہ متقن ، حافظ ، مفسر ، محقق ، مدق جمیع النواع علوم و فنون تھے۔ علوم فقہ وغیرہ حسام الدین حسین سفناقی اور شمس الاممہ محمد بن عبدالستار کردری اور احمد بن اسعد خرفیعی اور عبدالعزیز بن احمد بخاری اور محمد بن بخاری اور شمس الدین محمد کلکلبازی فرضی سے پڑھے اور حدیث کو شمس الاممہ محمد بن عبدالستار کردری اور ابی الفضل عبید اللہ محبوبی سے سنا اور روایت کیا۔ آپ سے حدیث کو ابی العلاء بخاری نے سنا اور اپنی معجم شیوخ میں آپ کا ذکر کیا۔ وفات آپ کی بخارا میں نصف شعبان ۱۹۳ھ میں واقع ہوئی اور کلکلبازی میں اپنے باپ کے پاس متصل ابی بکر طرخان کے دفن کئے گئے۔ ”آرائش عالم“ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

عبدالوہاب

عبدالوہاب بن احمد بن سحنون الخطیب : مجد الدین لقب تھا۔ فضلاء حنفیہ میں سے عالم ماہر ، فاضل بارع ، ادیب کامل ، شاعر بے مثل ، خطیب نیرب تھے۔ مدت تک مدرسہ دماغیہ کے مدرس رہے اور پچھتر سال کی عمر میں ۱۹۲ھ میں وفات پائی۔ ”بلند درجات“ تاریخ وفات ہے۔

احمد بعلبکی

احمد بن علی بن ثعلب بعلبکی : مظفر الدین لقب تھا مگر ابن ساعاتی کے نام سے اس لئے مشہور تھے کہ آپ کے والد ماجد علی بن ثعلب علم ہیئت اور نجوم اور عمل ساعات میں بڑے ماہر ماہر اور یگانہ زمانہ تھے۔ آپ شہر بعلبک میں جو دمشق سے بارہ فرسنگ کے فاصلہ پر ہے ، پیدا ہوئے اور بغداد میں نشوونما پایا اور کمال کے رتبہ کو پہنچ کر علوم شرعیہ میں امام زمانہ اور فروع و اصول میں حافظ ، متقن ، اہل ثقاہت ہوئے چنانچہ مشائخ زمانہ نے اس بات پر اقرار کیا کہ آپ جو انردی کے میدان کے شہسوار گذرے ہیں۔ شمس الدین اصفہانی شافعی شارح کتاب محمول آپ کو ابن حاجب پر فضیلت دیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ آپ ابن حاجب سے بہت ذکی ہیں ، یہاں تک کہ لوگ ذکار اور فصاحت و خوشخطی میں آپ سے تمثیل دیا کرتے تھے۔

علوم آپ نے تاج الدین علی بن سنجر تلمیذ ظہیر الدین محمد مصنف فتاویٰ ظہیر شاگرد

حسن قاضی خان سے حاصل کئے۔ مدت تک بغداد میں مدرسہ لطائف حنفیہ کے، جو دروازہ مستنصریہ میں واقع تھا، مدرس رہے۔ مجمع البحرین اور بدائع اصول فقہ میں بہت عمدہ کتابیں لکھیں اور علم ادب میں بھی نہایت مفید تصنیف کی۔ رکن الدین سمرقندی اور ناصر الدین بن محمد نے آپ سے مجمع البحرین پڑھی۔ وفات آپ کی ۶۹۲ھ میں ہوئی۔ "آرائش آفاق" تاریخ وفات ہے۔ آپ کی ایک بیٹی مسماۃ فاطمہ بڑی فقیہہ تھی جس نے آپ سے فقہ اور مجمع البحرین کو پڑھا اور اس پر عمدہ تعلیق لکھی۔

یوسف اذرعی

یوسف بن عبداللہ بن محمد اذرعی : بدرالدین لقب تھا۔ عالم دہر فاضل عصر ماہر علوم متعدد تھے۔ ۶۸۵ھ میں پیدا ہوئے۔ فقہ اپنے باپ قاضی القضاۃ شمس الدین عبداللہ اور محمود صیری سے حاصل کی۔ چار شنبہ کے روز ۱۳ ماہ ربیع الاول ۶۹۶ھ میں وفات پائی مفتناً عالم "آپ کی تاریخ وفات ہے۔

احمد صیری

احمد بن جمال الدین ابی المحامد محمود بن احمد بن عبدالسعید بن عثمان بن نصر بن عبدالملک بخاری المعروف بالمحیری : سبھارا میں ماہ رجب ۵۲ھ میں پیدا ہوئے۔ نظام الدین لقب تھا، اپنے زمانہ کے امام فاضل، فقیہ اجل تھے یہاں تک کہ حنفیوں میں سے آپ کے وقت میں کوئی آپ سے ہمسری نہ کر سکتا تھا۔ فقہ اپنے باپ جمال الدین محمود صیری سے پڑھی۔ مدت تک مدرسہ نوریہ میں تدریس پر رہے اور ۶۹۸ھ کو دمشق میں وفات پائی۔ "علامہ محدث" تاریخ وفات ہے۔

حسن بن احمد رازی

حسن بن احمد بن حسن بن انوشروان رازی : ۶۳ھ میں پیدا ہوئے۔ اپنے وقت کے امام کامل، علامہ فاضل، فروع و اصول میں سرآمد اور حدیث و تفسیر میں یدِ طولی رکھتے تھے۔ حسام الدین کے لقب سے ملقب اور قاضی القضاۃ کے خطاب سے پکارے جاتے تھے ۶۷۵ھ کو دمشق میں تشریف لائے اور یہاں بیس برس تک قاضی رہے، پھر مصر میں گئے اور وہاں چار سال تک دارالقضاہ کے متولی رہے اور ۶۹۹ھ میں تاتار کی لڑائی میں فوت ہوئے۔ "تجلی نور" تاریخ وفات ہے۔

۱۹۶۱ء "جواہر اللغیہ" ۱۰۰۰ احمد بن جمال الدین ابی المحامد محمود بن احمد بن عبدالسعید بن عثمان بن نصر بن عبدالملک بخاری المعروف بالمحیری (مرتب)

ایوب نخاس حلبی

ایوب بن ابی بکر بن ابراہیم نخاس حلبی : شہر حلب کے رہنے والے تھے۔ ابوصاہر کنیت اور بہار الدین لقب تھا۔ امام عالم اور مفسر، فقیہ محدث تھے۔ آپ کے زمانہ میں مذہب کی ریاست آپ پر منتہی ہوئی۔ حدیث کو مکہ معظمہ و قاہرہ اور بغداد کے محدثین سے پڑھا اور سنا اور آپ سے قاضی القضاة علی بن احمد طوسی اور یوسف بن محمد بن یعقوب بن ابراہیم بن النخاس حلبی نے پڑھا، ماہ شوال ۶۹۹ھ کی دوسری رات کو فوت ہوئے۔ تاریخ وفات آپ کی لفظ "مہرتاباں" سے نکلتی ہے۔ نخاس بضم نون و تشدید جائے مہملہ اس لیے ان کو کہا کرتے تھے کہ آپ تانبے کا کام کرتے تھے۔

محمد بن سلیمان دمشقی

محمد بن سلیمان بن وہب بن ابی العز دمشقی : شمس الدین لقب تھا۔ علم خلاف کے عالم فاضل اور فروع و اصول کے جامع تھے۔ علم اپنے باپ شاگرد صحیری تمیز قاضی خان سے پڑھا اور دمشق میں تیس سال سے زیادہ مفتی رہے۔ بعد ازاں وہاں کے قاضی مقرر ہوئے یہاں تک کہ ۶۹۹ھ میں وفات پائی۔

امام شمس الدین فرضی

محمود بن ابی بکر ابو العلاء بن علی کلاباذی بخاری : شمس الدین فرضی لقب تھا۔ ۶۴۴ھ میں شہر بخارا کے محلہ کلاباذ میں پیدا ہوئے۔ اپنے زمانہ کے امام محدث، متفق، فقیہ، صالح، فرضی، عارف رجال حدیث، جم الغضائل، یلیح الکتابت، واسع الرحلة، جبر فافر، بحر ذخائر علوم عقلیہ و نقلیہ تھے۔ آپ کے مشائخ سات سو سے کچھ اوپر تھے جن میں سے حافظ الدین کبیر محمد اور حمید الدین علی ضریر اور صدر الدین محمد خلاطی اور صدر الدین سلیمان بن وہب وغیرہ ہیں، حدیث کو ایک جماعت محدثین خراسان و بخارا و بغداد و دمشق و مصر وغیرہ سے سنا اور اپنے ہاتھ سے بکثرت لکھا اور معجم کا مسودہ کیا۔ فرائض کو نجم الدین عمر بن احمد کا خشتوانی سے پڑھا اور یہاں تک اس علم میں مہارت پیدا کی کہ لقب سے مشہور ہو کر فرائض میں امام و اس ہوئے اور مختصر سراجی کی شرح ضور السراج نام کتاب نفیس مشتمل بر ذکر ادلہ مذاہب مختلفہ تصنیف کی جو آپ کے تبحر علمی پر ایک دلیل ساطع اور برہان قاطع ہے اور اس کتاب کو مختصر کر کے منہاج نام رکھا اور ایک کتاب سنن سند کے بارہ میں تصنیف کی۔ آپ سے حدیث کو ابو حیان اور عبدالکریم برزالی وغیرہ نے سنا اور علم فرائض کو ایک جماعت نے پڑھا۔ ذہبی نے

۱۰۰۰ ولادت ۶۱۴ھ "جواہر المصنوعہ" ۱۰۰۰ محمد بن سلیمان بن ابی العز وہب - "جواہر المصنوعہ" ۱۰۰۰ محمد بن ابی بکر بن ابو العلاء، ولادت ۶۴۴ھ "جواہر المصنوعہ" (مرتب)

مشتبہ نسبت میں لکھا ہے کہ آپ نے ایک بڑی کتاب مشتبہ النسبۃ میں تسوید کی جس میں سے میں نے بہت نقل کی۔ آپ بسبب خوف قحط کے تارکے ساتھ مار دین میں تشریف لے گئے جہاں چند ماہ رہ کر سنہ ۱۰۰۰ میں وفات پائی۔ آپ کی تاریخ وفات "فقیر شہر" سے نکلتی ہے۔

طبقات قاری میں لکھا ہے کہ ابو حیان اندلسی نے کہا ہے کہ شیخ محدث ابو العلاء محمود بن ابی بکر بخاری طلب حدیث میں شہر قاہرہ میں تشریف لائے، بڑے نیک، خوش خلق، لطیف مزاج تھے۔ پس میں اور وہ حدیث کی طلب میں پھرتے تھے، پس جب وہ کسی خوبصورت کو دیکھتے تو فرماتے کہ یہ امام بخاری کی شرط پر صحیح ہے۔

شیخ الاسلام حناطی

شیخ الاسلام سدید بن محمد حناطی : علاؤ الدین لقب تھا، اپنے زمانہ کے امام کبیر اور فقہ و کلام میں رئیس بے نظیر تھے۔ علم نجم المشائخ علی بن محمد عمرانی تمییز مخشری سے حاصل کیا اور آپ سے ابو یعقوب یوسف سکاکی اور حسین بن محمد بارسی نے تفقہ کیا۔

رکن الدین خوارزمی

رکن الدین والحجانی خوارزمی : امام جلیل القدر کثیر العلم، معرفت اصول دینیہ میں اوجہ زمانہ اور مذہب و خلاف میں مجتہد سیکانہ تھے۔ نجم الدین حکیمی شاگرد فخر الدین حسن قاضی خان سے تفقہ کیا اور آپ سے نجم الدین مختار زاہدی صاحب فنیہ نے فقہ کو حاصل کیا۔

زر نوحی

برہان الاسلام زر نوحی : بڑے عالم فاضل، فقیہ محدث، جامع معقولات و منقولات تھے۔ فقہ وغیرہ برہان الدین مرغینانی صاحب ہدایہ اور حماد بن ابراہیم صفار اور امام زادہ چوہی سے حاصل کی اور کتاب تعلیم المتعلم نہایت نفیس و مفید قلیل الحجم کثیر المنافع تصنیف کی۔

محمد بن عبدالرشید کرمانی

محمد بن عبدالرشید بن نصر بن محمد بن ابراہیم بن اسحاق کرمانی : ابو بکر کنیت، رکن الدین لقب تھا۔ ائمہ اجدد میں سے غواص معانی و دقیقہ، فقیہ محدث، علم مذہب و خلاف میں یدِ طولیٰ اور حسن کلام و اسلاف کے نقل فتاویٰ میں دستگاہِ کامل رکھتے تھے۔ علم رکن الاسلام ابی الفضل عبدالرحمن کرمانی تمییز

۱۔ معجم المؤلفین کے مطابق یہ سنہ ۵۹۳ھ تک زندہ تھے اور ان کا لقب برہان الدین تھا ۱۲ (درتب) ۲۵ متوفی ۵۶۵ھ (معجم المؤلفین) (ترتب)

فخر القضاة ارسابندی شاگرد علی مروزی تلمیذ دہلوی سے پڑھا اور نیز جمال الدین مطہر بن حسین یزدی سے اخذ کیا۔ عزرا المعانی فی فتاویٰ ابی الفضل کرمانی اور زہرۃ الانوار حدیث میں اور جواہر الفتاویٰ اور حیرۃ الفقہاء وغیرہ کتب تصنیف کیں۔

محمد بن عبدالکریم خوارزمی

محمد بن عبدالکریم ترکستانی خوارزمی ؛ برہان الائمہ و شمس الدین لقب تھا۔ امام فاضل، فقیہ شجر تھے۔ فقہ دیقان محمد بن حسن کاسانی تلمیذ نجم الدین عمر نسفی سے پڑھی اور آپ سے مختار زاہدی صاحب قنیہ نے تفقہ کیا۔

اشرف بن نجیب

اشرف بن نجیب ؛ بڑے عالم فاضل فقیہ کامل تھے۔ ابو الفضل کنیت اشرف الدین لقب تھا۔ فقہ وغیرہ شمس الائمہ محمد عبدالستار کردری وغیرہ سے اخذ کی اور کاشغر میں فوت ہوئے۔

محمد یامیرعی

محمد بن محمد بن الیاس یامیرعی ؛ فخر الدین لقب تھا۔ اپنے وقت کے شیخ فاضل، فقیہ کامل تھے۔ فقہ شمس الائمہ سے پڑھی اور آپ سے عبدالعزیز بخاری وغیرہم نے تفقہ کیا۔ یامیرعی ایک بڑا قضیب ہے جو بخارا کے راستہ پر واقع ہے۔

محمد بن صاحب ہدایہ

محمد بن برہان الدین علی صاحب ہدایہ بن ابی بکر بن عبدالجلیل فرغانی ؛ ابو الفتح کنیت اور جلال الدین لقب تھا۔ اپنے باپ کی گود میں نشوونما پا کر علم و ادب کی غذا حاصل کی اور انہیں سے فقہ پڑھی، یہاں تک کہ آپ کے اہل عصر نے آپ کے فضل و تقدم کا اقرار کیا اور مذہب کی ریاست آپ کے وقت میں آپ پر منتہی ہوئی۔

عمر بن صاحب ہدایہ

عمر بن برہان الدین علی صاحب ہدایہ ؛ نظام الدین لقب تھا، اپنے بھائی جلال الدین محمد کی طرح آپ نے بھی اپنے باپ سے علوم حاصل کئے اور یہاں تک سعی کی کہ فضیلت و کمالیت کو پہنچ کر مرجع فتاویٰ و قضایا ہو کر شیخ الاسلام سے ملقب ہوئے اور ایک جم غفیر نے آپ سے استفادہ کیا اور کتاب جواہر الفقہ اور فوائد وغیرہ تصنیف کیں۔

۱۔ اشرف بن نجیب بن محمد بن محمد کاشانی "جوہر المصنف" ص ۱۵۱، فخر الدین محمد بن الیاس یامیرعی متوفی ۵۱۱ھ صاحب تصانیف بزرگ تھے جم المرعیشی۔

۲۔ ابو حفص کنیت ۵۶۰ھ کے بعد انتقال ہوا۔ "ہدینہ، عارفین" (مرتب)

صدرِ جہاں

محمد بن عبدالعزیز بن محمد بن حسام الدین صدر شہید عمر بن عبدالعزیز بن عمر بن مازہ بخاری المعروف بصدر جہاں : امام فاضل ، فقیہ شجر ، جامع علوم ، فارس میدانِ بحث ، عدیم النظر تھے۔ علمِ خلاف میں تعلیق لکھی اور سلسلہ میں مع ایک جماعت فقہائے بخارا کے حج کے ارادہ سے بغداد میں تشریف لائے جہاں کے وزیر اور اراکین نے بڑی تعظیم و تکریم سے آپ کا استقبال کیا مگر جب حج کر کے بغداد سے اپنے وطن کو واپس ہوئے تو لوگ آپ کے پیچھے آپ کو برا بھلا کہتے ہوئے شہر سے نکلے کیونکہ آپ سے راستہ میں حاجیوں کے ساتھ بڑی بدسلوکی ظہور میں آئی تھی یہاں تک کہ آپ کے غلام حاجیوں کو راستہ میں پانی سے منع کرتے تھے جس سے ان کو پانی کی طرف سے نہایت تنگی ہوئی، اس لئے حاجیوں نے بجائے صدر جہاں کے آپ کا صدر جہنم لقب رکھا۔

محمود مشقی

محمود بن عابد بن حسین صرخدی الاصل دمشقی المسکن : تاج الدین لقب تھا، قابل یگانہ ، شاعر بیکتا تھے۔ شہر صرخدی جو شام میں واقع ہے، ۵۸۲ھ کو پیدا ہوئے اور فقہ محمود صیری سے حاصل کی۔

محمود ترجمانی

محمود ترجمانی مسکی خوارزمی : برہان الدین لقب اور شرف الائمہ خطاب تھا۔ اپنے وقت کے امام کبیر اور فقیہ بے نظیر تھے۔ آپ کا بیٹا علاء الملک بھی بڑا عالم فاضل آپ کی حیات میں رتبہ کمال کو پہنچ گیا تھا یہاں تک کہ مذہب کی ریاست آپ کے زمانہ میں باپ بیٹوں پر منتہی ہوئی۔ آپ احمد بن اسمعیل ترمناشی اور محمود ناہری متوفی ۳۳۷ھ کے معصروں میں سے ہوئے ہیں۔

عماد الدین بن صاحب ہدایہ

عماد الدین بن برہان الدین علی صاحب ہدایہ : آپ صاحبِ فصولِ عماد یعنی البوافتح عبد الرحیم کے باپ تھے۔ فقہ اپنے باپ علی بن ابی بکر اور قاضی ظہیر الدین بخاری سے پڑھی یہاں تک کہ آپ اپنے دونوں بھائیوں شیخ الاسلام جلال الدین محمد اور نظام الدین عمر کی طرح عالم فاضل مرجع فتاویٰ اور شیخ الاسلام ہوئے اور کتاب ادب القاضی تصنیف کی۔

احمد بن عبید اللہ محبوبی

احمد بن عبید اللہ بن ابراہیم بن احمد محبوبی : صدر الشریعہ اکبر اور شمس الدین کے لقب سے

۱۰۰۰ محمد بن عابد بن حسین بن محمد بن علی جمال الدین اودنا ترمسی، مصنف تصنیف اللغات وفات دمشق ۴۰۰ھ بمولودین ۳۰۰ھ ابو جبر نام ۳۲۰ھ میں شہید ہوئے "ہدایۃ العارفين" (ترجمہ)

مشہور تھے، علماء کبار میں سے عالم فاضل، اصول و فروع میں دستگاہ کامل رکھتے تھے۔ علم اپنے باپ چچال الدین عبید اللہ بن ابراہیم تلمیذ محمد بن ابی بکر صاحب شرعۃ الاسلام شاگرد عماد الدین عمر بن بکر بن محمد زرنجری سے حاصل کیا اور آپ سے آپ کے بیٹے محمود بن احمد محبوبی نے اخذ کیا۔ کتاب تلیق العقول فی الفروق تصنیف فرمائی۔

یوسف خوارزمی فییدی

یوسف بن محمد خوارزمی فییدی : بڑے عالم فاضل، فقیہ، مفسر، ادیب تھے۔ صدر القراء خطاب اور رشید الامم لقب تھا، علوم مختار زابدی سے پڑھے۔ فییدی طرف فید کے منسوب ہے جو راستہ حجاز و عراق میں ایک منزل کا نام ہے۔

صاحب اصول الشاشی

نظام الدین شاشی مصنف مختصر اصول الشاشی : فقہ و اصول میں فرید العصر و حید الدہر تھے۔ اصول فقہ میں مختصر اصول الشاشی تصنیف کی اور اس کا نام خمیسین رکھا اور اس نام رکھنے کی وجہ یہ تھی کہ آپ کی عمر اس وقت پچاس سال کی تھی اور آپ نے یادگار کے طور پر اس کا نام رکھ دیا۔ یہ کتاب آپ کی ایسی مقبول خاص و عام ہوئی کہ تدریس کی کتب میں داخل ہو گئی۔ اس کی شرح ۸۱۰ھ میں مولیٰ محمد بن حسن خوارزمی الشہیر بہ شمس الدین شاشی نے تصنیف کی۔

ابوالقاسم تنوخی

ابوالقاسم تنوخی : اپنے زمانہ کے امام فقیہ، ادیب، محدث، مفسر تھے۔ علم حمید الدین ضریر متوفی ۶۶۶ھ تلمیذ شمس الامم کردری شاگرد صاحب ہدایہ سے پڑھا اور آپ سے شیخ وجیہ الدین دہلوی اور ملک العلماء سراج الدین سقفی دہلوی اور شمس الدین خطیب وغیرہم نے فقہ پڑھی۔

مہمون بن محمد مکحولی نسفی

مہمون بن محمد بن محمد بن معتمد بن محمد بن مکحول بن فضل مکحولی نسفی : ابوالمعین کنیت تھے۔ امام فاضل، جامع فروع و اصول تھے۔ کتاب تبصرة الدولہ و تمہید قواعد التوحید اور کتاب المناجیح اور شرح جامع کبیر وغیرہ تصنیف کیں اور علاء الدین ابوبکر محمد قندی صاحب تحفۃ الفقہاء نے آپ سے تفقہ کیا۔

۱۔ وفات ۶۶۶ھ، (مجموع المؤلفین) ۲۔ خمیس فی اصول الدین، امام فخر الدین رازی کی تصنیف ہے جس کی شرح محمد بن حسن خوارزمی نے لکھی ہے، اصول شاشی ۱۔ سخن بن ابراہیم شاشی، متوفی ۳۲۵ھ کی تصنیف ہے۔ ۲۔ ولادت ۶۱۵ھ، وفات ۶۵۵ھ حدیث پنجم میں ان کے حالات ملاحظہ کیے جائیں۔ (مرتب)

صاحبِ فصولِ عمادیہ

عبدالرحیم بن ابی بکر عماد الدین بن صاحب ہدایہ : ابوالفتح کنیت اور زین الدین لقب تھا فقہ اپنے باپ اور نیز حسام الدین علیا بادی سے حاصل کی اور ایک کتاب نہایت نفیس فقہ میں فصولِ عمادیہ نام تصنیف زمانی جس کی تالیف سے سمرقند میں شعبان ۶۵۱ھ کو فراغت پائی۔

صاحبِ کشف الایہام لرفع الاوہام

محمد بن عمر بن محمد نو جا بادی : ظہیر الدین لقب تھا، شہر نو جا بادی میں جو بخارا کے علاقہ میں واقع ہے۔ ۲۲ ماہ شوال ۶۱۶ھ میں پیدا ہوئے۔ اپنے وقت کے شیخ، عالم، فقیہ، عارف مذہب تھے۔ فقہ شمس الائمہ کردری سے حاصل کی۔ کتاب کشف الایہام لرفع الاوہام اور کشف الاسرار فی اصول الفقہ وغیرہ تصنیف کیں اور دمشق میں تشریف لائے اور بغداد میں درس دیا۔

احمد بن مسعود قونوی

احمد بن مسعود بن عبدالرحمن قونوی : ائمہ کبار اور اعیان فقہار میں سے نحوی، لغوی، اصولی تھے۔ علم جلال الدین عمر خیازی شاگرد عبدالعزیز بخاری سے حاصل کیا۔ ابوالعباس کنیت رکھتے تھے۔ عقیدہ طحاوی کی شرح لکھی اور امام محمد کی جامع کبیر کی بھی شرح تقریر نام چار جلد میں تصنیف کی مگر زندگی نے وفات کی کہ اس کو کامل کر سکتے جس کو آپ کے بعد آپ کے بیٹے نے پورا کیا۔

قاضی محمد عامری

قاضی محمد بن احمد عامری : ابو عاصم کنیت تھی۔ فقیہ فاضل اور دمشق کے قاضی تھے، آپ کی تصنیفات سے کتاب مبسوط میں جلد میں یادگار ہے۔ عامری طرف عامر بن لوی اور عامر بن صعصعہ اور عامر بن عدی کے منسوب ہے اور نیز عامر ایک لطن قیس غیلان سے ہے۔

عبداللہ بن مظفر

عبداللہ بن مظفر بن محمد بن ابراہیم : رضی الدین لقب تھا۔ اپنے زمانہ کے امام کامل، عالم، فاضل، فقیہ نحوی تھے۔ انشا اور بلاغت میں آپ کو یدِ طولیٰ حاصل تھا، بہت سی کتابیں اور دیوان اشعار و کتاب انشا و خطب وغیرہ تصنیف کیں۔ علوم مختار بن محمود زاہدی تلمیذ عبدالکریم ترکستانی شاگرد و ہقان کاسانی سے حاصل کئے اور آپ سے نجم الدین محمد بن ابی الثنا بغدادی اور بدر الدین محمود بن حسن بن علی عینی الشہیر کندی نے تفریح کیا۔

۱۔ ظہیر الدین ابوالمظفر بخاری وفات ۶۶۸ھ ۲۔ وفات حدود ۷۳۲ھ "بذیہ العارین" ۳۔ ابوالحسن محمود بن احمد (ابن کسراج) قونوی متوفی ۷۷۷ھ ۴۔ عبادی ہروی (۲۷۵-۳۵۸ھ) بقول صاحب کشف الطنون شافعی تھے۔ (مرتب)

حلیقہ ہشتم

۱۸ھویں صدی کے فقہار و علماء کے بیان میں

قاضی حصن

علی بن احمد بن علی بن یوسف المعروف بہ قاضی حصن : ۶۲۸ھ میں پیدا ہوئے کمال الدین لقب تھا، چونکہ حصن کراچی قضاہ آپ کے سپرد ہوئی تھی اس لئے آپ قاضی حصن کے نام سے مشہور تھے۔ وفات آپ کی ۶۳۸ھ میں ہوئی۔ "مجمع الحسنات" تاریخ وفات ہے۔

داؤد بن عثمان رومی

داؤد بن عثمان بن یعقوب رومی : شہاب الدین لقب تھا۔ بڑے عالم متبحر تھے، فقہ ایک جماعت کثیر فضلاء سے حاصل کی مدت تک قاہرہ میں درس و تدریس میں مصروف رہے اور محرم کے مہینے ۶۵۰ھ میں فوت ہوئے۔ "خواجہ ملک" تاریخ وفات ہے۔

ابن سراج قونوی

محمود بن احمد المعروف بہ ابن سراج قونوی : جمال الدین لقب تھا۔ اپنے زمانہ کے امام فاضل، شیخ حنفیہ تھے۔ آپ نے شیخ ابو محمد مکی قیسی متوفی ۶۳۸ھ کی تفسیر مختصر احکام القرآن کو نہایت خوبی و خوش اسلوبی سے ملخص کیا اور ۶۳۸ھ میں وفات پائی۔ "شمع رہنما" تاریخ وفات ہے۔

علی قاروسی رکابی

علی بن محمد بن حسن قاروسی رکابی : عالم فاضل اور قاہرہ کے مدرس تھے۔ ہدایہ پر تعلیقات لکھیں، قاروسی آپ کو اس لئے کہتے تھے کہ آپ بہت بڑا المباح عامہ باندھا کرتے تھے اور رکابی کے لقب سے اس لئے ملقب ہوئے کہ آپ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رکابیاں موجود تھیں، وفات آپ کی ۶۵۰ھ میں ہوئی۔

صاحب مدارک و کنز

عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی : ابوالبرکات کنیت اور حافظ الدین لقب تھا۔ شہر نسف یعنی نیشاب کے جو ماوراء النہر میں واقع ہے، رہنے والے تھے۔ اپنے زمانہ کے امام کامل، عالم محقق، فقیہ مدقق، فاضل عدیم النظر، فقہ و اصول میں سرآمد اور حدیث اور اس کے معانی میں بارع، زاہد و پرہیزگار تھے۔

لے ولادت ۶۰۰ھ سے قبل وفات ۶۰۰ھ مقصود حالات آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں (مرتب)

ابن کمال پاشا نے آپ کو فقہاء کے چھٹے طبقہ میں شمار کیا ہے جو روایات ضعیفہ اور قویہ کے تمیز کرنے پر قادر ہوں۔ فقہ شمس الاممہ محمد بن عبدالستار کر درمی اور حمید الدین صریہ اور بدر الدین خواہر زادہ سے حاصل کی اور امام محمد کی زیادات کو احمد بن محمد عتابی سے روایت کیا اور آپ سے سفناتی نے سماع کیا۔ تصانیف آپ نے فقہ و اصول میں بہت عمدہ اور معتبرہ کیں چنانچہ کنز الدقائق اور وافی اور اس کی شرح کافی اور منار اور اس کی شرح کشف الاسرار اور مصنفی شرح منظومہ نسفیہ اور مستصفی شرح فقہ النافع اور اعتماد شرح عمدہ اور عقیدہ حافظیہ اور منتخب خشکیتی پر دو شرحیں تصنیف فرمائیں اور ایک نہایت جدید اور معتبر تفسیر مدارک التنزیل نام تصنیف کی۔

جب آپ بغداد میں منگھ میں تشریف لائے تو آپ نے ہدایہ کی بھی شرح لکھی لیکن اتقانی نے غایۃ البیان میں لکھا ہے کہ آپ نے ضرور ہدایہ کی شرح لکھنی چاہی تھی مگر جب آپ کے اکابر معصرتاج الشریعہ نے سنا تو انہوں نے آپ کو کہا کہ آپ کی شان سے بعید ہے کہ اس ضعیف امر میں مصروف ہوں، پس آپ اس ارادہ سے باز رہے اور آپ نے چاہا کہ کوئی مستقل کتاب مثل ہدایہ کے تصنیف کی جاوے چنانچہ آپ نے کتاب وافی اور اس کی شرح کافی ایسی تصنیف کی کہ گویا ہدایہ کی ہی شرح تصنیف کی۔ وفات آپ کی بغداد میں جمعہ کی رات ماہ ربیع الاول ۸۱۳ھ میں ہوئی۔ "فقیر شہیر" تاریخ وفات ہے۔

احمد بن ابراہیم سروجی

احمد بن ابراہیم بن عبدالغنی بن اسحق سروجی : قاضی القضاة خطاب اور ابوالعباس کنیت تھی۔ اصل میں شہر سروج کے رہنے والے تھے جو شام کے ملک میں شہر حرمان کے پاس جہاں زرتشت پیدا ہوا تھا، واقع ہے۔ فقہ و اصول میں امام فاضل اور معقول و منقول میں شیخ زمانہ تھے فقہ قاضی القضاة ابی ربیع سلیمان اور محمد بن عباد خلاطی تمیز جمال الدین حصیری شاگرد قاضی خان سے پڑھی مدت تک مصر کے قاضی مفتی اور مدرس رہے اور آپ سے امیر علاء الدین علی بن بلبان بن عبداللہ فارسی اور علاء الدین علی بن عثمان ماردینی معروف بہ ابن ترکمانی نے فقہ پڑھی۔ آپ نے ہدایہ کی شرح کتاب الایمان تک غایۃ السروجی نام سے چھ جلدوں میں تصنیف کی اور اس کو دلائل عقلیہ و نقلیہ سے خوب مؤید کیا۔ علاوہ اس کے کتاب ادب القضاة، فتاویٰ سروجیہ، کتاب المناک، کتاب نفحات النسائم فی وصول الثواب الی الاموات، مؤلف فی حکم الخلیل، رسالۃ الحجۃ الواضحہ فی ان البسملة لیست من الفاتحہ وغیرہ کتب مفیدہ تصنیف کیں جو مقبول خاص و عام ہوئیں اور ماہ رجب ۸۱۳ھ میں وفات پائی۔ مشہور

لہ ولادت ۶۳۷ھ این تہیہ کاروئی جلدوں میں لکھا (مرتب)

زمانیاں " تاریخ وفات ہے۔

بیچے رومی

بیچے بن علی بن رومان رومی : نجم الدین لقب تھا۔ عالم، فاضل، صالح، امام جامع دمشق تھے۔ دور دور سے لوگ آکر آپ سے فیض یاب ہوتے اور فائدہ اٹھاتے تھے، وفات آپ کی سن ۶۱۷ھ میں ہوئی

اسحق بن علی

اسحق بن علی بن بیچے : ابوطاہر کنیت اور نجم الدین لقب تھا۔ علوم شرعیہ و دینیہ میں آپ کو پرلے درجے کی دسترس اور مہارت حاصل تھی۔ ہدایہ پر آپ نے بہت مفید اور نفیس حواشی تحریر کئے اور ۶۱۷ھ میں شہر قاہرہ میں وفات پائی۔

صاحب ہدایہ شرح ہدایہ

حسن، یحسین بن علی بن حجاج بن علی سغناقی : حسام الدین لقب تھا اور شہر سغناق کے جو ترکستان میں واقع ہے، رہنے والے تھے۔ اپنے زمانہ کے فقیہ کامل اور عالم فاضل نحوی جدلی تھے، فقہ حافظ الدین کبیر محمد بن محمد بن نصر بخاری اور فخر الدین محمد بن محمد بن الیاس مایرغنی اور عبد الجلیل بن عبد الکریم اور نحو مجدوانی وغیرہ سے حاصل کی، پھر بغداد میں تشریف لے گئے اور وہاں مشہد امام ابی حنیفہ کے مدرس بنے، بعد ازاں ۶۱۷ھ میں دمشق کی طرف حج کی غرض سے آئے اور قاضی القضاة ناصر الدین محمد بن عمر بن عدیم سے ملاقات کر کے اپنی مرویات و مسوغات کی سند حاصل کی۔ آپ سے قوام الدین محمد بن محمد بن احمد کاکی صاحب معراج الدرایہ شرح ہدایہ اور سید جلال الدین کرلانی صاحب کفایہ نے تفسیر کیا۔ آپ ابھی جوان ہی تھے کہ فتوے کا کام آپ کے سپرد کیا گیا۔ آپ نے ہدایہ کی شرح مسمی بہ ہدایہ بہت مبسوط تصنیف کی، علاوہ اس کے شرح تمہیدی قواعد التوحید لابن المعین مسمیون نسفی اور کافی شرح اصول بزدوی اور شرح منتخب اخیستی کی تصنیف کی اور علم صرف میں بھی ایک کتاب سجاج نام تصنیف کی اور ماہ رجب ۶۱۷ھ یا ۶۱۸ھ میں وفات پائی۔ "فقیہ متعبداً اور فقیہ حق شناس" تاریخ وفات ہے۔

اسمعیل بن عثمان دمشقی

اسمعیل بن عثمان بن عبد الکریم بن تمام بن محمد قرشی دمشقی : رشید الدین لقب تھا مگر ابن المعلم کے نام سے مشہور تھے۔ اپنے زمانے کے امام فاضل، شیخ حنفیہ، مفسر، محدث، فقیہ، اصولی، ادیب، حکیم، لغوی، نحوی، منطقی، متکلم تھے۔ ۶۱۷ھ میں پیدا ہوئے، لڑکپن میں جمال الدین حصیری سے فقہ حاصل کی پھر سجادوی سے ساتوں قرار تیں پڑھیں اور ابن زبیدی وغیرہ سے حدیث کو سماعت کیا،

۱۷۳ھ ترویجی متنوی ۵۱۳ھ "جواہر المفید" (مترجم)

یہاں تک کہ جملہ علوم میں فائق ہوئے اور قاہرہ میں ستائیس برس میں تشریف لائے اور اسی جگہ اخیر دم تک ٹھہرے رہے اور تدریس و افتاء آپ کا کام رہا۔ ابن حبیب نے آپ سے سماع کیا۔ بڑے زاہد متقی تھے مگر وفات سے دو برس پہلے آپ کا ذہن متغیر ہو گیا تھا۔ وفات آپ کی ماہ رجب ۱۲۸ھ میں ہوئی۔ محدث زبدۃ النجمن "تاریخ وفات ہے۔"

ابن معلم

یوسف بن اسمعیل المعروف بہ ابن المعلم بن عثمان نفی الدین قرشی : رشید الدین لقب لہ
مقا۔ عالم فاضل، فقیر کامل تھے۔ فقہ اپنے والد ماجد سے پڑھی اور مدت تک تدریس و افتاء میں مشغول رہے۔ اپنے والد کی وفات کے بعد ایک ماہ زندہ رہ کر قاہرہ میں ۱۲۸ھ میں وفات پائی۔

بدر الطویل

داؤد بن اغلب بن علی رومی المعروف بہ بدر الطویل : آپ نے مشرق و غربہ میں نشوونما پایا اور حیب دمشق میں آکر تیس برس تک رہے تو جلال الدین عمر خیابازی سے نفقہ کیا پھر حلب کو گئے اور وہاں پندرہ برس تدریس میں مصروف رہے بعد قلعہ مسلمین کی طرف تشریف لے گئے اور وہاں ۱۲۸ھ میں وفات پائی۔

داؤد بن مروان مطلی

داؤد بن مروان بن داؤد مطلی : نجم الدین لقب تھا۔ اپنے زمانہ کے امام فائق، فقیر، اصولی تھے۔ آپ سے فقہاء نے بڑا استفادہ کیا اور ۱۲۸ھ میں وفات پائی۔

عمر بن محمود

عمر بن محمود بن عبدالقادر : سراج الدین لقب تھا اور محمد معروف بابن السراج کے والد تھے۔ بڑے عالم فاضل، جامع اصناف علوم تھے، علم اپنے باپ شہاب الدین محمود شاگرد جمال الدین محمود حصیری تلمیذ قاضی خان سے حاصل کیا۔ پہلے اثرفیہ اور عاشورہ کے مدارس کے مدرس رہے پھر مصر کی قضا پر مامور ہوئے اور ۳ ماہ رمضان ۱۲۸ھ کو قاہرہ میں فوت ہوئے۔

خطاب حصاری

خطاب بن ابی القاسم قرہ حصاری : شہر قرہ حصار میں جو قسطنطنیہ سے دس منزل کے فاصلہ پر ہے، پیدا ہوئے۔ پہلے اپنے شہر کے علماء و فضلاء سے پڑھتے رہے پھر شام کی طرف تشریف لے گئے اور وہاں کے علماء سے حدیث و فقہ و تفسیر حاصل کی یہاں تک کہ اپنے زمانے کے افقہ اور
لے نفی الدین لقب۔ اپنے والد سے کچھ عرصہ قبل فوت ہوئے "شذرات الذهب" ۱۲۸ھ میں محمود بن ابی بکر رازی "سواہر المصیبا" (مرتب)

امام محقق و مدقق ہوئے۔ مدت تک تدریس و افتاء میں مصروف رہے۔ ۱۷۱۶ء میں کتاب خلافتیات عمر نسفی کی نہایت مفید شرح تصنیف فرمائی، پھر اپنے شہر کو واپس آئے اور تھوڑے دنوں کے بعد وفات پائی۔

حسین بن سلیمان دمشقی

حسین بن سلیمان بن فزارہ بن بدر بن محمد کفرئی دمشقی، شہر کفریہ کے جو ملک شام میں دمشق کے پاس واقع ہے، رہنے والے تھے۔ بڑے قاری اور عالم فاضل، فقیہ محدث تھے، چنانچہ ساتوں قرآنیں علی عبدالدائم سے پڑھیں اور حدیث کو ابن عبدالدائم سے سنا۔ اپنی عمر تدریس و افتاء میں گزار کر ۱۷۱۹ء میں وفات پائی۔ "سحاب رحمت" تاریخ وفات ہے۔

قاضی محی الدین کاشانی

قاضی محی الدین کاشانی، سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء کے اجل خلفاء میں سے علوم حدیث و تفسیر و فقہ میں استاد شہر دہلی اور زہد و تقویٰ و خوارق و کرامت میں مشہور زمانہ تھے، جب آپ کو جاذب حقیقی کا شوق غالب ہوا تو آپ نے پروانہ قضا کو جو بادشاہ کی طرف سے آپ کے پاس موجود تھا شیخ کی خدمت میں لاکر پارہ پارہ کر دیا اور فقر و مجاہدہ اختیار کر کے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ وفات آپ کی ۱۷۱۹ء میں ہوئی۔ "عالی درجات" تاریخ وفات ہے۔

محمد بن احمد لارندی

محمد بن احمد بن ظہیر لارندی، شمس الدین لقب تھا۔ بڑے فقیہ، خلافتی، اصولی، عالم فرائض و حساب تھے۔ فقہ صدر الدین سلیمان بن وہب سے حاصل کی اور آپ سے تاج الدین بن خلیل نے تفسیر کیا۔ فرائض میں کتاب مسمی بہ ارشاد ذوی الابواب الی معرفۃ الصواب اور کتاب ارشاد الراجی شرح فرائض سراجی اور شرح کتاب عروض اندلسی کی تصنیف کی اور ۱۷۱۶ء یا ۱۷۱۷ء کے قریب وفات پائی۔ "شہنشاہ جہاں" تاریخ وفات ہے۔

محمد بن عبدالرحمن سجاری

محمد بن عبدالرحمن بن محمد بن محمود سمرقندی سجاری، شیخ کبیر، عالم متبحر، فقیہ ذوالقدر تھے۔ سمرقند میں ۱۷۱۵ء میں پیدا ہوئے۔ بہت سے بلاد و امصار میں پھر کر علم کو حاصل کیا اور کمالیت کے رتبہ کو پہنچ کر مار دین، میں اقامت اختیار کی اور وہیں تدریس و تصنیف و افتاء کا کام دیا۔ یہاں تک کہ ماہ رمضان ۱۷۱۶ء میں رحلت فرمائی۔ "آرائش دہر" آپ کی تاریخ وفات ہے۔ آپ کی تصنیفات سے کتاب عمدة الطالب لمعرفة المذاهب یا دیگر ہے جس میں آپ نے مذاہب اربعہ اور

۱۷۱۶ء سال ۱۱۱۶ھ بمطابق ۱۷۱۶ء میں قیام فرمایا۔ ۱۷۱۶ء میں فوت ہوئے۔ "جواہر العین" (مرتب)

مذہب داؤد ظاہری اور شیعہ کو جمع کیا۔ سمعانی نے لکھا ہے کہ سجاری طرف سجاریہ کے منسوب ہے جو ایک شہر جزیرہ میں ہے جس کو سجاریہ بن مالک نے آباد کیا تھا مگر معلوم نہیں کہ صاحب ترجمہ شہر مذکور کی طرف کیوں منتسب ہوئے۔

شیخ نظام الدین اولیاء

شیخ نظام الدین اولیاء بدایونی دہلوی : آپ کا نام نامی محمد بن احمد بن علی بخاری اور لقب سلطان المشائخ و سلطان الاولیاء و سلطان السلاطین اور خطاب محبوب الہی اور نظام الملئۃ والدین تھا آپ جیسے اسرارِ طریقت و حقیقت میں اولیاءِ کامل و مکمل تھے ویسے ہی علومِ فقہ و حدیث و تفسیر و صرف نحو، منطق، معانی، ادب میں فاضل اجل عالم اکمل تھے۔ آپ کے دادا شیخ علی اور نانا خواجہ عرب بخاری سے پنجاب میں آکر لاہور میں سکونت پذیر ہوئے پھر بدایوں میں مع آپ کے والد ماجد شیخ احمد کے جا کر قیام کیا جہاں آپ ۳۳۲ھ میں پیدا ہوئے۔

جب پانچ سال کا سن شریف ہوا تو آپ کے والد فوت ہوئے۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو مکتب میں بٹھایا اور آپ نے کلام مجید کو ختم کر کے کتابیں پڑھنی شروع کیں۔ ابھی سن شریف بارہ سال کو نہ پہنچا تھا کہ آپ لغت کی کتاب پڑھنے لگے اور قدوری کو مولانا علاء الدین اصولی بدایونی سے ختم کیا، پھر ارادۃ تعلیم دہلی میں آئے اور شمس الملک سے مقاماتِ حریمی کو پڑھا اور حدیث کو یاد کیا اور مولانا کمال الدین زاہد سے مشارق الانوار کو سنا کیا۔ ان ایام میں آپ کو طالب علم نظام الدین بجات کہا کرتے تھے۔ پھر آپ بیس سال کی عمر میں اجودھن میں جا کر شیخ فرید الدین علیہ الرحمہ کی خدمت میں مشرف ہوئے اور ان سے قرآن شریف تجوید کیا اور چھ باب عوارف کے سند کئے اور تمہید البوشکور سلمیٰ وغیرہ کتابیں پڑھیں بعد ازاں چند سال کی محنت و ریاضت و عبادت میں تکمیل کو پہنچ کر خرقہ خلافت حاصل کیا اور دہلی میں تشریف لاکر غیاث پور میں جہاں آپ کا مزاد ہے اور اب بستی نظام الدین اولیاء کے نام سے مشہور ہے، سکونت پذیر ہوئے اور ہدایتِ خلق اور افادہ و افاضہ میں وہ فروغ حاصل کیا کہ کسی کو اس وقت کے اولیاء میں سے نصیب نہیں ہوا۔

فیضِ باطنی کا یہ حال تھا کہ جو شخص صدقِ اعتقاد سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا نظرِ کیمیا اثر کی تاثیر سے ولی کامل ہو جاتا۔ آپ کی کرامات و خوارق و عادات سے کتب بھری پڑی ہیں۔ اکیانوے سال کی عمر میں چار شنبہ کے روز ۱۸ ربیع الآخر ۸۲۷ھ میں وفات پائی۔ ”کعبہ تحقیقی“ تاریخ وفات ہے۔

۱۶۳۶ء میں پیدا ہوئے۔ روزِ تربت الزاھر ۱۸۲۷ھ

صاحب ہدایہ سے حاصل کی اور آپ سے قوام الدین محمد کاکی اور جلال الدین عمر بن محمد خبازی نے تفسیر کبیرہ تصنیف بھی نہایت برحسبہ و معتبر کی جو مقبول نام ہوئی، جس میں سے کتاب کشف الاسرار شرح بزوی اور کتاب تحقیق شرح منتخب حسامی مشہور و معروف ہیں اور اکثر متأخرین اہل اصول کی معتمد علیہ ہیں وفات آپ کی ۱۰۳۳ھ میں ہوئی۔ "عالم مشہور انام" تاریخ وفات ہے۔

عثمان بن ابراہیم مار دینی

عثمان بن ابراہیم بن مصطفیٰ بن سلیمان مار دینی : فخر الدین لقب تھا، نحوی، لغوی، مفسر، محدث، ادیب، بلغ، شیخ وقت، مرجع خاص و عام تھے۔ ولایت مصر میں مذہب حنفیہ کی ریاست آپ پر منتہی ہوئی اور تخریث و تدریس اور افتاء آپ کا کام رہا۔ جامع کبیر امام محمد کی شرح تصنیف کی اور اس کو گننام منصور یہ میں ڈال دیا۔ آپ کے دونوں بیٹوں یعنی قاضی القضاة علی و تاج الدین ابوالعباس احمد اور مصنف جواہر المضیہ محی الدین عبدالقادر قرشی وغیرہم نے آپ سے علم اخذ کیا۔ اکاسی سال کے ہو کر قاہرہ میں ماہ رجب ۱۰۳۱ھ میں فوت ہوئے۔ "شرف عالم" تاریخ وفات ہے۔

منطقی

ابراہیم بن سلیمان رومی قونوی معروف بہ منطقی : رضی الدین لقب تھا۔ علامہ فاضل، متدین، متواضع اور اپنے تلامذہ کے ساتھ بڑے محسن تھے۔ مدت تک دمشق میں مدرسہ نوریہ کے مدرس رہے اور ایک گروہ کثیر نے استفادہ کیا۔ سات دفعہ حج کیا اور ۱۰۳۱ھ میں وفات پائی۔ "مرآة ملک" آپ کی تاریخ وفات ہے۔ آپ کی تصنیفات سے جامع کبیر کی شرح چھ جلدوں میں اور کتاب منظومہ کی شرح یادگار ہے۔ قونوی طرف قونیر کے منسوب ہے جو ایک مشہور و معروف شہر ملک روم میں ہے۔

علی بن احمد طرسوسی

علی بن احمد بن عبدالواحد بن عبدالمنعم بن عبدالصمد طرسوسی : ماہ رجب ۱۰۶۹ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ نجم الدین ابراہیم طرسوسی صاحب فتاویٰ طرسوسیہ کے باپ تھے۔ عماد الدین لقب تھا، اور قاضی القضاة کے نام سے پکارے جاتے تھے۔ علم ابی العلاء محمود فرضی اور بہار الدین ابی جابر الیوب بن النحاس حلبی سے حاصل کیا۔ ۱۰۲۶ھ میں دمشق کی قضاہ آپ کے سپرد ہوئی، پھر کچھ مدت کے بعد اس کو آپ نے اپنے بیٹے کے لئے چھوڑ دیا اور کسی ایک مدارس میں درس دیا۔ آپ قرآن شریف بڑی جلدی پڑھا کرتے تھے یہاں تک کہ نماز تراویح میں تین ساعت یعنی ساڑھے سات گھنٹے میں تمام قرآن ختم کر لیا کرتے تھے اور کسی دفعہ ارکان واعیان کے حضور میں آپ نے دوثلث ایک ساعت میں تمام

لے ترکمانی "دستور الاعلام" جلد ۳۲، صفحہ ۸۰، سال "جواہر المفید" مجلہ المصنفین

قرآن پڑھ دیا جیسا کہ شیخ عبدالقادر صاحب جو اہر مضمین اور علی قاری نے لکھا ہے، اگرچہ اس قدر تیزی سے قرآن شریف ختم کرنا سامعین کے استعجاب کا باعث ہے مگر یہ بات ان کی کرامات میں سے تھی اور اس وصف کے بہت سے قاری گذرے ہیں یہاں تک کہ بعض ان سے روزہ مرہ چار ختم روز اور چار ختم رات کو قرآن شریف کے کیا کرتے تھے جیسا کہ امام نووی اور صاحب اتقان وغیرہم نے لکھا ہے پس اس سے انکار کرنا ایسا ہے جیسا صدور خوارق سے انکار کرنا۔ وفات آپ کی ۳۲ھ میں ہوئی "مشہوریم" تاریخ وفات ہے۔

ابن عجمی

محمد بن عثمان اصفہانی المعروف بہ ابن عجمی : شمس الدین لقب تھا، اپنے زمانہ کے امام فاضل، فقیہ محدث تھے۔ مدت تک اقبالیہ میں مدرس رہے اور مدینہ نبویہ میں تحدیث کی اور نیز مدینہ شریفہ نبویہ میں درس دیا اور حدیث کو دمشق میں روایت کیا۔ مذاہب میں ایک کتاب کتاب منسک نام جمع کی اور بقول ابوالفداء ۳۳ھ میں وفات پائی۔ "بزرگ شہر" تاریخ وفات ہے۔

عمر بن عمر بن احمد عقیلی حلی

عمر بن عمر بن احمد بن ہبۃ اللہ عقیلی حلی المعروف بہ ابن عدیم : عالم فاضل، ادیب شاعر، ذی فنون، صاحب مروءة و عصیبت تھے۔ نجم الدین لقب اور ابوالقاسم کنیت تھی، مدت تک حلب کے قاضی رہے اور قاضی القضاة کے خطاب سے مشہور ہوئے۔ آپ نے اپنے زمانہ ولایت میں کسی کو گالی نہیں دی اور نہ کسی سائل کو نا امید کیا۔ ۳۳ھ میں حماة علاقہ حلب میں فوت ہوئے۔ ابوالفداء نے آپ کے حق میں مندرجہ ذیل دو شعر اتاد کئے ہیں

قد کان نجم الدین نمتاً اشرقت بحماة للدانی بہا والقاصی
عدمت ضیاء ابن العدیم فالنشد مات المطیع فیا ہذاک العاصی

عبدالکریم بن عبدالنور حلی

عبدالکریم بن عبدالنور بن منیر بن عبدالکریم حلی : ۱۶ رجب ۶۶۳ھ میں پیدا ہوئے۔ اپنے زمانہ کے امام اور فقیہ فاضل محدث کامل تھے۔ قطب الدین لقب تھا، علم شمس الدین محمود بن ابی بکر کلاباذی فرنی سے اخذ کیا اور حدیث کو بکثرت سنا اور بیان کیا یہاں تک کہ حفاظ اور تقاد حدیث میں شمار ہوئے اور کسی دفعہ حج کیا۔ کتابوں کے عاریتہ دینے میں بڑے جوانمرد تھے۔ کتاب اہتمام بہ تلخیص امام اور شرح صحیح بخاری دس مجلد میں اور شرح سیرت عبدالغنی تصنیف فرمائی اور مصر کی ایک تاریخ

۶۶۵ھ ولادت ۶۶۸ھ وفات ۷۴۸ھ جو اہر المضمین (مرتب)

کچھ اوپر دس جلد میں لکھی، علاوہ ان کے اور بہت کتابیں تصنیف کیں اور سلخ ماہِ رجب ۳۵۳ھ میں اس جہانِ فانی سے رحلت کی، "محدث مقبولہ" تاریخِ وفات ہے۔

یوسف جعبری

یوسف بن اسحق بن ابراہیم بن جعبری : ابوالمحاسن کنیت اور صدر القراء لقب تھا۔ اپنے زمانہ کے امام، زاہد، مجتہد، محدث، فقیہ، حافظ، مفسر، ثقہ، متقن، قاضی اور روایات میں فردِ زمانہ تھے، علوم ابی العباس احمد سرہجی سے اخذ کئے اور مدت تک تلمیذ و تدریس اور افتاء کا کام دیا لیکن اعتزال کی تہمت آپ کو دی گئی۔ قاہرہ میں ماہِ شعبان ۳۵۳ھ میں وفات پائی۔ "محدث معجز بیان" تاریخِ وفات ہے۔

موسے تبریزی

موسے بن محمد تبریزی : ابوالفتح کنیت، مصلح الدین لقب تھا۔ اپنے زمانہ کے امامِ فاضل، فقیہ کامل تھے۔ ۳۶۹ھ میں پیدا ہوئے اور ۳۸۶ھ کو دمشق میں تشریف لائے، پھر واپس گئے اور ۳۹۲ھ میں پھر آئے اور قاہرہ میں رونق افروز ہوئے۔ کتاب بدیع کی ایک شرح نہایت مفید رفیع نام تصنیف کی، جب حج کر کے مدینہ منورہ کو جاتے تھے تو وادی بنی سالم میں پہنچ کر ۲۰ ماہ ذی الحجہ ۳۹۳ھ میں وفات پائی۔ "خلیل اللہ" تاریخِ وفات ہے۔

ابن زکشتی

احمد بن حسن المعروف بہ ابن زکشتی : لقب شباب الدین تھا، مدرسہ حسامیہ میں مدت تک مدرس رہے اور ہدایہ کی شرح سغنائی کا انتخاب کیا اور ماہِ رجب ۳۹۳ھ میں وفات پائی۔

اسماعیل فرضی نحوی

اسماعیل بن خلیل فرضی نحوی : تاج الدین لقب تھا۔ بڑے فقیہ، فرضی، اصولی پڑھنے والا، نیکو کار، عابد، زاہد تھے۔ فقہ فخر الدین عثمان بن مصطفیٰ ماردینی اور نجم الدین بلندی و تیس الدین محمود بن احمد سے حاصل کی اور ایک کتاب مقدمہ فقہ و فرائض میں تصنیف کی اور قاہرہ میں ۳۹۳ھ یا ۳۹۹ھ میں وفات پائی۔ "مہترانام" تاریخِ وفات ہے۔

علی بن بلبان مرتب معجم طبرانی و صحیح ابن حبان

علی بن بلبان بن عبداللہ فارسی : ابوالحسن کنیت اور علاء الدین لقب تھا۔ اصول و فروع میں بڑے متبحر، عدیم النظر، فقید المثل، فقیہ، نحوی، محدث، حسن الذکر تھے، اصول و فقہ کو

لے موسیٰ بن امیر حاج بن محمد معجم المومنین" ۳۷۷ھ "بواہر المصنوع" (مرتب)

علاء قنوی اور شمس الدین ابی العباس احمد سرچی اور صدر الامین محمد بن عباد خلاطی سے اخذ کیا اور حدیث کو دیماطی و محمد بن علی بن صاعد اور ابن عساکر وغیرہم سے سنا اور نحو ابی حبان سے پڑھی یہاں تک کہ اصول و مذہب میں مقدم اور نحو میں متقن ہوئے۔ کتاب صحیح ابن حبان اور کتاب معجم الطبرانی کو ابواب پر مرتب کیا، جامع کبیر کی شرح تصنیف کی اور خلاطی کی تلخیص جامع کبیر کی بھی تحفۃ الخریص نام ایک بڑی شرح تصنیف کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت لطیفہ اور ایک کتاب جامع مسائل مناسک میں تالیف کی۔ آپ ۶۷۵ھ میں پیدا ہوئے اور ۷۴۹ھ کو قاہرہ میں فوت ہوئے۔ "مرآت زمان" تاریخ وفات ہے۔

ابن قویہ

یحییٰ بن محمد بن عبدالرحمن بن محمد بن عبدالرحمن المعروف بے ابن القویہ : جمال الدین لقب تھا، عالم، فاضل، فقیہ، محدث، مفسر، ادیب تھے۔ حدیث کو سنا اور لوگوں سے بیان کیا۔ تدریس و افتاء میں تمام عمر مصروف رہے اور دمشق میں ۷۷۲ھ کو وفات پائی۔ "عزت دارین" تاریخ وفات ہے۔

صاحب جامع المضمرات

یوسف بن عمر بن یوسف صوفی : شیخ کبیر، عالم نخریہ، جامع علم حقیقت و شریعت تھے۔ آپ سے فضل اللہ صاحب فتاویٰ صوفیہ نے اخذ کیا۔ آپ کی تصنیفات سے جامع المضمرات شرح ترمذی معروف و مشہور ہے جو جامع تفاریح کثیرہ اور حاوی مسائل غفرہ ہے۔ ۷۷۲ھ میں وفات پائی۔ "رفیع الشان" تاریخ وفات ہے۔

صاحب تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق

عثمان بن علی بن محمد بن زلیعی : ابو محمد کنیت، فخر الدین لقب تھا۔ معرفت فقہ، نحو، فرائض میں بڑے مشہور تھے۔ ۷۷۲ھ کو قاہرہ میں آئے، تدریس و افتاء اور تنقید و تحقیق فقہ کی کر کے علم فقہ کو پھیلایا اور ایک حجم غفر کو فائدہ پہنچایا۔ کنز الدقائق کی ایک نہایت معتبر شرح تبیین الحقائق نام تصنیف کی جو مقبول نام ہوئی۔ صاحب کشف نے بیان کیا ہے کہ آپ نے جامع کبیر کی بھی شرح تصنیف کی ہے۔ وفات آپ کی ماہ رمضان ۷۷۲ھ میں ہوئی اور قرافہ میں دفن کئے گئے۔ زلیعی طرف زلیع کے منسوب ہے جو ایک شہر ساحل بحر حبشہ پر واقع ہے۔

لے ابن العزیریہ "جوہر الغنیہ" (موتب)

ابن ترکمانی

احمد بن عثمان بن ابراہیم بن مصطفیٰ ماردینی : قاہرہ میں شنبہ کی رات ۲۵ ماہ ذی الحجہ ۶۸۱ھ میں پیدا ہوئے۔ فقہ اپنے باپ اور بھائی سے پڑھی اور حدیث کو دمیاطی اور ابن صواف سے سنا اور ریواہیگی مدت تک تدریس کی اور فتوے دیا۔ تاج الدین لقب تھا مگر ابن ترکمانی کے نام سے مشہور تھے۔ تصانیف بہت عمدہ فقہ و اصول فقہ و حدیث و قرآن و نحو و ہیئت اور منطق وغیرہ میں کیں اور جامع کبیر و ہدایہ کی شرح تصنیف کی اور غرہ ماہ جمادی الاولیٰ ۷۴۲ھ میں وفات پائی۔ "معدن شرف" آپ کی تاریخ وفات۔

برہان الدین بن علی واسطی

برہان الدین بن علی بن احمد بن علی بن سبط بن عبدالحق واسطی : امام عالم، فقیہ محدث، عارف غوامض مذہب، قاضی ولایت مصر تھے۔ روایت اپنے جد امجد اور ابن البخاری سے کی، درس دیا اور مناظرے کئے۔ ہدایہ کی شرح تصنیف کی اور بہیقی کی سنن کبیر کا مختصر کیا اور ماہ ذی الحجہ ۷۴۲ھ میں وفات پائی۔ "گوہر شاہوار" تاریخ وفات ہے۔

علی بن داؤد قحطازی

علی بن داؤد بن یحییٰ بن حیان بن عبد الملک قحطازی : نجم الدین لقب اور ابو الحسن کنیت تھی۔ امام فاضل، فقیہ محدث، اصولی، نحوی، شیخ اہل دمشق تھے۔ بڑے بڑے علماء و فضلاء سے علم اخذ کیا چنانچہ فقہ شمس صریحی اور اصول بدر بن جماعہ سے اخذ کیا اور حدیث کو نجم شقرادی سے سنا۔ نحو علماء بن مطرزی اور عربی محمد تونسلی سے پڑھی اور سو کتاب مناسک حج اور کچھ نظم و نثر کے آپ نے تصنیف اس واسطے نہ کی کہ لوگ مصنفین پر عیب پکڑتے ہیں پس کیا ضرورت ہے کہ اپنے آپ کو نشانہ بنایا جاوے؟ جمادی الاولیٰ ۷۸۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۲ ماہ رجب ۷۸۵ھ کو وفات پائی۔ "بحر سعادت" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

صدر الشریعہ صاحب شرح وقایہ

عبداللہ صدر الشریعہ الاصفہانی مسعود بن تاج الشریعہ محمود بن صدر الشریعہ الاکبر احمد بن جمال الدین عبداللہ الحبیبی صاحب شرح وقایہ : اپنے زمانہ کے امام متفق عدلیہ اور علامہ مختلف الیہ حافظ قوانین شریعت لخص مشکلات اصل و فرع، شیخ فروع و اصول، عالم معقول و منقول، فقیہ، اصولی، خلائی، جدلی، محدث، مفسر، نحوی، لغوی، ادیب، نظار، متکلم، منطقی، عظیم القدر، جلیل المحل، مغذی علم و ادب تھے۔ نسب آپ کا عبادہ بن صامت صحابی کی طرف منتہی ہوتا ہے اور صدر الشریعہ

صدر الشریعہ ابن ابراہیم بن علی المعروف ابن عبدالحق "جوہر المصیۃ" (مرتب)

کے لقب سے پکارے جاتے تھے۔ علم اپنے دادا امام تاج الشریعہ محمود بن صدر الشریعہ احمد تلمیذ جمال الدین مجبوی والد خود شاگرد شیخ الامام مفتی امام زادہ تلمیذ عماد الدین بن شمس الائمہ زہنجری سے حاصل کیا۔ آپ اپنے دادا کی تقید نفاہت اور جمع کرنے فوائد میں بڑے مہتمم تھے اس لئے آپ نے ان کی کتاب وقایہ کی نہایت عمدہ شرح تصنیف کی جو اب مقبول نام اور مشہور بین الخواص والعوام ہے۔ پھر آپ نے کتاب وقایہ کو مختصر کر کے نام اس کا نقایہ رکھا۔ اصول فقہ میں ایک لطیف متن تنقیح تام سے تصنیف کیا، پھر اس کی ایک شرح نفیس توضیح نام سے تالیف کی، علاوہ ان کے کتاب مقدمات الاربعہ اور کتاب تعدیل العلوم فی اقسام العلوم العقلیہ اور کتاب الوشاح فی علم المعانی اور کتاب الشروط و کتاب المحاضر وغیرہ تصنیف کیں جو تمام علماء و فقہاء کے نزدیک مقبول و معتد ہوئیں اور انہوں نے ان کے بڑی خوشی سے حواشی تصنیف کئے۔ وفات آپ کی ۱۲۷۶ھ میں ہوئی۔ آپ کا مزار اور آپ کی اولاد اور والدین اور اجداد والدین کی قبریں شریع آباد بخارا میں ہیں لیکن آپ کے دادا تاج الشریعہ اور نانا برہان الدین کے مرقدین کرمان میں ہیں جہاں وہ فوت ہوئے۔ تاریخ وفات آپ کی جلیل المراتب ہے۔

مولانا شمس الدین یحییٰ

مولانا شمس الدین یحییٰ اودی : علمائے مشاہیر میں سے فقیہ، محدث، عالم فاضل، جامع منقول و معقول، حاوی فروع و اصول تھے اور آپ کے زمانہ میں کسی کو علمائے وقت میں سے علوم فقہ و حدیث و تفسیر وغیرہ میں آپ کے ساتھ تاب مقادمت نہ تھی۔ اکثر لوگ دور دراز کے آپ سے تلمذ کرتے اور آپ کی شاگردی کو ایک فخر سمجھتے تھے۔ شیخ نصیر الدین محمود چرخ دہلی نے آپ کی تعریف میں فرمایا ہے

سألت العلم من اجیاک حقاً فقال اعلم شمس الدین یحییٰ

جن دنوں آپ واسطے تحصیل علم کے اودھ سے دہلی میں تشریف لائے، شیخ نظام الدین اولیاء کی کرامات کا نہایت شہرہ ہوا تھا۔ ایک دن آپ بھی ہمراہ مولانا صدر الدین نادی کے شیخ موصوف کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شیخ نے آپ سے پوچھا کہ آپ شہر میں کونسی جگہ رہتے ہیں اور کونسی کتاب پڑھتے ہیں؟ آپ نے عرض کیا کہ مولانا ظہیر الدین بہکری سے اصول بزودی پڑھتا ہوں۔ شیخ نے آپ سے بعض مواضع کتاب مذکور کے جو اشکال میں مشہور تھے، آپ سے پوچھے۔ آپ نے عرض کیا کہ سبق ہمارا اسی جگہ تک پہنچا ہے اور یہ باتیں جو آپ نے پوچھی ہیں ہم پر بھی مشکل رہی ہیں۔ اس پر شیخ نے ان تمام مواضع کو ایسا حل کیا کہ آپ شیخ کے معتقد اسخ ہو گئے اور بعد چند سے مرید ہو کر مرتبہ کمالیت کو لیکر بعد حصول خلافت

۱۲۷۵ھ "دستور الامام" (مرتب)

کے بہت کم لوگوں کو مرید کرتے تھے۔ آپ نے مشارق الانوار کی شرح تصنیف کی اور اس میں یہ روایت نقل کی کہ ماتناوب النبی قط، یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز اباسی نہیں لی۔

کہتے ہیں کہ سلطان محمد تغلق نے، جس نے مخلوقات کو نہایت تنگ کر رکھا تھا، آپ کو اپنے پاس طلب کر کے حکم دیا کہ آپ جیسے عالم فاضل کا یہاں کیا کام ہے؟ آپ کا شہیر کو جائیں اور وہاں خلقت خدا کو اسلام کی طرف دعوت کریں۔ اس وقت تو آپ کا شہیر کا جانا منظور کر کے سلطان کی مجلس سے باہر آگئے مگر لوگوں سے آکر فرمایا کہ میں نے خواب میں اپنے شیخ کو دیکھا ہے کہ وہ مجھ کو اپنے پاس بلاتے ہیں۔ دوسرے روز آپ کے سینہ میں ایک دنبل نکل آیا اور آپ بیمار پڑ گئے۔ جب یہ خبر سلطان کو ہوئی تو اس نے اس احتمال سے کہ شاید آپ بہانہ کرتے ہیں، اپنے پاس بلایا، ادھر آپ نے ۴۲ھ میں اس جہان کو وداع کیا اور قبر آپ کی پاران جو تڑہ میں واقع ہے۔ ”ناہد خلق“ تاریخ وفات ہے۔

عبداللہ بن فخر الدین احمد عراقی کوفی

عبداللہ بن فخر الدین احمد المعروف بہ ابن فصیح بن علی بن احمد عراقی کوفی : جلال الدین لقب تھا۔ ۴۲ھ میں پیدا ہوئے۔ اپنے باپ کی طرح جامع علوم نقلیہ و عقلیہ تھے اور حدیث کے بڑے طالب تھے چنانچہ بغداد میں ایک جماعت سے حدیث کو سنا اور دمشق میں حافظ ذہبی جزری سے سماعت کیا یہاں تک کہ کمال و فضیلت کو پہنچے۔ وفات آپ کی ۴۲ھ میں ہوئی۔

قوام الدین کاکی

محمد بن محمد بن احمد سجاری المعروف بہ قوام الدین کاکی : عالم فاضل، فقیہ متبحر تھے۔ علم علام الدین عبدالعزیز سجاری شاگرد فخر الدین محمد بن محمد بن محمد بایرغنی سے حاصل کیا اور ان سے اور حسام الدین حسن مغناتی سے ہدایہ کو پڑھا اور قاہرہ میں آکر جامع ماردین میں اقامت اختیار کی اور افتاء و تدلیس میں مشغول رہے یہاں تک کہ ۴۹ھ میں وفات پائی۔ چشمہ عرفان“ تاریخ وفات ہے۔ ہدایہ کی شرح مستے بہ معراج الدرایہ اور کتاب عیون المذاہب ائمہ اربعہ کے اقوال میں تصنیف کی۔

محمد بن احمد ماردینی ترکمانی

محمد بن احمد بن عثمان بن ابراہیم بن مصطفیٰ ماردینی ترکمانی : ۴۲ھ میں پیدا ہوئے۔ جلال الدین لقب تھا۔ عالم متبحر اور نوادر زمانہ سے تھے مگر افسوس آپ کی عمر نے وفات کی اور عین نوجوانی کی حالت میں ۴۹ھ میں انتقال کیا۔ کہتے ہیں کہ اگر آپ کی عمر وفا کرتی تو آپ اپنی ذکاوت اور ہوشیاری کے باعث اپنے زمانہ کے علماء و فضلاء سے سبقت لے جاتے۔

علی بن محمد حاصری

علی بن محمد حاصری : نور الدین لقب تھا۔ بڑے فقیہ، اصولی، فرضی تھے۔ ۶۸۸ھ میں قاہرہ میں پیدا ہوئے۔ علوم شیخ شمس الدین محمود سے پڑھے، بعد ازاں درس و افتاء میں مشغول رہے، اور ۷۹۰ھ میں وفات پائی۔

عبدالعزیز بن علی ماردینی ترکمانی

عبدالعزیز بن علی بن عثمان ماردینی ترکمانی : فقیہ فاضل، عالم کامل تھے۔ علم اپنے باپ سے اخذ کیا اور انہیں سے حدیث کو سنا اور روایت کیا اور اپنے ہاتھ سے بہت کچھ لکھا۔ کئی جگہ مدرسے رہے اور اپنے باپ کی ہی حیات میں ۷۹۰ھ میں وبار سے فوت ہوئے۔

ابن مہاجر حنفی

شیخ احمد بن عبداللہ المعروف بہ ابن المہاجر حنفی : شہاب الدین لقب تھا۔ نحو و عروض میں عالم فاضل، فقہ و اصول میں عارف کامل تھے۔ حیات میں قاضی جمال الدین عبداللہ بن العدیم کی طرف سے نائب رہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں قصائد اور نظم حسنہ تصنیف کی اور ماہِ رجب ۷۹۰ھ میں وفات پائی۔

علی بن عثمان ماردینی

علی بن عثمان بن ابراہیم ماردینی : علاء الدین لقب تھا لیکن ابن ترکمانی سے مشہور تھے۔ فقہ و اصول میں امام عالم، شیخ کامل، بارع، محقق، مدقق اور فنون عقلیہ و نقلیہ میں ماہر تبحر اور حدیث و تفسیر میں یدِ طولی رکھتے تھے۔ فرائض، حساب، شعر، تواریخ میں دستگاہ کامل حاصل تھی۔ مدت تک ولایت مصر کے قاضی رہے۔ تصانیف کثرت سے کی چنانچہ آپ کی تصانیف سے بہجتہ الاعراب بہانی القرآن من الغریب والمنخب فی الحدیث والمؤلف والمختلف وکتاب الضعفاء والمتروکین وجواهر النقی فی الرد علی البیہقی ومختصر المحصل فی الکلام ومعدن فی اصول الفقہ ومختصر رسالۃ القشیری ومختصر علوم الحدیث لابن الصلاح وغیر ذلک مشہور و معروف ہیں۔ علاوہ ان کے کتاب ہدایہ کو بھی مختصر کر کے نام اس کا کفایہ رکھا اور پھر اس کی شرح کرنی شروع کی تھی مگر اس کو تمام نہ کر سکے کہ عاشورہ کے روز ۷۹۰ھ میں موت کا پیادہ آگیا۔ ہادی مکتب تاریخ وفات ہے۔

آپ کے بعد آپ کے بیٹے قاضی القضاة عبداللہ بن علی نے شرح مذکور کو پورا کیا۔ حسب جواہر مصنیب لکھتے ہیں کہ میں نے علی بن ترکمانی سے ایک پارہ ہدایہ کا پڑھا اور حدیث میں آپ کی ملازمت

لہ فاطری "جواہر العیوب" (مرتب)

کی، سیوطی نے آپ کی ولادت ۶۸۳ھ اور وفات ۷۲۵ھ میں قرار دی ہے۔

قاضی زین الدین عجمی

قاضی زین الدین عجمی : عالم متبحر اور فروع و اصول میں بیحد طویلے رکھتے تھے۔ ابی سعید حاکم
نتار کی طرف سے دارالقضار کے متولی ہوئے، مختصر ابن حاجب کی شرح تصنیف کی اور ۷۵۳ھ میں وفات پائی،
”علوم مرتبہ“ تاریخ وفات ہے۔

ابن فصیح

احمد بن علی بن احمد ہمدانی کو فی المعروف بہ ابن فصیح : ابوطالب کنیت اور فخر الدین لقب
تھا۔ کوفہ میں ۷۸۷ھ میں پیدا ہوئے۔ اپنے وقت کے امام علامہ اور جامع علوم نقلیہ و عقلیہ تھے۔ آپ کے
زمانہ میں امام ابوحنیفہ کے مذہب کی ریاست آپ پر منتی ہوئی اور مدرسہ مشہد ابوحنیفہ کے مدرس رہے۔ علم
حسن سفاقی صاحب ہنایہ سے حاصل کیا۔ بغداد اور دمشق میں تدریس و تعلیم کو جاری کیا اور فتوے
دیتے رہے۔ نظم الکفر، نظم النافع، نظم السراجیہ فرائض میں، نظم المنار اصول فقہ وغیرہ میں کتابیں تصنیف
کیں اور آپ سے عبدالوہاب بن احمد بن دہبان دمشقی نے فقہ پڑھی۔ وفات آپ کی دمشق میں یکشنبہ
کے روز ۷۵۵ھ کو وقوع میں آئی۔ ”بزرگ کشور“ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

کمال الدین علامہ

شیخ کمال الدین علامہ : شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی کے خواہر زادہ اور خلیفہ تھے،
آپ کے نسب کا سلسلہ حضرت امیر المؤمنین حسن رضی اللہ عنہ تک منتهی ہوتا ہے۔ چونکہ آپ علوم حدیث و تفسیر
وفقہ و اصول میں یکجا زمانہ تھے اس لئے علامہ کے خطاب سے مخاطب ہوئے اور اپنے پیر و روشن ضمیر سے
مشرق خلافت کا پہنکر احمد آباد و گجرات میں تشریف لے گئے اور وہاں قبولیت عظیم پائی، پھر دہلی میں
تشریف لائے اور مدت تک خلق کی ہدایت و افادہ میں مشغول رہ کر ۷۵۶ھ میں وفات پائی اور دہلی
میں مدفون ہوئے۔ تاریخ وفات آپ کی ”منتقى اہل یقین“ ہے۔

صاحب فتاویٰ طرسوسیہ

ابراہیم بن علی بن احمد بن عبدالواحد طرسوسی : نجم الدین لقب اور قاضی القضاہ خطاب
تھا۔ شہر طرسوس کے جو ملک شام میں واقع ہے، رہنے والے تھے۔ بڑے عالم فاضل فقیہ اصولی تھے،
۷۲۶ھ میں جب آپ کے والد ماجد فوت ہوئے تو آپ کو دمشق کا قاضی بنایا گیا جہاں آپ مدت تک
منصب فتوے پر متمکن رہے اور تدریس کو جاری رکھا۔ فتاویٰ طرسوسیہ اور کتاب انفع الوسائل کو تصنیف

کیا اور ۱۵۸ھ میں وفات پائی۔

امیر کاتب القانی

امیر کاتب العمید بن امیر عمر بن امیر غازی القانی : آپ کا مولد قصبہ اتقان تھا جو ملک ترکستان میں نہر سجون کے پار کی طرف واقع ہے۔ کنیت ابو حنیفہ اور قوام الدین لقب رکھتے تھے۔ بعض نے کہا ہے کہ نام آپ کا لطف اللہ تھا۔ ماہ شوال ۱۸۵ھ میں پیدا ہوئے۔ احمد بن اسعد بن یحییٰ شاکر و حمید الدین علی صریہ بخاری تلمیذ شمس اللامہ کہ درسی اور اپنے ملک کے دیگر علماء کرام و فضلاء عظام سے متعدد علوم حاصل کئے اور نیشاپور میں جا کر مصنف کتاب کافی سے فخر الاسلام کا اصول پڑھا یہاں تک کہ علمائے حنفیہ کے سردار اور فقہ و حدیث، لغت عربی وغیرہ میں اعلیٰ درجہ کے لائق قائل ہوئے آپ ہلیہ سیر اور اورلسن خام اکثر کھایا کرتے تھے۔ ۱۸۶ھ میں جبکہ آپ حجاز کے سفر میں تھے تو کتاب منتخب حسامی کی شرح تبیین نام تصنیف کرنی شروع کی اور لیلیۃ البرارۃ میں اس کو ختم کیا۔ ۱۸۷ھ میں دمشق میں تشریف لائے۔ یہاں آپ کو ایک دن امیر نائب سلطنت کے ساتھ نماز مغرب پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ امام نماز نے رفع الیدین کیا۔ آپ نے اس کو کہا کہ امام اعظم کے مذہب کے رو سے آپ کی نماز باطل ہوئی۔ رفتہ رفتہ یہ خبر قاضی تفتی الدین سبکی شافعی المذہب کو پہنچی، انہوں نے آپ کی تزیید کی پس آپ نے ایک مستقل رسالہ رفع الیدین کے بطلان میں لکھا اور اس کو محمول نسفی کی روایت سے جنہوں نے امام اعظم سے بطلان رفع الیدین کی روایت کی ہے، مستند کیا۔ اس بات سے آپ اور امیر مذکور کے درمیان شکہ رنجی ہو گئی اس لئے آپ مصر کو چلے گئے جہاں ماہ محرم ۱۸۷ھ میں پہنچے اور لوگوں کی درخواست پر آپ نے ہدایہ کی شرح مسے بہ غایۃ البیان و نادرۃ الاقران تصنیف کی اور دیباچہ میں لکھا کہ میں ہدایہ کی روایت کو پانچ طریق سے صاحب ہدایہ تک پہنچاتا ہوں۔ علاوہ اس کے ایک رسالہ شہر میں دو جگہ جمعہ کے پڑھنے کے عدم جواز میں تصنیف کیا پھر مصر سے بغداد میں واپس آئے اور یہاں مدت تک مشہد امام ابو حنیفہ کے مدرسہ میں رہے اور قضا و افتاء کا کام کرتے رہے۔ ۱۸۷ھ میں پھر دمشق میں تشریف لائے اور ذہبی کی وفات پر ظاہر یہ میں مدرسہ دار الحدیث کے مدرس مقرر ہوئے اور شافعیوں سے ہمیشہ مشاجرات و معارضات رکھا کرتے تھے پھر ۱۸۵ھ کو مصر میں گئے جہاں امیر صرغتمش نے آپ کی بڑی تعظیم و تکریم کی اور ۱۸۵ھ میں اپنے مدرسہ صرغتمشیہ کا جو آپ کی خاطر اس نے بنوایا تھا، مدرس مقرر کیا۔ آپ نے اپنی عمر کا اندازہ کیا کہ میں اب ایک سال سے زیادہ زندگانی نہ کروں گا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ۱۸۵ھ شوال ۱۸۵ھ میں آپ نے وفات پائی عالی مرتبت۔

۱۸۵ھ امیر عمر دستور الامام۔ (مترجم)

تاریخ وفات ہے۔

آپ میں کوئی کسی طرح کا عیب نہ تھا بجز اس کے کہ آپ بڑے متعصب و خود پسند تھے چنانچہ اپنی کتاب تبیین کے آخر میں لکھتے ہیں کہ اگر اسلاف میری زندگانی میں ہوتے تو البتہ مجھ کو مصنف ٹھہرتے چنانچہ امام ابوحنیفہ اجتہدت اور امام ابو یوسف نارالبیان اوقدت اور امام محمد احنت اور امام زفر القنت اور حسن المعنت اور ابوحنیفہ نعمت فی ما نظرت اور ابو منصور حقت اور طحاوی صدقت اور کرخی بورک فی ما نطقت اور جصاص حکمت اور ابو زید اصبت اور شمس اللامہ وحدت ما طلبت اور فخر الاسلام مہرت اور نجم الدین نسفی بہرت اور صاحب ہدایہ یا غواص البحر عبرت اور صاحب محیط فقنت فی ما اعلنت اور قنبری انت من الفصحار کا خطاب دیتے۔

امام زبلیعی

عبداللہ بن یوسف بن محمد زبلیعی : جمال الدین لقب تھا۔ علمائے اعلام میں سے فقیرِ قابلِ محدث حافظ، جامع اصناف علوم، محقق و مدقق تھے۔ حدیث کو اصحاب نجیب سے سماعت کیا اور فخر الدین زبلیعی شارح کنز اور علاء بن ترکمانی اور ابن عقیل سے اخذ کیا۔ احادیث واقعہ ہدایہ اور خلاصہ اور تفسیر کشاف کی تخریج کی جس سے آپ کا تبحر فن حدیث اور اسماء الرجال اور آپ کی وسعت نظر فروع حدیث میں کمال ثابت ہوتی ہے یہاں تک کہ آپ کی تخریج سے دیگر شارح مثل حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی وغیرہ نے جو آپ کے پیچھے ہوئے ہیں، بڑی امداد لی ہے۔ دررالکامنہ میں حافظ ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے کہ میرے شیخ زین عراقی اور زبلیعی مطالعہ کتب حدیثیہ میں واسطے تخریج ان کتابوں کے جن کی تخریج کا اہتمام انہوں نے اپنے ذمہ لیا تھا، مشغول تھے، پس عراقی نے تو احادیث اجیاء العلوم اور ان احادیث ترمذی کی جن کا ترمذی نے ہر ایک باب میں اشارہ کیا ہے، تخریج کی اور زبلیعی نے احادیث ہدایہ اور کشاف کی تخریج کی اور یہ دونوں ایک دوسرے کو امداد دیتے تھے۔

علی قاری نے لکھا ہے کہ آپ کے کلام کی برکت احادیث احکام واقعہ ہدایہ اور تمام کتب مذہب حنفیہ پر مبذول ہے۔ وفات آپ کی ماہ محرم ۶۱۲ھ میں ہوئی۔ "شمع فروز زندہ" تاریخ وفات ہے۔ آپ کے نام میں اختلاف ہے۔ اکثر علماء نے تو اسی طرح پر بیان کیا ہے جیسا کہ راقم نے اوپر لکھ دیا ہے اور بعض نے اس طرح پر بیان کیا ہے۔ یوسف بن عبداللہ بن یونس بن محمد، واللہ اعلم بالصواب۔

مغلطائی محدث

مغلطائی بن قلیج ترکی مصری : ۶۱۹ھ میں پیدا ہوئے۔ علاء الدین لقب تھا اپنے

لئے مغلطائی بن قلیج بن عبداللہ شکیوی "دستور الاعلام" (مرتب)

زمانہ کے امام حدیث اور اس کے فنون میں حافظ، عارف اور علم فقہ و انساب وغیرہ میں علامہ زمانہ، محقق، مدقق صاحب تصانیف کثیرہ تھے چنانچہ ایک سو کتاب سے زیادہ آپ نے تصنیف فرمائیں جن میں سے تلویح شرح صحیح بخاری اور شرح ابن ماجہ مشہور و معروف ہیں۔ وفات آپ کی ماہ شعبان ۱۰۶۲ھ میں ہوئی۔ آپ کی تاریخ ولادت "نکتہ پرداز" اور تاریخ وفات "مبوع مدقق" "آئینہ تواریخ" سے نکلتی ہے۔

عمر غزنوی

عمر بن اسحاق بن احمد ہندی غزنوی : ابو حفص کنیت سراج الدین لقب تھا، اپنے وقت کے امام فاضل، فقیہ محدث، علامہ بے نظیر بڑے ذکی و فہیم اور مناظرہ و مباحثہ میں شہسوار تھے تقریباً ۱۰۶۰ھ میں پیدا ہوئے۔ فقہ امام زاہد و جہاد الدین دہلوی اور شمس الدین خطیب دہلوی اور ملک العلماء سراج الدین نقفی دہلوی اور رکن الدین بدایونی سے جو اغرہ تلامذہ ابی القاسم تنوخی تلمیذ حمید الدین ضربہ کے ہیں، حاصل کی اور مصر میں جا کر وہاں کے قاضی القضاة ہوئے، تصانیف بھی نہایت معتبر اور عمدہ بجزت کیں جن میں سے توشیح شرح ہدایہ، زبدۃ احکام فی اختلاف ائمۃ الاہلام، شامل فی الفقہ، شرح بدیع الاصول، شرح مغنی، مغزۃ المنیغہ فی ترجیح مذہب ابی حنیفہ، شرح زیادات، شرح جامع صغیر، شرح جامع کبیر لیکن نامکمل، شرح تائید ابن الفارض، کتاب الخلاف، کتاب التصوف، شرح المنار، شرح المختار، تواریخ الانوار فی الرد علی من انکر علی العارفین، لطائف الاسرار، عدۃ الناسک فی المناسک، شرح عقیدۃ الطحاوی، اللوامع فی شرح جمع الجوامع مشہور و معروف ہیں۔ وفات آپ کی بقول کفوی ۱۰۶۳ھ اور بقول سیوطی و صاحب کشف الظنون ۱۰۶۳ھ میں ہوئی۔ "انوار شہر" اور "آرائش دوران" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

شیخ حمید الدین دہلوی

شیخ حمید الدین دہلوی : عالم کبیر، فقیہ متدین، فاضل اجل، محقق و مدقق تھے، علامہ ابن کمال نے آپ کی بڑی تعریف کی ہے۔ آپ نے ہدایہ کی شرح نہایت برجستہ تصنیف کی اور ۱۰۶۲ھ میں وفات پائی۔ "ناج عصر" تاریخ وفات ہے۔

ابن ربوہ

محمد بن احمد بن عبد العزیز قونوی دمشقی المعروف بہ ابن ربوہ : بڑے عالم فاضل، اصولی، فقیہ، محدث، مفسر، جدلی، نحوی، لغوی، علامہ فنون، سوار میدان بحث تھے۔ ناصر الدین لقب تھا، علم رضی الدین ابراہیم بن سلیمان منطقی اور علاء الدین علی بن بلبان فارسی سے پڑھا۔ شرح منار و قدس اللہ

فی اختصار المنار اور مذہب المالکیہ شرح فرائض السراجیہ تصنیف کیں اور شام کے ملک میں ۶۱۲ھ میں وفات پائی۔ "شہنشاہ زمانہ" تاریخ وفات ہے۔

ابن السراج

محمد بن عمر بن شہاب الدین محمود بن ابی بکر بن عبدالقاہر رازی المعروف بہ ابن السراج؛ ابی العباس احمد سروجی کی سبط میں سے بڑے عالم فاضل، فقیہ، مفتی تھے۔ نجم الدین ابراہیم طرسوسی صاحب فتاویٰ طرسوسیہ کے عہد میں دمشق کے مفتیوں میں سے تھے۔ فقہ وغیرہ اپنے باپ سراج الدین عمر تمبیز حیرری سے حاصل کی اور شنبہ کے روز ۲۰ ذیقعد ۶۶۶ھ میں وفات پائی۔ "ماہِ خلق" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

احمد عینتابی

احمد بن ابراہیم بن ایوب عینتابی : ابو العباس کنیت اور شہاب الدین لقب تھا۔ قلعہ عینتاب میں جو درمیان حلب اور انطاکیہ کے واقع ہے، رہتے تھے۔ دمشق کے عسکر کی قضا، آپ کے سپرد کی گئی۔ فتوے اور درس کے لئے لوگ بکثرت آپ کے پاس آتے تھے۔ فقہ میں کتاب منبع شرح مجمع البحرین اور اصول میں شرح مغنی تصنیف کی اور ۶۶۶ھ میں وفات پائی۔ تاریخ وفات رائے روشن ہے۔

جابر خوارزمی کافی

جابر بن محمد بن عبدالعزیز بن یوسف الخوارزمی کافی : ۶۶۶ھ میں شہرکان میں جو خوارزم کے شہروں میں سے ہے، پیدا ہوئے۔ عالم متبحر اور فاضل ماہر، محقق فی المنقول والمعقول تھے۔ ابو عبداللہ کنیت اور افتخار الدین لقب رکھتے تھے۔ علم اپنے ماموں ابی المکارم بن ابی المغاخر سے حاصل کیا اور حدیث کو دیلمی سے سنا۔ تحدیث وافتاء میں اپنی عمر صرف کی اور ۶۶۶ھ کو قاہرہ میں وفات پائی۔ "ہادی مذہب" تاریخ وفات ہے۔

عبدالوہاب دمشقی

عبدالوہاب بن احمد بن دہبان دمشقی : ابو محمد کنیت، امین الدین لقب تھا۔ ۶۳۳ھ سے پہلے پیدا ہوئے۔ فقہ فخر الدین احمد بن علی بن فصیح شاگرد حسن سغناقی تمبیز حافظ الدین البکیر محمد بخاری سے حاصل کی اور دیگر علوم علمائے شام سے اخذ کئے، یہاں تک کہ درجہ کمال کو پہنچے اور عربی، فقہ، قرأت، ادب وغیرہ میں امام فاضل اور عالم ماہر اور فقیہ نبیہ ہوئے۔ بڑے نیک سیرت، امین، حکیم تھے، پہلے مدرس رہے پھر ۶۶۶ھ میں شہر حماہ کی قضا، آپ کے سپرد ہوئی لیکن دوسرے سال معزول ہو گئے۔

لحمہ پندرہ سال (مرتب)

پھر تیسرے سال اس پر مقرر کئے گئے اور باقی عمر اس عہدہ پر قائم رہے اور قاضی القضاة کے لقب سے ملقب ہوئے۔ ہزار بیت کا بحر طویل میں قافیہ رار پر ایک عمدہ قصیدہ منظوم کیا اور اس میں عجیب و غریب مسائل فقہ مذہب حنفیہ کے لئے پھر اس کی دو جلد میں شرح تصنیف کی۔ اس کے بعد کتاب در البحار مصنفہ محمد بن یوسف قونوی کی شرح تصنیف کی لیکن چالیس سال کی عمر ماہ ذی الحجہ ۶۸ھ میں مصنف در البحار کی حیات میں فوت ہو گئے۔ تاریخ وفات آپ کی "ہادی مذاہب" ہے۔

قاضی محمد شبلی دمشقی

قاضی محمد بن عبداللہ شبلی دمشقی : ابوالبقار کنیت اور بدر الدین لقب تھا۔

میں پیدا ہوئے۔ عالم فاضل فقیہ محدث تھے۔ علم حافظ ذہبی اور زنی سے حاصل کیا اور انہیں سے حدیث کو کثرت سے سنا۔ ایک نفیس کتاب مسمیٰ بہ اکام المرجان فی احکام الحبان تصنیف فرمائی جس میں جنات کے حالات و اخبار مع کیفیت ان کی پیدائش و آثار کے اس خوبی و خوش اسلوبی سے تحریر فرمائے کہ آج تک ایسی کوئی کتاب اس علم میں تصنیف نہیں ہوئی۔ حافظ جلال الدین سیوطی نے آپ کی اس کتاب کو ملخص کیا اور کچھ اپنی طرف سے زیادہ کر کے نام اس کا اکام المرجان فی اخبار الحبان رکھا۔ علاوہ کتاب مذکور کے کتاب محاسن ابوساکی الی معرفۃ الاوائل اور قلادۃ النحر فی تفسیر سورۃ الکونین تصنیف کیں۔ آپ کا حال آپ کے شیخ ذہبی نے بھی اپنی کتاب معجم ملخص میں لکھا اور آپ کو رئیس طلباء اور جوان فضلار سے یاد کیا۔ وفات آپ کی ۶۹ھ میں ہوئی، "سراج شہر" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

عبداللہ ترکمانی مار دینی

عبداللہ بن علی بن عثمان ترکمانی مار دینی : ۷۰ھ میں پیدا ہوئے۔ جمال الدین لقب

اور قاضی القضاة کا منصب آپ کو سپرد تھا۔ علم اپنے والد ماجد سے پڑھا اور انہیں سے حدیث کو بیان کیا۔ مدت تک شہر کاملیہ میں مدرس رہے اور تصنیف و تالیف میں اپنی عمر بسر کی۔ جب آپ کے والد فوت ہوئے تو آپ ولایت مصر کی قضا کے متولی ہوئے۔ جمعہ کی صبح ۷۹ھ میں وفات پائی۔ آپ کے والد علار الدین علی المشہور بہ ابن الترمکانی اور جد امجد فخر الدین عثمان اور چچا تاج الدین احمد بن عثمان اور چچا بھائی محمد بن احمد بن عثمان بھی اپنے زمانہ کے فاضل بے مثل اور فقیہ بے بدل گذرے ہیں۔

محمد بن جمال الدین اقصرائی

محمد بن محمد بن محمد بن امام فخر الدین رازی : جمال الدین اقصرائی لقب تھا۔ بڑے محقق و

۷۰ھ - یعنی دمشق میں طرابلسی ولادت ۱۱۴ھ - مجمع المؤلفین (مرتب)

مدقق اور عارف مذہب و حسن سیرت تھے۔ مدرسہ قراہاں میں جو مدرسہ مسلسلہ کے نام سے مشہور تھا۔ مدرس مقرر ہوئے۔ مدرسہ کے مالک نے یہ شرط کی تھی کہ میں اس مدرسہ میں اس شخص کو مدرس مقرر کروں گا جس کو علاوہ دیگر علوم و فنون کے صحاح جو سہری یاد ہوگی، چونکہ یہ شرط آپ میں پائی جاتی تھی اس لئے آپ وہاں کے مدرس مقرر ہوئے، تفسیر کشاف کے حواشی لکھے اور معانی و بیان میں شرح ایضاً اور طب میں بشرح موجز تصنیف فرمائی اور کچھ اور پرستشہ میں وفات پائی۔ "حق پرست" تاریخ وفات ہے۔ آپ کے باپ محمد بن محمد بن امام فخر الدین نے بھی اگرچہ تحصیل علم میں بڑی کوشش کی مگر اپنے دادا کے مرتبہ کو نہ پہنچ سکے اس لئے انہوں نے صرف عزت و عطر پر قناعت کی اور علم بھر و عطا اور علوم تصوف میں گفتگو کرتے رہے، البتہ آپ کے جد ماجد محمد بن امام فخر الدین رازی رتبہ فضیلت کو پہنچے تھے اور امام فخر الدین ان سے بڑی محبت کرتے تھے چنانچہ امام نے کئی کتابیں ان کیلئے تصنیف کیں مگر افسوس وہ عنقریب شباب میں فوت ہو گئے امام فخر الدین تو شافعی المذہب تھے مگر جمال الدین اقصرائی اور آپ کے والد ماجد محمد واعظ حنفی المذہب ہوئے ہیں، اقصرائی طرف اقصری کے منسوب ہے جو ایک شہر کا نام ہے اقی یعنی بعضی و صری یعنی قصر میں جس کا ترجمہ سفید محل ہے، بعضوں نے اقصرائی سین سے لکھا ہے۔

عمر بن اسحق غزنوی

عمر بن اسحق بن احمد غزنوی : ابو حفص کنیت، سراج الہندی لقب تھا۔ ۳۷۰ھ میں پیدا ہوئے، بڑے عالم فاضل، اصولی، مفسر، فقیہ، محدث، وسیع العلم، کثیر المہابت، ذمی و جاہت، شیخ الحنفیہ تھے۔ فقہ کو وجہ رازی و سراج ثقفی اور زین بدایونی وغیرہ علمائے ہند سے حاصل کیا اور حج کیا اور قاہرہ میں قاضی حنفیہ مقرر ہوئے۔ ابن ابی حبلہ کو ابن الفارض کے حق میں کلام کرنے کے باعث تعزیر دی، لیکن صوفیوں سے تعصب رکھا کرتے تھے۔ ۴۰۰ھ کی رات ۳۷۰ھ کو وفات پائی۔ قرآن شریف کی ایک تفسیر آپ کی عمدہ تالیفات سے یادگار ہے۔ "ستارہ زمین" تاریخ وفات ہے۔

شیخ یوسف

شیخ یوسف، شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی کے خلفاء میں سے عالم علوم ربانی اور ماہر فقہ و حدیث و تفسیر تھے۔ ایک کتاب مسمیٰ بہ تحفۃ النصارح مشتمل بر احکام شرع و فرائض و سنن و آداب نظم میں تصنیف کی اور اس کی ہر ایک بیت کو رائے ہمدرد ختم کیا اور ۳۷۰ھ میں وفات پائی۔

صاحب جوہر المصنیہ

عبدالقادر بن محمد بن محمد بن نصر اللہ بن سالم قرظی : ابو محمد کنیت اور محی الدین لقب تھا، عالم فاضل، فقیہ محدث، جامع علوم نقلیہ و عقلیہ، حاوی فروع و اصول تھے ۳۷۰ھ میں پیدا ہوئے۔

علم علامہ الدین علی بن عثمان ترکمانی اور ان کے باپ عثمان ترکمانی اور ہیبت اللہ ترکستانی سے پڑھا اور انہیں سے احادیث کو سنا اور روایت کیا۔ مدت تک تدریس و افتاء میں مشغول رہے، تصانیف بھی بہت کیں چنانچہ عنایہ فی شرح و تخریج احادیث ہدایہ۔ شرح معنی الآثار طحاوی، شرح خلاصۃ الدلائل، جو اہر المضیہ فی طبقات الحنفیہ، تہذیب الاسما الواقعه فی الہدایہ، کتاب البستان فی مناقب النعمان، الطراق والوسائل فی تخریج احادیث خلاصۃ الدلائل، الاعتقاد فی شرح الاعتقاد، کتاب اوہام الہدایہ، کتاب فی المولفۃ قلوبہم، کتاب الرد علی ابن ابی شیبہ آپ کی تصنیفات سے ہیں۔ وفات آپ کی ماہ ربیع الاول ۱۰۷۷ھ میں ہوئی۔ صاحب اعتبار " تاریخ وفات ہے۔

ابن سوسی

علی بن نصر بن عمر : نور الدین لقب اور ابن سوسی کے نام سے مشہور تھے۔ فقیہ فاضل، اصولی کامل تھے۔ مدت تک مدرسہ حسامیہ کے مدرس رہے اور ایک کتاب فقہ میں تصنیف کی مگر جب کتاب النکاح تک پہنچے تو ۱۰۷۷ھ میں موت کا پیدہ آگیا اور اس کو کامل نہ کر سکے۔

منصور خوارزمی

منصور بن احمد بن یزید خوارزمی : ابو محمد کنیت تھی، بڑے عالم فاضل، جامع علوم و فنون تھے۔ کتاب معنی خبازی کی شرح نہایت مفید تصنیف کی اور ۱۰۷۷ھ میں وفات پائی۔

ابن الصالح

محمد بن عبدالرحمن بن علی المعروف بہ شمس الدین ابن الصالح : عالم ماہر، فاضل متبحر، جامع علوم، ضابط فنون، کثیر الاستحضار، فقیہ محدث، بارع، لغوی، نحوی، حسن النظم والنثر، حسن الاخلاق اور دوسار کے لئے کثیر المعاشرہ تھے۔ ۱۰۷۷ھ میں پیدا ہوئے۔ فقہ وغیرہ شہاب بن مرحل اور ابی حیان اور قزلبی سے پڑھی اور حدیث کو شام مصر میں دلبوسی اور ابی الفتح یعمری سے سنا اور روایت کیا اور آپ سے علامہ عزالدین محمد بن ابی بکر بن جماع نے پڑھا اور جمال بن ظہیرہ اور عبداللہ بن عمر بن عبدالغزنی بن جماع نے روایت کی۔ مدت تک جامع طولونی وغیرہ کے مدرس اور دارالعدل کے مفتی رہے پھر قضاء عسکر کی آپ کے سپرد کی گئی۔ شرح مشارق الانوار، شرح الفیہ، التعلیقہ فی مسائل الدقیقہ، مجمع الفرائد (سترہ جلد میں) المبانی فی المعانی، سنح القویم فی فوائد مستعلق بالقرآن العظیم، نتائج الافکار والرقم شرح بردہ، الوضیع الباسر فی رفع افعال والظاہر، اختراع الفہوم للاجتماع العلوم، روض الافہام فی افہام الاستغنام، الجمع، الاختصار، التذکرہ (نحو میں) حاشیہ معنی ابن حسام وغیرہ تصنیف کیں اور الامام شعبان

سنہ ۱۰۷۷ھ میں وفات پائی۔

یا ۱۷۷۷ء میں وفات پائی۔ "میر کشور" اور "آرائش دارین" تاریخ وفات ہیں۔

ابن ابی حجلہ

احمد بن یحییٰ بن ابی بکر التلمسانی المعروف برابن ابی حجلہ زویل دمشق ثم القاہرہ ۱۷۷۷ء میں پیدا ہوئے اور علم میں مشغول ہو کر ادیب اجل، فصیح اکمل ہوئے، پھر حج کیا۔ حنفی المذہب صلبی الاعتقاد تھے، اگرچہ شعر کہتے تھے مگر عروض اچھی طرح نہیں کرتے تھے، کتب کو نظم و نثر میں لکھا اور بہت سے مجامیع کو جمع کیا جن میں سے دیوان صبابہ و منطق الطیر اور سکر دان (علم محاضرات میں) اور ادب النفس اور طبیب الطیب و نغمۃ الشاملہ فی العشرۃ الکاملہ اور قصیبات المجال وغیرہ ہیں اور زعرہ ماہ ذی الحجہ ۱۷۷۷ء کو ۵۵ سال کی عمر میں وفات پائی۔ "میر سپہر جلالیت" تاریخ وفات ہے۔

محمود بن احمد قونوی

محمود بن احمد بن مسعود بن عبدالرحمن قونوی : کنیت آپ کی ابوالثنا اور لقب جمال الدین تھا۔ عالم فاضل، جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے۔ علم اپنے باپ ابی العباس احمد شاگرد جلال الدین جنابازی تلمیذ عبدالعزیز بخاری شاگرد فخر الدین محمد بایرغی سے اذک کیا اور تدریس و افتاء کا کام دیا اور دمشق کے قاضی ہوئے۔ کتاب منتہی شرح معنی فی الاصول، قلائد شرح عقائد، زبدۃ شرح عمدہ، خلاصۃ النہایہ حاشیۃ الہدایہ، تقریر شرح تخریر القدوری، تہذیب احکام القرآن، جمع بین وقفی ہلال و الخفاف، اعجاز فی الاعتراض علی الادلۃ الشرعیہ، معتمدہ مختصر سند ابی حنیفہ، معتقد شرح معتمد وغیرہ تصنیف کیں، علاوہ ان کے ایک مقدمہ رفع الیدین فی الصلوٰۃ تصنیف کیا اور اس میں اس بات کو ثابت کیا کہ رفع یدین مفید صلوٰۃ نہیں۔ وفات آپ کی دمشق میں ۱۷۷۷ء یا ۱۷۷۸ء میں ہوئی۔ "امیر کشور" اور "روشن گہر" تاریخ وفات ہے۔

احمد بن علی دمشقی

احمد بن علی بن منصور دمشقی : ابوالعباس کنیت اور شرف الدین لقب تھا۔ اپنے وقت کے امام فاضل اور فقیہ محدث تھے۔ ولایت مصر کی قضا رہا آپ کو تفویض کی گئی۔ آپ نے کتاب مختار کو جو فقہ میں ہے، مختصر کر کے اس کا تخریر نام رکھا اور نیز اس پر شرح لکھی مگر ابھی کامل ہوئے نہیں پائی تھی کہ آپ نے ۱۷۸۲ء میں دمشق میں وفات پائی۔ "نور کشور" تاریخ وفات ہے۔

اکمل الدین بابر بنی صاحب عنایہ

محمد بن محمد بن محمود بابر بنی : اکمل الدین لقب تھا۔ امام محقق، علامہ مدقن، حافظ، صاحب

لے ولادت ۱۷۷۷ء سے قبل "ہیتہ الدین" (مترجم)

فقہ، محدث، لغوی، نحوی، صرفی، عارف معانی و بیان، جامع علوم و فنون، عدیم النظر، فقید اللمثل، قوی النفس، عظیم الہیبتہ، وافر العقل تھے۔ شاگرد کے قریب پیدا ہوئے۔ مبانی علم کے اپنے شہر کے علماء و فضلاء سے پڑھے پھر حلب کی طرف تشریف لے گئے اور وہاں کے علماء سے استفادہ کیا پھر کتب کے بعد قاہرہ میں آئے اور ابوالنثار شمس الدین اصفہانی اور ابی حیان سے عربی پڑھی اور حدیث کو دلابی اور ابن عبدالہادی سے سنا اور فقہ قوام الدین محمد بن محمد کاکی شاگرد حسام الدین حسن سغناقی تلمیذ علی الدین کبیر محمد بخاری سے حاصل کی اور آپ سے سید المحققین ابوالحسن سید شریف علی جرجانی اور شمس الدین محمد بن حمزہ قتاری اور بدر الدین محمود بن اسرائیل وغیرہ نے تفرقة کیا اور آپ کو شیخونہ کی مشیخت دی گئی اور کئی دفعہ قضا کے لئے بھی کہا گیا مگر آپ نے اس کو اختیار نہ کیا اور درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں مشغول رہے، چنانچہ شرح مشارق الانوار، شرح ہدایہ المسمی بہ عنایہ، شرح مختصر ابن حاجب، شرح منہا، شرح فرائض سلجیہ، شرح تلخیص جامع خلاطی، شرح تجرید طوسی، شرح الفیہ ابن معطی، حواشی تفسیر کشاف، شرح کتاب الوصیہ امام ابوحنیفہ، شرح تلخیص مفتاح، کتاب التقریر، شرح اصول بزودی، کتاب الانوار (اصول میں) تفسیر قرآن شریف وغیرہ تصنیف کیں اور جمعہ کی رات ۱۹ ماہ رمضان ۸۶۷ھ میں وفات پائی اور شیخونہ مصر میں دفن کئے گئے۔ آپ کے جنازہ پر سلطان مع اعیان دارکان کے حاضر ہوئے اور برکت " تاریخ وفات ہے۔ بارتی طرف بارتا کے منسوب ہے جو بغداد کے علاقہ میں ایک شہر ہے۔

میر سید علی ہمدانی

میر سید علی ہمدانی : ہمدان میں دو شنبہ کے روز ۱۲ رجب ۸۱۲ھ میں پیدا ہوئے۔ مخزن علوم ظاہری، مظہر تجلیات ربانی، عالم عامل، عارف کامل، صاحب کرامات و خوارق عادات تھے، علوم ظاہری و باطنی میں آپ کو وہ کمال حاصل تھا کہ ایک سوستر سے زیادہ کتابیں تصنیف کیں جن میں سے مجمع الحدیث، شرح اسماء الحسنی، ذخیرۃ الملوک، شرح فصوص الحکم، مرآة التائبین، شرح قصیدہ حمزہ و فارضیہ، آداب المریدین، اور دس قواعد شہر ہیں۔ ۸۸۰ھ میں مع سات سو فقار و سادات کے ہمدان سے کشمیر میں تشریف لائے اور محدث علامہ الدین پورہ میں جہاں اب آپ کی خانقاہ فیض پناہ ہے، جلوہ افروز ہوئے۔ بادشاہ کمان خشوع و خضوع سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اسلام نے جو بل شاہ کے وقت سے کشمیر میں رواج پکڑنا شروع کیا تھا آپ کے وقت میں رونق بے اندازہ حاصل کی، اسی لئے آپ کو بانی مبانی اسلام کہتے ہیں جیسا کہ ایک شاعر نے کہا ہے۔

یعنی آل بانی مسلمان میر سید علی ہمدانی

سے تاسع شباب الدین ہمدانی بفضل ہمارے ہے، میر سید علی ہمدانی "مرتبہ و کرامت" مشرف فخر مطبوعہ (۱۹۰۰ء) ج ۱، ملاحظہ فرمائیں۔

بادشاہ کو جو جمع بین الاختین کیا ہوا تھا، آیت لا تجمعوا بین الاختین پر عمل کرایا۔ تین دفعہ کاشمیر میں آئے اور تین ہی بار سیر و سیاحت ربیع مسکون کی فرمائی۔ جب اخیر کو کاشمیر سے رحلت کی تو تتر سال کی عمر میں میدان کبیر میں پہنچ کر ۸۶ھ میں انتقال فرمایا اور نعش آپ کی ختلان میں لے جا کر دفن کی گئی۔ مزار آپ کا زیارت گاہ عام ہے۔ شیخ میر محمد اسی نے قطعہ تاریخ آپ کا اس طرح پر کہا ہے۔

فخر عارفان شہ بہداں کزدمش باغ معرفت بشگفت
مظہر نور حق کہ رویش بود عاقبت از جہانیاں بہنفت
عقل تاریخ سالِ حلت او سید باعلی ثانی گفت

ابراہیم بن محمد حلبی

ابراہیم بن محمد بن عمر بن احمد بن ہبۃ اللہ اعقیلی حلبی المعروف بہ ابن عدیم : ماہ ذی الحجہ ۱۱۸ھ میں پیدا ہوئے، بڑے دیندار عالم فاضل تھے۔ نماز ہمیشہ جماعت کے ساتھ پڑھا کرتے اور حلب کے قاضی تھے۔ وفات آپ کی ماہ ذی الحجہ ۱۸۶ھ میں ہوئی۔ "معدن برکات" تاریخ وفات ہے۔

قونوی

محمد بن یوسف بن الیاس قونوی : شمس الدین لقب تھا۔ فاضل بے بدل، محدث کامل، جامع فروع و اصول، ضابط معقول و منقول تھے۔ ابن قطلوبغا نے ابن حبیب سے روایت کی ہے کہ شمس الدین محمد اپنے وقت کے علم و عمل میں امام اور طریقہ میں خیر اہل زمانہ، علامۃ العلماء، قدوۃ الزیاد تھے۔ علم تاج الدین اسمعیل بن خلیل شاگرد فخر الدین عثمان بن مصطفیٰ ترکمانی تلمیذ صدر الدین سلیمان بن ابی العز شاکر دھیری سے اخذ کیا اور ایسی جدید تصنیفات کی جو آپ کے غزارة علم اور دقیق فہم پر دال ہے چنانچہ شرح تلخیص مفتاح، شرح مجمع البحرین، شرح عمدۃ السنفی جو اصول دین میں ہے اور درالبحار تصنیف کیں اور امام نووی کی کتاب منہاج شرح صحیح مسلم اور کتاب مفصل زعمشری کو مختصر کیا اور ۵۸۸ھ میں وفات پائی۔ "کوکب برج سعادت" تاریخ وفات ہے۔

علی سیرانی

علی سیرانی : علامہ الدین لقب تھا۔ عالم فاضل، فقیہ کامل تھے۔ علم جلال الدین کرلانی صاحب کفایہ حاشیہ ہدایہ تلمیذ حسن بن علی سفناقی صاحب نہایہ اور عبدالعزیز بخاری صاحب کشف سے حاصل کیا اور آپ سے سراج الدین عمر قاری الہدایہ استاد بن ہمام نے ہدایہ پڑھا اور ۶۹۰ھ میں وفات پائی۔ سیرانی سیراف کی طرف منسوب ہے جو بلاد فارس میں ایک شہر حد کرمان سے ملا ہوا ہے۔

سید یوسف حسینی

سید یوسف بن جمال حسینی : عالمِ فاضل، جامع منقول و معقول، فقیہ، اصولی اور مولانا جلال الدین رومی کے شاگردوں میں سے تھے۔ آپ کے آباء و اجداد مشہد سے آکر ملتان میں متوطن ہوئے تھے اور آپ بذاتِ خود سلطان فیروز کے عہد میں سپاہیانہ لباس میں ملتان سے دہلی میں آئے۔ سلطان نے آپ کی فضیلت و علمیت کو مشاہدہ کر کے آپ کو اس مدرسہ میں مدرس مقرر کیا جو حوضِ فاضل پر تعمیر کرایا اور نیز اپنا مقبرہ وہاں بنوایا تھا، جہاں آپ کئی سال تک مسندِ درس و افادت پر متمکن رہ کر عوامِ خواص کو اپنے چہرہ پر علوم سے سیراب کرتے رہے۔

صاحبِ اخبار الاخبار لکھتے ہیں کہ آپ کو ہر ایک جمعہ کی رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوا کرتی تھی۔ آپ نے قاضی ناصر الدین بیضاوی کی کتاب لبّ الالباب فی علم الاعراب پر جو ایک متنِ متین اور اس ولایت میں مشہور و معروف ہے، ایک بسیط شرح نہایت تنقیح و ایجاز و اختصار کے ساتھ تصنیف کی جو یوسفی کے نام سے مشہور ہے اور اصولِ فقہ میں کتاب منار کی شرح مسہبہ توجیہ الکلام تصنیف فرمائی۔ وفات آپ کی سن ۷۹۰ھ میں ہوئی اور حوضِ خاص پر دفن کئے گئے۔ "محققانِ شعار" تاریخِ وفات ہے۔

قاضی عبدالمقتدر

قاضی عبدالمقتدر بن قاضی رکن الدین الشریحی الکندی : عالم، فاضل، فقیہ، ادیب، فصیح، بلیغ، جامع علومِ نقلیہ و عقلیہ، صاحبِ ظاہر و باطن تھے، قاضی شہاب الدین دولت آبادی نے آپ سے علم حاصل کیا۔ بہت سے قصائد و غزلیات عربی آپ کی تصنیفات سے ہیں، خصوصاً آپ کا وہ قصیدہ جو معارضہ لامیۃ العجم میں آپ نے کہا ہے، آپ کی کمال فصاحت و بلاغت پر دال ہے۔ آپ ہمیشہ تدریس و تشریحِ علوم میں مصروف رہے اور اکثر طالبِ علموں کو تحصیلِ علم اور حفظِ شریعت کی وصیت کیا کرتے اور فرماتے تھے کہ ایک مسئلہ شریعی میں فکر کرنا اس ہزار رکعت پر فضیلت رکھتا ہے جو عجب دریا سے پڑھی جائے۔

کہتے ہیں کہ آپ طالبِ علمی کے وقت اکثر شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی کے پاس جاتے اور ان سے بحث کرتے اور وہ آپ کی بحث کو پسند کرتے اور آپ کو تحصیلِ علوم کی ترغیب دیتے تھے، یہاں تک کہ آپ بعد تحصیلِ علوم کے شیخ موصوف کے مرید ہوئے اور صفائے باطنی حاصل کیے۔ فرقہ خلافت حاصل کیا اور مناقبِ چشت میں ایک کتاب مناقب الصدیقین تصنیف کی جس میں شیخ موصوف کے بڑے

مناقب درج کئے اور اٹھاسی سال کی عمر میں ۲۶ ماہ محرم ۱۷۹۱ھ میں وفات پائی اور درگاہ خواجہ قطب الدین بختیاراوشی کاکی میں شمسی کے حوض پر اپنے والد کے متصل مدفون ہوئے۔ "نور سعادت" تاریخ وفات ہے۔

علامہ تفتازانی

مسعود بن عمر بن عبداللہ تفتازانی : سعد الدین لقب تھا، ۱۷۲۲ھ میں شہر تفتازان واقع خراسان میں پیدا ہوئے۔ علوم قطب و روضہ سے اخذ کئے یہاں تک کہ امام اجل، علامہ، فاضل، صرف و نحو و معانی و بیان کے عالم ماہر اور اصول مذہب و منطق وغیرہ کے عارف اکمل، استاذ علی الما اطلاق مشہور آفاق ہوئے۔ مدت تک آپ امیر تیمور کی مجلس میں صدر الصدور رہے۔ کفوی نے کہا ہے کہ آنکھوں نے آپ جیسا اعلام و اعیان میں کوئی نہیں دیکھا یہاں تک کہ سید شریف مبادی تالیف اور اثنا تصنیف میں آپ کے بجا تحقیق و تحریر میں غوطے مارتے تھے اور تدقیق و تسلط کے موتی چھتے اور آپ کی شان جلال و فضیلت کی تعریف کرتے تھے لیکن جب آپ کا اور سید شریف کا تیمور کی مجلس میں مباحثہ و مناظرہ ہوا تو پھر باہم اتفاق قائم نہ رہا اور سید شریف آپ کے اقوال کی تردید میں ملزم ہوئے۔ بعض نے آپ کو حنفی المذہب اور بعض نے شافعی قرار دیا ہے مگر اس میں کچھ شک نہیں کہ آپ کو فقہ حنفی کی طرف بڑی رغبت تھی اور اس کو آپ نے یہاں تک پسند کیا کہ کثرت سے اس میں تصنیفات فرمائی اور نیز قضایا حنفیہ کے متولی ہوئے اور آپ کے زمانہ میں مذہب حنفیہ اور فنون علمیہ کی ریاست آپ پر منتہی ہوئی۔ آپ کی زبان میں ذرا لکنت تھی۔ آپ کی تصنیفات سے اصول عقائد میں شرح عقائد نسفی اور تلخیص مفہام کی دو شرح کبیر و صغیر یعنی مطول و مختصر معانی اور سرورجی کی شرح ہدایہ کا مکملہ اور فتاویٰ حنفیہ اور شرح تلخیص جامع الکبیر اور تلویح حاشیہ توضیح اور سواشی کثاف وغیر مکمل اور شرح زنجانی اور شرح شمسیہ اور شرح خطبہ ہدایہ وغیر مکمل اور شرح روضہ و کتاب ارشاد (نحو میں) حاشیہ شرح مختصر الاصول اور مقاصد الکلام اور اس کی شرح اور تہذیب المنطق و الکلام وغیرہ مشہور و معروف ہیں۔ سمرقند میں یکشنبہ کے روز ماہ محرم ۱۷۹۱ھ میں وفات پائی اور چار شنبہ کے روز ۱۷ جمادی الاول کو آپ کی نعش سرخس کی طرف لے جا کر دفن کی گئی۔ نور سعادت تاریخ وفات ہے۔

روضۃ الاخبار المنتخب میں ربیع الا برار میں آپ کی تصنیفات کی تواریخ اس طور لکھی ہیں کہ پہلے پہل آپ نے ماہ شعبان ۱۷۲۸ھ میں سولہ سال کی عمر میں زنجانی کی شرح لکھی اور شرح تلخیص مطول سے ہرات میں ماہ صفر ۱۷۲۸ھ میں اور اس کے اختصار سے مقام نجدون میں ۱۷۵۶ھ میں اور شرح رسالہ شمسیہ سے ماہ جمادی الاول ۱۷۵۷ھ میں مزار جام میں اور تلویح حاشیہ توضیح سے ماہ ذیقعد

۱۷۵۷ء میں مقام گنجان و ترکستان میں اور شرح عقائد نسفی سے ماہ شعبان ۱۱۸۷ھ میں اور حاشیہ شرح مختصر الاصول سے ۱۱۸۷ھ میں اور رسالہ ارشاد سے ۱۱۸۷ھ میں خوارزم میں اور مقاصد الکلام اور اس کی شرح سے ماہ ذی قعد ۱۱۸۷ھ میں اور تہذیب المنطق و الکلام سے ماہ رجب ۱۱۸۹ھ میں اور شرح مفتاح سے ماہ ثوال ۱۱۸۹ھ میں سمرقند میں فراغت پائی، فتاویٰ حنفیہ کی تالیف میں یکشنبہ کے روز ۹ ماہ ذیقعد ۱۱۸۹ھ کو ہرات میں اور مفتاح الفہم میں ۱۱۹۲ھ کو اور شرح تلخیص جامع کبیر میں ۱۱۸۶ھ کو مخرس میں اور شرح کشف میں ۸ ماہ ربیع الآخر ۱۱۸۹ھ میں مشغول ہوئے۔

قاضی القضاة احمد بن حسن القروی

احمد بن حسن بن احمد بن حسن القروی : ۱۱۵۱ھ میں پیدا ہوئے، ابوالمفضل بنیت جلال الدین لقب اور قاضی القضاة خطاب تھا اور شہر انقرہ میں جو روم کے شہروں میں سے ایک شہر ہے، رہنے والے تھے۔ فقہ اپنے باپ سے پڑھی، جامع کبیر اور زیادات کی شرح کو جو عتابی نے تصنیف کی ہے، فخر الدین عثمان بن مصطفیٰ مار دینی اور فرائض ابی العلاء کو شمس الدین محمود فرضی سے پڑھا۔ قطب نے تاریخ مصر میں لکھا ہے کہ آپ جامع فضائل اور سخی اور ذی مروت اور حسن المعاشرت اور محب اہل علم تھے۔

جب سترہ سال کے ہوئے تو دمشق کی قضا آپ کے سپرد کی گئی جہاں آپ نے تدریس بھی کی، ۱۱۸۳ھ میں مصر میں تشریف لائے، جب بیمار ہوئے تو کہتے کہ مجھ کو خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تو بڑی عمر کا ہو گا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ مارے پڑھا پے کے کوزہ پشت ہو گئے اور ۱۱۹۱ھ میں ایک سو بیالیس سال کی عمر میں وفات پائی۔ صاحب کتاب اکام المرجان فی احکام الجان اپنی اس کتاب کے تیوین باب میں لکھتے ہیں کہ ہم سے قاضی جلال الدین نے بیان کیا کہ ایک دفعہ مجھ کو میرے والد ماجد مشرق کی طرف واسطے لانے اہل و عیال کے سفر میں لے گئے۔ ایک دن ہم کو بارش نے نہایت ناچار کیا اور ہم ایک جماعت کے ساتھ ایک غار میں جا کر سو رہے، ناگہاں مجھ کو کسی نے جگا دیا جب میں نے نیند سے ہوشیار ہو کر دیکھا تو مجھ کو ایک درمیانہ قد عورت نظر پڑی جس کی ایک آنکھ طول میں مھٹی ہوئی تھی جس سے میں ڈر کر کلپنے لگا۔ اس نے کہا کہ تو کیوں ڈرتا ہے میں اپنی خوبصورت مہٹی کا جو چاند کے مثل ہے، تجھ سے نکاح کر دیتی ہوں۔ میں نے خوف سے کہا خدا خیر کرے، پھر جو میں نے آنکھ اٹھا کر دیکھا تو مجھ کو چند عورتیں آنکھیں مھٹی ہوئی قاضی اور گواہوں کی ہئیت میں دکھائی دیں، وہ میرا نکاح پڑھ کر غائب ہو گئیں پھر وہی عورت ایک خوبصورت لڑکی کو لائی اور اس کو چھوڑ کر چلی گئی مگر اسکی

بھی آنکھ پھٹی ہوئی مثل ماں کے تھی، پھر تو مجھ کو زیادہ خوف ہوا۔ ہر چند میں نے سنگم بیڑوں سے سب اس سے لوگوں کو جگایا مگر وہ بیدار نہ ہوئے یہاں تک کہ کوچ کا وقت آن پہنچا اور ہم چل پڑے اور وہ عورت میرے ہمراہ تھی، اسی طرح تین دن گزر گئے، چوتھے روز پھر اس کی ماں آئی اور مجھ سے گویا ہوئی کہ معلوم ہوتا ہے کہ میری بیٹی تجھے پسند نہیں آئی اور تو اس سے جدائی چاہتا ہے، میں نے کہا کہ ہاں، اس نے کہا پھر تو اس کو چھوڑ دے۔ میں نے اسی وقت اس کو طلاق دے دی اور وہ اس کو لے کر چلی گئی، تب سے پھر میں نے ان کو کبھی نہیں دیکھا۔

مسودا لعجمی

محمود بن علی بن عبداللہ قیسرانی رومی المعروف بالعجمی : جمال الدین لقب تھا۔ علامہ زمانہ، فقیہ محدث، ماہر علوم نقلیہ و عقلیہ تھے، قاہرہ میں نشرب لائے اور تحصیل علوم میں مصروف ہو کر ماہر و باہر ہوتے۔ عمدہ تدابیر امور اور قضا حنفیہ کا آپ کے تفویض ہوا۔ مدت تک درس تفسیر و حدیث کا دیتے رہے یہاں تک کہ ۷۹۹ھ کو فوت ہو گئے۔ "لمعات النوار" تاریخ وفات ہے۔ ابن حجر عسقلانی کتاب مجمع المومنین للمعجم المفہرس میں آپ کے حالات میں لکھتے ہیں کہ میں نے ۷۸۶ھ میں آپ سے ملاقات کی اور کچھ پڑھا۔ قیسرانی طرف شہر قیصر کے منسوب ہے جو شام کے ملک میں ساحل بحر پر واقع ہے۔

قاضی منصور

عبداللہ بن علی بخاری المعروف بہ قاضی منصور : ابو عبداللہ کنیت اور تاج الدین لقب تھا، سحجان میں ۷۲۲ھ میں پیدا ہوئے۔ عالم فاضل، فقیہ عدیم النظر تھے، فقہ میں کتاب مختار اور فرائض میں کتاب سراجی کو منظوم کیا اور ایک فتاویٰ بحر الجاری نام چاروں مذہب کے مسائل میں نہایت معتبر تصنیف کیا اور ۷۸۸ھ میں وفات پائی۔ صاحب کشف الظنون نے آپ کی وفات ۷۹۹ھ میں قرار دی ہے۔

حاج پاشا

خضر بن علی بن خطاب المعروف بہ حاج پاشا : ولایت ایدین اہلی کے رہنے والے تھے، قاہرہ کو تشریف لے گئے اور وہاں اکمل الدین اور مبارک شاہ منطقی سے علم پڑھا، پھر آپ کو ایک ایسا سخت مرض لاحق ہوا کہ جس نے آپ کو علم طب کے شغل پر مجبور کیا۔ پس آپ علم طب میں کامل و ماہر ہوئے اور مصر کا شفاخانہ آپ کو تفویض کیا گیا جس کا آپ نے خوب انتظام کیا اور طب میں کتاب شفا الارقام

اور اس کی مختصر تہمیل نام تصنیف کی۔ آپ نے قبل اشتغال علم طب کے قلب رازی کی شرح مطالع کی بحث تصورات و تصدیقات پر حواشی تصنیف کئے تھے جن کے بعض مواضع کی سید شریف نے باوجودیکہ وہ ان کی فضیلت کے قائل تھے، تردید بھی کی ہے۔ وفات آپ کی تقریباً ۸۷۵ھ میں ہوئی۔

ابوبکر مصری

ابوبکر بن علی بن محمد صمدی مصری ^{رحمۃ اللہ علیہ} : عالم عامل، فاضل اکل، مفسر، فقیہ، عابد، زاہد، صاحب کرامات تھے، ہر روز پندرہ سبق پڑھا کرتے تھے، تصنیفات کثرت سے کیں جن میں سے تفسیر کشف التنزیل دو مجلد ضخیم، جوہرۃ النیرہ شرح مختصر القدوری چار مجلد، سراج الوہاج شرح مختصر القدوری آٹھ مجلد وغیرہ مشہور و معروف ہیں۔ وفات آپ کی ۸۸۵ھ میں ہوئی۔ سعادت دارین تاریخ وقایہ۔

صاحب عنایہ شرح وقایہ

علاء الدین الاسود المشہور بقبرہ خواجہ : پہلے اپنے ملک کے علماء سے علم پڑھنا شروع کیا پھر بلاد عجم میں کوچ کیا اور وہاں کے علماء و فضلاء سے علم حاصل کیا یہاں تک کہ رتبہ بر فضل و کمال کو پہنچے اور اپنے ہم عصروں پر فوقیت حاصل کی بعد ازاں روم میں عماد سلطان اور خان بن عثمان غازی میں آئے، اس نے آپ کو مدرس مقرر کر دیا جہاں آپ نے علم کو پھیلایا اور فقہ کی تدریس کی اور علماء و ائمہ سے مناظرے کئے۔ اثنائے تدریس مدرسہ ازینق میں آپ نے حل مشکلات کتاب وقایہ میں ایک شرح حافلہ کافلہ عنایہ نام سے تصنیف کی۔

صاحب کشف الظنون کہتے ہیں کہ آپ کا نام علی بن عمر تھا اور آپ نے ایک بڑی شرح کتاب مغنی کی بھی تصنیف کی ہے جس کی تصنیف سے ۸۷۵ھ میں فارغ ہوئے اور ۸۸۵ھ میں وفات پائی۔ آپ سے آپ کے بیٹے محسن یا شاہ شمس الدین محمد قناری نے علم پڑھا، پھر یہ دونوں مدرسہ سلسلہ میں جمال الدین محمد بن محمد اقسرائی کی خدمت میں جلدے لگے۔

سید علی قومنائی رومی

سید علی قومنائی رومی : عالم فاضل، فقیہ کامل، جامع علوم مختلفہ، واقف فنون متعددہ تھے اور موضع توقات میں جو روم کے علاقہ میں واقع ہے، رہتے تھے، شرح وقایہ کی شرح عنایہ نام تصنیف کی اور میرزا بیچ کی شرح لکھی۔ اخیر اٹھویں صدی میں وفات پائی۔

مولانا معین الدین عمرانی

مولانا معین الدین عمرانی : بڑے فقیہ، اصولی، جامع منقولات و معقولات تھے، دہلی کے

رحمۃ اللہ علیہ ابوبکر بن علی بن محمد صمدی مصری 'الحداد' ولادت ۷۷۰ھ "دستور الامم" زبیدی معجم الموعظین (مرتب)

لوگ آپ کی شاگردی کو ایک فخر سمجھتے تھے۔ آپ کے چشمہ علوم و فنون سے بہت لوگ سیراب ہوئے چنانچہ مولانا خواجگی جو شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی کے معظم خلفاء اور قاضی شہاب الدین کے اساتذہ میں سے ہیں، آپ کے شاگرد تھے، آپ نے تصنیفات بھی بہت کیں چنانچہ حواشی کنز الدقائق و حسامی و مفتاح مشہور و معروف ہیں۔ کہتے ہیں کہ ابتداء میں آپ کو شیخ نصیر الدین سے بڑا انکار تھا جیسا کہ مولویوں کو مشائخ سے ہوتا ہے اتفاقاً آپ کو بیماری سرفہ کی لاحق ہوئی یہاں تک کہ اطباء معالجہ سے عاجز آگئے اور حیات سے باہر ہو گئے ایک دن مولانا خواجگی نے جوان دنوں آپ کے پاس پڑھا کرتے تھے اور بعد سبق کے شیخ نصیر الدین کی خدمت میں بھی حاضر ہوا کرتے تھے، عرض کیا کہ اگر آپ میرے ساتھ شیخ کی ملاقات کے لئے قدم رنجہ فرمائیں تو امید ہے کہ ان کی دعا اور برکت صحبت سے شفاء حاصل ہو جائے۔ پہلے تو آپ کو یہ بات خوش نہ آئی لیکن آخر الامر بسبب اضطرار کے شیخ کی خدمت میں تشریف لے گئے اور ملاقات کی، شیخ نے تھوڑی دیر کے بعد طعام طلب کیا اور فرمایا کہ چاول سادہ اور دہی بھی لاؤ، جب انواع و اقسام کے کھانے آئے تو شیخ نے چاول و جغرات جو مریض کھانسی کے حق میں ظاہر اسم قابل کا حکم رکھتے ہیں، مولانا کے آگے رکھ کر فرمایا کہ بسم اللہ مولانا شیخ کی بیعت سے انکار نہ کر سکے۔ خدا کی قدرت اور شیخ کی نظر کیمیا اثر سے وہ کھانا آپ کے حق میں ایسا مفید پڑا کہ فوراً کھانسی جاتی رہی اور آپ بالکل شفا یاب ہو گئے۔ اس کے بعد آپ شیخ موصوف کے نہایت معتقد ہو گئے اور انکار کا عقدہ حل ہو گیا۔

آپ کو سلطان محمد بن تغلق شاہ والی ہند متوفی ۷۵۲ھ نے شیراز میں واسطے لانے قاضی عضد الدیجی کے بھیجا تھا جہاں آپ کی سلطان ابواسحق نے بڑی تکریم و تعظیم کی اور کچھ دنوں آپ کو وہاں ٹھہرایا جہاں آپ کے آثار فضل اور علم وہاں کے لوگوں اور علماء پر ظاہر ہوئے۔

مصنف کفایہ

سید جلال الدین بن شمس الدین خوارزمی کرلانی : بڑے عالم فاضل، فقیہ کامل، جامع منقول و معقول، حاوی فروع و اصول تھے اور یہاں تک ضرب المثل اور مشہور زمانہ تھے کہ دور دور سے لوگ آپ کے پاس آتے اور فوائد علمیہ و دینیہ سے فیض یاب ہوتے تھے۔ علم آپ نے حام الدین حسن سنغاقی مصنف نہایہ اور عبدالعزیز بخاری صاحب کشف بزدوی سے حاصل کیا اور آپ سے ناصر الدین محمد بن شہاب بن یوسف والد حافظ الدین محمد بزاز صاحب فتاویٰ بزازیا اور طاہر بن سلام بن قاسم خوارزمی المعروف بہ سعد قدوش صاحب جواہر الفقه اور عبدالاول بن برہان الدین علی بن عماد الدین

وغیرہ نے حاصل کیا اور ہدایہ کی شرح کفایہ نام ایسی عمدہ لکھی جو مقبول ہو کر متداول بین الامم ہوئی۔ اگرچہ اس شرح کے مصنف کے باب میں علماء نے اختلاف کیا ہے مگر کفوی اور صاحب شقائق نعمانیہ وغیرہ مؤرخین معتبرہ و علمائے ثقہ کے اقوال سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ کفایہ شرح ہدایہ کو سید جلال الدین ہی نے تصنیف فرمایا ہے۔

محمد بن شہاب کدوری

محمد بن شہاب بن یوسف بن عمر بن احمد کدوری : ناصر الدین لقب تھا۔ علوم فروع و اصول اور منقول و معقول کے جامع تھے اور محمد بن شہاب بن زازی متوفی ۸۲۷ھ صاحب فتاویٰ بن زازیہ کے والد ماجد تھے۔ فقہ آپ نے سید جلال الدین مصنف کفایہ شرح ہدایہ سے پڑھی۔

فضل اللہ بن محمد

فضل اللہ بن محمد بن ایوب المنتب الی ماجو : امام، فقیہ، اصولی، اس باب حقیقت و طریقت تھے۔ علم یوسف بن قمر صوفی صاحب جامع المصنرات شرح قدوری سے حاصل کیا اور تصوف کو رکن الدین فیض اللہ متوفی ۷۳۵ھ بن ابی المغانم صدر الدین بن شیخ الاسلام ہمارا الدین کہہ یا ملتان سے اخذ کیا اور فتاویٰ صوفیہ تصنیف کیا مگر ابن کمال لکھتے ہیں کہ یہ فتاویٰ کتب غیر معتبرہ میں سے ہے، جب تک اس کی مطابقت اصول سے معلوم نہ ہو لے جو اس میں لکھا ہے اس پر اعتبار کرنا ناجائز ہے۔

محمود بن حسین بلخنی

محمود بن حسین بن اسعد بلخنی : ابو محمد کنیت تھی، امام کبیر، فاضل جلیل القدر جامع علوم و فنون تھے۔ علوم یوسف بن عمر صاحب جامع مصنرات سے حاصل کئے اور کتاب افتتاح شرح دعائے افتتاح میں تصنیف کی۔

صاحب وقایہ

محمود بن احمد بن عبد اللہ بن ابراہیم محبوبی : تاج الشریعہ لقب تھا۔ عالم فاضل، نحویہ کمال، بحرِ فاخر، جبرِ فاخر، صاحب تصانیف جلیدہ تھے۔ علم اپنے باپ صدر الشریعہ احمد سے حاصل کیا اور کتاب وقایہ کو واسطے حفظ کرنے اپنے پوتے صدر الشریعہ عبد اللہ بن مسعود بن محمود کے ہدایہ سے منتخب کیا اور فتاویٰ و واقعات اور شرح ہدایہ تصنیف کی ہے۔

۱۔ ان کے مصنف بران الشریعہ محمود بن صدر الشریعہ عبد اللہ بن ابراہیم محبوبی متوفی ۶۷۳ھ میں تاج الشریعہ نام عمر بن احمد بن عبد اللہ بدیہ العارفين ان کے حالات نکلے میں ملاحظہ فرمائیں۔ (مرتب)

تجدید زادہ

مصطفیٰ بن ابراہیم الشہیرہ تجدید زادہ : مصلح الدین لقب تھا، بڑے صالح فائق فی العلوم تھے۔ مدت تک سلطان محمد خاں کے معلم رہے اور تفسیر برصیاوی پر نہایت عمدہ و مفید حواشی تین جلد میں کثافت سے تحریر کئے گئے۔

سعد غدلوبوش

طاہر بن سلام بن قاسم بن احمد خوارزمی المعروف بہ سعد غدلوبوش : علم سید جلال الدین کرلانی مصنف کفایہ سے اخذ کیا، جب حج کر کے مصر میں آئے تو ۱۷۷۶ھ میں ایک کتاب نہایت لطیف جو اہل الفقہ نام دس ابواب پر تصنیف فرمائی اور اس کی تصنیف سے غرہ رمضان کو فارغ ہوئے ابتداء اس کی اس طرح پر ہے الحمد للہ الذی بیدہ مقالید الامور الخ۔

قوچہ آفندی

حمود رومی الشہیرہ قوچہ آفندی : بڑے عالم فاضل، صالح، اورع، تقی، جامع علوم عقلیہ و شرعیہ تھے، علوم اپنے زمانہ کے علماء و فضلاء سے حاصل کئے۔ ۱۷۷۶ھ میں سلطان مراد خاں نے شہر بروسا کی قضاہ آپ کو دی جس پر آپ زمانہ سلطان بایزید خاں تک قائم رہے، لوگ آپ کو بڑا چاہتے تھے۔ چونکہ آپ نہایت ضعیف و پیر سال ہو گئے تھے اس لئے آپ قوچہ آفندی کے نام سے موسوم ہوئے۔ آپ کا ایک بیٹا محمد نام تھا جو بڑا عالم فاضل ہوا مگر عین شباب میں ایک لڑکا موٹی پاشا چھوڑ کر مر گیا۔

محمد بن محمد طابری

محمد بن محمد بن حسن بن علی طابری : ابوطاہر کنیت حافظ الدین لقب تھا، فقیہ، محدث، مفسر، مناظر، اصولی، زبدۃ ارباب فتویٰ، بقیۃ اعلام ہدیٰ، عارف اسرار طریقت، کاشف رموز حقیقت تھے۔ علم صدر الشریعہ عبد اللہ بن مسعود بن تاج الشریعہ محبوبی سے اخذ کیا اور ماہ ذیقعد ۱۷۲۵ھ میں آپ کو صدر الشریعہ سے اجازت ملی اور آپ نے اواخر شعبان ۱۷۷۶ھ میں خواجہ پارسا محمد بن محمد بن محمود حافظی صاحب فصل الخطاب کو جو اس وقت بیس سال کے تھے، اجازت دی۔

۱۷۷۶ھ کے قریب وفات پائی۔ (معجم المؤلفین)

۱۷۷۶ھ ابو سعید انصاری قدس سرہ اللہ تعالیٰ عنہ (مرتب)

خطیب

قاسم بن یعقوب اماسی الشہیر بخطیب : علوم قرآن اور تفسیر و حدیث و اصول کے عالم اور اہل تصوف کے محب تھے۔ علم سید احمد قمری تلمیذ بزازی سے حاصل کیا اور مدرسہ شہر اماسیہ کے مدرس مقرر ہوئے پھر سلطان بایزید خاں کے جب وہ امیری کی حالت میں تھا، معلم بنے اور جب وہ تخت سلطنت پر بیٹھا تو آپ کو بروسا میں مدرسہ مراد خاں دیا گیا پھر سلطان نے اپنے بیٹے احمد کا آپ کو معلم بنایا اور اماسیہ میں فوت ہوئے۔

مدیقہ نغمہ نویں صدی کے فقہاء و علماء کے بیانیہ

میر سید عبداللہ حسینی

میر سید عبداللہ حسینی : اصیل الدین لقب تھا، علم تفسیر و فقہ و انشا اور تالیف میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے، زبان گوہر شاں آپ کی مفسر حقائق صحف آسمانی تھی اور باطن خجستہ آثار آپ کا مصدر انوار رہا بانی تھا، خاقان سعید کے عہد میں آپ نے شیراز سے ہجرت کر کے ہرات میں سکونت اختیار کی، ہفتہ میں ایک دفعہ مدرسہ گوہر شاد آغا میں وعظ و نصائح خلق اللہ میں مشغول ہوتے اور ماہ ربیع الاول میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سنن و سیر کے بیان میں مواظبت کر کے طوائف انام کو محفوظ و مسرور کرتے۔ سیر میں کتاب درج الدرہ اور سالہ مزارات ہرات اور معراج الاعمال تصنیف فرمائے اور، ربیع الاول ۸۳۳ھ میں وفات پائی۔ تاریخ وفات آپ کی شہنشاہ عالم ہے۔

عبدالاول سیرامی

عبدالاول بن محمد سیرامی : عالم منجرب، فقیہ فاضل تھے، اصل وطن آپ کا بلاد عجم میں تھا جہاں آپ نے علم حاصل کیا اور کمال کے درجہ کو پہنچے پھر بلاد روم میں آئے اور وہاں کے علماء و فضلاء سے مباحثے اور مناظرے کئے، لوگوں نے سلطان روم کے پاس آپ کی فضیلت کی شہادت دی، پس اس نے آپ کو بلدہ کوناہیبہ کا مدرسہ عطا کیا جہاں آپ نے کتاب نقایہ کی جو فقہ

میں ہے، ایک نہایت نفیس شرح تصنیف کی اور اس کے مسائل معضلات کو بڑی عمدگی سے واضح کیا جس کی تصنیف سے ۸۰۶ھ میں فارغ ہوئے پھر محدث شاہ بن شمس الدین محمد فاری کے واسطے ایک کتاب اسطراب کے بیان میں نظم میں تصنیف کی اور ۸۱۳ھ میں وفات پائی۔

عبدالاول بن برہان الدین

عبدالاول بن برہان الدین علی بن جلال الدین محمد بن زین الدین عبدالرحیم بن عماد الدین بن صاحب ہدایہ، فقیہ متقن محدث، مفسر، جامع علوم مختلفہ تھے۔ فقہ جلال الدین کرلانی مصنف کفایہ شرح ہدایہ سے حاصل کی اور انہیں سے ہدایہ کو بروایت معنعن روایت کیا۔ آپ سے علم شمس الدین قریبی نے اخذ کیا۔ وفات آپ کی ۸۱۴ھ میں ہوئی۔ "فقیہ امام الوقت" تاریخ وفات ہے۔

ابن شحنہ

محمد بن محمد بن شحنہ الشمیر بن ابن شحنہ : محب الدین نقب اور ابوالولید کنیت تھے ۴۹۹ھ میں پیدا ہوئے، بڑے بڑے علماء و فضلاء سے فقہ و ادب وغیرہ علوم پڑھے، حدیث اور اہل حدیث کے بڑے محب تھے، کسی دفعہ حلب اور شام کی قضا پر مقرر ہوئے۔ ابن ہمام نے آپ سے پڑھا، کتاب روضۃ المناظر فی اخبار الاولیاء والاواخر حوادث ۸۰۶ھ تک تصنیف کی اور حوادث ۸۱۳ھ میں وہ واقعات بیان کئے جو ان کے اور امیر تمپور کے درمیان غلبہ حلب کے وقت سوال و جواب کے طور پر واقع ہوئے تھے، علاوہ اس کے ایک کتاب سیرت نبویہ اور ایک نظم متوسطہ میں لکھی اور ۸۱۵ھ میں وفات پائی، "محبت اندیش" تاریخ وفات ہے۔

سید شریف

علی بن محمد بن علی جرجانی المعروف بسید شریف : شہر جرجان میں ۲۲ شعبان ۸۲۰ھ میں پیدا ہوئے اور بچپن میں ہی عربی پڑھنے کی طرف رجوع ہوئے، جب سولہ دفعہ شرح المطالع پڑھ چکے تو آپ کے خیال میں آیا کہ ایک دفعہ خود قطب الدین رازی سے بھی جو کتاب مطالع کے شراح ہیں، پڑھ لینا چاہتے ہیں اس ارادہ سے ہرات میں ان کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے شرح مطالع پڑھنے کی التماس کی، قطب الدین رازی اس وقت ایک سو بیس سال کی عمر کے تھے اور بسبب بڑھاپے کے ان کے ابرو آنکھوں پر پڑے ہوئے تھے پس انہوں نے ہاتھوں سے دونوں

۱۵ ان کے بیٹے شمس الدین ابوالفضل محمد بن محمد بن محمد بن شحنہ (۸۰۶-۸۹۰ھ) کے حالات تکملہ میں ملاحظہ فرمائیں ۱۵ شعبان ۸۲۰ھ ابوالحسن کنیت، ولادت تاکو نزد استرآباد۔ "انیکلو پیڈیا آف اسلام" (مرتبہ)

ابرو آنکھوں سے اٹھا کر سید شریف کی طرف دیکھا تو یہ عین نوجوانی میں تھے اور ان کا فکر علم منطق میں مثل روشنی برق کے چمکتا تھا پس قطب الدین نے آپ کو کہا کہ تو نوجوان لڑکا ہے اور میں نہایت بوڑھا ہوں۔ میں سنجو پڑھا نہیں سکتا، اگر تو چاہتا ہے کہ مجھ سے شرح مطالعہ نے تو میرے شاگرد خاص اور تربیت یافتہ مبارک شاہ کے پاس جا جو اس وقت مصر میں مدرس ہے، وہ تجھ کو کتاب مذکورہ اس طرح پڑھائے گا جس طرح کہ اس نے مجھ سے پڑھی ہے۔

پس آپ ہرات سے بلاد مصر کی طرف متوجہ ہوئے، راستہ میں آپ نے جلال الدین بن محمد اقسرائی شارح موجز کی جو طب میں ہے شہرت سنی، پس آپ بلادِ کربلا کی طرف پھرے۔ جب قریب پہنچے تو اقسرائی کی شرح کو جو انہوں نے ایضاً خطیب قزوینی پر لکھی تھی کسی کے پاس دیکھا اور آپ کو وہ پسند نہ آئی اور کہا کہ یہ مثل گوشت گائے کے ہے جس کے اوپر مکھیاں بیٹھی ہوئی ہوں۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ ایضاً ایک مفصل و مبسوط کتاب ہے جو حل کی چنداں حاجت نہیں رکھتی اور اقسرائی نے پہلے اس کے تمام متن کو لکھ لیا تھا، پھر اس پر اپنے کلام سے تعاقب کیا تھا اور متن پر سرخ سیاہی سے لکیر پھیر دی تھی، پس اس سے وہ شرح گویا مثل گوشت گائے کے جس پر مکھیاں بیٹھی ہوں ہو گئی تھی۔ جب سید شریف نے اس کتاب کے حق میں ایسا کہا تو بعض طالب علموں نے آپ کو کہا کہ آپ اقسرائی کے پاس جائیں اور ان کی تقریر کو دیکھیں کہ وہ تحریر سے کہیں بہت بڑھ کر ہے، اس پر آپ ان کی طرف روانہ ہوئے مگر جب شہر میں پہنچے تو اقسرائی اسی وقت فوت ہو گئے تھے، آپ نے وہاں مولیٰ شمس الدین محمد فناری سے ملاقات کی اور ان کی رفاقت سے وہاں سے مصر کو کوچ کیا اور وہاں جا کر اکمل الدین محمد بن محمود بابر ترقی صاحب عنایہ شرح ہدایہ سے فقہ پڑھی، پھر آپ مبارک شاہ کی خدمت میں واسطے پڑھنے شرح شمسیہ اور شرح مطالعہ کے حاضر ہوئے انہوں نے فرمایا کہ میں آپ کو مستقل سبق نہیں دے سکتا کیونکہ اتنی فرصت نہیں البتہ اگر تم کو صرف سماعت منظور ہے تو اختیار ہے، آپ اسی بات پر راضی ہو گئے۔

ان دنوں ایک شخص نے اولاد امراء مصر سے شرح مطالعہ مبارک شاہ سے پڑھنی شروع کی تھی۔ پس آپ اس کے سبق کے وقت حاضر ہو کر اس کو سنتے تھے۔ ایک رات کا ذکر ہے کہ مبارک شاہ اپنے گھر کے دروازہ سے نکل کر مدرسہ کے صحن میں ٹہلنے لگے۔ اتفاقاً سید شریف کا مکان بھی مدرسہ کے متصل تھا، سید شریف اس وقت یہ کہہ رہے تھے کہ شارح کا یہ قول ہے اور استاد یہ کہتا ہے اور میں یہ کہتا ہوں، پھر اور کلمات لطیف آپ نے پڑھے

جن کو مبارک شاہ سن کر نہایت خوش ہوئے یہاں تک کہ خوشی کے مارے رقص کرنے لگے اور سید شریف کو مستقل سبق پڑھنے اور کلام وغیرہ کرنے کی اجازت دی پس آپ ایسے رتبہ کمال کو پہنچے کہ اقران و امثال پر فائق ہو کر علامہ دہر، وحید عرفیہ مجدد، فصیح، بلین، مناظر، جدلی ہوئے۔ پھر شیراز کو آئے اور ۱۷۷۷ء میں جبکہ شاہ شجاع الدین بن مظفر قصر زرد میں مقیم تھا تو آپ نے اس سے ملاقات کرنے کا ارادہ کیا اور سپاہیوں کا لباس پہن کر سعد الدین مسعود تغنازانی صاحب مطول و تلخیص وغیرہ سے جو بادشاہ کے پاس آیا جایا کرتے تھے کہا کہ میں ایک شخص غریب تیرا اندازہ ہوں، اگر آپ میرے واسطے کوشش کریں تو مجھ کو بادشاہ کی ملاقات حاصل ہو جاتی ہے۔

تغنازانی نے یہ بات قبول کی اور گھوڑے پر سوار ہو کر سید شریف کو اپنے ساتھ لیا جب قصر کے دروازہ پر پہنچے تو سید شریف کو وہاں ٹھہرا کر آپ بادشاہ کے پاس گئے اور سید شریف کے اوصاف بیان کئے۔ اس پر بادشاہ نے آپ کو طلب کیا اور کہا کہ مجھ کو اپنی کارروائی تیرا اندازہ میں دکھلا۔ آپ نے ایک جزوان اخترانوں کے جو اپنے نتائج طبع سے مصنفین پر کئے تھے نکال کر بادشاہ کو دئے اور کہا یہ میرے تیر ہیں اور یہ میری کارروائی ہے۔ پس بادشاہ آپ کے مرتبہ و فضیلت پیمائے گیا اور آپ کی عزت کی اور آپ کو اپنے ہمراہ شیراز میں لے جا کر دارالشفار کی تدریس آپ کے سپرد کی جہاں آپ دس سال درس و تدریس میں مشغول رہے۔

جب امیر تیمور نے ۱۳۸۹ء میں شیراز کو فتح کیا اور لوٹ کا حکم دیا تو آپ کو بہ سبب سفارش وزیر اور نیز آپ کی فضیلت کے امان دی اور آپ تیمور کی اجازت سے سمرقند میں حب کر اقامت گزین ہوئے اور وہاں درس و تدریس شروع کر دی۔ ان دنوں سعد الدین تغنازانی مجالس تیمور کے صدر الصدور تھے لیکن تیمور سید شریف کو ان پر ترجیح دیتا تھا اور کہتا تھا کہ اگرچہ فضیلت و کمالیت کی رو سے دونوں برابر ہیں لیکن سید شریف کو نسب کے لحاظ سے فضیلت ہے، اس سے سید شریف کا دل کھل گیا اور آپ کو اس بات کی جرأت ہوئی کہ میں سعد الدین کو مناظرہ میں ناک دوں، پس ۱۳۹۱ء میں ان دونوں کی بحث اجتماع استعارہ تبعیہ و تمثیلیہ میں جو صاحب تفسیر کشف کے کلام میں زیر آیت اولئك على هدى من سبھم کے واقعے ہوئی اور منصف ان دونوں کے نعمان الدین خوارزمی معتزلی ہوئے۔ پس اس نے سید شریف کی رائے کو ترجیح دی جس سے خاص و عوام کے نزدیک غلبہ سید شریف کا تغنازانی پر مشہور ہو گیا۔ اس سے تغنازانی کو بڑا غم لاحق ہوا اور وہ اسی غم میں ۱۳۹۱ء میں سمرقند فوت ہو گئے۔ جب تیمور مر گیا تو سید شریف شیراز میں آئے اور اسی جگہ

چار شنبہ کے روز ۶ ربیع الاول ۱۱۶۷ھ میں فوت ہوئے۔ "مشہور دارین" تاریخ وفات ہے۔
 تصنیفات آپ کی پچاس سے زیادہ ہے اور ان کے نام یہ ہیں : تفسیر نہ ہراوین ،
 شرح فرائض سر اجیہ ، شرح مواقف ، شرح وقایہ ، شرح مفتاح ، شرح تذکرہ طوسی ، شرح تلخیص
 چھینی (جو بہت میں ہے) شرح کافیہ ، حاشیہ تفسیر بریضاوی ، حاشیہ اوائل تفسیر کلمات ، حاشیہ
 مشکوٰۃ ، حاشیہ خلاصہ اصول حدیث مصنفہ طیبی ، حاشیہ عوارف ، حاشیہ ہدایہ ، حاشیہ تجرید طوسی ،
 حاشیہ شرح مطالع ، حاشیہ شرح شمسیہ ، حاشیہ مطول ، حاشیہ مختصر ، حاشیہ شرح طوابع ، حاشیہ شرح
 ہدایۃ الحکمۃ ، حاشیہ شرح حکمۃ العین ، حاشیہ شرح حکمۃ الاشراف ، حاشیہ تحفہ ، حاشیہ رضی
 حاشیہ شرح نقرہ کارہ کافیہ ، حاشیہ متوسط ، حاشیہ خبیبی ، حاشیہ عوارف جرجانی ، حاشیہ رسالہ وضع حاشیہ
 شرح شک الاشارات طوسی ، حاشیہ تلویح ، حاشیہ نصاب (جو عجیب لغت میں ہے) ، حاشیہ متن
 اشکال التاسیس ، حاشیہ شرح عقد ، حاشیہ تحریر اقلیدس طوسی ، حاشیہ قصیدہ کعب بن زہیر ،
 رسالہ صرف میر (فارسی میں) ، رسالہ نحو میر (فارسی میں) ، رسالہ صغری کبری (منطق میں بزبان فارسی)
 شرح مختصر بہری یعنی الیاء غوجی ، تشریحیہ شرح کافیہ ، رسالہ مناظرہ مسمیٰ بہ تشریحیہ ، رسالہ تعریفات
 الاشیاء ، رسالہ تحقیق معانی حروف ، رسالہ وجود میں ، رسالہ موجود میں ، رسالہ حروف میں ، رسالہ
 صوت میں ، رسالہ مناقب خواجہ نقشبند میں ، رسالہ وجود و عدم میں ، رسالہ آفاق و انفس میں ،
 رسالہ علم ادوار میں ، رسالہ اصل صوفیہ کے وجود میں۔

تصوف کا علم آپ نے خواجہ علاؤ الدین محمد بن محمد عطاء بخاری سے جو بڑے عزیز
 خلیفہ شیخ بہار الدین نقشبند کے تھے ، حاصل کیا تھا جن کے حق میں آپ کا یہ قول تھا کہ میں نے
 خدا کو جیسا کہ چاہیے تھا نہیں پہچانا تھا جب تک کہ میں خدمت عطاء بخاری میں مشرف نہیں
 ہوا تھا۔

ابن قاضی سماونہ

شیخ بدر الدین محمود بن اسرائیل بن عبدالعزیز الشہیر بن ابن قاضی سماونہ ؛ آپ کے
 والد ماجد جب قلعہ سماونہ میں قاضی تھے تو آپ پیدا ہوئے ، لڑکپن میں آپ نے اپنے والد سے
 پڑھا اور قرآن شریف کو حفظ کیا پھر شہر تونسہ میں کچھ پڑھا بعد ازاں ولایت مصر کو تشریف لے گئے
 اور وہاں سید شریف کے ساتھ تحصیل علم میں مشغول ہوئے یہاں تک کہ تمام علوم میں فائق ہوئے
 فقہ میں لطائف الاشارات اور اس کی شرح تسہیل و جامع الفصولین اور صرف میں عقود الجوامہ شرح

المقصود تصنیف کیں۔

کہتے ہیں کہ جب امیر تیمور تبریزی آیا تو اس کے سامنے علماء کا آپس میں تنازع پڑا، اس وقت شیخ جزری نے تیمور کے پاس جا کر واسطے محاکمہ کے آپ کا تذکرہ کیا۔ اس پر امیر تیمور نے آپ کو طلب کر کے محاکمہ بنایا پس آپ نے ایسا فیصلہ کیا کہ آپ کے حکم پر فریقین راضی ہو گئے اور تمام علماء نے آپ کی فضیلت کا اقرار کیا اور تیمور نے آپ کو بہت سا انعام دیا بعد ازاں آپ مصر کو بھی آئے اور مصر سے حلب میں پہنچے جہاں سے امیر جزیرہ نے آپ کو اپنے پاس بلایا اور آپ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوا، پھر آپ اور نہ کو آئے جہاں تقریباً ۸۱۵ھ میں وفات پائی۔ "مخزن الطاف" تاریخ وفات ہے۔

حماد بن عبدالرحیم

حماد بن عبدالرحیم بن علی بن عثمان بن ابراہیم بن مصطفیٰ ہارون دینی : حمید الدین لقب تھا، ۷۲۵ھ میں پیدا ہوئے۔ عالم فاضل حدیث اور اہل حدیث کے نہایت محب تھے۔ ذہبی اور اس طبقہ کے دیگر محدثین سے آپ کو حدیث کی اجازت حاصل ہوئی۔ ابن حجر عسقلانی مجمع المؤکس میں لکھتے ہیں کہ آپ ہمیشہ ہمارے ساتھ ہمارے شیوخ سے حدیث سنتے اور اپنے ہاتھ سے لکھتے رہے اور ہم نے آپ سے قراطی کے شعر سماعت کئے۔ وفات آپ کی ۸۱۹ھ میں طاعون کے مرض سے ہوئی۔ "مرجع وقت" تاریخ وفات ہے۔

مولانا شیخ احمد متھانی سیری

مولانا شیخ احمد متھانی سیری : جامع علوم نقلیہ و عقلیہ، واقف فنون رسمیہ و ادبیہ، صبح اللسان بلیغ البیان تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لغت میں جو ایک بڑا قصیدہ آپ نے عربی میں تصنیف فرمایا ہے جس کا اول شعر یہ ہے

اطاہر لبی جنین الطائر الفرد و حاج لوعۃ قلبی التایہ اللمد

اس سے آپ کی کمال فضیلت و فصاحت اور بلاغت ثابت ہوتی ہے اگرچہ آپ کو مولانا خواجگی سے نہایت محبت قلبی تھی مگر آپ نے شہر دہلی سے باہر کل جانے میں ان سے موافقت نہ کی، یہاں تک کہ امیر تیمور کی فوج دہلی میں آگئی اور شہر کو تاج کر کے آپ کے متعلقین کو گرفتار کر لیا۔ جب فتنہ سے تسکین ہوئی تو آپ امیر تیمور کی مجلس میں تشریف لے گئے جہاں آپ اور شیخ الاسلام نبیرہ مولانا برہان الدین مرغینانی صاحب ہدایہ کے درمیان نسبت تقدم و تاخر مجلس کے بڑی گفتگو ہوئی۔ تیمور نے کہا کہ یہ صاحب ہدایہ کے نبیرہ ہیں، مناسب ہے کہ یہ آپ سے آگے مجلس میں بیٹھیں۔ مولانا نے کہا کہ

لے قل کرئیے گئے۔ آنا بگو پڑیا آن اسلام کشف انظنون میں ۸۲۳ھ کتبے (مؤلف)

جب خود صاحب ہدایہ نے جو ان کے جد امجد ہیں کسی جگہ ہدایہ میں خطا کی ہے پس اگر انہوں نے ایک جگہ خطا کی تو کیا مضائقہ ہے؟ شیخ الاسلام نے فرمایا کہ وہ کوئی خطا ہے، بیان کرنی چاہئے۔ مولانا نے اپنے فرزندوں اور شاگردوں کو اشارت کی کہ بیان کرو، امیر تمپور نے صاحب ہدایہ کی عزت اور شیخ الاسلام کے ناموس کا ملاحظہ کر کے اس گفتگو کو کسی اور موقع پر ٹال دیا، بعد ازاں مولانا مع اہل و عیال کے کالپی میں چلے گئے اور وہیں تدریس و تفسیر علم میں مصروف رہے یہاں تک کہ ۱۸۷۲ء میں وفات پائی، قرآپ کی کالپی میں زیارت نکاح و عام ہے۔ "گلشن ہدایت" تاریخ وفات ہے۔

خواجہ پارسا

محمد بن محمد بن محمود حافظی بخاری المعروف بخواجه پارسا : آپ حافظ الدین کبیر محمد بخاری کی نسل میں خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی کے انگریز خلفاء میں سے حافظ فروع و اصول اور جامع معقول و منقول، فائق علی الاقران تھے۔ ۱۷۵۶ء میں پیدا ہوئے۔ علوم اپنے شہر کے علماء و فضلاء سے پڑھے اور فقہ کو ابی طاہر محمد بن محمد بن حسن طاہری لمبیز صدر الشریعہ عبد اللہ محبوبی سے حاصل کیا اور کتاب فضول مستہ اور کتاب فصل الخطاب حقائق علم لدنی اور دقائق طریق نقشبندی میں تصنیف کی نفحات الانس میں لکھا ہے کہ آپ ۱۸۲۲ء میں واسطے حج و زیارت کے بخارا سے نہضت فرما ہو کر نسف و صغابیاں و ترمذ و بلخ و ہرات و جام وغیرہ سے گذرے جہاں کے علماء و رؤسائے آپ کی بڑی تکریم کی۔ جب حج سے فارغ ہوئے تو آپ کو امراض لاحق ہوئے یہاں تک کہ آپ نے طواف و داع کا سواری پر کیا اور مدینہ منورہ کو تشریف لے گئے اور وہاں بارہ کے روز ۲۳ ماہ ذی الحجہ سن ۱۲۴۰ھ میں پہنچے اور زیارت سے فارغ ہو کر پنجشنبہ کے روز وفات پائی۔ مولانا شمس الدین محمد بن حمزہ فناری وغیرہ لوگوں نے آپ پر نماز پڑھی اور جمعہ کی رات کو حضرت عباس کے قبہ کے پاس دفن کیا۔ "مخزن فہم" تاریخ وفات ہے۔

صاحب فتاویٰ بزازیہ

محمد بن محمد بن شہاب بن یوسف الکردری البرقینی الخوارزمی الشہیر بالبزازی : فروع و اصول میں فرید العصر، منقول و معقول میں وحید الدہر، جامع علوم مختلفہ تھے، علوم اپنے باپ سے اخذ کئے یہاں تک کہ ماہر باہر ہوئے، آپ شہر سمرقند میں رہا کرتے تھے جو قریب ہزار اہل کے واقع ہے پھر یہاں سے کوچ کر کے شہر قزیم میں پہنچے جو بہتر زمان کے ہنر مند کور کے کنارہ پر واقع ہے اور وہاں کئی برس رہے اور وہاں کے ائمہ اعلام سے مناظرے کئے اور فقہاء کو درس دیا پھر اپنے شہر کو واپس آئے

پھر روم کے شہروں کی طرف تشریف لے گئے اور وہاں شمس الدین فناری سے مباحثے کئے اور شہر روم میں داخل ہونے سے پہلے کتاب وجیز جو معروف و مشہور بہ فتاویٰ بزازیہ ہے تصنیف کی اور اس کے کتاب اجارہ کے آخر میں لکھا کہ یہ یکم ربیع الاول ۸۰۶ھ کو فھوڑی رات گئے رختم ہوئی اور ایک کتاب امام اعظم کے مناقب میں تصنیف کی جو عمدہ مطالب پر مشتمل اور نہایت مفید ہے۔ وفات آپ کی واسطہ ماہ رمضان ۸۲۶ھ میں ہوئی۔ "آرائش قریہ" تاریخ وفات ہے۔

محمد بن عبداللہ دیرمی

محمد بن عبداللہ بن سعد مقدسی دیرمی : شمس الدین لقب تھا اور قاضی القضاة کے لقب سے مشہور تھے۔ کل علوم میں سوائے حدیث کے مہارت کامل رکھتے تھے، بعد ۸۲۲ھ کے قصبہ دیر میں جو علاقہ دمشق میں واقع ہے، پیدا ہوئے اور بیت المقدس میں سکونت اختیار کی۔ باپ آپ کا سوداگری کرتا تھا پس آپ نے ہی علم پڑھا اور مختلف فنون کو حاصل کیا۔ علماء و فضلاء سے اکثر مناظرے کرتے تھے اور نہایت خوشخط تھے، کسی دفعہ قاہرہ میں تشریف لائے اور آپ کے فضائل نے شہرت پکڑی یہاں تک کہ ماہ جمادی الاولیٰ ۸۱۹ھ میں قاہرہ کے قاضی مقرر ہوئے پھر ۸۲۲ھ میں شہر مویدیہ کی مشیخت آپ کے تفویض ہوئی۔ ۸۲۶ھ میں بیت المقدس کو واپس تشریف لائے جہاں ۹ ماہ ذی الحجہ سنہ مذکور میں وفات پائی۔ "کعبہ خلق آپ کی تاریخ وفات ہے۔

آپ سے آپ کے بیٹے سعد الدین سعد دیرمی نے اخذ کیا، آپ کے ایک بھائی عبداللہ نام تھے اور وہ بھی بڑے عالم فاضل تھے جو ۸۱۶ھ میں فوت ہوئے۔

قاری الہدایہ

عروبن علی الشیربہ قاری الہدایہ : سراج الدین لقب تھا، ابتداء میں خیاطت کا کام کرتے تھے پھر تحصیل علوم میں مشغول ہوئے یہاں تک کہ فقہ وغیرہ علوم منقول و معقول میں ایسے ماہر ہوئے کہ مذہب حنفیہ اور کثرت تلامذہ میں مشارالہ زمانہ ہوئے مصر میں شیخونہ کی مشیخت آپ کے تفویض ہوئی اور ماہ ربیع الآخر ۸۲۹ھ میں وفات پائی۔ "خدیو دہر" تاریخ وفات ہے۔ آپ کی تصانیف سے تعلیقات ہدایہ و فتاویٰ یادگار ہیں۔

شمس بن عطار اللہ

شمس بن عطار اللہ بن محمد بن احمد بن محمود بن محمد بن امام فخر الدین رازی : بڑے عالم فاضل اور محدث تھے، کچھ اوپر ۸۶۶ھ میں پیدا ہوئے، بعد تحصیل علوم و فنون کے بیت اللہ کا

تصنیفات آپ کی مشہور و معروف ہیں جیسے فصول البدائع فی اصول الشرائع، شرح ایساغوجی المعروف یہ یکروزہ، تفسیر فاتحہ، النموذج العلوم فی مسائل من مائة فنون، شرح فرائض ملاحی، حاشیہ شرح حرز الامانی، تعلیقات شرح مواقف وغیر ذلک۔ شرح ایساغوجی کے اول میں آپ خود ہی لکھتے ہیں کہ میں نے اس شرح کو بہت چھوٹے ایام سہ ماہ میں چاشت کے وقت شروع کیا اور اسی روز مغرب کی اذان کے وقت اس کو ختم کر دیا چنانچہ اسی لئے شرح مذکور کا کام ہمارے ملک میں یکروزہ کے نام سے مشہور ہے اور وہ جو ہمارے ملک میں مشہور ہے کہ یکروزہ سعد الدین تغنازانی کی تصنیف ہے یہ بالکل غلط العوام اور خلاف منقول ہے۔

آپ اپنے اسلاف کی طرح فناری سے مشہور تھے جو آپ کے پردادا محمد کالقب تھا اور اس لقب کے پڑنے کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ جب آپ کے پردادا شاہ روم کے پاس آئے تو اس کو ہدیہ کے طور پر فینا رتخفہ دیا جس سے آپ ابن الفزری کے نام سے بلائے گئے اور رفتہ رفتہ فناری کے لقب سے مشہور ہو گئے۔

قرہ بن یعقوب

قرہ بن یعقوب بن ادریس رومی قرہ مانی : عالم فاضل، فقیہ محدث، جامع علوم نقلیہ و عقلیہ تھے، مطابح السنہ کی شرح نہایت نفیس تصنیف فرمائی اور ۸۳۳ھ میں وفات پائی۔

صاحب تفسیر حمانی

شیخ علی بن احمد بن علی مہامی گجراتی : زین الدین لقب تھا۔ جامع علوم ظاہری باطنی، فقیہ، محدث، مفسر، صاحب تصانیف عالیہ تھے، قصیدہ مہائم واقع گجرات میں سکونت رکھتے تھے، تفسیر تبصرة الرحمن وتیسیر المنان معروف بہ رحمانی جو صفت ایجاز و تدقیق میں موصوف ہے آپ کی تصنیفات کتبے اور نیز رسالہ ادلة التوحید نہایت موجز و منقح باثبات دلائل عقلیہ و براہین قطعیہ یا تصنیف فرمایا کہ ذرا شک و شبہ کو دخل باقی نہ رہا اور اس کے اول میں بعض آیات و احادیث ابرار کیں، علاوہ ان کے زوارف شرح عوارف اور شرح فصوص الحکم اور شرح نصوص وغیرہ تصنیف فرمائیں، وفات آپ کی ۸۳۵ھ میں ہوئی۔ "سخن فہم" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

۱۔ آپ سلطنت عثمانیہ کے پہلے مفتی اعظم (شیخ الاسلام) تھے ۱۲ (انسائیکلو پیڈیا آف اسلام)
۲۔ تجلیار عن تیسیر المنان ۱۲۹۵ھ/۱۸۷۶ء میں چھپ چکی ہے، "انسائیکلو پیڈیا آف اسلام" صاحب نثر نے الخواطر نے آپ کو شافعی بتایا ہے۔ (مرتب)

عبدالرحمن بن علی

عبدالرحمن بن علی بن عبدالرحمن بن علی تغنی ثم القاہری : ۶۱۲ھ میں قصبہ تغنی میں جو تک مصر میں دمیاط کے قریب واقع ہے، پیدا ہوئے۔ ابھی صغیر سن ہی تھے کہ آپ کا باپ جو خراسی کا کام کرتا تھا مر گیا پس آپ اپنی والدہ کے ساتھ قاہرہ میں آئے اور اپنے بھائی کی توجہ سے صرغتمشہ میں یتیموں کے مکتب میں پڑھنے کے لئے بیٹھے اور رفتہ رفتہ اپنا تعارف پیدا کر کے ترقی کرتے گئے اور شیخ خیر الدین عین تابی امام شیخونیا اور بدر محمود گلستانی سے استفادہ اور اخذ کیا یہاں تک کہ فقہ و اصول فقہ و تفسیر و اصول دین اور عربی اور معانی و منطق وغیرہ میں ماہر باہر اور فاضل کامل ہوئے اور مذہب کی ریاست آپ کی طرف منتہی ہوئی۔ آپ بڑے خوشن جوڑے اور عارف بہ امور دینیا اور اپنے اصحاب کے حامی تھے، ابوہریرہ کنیت تھی، مدت تک تدریس و افتاء میں مشغول رہے چنانچہ ابن ہمام اور ان کے تلمیذ سیف الدین وغیرہ ایک جم غفیر نے آپ سے اخذ کیا۔ پہلے امین طرابلسی پھر کمال بن عدیم کی طرف سے سفارت کے لئے مخصوص ہوئے، اخیر کو مصر کے قاضی القضاة مقرر ہوئے یہاں تک کہ شوال ۸۳۵ھ میں آپ کی ام ولد نے آپ کو زبرد سے کر مار ڈالا۔ ”کشف خلق“ تاریخ وفات ہے۔

محمد بن سید شریف

محمد بن سید شریف علی بن محمد جبر جانی : علم آپ نے اپنے والد ماجد سید شریف سے پڑھا یہاں تک کہ فقیہ فیضی اجل ہوئے۔ نحو میں تغتا زانی کی کتاب ارشاد کی شرح تصنیف کی اور کتاب متوسط شرح کافیہ پر جو آپ کے والد نے حاشیہ لکھنا شروع کیا تھا، اس کو کامل کیا اور ہدایۃ الحکمۃ اور فوائد الغیاتیہ کی شرحیں لکھیں اور منطق میں ایک مختصر رسالہ تصنیف کیا۔ وفات آپ کی ۵۳۸ھ میں ہوئی، ”تاج روزگار“ تاریخ وفات ہے۔

محمد شاہ فناری

محمد شاہ بن محمد بن حمزہ فناری : بڑے عالم فاضل، فرید العصر، وحید الدہر، ذکی، نظار، فارس، مثل اپنے باپ کے عارف مذہب تھے۔ علوم اپنے باپ سے اخذ کئے یہاں تک کہ ترقی کمال کو پہنچے اور اپنے باپ کی حیات میں برومہ میں مدرسہ سلطانیہ کے مدرس مقرر ہوئے۔ جب کچھ اوپر تیس سال کے ہوئے تو حج کیا اور قاہرہ میں تشریف لائے، پھر کرمان سے اپنے شہر کی طرف مراجعت کی اور ۸۴۰ھ میں انتقال کیا۔ ”مسرت علم“ تاریخ وفات ہے۔

۵۳۸ھ وفات، نور الدین تغنی ان کی تصانیف میں رسالتی رد و الحزن اور منطق پر اپنے والد کے فارسی رسالہ کا ترجمہ شامل ہے۔ ان سیکلو پیڈیا آف اسلام

شیخ الاسلام محمد بن قاضی القضاة شمس الدین

شیخ الاسلام محمد بن قاضی القضاة شمس الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ دیربی : آپ اپنے باپ کی ہی کنیت و لقب یعنی ابی عبداللہ و شمس الدین سے مشہور تھے۔ قدس میں ماہ محرم سنہ ۸۱۷ میں پیدا ہوئے اور کل علوم و فنون میں عالم فاضل ہو کر تدریس و افتاء میں مشغول رہے اور ۱۳ جمادی الآخرہ ۸۷۶ میں وفات پائی۔ "قطبِ خلق" تاریخ وفات ہے۔

یوسف بن بالی

یوسف بن بالی بن شمس الدین محمد بن حمزہ فناری : آپ محمد شاہ کے چھوٹے بھائی ہیں، بڑے عالم فاضل، فقیہ کمال، بخت و جدل میں قوت عالیہ رکھتے تھے۔ علم اپنے باپ سے حاصل کیا اور جب آپ کے بھائی محمد شاہ فوت ہوئے تو آپ بروسہ میں مدرسہ سلطانیہ کے مدرس مقرر ہوئے پھر وہیں کے قاضی بنے اور ۸۷۶ھ کو عہد سلطان مراد خاں ابن محمد خاں میں بحالت قضاہ قسطنطنیہ فوت ہوئے۔

محمد شاذلی بکری

محمد شاذلی بکری الشہیر بالحنفی : فقیہ، واعظ، ختم دائرہ ولایت، قطب عالم، صاحب کمالات ظاہری و باطنی اور ایک ان میں سے تھے جن کو خدا تعالیٰ نے دنیا میں تصرف اور تمکن دیا ہے۔ آپ سے اکثر خیب کی باتیں اور خرق عادات و کرامات ظاہر ہوئے اور اعمیان و ارکان نے آپ کی طرف رجوع کیا آپ کے حالات کو بعض علمائے دو مجلد میں قلم بند کیا۔ عارف شعرانی نے کہا ہے کہ آپ نے اس مقام تک علم کا احاطہ نہیں کیا کہ بیان کیا جاسکے۔ شامی میں وفات آپ کی ۸۷۶ھ میں لکھی ہے، "گلشن ولایت"، تاریخ وفات ہے۔

قاضی شہاب الدین

قاضی شہاب الدین دولت آبادی : ایک العلماء لقب تھا۔ فقیہ، مفسر، نحوی، لغوی، ادیب، بلیغ، بیانی، وحید العصر، فرید الدہر، صاحب تصانیف عالیہ تھے، علوم قاضی عبدالمقتدر سے حاصل کئے جو شہرت و قبولیت خدا نے آپ کو دی، کسی کو اہل زمانہ سے حاصل نہیں ہوئی۔ آپ کے حق میں قاضی عبدالمقتدر فرمایا کرتے تھے کہ یہ ہمارے پاس ایسے شاگرد آئے ہیں جن کا پوست و لحم و عظم علم ہے۔ آپ کی تصنیفات سے ایک شرح کافیہ ہے جو لطافت و متانت میں بے عدیل اور ان کی حیات ہی میں مشہور عالم ہو گئی تھی، دوسرے ارشاد جو ایک متن لطیف و بے نظیر نحو میں ہے، تیسرے بدیع البیان جو علم بلاغت میں ایک لاثانی متن ہے، چوتھے تفسیر فارسی بجز مروج جو چند مجلد کلاں میں ہے

یوسف بالی : محمد شہاب الدین احمد بن شمس الدین وفات ۲۵ رجب ۸۷۹ھ موصوفت الخواطر (مرتب)

جس میں بیان ترکیب الفاظ قرآنی اور معنی فصل و وصل کا کیا ہے اور نیز واسطے صحیح کے نکلف کیا ہے، پانچویں شرح اصول بزدوی تا بحث امر، چھٹے ایک رسالہ تقسیم علوم میں، ساتویں ایک رسالہ تقسیم صنائع میں، آٹھویں ایک رسالہ مناقب السادات، نویں شرح قصیدہ بانس سعاد، علاوہ ان کے اور کتب و رسائل تصنیف کئے اور فن شعر میں بھی آپ کو کمال ہارت حاصل تھی۔ وفات آپ کی ۸۴۵ھ میں ہوئی اور جو پور میں دفن کئے گئے۔ "صدر نشین انجمن" تاریخ وفات ہے۔

خواجہ یعقوب چرخ

خواجہ یعقوب چرخ : عالم علوم ظاہری و باطنی، جامع رموزِ صوری و معنوی، مفسر کلام ربانی اور اجلہ اصحاب خواجہ بہاؤ الدین نقشبند تھے۔ وطن آپ کا موضع چرخ مضافات غرنین سے تھا، مدت تک جامع ہرات میں مشغول علم رہے پھر مصر میں جا کر علوم عقلیہ و نقلیہ کو بدرجہ تکمیل پہنچایا اور بعد تحصیل علوم کے بجز بہر محبت الہی شاہ نقشبند کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے خلافت کا خرقہ پہنا اخیر کے دوبارہ قرآن شریف کی تفسیر تصنیف فرمائی جو تصوف سے پر ہے اور لاہور میں طبع ہو گئی ہے، وفات آپ کی ۸۵۵ھ میں ہوئی اور قریہ بلخنو میں دفن کئے گئے۔ مزار آپ کا زیارت گاہ عوام و خواص ہے، "ابرحمت" تاریخ وفات ہے۔

ابراہیم بن موسیٰ کرکی

ابراہیم بن موسیٰ کرکی : برہان الدین لقب تھا۔ فاضل جلیل القدر، علامہ عصر، جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے۔ تفسیر علاؤ الدین ترکمانی کا حاشیہ نہایت عمدہ بہ عبارت رشیقہ تالیف کیا اور ۸۵۳ھ میں وفات پائی۔ برگزیدہ خدا "تاریخ وفات ہے۔

حیدرہ بن احمد

حیدرہ بن احمد بن ابراہیم لعجمی ثم الرومی : ابوالحسن کنیت برہان الدین لقب تھا، شیراز میں ۸۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور بہت شہروں میں پھر کر علوم کو تحصیل کیا، بڑے تشکیل، شیریں سخن، علامہ معانی و بیان، جامع معقول و منقول اور حافظ اشعار، فصیح اللسان، بلیغ البیان تھے، علم موسیقی اور الحان کی ریاست آپ پر منتہی ہوئی۔

باوجودیکہ آپ بڑے دیندار اور کثیر العبادہ تھے تاہم آپ نے موسیقی اور الحان میں تصنیف کی اور نیز قزوینی کی ایضاح کی شرح لکھی اور نسا زانی سے اخذ کیا اور روم میں آئے اور امام ابوحنیفہ کے مذہب پر منتہی دیا۔ قاہرہ میں ۸۵۲ھ میں وفات پائی۔ سیوطی نے بغیۃ الوعاة فی طبقات النخاۃ

لمہ ولادت ۸۴۵ھ یا ۸۴۶ھ (مرتب)

میں لکھا ہے کہ آپ سے ہمارے شیخ محی الدین کافجی نے اخذ کیا۔ آخر آپ نے اس دار فانی کو چھوڑا اور
دگرائے عالم باقی ہوئے۔ ”مسند کرمات“ تاریخ وفات ہے۔

محمد بن احمد مکی

محمد بن احمد مکی : ابن الضیاء کنیت تھی، اپنے زمانہ کے امام فاضل، مفسر کامل شیخ
حنفیہ تھے۔ قرآن شریف کی ایک تفسیر نہایت عمدہ و مفید تصنیف کی اور ۸۵۲ھ میں وفات پائی،
”شمس تاباں“ تاریخ وفات ہے۔

عرب شاہ

شہاب احمد بن محمد معروف بہ عرب شاہ : بڑے عالم فاضل اور اپنے زمانہ کے علامہ
تھے۔ آپ نے امام ابی اللیث نصر بن محمد فقیہ سمرقندی کی تفسیر کو ترکی میں ترجمہ کیا اور ۸۵۴ھ میں
وفات پائی۔ ”عزت کاشانہ“ تاریخ وفات ہے۔

عمین

محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد بن حسین بن یوسف بن محمود عمینی : بدر الدین لقب
اور قاضی القضاة خطاب تھا، امام فاضل، محدث کامل، فقیہ بے عدیل، علامہ بے تمثیل، عارف
عربیت و تصریح، حافظ لغت، سرلیح الکتابت، تخریج احادیث اور ان کے کشف معانی میں وسعت
کامل رکھتے تھے۔ نصف ماہ رمضان ۴۶۲ھ میں مصر میں پیدا ہوئے۔ فقہ جمال یوسف ملطی اور
علامہ سیرانی سے حاصل کی اور حدیث کو شیخ زین الدین عراقی اور شیخ تقی الدین سے سنا اور نحو و اصول
فقہ اور معانی کو علامہ جبریل بن صالح بغدادی سے اخذ کیا، ۸۸۶ھ کو قاہرہ میں تشریف لائے اور
پہلے پہل آپ کو ظاہریہ میں تصرف و ظائف کی خدمت سپرد ہوئی پھر کئی دفعہ تذاہیر امور کا عمدہ آپ
کو ملا اور قضاہ مذہب امام ابو حنیفہ کی آپ کے سپرد ہوئی۔ آپ نے جامع ازہر کے پاس ایک مدرسہ
بنوایا اور اپنے کتب خانہ کو اس میں وقف کر دیا۔

۱۔ ابوالبقار محمد بن احمد بن الضیاء محمد بن عمر بن سعید بن محمد العمری المکی صفانی الاصل، (بقیہ بر ص ۱۵)

۲۔ شہاب الدین ابوالعباس احمد بن محمد بن عبداللہ بن ابیہیم بن محمد معروف بہ ابن عرب شاہ دمشقی الاصل، رومی
دعوت العجمی، پیدائش دمشق ۴۹۱ھ۔ عجائب المقدور، مرآة الادب، مقدمہ فی نحو اور السیر فی دول ترک بھی آپکی تصانیف میں (مجموعہ عمینیہ)
(مرتب)

تصنیفات عالیہ کیں جن میں سے عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری، شرح پارہ سنن ابو داؤد، بنیہ شرح ہدایہ، رمز الحقائق شرح کنز الدقائق، منجۃ السلوک شرح تحفۃ الملوک، شرح معانی الآثار، شرح مجمع، شرح درر البحار، طبقات الحنفیہ، طبقات الشعراء، مختصر تاریخ ابن عساکر، شرح شواہد الصغیر والکبیر، شرح منار، کتاب العروض، تاریخ کبیر وغیرہ نہایت مشہور و معروف ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہدایہ کی شرح آپ نے اس وقت لکھی تھی کہ جب آپ کی عمر نوے سال کے قریب تھی۔ ماہ ذی الحجہ ۸۵۵ھ میں وفات پائی۔ "محدث سلیم القلب" تاریخ وفات ہے۔ عینی آپ کو اس لئے کہا کرتے تھے کہ آپ کا باپ شہر میں عین تاب کا جو حلب سے تین منزل کے فاصلہ پر واقع ہے، قاضی تھا، پس آپ شہر مذکورہ کی طرف منسوب ہوئے۔

بستان المحدثین میں لکھا ہے کہ جب سلطان نے مدرسہ مویدیہ کو بنوایا تو اس کے مناروں میں سے ایک منارہ جو برج شمالی پر بنا ہوا تھا طیرٹھا ہو کر قریب کرنے کے ہو گیا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کو گرا کر از سر نو تیار کرایا جائے۔ اتفاقاً اس وقت عینی اس کے سایہ میں بیٹھے ہوئے درس دے رہے تھے کہ ابن حجر عسقلانی نے قطعہ مندرجہ ذیل لکھ کر بادشاہ کے حضور میں پڑھا۔

لحبا مع مولانا المویذ رونق منارتہ بالحسن یزہو وبالزین

تقول وقدالت عن القصد امهلوا فیس علی جسمی اضرم العین

لوگوں نے عینی سے اس قصہ کو ایک ایسے انداز سے بیان کر کے کہا کہ حافظ ابن حجر نے آپ پر تعریض کی ہے۔ آپ کو اس بات سے بڑا غصہ آیا اور آپ شعر کہنے میں چنداں مہارت نہ رکھتے تھے اس لئے آپ نے نواجی مشہور شاعر کو طلب کر کے مندرجہ ذیل قطعہ ابن حجر کی تعریض میں نظم کر کے شائع کرایا۔

منارة لعروس الحسن قد حلت وهدما بقضاه الله والقدر

قالوا اصيبت لعين قلت واغلط ما اوجب الدم الاخيبة الحجر

ابراہیم بن خطیب

ابراہیم بن خطیب : تاج الدین لقب تھا، علوم مولیٰ یگان سے پڑھے یہاں تک کہ عالم اجل، فاضل اکمل، صاحب ہیبت و دبیر ہوئے۔ سلطان مراد خاں نے آپ کو مدرسہ ازہر کا متولی کیا اور اوائل سلطنت محمد خاں بن مراد خاں میں جو ۸۵۵ھ کو تخت نشین ہوا، ازہر میں فوت ہوئے۔

عبدالرحمن بن قاضی القضاة شمس الدین

عبدالرحمن بن قاضی القضاة شمس الدین ابی عبداللہ محمد دیربی : امین الدین لقب تھا
۸۲۰ھ سے پہلے پیدا ہوئے، اپنے ملک کے علماء و فضلاء سے علم حاصل کر کے جامع علوم عقلیہ و
نقلیہ اور فائق زمانہ ہوئے اور اپنے بھائی قاضی القضاة سعد الدین سعد دیربی سے جب وہ کبیر السن
ہوئے تو ولایت مصر کی قضاہ حاصل کی اور ۳۶۸ھ ذی الحجہ ۸۵۷ھ میں وفات پائی۔ "قدوہ مصلحت"
تاریخ وفات ہے۔

شیخ ابوالفتح جونپوری

شیخ ابوالفتح جونپوری : عالم فاضل، فصیح بلیغ، جامع معقول و منقول اور اپنے
جد امجد قاضی عبدالمتذکر کے شاگرد و مرید تھے اور مطابق ان کی وصیت کے ہمیشہ درس و افادہ علوم
میں مشغول رہتے تھے، اکثر عربی و فارسی قصائد کہا کرتے تھے۔ قاضی شہاب الدین سے آپ کے اصول
کلامیہ اور فروع فقہیہ میں بہت مباحثے ہوئے خصوصاً زبادگر یعنی مشک بلائی کے باب میں جو جلی کے
عرق سے ٹپکتا ہے شیخ اس کو پلید کہتے تھے اور قاضی شہاب الدین اس کی طہارت کا حکم دیتے تھے چنانچہ
اس بحث میں کسی رسالے تصنیف ہوئے شیخ موصوف پہلے دہلی میں رہا کرتے تھے لیکن امیر تیمور کے
واقعہ میں بہرہا ہی دیگر اکابر کے جونپور میں چلے گئے اور قاضی شہاب الدین بھی اسی واقعہ میں دہلی سے
جونپور میں پہنچے۔ کہتے ہیں کہ شیخ کے گھر میں زرد برساتا تھا لیکن سوائے شیخ عبدالوہاب کے آپ کی دوسری
اولاد اس واقعہ کی قائل نہیں۔ آپ ۱۲ ماہ محرم ۸۵۷ھ میں پیدا اور یوم جمعہ ۱۳ ربیع الاول ۸۵۷ھ
میں فوت ہوئے۔ "بحر رحمت" تاریخ وفات ہے۔

عبدالسلام بن احمد

عبدالسلام بن احمد بغدادی : عزالدین لقب تھا، اپنے زمانہ کے شیخ، فقیہ، محدث، جامع
منقول و معقول صاحب تصنیف تھے، حدیث بنی الاسلام علی خمس کی آپ نے ایک عمدہ شرح لکھی،
صاحب کشف الظنون لکھتے ہیں کہ یہ کتاب اگرچہ نہایت نفیس فوائد پر مشتمل ہے مگر یہ کہ مصنف نے
شافعی مذہب کے بعض احکام ارکان صلوٰۃ واجبات کج کو خلاف ان کے تصور کر کے لکھ دیے ہیں اس لئے
انکے اعتماد سے احتراز کرنا چاہئے۔ وفات آپ کی ۸۵۹ھ میں ہوئی۔ "رحمت اور" تاریخ وفات ہے۔

سید علی عجمی

سید علی عجمی : پہلے اپنے شہر سمرقند کے علماء و فضلاء سے پڑھ کر علوم و فنون میں ماہر ہوئے

شیخ ابوالفتح بن عبدالحی بن عبدالمتذکر بن کن الدین نسیمی الکندی البہوی ثم جونپوری ولادت ۸۵۷ھ (ترتیب)

پھر سید شریف علی جرجانی تلمیذ اکمل الدین بابر تہ سے تکمیل کی، بعد ازاں روم کی طرف تشریف لے گئے اور شہر قسطنطنیہ میں داخل ہوئے، اس شہر کے حاکم نے آپ کی بڑی عزت کی اور مدرسہ بروسا کا مدرس مقرر کیا۔ علماء و فضلاء میں آپ کی فضیلت ظاہر ہوئی۔ سید شریف کے حواشی شرح شمسیہ اور شرح مطلع اور شرح مواقف پر حواشی تصنیف فرمائے اور سن ۸۶۰ھ میں وفات پائی۔ "حلال مشکلات" تاریخ وفات ہے۔

ابن ہمام

محمد بن عبدالواحد بن عبدالحمید سکندری کیواسی المعروف بہ ابن ہمام: کمال الدین لقب تھا۔ امام محقق، علامہ مدقق نظر، فروعی، اصولی، محدث، مفسر، حافظ، نحوی، کلامی، منطقی، جدلی، فارس میدان بحث تھے، بعض نے طبقہ اہل ترجیح اور بعض نے اہل اجتہاد سے آپ کو شمار کیا ہے، باپ آپ کا شہر سیواس کا جو روم کے علاقہ میں ہے، قاضی تھا۔ پھر قاہرہ میں آیا جہاں اس کو قاضی حنفی سے خلافت حکم کی ملی پھر اسکندریہ کا قاضی ہوا اور قاضی مالکی کی لڑکی سے نکاح کیا جس سے ۸۸۰ھ میں آپ کے کمال الدین محمد پیدا ہوئے اور ہوش سنبھالتے ہی اپنے باپ اور شہر کے علماء و فضلاء سے علم پڑھنا شروع کر دیا چنانچہ فقہ و اصول سراج الدین الشہیر قاری الہدایہ اور بساطی سے پڑھی اور جب ۸۱۳ھ کو قاہرہ میں آئے تو قاضی محب الدین شیخ نے استفادہ کیا اور ان کے ساتھ حلب کو مراجعت کی۔ عربیت کو جمال حمیدی سے اخذ کیا اور حدیث کو ابی زرعہ عراقی اور جمال حنبلی اور شمس شامی سے سنا اور مراعی و ابن ظہیر سے اجازت حاصل کی یہاں تک کہ اپنے اقران پر تمام علوم میں غالب آئے۔ اشرف نے آپ کو مدرسہ کا شیخ بنایا تھا جس کو آپ نے کچھ مدت تک انجام دیکر چھوڑ دیا اور شیخونہ کی مشیخت کے متولی ہوئے پھر کچھ مدت تک اقطار کا کام دیتے رہے مگر آخر الامر ان سب کو یکبارگی چھوڑ دیا اور تصنیف و تالیف اور نشر علوم میں مشغول ہوئے چنانچہ ہدایہ کی شرح فتح القدر نام ایسی محققانہ لکھی کہ جس کی نظیر آج تک نہیں ملتی اور اس میں تعصب و اعتساف مذہبی سے اجتناب کر کے نہایت منصفانہ دلائل سے مذہب حنفیہ کو ثابت کیا۔ اس شرح کو آپ نے کتاب و کالت تک تصنیف کیا تھا کہ اجل کا پیغام آ گیا اس لئے اس مقام سے اس کو اخیر کتاب تک مولیٰ شمس الدین احمد بن فورد المعروف بہ قاضی زادہ مفتی رومی متوفی ۹۸۸ھ نے کامل کیا اور اصول میں کتاب تحریر ایسی تصنیف کی کہ اپنا نظیر نہیں رکھتی جس کی شرح آپ کے فاضل تلمیذ ابن امیر حاج علی نے کی۔ عقائد میں کتاب مسائرہ اور عبادات میں

زاد الفقر تصنیف کی۔

علاوہ علوم ظاہری کے صوفی بھی کامل اور صاحب کشف و کرامات تھے اور علم موسیقی میں بھی کمال دسترس رکھتے تھے۔ ابتداء میں آپ نے بالکل تہ تجربہ اختیار کر لیا تھا مگر اہل طریقت نے آپ کو کہا کہ آپ اس سے رجوع کر لیں کیونکہ لوگوں کو آپ کے علم کے بڑی حاجت ہے۔ آپ کو اہل تصوف کی طرح حالت آتی تھی مگر بسبب اختلاط لوگوں کے آپ سے وہ حالت جلد دور ہو جاتی تھی آپ سے شمس الدین محمد الشہیر بہ ابن امیر حاج علی اور محمد بن محمد بن شحنا اور سیف الدین بن عمر بن قطلوبغا وغیرہ جم غفیر نے اخذ کیا اور قاہرہ میں جمعہ کے روز ۲۷ رمضان ۸۶۱ھ میں وفات پائی اور سلطان مع اعیان و ارکان سلطنت کے آپ کے جنازہ پر حاضر ہوا۔ "نور خدا اور رونق شہر" تاریخ وفات میں۔ سیوطی نے حسن المحاضرہ میں شیخ ابی العباس احمد بن محمد سہمی صوفی متوفی ۸۶۱ھ کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ شیخ کمال الدین ابن بہام اکثر آپ کے پاس آیا کرتے تھے، ایک دن کا ذکر ہے کہ آپ کے پاس کتاب تخریر جو انہوں نے تصنیف کی تھی، موجود تھی، شیخ ابی العباس نے اس کو مطالعہ کر کے فرمایا کہ کتاب تو طبع ہے لیکن لوگ اس سے کم منتفع ہوں گے پس ایسا ہی ہوا۔

شیخ ابوالفتح علانی

شیخ ابوالفتح علانی قریشی کاپوری : سید محمد گیسو دراز کے خلفائے نامدار میں سے جامع علوم ظاہر و باطن اور واقع اسرار شریعت و طریقت تھے، حرمین شریفین کی زیارت سے بھی مشرف ہوئے، تصانیف بھی بہت کیں جن میں سے کتاب عوارف المعارف تصوف میں جو نہایت معتبر ہے اور تاملہ نحو میں اور مشاہدہ تصوف میں مشہور و معروف ہیں۔ وفات آپ کی ۸۶۲ھ میں ہوئی اور قبر آپ کی کاپی میں زیارت گاہ عام ہے۔ "گلشن اسرار" تاریخ وفات ہے۔

قرۃ یعقوب

یعقوب بن ادریس بن عبداللہ نکی المعروف بہ قرۃ یعقوب : اصول و فروع میں ماہر اور معقول و منقول میں شہرت تھی۔ ۸۹۹ھ کو قصبہ شکدہ واقع بلاد قرمان میں پیدا ہوئے اور علم محمد بن حمزہ فناری وغیرہ سے حاصل کئے اور بلاد شام و قاہرہ میں تشریف لائے جہاں کے علماء و فضلاء نے آپ کی فضیلت و کمالیت کا اقرار کیا۔ آپ کی تصانیف سے شرح مصابیح السنہ اور حواشی ہدایہ

۱۰ شیخ ابوالفتح علانی کاپوری متوفی ۸۶۱ھ (تذکرہ علانیہ) ۱۱ عوارف المعارف شیخ شہاب الدین سہروردی کی تصنیف ہے (مرتب)

یادگار ہیں۔ وفات آپ کی شہر زندہ میں ماہ ربیع الاول ۸۶۳ھ میں ہوئی، کاشف اسرار "تاریخ و قات ہے۔

حضرت بیک

حضرت بیک بن قاضی جلال الدین بن صدر الدین بن حاجی ابراہیم رومی : ۸۱۰ھ میں پیدا ہوئے اور شہر سفری حصار میں جو بلا اوروم میں سے ایک شہر ہے، پرورش پائی۔ پہلے اپنے والد ماجد سے جو یہاں کے قاضی تھے، تعلیم پاتے رہے پھر مولیٰ محمد بن اومنان المشہور بہ مولیٰ یگان کی خدمت میں حاضر ہو کر کمالیت کا رتبہ اور فضیلت کا درجہ حاصل کیا۔ جب ۸۳۰ھ میں سفری حصار کے مدرس مقرر ہوئے تو آپ کو اور بھی علوم غریبہ اور فنون عجیبہ حاصل ہوئے یہاں تک کہ حکایت کرتے ہیں کہ اوائل جسوں سلطان محمد خاں بن مراد خاں میں ایک شخص عمجی جو مختلف علوم میں بڑا متبحر تھا، بادشاہ کے دربار میں آکر مباحثہ کا خواہاں ہوا، اس وقت جتنے بڑے بڑے عالم و فاضل تھے وہ اس کے مباحثہ کے لئے جمع ہوئے لیکن جب اس نے سوالات پیش کئے تو ان کے جواب دینے سے سب کے سب عاجز آئے، اس سے بادشاہ کو نہایت بیقراری اور عار دامنگیر ہوئی پس اس نے کسی ایسے شخص کے طلب کرنے کا حکم دیا جو علوم غریبہ میں مہارت رکھتا ہو، سب لوگوں نے آپ کی طرف اشارہ کیا، سو آپ فوراً حاضر کئے گئے، اس وقت آپ نوجوان تھے، عمجی بنظر حقارت آپ کو دیکھ کر سینے لگا۔ آپ نے فرمایا کہ تجھے جو سوال کرنا ہے وہ پیش کر، اس نے مختلف علوم میں کئی ایک سوال کئے جن کا جواب آپ نے نہایت خوبی سے دیا۔ پھر آپ نے ایسے سوال فرمائے جن کو وہ ہرگز نہ جانتا تھا پس وہ بند ہو کر خاموش ہو گیا۔ بادشاہ کو اس بات سے بڑی خوشی حاصل ہوئی اور آپ کی بڑی تعریف و تکریم کی اور شہر بردہ سا کے مدرسہ کا مدرس مقرر کیا۔

جب سلطان نے قسطنطنیہ کو فتح کیا تو آپ کو وہاں کا قاضی بنایا پھر آپ نے ۸۵۹ھ میں مدرسہ معظمہ کا حج کیا۔ آپ کے شاگردوں میں مصلح الدین المعروف بخواجه زادہ اور شمس الدین المشہور بہ خطیب زادہ اور خیر الدین معلم سلطان محمد خاں معروف و مشہور ہیں۔ ایک کتاب عقائد کی نظم میں تصنیف جس کی شرح آپ کے شاگرد شمس الدین احمد خیالی نے لکھی ہے، علاوہ اس کے ایک مختصر کتاب علم عروص میں اور آفتاب زانی کے حاشیہ تفسیر کشاف پر حواشی تصنیف فرمائے اور ۸۶۳ھ میں انتقال کیا۔ "کنج معرفت" تاریخ وفات ہے۔

ابونصر پارسا

محمود بن محمد بن محمد بن محمود حافظی بخاری : ابونصر پارسا کنیت تھی، اپنے باپ کی طرح

علم ظاہری و باطنی میں ماہر و عارف تھے جو بعد وفات والد ماجد کے ان کے جانشین ہوئے اور ۸۶۵ھ میں انتقال کیا۔ قبر آپ کی بلخ میں ہے۔ ”فہم خلق“ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

قاضی القضاة سعد بن شمس الدین نابلسی

قاضی القضاة سعد بن شمس الدین محمد بن عبداللہ بن سعد بن ابی بکر دیری نابلسی : منگل کے روز ۷ ارب جب ۶۸۵ھ کو پیدا ہوئے، ابوالسعادات کنیت اور سعد الدین لقب تھا۔ اصل میں شہر دیر کے جو شہر نابلس کے پاس واقع ہے، رہنے والے تھے چنانچہ اسی لئے ابن الدیری کے نام سے معروف تھے مگر اخیر کو قاہرہ میں آکر مقیم ہوئے، بڑے ذکی اور ذی حافظہ تھے، پہلے اپنے والد سے علم پڑھنا شروع کیا اور قرآن کو حفظ کر کے بہت سی کتابیں ۱۲ روز کے عرصہ میں حفظ کیں پھر کمال سہجی اور حمید الدین اور علاء بن نقیب اور شمس بن خطیب شافعی سے استفادہ کیا اور شمس قونومی صاحب درالبحار اور حافظ الدین صاحب فتاویٰ بزازیہ کی صحبت کی اور برہان ابوالاسم بن زین عبدالرحیم بن جامعہ سے روایت احادیث کی سند لی، یہاں تک کہ اپنے زمانہ کے امام علامہ اور فضیہ فہامہ ہوئے استحضار مسائل مذہبیہ اور سیرج ادراک اور حافظہ میں بے نظیر تھے، علمی مباحثہ و مذاکرہ کا نہایت شوق تھا۔ علم تفسیر خصوصاً فہم معانی تنزیل میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے اور متن حدیث اس قدر یاد رکھتے تھے کہ جس کا بیان نہیں ہو سکتا تھا۔ آپ کے والد ماجد فقہ وغیرہ میں آپ کو اپنے اوپر مقدم سمجھنے لگے اور آپ کا ذکر خیر یہاں تک زمانہ میں مشہور ہوا کہ شاہرخ بن تیمور بادشاہ ہندوستان نے سردر بار آپ کا حال قاصد ظاہر چاقمق سے دریافت کیا، مدت تک تدریس و افتاء میں مشغول رہے، ۸۴۲ھ میں مصر کی دارالقضاہ حنفیہ کے متولی ہوئے، حج بھی آپ نے کسی دفعہ کئے چنانچہ پہلا حج ۸۰۱ھ میں کیا۔ آپ سے قاضی محمد بن محمد بن شحہ نے اخذ کیا۔

شمس الدین سخاوی نے آپ کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ میں نے آپ سے بہت کچھ پڑھا اور فوائد و نظم کو لکھا، چونکہ آپ کو باوجود کثرت اطلاق کے تصنیف و تالیف کا چنداں شوق نہ تھا، اس لئے تصنیفات آپ سے کم ظہور میں آئی اور جو آئی ہے وہ حسب ذیل ہے : شرح عقائد فلسفی جس کو زین قاسم حنفی نے آپ سے پڑھا، کو اکب النیرات فی وصول ثواب الطاعات الی الاموات، السہام المارقمہ فی کبد الزنا و فہم، رسالۃ الحبس بالتمتہ، رسالہ بل تمام الملک حکام لا، رسالہ بل منع الشعر مخصوص بالنبی ام عام لجميع الانبیاء، تکملہ شرح ہدایہ سرور حجابی سات جلد میں۔ منظومہ نعمانیہ، یہ کتاب نظم میں ہے اور اس میں عجیب و غریب فوائد بیان ہوئے ہیں۔ وفات آپ کی ۹ ربیع الآخر ۸۶۷ھ کو مصر میں ہوئی،

”قبضہ خلق“ تاریخ وفات ہے۔

عبد اللطیف دیرمی

عبد اللطیف بن شمس الدین ابی عبداللہ محمد دیرمی : زین الدین لقب تھا اعیان وار کان قنمار میں سے عدول و مقبول تھے۔ آپ نے اپنے چچا کے بیٹے تاج الدین دیرمی سے حکم کی نیابت عامہ کی اور ۸۷۷ھ میں وفات پائی۔ آپ کا ایک بیٹا شیخ شرف الدین یونس فضلدار زمانہ میں سے تھا جو آپ سے پہلے مر گیا اور دوسرا بیٹا زین الدین عبدالقادر بھی بڑا عالم فاضل متواضع تھا جو ۵ رمضان ۸۸۵ھ کو فوت ہوا۔

خیالی

احمد بن موسیٰ الشہیر بالخیالی : شمس الدین لقب تھا، مہانی علوم کے اپنے باپ سے پڑھے۔ پھر مولیٰ خنربگ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے استفادہ کیا اور مدرسہ سلطانہ بردسا کے مدرس بنے۔ بعدہ بعض مدرس کی تدریس آپ کو تفویض ہوئی۔ جب تاج الدین ابراہیم المعزونی بہ ابن الخطیب والد خطیب زادہ فوت ہوئے تو وزیر محمود پادشاہ نے سلطان محمد خاں سے آپ کے لئے سفارش کی کہ ان کو مدرسہ انہن کی تدریس کا کام دیا جائے، بادشاہ نے وزیر سے کہا کہ کیا خیالی وہ شخص نہیں ہے جس نے شرح عقائد پر حواشی لکھے ہیں اور تیرا نام اس میں لکھا ہے؟ وزیر نے کہا کہ ہاں وہی شخص ہے۔ پس بادشاہ نے کہا کہ وہ ضرور اس مدرسہ کا مستحق ہے لیکن خیالی نے ان دنوں واسطے حج کے تیاری کی ہوئی تھی۔ پس جب قسطنطنیہ میں آئے تو وزیر نے ان کو اس حال سے اطلاع دی، انہوں نے فرمایا کہ اگر تو مجھ کو اپنی وزارت اور بادشاہ اپنی سلطنت دے دے تو بھی میں اس سفر کو نہ چھوڑوں گا۔ پس آپ حج کو چلے گئے اور جب حج کر کے واپس آئے تو وہاں کے مدرس بنے لیکن تھوڑے ہی دنوں میں ۳۳ سال کی عمر میں ۸۷۷ھ میں اس دار فانی سے انتقال کر گئے۔ ”خود وہ دان“ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

کہتے ہیں کہ آپ بڑے نحیف البدن تھے یہاں تک کہ آپ کی انگشت سبابہ اور انگوٹھے کے حلقہ میں آپ کا ہاتھ باندھنا تک آجاتا تھا۔ رات میں صرف ایک ہی دفعہ طعام کھایا کرتے تھے اور ہمیشہ علم و عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ مولیٰ غیاث الدین المعروف بہ پاشا چلیپی اور کمال الدین قرہ کمال وغیرہ آپ کے شاگردوں میں سے ہیں۔ شرح عقائد نسفی پر آپ نے نہایت عمدہ اور مختصر حواشی تحریر کئے جو متداول بین الدرس والتدریس ہیں لیکن بعض مواقع پر اس وقت کو کام فرمایا ہے کہ

بڑے بڑے علماء و فضلاء اس کے حل کرنے میں حیران رہ جاتے ہیں اس لئے ان حواشی کا حاشیہ مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی نے ایسا عمدہ لکھا ہے کہ تمام معضلات و مشکلات کو حل کر کے طلباء کے لئے آسان کر دیا چنانچہ اس موقع پر کسی نے یہ کیا خوب کہا ہے ۔

خیالات خیالی بس عظیم است برائے حل او عبدالحکیم است

علاوہ اس کے اوائل شرح تجرید پر بھی حواشی تصنیف کئے اور اپنے استاد مولیٰ الخضر بیگ

کی کتاب نظم عقائد کی شرح کی۔

ابراہیم بن قاضی القضاة شمس الدین

ابراہیم بن قاضی القضاة شمس الدین ابی عبداللہ محمد دیربی : ابو اسحق کنیت اور برہ الدین

لقب تھا، آپ بھی اپنے بھائیوں کی طرح علامہ زمانہ اور فقیہ فہامہ تھے، پہلے قاہرہ کے وظائف سنیہ پر مقرر ہوئے، پھر ۸۷۰ھ کو ولایت مصر کی قضا کے متولی ہو کر قاضی القضاة ہوئے مگر اس سے دو گزداں ہو کر مویدیہ کی مشیخت پر مستقر ہوئے اور اسی حالت میں ۸۷۲ھ میں وفات پائی۔

تقی الدین شمس

احمد بن محمد بن محمد بن حسن بن علی بن یحییٰ شمس : رمضان ۸۰۱ھ میں شہر سکندریہ

میں پیدا ہوئے اور قاہرہ میں نشوونما پایا، پہلے مثل اپنے باپ دادا کے مالکی المذہب تھے پھر حنفی مذہب میں انتقال کیا۔ علوم میں یکتائے زمانہ اور ادب و تفسیر و حدیث و فقہ و نحو و کلام و اصول میں امام ائمہ تھے، تقی الدین لقب اور ابوالباس کنیت تھی، فقہ شیخ یحییٰ سیرمی سے اور حدیث ولی الدین عراقی سے حاصل کی یہاں تک کہ فنون و علوم میں سرآمد و فائق اقران ہوئے اور بے شمار خلفت نے آپ سے فائدہ کثیر اٹھایا۔ حافظ سیوطی اور سخاوی نے آپ کی شاگردی کی اور عراقی و بلقینی نے آپ کو سند اجازت کی دی۔ آپ نے معنی اللیب اور شفا قاضی عیاض کا حاشیہ لکھا اور صدر الشریعہ کے نقایہ اور اپنے باپ کی نظم النخبہ کی شرح کی اور ارفق المسالک لناویۃ المناسک آپ نے تصنیف کی۔ سخاوی نے منور مع میں لکھا ہے کہ جب تقی الدین شمس قاہرہ میں اپنے باپ کے ہمراہ آئے تو علی بن الکوئیک اور جمال حسبل اور تقی الزبیری اور ولی العراقی سے حدیث کی سماعت کی اور بلقینی و بیہقی وغیرہ نے آپ کو سند اجازت دی اور میں نے ان سے مدت تک پڑھا اور ان کے درس میں حاضر ہوتا ہوں۔

سیوطی نے بنیۃ الوعاة فی طبقات الشیخاء میں لکھا ہے کہ علم تفسیر میں آپ دریائے محیط اور کاشف

دقائق تھے اور حدیث کی روایت و درایت اور حل مشکلات میں آپ ہی کی طرف رجوع اور اعتماد کیا جاتا تھا۔ فقہ میں یہاں تک دستگاہ رکھتے تھے کہ اگر آپ کو نعمان یعنی امام ابوحنیفہ دیکھتے تو البتہ انعام دیتے اور علم کلام میں یہ لیاقت تھی کہ اگر آپ کو امام الشعری دیکھ پاتے تو آپ کو اپنے پاس بٹھاتے اور خوش ہوتے۔ نحو میں ایسا کہ حاصل تھا کہ اگر آپ کو امام خلیل نحوی دیکھ لیتے تو البتہ اپنا خلیل بکھڑتے۔ معانی وغیرہ علوم میں تو چراغ تھے۔

اسکندریہ میں پیدا ہوئے اور قاہرہ میں اپنے والد کے ہمراہ آئے۔ نحو شمس الدین شطنوجی سے پڑھی اور فقہ شیخ یحییٰ میرامی اور علاء بنجارد سے حاصل کی اور حدیث کو شیخ ولی الدین سے سماعت کیا اور قاضی شمس الدین بسطامی کی مصاحبت میں رہے اور انہیں سے علم معانی و بیان حاصل کیا۔ علیٰ ہذا دیگر علوم و فنون میں بھی فائق ہوئے۔ بلقینی وزین عراقی و جمال بن ظہیر و کمال دمیری اور مرغی وغیرہ محدثین نے آپ کو سند اجازت دی۔ شیخ شمس الدین سخاوی نے اپنی مشیخت میں آپ سے تخریج کی اور حدیث کو بیان کیا۔ سیوطی کہتے ہیں کہ میں نے بھی ایک جزر حدیث کی مسلسل آپ سے تخریج کی اور حدیث کو روایت کیا اور کئی اجزاء احادیث کے آپ سے پڑھے اور ایک بڑا حصہ مطول اور توضیح ابن ہشام کا سماعت کیا اور ایک جم غفیر خلقت نے آپ سے فائدہ اٹھایا اور میری کتاب شرح الفیاء و جمع الجوامع پر آپ نے تقریظیں لکھیں۔ وفات آپ کی ۸۷۲ھ میں ہوئی۔ آلائش عصر آپ کی تاریخ وفات ہے۔

مولیٰ کافیجی

محمد بن سلیمان بن سعد بن مسعود رومی الشہیرہ مولیٰ محی الدین کافیجی : امام محقق، علامہ زمانہ تھے، فقہ و حدیث و تفسیر میں آپ کو بید طولیٰ حاصل تھا۔ معقولات و منقولات کے جامع تھے۔ اصول فقہ، کلام، تصریف اعراب، معانی، بیان، جہل، منطق، فلسفہ، ہیئت میں استاذ الاساتذہ تھے، ۸۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور ہوش سنبھالتے ہی علم میں مشغول ہو گئے اور بلادِ عجم و تانار میں جا کر پڑھے پڑے علماء و فضلاء مثل مولیٰ شمس الدین محمد بن حمزہ فناری اور حافظ الدین محمد بن محمد بن شہاب بن زازی و برہان حیدر تلمیذ تفتازانی اور عبد اللطیف بن فرشتا شارح مجمع اور شیخ واجد وغیرہم سے علم پڑھا اور

۱ علامہ استاذ الاساتذین امام الکبیر محی الدین ابو عبد اللہ محمد بن سلیمان بن سعد بن مسعود کافیجی رومی الاصل ابرعینی ثم المصری متوفی ۸۷۹ھ - (دستور الاعلام) (مرتب)

قاہرہ میں اشرف برسائی کے عہد میں تشریف لے گئے جہاں آپ کی فضیلت ظاہر ہوئی اور اعیان و ارکان نے آپ سے اخذ کیا اور شیخونہ کی مشیخت بعد ترک ابن ہمام کے آپ کے سپرد ہوئی۔ کافجی آپ کو اس لئے کہا کرتے تھے کہ کتاب کافہ سے جو نحو میں ہے، بڑا مشغل رکھا کرتے تھے۔

سیوطی نے لکھا ہے کہ میں آپ کی خدمت میں چودہ برس رہا اور آپ سے کتاب تحقیقات اور عجائب کو سنا۔ اہل تصوف کے حق میں حسن الاعتقاد اور اہل حدیث کے بڑے محب تھے باوجود کبرنی کے کثیر العبادۃ کثیر الصدقہ سلیم الفطرۃ صبور و متحمل تھے۔ مجھ سے ایک دن فرمانے لگے کہ زید قائم کا اعراب کیا ہے؟ میں نے کہا کہ مقام صغیرہ میں بھی ہم سے یہ سوال کیا گیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اس میں ایک سوتیرہ بحث ہیں، میں نے عرض کی کہ جب تک میں ان کو حاصل نہ کروں گا۔ آپ کی مجلس سے نہ اٹھوں گا پس وہ بتاتے گئے اور میں نے ان کو لکھ لیا۔

آپ کی تصنیفات علوم عقلیہ میں اس قدر تھیں کہ میں نے آپ سے ان کے نام پوچھے تاکہ آپ کے ترجمہ میں ان کو لکھوں مگر وہ شمارہ نہ کر سکے اور جن کے نام آپ نے بتائے وہ میں بھول گیا جو اکثر مختصرات تھیں اولان میں سے اجل و انفع شرح قواعد اعراب اور شرح کلمتی الشہادۃ اور مختصر فی الحدیث اور مختصر تفسیر تیسیر نام ہے۔ وفات آپ کی جمعہ کی رات ۳ ماہ جمادی الاولیٰ ۸۷۳ھ میں اسہال کے مرض سے واقع ہوئی۔ "خداوند راز" تالیف و وفات ہے۔

مصنفک

علی بن مجد الدین محمد بن محمد بن مسعود بن محمود بن محمد بن امام فخر الدین رازی المعروف پمصنفک؛ عالم فاضل، فقیہ محدث، اصولی، صاحب تصنیفات عالیہ اور امام فخر الدین رازی کی اولاد میں سے تھے امام فخر الدین کا ایک بیٹا محمد نام بڑا فاضل تھا جو عنفوان شباب میں ایک بیٹا محمد نام واعظ چھوڑ کر مر گیا، امام کو خوار نے اور بیٹا دیا، انہوں نے اس کا نام بھی محمد رکھا اور وہ بھی کمال رتبہ کو پہنچا جس کی اولاد میں سے آپ جو چوتھی پشت میں پیدا ہوئے۔ آپ کے نسب کا سلسلہ حضرت عمر فاروق تک منتہی ہوتا ہے۔ بعض اہل توارخ کہتے ہیں کہ آپ صدیقی ہیں۔ بہر حال آپ ۸۷۳ھ میں پیدا ہوئے اور واسطے تحصیل علم کے مسافرت کی علم عربی تو آپ نے جلال الدین یوسف تمیز علامہ تفسانہ فی اور نیز قطب الدین احمد بن محمد بن محمود امامی برومی تمیز جلال الدین سے پڑھا اور فقہ حنفی فصیح الدین محمد بن محمد سے حاصل کی اور فقہ شافعی کو عبدالعزیز بن احمد بن عبدالعزیز بہری سے اخذ کیا۔ ۸۷۳ھ میں کتاب مصباح کی جو نحو میں ہے، شرح لکھی اور ۸۷۳ھ میں آپ نے خواب

میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارے سے کتاب آداب الحجث کی شرح تصنیف کی اور ۱۲۲۰ھ میں شرح لباب اور ۱۲۳۰ھ میں شرح مطول اور ۱۲۳۰ھ میں تفنا زانی کی شرح مفتاح کی شرح تصنیف فرمائی اور ۱۲۴۰ھ میں حاشیہ ترویج کا اور شرح قصیدہ بردہ اور شرح قصیدہ ابن سینا کی کھٹی پھر ۱۲۴۰ھ میں برات کو تشریف لے گئے اور وہاں دقایہ اور ہادیہ کی شرح لکھیں اور کتاب حدائق الایمان لابل العرفان تصنیف کی پھر ۱۲۴۰ھ میں ممالک روم کی طرف تشریف لے گئے اور وہاں ۱۲۵۰ھ میں مصابیح لغوی کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ سے شرح کی اور نیز سید کی مفتاح کی شرح اور شرح مطالع کا حاشیہ اور کسی قدیم اصول فخر الاسلام کی شرح تصنیف فرمائی۔ ۱۲۵۶ھ میں شرح کثافت اور انوار الحدائق اور تحفۃ السلاطین اور حدائق الایمان فارسی میں تصنیف کی اور ۱۲۵۷ھ میں تحفۃ محمود دیر فارسی میں محمود پاشا کے دن راج کی نصاب میں تصنیف کیا اور اس میں اپنی تصانیف مذکورہ بالا کی بنا پر ذکر کی اور نیز اس بات کا ذکر کیا کہ اب میں بسبب کبر سنی کے کوئی تصنیف اور نہیں کروں گا اور نیز اس میں بتا دیا کہ اپنے نسب کے لکھا کہ یہ لوگ آبا راہبان ہیں اور جو آبائی ارواح ہیں پس وہ بہت ہیں۔

آپ کے تنگ کے نام سے مشہور ہونے کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ آپ سن ۱۲۵۷ھ میں کتب شریفہ کی تصنیف میں مصروف ہو گئے تھے اس لئے کاف تصنیف کا مصنف کے ساتھ لگا دیا گیا۔ وفات آپ کی قسطنطنیہ میں ۱۲۶۵ھ میں ہوئی۔ یکتائے روزگار تاریخ وفات۔

قوشچی

علی بن محمد قوشچی : علارالدین لقب تھا، اعلم علمائے دوران اور افضل حکمائے زمان تھے، آپ کا باپ امیر النغ بیگ بادشاہ ماوراء النہر کے خادموں سے تھا۔ لڑکپن میں امیر موصوف کے بڑے منظور نظر تھے یہاں تک کہ وہ کمال شفقت سے آپ کو اپنا بیٹا کہا کرتا تھا اور اکثر اوقات اپنے ہاتھ سے جانور مثل بانہ وغیرہ کے آپ کے ہاتھ پر بٹھا دیا کرتا تھا اس لئے آپ قوشچی کے نام سے مشہور ہوئے کیونکہ قوشچی کے معنی لغت میں حافظ بانہ اور میز شکار کے ہیں۔

ابتداءً علم آپ نے مولیٰ قاضی زادہ موسیٰ رومی شاعر ملخص خمینی اور نیز امیر النغ بیگ سے جو علم ریاضی میں بڑا ماہر تھا، پڑھے، پھر پوشیدہ طور پر کرمان کے ملک میں چلے گئے اور وہاں کے علماء و فضلاء سے علم حاصل کیا اور وہیں شرح تجرید کا مسودہ کیا پھر بعد کئی سال کی غیبت کے امیر موصوف کے پاس : پس آئے اور پوشیدہ چلے جانے کی معذرت کی، امیر نے کہا کہ تم ہمارے لئے کیا تحفہ لائے ہو

آپ نے فرمایا کہ ایک رسالہ لایا ہوں جس میں میں نے ان اشکالِ فخر کا حل کیا ہے جن کے حل کرنے میں متقدمین حیران ہوئے ہیں۔ امیر نے کہا کہ اس کو مہرے پاس لاؤ۔ دیکھیں اس میں کس کس جگہ آپ نے خطا کی ہے؟ آپ نے رسالہ کو حاضر کیا اور امیر اس کو مطالعہ کر کے متعجب ہوا پھر امیر نے سمرقند میں ایک نجوم خانہ تعمیر کیا اور غیاث الدین جمشید کو جو نجوم میں ماہر تھا، اس کا متولی بنایا لیکن وہ اوائلِ عمر میں ہی مر گیا پھر قاضی زادہ کو اس کا متولی کیا مگر وہ بھی قبل اتمام اس کے فوت ہوئے۔ پھر آپ نے اس کو کامل کیا پس بڑے کچھ دن لوگوں کو اس رسالت حاصل ہوا وہ آپ نے لکھا جس کا نام زانچہ پنج بیگ رکھا گیا جب ان بیگ مر گیا اور اس کی اولاد میں سے بعض لوگ ملک پر تسلط ہوئے تو انہوں نے آپ کی کچھ قدر نہ سمجھی اس لئے آپ سمرقند سے تبریز میں آئے جہاں کے سلطان امیر حسن طویل نے آپ کی بڑی تکریم و تعظیم کی اور آپ کو بطور سفارت باہمی مصالحت کے لئے روم میں سلطان محمد خاں کے پاس بھیجا جہاں سلطان محمد خاں نے سلطان حسن سے بھی بڑھ کر آپ کی عزت کی اور کہا کہ تم ہمارے ہی پاس رہو۔ آپ نے اس بات کو قبول کر کے وعدہ کیا کہ بعد اتمام کام سفارت کے ہم ضرور آپ کے پاس چلے آئیں گے پس جب رسالت کا کام تمام ہو گیا تو سلطان محمد خاں نے اپنے خدمتگار آپ کی طرف بھیجے جو آپ کو بڑی خاطر تواضع سے ہر منزل میں ہزار درم خرچ کر کے قسطنطنیہ میں لائے اور آپ کا استقبال تمام علماء و اعیان قسطنطنیہ نے کیا جب سلطان محمد خاں کے پاس حاضر ہوئے تو آپ نے ایک رسالہ حساب میں محمدیہ نام بادشاہ کے نذر کیا۔ پھر جب سلطان محمد خاں نے حسن طویل پر چڑھائی کی تو اب بھی بادشاہ کے ہمراہ گئے اور اس سفر میں ایک رسالہ بیئتِ فتحیہ نام تصنیف کیا جب سلطان قسطنطنیہ میں واپس آیا تو آپ کو اب صوفیہ کا مدرسہ دے کر دو سو درم روزانہ آپ کا مقررہ کر دیا پس آپ وہیں مقیم رہے یہاں تک کہ ۸۷۰ھ میں فوت ہو گئے۔ "مخبر پاکباز" تاریخ وفات ہے شرح تخریر اور تفسیر ان کے اوائل حواشی کشف پر حواشی اور صرف میں عنقود الزواہر وغیرہ رسائل آپ کی تصنیفات سے یادگار ہیں۔

ابن امیر الحاج حلبی

محمد الشہیز ابن امیر الحاج حلبی : شمس الدین لقب تھا، اپنے زمانہ کے امام اجل، فاضل محقق، فقیہ محدث مفسر، فائق براقان، علامہ زمان تھے۔ علوم ابن ہمام وغیرہ فضلا و کملا سے حاصل کئے اور قدس میں مسندِ افادت پر متکی ہو کر تفسیر علوم و تصنیف کتب میں مشغول رہے، ذخیرۃ غنی فی شرح سورۃ العنہ، حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی اور شرح مقدمہ ابی اللیث وغیرہ آپ کی مشاہیر

تصنیفات سے ہیں۔ وفات آپ کی ۸۶۶ھ میں ہوئی۔ ”علامہ مغلن“ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

عبداللہ بن شیخ الاسلام شمس الدین

عبداللہ بن شیخ الاسلام شمس الدین ابی عبداللہ محمد دیری : ابوالعزم کنیت جمال الدین لقب تھا۔ ۸۵۵ھ میں پیدا ہوئے۔ عالم فاضل۔ فقیہ کامل تھے۔ ۸۶۶ھ میں قضا رقدس اور رملہ کی آپ کو دی گئی اور پھر قضا شہر خلیل کی بھی اضافہ کی گئی۔ قدس میں ماہ ربیع الاول ۸۶۸ھ میں فوت ہوئے۔ ”شیرازہ دانش“ تاریخ وفات ہے۔

قاسم بن قطلوبغا

قاسم بن قطلوبغا : قاہرہ میں ۸۸۲ھ میں پیدا ہوئے، ابوالعدل کنیت زین الدین لقب تھا۔ اپنے وقت کے امام، فقیہ، محدث، علامہ، جامع علوم و فنون، استحضار مذہب میں کامل، مناظرہ اور اسکات خصم میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے۔ آپ صغیر سن ہی تھے کہ آپ کا باپ فوت ہو گیا۔ پہلے آپ قرآن شریف اور چند کتابیں حفظ کر کے مدت تک خیاطت کا کام کرتے رہے پھر تحصیل علم میں مشغول ہوئے چنانچہ علم حدیث کا حافظ ابن حجر عسقلانی اور سراج قاری الہدایہ اول ابن ہمام سے حاصل کیا اور دیگر علوم تاج احمد فرغانی نعمانی قاضی بغداد اور عز بن عبدالسلام بغدادی اور عز بن عبدالسلام بغدادی اور غلبہ ^{بطنین} کرانی سے حاصل کیے ہیں۔ زیادہ ابن ہمام کی ملازمت و صحبت اختیار کی، یہاں تک کہ جتنا ان سے پڑھا تھا اس سے زیادہ ان سے سنا اور آپ سے سخاوی شافعی صاحب ضور اللامع نے تمذکب کیا۔ تصنیفات آپ کی فقہ و حدیث میں ستر کتب سے زیادہ شمار کی گئی ہیں جن میں سے شرح مصابیح السنہ، حاشیہ فتح المغیث شرح الفیئۃ الحدیث، حاشیہ مشارق الانوار، نخفۃ الاحیاء فی باغات من تجاریح الاحیاء، نیتہ اللامعی فی ما فات من تخریج احادیث الہدایۃ للذلیعی، تعلیقات نخبۃ الفکر، تخریج احادیث تفسیر ابی اللیث نصر بن محمد فقیہ سمرقندی متوفی ۳۸۳ھ، ترویج الجوہر النقی، شرح مجمع البحرین، شرح مختصر المنار، شرح درر البحار، معجم، تعلیق تفسیر بیضاوی تا قولہ سجذہ، فہم لایرجون وغیرہ ہیں۔ وفات آپ کی حارۃ الدیم میں بتاریخ ۴ ربیع الآخر ۸۷۹ھ میں ہوئی، ”سراج درایت“ تاریخ وفات ہے۔

حسن بن عبدالصمد سامسونی

حسن بن عبدالصمد سامسونی : شہر سامسون کے جو بلادِ روم میں کنارہ دریا پر واقع ہے، رہنے والے تھے۔ بڑے پسندیدہ اخلاق، سلیم الطبع، متشرع تھے۔ خط بھی آپ کا نہایت عمدہ

لے جمال سودنی مصری نے تاج الترمذیوں ۳۰۰ صفحہ عماد کے مدت بیشتر سے لڑکے ۱۸۶۳ء میں شائع ہوا ہے

تھا، علم مولیٰ خسرو محمد بن فراموز صاحب درر وغیرہ سے پڑھا اور قسطنطنیہ کے آٹھ مدارس میں سے ایک کے مدرس ہوئے پھر سلطان محمد غیاث کے معلم بنے، بعد ازاں دارالفننار کے متولی ہوئے۔ کتاب مقدما اربعہ اور حاشیہ شرح مختصر سید پر حواشی لکھے اور ۸۸۱ھ میں وفات پائی۔ "تاریخ وفات"۔

محمد بن محمد بن عمر بن قطلوبغا

محمد بن محمد بن عمر بن قطلوبغا بکتیری : سیف الدین لقب تھا، بڑے علامہ محقق، زاہد، عابد، اور عتقے، سن ۸۰۰ھ کے ابتداء میں پیدا ہوئے۔ علم سراج قاری ہدایہ اور تفسنی سے حاصل کیا اور ابن ہمام کی صحبت لازم چڑھی اور بڑا استفادہ کیا یہاں تک کہ فقہ، اصول، نحو وغیرہ علوم میں فائق و بارع ہو کر چند امان میں تدریس کے متولی ہوئے۔ چنانچہ منصوریہ میں تفسیر کا درس دیا اور موبد پر پھر شیخونہ کی مشیخت کے متولی ہوئے۔ آپ کے شیخ ابن ہمام آپ کو ان کلمات سے یاد کیا کرتے تھے، "مؤد محقق الدیار المقرب مع ما ہو علیہ من سلوک طریق السلف والعبادۃ والنحیر وعدم التردد الی حد ابد امدۃ عمرہ ولم یرمسکد تورعا۔"

آپ کی تصنیفات سے کتاب توضیح کثیرۃ الفوائد پر حاشیہ یادگار ہے۔ وفات آپ کی

۸۸۱ھ میں ہوئی۔ "قدوہ اہل خلق" تاریخ وفات ہے۔

حافظ سیوطی نے کہا ہے کہ میرے شیوخ میں سے یہی ایک ہیں جو سب کے پیچھے فوت ہوئے مگر ایک شخص جس سے میں نے کتاب منہاج کے چند ورق پڑھے۔ سیوطی نے آپ کی وفات میں ایک مرثیہ بھی تصنیف کیا جو حسب ذیل ہے :

مات سیف الدین منفردا	وغدا فی اللحد منغمدا
عالم الدنیا وصالحما	لم یزل احوالہ رشدا
یکبیر دین النبی اذا	ما اتاہ محمد اکدا
انما یبکی علی رجل	قد غدا فی الخیر معتمدا
لم یکن فی دینہ دین	لا و للکبر منہ ردا
عمرہ افناہ فی نصب	لالہ العرش مجتندا
من صلوة او مطالعة	او کتاب اللہ مقتصدا
لابوا فیہ لفظہ	بشر او تدع فندا
فی الزمی قد کان من ورع	لم یخلف بعدہ احدا

ونت الدنيا لمنصرم وحیل الناس فدا فدا
 لعیت شعری من نوبه بعد هذا الحسب ملتخدا
 ثلثة فی الدین موثتہ مالہا من جابر ابا
 قدر وینا ذاک فی خبر و ہو موصول لنا سندا
 فعلیہ ہامعات رضی ومن الغفران سحب ندا
 و بعثنا ضمن زمرة مع اہل الصدق والشہدا

شیخ سعد الدین خیر آبادی

شیخ سعد الدین خیر آبادی ^{رحمۃ اللہ علیہ} : بڑے فقیہ، اصولی، نحوی، حافظ حدود و شریعت اور آداب طریقت موصوف بہ ترک و تجرد تھے۔ آپ کے والد ماجد خیر آباد کے قاضی تھے جو آپ کو صغیر کن چھوڑ کر فوت ہو گئے۔ پس آپ نے صغیر سنی میں قرآن کو حفظ کیا بعد ازاں ظاہری علوم مولانا اعظم لکھنوی سے جو نامور فقہار و علماء زمانہ سے تھے، حاصل کئے اور طریقت میں شیخ مینا کے مرید ہو گئے۔ تدریس و ارشادِ خلائق میں عمر بسر کی۔ کتاب اصول بزدوی و کتاب حسامی کی شرحیں تصنیف کیں اور رسالہ مکبہ کی شرح مستمبہ مجمع السلوک اور نیز مصباح و کافیہ وغیرہ کی شرحیں لکھیں اور بہت لوگوں نے آپ سے ظاہری و باطنی فیوض حاصل کئے جن میں سے شیخ صفی اور شیخ مبارک سندیلہ ہیں۔ وفات آپ کی ۸۸۲ھ میں ہوئی۔ قبر آپ کی خیر آباد میں زیارت گاہ ہے۔ "راست کار" تاریخ و وفات ہے۔

عبد العزیز بن عبد الرحمن حلبی

عبد العزیز بن عبد الرحمن بن ابراہیم بن محمد بن عمر بن احمد بن ہبۃ اللہ عقیلی حلبی المعروف بہ ابن العییم : قاہرہ میں ۸۱۱ھ میں پیدا ہوئے اور وہیں نشوونما پایا اور مختلف علوم میں کامل مہارت حاصل کی یہاں تک کہ فقیہ فاضل، محدث متبحر ہوئے۔ عراقی اور بربادی اور ابن جزری نے آپ کو حدیث و فقہ کے شیوخ کی اجازت دی اور آپ نے حلب میں اپنا وطن اختیار کیا پھر قاہرہ میں بود و باش کی ہرکہ معظمہ کا حج کیا اور بیت المقدس کی بھی زیارت کی اور ۸۸۲ھ میں وفات پائی۔ محدث بے شائبہ "تاریخ و وفات" سے

محمد بن قطب الدین

محمد بن قطب الدین انبلیقی : عالم ماہر، فقیہ متبحر، جامع علوم عقلیہ و نقلیہ اور سالک مساک تصوف تھے، علوم شمس الدین محمد بن حمزہ فناری سے حاصل کئے۔ شرح فصوص اور شرح مفتاح الیقین وغیرہ تصنیف کیں اور ۸۵۵ھ میں وفات پائی۔ آپ کے

سعد الدین خیر آبادی نے شیخ سعد الدین خیر آبادی کی تصنیف "تاریخ و وفات" مرتب کی ہے۔

والد ماجد قطب الدین بھی بڑے عالم فاضل زاہد، متورع، صوفی تھے جو ازہنق میں پیدا ہوئے اور اپنے ملک کے علماء و فضلاء سے پڑھ کر کل علوم میں مہارت حاصل کی اور ازہنق میں ہی فوت ہوئے ازہنق ایک پرانا شہر روم کے ملک میں ہے جو قسطنطنیہ سے چار منازل کے فاصلہ پر واقع ہے علامہ حنفی و حلی "تاریخ وفات" ہے۔

مولیٰ خسرو

محمد بن فراموز الشیر بولی خسرو : علم معقول و منقول کے بجز خارا اور فروع و اصول کے جامع تھے۔ علوم مولیٰ برہان الدین حیدر ہرودی تلمیذ سعد الدین تقنازانی سے حاصل کئے عمدہ سلطان مراد خاں میں اس کے بھائی کے مدرسہ کے مدرس مقرر ہوئے پھر عمدہ محمد خاں بن مراد خاں میں عسکر کے قاضی ہوئے اور جب مولیٰ خسرو بیک فوت ہوئے تو محمد خاں نے آپ کو قسطنطنیہ کی قضاوی۔ جب آپ عمدہ مراد خاں میں مدرسہ شاہ ملک کے مدرس تھے تو آپ نے کتاب غزیر الاحکام اور اس کی شرح درر المحکام تصنیف کی اور مرقاۃ الاصول اور اس کی شرح مرآۃ الاصول اور مطول اور تلویح اور تفسیر بیضاوی کے سیقول، السفہات تک اور شرح وقایہ کے حواشی لکھے۔ ایک رسالہ ولاہ میں تصنیف کیا جس میں فوائد عجیبہ داخل کئے۔ تمام تصنیفات آپ کی دقائق علمیہ اور مسائل فقہیہ پر شامل ہے۔ آپ سے یوسف بن جنید اور حسن چلبی بن محمد شاہ فناری و حسن بن عبد الصمد سامونی وغیر ہم نے تلمذ کیا۔

صاحب شقائق لکھتے ہیں کہ آپ کا باپ امرایہ فراسخہ میں سے رومی الاصل تھا جو اسلام لایا اس کی ایک بیٹی تھی جس کو اس نے ایک امیر مسمیٰ بہ خسرو سے بیاہ دیا تھا، جب مر گیا تو یہ محمد اپنے بہنوئی خسرو کے گھر میں رہے اور اخی زوجہ خسرو کے نام سے مشہور ہوئے یہاں تک کہ لوگ مولیٰ خسرو ان کو کہنے لگے، وفات آپ کی قسطنطنیہ میں ۷۸۳ھ میں ہوئی اور شہر پوسا میں بیجا کرہ دفن کئے گئے۔ "علامہ فی الحقیقتہ" تاریخ وفات ہے۔

حسن چلبی

حسن چلبی بن شمس الدین محمد شاہ بن مؤلف فضول البدائع محمد بن حمزہ الفناری ۷۸۴ھ میں روم کے شہروں میں پیدا ہوئے اور اسی جگہ نشوونما پایا۔ علم ملا فخر الدین اور ملا طوسی اور ملا خسرو سے حاصل کیا اور صحیح بخاری کو بعض تلامذہ ابن حجر عسقلانی سے پڑھا یہاں تک کہ عالم فاضل محقق مدقق ہوئے و رفعت و اصول فقہ و حدیث و تفسیر قرآن و نحو و علم معانی و بیان اور معقولات وغیرہ

میں سرآمد علمائے زمانہ ہوئے۔ آپ بڑے صالح و متدین تھے۔ پہلے آپ اور نہ میں مدرسہ حلبیہ کے مدرس تھے اور آپ کا چچرا بھائی علی فناری عہد سلطان محمد خاں میں عسکر کا قاضی تھا، آپ نے اس کو کہا کہ میں نے سنا ہے کہ مصر میں ایک شخص کتاب مغنی البیب جو علم نحو میں ہے بہت اچھی طرح پڑھا ہے آپ مجھ کو سلطان محمد خاں سے وہاں جا کر کتاب مذکورہ کے پڑھنے کی اجازت لے لیں اور آپ بذات ناص سلطان مذکورہ سے اس لئے اجازت حاصل نہیں کر سکتے تھے کہ انہوں نے اس کی حیات میں کتاب ترویج کے حواشی سلطان بایزید خاں اس کے بیٹے کے نام پر تصنیف کئے تھے جس سے وہ آپ سے گونہ ناراض تھا پس علی فناری نے آپ کو سلطان محمد خاں سے اجازت لے دی اور آپ نے مصر میں جا کر مغنی کو پڑھا، جب روم کو واپس آئے تو سلطان محمد خاں نے آپ کو پہلے مدرسہ ازہرق پھر آٹھ مدارس میں سے ایک کا مدرس مقرر کیا۔ ۸۷۵ھ میں ملک شام میں آئے اور شام کے سواروں کے ساتھ حج کیا۔

آپ کی تصنیفات سے حواشی ترویج اور حواشی شرح وقایہ اور حواشی شرح تلخیص المعانی و مطول اور حواشی شرح مواقف اور حواشی تفسیر بضاوی مشہور و معروف ہیں اور ہر ایک ان میں سے تحقیقات و تدقیقات سے مملو ہے، عہد بایزید خاں میں شہر بروسا میں ماہ جمادی الاخریٰ ۸۸۶ھ میں فوت ہوئے۔ ”دریائے کرامت“ تاریخ وفات ہے۔ فنا آپ کے پردادا کا لقب تھا جس کی طرف آپ منسوب ہیں۔

مولیٰ عمران طوسی

علی المعروف بالمولیٰ عمران الطوسی : بڑے عالم فاضل اور تفسیر و حدیث و خلاف وغیرہ میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے۔ علم اپنے ملک کے علماء و فضلاء سے پڑھا اور رتبہ کمال کو پہنچے پھر روم میں تشریف لائے اور سلطان مراد خاں نے آپ کی بڑی عزت و توقیر کی اور آپ کو بروسا میں مدرسہ سلطانی عطا کیا۔ جب محمد خاں بن مراد خاں نے قسطنطنیہ کو مفتوح کیا تو اس نے آٹھ مدارس بنوائے جن میں سے ایک میں آپ کو متعین کیا چنانچہ ایک دن سلطان مراد خاں آپ کے پاس مدرسہ میں آیا اور حکم دیا کہ میرے روبرو طلباء کو سبق پڑھاؤ، پس آپ دائیں طرف بادشاہ کے بیٹھ گئے اور وزیر محمود پاشا کھڑا رہا۔ طلباء آئے اور انہوں نے سید تشریف کی شرح عضد کا حاشیہ پڑھنا شروع کیا پس آپ نے اس طرح سے اس کے دقائق و مشکلات حل کئے کہ سلطان آپ کی کمالیت و فضیلت دیکھ کر خوش ہو گیا اور دس ہزار درہم خلعت آپ کو اور پانسو درہم ہر ایک طالب علم کو انعام عطا کیا

پیر آپ کو اور مولیٰ خواجہ زادہ مصلح الدین مصطفیٰ بن یوسف کو حکم کیا کہ امام غزالی کی کتاب تنہاۃ العبادۃ اور حکما کے درمیان ایک ایک کتاب بطور محاکمہ کے لکھیں پس خواجہ زادہ نے تویار مینے میں اور مولیٰ نوح نے چھ مینے کے عرصہ میں ذخیر نام سے ایک ایک کتاب لکھی۔ سلطان نے ان دونوں کو دس دس ہزار درم انعام عطا کیا لیکن خواجہ زادہ کو ایک عمدہ بچہ اشتر کا زیادہ دیا کیونکہ علمائے خواجہ زادہ کی کتاب کو ترجیح دی تھی اس سے مولیٰ طوسی کی طبیعت کٹر ہو گئی اور وہاں سے عجم میں آئے جب تبریز میں پہنچے تو وہاں شیخ عبداللہ صوفی سے ملاقات کی پھر ماوراء النہر میں جا کر خواجہ عبید اللہ سمرقندی کی خدمت میں مشرف ہوئے اور ان سے بڑے فیوض باطنی حاصل کئے۔ آپ کی تصنیفات سے سید شریف کی شرح مواقف کا حاشیہ اور انہیں کے حاشیہ کشف کے حواشی اور انہیں کے حاشیہ شرح مطالع کے حواشی مشہور و معروف ہیں۔ سمرقند میں ۸۸۶ھ میں فوت ہوئے، "رفیع منزلت" تاریخ وفات ہے۔

طوسی طرف طوس کے منسوب ہے جو خراسان میں ایک شہر دو شہروں پر مشتمل ہے جن میں سے ایک کا نام کابراں اور دوسرے کا اوقان ہے اور ہزار گاؤں سے زیادہ گاؤں ان کے متعلق ہیں، زمانہ حضرت عثمان میں ۲۹ھ میں یہ فتح ہوا تھا۔

یعقوب پاشا

یعقوب پاشا بن خضر بیگ رومی : عالم محقق، فاضل مدقق، افقہ اہل جہاں اور فارس میدان بحث محقق۔ علوم اپنے باپ سے حاصل کئے اور مدت تک بروسل کے قاضی رہے پھر قسطنطنیہ کے قاضی ہوئے، جہاں قضا کی حالت میں ۸۹۱ھ میں وفات پائی۔ "فقہ مقتدائے عالم" تاریخ وفات ہے۔ شرح وقایہ پر عمدہ حواشی لکھے جن میں عجیب و غرائب وقائع و مسائل وارد کئے اور نیز شرح مواقف پر لطیف سوال تحریر کئے اور اکثر حواشی حسن چلپی کے آپ کے حاشیہ سے ماخوذ ہیں۔

سنان پاشا

یوسف بن خضر بیگ رومی الشہیر سنان پاشا : بڑے ذکی، عالم فاضل، ماہر علوم عقلیہ و نقلیہ، فارس میدان مناظرہ محقق۔ پہلے آپ کو سلطان محمد خاں نے ۸۷۵ھ میں قسطنطنیہ کے آٹھ ماہ اس میں سے ایک کا مدرس مقرر کیا پھر اپنا معلم بنا لیا، ازاں بعد ۸۷۵ھ میں وزارت کے عہدہ پر آپ کو مقرر کیا گیا لیکن پھر کسی بات پر معزول کر کے قید کر دیا اس پر شہر کے تمام علماء دیوان میں اکٹھے ہو کر بادشاہ سے ملتجی ہوئے کہ آپ ان کو چھوڑ دیں ورنہ ہم کچھری کی کتابیں جلادیں گے سلطان نے آپ کو چھوڑ دیا اور

آپ سغریٰ سما میں آئے اور سلطان محمد خاں کی وفات تک وہیں مقیم رہے پھر آپ کو بایزید خاں ابن محمد خاں نے اور نہ میں مدرسہ دار الحدیث کا مدرس مقرر کیا جہاں آپ نے شرح موافق کی مباحث جو اہر پر حواشی لکھے اور ایک مناجات ترکی زبان میں اور ایک کتاب مباحث اولیا میں تصنیف کی۔ کتے میں کہ جب مولیٰ علی قوشچی بلا دردم میں داخل ہوئے تو سلطان محمد خاں نے تعلم علوم ریاضیہ میں آپ کو سقیم سمجھ کر آپ کے شاگرد مولیٰ لطفی قوقاتی کو علی قوشچی کی طرف بھیجا۔ جس نے ان سے علوم ریاضیہ کے حاصل کر کے جو کچھ پڑھا تھا آپ کو سنا یا جس سے آپ بھی علوم ریاضیہ میں کامل ہو گئے اور قاضی زادہ رومی کی شرح چغینی پر حواشی تصنیف کئے۔ وفات آپ کی ۸۹۱ھ میں ہوئی اور آپ کے تلامذہ میں سے نور الدین قرہ صومی اور محمود بن محمد بن قاضی زادہ رومی ہیں۔ علامہ قدسی صفات "تاریخ وفات ہے۔"

ناج الدین بن سعد

ناج الدین بن سعد بن محمد الدین : ماہ ربیع الاول ۷۹۵ھ میں پیدا ہوئے اپنے باپ اور جد امجد سے علوم و فنون حاصل کر کے علامہ وقائے زمانہ ہوئے۔ آپ کے وقت میں مذہب کی ریاست آپ پر منتہی ہوئی۔ ۸۵۱ھ میں قضا قدس آپ کو دی گئی اور مدرسہ معظمیہ کی درس تدریس میں مشغول ہوئے اور آپ کا حکم جاری ہوا۔ پھر قضا کو چھوڑ کر قاہرہ کو گئے جہاں آپ کے والد نے آپ کو موید بیہ کی مشیخت سپرد کی۔ جب ۸۶۶ھ میں آپ کے والد ماجد فوت ہوئے تو آپ اپنے چچا برہان الدین کے واسطے موید کی مشیخت خالی کر کے قاہرہ میں چلے آئے اور ماہ شعبان ۸۹۲ھ میں وفات پائی۔ "ذوقون" تاریخ وفات ہے۔

خواجہ زادہ

مصطفیٰ بن یوسف بن صالح برسوی الشیرنجی خواجہ زادہ : علامہ زماں، ہمامہ دوران عالم نبیل، فاضل جلیل، ماہر معانی و بیان، جامع علوم عقیدہ و نقلیہ تفسیر، پیدے محمد بن ابانور سے پڑھتے ہیں پھر خضر بیگ مدرس مدرسہ سلطانیہ واقع بروسا کی خدمت میں پہنچے اور ان سے بہت سے علوم حاصل کئے سلطان مراد خاں نے بروسا کے مدرسہ اسیریہ کی تدریس آپ کے سپرد کی اور جب سلطان محمد خاں بادشاہ ہوا اور علماء نے اس کی رغبت علم کی طرف بہت دیکھی تو آپ بھی اس کے پاس گئے اور اس نے آپ کو اپنا معلم بنا لیا اور آپ سے کتاب زنجانی پڑھی۔ آپ نے زنجانی کی ایک عمدہ شرح تصنیف کی اور نیز کتاب تہافت الفلاسفہ اور حواشی شرح موقف اور حواشی شرح ہدایۃ الحکمہ تصنیف کئے۔

لے بیضوی پر بھی حاشیہ لکھا وفات ۱۱۶۶ھ "سنور اعلام" (مرتب)

کہتے ہیں کہ مولیٰ عبدالرحمن بن مویہ جب جلال الدین دوانی کی خدمت میں پہنچے تو دوانی نے فرمایا کہ آپ ہمارے لئے کیا تحفہ لائے ہیں؟ مولیٰ عبدالرحمن نے کہا کہ خواجہ زادہ یہ تماثہ الفلاسفہ لایا ہوں۔ جب دوانی نے اس کو مطالعہ کیا تو فرمایا کہ میرا بھی ارادہ تھا کہ اس باب میں ایک کتاب لکھوں لیکن اگر میں اس کتاب کے دیکھنے سے پہلے لکھتا تو ضرور فضیحت اٹھاتا۔

کہتے ہیں کہ مولیٰ علی ہوسی جب بلادِ عجم کی طرف گئے تو ان کی علی قوشچی سے ملاقات ہوئی مولیٰ نے قوشچی سے پوچھا کہ آپ کہاں جائیں گے؟ انہوں نے کہا کہ روم کے شہروں میں، مولیٰ نے کہا کہ اس حالت میں آپ کو خواجہ زادہ کو سہ سے ضرور صلح رکھنی ہوگی۔ جب قوشچی قسطنطنیہ میں آئے تو وہاں کے علماء نے ان کا استقبال کیا۔ اس وقت خواجہ زادہ قسطنطنیہ کے قاضی تھے، جب قوشچی نے خواجہ زادہ سے ملاقات کی اور دریا کی مدوجزر سے جو کچھ دیکھا تھا اس کا بیان کیا تو خواجہ زادہ نے مدوجزر کا سبب بیان کیا، پھر اس بحث کا تذکرہ شروع ہوا جو تیمور کے سامنے شہریت اور تفسا زانی کی ہوئی تھی۔ قوشچی نے تفسا زانی کو ترجیح دی۔ خواجہ زادہ نے کہا کہ میں نے تحقیق کیا ہے کہ حق سید شریف کے ساتھ تھا پس جو انہوں نے لکھا تھا اس کو قوشچی نے مطالعہ کیا پھر جب قوشچی کی ملاقات سلطان مرادغاں سے ہوئی تو کہا خواجہ زادہ کی عجم میں کوئی نظیر نہیں سلطان نے کہا کہ عرب میں بھی کوئی نہیں۔ وفات آپ کی برسوں میں ۸۹۳ھ میں ہوئی۔ "مقبل اخلص" تاریخ وفتا ہے۔ آپ کے نامزدہ میں سے یوسف قرصوی اور یوسف کرمانی اور رکن الدین محمد الشہیرہ زیرک زادہ اور قطب الدین محمد بن محمد بن قاضی زادہ وغیرہم ہیں۔

زین الدین عبدالرحمن بن ابی بکر

عبدالرحمن بن ابی بکر بن العینی : ابی محمد کنیت اور زین الدین لقب تھا، اپنے زمانہ کے امام فاضل، محدث کامل، فقیہ جید، صاحب تصانیف عالیہ تھے جن میں سے صحیح بخاری کی شرح تین جلد میں مشہور و معروف ہے۔ وفات آپ کی ۸۹۳ھ میں ہوئی اور "علامہ جلیل المراتب" تاریخ وفتا ہے۔

احمد بن اسمعیل کورانی

احمد بن اسمعیل بن محمد کورانی المعروف بہ مولیٰ فاضل : شمس الدین لقب تھا، قصبہ

سہ بعض جگہ آپ کا لقب شہاب الدین لکھا ہے، پیدے شافعی تھے پھر حنفی ہو گئے تصانیف میں الدر اللوامع لمسبکی فی اصول اور شرح کافیہ ما بن حاجب فی نحو بھی ہیں، بعض جگہ وفات ۸۹۲ھ یا ۸۹۳ھ لکھی ہے۔ (مرتب)

کوران میں جو ملک خراسان کے علاقہ اسفرائن میں واقع ہے، پیدا ہوئے۔ پہلے اپنے ملک کے علماء سے پڑھتے رہے پھر قاہرہ میں تشریف لائے اور یہاں کے علماء و فضلاء سے علمِ قرأت و حدیث و تفسیر و فقہ و اصول وغیرہ پڑھا اور اجازت کی سند حاصل کی۔

کہتے ہیں کہ جب مولیٰ محمد بن ادمغان المعروف بمولیٰ یگان حجاز کے سفر سے قاہرہ میں داخل ہوئے تو آپ نے ان سے ملاقات کی اور وہ آپ کو بلاد روم کی طرف اپنے ہمراہ لے گئے پس جب سلطان مراد خاں سے مولیٰ یگان نے ملاقات کی تو پادشاہ نے فرمایا کہ کچھ ہمارے لئے آپ تحفہ بھی لائے ہیں؟ مولیٰ یگان نے کہا کہ ہاں ایک شخص عالم فاضل، فقیہ، محدث، بارع فی العلوم اپنے ساتھ لایا ہوں۔ بادشاہ نے کہا کہ وہ کہاں ہے، انہوں نے فرمایا کہ وہ دروازہ پر کھڑا ہے، بادشاہ نے آدمی بھیج کر بلوایا۔ آپ پادشاہ کے پاس آئے اور سلام کیا، بادشاہ نے سلام کا جواب دے کر آپ سے کچھ دیر تک گفتگو کی پس اس نے آپ کو علم و فضل میں دیکھ کر شہر بردسا میں اپنے دادا مراد خاں غازی کے مدرسہ پر مدرس مقرر کر دیا پھر آپ کو اپنے بیٹے محمد خاں کا معلم بنایا جب سلطان محمد خاں تخت نشین ہوا تو آپ کی اور بھی تعظیم و تکریم ہونے لگی اور منصب قضا و افتاء کا آپ کے تفویض ہوا۔

۸۶۷ھ میں آپ نے ایک تفسیر مسمیٰ بہ غایۃ الامانی فی تفسیر الکلام الربانی تصنیف کی اور اس میں علامہ زعمشیری اور بیضاوی پر اکثر جگہ مواخذات کئے پھر ۸۷۴ھ میں شہر ادرنہ میں صحیح بخاری کی شرح تصنیف فرمائی اور اس کا نام الکوثر الجاہلی علی ریاض البخاری رکھا اور اس میں اکثر مواضع پر کربانی اور ابن حجر پر اعتراض کئے اور لغات مشکوٰۃ اور مواضع النباس میں اسرار الرواۃ کی اچھی طرح توضیح و تفسیر کی اور ابتداء میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائل اور مصنف بخاری کے مناقب بیان کئے، علاوہ اس کے کتاب شاطبیہ کی شرح جعبری پر حواشی لکھے۔ آپ بڑے راست گو، عابد اور شب بیدار تھے یہاں تک کہ ہر روز رات کو ایک دفعہ قرآن شریف ختم کیا کرتے تھے اور بالکل نہ سوتے تھے۔ وفات آپ کی قسطنطنیہ میں ۸۹۳ھ میں ہوئی۔ "مرجع شرف" تاریخ وفات ہے۔

علی عربی

علی عربی : علاء الدین لقب تھا، علوم شرعیہ و عقلیہ کے جامع اور تفسیر و حدیث و اصول میں بڑے ماہر تھے چنانچہ کتاب تلویح آپ کو لوک زبان پڑھی۔ اصل میں آپ حلب کے رہنے والے تھے اور وہیں پیدا ہوئے اور مختلف علوم حاصل کئے پھر بردسا میں گئے اور اسمعیل کورانی

سے مدت تک پڑھتے رہے پھر خضر بیگ بن جلال الدین رومی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے استفادہ کیا پھر روس اور مغنیا اور قسطنطنیہ کے مدارس میں مدرس مقرر رہے، آخر بحالت مفتی قسطنطنیہ کے ۸۹۳ھ میں وفات پائی۔ "علامہ مذہب" تاریخ وفات ہے۔

آپ کی کرامات بہت ہیں اور تصنیفات سے حواشی شرح عقائد اور حواشی مقدمات اربعہ توضیح یادگار ہیں۔ کہتے ہیں کہ پہلے پہل آپ نے ہی مقدمات اربعہ توضیح پر حواشی لکھے پھر مولیٰ مصلح الدین مصطفیٰ قسطلانی نے ان کا حاشیہ تحریر کیا اور بعض جگہ علی عربی کی تردید کی پھر حسن ماسونی اور مولیٰ ابن خطیب اور مولیٰ ابن حاج حسن نے یکے بعد دیگرے حواشی لکھے۔ آپ کے شاگردوں میں سے مصطفیٰ بن خلیل والد صاحب شقائق اور عبدالحکیم بن علی قسطنطونی وغیرہ ہیں۔

حافظ نغیاث ہروی

حافظ نغیاث ہروی : اپنے زمانہ کے قیودہ ارباب علم و عرفان اور عمدہ محققین تھے، ایام سلطنت خاقان منصور میں سالہا سال ہرات میں افادہ سخوام میں مصروف رہے کہ ۸۹۶ھ میں فوت ہوئے اور مزار شیخ بہار الدین عمر میں مدفون ہوئے۔ "محرث قطب الزمانہ" تاریخ وفات ہے۔

مولانا جامی

عبدالرحمن بن احمد بن محمد المعروف بہ نور الدین جامی : شہر جام میں ۲۳ شعبان ۸۱۶ھ کو پیدا ہوئے۔ نسب آپ کا امام محمد سے ملتے ہے، آپ کے والد ماجد مشاہیر علوم و تقویٰ میں سے تھے جو اپنا وطن اصل شہر صغمان چھوڑ کر جام میں آئے تھے اور وہاں سے جب ہرات میں آکر مدرسہ نظامیہ میں مقیم ہوئے تو اس وقت نور الدین جامی مولانا جندالاصولی کے درس میں حاضر ہوئے جن سے اس وقت طلبہ شرح مفتاح پڑھ رہے تھے، آپ اس وقت اگرچہ بہت خردسال تھے مگر طلبہ کے سنی کو بخوبی سمجھتے تھے، پھر خواجہ علی سمرقندی تلمیذ سید شریف اور مولانا شہاب الدین محمد تلمیذ تفتازانی کے درس میں حاضر ہو کر استفادہ کیا اور معقول و منقول میں کمال کو پہنچے پھر سمرقند میں جا کر قاضی موسیٰ رومی شراح ملخص الہیہ کے درس میں حاضر ہوئے اور پہلی ہی ملاقات میں قاضی رومی سے مباحثہ کیا اور غالب رہے چنانچہ مولانا فتح اللہ تبریزی جو سلطان الغ بیگ کی کچھری کے صدر الصدور تھے، نقل کرتے ہیں کہ قاضی رومی مولانا جامی کی اکثر تعریف کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ جب سے سمرقند آباد ہوا ہے اس میں کوئی تیز طبع شخص مثل مولانا جامی کے نہیں آیا۔

مولانا ابو یوسف سمرقندی تلمیذ قاضی رومی کہتے ہیں کہ جب مولانا جامی سمرقند میں آئے اور

ہمارے استاد قاضی رومی کے ساتھ تذکرہ کی شرح کرنے میں مشغول ہوئے تو اکثر قاضی رومی سے مباحثہ کرتے اور ان کی تعلیقات شرح تذکرہ پر اعتراض کرتے، اس پر قاضی رومی بموجب آپ کے قول کے اس میں اصلاح کر دیتے، علاوہ اس کے قاضی رومی نے اپنی شرح ملخص ہیبت کی بھی مولانا جامی کو دکھائی جس میں انہوں نے تصرفات کے جن کی طرف قاضی رومی کا ذہن نہیں دوڑا تھا۔ جب آپ ہرات میں تھے تو ایک دن ملا علی قوشچی شارح تجرید سے آپ کا مباحثہ ہوا اور آپ غالب رہے، قوشچی نے اپنے طلباء کو کہا کہ میں جانتا ہوں کہ اس عالم میں نفس قدسی موجود ہے۔ جب آپ تحصیل علوم و فنون سے فارغ ہوئے تو آپ کو خواب میں بعض اکابر دکھائی دئے جو کہتے تھے کہ آپ کوئی ایسا دوست پکڑیں جو آپ کو علوم باطن کی ہدایت کرے، جب آپ خواب سے بیدار ہوئے تو نہایت متاثر ہوئے اور سمرقند سے خراسان میں جا کر خواجہ عبداللہ نقشبندی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اکثر مشائخ عظام سے ملاقات کی۔ پس جس طرح کہ آپ علوم ظاہری میں عالم فاضل تھے، ویسے ہی صوفی و ولی کامل مجھے ۸۷۷ھ میں حج کیا اور دمشق و حلب وغیرہ بلاد شام میں پھرے جہاں کے علماء و فضلاء نے آپ کی بڑی تعظیم و تکریم کی آخر ہرات میں جمعہ کے روز ۱۸ محرم ۸۹۸ھ میں اس دارِ فانی سے انتقال فرمایا "قندیل قدرت" تاریخ وفات ہے۔

تصانیف بھی آپ نے تھوڑی سی مدت میں بہت کیں جن میں سے بعض یہ ہیں: نغمات الانس، فوائد ضیائیہ شرح کافیہ، تفسیر تالیف فارہیون، نقد النصوص، اشعة اللمعات، شواہد النسبوة، شرح خصوص الحکم، شرح ابیات ابن الفارض، شرح حدیث ابی زین عقیلی، شرح ابیات خسرو دہلوی، شرح کلمات خواجہ محمد پارسا، شرح رباعیات اللوائج، شرح بیٹی المثنوی الرومی، مناقب مولانا رومی مصنف مثنوی، مناقب خواجہ عبداللہ انصاری، رسالہ درباب طریقہ سادات نقشبندیہ، رسالہ درباب وجود رسالہ درباب تحقیق مذہب صوفیہ، رسالہ درباب مناسک حج، رسالہ در بیان کلمہ لا الہ الا اللہ رسالہ درباب قافیہ، رسالہ درباب عروض، رسالہ درباب موسیقی، تحفة الاحرار منظوم قصہ یوسف و زلیخا منظوم، دیوان وغیرہ۔

قاضی زادہ رومی

قاسم الشہیر بہ قاضی زادہ رومی: علوم شرعیہ و عقلیہ میں معرفت تامہ رکھتے تھے اور بڑے ذکی طبع علم دوست تھے۔ علوم اپنے باپ قاضی قسطنطینی شاگرد خضر بیگ سے حاصل کئے اور فضیلت و کمالیت کو پہنچے۔ سلطان محمد خاں بن مراد خاں نے آٹھ مدارس میں سے آپ کو

ایک کادرس مقرر کیا پھر قاضی ہوئے لیکن کچھ مدت بعد مستعفی ہو گئے۔ سلطان بایزید خاں بن محمد خاں نے اپنے عہد میں پھر آپ کو شہر بروسا کا قاضی مقرر کیا اور قضا کی حالت میں ۳ ماہ رمضان ۸۹۹ھ کو وفات پائی۔ "یکتے بے بہتا" تاریخ وفات ہے۔

خلیل بن قاسم

خلیل بن قاسم بن حاجی صفا : آپ کا جدِ اعلیٰ عجم سے فتنہ چنگیز خاں میں بھاگ کر روم میں آیا تھا جو نواح قسطنطنیہ میں آکر ٹھہرا، بڑا صاحبِ کرامات اور مستجاب الدعوات تھا، یہاں اس کے ہاں ایک لڑکے کا محمود نام پیدا ہوا جس کو عربی اور فقہیت میں کسی قدر لیاقت حاصل ہوئی، اس کا احمد نام ایک لڑکے کا پیدا ہوا جو فقہ و عربی میں عارف و ماہر ہوا۔ اس کے ہاں حاجی صفا نام بیٹا ہوا جو بڑا فقیہ عابد صالح تھا اس کے یہاں ایک لڑکے کا قاسم نام پیدا ہوا جو عین جوانی میں بحالتِ طلبِ علمی خلیل نام لڑکے کا چھوڑ کر مر گیا پس آپ یعنی خلیل پہلے اپنے ملک میں مہمانی علوم کے پڑھتے رہے پھر ادرنہ میں گئے اور مولیٰ خسرو اور فخر الدین عجمی سے پڑھا پھر شہر بروسا میں یوسف بن شمس الدین محمد قناری مدرس بروسا کی خدمت میں جا کر استفادہ کیا پھر محمد بن ادمغان کی خدمت میں مشرف ہوئے اور ان سے فضیلت و کمالیت کی دستار باندھی اور فقہ، حدیث، اصول، تفسیر، علمِ بلاغت وغیرہ میں عارف کامل اور عالم فاضل ہوئے اور علاوہ فضائلِ علمی کے بڑے متشرع، پرہیزگار و عابد تھے۔ کئی جگہ مدرس رہے اور خیر الدین لقب رکھتے تھے۔ وفات آپ کی مقام کمرۃ الخاس میں ۸۹۹ھ میں ہوئی۔ "مرویہ" تاریخ وفات ہے۔

حمزہ قرمانی

حمزہ قرمانی : نور الدین لقب تھا، اپنے ملک کے علماء و فضلاء سے علومِ اصولیہ و فروعیہ پڑھ کر یہاں تک فضیلت حاصل کی کہ عالمِ اجل اور فاضلِ اکمل، مرجعِ انام ہوئے اور تدریس و افتاء میں اپنی عمر صرف کی تفسیرِ میاویہ پر تفسیرِ التفسیر کے نام سے ایسے عمدہ حواشی تصنیف کئے جو مقبولِ انام ہوئے اور ۸۹۹ھ میں انتقال فرمایا، کاشف السرائر "تاریخ وفات ہے۔

قاضی نظام الدین

قاضی نظام الدین بن مولانا حاجی محمد فراہی : آپ زہد و تقویٰ اور امدادِ رس و فتویٰ میں اپنے زمانہ کے اکثر علماء سے فائق تھے۔ مدتِ مدید تک مدرسہ اخلاصیہ اور مدرسہ عباسیہ ہرات میں درس و تدریس میں مشغول رہے، اخیر کو خاقان منصور نے آپ کو ہرات کا قاضی بنایا اور آپ نے فیصل

قضایا اور فیصلہ مہات شریعیہ میں البیاطریقہ اجتہاد کامرعی رکھا کہ قصہ امانت و دیانت قاضی شریح کالوگوں کے دلوں سے بھلا دیا۔ وفات آپ کی ماہ محرم سنہ ۹۰۰ھ میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد بھی اعلم فقہائے عہدہ مرزا ابوالقاسم بابر سے تھے۔

مولی لطفی

لطف اللہ ترقائی رومی الشہیرہ مولی لطفی : عالم فاضل، جامع معقول و منقول تھے۔ علوم دینیہ سنان پاشا اور علوم ریاضی قوشچی سے حاصل کئے۔ جب بلا دروم میں داخل ہوئے تو زمانہ سلطان بایزید خان میں آپ کو مدرسہ مرادخان کا جو بروسا میں واقع ہے، دیگیا پھر شہر ادرنہ میں دارالحدیث پھر آٹھ مدارس میں سے ایک کے مدرس مقرر ہوئے۔ آپ سے احمد بن سلیمان رومی معروف بابن کمال پاشا نے پڑھا۔ اخیر کو آپ پر یہ سبب آپ کی فضیلت اور اطالت لسانی کے آپ کے اقران و معاصرین نے حسد کیا اور آپ کو الحاد اور زندقہ کی نسبت دی یہاں تک کہ مولی خطیب نے آپ کے قتل کی اباحت دی جس کا مسجد یہ ہوا کہ آپ سنہ ۹۰۰ھ میں قتل کئے گئے۔ آپ کی تصنیفات سے سید شریف کے حاشیہ شرح مطالع اور شرح مفتاح پر حواشی یادگار ہیں۔ علاوہ ان کے ایک رسالہ مسمی بہ سبع الشہاد لکھا جو سنا سوال سید شریف پر مبنی ہے۔

یوسف بن حسین کرمانی

یوسف بن حسین کرمانی : بڑے قاصد بدعت، محمود السیرۃ تھے۔ علوم مولی خواجہ زادہ وغیرہ سے پڑھا اور قسطنطنیہ کے آٹھ مدارس میں سے ایک کے مدرس مقرر ہوئے پھر قسطنطنیہ کے قاضی بنے، حاشیہ شرح تلخیص مطول اور حاشیہ شرح وقایہ اور ایک کتاب مختصر اصول میں وجیز نام سے تصنیف کی اور سنہ ۹۰۰ھ میں وفات پائی۔

عبدالکریم رومی

عبدالکریم رومی : بڑے عالم فاضل تھے، علم طوسی اور سنان پاشا سے پڑھا اور آٹھ مدارس میں سے ایک کے مدرس مقرر ہوئے، کتاب تلویح پر حواشی لکھے اور تقریباً سنہ ۹۰۰ھ میں سلطان بایزید خان کے عہد میں وفات پائی۔

ابن ملک

عبداللطیف بن عبدالعزیز بن امین الدین بن فرشتہ المعروف بابن ملک بڑے

سلہ بدر الطابع میں لکھا ہے کہ سنہ ۹۰۱ھ میں حیات تھے، شہادت الذہب اور کشف الظنون میں وفات سنہ ۹۰۵ھ میں بیان کی ہے (مرتب)

مشہور و معروف مقبول خاص و عام اور بہت سے علوم فقہ و حدیث وغیرہ کے حافظ تھے اور
 وقائن و غوامض علوم کے حل کرنے میں ماہر کامل تھے، تصانیف بھی بہت اور مفید کہیں جن میں
 سے حدیث میں کتاب مبارق الازہار شرح مشارق الانوار اور اصول فقہ میں شرح منار اور
 فقہ میں کتاب مجمع البحرین اور کتاب وقایہ کی شرحیں بہت مشہور و معروف
 ہیں۔ کہتے ہیں کہ وقایہ کی جو شرح آپ نے تصنیف کی تھی تو وہ قبل از مشہور ہونے کے گم ہو گئی
 تھی پس آپ کے خلف الصدق محمد نے آپ کے مسودات سے مع بعض الحاقات کے از سر نو اس کو
 جمع کیا۔ علاوہ ان کے آپ نے ایک نہایت لطیف رسالہ علم تصوف میں بھی تصنیف کیا جس سے
 معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو علم تصوف میں بھی بڑی دستگاہ تھی۔ آپ ابن ملک اس لئے
 اپنے آپ کو لکھتے تھے کہ آپ کے جد اعلیٰ کا نام فرشتہ تھا جس کا ترجمہ عربی میں ملک ہوتا ہے۔

موسے پاشا

موسے پاشا بن محمد بن محمود رومی ۱ بڑے عالم فاضل، جامع علوم و فنون اور ماہر
 ریاضی تھے۔ پہلے بعض علوم اپنے شہر کے علماء سے حاصل کئے پھر بلادِ عجم کی طرف جانے کا قصد کیا
 لیکن اس بارادہ کو اپنے اقارب سے پوشیدہ رکھا۔ آپ کی ہمشیرہ بڑی عقیدہ تھی، اس نے آپ کا بارادہ
 معلوم کر کے آپ کی کتابوں میں اپنا کچھ زیور رکھ دیا تاکہ آپ مسافرت میں تنگ نہ ہوں پس آپ عجم
 میں آئے اور خراسان کے مشائخ سے پڑھا پھرا و رابر النہر میں گئے اور وہاں کے علماء سے استفادہ
 کیا یہاں تک کہ آپ کے فضائل مشہور ہوئے اور دور دور تک آپ کی کمالیت کا شہرہ ہوا اور قاضی زاد
 رومی سے طعق ہوئے پھر سمرقند کے امیر اعظم النغ بیگ بن شاہ سُخ بن امیر تیمور کی خدمت میں پہنچے
 اور اس نے آپ سے بعض علوم پڑھے چونکہ اس کو علم ریاضی کا بڑا شوق تھا اس لئے اس نے
 بہ نسبت اور علوم کے ریاضی کی بہت کتابیں آپ سے پڑھیں۔ قاضی زادہ نے علم ریاضی میں بڑا
 توغل پیدا کیا یہاں تک کہ اپنے اقران سے کیا بلکہ متقدمین سے بھی پڑھ گئے۔ ۸۱۳ھ میں کتاب خمینی
 کی جو بہتیت میں ہے اور ۸۱۷ھ میں کتاب اشکال التامیس کی جو ہند میں ہے، شرح تصنیف
 فرمائی۔ کہتے ہیں کہ آپ نے سید شریف سے بھی کچھ پڑھا تھا مگر آپس میں موافقت حاصل نہ ہوئی اس لئے
 آپ نے ان سے پڑھنا چھوڑ دیا تھا جس سے سید شریف تو آپ کے حق میں یہ کہتے تھے کہ آپ کی

۱۰۰ تعداد تصانیف (بقول ابوبکر بنی) سات سو اور والدہ کا نام عبد العزیز بنی بنی کے عزالدین سے تصانیف اور بیہوشیا آقا سلام
 ۱۰۰ صلاح الدین قاضی زادہ، وفات ماہین ۸۲۳ھ و ۸۲۴ھ در مرتبہ

طبع پر ریاضی غالب آگئی ہے اور آپ سید شریف کی نسبت یہ کہتے تھے کہ وہ علم ریاضی کو نہیں پڑھا سکتے۔ اس واقعہ کے بعد آپ نے سید شریف کی کتاب شرح مطالع کا مطالعہ کیا اور بہت جگہ اس میں ترمیم کی۔ کہتے ہیں کہ سمرقند میں ایک مدرسہ مریج بنا ہوا تھا جس میں بہت سے حجرے بنے ہوئے تھے جہاں ہر ایک جگہ درس ہوتا تھا اور اس کے لئے بہت سے استاد مقرر تھے اور آپ تمام مدرسوں کے رئیس اور ہیڈ تھے۔

حسن پاشا

حسن پاشا بن علاء الدین علی الاسود المشتر بقبرہ خواجہ بن عمرو : علوم اپنے باپ متوفی ۸۰۰ھ سے پڑھے پھر مولیٰ جمال الدین اقسرائی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے تلمذ کیا۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ مولیٰ جمال الدین نے طالب علموں کے حجروں میں پوشیدہ نظر کی اور دیکھا کہ آپ تکیہ لگا کر کتاب کو دیکھ رہے ہیں اور شمس الدین محمد فاری زانوٹیک کر کتب کا مطالعہ کر رہے اور ان پر حواشی لکھ رہے ہیں پس انہوں نے اس وقت کہا کہ حسن پاشا درجہ فضیلت کو نہیں پہنچے گا اور شمس الدین درجہ علیا اور کمال کو فائز ہو گا پس اخیر کو ایسا ہی ظہور میں آیا۔ آپ نے نحو میں افتتاح شرح مصباح اور صرف میں شرح مراح الارواح تصنیف کی لے

شرف الدین بن کمال قریمی

شرف الدین بن کمال قریمی : بڑے عالم فاضل، جامع فروع و اصول تھے، پہلے اپنے شہر کے علماء سے علوم پڑھتے رہے جب مولیٰ حافظ الدین محمد صاحب فتاویٰ بنانہ شہر قریم میں تشریف لے گئے تو پھر آپ نے ان سے تکمیل کر کے ۸۰۵ھ میں سند حاصل کی پھر درس و تدریس میں مشغول ہوئے، کسی قدر مدت کے بعد روم میں آئے اور سلطان مراد خاں نے آپ کی بڑی عزت کی اور اخیر عمر تک یہاں ہی رہے۔

فتح اللہ شیرازی

فتح اللہ شیرازی : علوم عقلی و نقلی تو سید شریف اور علوم ریاضی قاضی زادہ موسیٰ رومی سے سمرقند میں پڑھے، پھر بلاد روم میں آئے اور شہر قسطنطنیہ میں توطن اختیار کیا اور اسی جگہ اوائل سلطنت سلطان محمد خاں میں وفات پائی اور اپنی تصنیفات سے شرح مواقع کی بحث الہیات پر ایک حاشیہ اور قاضی زادہ رومی کی شرح چمنینی پر تعلیقات یادگار چھوڑی۔

لے اس شرح کا نام "مفرد" ہے جس میں پانچ سو سے زائد جہاں پر ترمیمیں اور اضافے کیے گئے ہیں (مرتب)

مولیٰ یگان

محمد بن اومغان رومی الشہیر بہ مولیٰ یگان : شمس الدین لقب تھا، بڑے عالم فاضل
فقہی متبحر تھے، علوم قاضی شمس الدین محمد بن حمزہ فناری سے پڑھے اور آپ سے آپ کے دونوں
بیٹوں محمد شاہ ویوسف بالی اور خضر بیگ بن جلال الدین اور تاج الدین ابراہیم والد خطیب زادہ وغیرہ
لے حاصل کیا۔ پہلے بروسا میں مدرس مقرر ہوئے پھر ریاست درس و تدریس کی آپ کی طرف منتہی
ہوئی۔ جب قاضی محمد بن حمزہ فناری فوت ہوئے تو آپ کو قضا کا عہدہ دیا گیا اور مدت تک
مقبول خاص و عام رہ کر زندگی بسر کی پھر حرمین شریفین کو گئے اور جب واپس آئے تو مناصب
مذکورہ بالا میں سے کسی کو اپنے ذمہ نہ لیا اور شہرازیقی میں عہد سلطان محمد خاں بن مراد خاں میں جو
۸۲۵ھ میں تخت نشین ہوا، فوت ہوئے۔ آپ کا بیٹا محمد شاہ بروسا میں مدرسہ سلطانیہ کا مدرس
ہوا، پھر وہاں کا قاضی بنا اور وہیں مر گیا اور دوسرا بیٹا یوسف بالی بھی بروسا کا مدرس بنا اور وہیں
فوت ہوا جس نے تلویح پر حواشی بھی لکھے۔

محمد بن ایاتلوغ

محمد بن ایاتلوغ : جامع فروع و اصول اور ضابطہ دقائق معقول و منقول اور ماہر مختلف
علوم تھے اکثر علوم مولیٰ یگان سے اخذ کئے اور مجمع البحرین کی ایک بڑی شرح تصنیف کی اور اس میں
اکثر شراح ہدایہ پر چوٹیں کیں۔

فخر الدین اعجم

فخر الدین اعجم : سید شریف کے شاگردوں میں سے بڑے عالم متبحر، معقول و منقول
کے اہل تھے۔ عربیت، ادب کلام، حکمت میں آپ کو مشارکت نامہ حاصل تھی۔ ۸۱۰ھ میں عہد سلطان
محمد خاں میں روم میں آئے اور سلطان مراد خاں بن محمد خاں کے عہد میں مفتی مقرر ہوئے اور شہر
ادرز میں وفات پائی۔ سلطان محمد کے لئے ایک کتاب مشتمل الاحکام تصنیف کی لیکن صاحب کشف
الظنون کہتے ہیں کہ اس کو مولیٰ برکلی نے منجملہ کتب متداولہ و اہمہ غیر معتبرہ کے شمار کیا ہے۔

احمد بن ابراہیم

احمد بن ابراہیم بن محمد بن عمر بن احمد بن مہبۃ اللہ عقیلی حلبی المعروف بہ ابن عدیم : اپنے
اپنے وقت کے فقیہ محدث اور عالم متبحر تھے۔ مدت تک حلب کے قاضی رہے، حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے
ہیں کہ میں نے ۸۳۰ھ میں آپ سے حلب میں ملاقات کی اور حدیث کو سماعت کیا۔

۱۰۰۰ھ میں روز شنبہ ۲۰ جون ۱۶۰۰ء کو فوت ہوئے۔ ۱۰۰۰ھ میں فوت ہوئے۔ ۱۰۰۰ھ میں فوت ہوئے۔ ۱۰۰۰ھ میں فوت ہوئے۔

الیاس بن ابراہیم

الیاس بن ابراہیم : بڑے عالم فاضل، تیز طبع، نہایت ذکی، نرم دل، ہشاش بشاش اور متعدد علوم منقول و معقول میں ماہر باہر تھے، سرلیچ الکتابۃ اس درجہ کے تھے کہ مختصر قدوری ایک دن اور سید شریف کے حواشی شرح شمسیہ ایک رات میں لکھ لیا کرتے تھے۔ سلطان مراد خاں کے عہد میں شہر بروسا کے مدرس مقرر ہوئے اور اسی جگہ وفات پائی، امام اعظم کی فقہ اکبر کی بہت عمدہ شرح تصنیف کی۔ (رنات ۱۹۱ء - مرتب)

حسین بن حامد تبریزی

حسین بن حامد تبریزی : حامد الدین لقب تھا، شہر تبریز کے جو آذربائیجان کے شہروں میں سے ایک شہر ہے، رہنے والے تھے، بڑے صالح و متدین تھے، ہر وقت عبادت اور علم میں مصروف رہتے تھے۔ بیشتر کتابیں مطالعہ کیں اور ان کو صحیح کیا۔ سلطان محمد خان نے آٹھ مدارس میں سے ایک مدرسہ کا آپ کو مدرس کیا۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ جہاد کے لئے بہراہی علماء قسطنطنیہ سے نکلے اور تقاریر آپ کے پیچھے پیچھے جتے جاتے تھے، کسی عالم نے آپ سے پوچھا کہ مومنوں کو جو آیۃ یا ایہا الذین آمنوا آمنوا باللہ ورسولہ میں ایمان لانے کا حکم ہوا ہے اس کی کیا حکمت ہے؟ یہ سوال سن کر بادشاہ نے بھی آپ سے کہا کہ آپ اس کی وجہ بیان کریں۔ آپ نے فرمایا کہ اس سوال کا جواب یہ تقاریر دے رہے ہیں۔ بادشاہ نے کہا کہ وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ دم دم کی آواز ہے جس کی مراد یہ ہے کہ اے ایمان والو! دو مواعلی الایمان، یعنی ہمیشہ رہو ایمان پر، بادشاہ نے اس جواب کو نہایت پسند کیا۔ صاحب شقائق کا قول ہے کہ آپ ام ولد کے نام سے اس لئے مشہور تھے کہ آپ نے مولیٰ فخر الدین عجمی کی ام ولد سے نکاح کیا تھا۔

محمد بن محمد بن قاضی زادہ

محمد بن محمد بن قاضی زادہ : قطب الدین لقب تھا۔ علم خواجہ زادہ اور اپنے نانا علی قدسچی سے پڑھا اور خواجہ زادہ کی بیٹی سے نکاح کیا اور بروسا کے مدرس مقرر ہوئے اور جوانی کی حالت میں فوت ہوئے۔ کئی ایک رسالے تصنیف کئے مگر موت نے ان کو کامل کرنے کی اجازت نہ دی۔

عبدالاول تبریزی

عبدالاول بن حسین بن حامد تبریزی الشہیر بن ابن ام ولد تبریزی : چونکہ آپ کے باپ نے

۱۰۰ عبدالاول بن حسین بن حسن بن حامد دومی متوفی ۱۰۹۵ھ (معجم المؤلفین) (مرتب)

مولیٰ فخر الدین عجمی کی ام ولد سے نکاح کیا تھا جس کے بطن سے آپ پیدا ہوئے اس لئے ابن ام ولد سے آپ مشہور ہوئے۔ تمام علوم و فنون میں آپ کو مشارکت حاصل تھی خصوصاً علم حدیث و فقہ میں تو ہمارے تمام اور یدِ طولیٰ رکھتے تھے۔ علم اپنے باپ اور خسرو سے پڑھا اور اخیر کو اپنے استاد خسرو کی بیٹی سے نکاح کیا اور اکثر شہروں کے قاضی ہوئے پھر گوشہ نشین ہو کر اپنی سکونت قسطنطنیہ میں اختیار کی، اس وقت آپ سو برس کی عمر کے تھے اور یہیں فوت ہوئے۔ کافیہ کی شرح جلیبی پر حواشی تحریر کئے۔

مولیٰ احمدی

مولیٰ احمدی کرمانی مولف سکندر نامہ : اصل میں آپ ولایت کرمان کے رہنے والے تھے، پہلے اپنے شہر کے علماء و فضلا سے پڑھا پھر قاہرہ میں تشریف لائے اور وہاں علم تحصیل کیا۔ کہتے ہیں کہ آپ ایک دن مع مولیٰ فناری متوفی ۸۳۲ھ اور حاج پاشا کے مشائخ صوفیہ میں سے ایک صوفی کی خدمت میں حاضر ہوئے جنہوں نے آپ کو دیکھ کر کہا کہ اسے احمدی تم اپنی عمر شعر اشعار میں ضائع کر دو گے اور حاج پاشا طب میں عمر ضائع کریں گے اور مولیٰ فناری عالم ربانی ہوں گے پس اخیر کو ایسا ہی ہوا کہ مولیٰ احمدی نے جب اپنے ملک میں معاودت کی تو کرمان کے امیر کی جس کو شعر و سخن کا بڑا شوق تھا، صحبت اختیار کی پھر امیر سلیمان بن بایزید خاں کے مصاحب ہوئے اور اس کے لئے ایک کتاب مسے بہ سکندر نامہ اور اکثر اشعار و قصائد تصنیف کئے۔

یعقوب صغریٰ

یعقوب صغریٰ قرمانی : بڑے عالم فاضل، حافظ مسائل، منتخبات، طبیب النفس تھے، علم محمد بن حمزہ فناری سے پڑھا اور آپ سے خیر الدین خلیل بن قاسم نے پڑھا۔ مناسک حج میں ایک کتاب تصنیف کی اور نیز ایک رسالہ دربارہ دفع تعارض ما بین قولہ تعلق انا لنصر سدا اور لقیتون البیہین بغیر حق کے تصنیف کیا۔

صلاح الدین رومی

صلاح الدین رومی : عالم باعمل، فاضل صالح تھے۔ سلطان محمد نے آپ کو اپنے بیٹے بایزید خاں کا معلم بنا یا جس نے آپ سے شرح عقائد اور مولانا زادہ کی شرح بدایۃ الحکمۃ پڑھیں اور آپ نے اس کے لئے ان پر حواشی لکھے جو دونوں مقبول خاص و عام ہوئے پھر آپ کو برہوسا میں مدرسہ سلطانیہ کا مدرس بنایا گیا اور وہیں فوت ہوئے۔

محمد بن مصطفیٰ

محمد بن مصطفیٰ بن زکریا خواجہ حسن ترکی : فخر الدین لقب تھا، شیخ فاضل، ادیب، پبلر، نظم و انشاء میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے، مختصر قدوری کو عمدہ نظم میں منظوم کیا اور ایک قصیدہ ترکی میں نہایت عمدہ تصنیف فرمایا۔

حسام زادہ

مصطفیٰ بن حسام الدین الشہیرہ حسام زادہ : علوم ادبیہ و عقلیہ اور نقلیہ کے ماہر اور فقہ و احادیث اور تفسیر کے مہارت تھے۔ پہلے مدرسہ بروسا کے مدرس مقرر ہوئے، پھر مفتی بنے یہاں تک کہ وفات پائی۔ ترویج اور شرح و قایہ پر حواشی لکھے اور انشاء میں ایک کتاب تصنیف کی۔

محمد بن میناس رومی

محمد بن میناس الشہیرہ ابن میناس رومی : بڑے فقیہ، متکلم، اصولی، علوم غرائب کے عارف تھے، مدت تک شہر ادرنہ میں مدرس رہے، شرح عقائد نسفی کے حواشی لکھے اور ایک کتاب عجائب و غرائب طلسمات وغیرہ میں تصنیف کی۔

ابن مغنیا

محمی الدین الشہیرہ ابن مغنیا : عالم بے نظیر، فقیہ تبحر تھے۔ علم مولیٰ خسرو محمد بن فراموز سے حاصل کیا قسطنطنیہ میں وزیر محمود پاشا نے جو مدرسہ بنایا تھا اس میں سلطان محمد خاں نے آپ کو مدرس بنا دیا پھر آپ کو وہاں کا قاضی مقرر کیا۔

محمی الدین عجیبی

احمد بن محمد یا محمد بن احمد المعروف بہ محمی الدین عجیبی : عالم کامل، فقیہ فاضل تھے۔ علوم مولیٰ خسرو محمد بن فراموز وغیرہ علماء و فضلاء سے پڑھے، پہلے آٹھ مدارس میں سے ایک کے مدرس مقرر ہوئے، پھر شہر ادرنہ کے قاضی ہوئے اور اسی جگہ فوت ہوئے۔ شرح فرانسس لہ رجبیہ پر حواشی لکھے اور شرح و قایہ میں جو باب الشہید ہے اس پر ایک سالہ تصنیف کیا۔

الیاس بن یحییٰ

الیاس بن یحییٰ بن حمزہ رومی : عالم فاضل، جامع معقول و منقول تھے، فقہ صاحب فصل الخطاب

۱۰۳۵ھ (مجم المؤلفین) (مرتب) صلح الدین مصطفیٰ بن حسین بن محمد بن حسام الدین بروسی متوفی ۱۰۳۵ھ (مجم المؤلفین) (مرتب)
۸۲۹ھ - پیدائش ۸۲۹ھ، وفات ۹۲۹ھ (مجم المؤلفین) (مرتب)

محمد بن محمد حافظی بخاری المعروف بہ خواجہ پارسا وغیرہ سے پڑھی یہاں تک کہ متعدد علوم میں ماہر کامل ہوئے اور بلا درہوم کی طرف تشریف لے گئے۔ وہاں سلطان مراد خاں نے آپ کی بڑی عزت کی اور آپ کو مدرس مقرر کیا اور اسی جگہ فوت ہوئے۔

حَدِيقَةُ دَعْمِ

دسویں صدی کے فقہار و علماء کے حالات میں

خطیب زادہ

مولیٰ محمد بن ابراہیم بن خطیب الشیرازی خطیب زادہ : محی الدین لقب تھا۔ فقیر فاضل عالم قبحر، طلیق اللسان، جبری القلب، صاحب محاورہ، فصیح عند المباحثہ محقق۔ علوم اپنے بابتاج الدین ابراہیم بن خطیب پھر علاؤ الدین طوسی اور خضر بیگ وغیرہ سے پڑھے اور قسطنطنیہ کے مدرس مقرر ہوئے پھر سلطان محمد خاں نے آپ کو اپنا معلم بنا لیا۔ صدر الشریعہ کے اوائل شرح وقایہ اور اوائل شرح مواقف اور مقدمات اربعہ اور شرح مختصر ابن حاجب کے اوائل حاشیہ سید اور کشاف کے حاشیہ سید پر آپ نے حواشی تصنیف کئے اور ایک رسالہ فضائل جہاد اور ایک رسالہ بخت رویت و کلام میں تصنیف کیا اور آپ سے احمد بن سببان بن کمال پاشا اور محی الدین جلی بن علی بن یوسف فناری اور عبدالواسع بن خضر وغیرہم نے تفرقہ کیا۔ وفات آپ کی سن ۹۱۷ھ میں ہوئی۔ "امام حسن گفتار" تاریخ و قاف ہے۔

ملا زادہ عثمان

مولانا محمد بن مولانا شرف الدین محمد عثمان : شمس الدین لقب تھا اور ملا زادہ عثمان سے مشہور تھے۔ تمام اقسام کے علوم معقول و منقول میں سرآمد علمائے ماوراء النہر بلکہ مقتدائے فضلاء عصر تھے۔ خاقان منصور کے عہد میں سمرقند سے بہار اور حج ہرات میں وارد ہوئے اور منظور نظر خاقان منصور کے ہو کر حج کو تشریف لے گئے اور زیارت حرمین شریفین سے مراجعت فرما کر ہرات میں سکونت اختیار کی اور کئی سال تک مدرسہ سلطانیہ اور مدرسہ خلاصیہ میں نشر فوائد علمیہ و دروس مسائل دینیہ میں مشغول رہے، باوجود کمال علم اور کبر سنی اور نور زہد و تقویٰ کے موصوف بہ تواضع تھے اور ماہِ ربیع الاول سن ۹۱۷ھ میں وفات پائی۔ "بہر صلاح اندیش"

تاریخ وفات ہے۔

مولیٰ مصطفیٰ قسطلانی

مولیٰ مصطفیٰ قسطلانی : مصلح الدین لقب تھا۔ جملہ علوم میں ماہر متبحر تھے جن کو مولانا خضر بیگ وغیرہم سے پڑھا۔ جب سلطان محمد خاں نے آٹھ مدارس بنا کئے تو ایک میں آپ کو مدرس کیا۔ مولیٰ لطفی کہتے ہیں کہ جن دنوں مولیٰ سان پاشا سے میں طالب علمی کرتا تھا۔ ان دنوں ایک وزیر تھا جس کی یہ عادت تھی کہ رات کو علماء و فضلاء کو مجتمع کیا کرتا اور ایک مجلس آراستہ کر کے ان کو غذا لطیف و پاکیزہ کھلاتا۔ ایک رات کا ذکر ہے کہ مولیٰ مصلح الدین قسطلانی اور خواجہ زادہ و خطیب زادہ بھی وہاں حاضر تھے اور میں اپنے ایک دوست کے پاس بیٹھا ہوا اس سے آہستہ آہستہ باتیں کر رہا تھا کہ باتوں باتوں میں میں نے یہ بیان کیا کہ میں ایک دفعہ ایسا بیمار ہو گیا تھا کہ مجھ کو خون کا پسینہ آیا اور اس سے میرے پارچاٹ رنگین ہو گئے۔ یہ بات سن کر وہ ہنس پڑا جس سے دیگر علماء نے متنبہ ہو کر ہنسنے کا سبب پوچھا۔ اس نے کہا کہ مولیٰ لطفی ایسا ایسا کہتا ہے۔ اس بات کو سن کر وہ بھی ہنس پڑے۔ مولیٰ قسطلانی نے کہا کہ تم کیوں ہنستے ہو؟ یہ بھی ایک مرض ہے اور میں نے اس کو شیخ ابن سینا کے قانون کی فلاں فصل میں پڑھا ہے۔ اس پر خواجہ زادہ نے پوچھا کہ کیا آپ نے تمام قانون پڑھا ہے آپ نے فرمایا کہ ہاں بلکہ شیخ کی تمام مصنفات میں نے پڑھی ہیں۔ پھر آپ نے خواجہ زادہ سے پوچھا کہ کیا آپ نے تمام شفا پڑھی ہے؟ خواجہ زادہ نے کہا کہ نہیں صرف ضروری ضروری مقام اس کے میں نے مطالعہ کئے ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ میں نے سات مرتبہ شفا کو مطالعہ کیا ہے۔ علماء اس بات کو سن کر آپ کے احاطہ جمیع علوم سے بڑے متعجب ہوئے۔ آپ نے تفنا زانی کی شرح عقائد اور ان مقدمات اربعہ پر جو توضیح میں ہیں حواشی تصنیف کئے اور ۹۱۰ھ میں وفات پائی۔

مولانا سہار الدین

مولانا سہار الدین : جامع علوم عقلیہ و نقلیہ، واقف فنون رسمیہ و ظاہریہ، صاحب تقویٰ و ورع و قناعت تھے۔ علوم مولانا سہار الدین سے جو میر سید شریف جرجانی کے شاگردوں میں سے تھے حاصل کئے۔ پہلے آپ مدائن میں رہا کرتے تھے مگر بسبب بعض وقائع کے جو وہاں رو داد ہوئے وہاں سے تنہا نکل کر دہلی میں آئے اور یہیں توطن اختیار کیا۔ اخیر عمر میں بسبب کبرسنی کے آپ کی بصارت زائل ہو گئی۔ بغیر علاج کے خدا تعالیٰ نے آپ کو پھر بصارت دے دی۔ آپ نے شیخ فخر الدین عراقی کی معتاد

۱۔ شیخ فخر الدین عراقی نے آپ کو پھر بصارت دے دی۔ آپ نے شیخ فخر الدین عراقی کی معتاد

اس تحقیق سے حواشی لکھے جو اس کے معانی کے حل کو دانی و کافی ہیں اور نیز ایک رسالہ مسمیٰ بمفتاح الاسرار تصنیف فرمایا۔ وفات آپ کی، ارجحاً اولیٰ السنۃ ۹۱۷ھ میں ہوئی اور مقبرہ آپ کا حوض شمس پر واقع ہے جہاں آپ کی اولاد و احفاد میں سے ایک گروہ مدفون ہے۔

محمد بن ابراہیم

محمد بن ابراہیم بن حسین نکساری رومی : محی الدین لقب تھا، علوم شرعیہ و فنون عقلیہ کے عالم فاضل اور قرآن شریف کے بجمیع روایات حافظ تھے۔ علم حسام الدین توفاتی اور یوسف بن شمس الدین محمد بن حمزہ فناری اور محمد بن ادمغان وغیرہم سے پڑھا اور شہر قسطنطنیہ میں مدرسہ اسماعیلیہ کے مدرس مقرر ہوئے تفسیر سورہ دخان کی تالیف کر کے سلطان بایزید خاں کے پاس بطور ہدیہ کے بھیجی اور صاحب شقائق نے اس تفسیر کی نسبت کہا ہے کہ یہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مصنف اس کا علم تفسیر میں آیت کبریٰ ہے۔ علاوہ اس کے شرح وقایہ اور تفسیر برصیاوی پر حواشی لکھ کر قسطنطنیہ میں سنہ ۹۱۷ھ میں وفات پائی۔ "عالم مشہور دوسر" تاریخ وفات ہے۔

علی فناری

علی بن یوسف بالی بن شمس الدین محمد فناری : شہر بردسا میں پیدا ہوئے اور لڑکپن میں تحصیل علم کے شغل میں مشغول ہوئے اور عنفوان شباب میں بلاد عجم کی طرف کوچ کیا اور ہرات و بخارا و سمرقند کے علماء و فضلاء سے پڑھا یہاں تک کہ تمام علوم میں فوقیت و کمالیت حاصل کی اور علم کلام، اصول، فقہ، بلاغت، ریاضی وغیرہ میں اعلیٰ درجہ کے ماہر شجر ہوئے، بعد ازاں بلاد روم میں اوائلی سلطنت محمد خاں میں واپس آئے اور سلطان کی طرف سے بروسا کے مدرس مقرر ہوئے، پھر کچھ مدت بعد وہاں کی قضا آپ کو دی گئی۔

تدریس کا ڈھنگ آپ کو نہایت عمدہ یاد تھا چنانچہ صاحب شقائق اپنے ماموں عبدالعزیز بن سید یوسف حسینی مشہور بہ عابد چلیپی سے حکایت کرتے ہیں کہ میں نے ان سے مطول پڑھنی شروع کی تھی اور ہر روز مجھ کو ایک سطر یاد و سطر کی کتاب مذکورہ کی پڑھانے تھے اور باوجود اس کے اس قدر سبق ۱۰ بجے صبح سے شروع ہو کر عصر تک ختم ہوا کرتا تھا۔ جب چھ مہینے اس حال پر گذر گئے تو آپ نے فرمایا کہ اب تک آپ نے جو کچھ پڑھا ہے اس کو کتاب کا پڑھنا کہتے ہیں، اب اس کے بعد تم فن کا پڑھنا پڑھو، پس اس پر آپ نے ہر روز دو ورق پڑھانے شروع کئے چنانچہ چھ ماہ میں تمام کتاب ختم ہو گئی۔ آپ کی تصنیفات سے شرح کافیہ اور شرح قسم تجنیس مشہور ہیں۔

لے علا الدین لقب : فاضل رومی، عالم بیکلو پیدایاں اسلام (مرتب)

کہتے ہیں کہ جب ابوالخیر محمد مولف حسن حصین کے بیٹے مقیم بروسا نے اپنی مرض الموت میں سنا کہ مولیٰ علیٰ قناری روم کی طرف آ رہے ہیں تو انہوں نے وصیت کی کہ میری بیٹی کا نکاح ان سے کر دنا پس جب آپ بروسا میں تشریف لائے تو مطابق وصیت ابوالخیر کے ان کی بیٹی کا آپ سے نکاح کیا گیا چنانچہ اس کے بطن سے دو بیٹے پیدا ہوئے، ایک محمد شاہ، دوسرے محی الدین چلی جو بڑے عالم فاضل ہوئے۔ وفات آپ کی سن ۹۰۳ھ میں ہوئی۔ "فقیر صداقت بنیان" تاریخ وفات ہے۔

اخئی چلی مصنف ذخیرۃ العقبی

یوسف بن جنید توفاتی الشہیرہ اخئی چلی مصنف ذخیرۃ العقبی : فاضل ماہر، فقیہ متبحر، جامع علوم نقلیہ و عقلیہ، حادی فروع و اصول تھے۔ پہلے سید احمد قریمی تلمیذ حافظ الدین محمد بن زادی پھر صلاح الدین معلم بایزید خاں بعد ازاں مولیٰ خسرو محمد بن فراموز سے پڑھا، جب درجہ کمالیت و فضیلت کو پہنچے تو قسطنطنیہ میں مدرسہ قلندریہ کے مدرس مقرر ہوئے، تمام عمر علم اور مطالعہ کتب فقہیہ میں مشغول رہے۔ شرح وقایہ کے حواشی مسمی بہ ذخیرۃ العقبی جو ہمارے ملک میں حاشیہ چلی کے نام سے مشہور ہیں تصنیف کئے جن کی تالیف ۸۹۱ھ میں شروع کی اور ۸ ماہ ذی الحجہ ۹۰۳ھ کو ختم کیا، علاوہ اس کے رسالہ ہدایہ المہتدین نام سے تصنیف کیا جس میں ان الفاظ کو بیان کیا جن کا کفر ہے۔

جب آپ ۹۰۵ھ میں فوت ہوئے تو آٹھ مدارس سے ایک کے مدرس تھے، "فقیر مشہور زمانیاں" تاریخ وفات ہے۔ توفاتی توفا کی طرف منسوب ہے جو ایک چھوٹا سا شہر لطف جبل میں واقع ہے جس کا ایک قلعہ خوبصورت بھی ہے۔ آپ وہ حسن چلی نہیں ہیں جنہوں نے تلویح و مطول و تفسیر بیضاوی کا حاشیہ لکھا ہے۔

مولانا مسعود شروانی

مولانا مسعود شروانی : کمال الدین لقب تھا، تمام علوم معقول و منقول خصوصاً علم کلام منطق و حکمیات میں عالم علمائے زمانہ تھے، کئی سال تک مدرسہ گوہر شاد آغا اور مدرسہ اخلاصیہ واقع بہارت میں درس و تدریس اور افادہ مخلق اللہ میں مشغول رہے۔ جب قاضی نظام الدین فوت ہوئے تو آپ نے تدریس مدرسہ گوہر شاد آغا کی ترک کر کے مدرسہ غیاثیہ میں علم فادت بلند کیا اور جس روز آپ نے مدرسہ مذکورہ میں اجلاس فرمایا امیر نظام الدین علی شیر اور تمامی سادات اور علماء و اکابر دارالسلطنت ہرات جمع ہوئے۔ چونکہ مدرسہ مذکورہ کے وقف کی ایک شرط یہ تھی کہ علمائے خراسان کا علم شخص وہاں مدرس مقرر ہونا چاہئے اس لئے اس روز آپ نے قصداً تعریف علمائے خراسان کا کتبہ کے اس مجمع میں آیہ انی اعلم

مالا تعلمون کا درس دیا اور اس قدر نکاتِ بدیعہ اور معانی شریفہ بیان فرمائے کہ سب لوگ دنگ رہ گئے اور آپ موجب آفرین و تحسین جملہ اشخاص ہوئے۔ آپ کی تصنیفات سے حاشیہ شرح حکمت العین و دیگر رسائل یادگار ہیں۔ وفات آپ کی سنہ ۹۵۷ھ میں ہوئی۔

مولانا معین الدین فراہی

مولانا معین الدین فراہی : اپنے زمانہ کے عالمِ فاضل، علومِ عقلیہ و نقلیہ میں یدِ طولیٰ اور زہد و تقویٰ میں درجہِ علیا رکھتے تھے، بڑے بڑے خطوطِ مقفی و مسیح غایتِ سرعت میں لکھ دیا کرتے تھے، ہر جمعہ کو بعد ادا سے نماز کے صفہ مقصودہ جامع ہرات میں نہایت مؤثر و عظیم کلمتے اور دروغر معانی آیات و احادیث کو الماس تقریر فصیح کے ساتھ پڑھتے تھے۔ آپ مجلسِ وعظ میں امر اور دوسا کی طرف جو وہاں حاضر ہوتے تھے بالکل ملتفت نہ ہوتے تھے۔ آپ کی تصنیفات سے معارج النبوة و تفسیر فاتحہ الکتاب و طلاکار یعنی قصہ حضرت موسیٰ اور نقرہ کار یعنی قصہ حضرت یوسف مشہور و معروف ہیں۔

بعد وفات آپ کے بھائی قاضی نظام الدین کے حسبِ وصیت ان کی ہر چند آپ کو منصبِ قضا کے لئے کہا گیا مگر آپ نے بالکل قبول نہ فرمایا۔ وفات آپ کی سنہ ۹۵۷ھ میں ہوئی اور مزار خواجہ عبداللہ انصاری میں اپنے بھائی خواجہ نظام الدین کے پہلو میں فون ہوئے۔ "ذینت گیتی" تاریخ وفات ہے۔

حمید الدین بن افضل الدین

حمید الدین بن افضل الدین : بڑے عالمِ فاضل، جامعِ علومِ دینیہ و عقلیہ تھے، پہلے اپنے باپ سے پڑھتے رہے، پھر محمد بن ادمغان کی خدمت میں حاضر ہو کر مختلف علوم و فنون میں کمال حاصل کیا اور مدرسہ شہرِ روسا کے مدرس مقرر ہوئے، پھر آٹھ مدارس میں سے ایک کے مدرس بنے، بعد ازاں مقوڑی مدت کے بعد سلطان محمد خاں نے آپ کو قاضی فاضل بن محمد بن مصطفیٰ کی جگہ قسطنطنیہ کا قاضی مقرر کیا۔ آپ کے تلامذہ میں سے محی الدین چلبی فناری اور عبدالواسع بن خضر اور حسام الدین حسین بن عبدالرحمن وغیرہ معروف و مشہور ہیں، ہدایہ اور اصفہانی کی شرح طوالع اور سید کے حاشیہ شرح مختصر بہ نہایت عمدہ حواشی لکھے اور سنہ ۹۵۸ھ میں وفات پائی، "مقبول خلق" تاریخ وفات ہے۔

صاحب تفسیر حسینی

حسین بن علی واعظ کاشفی الشہیرہ مولیٰ اصفیٰ صاحب تفسیر حسینی : کمال الدین یا علاء الدین لقب رکھتے تھے، تمام علوم ظاہری و باطنی اور فنونِ نقلی و رسمیں میں مشارکتِ عامہ و معرفتِ تامہ حاصل تھی لیکن علوم نجوم و انشاہ میں اپنی نظیر نہ رکھتے تھے۔ کہتے ہیں کہ پہلے آپ مالِ تشیع تھے پھر مضبوط اہل سنت ہو کر خفی المذہب

ہوئے۔ آواز نہایت خوش اور صورت دلکش سے وعظ و نصائح میں مشغول رہتے اور عبارات لائقہ میں معانی آیات بیانات کلام الہی اور غوامض اسرار احادیث حضرت رسالت پناہی کو ظاہر فرماتے تھے۔ ہر جمعہ کی صبح کو دارالسلطنت سلطانی میں جو ہرات کے چوک میں واقع ہے، وعظ فرماتے اور بعد ادا سے نماز جمعہ کے جامع مسجد علی شیر میں وعظ کرتے اور شنبہ کے روز مدرسہ سلطانی میں اور چار شنبہ کے یوم مزار پر محمد خواجہ ابوالولید احمد میں اپنے مواعظ بلیغہ سے گم کردگان راہ ہدایت کو راہ راست پر لاتے تھے۔ تصنیفات بھی کثرت سے کی جن میں سے جو اہر التفسیر تحفۃ الامیر جس کے اول علوم متعلقہ تفسیر مشتمل برہائیس فن چار فصلوں میں بیان کئے۔ مواہب العلیہ المشہورہ تفسیر حسینی، روضۃ الشہداء، النوار السہیلی، اخلاق محسنی، مخزن الانشاء، رشحات عین الحیوۃ دربارہ مناقب مشائخ نقشبندیہ۔ الرسالة العلیہ فی الاحادیث النبویہ، لوائح القمر وغیرہ مشہور و معروف ہیں۔ وفات آپ کی سال ۱۹۰۷ء میں ہوئی۔ "سالہ حقیقت" تاریخ وفات ہے اور آپ کے بعد آپ کے فرزند ارجمند مولانا فخر الدین علی جانشین ہو کر ہر جمعہ کی صبح کو جامع مسجد ہرات میں وعظ و نصائح میں رہے جن کی منظومات سے حکایت محمود و ایاز کی وزن بلی و مجنوں پر مشہور و معروف ہے۔

خلیلی

خلیل المعروف بہ خلیلی : بڑے حلیم متواضع اور خیر پسند تھے، پیدے قسطنطنیہ میں آٹھ مدارس میں سے ایک کے مدرس مقرر ہوئے پھر مدرسہ ادرنہ میں تبدیل ہوئے بعد ازاں اناطولی میں دارالقضاء عسکر کے متولی ہوئے اور اوائل عہد سلیم خاں بن محمد خاں میں درمیان سال ۱۹۰۷ء اور سال ۱۹۱۲ء کے فوت ہوئے۔

محمد بن مصطفیٰ

محمد بن مصطفیٰ بن حاج حسن : اپنے زمانہ کے بحر علوم، فقیہ کامل اور علم و علماء کے بڑے محب تھے، علم اپنے زمانہ کے علماء و فضلاء مثل مولیٰ بیگان وغیرہ سے اخذ کیا اور بروسا و قسطنطنیہ کے مدارس میں درس دیا۔ عہد محمد خاں اور اس کے بیٹے بایزید خاں میں قاضی مقرر ہوئے اور آپ سے جو فرین ناجی وغیرہ نے اخذ کیا ایک کتاب بطور محاکمہ ماہین دوانی و صدر شیرازی اور ایک کتاب صرف میں میزان الصرف کے نام سے تصنیف کی اور مقدمات اربعہ اور تفسیر سورۃ النعام بمصیباوی پر حواشی تصنیف کئے اور سال ۱۹۰۷ء میں وفات پائی۔ "مشہور عصر" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

مصطفیٰ بن اوحید الدین

مصطفیٰ بن اوحید الدین : تمام علوم میں فاضل و ماہر اور آپ کی فضیلت کے تمام علماء مقرر تھے، علم محمد بن فراموز سے پڑھا، پیدے آٹھ مدارس میں سے ایک کے مدرس ہوئے پھر عہد سلطان بایزید خاں میں قاضی

بنے۔ اگرچہ آپ تصنیف و تالیف میں مشغول نہیں ہوئے مگر تاہم ایک رسالہ تجزیہ الفرار عن الوبار میں تصنیف کیا جو آپ کی فضیلت و کمالیت پر شاید ناطق ہے۔ وفات آپ کی سال ۹۱۱ھ میں ہوئی۔

مولانا عبدالغفور لاری

مولانا عبدالغفور لاری : مولانا عبدالرحمن جامی کے اجلہ تلامذہ و اعظم خلفاء میں سے تھے، رضی الدین لقب تھا اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی اولاد سے جامع کمالات صوری و معنوی اور حاوی علوم ظاہری و باطنی تھے۔ مولانا عبدالرحمن جامی بہت کم مرید کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ ایک مرید کامل و اکمل عبدالغفور لاری ہزار مرید سے بہتر ہے اور یہ شعر آپ کے حق میں فرماتے تھے۔

آنجا کہ فہم و دانش مرغی بود شکاری بازے ست نیز رفتار عبدالغفور لاری

شرح ملاء اور نفحات الانس کے حواشی آپ نے خوب تحقیق و تدقیق سے تصنیف فرمائے اور اس طرح سے ان کے اشکال کا حل فرمایا کہ اس سے زیادہ غیر ممکن ہے مگر آپ شرح ملاء کا حرف بحرف مفردات تک ہی حاشیہ لکھنے پائے تھے کہ داخل فردوس بریں ہوئے اس لئے مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی نے اس کا تکملہ اس تطبیق کے ساتھ تصنیف کیا کہ ہرگز تمیز نہیں ہو سکتی کہ مولانا عبدالغفور کا حاشیہ کہاں تک ہے اور مولانا عبدالحکیم کا تکملہ کہاں تک۔ وفات آپ کی ۱۰۰۰ھ شعبان روزہ یکشنبہ ۱۰۰۰ھ میں ہوئی۔ "فیض ایرد" تاریخ وفات ہے۔

شیخ الاسلام احمد بن یحییٰ

شیخ الاسلام احمد بن یحییٰ بن محمد بن سعد الدین تفسا زانی : سیف الدین لقب تھا۔ اپنے زمانہ کے عالم علامہ فقہ و حدیث میں فائق اہل عصر اور علوم نقلیہ و عقلیہ میں ماہر باہر تھے، علوم الیاس زادہ شاعر محقق و قاری سے حاصل کئے۔ جب آپ کے والد ماجد قطب الدین یحییٰ فوت ہوئے تو آپ کو ان کا منصب مشیخ الاسلامی تفویض کیا گیا پس آپ خطہ خراسان میں تیس سال تک تدریس و نشر علوم میں مشغول رہے یہاں تک کہ ۱۰۰۰ھ میں معزول ہو کر اسی سال فوت ہو گئے۔ آپ کی تصنیفات سے حواشی متنوع و حواشی شرح وقایہ اور شرح تہذیب اور شرح فرائض سراجیہ وغیرہ یادگار ہیں۔

قاسم بن خلیل

قاسم بن خلیل عم صاحب شقائق : قوام الدین لقب تھا۔ عالم فاضل، فقیہ کامل تھے۔ پہلے اپنے عیالی مصطفیٰ اور اپنے ماموں نکساری سے پڑھا پھر مولانا خواجہ زادہ اور مولانا زادہ اور مولانا اطفی الشیرازی ہ لطفی توفیقی مولانا سنبلہ پور خلیف زادہ سے علم حاصل کیا اور پھر وہاں مدرسہ اسلامیہ چھ ماہ تک سکون میں

مدسہ اسحقیہ کے مدرس مقرر ہوئے اور اسی جگہ ۱۹۱۹ء میں وفات پائی۔ اکثر کتب شہودہ پر آپ کی تصنیفات اور وجود ذہنی میں رسلے موجود ہیں۔

محمد بن حسن سامسونی

محمد بن حسن بن عبدالصمد سامسونی : محی الدین لقب تھا۔ عالم فاضل، جامع معقول و منقول تھے، علوم اپنے والد سے پڑھے، پہلے بروسا پھر ادرنہ بعد ازاں قسطنطنیہ پھر ازنیق میں مدرس مقرر ہوئے اخیر کو سلیم خاں نے ادرنہ کا آپ کو قاضی مقرر کیا جہاں آپ نے ۱۹۱۹ء میں وفات پائی۔ آپ کی تصنیفات سے سید شریف کی شرح مفتاح اور ان کے حاشیہ شرح تجرید اور تلویح پر حواشی یادگار زمانہ ہیں۔

مولانا فصیح الدین محمد

مولانا فصیح الدین محمد نظامی : علوم معقول و منقول میں عالم فاضل اور فنون ریاضی و حکمیات میں سرآمد فاضل تھے۔ آپ کی طبع سلیم مد رک مخفیات اور ذہن مستقیم مظہر مخزونات تھا۔ اکثر فضلاء اور اکابر حضرت سلطانی آپ کی شاگردی کو ایک فخر سمجھتے تھے اور آپ کو اخوند سے تعبیر کرتے تھے۔ مدت تک آپ نے مدرسہ اخلاصیہ اور مدرسہ غیاثیہ و بدلیعیہ میں درس دیا۔ اخیر کو بسبب بعض امور کے برات سے بلخ میں تشریف لے گئے اور وہاں چند سال امیر صدر الدین یونس کی مصاحبت میں جو آپ کا داماد تھا اوقات بسر کر کے اواخر ۱۹۱۹ء میں رگہ رائے عالم جاودانی ہوئے۔ علامہ آرائش دوراں "تاریخ وفات ہے۔ آپ کی تصنیفات سے حاشیہ ہدایۃ الحکمۃ اور حاشیہ تذکرہ شرح اربعین نووی اور شرح تامة القائل اور حاشیہ مختصر و مطول وغیرہ علماء و فضلاء کے درمیان مشہور و معروف ہیں۔

محمد محی الدین عمادی

محمد محی الدین عمادی اسکلیبی والد صاحب تفسیر ابی السعود عمادی : بڑے عالم فاضل صاحب طریقت و کرامت تھے، پہلے علم ظاہری میں مشغول ہوئے یہاں تک کہ علی قوشچی کی خدمت میں پہنچ کر کمالیت و فضیلت کا رتبہ حاصل کیا پھر تصوف میں مشغول ہوئے اور مصلح الدین قونوی پھر براہیم قیسری سے تصوف کا اشتغال کیا اور درجہ کرامت و حالت کا پایا اور شہر اسکلیب میں ۱۹۲۰ء میں وفات پائی۔

عبدالبر بن شحہ

عبدالبر بن محمد بن محمد بن محمد بن محمود ابوالبرکات بن ابی الفضل بن المحب ابی الولید

المعلیٰ ثم القاہری الشہیر کسلفہ بہ ابن شحمنہ : مشکل کی رات ۹ ماہ ذیقعد ۸۵۱ھ میں حلب میں پیدا ہوئے اور اپنے والدین کے ہمراہ قاہرہ میں ہجرت کی اور وہاں قرآن کو حفظ کیا اور متفرق علوم میں مختصر کتب یاد کیں اور بیت المقدس میں جا کر وہاں کے خطیب اور جمال بن جماعہ شیخ صلاحیت بیت المقدس اور تقی قلعشندی سے حدیث کی سماعت کی اور قاہرہ میں دراعسابہ سے سنا اور کچھ امین افصرائی اور تقی شمنی اور ام ہانی ہونہ سے پڑھا اور فقہ میں زین الدین قاسم بن فطلولغا سے اخذ کیا یہاں تک کہ فقیہ فاضل محدث کامل جامع معقولات و منقولات ہوئے اور ۸۸۸ھ میں منظوم ابن وہبان کی شرح سے فراغت حاصل کی اور نیز کتاب الذخائر الاثر فیہ فی الالغاز الحنفیہ تصنیف کی اور ۹۱۱ھ میں وفات پائی۔ "فخر بلدہ" تاریخ وفات ہے۔

شیخ عبداللہ بن الہداد

شیخ عبداللہ بن الہداد العثماني الثلبنی : شہر تلبنی میں جو ملتان کے پاس واقع ہے پیدا ہوئے، اپنے ملک کے علما و فضلاء سے علوم حاصل کر کے فاضل ماہر فقیہ متبحر اس العلوم نقلیہ و عقلیہ ہوئے۔ مدت تک اپنے وطن میں مدرس رہے پھر دہلی کو ہجرت کر گئے جہاں سلطان اسکند لودی نے آپ کی بڑی عزت کی اور وہاں کے لوگوں کو آپ سے بڑا فیض حاصل ہوا یہاں تک کہ ۹۲۲ھ میں وفات پائی اور دہلی میں مدفون ہوئے۔ آپ کی تاریخ وفات "اولنگ لہم الدر جت العلیٰ" سے نکلتی ہے، شرح میزان المنطق آپ کی تصنیفات سے یادگار ہے۔

موید زادہ

عبدالرحمن بن علی بن مویداماسی المعروف بے موید زادہ : شہر ماسیہ میں جو روم کی ولایت میں واقع ہے ۸۶۶ھ میں پیدا ہوئے۔ جوانی کی حالت میں سلطان بایزید خاں سے بڑی مصاحبت رکھتے تھے اس لئے حاسدوں نے بایزید خاں کے باپ محمد خاں سے آپ کی چلی کھائی جس پر اس نے آپ کے قتل کا حکم دے دیا لیکن ۸۸۱ھ میں بایزید خاں نے آپ کو بلاد حلبیہ کی طرف پوشیدہ نکلوا دیا، وہاں سے آپ عجم میں آئے اور شیرازہ میں جلال الدین دوانی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سات برس تک انکی خدمت میں رہ کر علوم نقلیہ و عقلیہ اخذ کئے اور صدر الدین شیرازی سے بھی کچھ پڑھا۔

جب سلطان بایزید خاں تخت نشین ہوا تو آپ ۸۸۸ھ میں روم میں گئے اور قسطنطنیہ میں مدرسہ قلندر خانہ کے مدرس مقرر ہوئے۔ ۸۹۱ھ میں آپ نے مصطفیٰ قسطلانی کی لڑکی سے نکاح کیا اور کچھ مدارس میں سے ایک کے مدرس بنے پھر ۸۹۹ھ میں ادرنہ کے قاضی ہوئے پھر ۹۰۸ھ کو اناطولی میں عسکر کی قضاہ آپ کے سپرد ہوئی اور ۹۱۱ھ میں روم اہلی میں قضاہ عسکر کے متولی ہوئے پھر جب ۹۱۸ھ

میں عمدہ قضا سے معزول ہو گئے اور ڈیڑھ سو درم آپ کا روزینہ مقرر ہوا مگر آپ نے قبول نہ کیا یہاں تک کہ سلطان سلیم خاں بن بایزید خاں سرپرست پر بیٹھا تو اس نے آپ کو ۹۱۹ھ میں پھر قضا عسکر کے عمدہ پر مقرر کیا لیکن آپ ۹۲۰ھ میں بسبب مختل عقل ہو جانے کے پھر معزول ہو گئے اور آپ کا دو سو درم روزینہ مقرر ہو گیا۔ قسطنطنیہ میں شعبان ۹۲۲ھ وفات پائی۔ "شہنشاہِ دوراں" تاریخ وفات ہے تفسیر حدیث، فقہ وغیرہ علوم نقلیہ و عقلیہ میں اعلیٰ درجہ کی مہارت اور یدِ طولیٰ رکھتے تھے، دو تین رسالے بھی مختلف علوم میں تصنیف فرمائے۔

عبدالحکیم بن علی قسطنطونی

عبدالحکیم بن علی قسطنطونی : شہر قسطنطون میں پیدا ہوئے اور وہیں نشوونما پایا پہلے وہاں کے علماء سے پڑھتے رہے پھر علاؤ الدین عربی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بعد ان کی وفات کے شام اور مصر کو تشریف لے گئے اور وہاں کے علماء و فضلاء سے استفادہ کیا اور حج کر کے بلادِ عجم میں آئے اور وہاں کے علماء سے پڑھا پھر روم کو واپس ہوئے اور سلطان سلیم خاں نے آپ کو مختلف فنون میں مضبوط دیکھ کر خاص اپنا امام و مصاحب بنایا۔ وفات آپ کی ۹۲۲ھ میں ہوئی۔ "تاجِ ادبستان" تاریخ وفات

ناجی زادہ

اسعدی بن ناجی بیگ الشمیر بن ناجی زادہ : علم قاسم المعروف بہ قاضی زادہ سے پڑھا یہاں تک کہ زہد فضل و کمال کو پہنچے اور شہر برس میں مدرس مقرر ہوئے پھر قسطنطنیہ کے آٹھ مدارس میں سے ایک مدرسہ پر مقرر ہوئے۔ سید شریعت کی شرح مفتاح اور شرح وقایہ کے باب الشمیر پر آپ نے خوب حواشی لکھے اور نسفی کی کتاب کو منظوم کیا اور قصائد عربی وغیرہ تصنیف کئے اور ۹۲۲ھ میں وفات پائی۔ آپ کا ایک بھائی جعفر چلبی نام تھا جو انشا پر دازی میں یدِ طولیٰ رکھتا تھا جس سے سلطان بایزید خاں نے اس کو اپنا درباری بنا لیا تھا۔

مولانا الہمداد جونپوری

مولانا الہمداد جونپوری : اعظم علماء و کبار فقہاء جونپور سے گذرے ہیں، تحریر و تفسیر مطالب علمیہ میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے۔ علوم ظاہری آپ نے شیخ فاضل عبداللہ تلبنی سے حاصل کئے۔ ہدایہ و بندوی وقنیہ و مدارک اور کافیہ کی شرحیں تصنیف کیں اور حواشی ہندیہ پر حواشی لکھے۔ آپ ایک واسطہ سے قاضی شہاب الدین کے شاگردوں میں سے تھے اور طریقت میں سید راجی حامد شاہ کے مرید ہوئے۔ کہتے ہیں کہ جب شیخ حسن ظاہر نے جو آپ کے یار ہمدوم اور رفیق جانی تھے۔ سید راجی حامد شاہ سے بیعت کی تو آپ نے

شیخ حسن کو فرمایا کہ تم نے سید حامد شاہ کے مرید ہو کر طالب علموں کی عزت کو برباد کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ اگر آپ بھی ان کی خدمت میں چلیں اور امتحان کریں تو ہم کو معذور رکھیں۔ آپ دوسرے روز چند مسائل ہدایہ و بزدوی سے جو مشکل تھے تصویق کر کے شیخ حسن کے ہمراہ ان کی خدمت میں پہنچے۔ سید راجی حاد شاہ نے حسب عادت خود اپنے حال کی سرگزشت اس ڈھنگ سے بیان کی کہ مولانا کے جس قدر اشکال تھے، سب رفع ہو گئے اس لئے آپ اسی وقت ان کے مرید ہو کر ریاضت و مجاہدہ میں مشغول ہوئے۔ وفات آپ کی ۹۲۳ھ میں ہوئی۔ "شاہنشاہ دوراں" تاریخ وفات ہے لہ

ابراہیم بن عبدالرحمن

ابراہیم بن عبدالرحمن بن اسمعیل کرکی قاہری : آباء واجداد آپ کے کرک کے رہنے والے تھے جو ایک گاؤں کوہ لبنان کے پاس واقع ہے مگر آپ شہر قاہرہ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے تقی حصنی اور تقی شمنی سے ملاقات کی اور کافجی کے درس میں حاضر ہو کر تلمذ کیا اور نیز امام ابن بہام مصنف فتح القدریہ سے استفادہ کیا۔ سخاوی نے کتاب صنور میں آپ کا مفصل حال لکھا ہے اور بیان کیا ہے کہ آپ نے فقہ میں ایک فتاویٰ المسمی برفیض المولیٰ الکریم علی عبدہ ابراہیم دو جلد میں تصنیف کیا اور اس کے خطبہ میں لکھا ہے کہ جو قوی اور معتبر روایت ہے وہ اس میں لکھی گئی ہے۔ علاوہ اس کے توضیح ابن ہشام پر حاشیہ تصنیف کیا اور قاہرہ میں ۹۲۳ھ میں انتقال کیا۔ "شاہنشاہ دوراں" تاریخ وفات ہے۔

بابک چلیپی

عبدالرحیم بن علی رومی الشیر بہ بابک چلیپی : بڑے عالم فاضل جامع فروع و اصول تھے، علم اپنے باپ پھر خطیب زادہ سے پڑھا اور آپ کے والد ماجد نے آپ کا لقب بابک چلیپی رکھا پھر آپ آٹھ مدارس میں سے ایک کے مدرس مقرر ہوئے یہاں تک کہ ۹۲۳ھ میں وفات پائی۔

ابن المدرس حسین

حسین بن عبداللہ توقاتی : حسام الدین لقب تھا اور ابن المدرس کے نام سے مشہور و معروف تھے، بڑے نیکو کار اور ہمیشہ عبادت و تذریس میں مشغول رہتے تھے۔ علم عبدالرحمن مؤید زادہ اور خواجہ زادہ سے پڑھا۔ پہلے بروسا میں پھر آٹھ مدارس میں سے ایک کے مدرس مقرر ہوئے بعد ازاں ادرنہ اور

۱۰ علاء الدین الحداد بن عبداللہ صوفی متوفی ۹۳۲ھ (تذکرہ علمائے ہند) ۱۱ برهان الدین ابوالوفار ابراہیم بن زین الدین ابی بیریہ عبدالرحمن بن شمس الدین محمد مجاہد الدین اسمعیل کرکی الاصل قاہری، ولادت ۹ رمضان ۸۳۵ھ - "النور السافر" (مرتب)

بروسا میں مدت تک قاضی رہے۔ حواشی شرح وقایہ اور شیخ عبدالقادر صحر جانی کی مائتہ عامل کی شرح نہایت عمدہ تصنیف فرمائی اور حواشی شرح تجرید شریعت اور نیز کتاب اسباب قوس قزح پر تعلیقات لکھے۔ ایک رسالہ اختلاف الخطیب اور ایک رسالہ جواز ذکر جہر میں تصنیف کیا اور محمد بن ابراہیم بکساری وغیرہ نے آپ سے علم پڑھا اور ۹۱۷ھ میں قسطنطنیہ میں وفات پائی۔

خواجہ مولانا صفحانی

خواجہ مولانا صفحانی : جامع فضائل و کمالات اور علم حدیث میں ماہر متبحر اور مذہب اہل سنت و جماعت میں نہایت مضبوط تھے، آذربایجان سے ہرات میں آکر ساکن ہوئے جہاں سلطان حسین مرزا اور اس کی اولاد عظام کے مدت تک مورد انعام و الطاف رہے۔ جب محمد خاں شیبانی نے خراسان کی ولایت پر غلبہ پایا تو بظاہر وہ آپ سے حسن سلوک کرتا رہا لیکن اکثر اوقات عداوت اہل بیت کا آپ پر طعن کرتا تھا اس لئے آپ ماوراء النہر میں چلے گئے اور بخارا میں پنجشنبہ کے روز ۵ ماہ جمادی الاولیٰ ۹۲۷ھ میں وفات پائی۔ قبر آپ کی خیابان بخارا کے سرے پر زیارت گاہ عام ہے۔ "خلیفہ عالمیاں" تاریخ وفات ہے۔

احمد پاشا بن خضر بیگ

احمد پاشا بن خضر بیگ بن جلال الدین رومی : علم اصول و فروع میں بڑے ماہر متبحر اور پرہیزگار و متواضع بھی کامل درجہ کے تھے۔ جب سلطان محمد خاں بن سلطان مراد خاں نے قسطنطنیہ میں آٹھ مدارس بنوائے تو ایک مدرسہ آپ کو بھی تدریس کے لئے دیا گیا مگر جب آپ کے بھائی سان پاشا یوسف عمدہ وزارت سے معزول ہوئے تو آپ کو شہر اسکوب کے مدرسہ پر تبدیل کیا گیا۔ پھر جب سلطان بازید خاں بن محمد خاں تخت نشین ہوا تو اس نے آپ کو ادرنہ کے مدرسہ پر مقرر کیا، بعد ازاں آپ کو بروسا کا قاضی بنا گیا اور باقی عمر وہیں رہے یہاں تک ۹۲۷ھ میں وفات پائی۔

شیخ احمد مجد شیبانی

شیخ احمد مجد بن قاضی مجد الدین بن قاضی تاج الافضل بن شمس الدین شیبانی : آپ کا نسب امام مجد شیبانی تک منتهی ہوتا ہے۔ قصبہ نارنول میں پیدا ہوئے اور اجمیر میں نشوونما پایا۔ بڑے عالم فاضل جامع علوم شریعت و طریقت اور امر معروف و نہی منکر میں جان تک جانے کا خوف نہ کرتے تھے۔ علوم ظاہری و باطنی خواجہ حسین ناگوری سے حاصل کئے اور اٹھارہ سال کی عمر میں انواع علوم کا درس دیتے تھے اور بڑی قوت علمیہ کے ساتھ علماء و فضلاء سے بحث کرنے اور زبان عربی و فارسی میں تقریر کیا کرتے تھے، اٹھارہویں سال میں نارنول سے اجمیر میں آئے جہاں ستر سال تک زہد و ورع و ریاضت میں مشغول رہے

اور معروف و نہی منکو میں آپ کے سامنے خویش و بیگانہ یکساں تھے۔ آپ کا یہ دستور تھا کہ آدھی رات کو اٹھ کر خواجہ معین الدین کے روضہ مبارک میں نماز تہجد کی پڑھتے اور اس وقت سے نماز چاشت تک کسی سے بات چیت نہ کرتے اور وظائف میں مشغول رہتے، بعد ازاں علوم دینیہ کا درس دیتے، پھر تھوڑی دیر نیند کر کے اٹھ بیٹھتے اور عصر تک اوراد میں مشغول رہتے، بعد ازاں تفسیر مدارک کا وعظ کھتے اور بیان معنی آیات وعدہ و وعید میں نہایت گریہ ناری کرتے تھے چنانچہ کثرت گریہ و زاری سے آپ کی آنکھیں ہمیشہ سرخ و مردہ رہتی تھیں۔ نوے سال کی عمر میں آپ اجمیر سے نارنول میں تشریف لائے جہاں تین چار سال مقیم رہے، ایک دن اردین مجذوب نے آکر کہا کہ اے احمد آپ کو آسمان میں طلب کرتے ہیں، آپ ناگور میں اپنے مرشد کے پاس چلیں، اسی وقت آپ ناگور کو متوجہ ہوئے اور چند روز کے بعد ۲۵ ماہ صفر ۹۲ھ میں عالم جاودانی کو حلت فرمائی اور ناگور میں اپنے مرشد کے پائیں مدفون ہوئے۔ "زینت موجودات" تاریخ وفات ہے۔

قاضی اختیار الدین حسین

قاضی اختیار الدین حسین بن غیاث الدین تربتی : عالم فاضل، فقیہ کامل تھے، جوانی میں اپنے وطن سے ہرات میں آکر تحصیل علوم دینی میں مشغول ہوئے اور تیزی طبع سے تھوڑے عرصہ میں بڑی ترقی کر کے فتاویٰ اور قبلاہ شرعی اور حکم ناموں کے لکھنے میں دستگاہ کامل حاصل کر لی اور فن شعر و انشا میں بھی ماہر ہوئے، اخیر کو بسبب کمال فراست و کیاست اور دیانت و امانت کے ہرات کے جہد فضلہ سے بخت لے گئے اور خاقان منصور کے زمانہ میں منصب قضا پر پسر فراز ہو کر معتد و معتبر حضرت خاقانی ہوئے اور بروقت استیلاء ابوالفتح محمد خاں شیبانی اور مقتول ہونے بادشاہ کے دل برداشتہ ہو کر اپنے اصلی وطن میں چلے گئے اور وہاں جا کر کاروبار زراعت میں مشغول ہوئے اور قصبہ تربت میں اوائل ۹۲۸ھ میں بعارضہ سور القنیہ وفات پائی اور مقبرہ آباہ و اجداد میں مدفون ہوئے۔ آپ کی تصنیفات سے کتاب اقیسات اور مختار الاختیار مشہور روزگار ہیں۔

پاشا چلی

مولیٰ غیاث الدین رومی الشہیر پاشا چلی : جامع معقول و منقول، حاوی فروع و اصول تھے علوم احمد بن موسیٰ خیالی اور خواجہ زادہ سے پڑھے قسطنطنیہ میں احمد بن اسماعیل کورانی کے مدرسہ میں مدرس مقرر ہوئے پھر ادرنہ میں مدرسہ حلبیہ اور بروسا میں مدرسہ سلطانیہ کے معلم بنے اور ہر ایک فن میں بے حد و بے حساب رسالے تصنیف کئے اور ۹۲۸ھ میں وفات پائی۔

لے شیخ ایزید بن قیام العین اجمیری سے تعلیم پائی "زینت الخواطر" (مرتب)

محمد شاہ عالی

محمد شاہ بن عالی بن یوسف بن محمد بن حمزہ فناری : محی الدین لقب تھا۔ عالم شجر، فقیہ جہدیتھے علم اپنے باپ سے حاصل کیا، جب وہ فوت ہوئے تو پھر خطیب زادہ سے استفادہ کیا۔ سلطان بایزید نے پہلے آپ کو مدرسہ بروسا کا مدرس مقرر کیا پھر قسطنطنیہ کے مدرس ہوئے پھر سلطان سلیم خاں نے آپ کو پہلے قسطنطنیہ کا قاضی مقرر کیا پھر قضا، عسکر اور قضا اور رنہ پر تبدیل ہوئے اور جب ولایت روم اہلی میں عسکر کی قضا پر یا مور تھے تو ۹۲۹ھ میں جوانی کی حالت میں وفات پائی۔ " فخر بزم " تاریخ وفات ہے۔

میر جمال الدین صاحب روضۃ الاحباب

میر جمال الدین عطار اللہ صاحب روضۃ الاحباب : آپ اعظم اولاد امجاد خیر الانام سے جملہ اقسام علوم دینیہ اور اصناف فنون یقینیہ خصوصاً علم حدیث و سیر میں بے عدیل عدیم تشیل، کشف اسرار معالم تشریح اور حلال معضلات موافق تاویل تھے۔ صاحب روضۃ الصفا نے آپ کی توصیف میں مندرجہ ذیل اشعار لکھے ہیں۔

زبانش مظہر اسرار تحقیق	ضمیرش مظہر النوار تذقیق
جمال دین مزین ذہانتش	علوم شرع واضح از کلاش
ذو ضیغ بیانش گشتہ روشن	بر اہل علم ہر مشکل زہرفن

آپ چند سال مدرسہ سلطانیہ کے اس گنبد میں جہاں اب خاقان منصور کا مقبرہ ہے، درس و افادہ میں مشغول رہ کر مہنت میں ایک مرتبہ مسجد دار السلطنت برات میں وعظ و نصائح سے خلق اللہ کو فیوض ظاہری و باطنی پہنچاتے رہے۔ آپ کی تصنیفات سے کتاب روضۃ الاحباب فی سیر النبی والال والاصحاب اہل بیت عمده اور معتبر اور مشہور آفاق ہے کہ اپنا ثانی نہیں رکھتی یہاں تک کہ مولانا شاہ عبدالعزیز نے محدث دہلوی عجلالہ نافحہ میں فرماتے ہیں کہ بالفعل اگر کوئی نسخہ صحیحہ روضۃ الاحباب میر جمال الدین محدث حسینی کا جو تخریف والحاق سے خالی ہو دستیاب ہو جائے تو تمام تصانیف سے بہتر ہے جو سیر میں تصنیف ہوئی ہیں۔ آپ کی وفات ۹۳۳ھ میں ہوئی۔ " تاج کشور " آپ کی تاریخ وفات ہے۔

اسمعیل بن بالی قرمانی

اسمعیل بن بالی قرمانی : کمال الدین لقب تھا مگر قرہ کمال کے نام سے معروف تھے، علم اصحاب خیالی اور مولیٰ خسرو محمد بن فراموزہ وغیرہ سے پڑھا یہاں تک کہ بڑے عالم فاضل ہوئے اور شہر اور رنہ وغیرہ کے مدرس مقررہ کئے گئے، تفسیر کشاف اور بصیادوی اور شرح وقایہ اور شرح مواقع اور خیالی کے حاشیہ شرح عقائد وغیرہ

سنہ محمد شاہ بن علی ولادت ۸۸۳ھ انسا بیکو پیر پائت اسلام (مرتب)

کے حواشی تصنیف کے شرح مواقف کے حواشی آپ نے ۱۹۲۹ء میں جبکہ آپ آٹھ مدارس میں سے ایک کے مدرس تھے تصنیف کے مچنانچہ تاریخ ان کی تکملات الادب ہے۔ وفات آپ کی بعد ۱۹۳۱ء کے ہوئی۔

عابد چلی

عبدالغزیز بن سید یوسف حسینی رومی الشیرازی عابد چلی : جامع منقول و معقول تھے، علم محمد سامونی مدرس مدرسہ ملاخسر و پھر اپنے بھائی چلی محشی شرح وقایہ سے جبکہ وہ آٹھ مدارس میں سے ایک کے مدرس تھے پڑھا، اخیر کو علی بن یوسف فناری کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے فضیلت و کمالیت کا درجہ حاصل کیا اور کلیبولی میں مدرس مقرر ہوئے پھر کفر کے قاضی بنے یہاں تک کہ ۱۹۳۱ء میں وفات پائی۔ "عقل خلق" تاریخ وفات ہے۔

میرم چلی

محمود بن محمد بن قاضی زادہ الشیرازی میرم چلی : خواجہ زادہ اور سان یا شاہ سے علوم و فنون حاصل کر کے علامہ زمانہ ہوئے۔ پہلے مدرسہ شہر کلیبولی پھر اور نہ پھر بروسا کے مدرس بنے، اخیر کو سلطان بایزید خاں نے اپنے لئے آپ کو معلم بنا لیا اور آپ سے علوم ریاضیہ حاصل کئے۔ آپ نے حج کیا اور اپنے شہر میں آکر ۱۹۳۱ء میں وفات پائی۔ آپ کی تصنیفات سے رسالہ فی معرفت سمتہ القبلة اور شرح تہذیب الخ بیگ کی فارسی میں اور اپنے نانا قوشچی کے رسالہ فتحیہ کی شرح جو ہیئت میں ہے، وغیرہ رسائل یادگاہ ہیں۔

یعقوب بن سید علی

یعقوب بن سید علی : اپنے زمانہ کے فاضل اجل اور فائق اقران تھے۔ مدت تک بروسا اور شہر قسطنطنیہ میں مدرس رہے۔ کتاب شریعت الاسلام کی ایک منایت عمدہ شرح مفاتیح الجنان نام تصنیف کی جس میں فوائد غریبہ اور لطائف عجیبہ اور مسائل فقہیہ اور دلائل حدیثیہ کو بڑی خوبی سے بیان کیا۔ علاوہ اس کے کتاب گلستان کی شرح بھی عربی میں تصنیف کی اور ۱۹۳۱ء میں وفات پائی۔

علی بن احمد جمالی

علی بن احمد بن محمد جمالی : علامہ الدین لقب تھا۔ فقیہ، اصولی، ادیب، لغوی، نجومی، مجتہد، محدث، مفسر، عابد، ناہد، صاحب کرامات فنون عقلیہ و نقلیہ میں تبحر، وقائق شرع میں ماہر تھے۔ سفر سنی میں حجاز و مانی سے علم پڑھا پھر قسطنطنیہ میں آکر مولیٰ الخسر و محمد بن فراموز سے تحصیل کی اور مدارس اور نہ اور بروسا کے مدرس ہوئے، پھر سلطان محمد خان اور اس کے بیٹے بایزید خان کے عہد میں مفتی مقرر ہوئے۔ آپ کے تلامذہ میں

راہ العرف علی چلی ۱۰۸۰ھ ۱۰۹۲ھ شیخ الاسلام رہے، مختصر ہادیہ، مختارات الفتاویٰ اور رسالہ فی حق دوران آپ کی تصانیف ہیں ۱۲ انسائیکلو پیڈیا اسلام

سے صدر الافاضل یوسف اور قطب الدین مرزلیفونی وغیرہم ہیں۔ وفات آپ کی ۹۳۲ھ میں ہوئی۔ فضل ایزد "تاریخ وفات ہے۔ آپ کے ایک بھائی قوام الدین قاسم بن احمد نام بڑے عالم فاضل تھے جنہوں نے علی قوشچی وغیرہ سے علم حاصل کیا اور قسطنطنیہ میں آٹھ مدارس میں سے ایک کے مدرس مقرر ہوئے اور بحالت فناء قسطنطنیہ فوت ہوئے۔

مصطفیٰ بن خلیل

مصطفیٰ بن خلیل والد صاحب شقائق نعمانیہ : مصلح الدین لقب تھا، شہر طاشکبری میں ۸۵۰ھ میں پیدا ہوئے، ابتداء میں اپنے والد سے علم پڑھتے رہے، پھر اپنے ماموں محمد نکساری پھر درویش محمد بن خضر شاہ پھر قاضی زادہ پھر مولیٰ علی عربی پھر خواجہ زادہ سے علوم و فنون حاصل کئے اور برسوں میں مدرسہ اسدیہ کے مدرس مقرر ہوئے، پھر انقرہ میں مدرسہ بسینا پھر اسکوب پھر ادرنہ پھر آٹھ مدارس میں سے ایک کے مدرس ہوئے اور ۹۳۳ھ میں وفات پائی۔ آپ بڑے عالم فاضل عابد تھے، بعض مواضع تفسیر بسیناوی اور شرح وقایہ وغیرہ پر رسالے لکھے اور ایک رسالہ حل حدیثی الابتداء اور ایک علم قرآن میں تصنیف کیا۔

قطب الدین مرزلیفونی

قطب الدین مرزلیفونی : جامع منقول و معقول، حاوی فروع و اصول تھے، علم اپنے زمانہ کے علماء اور مولیٰ علی جمالی وغیرہ سے پڑھے اور قسطنطنیہ و ازبک میں مدرس مقرر ہوئے۔ شرح وقایہ و سید شریعت کی مفتوح پر کچھ تعلیقات لکھیں اور ۹۳۵ھ میں وفات پائی۔

مولانا شعیب

مولانا شعیب بن مولانا منہاج لاہوری ثم الدہلوی : عالم عامل، فقیہ فاضل، واعظ بے نظیر، عدیم التمثیل تھے، جب وعظ کہتے یا قرآن پڑھتے تو کسی کو اس راستہ سے گزر جانے کی مجال نہ ہوتی خواہ اس کے سر پر کتنا ہی بوجھ کیوں نہ ہوتا۔ تمام اکابر اور علمائے دہلی آپ کے وعظ میں آئے اور استفادہ کرتے تھے، اکثر اہالی و موالی شہر کے آپ کے شاگرد تھے۔ مولانا منہاج آپ کے والد ماجد لاہور سے دہلی میں ہجرت کر کے گئے تھے جہاں انہوں نے کمال محنت و مشقت سے علم پڑھا اور پھر سلطان بہلول لودی کے عہد میں دہلی کے منغنی ہوئے۔

کہتے ہیں کہ مولانا منہاج تحصیل علم کے وقت آٹا اور تیل بازار شہر سے بھیک مانگنے اور آٹے کا چراغ بنا کر اور تیل اس میں ڈال کر تمام رات اس کی روشنی میں مطالعہ کتب میں مصروف رہتے، جب

دن ہوتا تو اس سے روٹی پکا کر تناول کرتے اور تمام دن و رات اسی پر اکتفا کرتے۔ مدت تک اسی طرح پر کرتے رہے یہاں تک کہ عالم فاضل ہوئے۔ وفات آپ کی ۹۳ھ میں ہوئی اور حوض شمس پر متصل خانقاہ ملک زین الدین کے مدفون ہوئے۔ ”بدرِ خلق“ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

زیرک محمد

زیرک محمد : رکن الدین لقب تھا، سان پاشا اور یوسف بن خضر بیگ رومی اور نیز خواجہ زادہ سے علوم و فنون حاصل کئے اور کمالیت کا درجہ پا کر مدرسہ بروسا کے مدرس مقرر ہوئے، پھر ازینق پھر اماسیہ کے مدرس بنے، بعدہ شہر ادرنہ کے قاضی مقرر ہوئے پھر قسطنطنیہ کی دارالقضاہ آپ کے تفویض ہوئی اور ۹۳ھ میں وفات ہوئی۔ ”فخر جہاں“ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

محمد بن خطیب

محمد بن خطیب قاسم اماسی : محی الدین لقب تھا، شہر اماسیہ میں پیدا ہوئے، سان پاشا وغیرہ سے علم پڑھا، پہلے اماسیہ پھر بروسا پھر قسطنطنیہ بعد ازاں ادرنہ کے مدرس مقرر ہوئے اور جب آٹھ مدارس میں سے ایک کے مدرس تھے تو ۹۳ھ میں وفات پائی۔ آپ بڑے عالم عامل، محب صوفیہ مشغل علم اور ماہر علوم غریبہ مثل جبر و مقابلہ اور موسیقی اور علوم ریاضی تھے۔ سید شریف کی شرح ”فرائض“ پر حواشی لکھے اور کتاب ”روض الاخبار المستخرجہ من ربيع الابرار“ اور ”رسالہ انبار الاصطفاہ فی حق اباہ المصطفیٰ“ وغیرہ رسائل کثیرہ تصنیف کئے، ان رسائل کے حواشی پر بعض جگہ ابراہیم حلبی صاحب غنیۃ المستملی شرح مینۃ المصلی متوفی ۹۵ھ کی طرف سے تردید بھی کی گئی ہے۔

ابن کمال پاشا

احمد بن سلیمان رومی مشہور بہ ابن کمال پاشا : شمس الدین لقب تھا۔ فقیہ محدث، علامہ زمان اور فہامہ دوران تھے۔ کفوی نے آپ کو اصحاب تریح میں سے شمار کیا ہے۔ علم اپنے ولی لطفی تمیز سان پاشا اور مولیٰ مصلح الدین قسطلانی وغیرہ فضلاء مشہورین سے پڑھا، اول شہر ادرنہ کے مدرس مقرر ہوئے اور چند عرصہ کے بعد وہاں کے قاضی ہوئے، پھر سلطان سلیم خاں نے آپ کو عسکر کا قاضی بنایا۔ جب سلطان سلیم خاں نے قوم چراکس سے قاہرہ کو فتح کیا تو آپ بھی قاہرہ میں تشریف لائے جہاں کے علماء اکابر و فاضل نے آپ سے مناظرہ و مباحثہ کیا اور آپ کے کلام کی فصاحت و بلاغت و بچہ کر بڑے تعجب ہوئے اور سب نے آپ کی فضیلت کا اقرار کیا۔ ۹۳ھ میں آپ بعد وفات علامہ الدین علی جمالی کے قسطنطنیہ کے مفتی بنے حتیٰ کہ ۹۵ھ میں انتقال کیا۔ محقق مشہور آفاق ”تاریخ وفات“ ہے۔

شامی شرح در المختار میں بجوایہ طبقات تمیمی لکھا ہے کہ کوئی ایسا فن نہ ہوگا کہ جس میں آپ لکھتے یا چند تصنیفات نہ ہوں چنانچہ آپ نے ایک تفسیر قرآن شریف اور تعلق صحیح بخاری تصنیف کی اور تفسیر کشاف اور اوائل تفسیر بیضاوی پر حواشی لکھے اور فارسی میں تفسیر سورۃ الملک تصنیف کی۔ علاوہ ان کے کتاب الاصلاح والایضاح اور تغیر التنقیح اور اس کی شرح تجوید التجرید، تغیر السراجیہ اور اس کی شرح، تغیر المفتاح اور اس کی شرح حواشی تلویح، شرح مفتاح، شرح ہدایہ مگرنا تمام، حواشی تحفۃ الفلاسفہ مصنفہ خواجہ زادہ، حواشی شرح چمنی، سان پاشا وغیرہ کتب رسالے فنون مختلفہ میں جو شاید تین سو سے زیادہ ہوں گے، تصنیف کئے اور ترکی زبان میں تاریخ آل عثمان لکھی ہے۔

صاحب طبقات تمیمی کہتے ہیں کہ جیسے ولایت مصر میں شیخ جلال الدین سیوطی کثرت تالیف اور سعة اطلاع کی رو سے مشہور و معروف ہیں ویسے ہی آپ روم میں گزرے۔

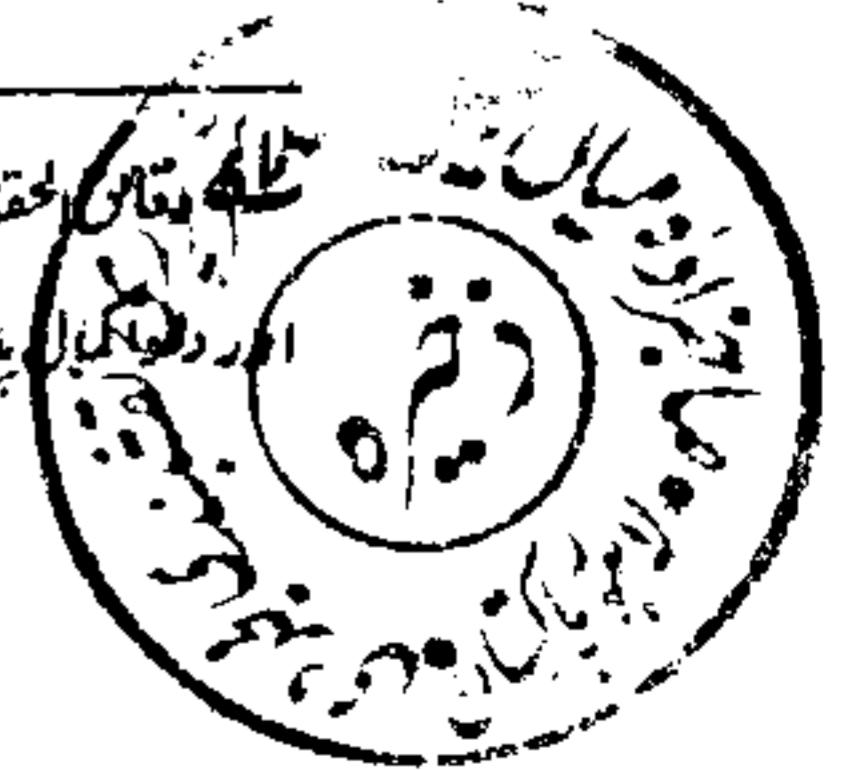
احمد بن عبداللہ قریمی

احمد بن عبداللہ قریمی : عالم فاضل، فقیہ محدث، مفسر تھے۔ جب حافظ الدین محمد بزازی صاحب فتاویٰ بزاز بہ شہر قریم میں آکر چندے قیام پذیر ہوئے تو ان سے آپ نے علم پڑھا اور ان کے چلے جانے کے بعد ۸۰۶ھ میں شرف الدین بن کمال قریمی تلمیذ بزازی سے حاصل کیا پھر عماد سلطان مراد خاں بن محمد خاں میں روم کے ملک میں آئے اور مدرسہ مرزیفیون کے مدرس مقرر ہوئے جہاں آپ سے یوسف بن جنید نے علم پڑھا۔ بعد ازاں عماد سلطان محمد خاں بن مراد خاں میں قسطنطنیہ میں تشریف لائے اور بادشاہ کی طرف سے آپ کا پچاس درم روزینہ مقرر ہوا، یہاں بھی مدرسہ میں پڑھاتے تھے اور جہاں چاہتے تھے ذکر الہی کرتے تھے۔ کتاب تلویح اور شرح عقائد نسفی اور سید عبداللہ کی شرح لب پر آپ نے حواشی لکھے۔ صاحب کشف الظنون لکھتے ہیں کہ جب آپ شرح عقائد نسفی کے حواشی لکھ رہے تھے تو سال ۹۲۳ھ میں آپ نے وفات پائی "ذوالعقول" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

سید عبداللہ

سید عبداللہ بن سید عبدالخالق بجاکری : اعظم سادات اور کبرائے مشائخ طریقہ قادریہ سے فقیہ محدث جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے، تمام علم تعلیم علوم اور تدریس فقہ و حدیث اور تفسیر میں

علامہ بقائے الحقائق اور رسالہ فی طبقات المجتہدین بھی آپ کی تصانیف میں، آپ قاسمی عسکر بھی رہے، ۲ شوال ۹۴۱ھ کو وفات پائی، آپ کے والد سلیمان پاشا اور والدین کا نام پاشا اور نہ کے رئیس تھے، دونوں نے بار بار دشمنان اسلام کے خلاف جہاد میں حصہ لیا۔ (انسائیکلو پیڈیا آف اسلام) (مرتب)



مشغول رہے اور کسی سائل کو اپنے دروازہ فیض کا شانہ سے رد نہ کیا۔ وفات آپ کی ۹۲۳ھ میں ہوئی اور مزار آپ کا لاہور میں قریب روضہ سید جان محمد حضوری کے واقع ہے۔ "فقیرِ رازِ نہفتہ" تاریخِ وفات ہے۔

محمد قرہ باغی

محمد قرہ باغی : محی الدین لقب تھا، عالمِ اجل، فاضلِ اکمل تھے، علومِ اپنے شہر کے علماء سے پڑھے پھر روم میں آکر یعقوب بن سید علی شارج شریعت الاسلام سے تکمیل کی اور ازنیق میں مدرس مقرر ہوئے اور اسی جگہ ۹۲۳ھ میں وفات پائی۔ "فقیہ مذاہب" تاریخِ وفات ہے۔ آپ کی تصنیفات سے حواشی تفسیر کشاف اور تفسیر بیضاوی اور تلویح اور ہدایہ اور شرح وقایہ یادگار ہیں۔

مولیٰ عصام الدین

مولیٰ عصام الدین ابراہیم بن محمد بن عرب شاہ اسفرائینی : فقیہِ کامل، عالمِ فاضل، صاحب تصانیفِ شہیرہ تھے، شرح عقائد نسفی اور تفسیر بیضاوی پر حواشی لکھے۔ شرح وقایہ کی شرح اور تلخیص المعانی کی شرح اہل نام تصنیف کی، ان کے سوا اور بہت سی کتابیں درسلے تصنیف کئے اور ۹۲۳ھ میں وفات پائی۔ "فخر دین" تاریخِ وفات ہے۔

سعدی چلبی

سعد اللہ بن عیسیٰ بن امیر خاں زومی المعروف بہ سعدی چلبی : شہر قسطنطنیہ میں پیدا ہوئے پھر قسطنطنیہ میں آئے اور محمد بن حسن بن عبدالصمد سامونی سے علوم حاصل کئے یہاں تک کہ میدانِ علم کے شہسوار اور اپنے ہم عصروں پر فائق ہوئے، مدت تک مدارس قسطنطنیہ اور نہ اور بروسل کے مدرس مقرر رہے اور افتار کا کام آپ کے سپرد رہا اور ۹۲۵ھ میں وفات پائی۔ "بحر سعادت" تاریخِ وفات ہے۔ آپ نے عنایہ شرح ہدایہ اور تفسیر بیضاوی پر حواشی لکھے جن کو آپ کے عزیز شاگرد مولیٰ عبدالرحمن بن علی نے جب وہ قسطنطنیہ کے قاضی ہوئے، جمع کیا۔ علاوہ ان کے اور رسائل اور تحریرات معتبرہ تصنیف کیں جن کا نمبر ہی نے اپنے طبقات میں ذکر کیا۔

عبدالواسع بن خضر

عبدالواسع بن خضر : فقیہِ اجل، فاضلِ اکمل تھے، لطف اللہ توقاتی وغیرہ سے علم کا اشتغال کیا پھر عجم میں گئے اور ہرات میں تفسیر زانی سے علوم و فنون کی تکمیل کر کے اور ابراہیم سلطان باغیہ میں بلا دروم میں واپس تشریف لے گئے، جب سلیم خاں تخت نشین ہوا تو اس نے قسطنطنیہ

میں محمود پاشا کا مدرسہ آپ کو دیا پھر عسکر روم اہلی کا قاضی بنایا بعد ازاں آٹھ مدارس میں سے ایک مدرسہ آپ کو عطا کیا، جب سلیمان خاں تخت نشین ہوا تو اس نے آپ کو قسطنطنیہ کی قضادی اور پھر آپ کو پیش کیا کر کے سو درم روزانہ آپ کا وظیفہ مقرر کیا۔ آپ نے مکہ معظمہ میں ہجرت کر کے اقامت اختیار کی اور مکہ میں ہی ۱۰۰۰ھ میں وفات پائی۔

عرب چلیپی

قاضی احمد بن حمزہ المعروف بہ عرب چلیپی : شمس الدین لقب تھا، فقیر فاضل، محدث کامل تھے۔ پہلے موسیٰ چلیپی وغیرہ سے پڑھا پھر قاہرہ میں آکر کتب حدیث کی قرارت کی اور بلاد روم میں تدریس و نشر علوم میں مشغول رہ کر ۱۰۰۰ھ میں وفات پائی۔ "ہادی خلق" تاریخ وفات ہے۔ آپ کی تصنیفات سے حواشی شرح وقایہ وغیرہ یادگار ہیں۔

شیخ زادہ رومی

محمد بن مصلح الدین مصطفیٰ قوجوی المعروف بہ شیخ زادہ رومی : محی الدین لقب تھا، جامع معقول و منقول اور حاوی فروع و اصول تھے۔ مدت تک قسطنطنیہ میں مدرس رہے۔ وقایہ و مضامین و سراجیہ کی شرحیں تصنیف کیں اور تفسیر بیضاوی پر نہایت مفید اسہل عبارت میں حواشی تصنیف کئے جو آٹھ جلد میں تھے پھر ان میں تصرف کر کے ان کو زیادہ کیا چنانچہ دونوں نسخے شہر ہو گئے اور کاتبوں کو قلمبند کر لیا گیا دونوں میں کچھ فرق نہیں سمجھا جاتا۔ وفات آپ کی ۱۰۰۰ھ یا ۱۰۰۵ھ میں ہوئی۔

چوی زادہ

محی الدین بن محمد بن الیاس الشہیر بہ چوی زادہ : اپنے زمانہ کے امام محقق، فقیر مدقق، محدث، مفسر، اصولی، فروعی، ماہر علوم ریاضیات و طبیعیات تھے۔ مبانی علوم کے اپنے باپ سے جو ایک مدرس جمید اور مشہر بہ چوی تھا، پڑھے، پھر سعدی چلیپی تلمیذ حاجی حسن شاگرد محمد بن ادمنغان تلمیذ خضر بیگ سے حاصل کئے اور قسطنطنیہ و ادرینہ کے مدرس مقرر ہوئے۔ ۱۰۰۰ھ میں جب سعدی چلیپی نے وفات پائی تو آپ کو قضا کر کا منصب دیا گیا اور جب ولایت روم اہلی میں عسکر کے قاضی تھے تو ۱۰۰۰ھ میں وفات پائی۔ "وجیہ خلق" تاریخ وفات ہے۔ آپ نے اکثر کتب متداولہ پر تعلیقات لکھیں جن میں سے تعلیقات تلویح وغیرہ ہیں۔ آپ کے تلامذہ سے علی بن قاضی امر اللہ الشہیر بہ عتابی زادہ اور محمد شاہ چلیپی ہیں۔

۱۔ محی الدین لقب محمد بن الیاس نام شیخ الاسلام کے عہد سے یہ بھی رہے۔ آپ کے بیٹے محمد (۹۳۷-۹۹۵) پوتے محمد آفندی مستوفی ۱۰۰۰ھ اور پوتے عطا اللہ آفندی مستوفی ۱۱۳۸ھ بھی قاضی عسکر کے عہدے پر پہنچے۔ اسٹیکو پیڈیا ایف اسلام، (ترجمہ)۔

محمد بن علی فناری

محمد بن علی بن یوسف بالی بن شمس الدین محمد بن حمزہ فناری الشہیر بہ محی الدین چلیپی : بڑے عالم فاضل، فقیہ، مفتی، متورع تھے۔ علم اپنے باپ اور خطیب زادہ سے حاصل کیا۔ پہلے مدرسہ بوسا وغیرہ کے مدرس مقرر ہوئے پھر ولایت اناطولی میں عسکر منصوبہ کے قاضی بنے بعد ازاں ولایت روم ایلی کے عسکر کی قضا پر تبدیل ہوئے، ہدایہ اور سید کی شرح مفتاح وغیرہ پر تعلیقات لکھیں اور اوائل شرح وقایہ پر حواشی لکھے اور ۹۵۲ھ میں فوت ہوئے۔ "عالی مراتب" تاریخ وفات ہے۔

سید رفیع الدین صفوی

سید رفیع الدین صفوی : فقیہ محدث، جامع علوم عقلیہ و نقلیہ، عارف فنون رسمہ و متعارفہ صاحب جو دوسخا، بڑے خلیق و لطیف تھے، آپ کے آباء کرام تمام علماء و صلحاء و اتقیا تھے۔ آپ نے معقولات کو مولانا جلال الدین دوانی سے حاصل کیا اور مولانا موصوف شیراز میں آپ کے مکان پر بسبب رعایت حقوق بزرگی آپ کے آباء و اجداد کے تشریف لاکر آپ کو درس دیتے تھے اور حدیث کو شیخ شمس الدین محمد بن عبدالرحمن سخاوی مصری سے جو بڑے محقق اور قدوہ متاخرین اہل حدیث تھے، حاصل کیا۔ کہتے ہیں کہ شیخ سخاوی نے پہلے ہی اس بات سے کہ آپ ان کی صحبت میں فائز المرام ہوں، کچھ اوپر پچاس کتابوں کی سند اجازت لکھ کر آپ کے پاس بھیج دی تھی جس کے بعد آپ شیخ موصوف کی خدمت میں پہنچے اور بالمشافہ حدیث کو ان سے سنا اور مدت تک تلمذ کیا۔ آپ کا اصل وطن شیراز تھا جہاں آپ پیدا ہوئے اور نشوونما پایا بعد ازاں بعض آباء کرام آپ کے حرمین شہر لہن کو ہجرت کر گئے اور آپ ہندوستان میں آکر سلطان سکندر کے عہد میں گجرات سے ولایت دہلی میں تشریف لائے اور سلطان کی اجازت سے آگرہ میں اقامت اختیار کی۔ سلطان موصوف کو آپ کے حق میں نہایت اعتقاد تھا۔ وفات آپ کی ۹۵۲ھ میں ہوئی اور اپنے مکان میں دفن کئے گئے، "مالک خزانہ" تاریخ وفات ہے۔ صفوی کی نسبت شیخ صفی الدین عبدالرحمن کی طرف منسوب ہے جو آپ کے اجداد میں سے مولانا جلال الدین دوانی کے مشائخ حدیث میں سے تھے اور ان کے سلسلہ کو سادات صفویہ کہتے ہیں۔

عبدالرحمن بن یوسف

عبدالرحمن بن یوسف بن حسین رومی برادر عابد چلیپی : ۱۰۰۰ھ میں پیدا ہوئے، اپنے وقت کے عالم محقق، فاضل مدقق تھے۔ علم پہلے مدرسہ مسونی پھر علی بن یوسف فناری سے حاصل کیا اور ولایت

اناطولی میں مدرس ہوئے پھر برسوں کا کو تبدیل ہوئے اور ۱۹۵۴ء میں وفات پائی۔ "علامہ زخار" تاریخ وفات ہے۔

ابراہیم بن محمد صاحب کبیری

ابراہیم بن محمد بن ابراہیم حلبی : اپنے وقت کے امام عالم، محدث فاضل، فقیہ محقق، علامہ مدقق اور حلب کے رہنے والے تھے، پہلے اپنے شہر کے علماء و فضلاء سے پڑھا پھر مصر و روم میں گئے اور وہاں کے مشائخ سے استفادہ کیا پھر قسطنطنیہ میں سکونت اختیار کی اور جامع سلطان محمد خاں کے خطیب مقرر ہوئے فقہ میں ایک متن وجیز مسمیٰ بملتی الابحر تصنیف کیا اور نیتہ المصلیٰ پر دو تشریحیں لکھیں ایک غنیۃ المستغنی المعروف بہ کبیری اور دوسری اس کی مختصر المعروف بہ صغیری۔ آپ کی کتاب ملتی الابحر پر ایک شرح مسمیٰ مجمع الانہر فی شرح ملتی الابحر ہے۔ وفات آپ کی ۱۹۵۶ء میں ہوئی۔ "خواجہ عالم" تاریخ وفات ہے۔

مولانا میر رضی الدین

مولانا میر رضی الدین : کاشمیر کے علماء میں سے فاضل کامل اور متبحر بے بدل تھے۔ اوائل زمانہ تسلط میرزا جیدر میں قطب پورہ میں مدرس مقرر ہوئے جہاں بابا داؤد خاکی اور مولانا شمس الدین پال خواجہ نصیر سے بسبب تہمت تشیع کے ناراض ہو کر تعلیم کے لئے آئے تھے۔ میر صاحب اکثر علوم میں تصنیفات رکھتے ہیں۔ آپ کی دختر نیک اختر مولانا مفتی فیروز کے عقد میں تھی۔ وفات آپ کی ۱۹۵۶ء میں ہوئی۔

محمد بن علاء الدین علی جمالی

محمد بن علاء الدین علی جمالی : محی الدین لقب تھا۔ بڑے عالم فاضل، جامع معقول و منقول تھے علوم اپنے نانا حسام نادہ سے پڑھے اور نیز موید زادہ سے تلمذ کیا اور آٹھ مدارس میں سے ایک کے مدرس ہوئے اور ۱۹۵۶ء میں وفات پائی۔

قادری چلبی

شہداء القادریہ المشہور بہ قادری چلبی : بڑے عالم فاضل، صاحب ذکا و فطنت تھے۔ علم حمیدی اور رکن الدین نذیرک محمد سے پڑھا اور انہیں سے فضیلت و کمالیت کا رتبہ حاصل کیا۔ پہلے آپ کو سلطان سلیمان خاں نے معلم مقرر کیا پھر اناطولی میں عسکر کی قضاہ کا عہدہ دیا اور ۱۹۵۹ء میں آپ نے وفات پائی۔ "فخر سہمد" تاریخ وفات ہے۔ تعلیقات اور رساں بھی آپ نے تصنیف کئے تھے مگر وہ

۱۔ آپ کی تصنیف میں "طیور قادری" نامہ خانیہ" بھی شامل ہے۔ (اعلام) (مرتب)
۲۔ خوشحالی کے نام سے ممتاز قسم کے لڑکے کہتے تھے۔ ازہر "خواجہ" (مرتب)

بہ سبب آپ کی سوز مزاجی اور اخیر عمر میں مخبوط العقل ہو جانے کے شائع نہ ہو سکے۔

محمد بن عبد القادر

محمد بن عبد القادر والد سید محمد چلی نقیب : بڑے عالم فاضل، نظارہ، فارس میدان بحث تھے۔ جب کسی مجلس میں حاضر ہوتے تو حل مشکلات میں آپ ہی مشارالہ ہوتے۔ علم حسام چلی اور محی الدین چلی اور شمس الدین احمد بن کمال پاشا سے حاصل کیا اور زنبقہ فضیلت و کمال کو فائز ہوئے اور آپ سے مولیٰ خیر الدین معلم سلطان سلیمان خاں نے پڑھا پھر مولیٰ محی الدین کفوی وغیرہم نے جو دس آدمی تھے آپ سے پڑھا اور آپ کو سلطان روم کی ملاقات سے مشرف کیا۔ سلطان نے آپ کو بروسا میں مدرسہ قاسم پاشا کا مدرس کیا پھر قسطنطنیہ میں مدرس ہوئے بعد ازاں مصر پھراور نہ کے قاضی ہوئے اور قسطنطنیہ میں ۹۶۳ھ میں وفات پائی۔ "فخر محلہ" تاریخ وفات ہے۔

محمد بن یحییٰ

محمد بن یحییٰ اعلیٰ تاذقی : علامہ عصر، فرید دہر، جامع علوم عقلیہ و نقلیہ، حاوی معالم فروعیہ و اصولیہ تھے، بعد تکمیل کے تشریح علوم اور تدریس میں مشغول رہے اور کتاب قول المہذب فی بیان مافی القرآن من الرد من العرب تصنیف فرمائی۔ وفات آپ کی ۹۶۳ھ میں ہوئی۔ "عزت تکوین" تاریخ وفات ہے۔

طاشکبری زادہ

احمد بن مصطفیٰ الشیربہ طاشکبری زادہ صاحب شقائق نعمانیہ : ماہ ربیع الاول ۹۱۹ھ میں پیدا ہوئے، جب سن تمیز کو پہنچے تو انقرہ میں تشریح لیا کہ قرآن شریف کو پڑھنا شروع کیا اور اس وقت آپ کے باپ نے آپ کی کنیت ابی الخیر اور لقب عصام الدین رکھا پھر بروسا کو گئے جہاں بعض کتب صرف و نحو علاء الدین قسیم سے پڑھیں پھر جب آپ کے سچا قوام الدین قاسم بن خلیل بروسا کے مدرس ہو کر آئے تو آپ ان سے پڑھنے لگے چنانچہ بعض کتب نحو و منطق کی ان سے پڑھیں بعد ازاں آپ کے باپ قسطنطنیہ سے بروسا میں آئے اور ان سے آپ نے باقی علوم پڑھ کر فضیلت و کمالیت کا درجہ حاصل کیا اور محمد تونسلی سے کچھ پارہ صحیح بخاری کا پڑھا اور انہوں نے اپنی تمام سماعت کی جو شہاب الدین احمد بکری تلمیذ حافظ ابن حجر سے حاصل کی تھیں آپ کو اجازت دی۔ ماہ ربیع ۹۲۳ھ میں آپ قسطنطنیہ میں مدرس مقرر ہوئے پھر ۹۲۶ھ میں اسکوپ کے مدرسہ الحاقیہ اور ۹۲۸ھ میں قسطنطنیہ کے مدرسہ قلندر خانہ اور ۹۳۰ھ میں مدرسہ زبیر علیہ السلام پاشا اور ۹۳۲ھ میں مدرسہ اور نہ

۱۹۲۶ء میں آٹھ مدارس میں سے ایک میں، ۱۹۵۱ء میں اورنگ آباد کے مدرسہ بایزیدیاں میں مدرس ہوئے پھر ۱۹۵۲ء میں بروسا کے قاضی ہوئے اور ۱۹۵۷ء میں پھر آٹھ مدارس میں سے ایک کے مدرس مقرر ہوئے ۱۹۵۸ء میں پھر بروسا کے قاضی بنے اور اس عرصہ میں تیس سے کچھ زیادہ کتب و رسائل تصنیف کئے جن میں سے اشر و اجل کتاب شقائق النعمانیہ فی علماء الرواۃ العثمانیہ ہے جس میں آپ نے عمداً سلطان عثمان غازی سے جو ۱۶۹۹ء میں بادشاہ ہوا تھا، عمداً سلطان سلیمان خان تک جو ۱۹۲۱ء میں تخت نشین ہوا، علماء و فضلاء روم اور ان کے مشائخ کے حالات طبقہ وار تخریر فرمائے اور ایک رسالہ آیت الوصویر میں اور ایک تفسیر آیت ہوالذی خلقکم میں تصنیف کی۔ وفات آپ کی ۱۹۶۸ء میں ہوئی۔ ”محل فیض“ تاریخ وفات ہے۔

میر سید عبدالاول

میر سید عبدالاول بن علاء حسینی : فقیہ محدث، جامع علوم عقلی و نقلی اور فنون ظاہری اور باطنی تھے آباء و اجداد آپ کے قصبہ زبید لوہ علاقہ جونپور کے رہنے والے تھے جو ولایت دکن میں جا کر سکونت پذیر ہوئے اور آپ وہیں پیدا ہوئے اور وہاں کے علماء و فضلاء سے تحصیل علوم کر کے فضیلت و کمالات کو پہنچے اور علم باطن میں سید محمد گیسو دراز کی بعض اولاد کے، جو دکن میں تھے، مرید ہوئے، آخر حال گجرات میں تشریف لائے اور گجرات سے حرمین شریفین کی زیارت کو نہضت فرما ہوئے اور حج کر کے پھر احمد آباد میں واپس آئے، نہایت معمر و مسن تھے، اخیر عمر میں غربت اور انکسار آپ کے حال پر ایسا غالب آیا جس سے آپ کو علوم سمیہ سے بالکل ذہول ہو گیا اور خان خانان محمد بیرم خان شہید کی استدعا سے، جو علماء و فضلاء کا محب اور غریب و فقرا کا بڑا مربی تھا، دہلی کو تشریف لے گئے جہاں کم و بیش دو سال قیام کر کے ملاقات واقع ہونے سے پہلے ۱۹۶۸ء میں وفات پائی اور تلحہ دہلی میں غریبوں کے گورستان میں مدفون ہوئے۔ ”شیخ اوان“ تاریخ وفات ہے۔

آپ نے اکثر علوم میں تصنیفات کی چنانچہ فیض الباری شرح صحیح بخاری نہایت تحقیق و تدقیق سے لکھی اور رسالہ فرائض سراجی کو نظم کر کے اس پر شرح لکھی اور ایک رسالہ فارسی میں تحقیق نفس اور اس کے متعلقات میں نہایت محققانہ تصنیف کیا اور ایک مختصر سیر میں کتاب سفر السعادت سے منتخب کی اور اکثر کتب پر حواشی اور شروح و تعلیقات لکھے اور ہر قسم کے علم کی کتابیں آپ کے پاس موجود تھیں

عرب زادہ رومی

مولی محمد بن محمد الشہید بہ عرب زادہ رومی : اپنے زمانہ کے علمائے فحول اور اکابر دہلی سے لے کر ابن بکوان کے حاشیہ پر مصر سے شائع ہو چکی ہے اس کے آخر میں مصنف کی خود نوشت سوانح حیات بھی ہے (مرتب)

صاحب تحقیق و تدقیق تھے پہلے شہر بروسا پھر مدرسہ محمود پاشا واقعہ قسطنطنیہ پھر آٹھ مدارس میں سے ایک کے پھر مدرسہ سلیمانہ میں مدرس مقرر ہوئے اخیر کو قاہرہ کی قضا راہ آپ کے سپرد ہوئی اور پچاس سال کی عمر میں ۱۹۶۹ء میں آپ بحالت طغیان دریا کشتی میں سوار ہوئے کہ بیکایک کشتی ٹوٹ گئی اور آپ شہید ہو گئے۔ "شیخ جہاں" تاریخ وفات ہے۔ آپ کی تصنیفات سے شرح وقایہ و ہدایہ اور ہدایہ کی شرح عنایہ اور فتح القدیر اور سید کی شرح مفتاح اور مطول وغیرہ پر حواشی یادگار ہیں۔

یوسف قرہ صوی

یوسف قرہ صوی : نورالدین لقب تھا۔ عالم فاضل، حق گو، متورع و متشرع تھے، علوم مولیٰ مصطفیٰ خواجہ زادہ اور سان پاشا وغیرہ سے حاصل کئے اور مدارس بروسا و اسکوب و ادرنہ و قسطنطنیہ کے مدرس مقرر ہوئے اور سلطان سلیم نے آپ کو قضا کا منصب عطا فرمایا۔ فقہ میں ایک کتاب مرتضیٰ نام تصنیف کی جس میں مختار مسائل کو جمع کیا اور بقول مختار ۹۷۲ھ میں وفات پائی۔ "زینت شہر" تاریخ وفات ہے۔

مولیٰ صالح بن جلال

مولیٰ صالح بن جلال : چونکہ آپ کے والد ماجد زمرہ کبار قضاة میں سے تھے، اس لئے آپ کو ابتداء سے ہی بڑے بڑے علماء و فضلاء سے صحبت رہی لیکن آپ نے زیادہ تر مولیٰ خیر الدین معلم سلطان سلیمان کی ملازمت اختیار کی اور مدت تک ان کی خدمت میں رہ کر علوم مختلفہ اور فنون متعددہ حاصل کئے اور فائق براقراں اور افاضل روزگار ہوئے، پہلے ادرنہ میں مدرسہ سراجیہ کے پچیس روپیہ تنخواہ پر مدرس ہوئے پھر قسطنطنیہ میں مدرسہ مراد پاشا میں تیس روپیہ کی تنخواہ پر تشریف لے گئے وہاں سے مدرسہ محمود پاشا میں چالیس روپیہ پر تبدیل ہوئے، جہاں آپ کی پچاس روپیہ تک ترقی ہوئی بعد ازاں آٹھ مدارس میں سے ایک کے مدرس مقرر ہوئے پھر سلطان سلیمان کی طرف سے بعض کتب فارسیہ کے ترکی میں ترجمہ کرنے پر مامور ہوئے جس کو آپ نے عقوڑی ہی مدت میں نہایت خوبی سے انجام دیا، جس پر آپ کو سلطان بائزید خاں مدرسہ تفویض ہوا پھر آپ کو حلب کی قضا رہی مگر کچھ عرصہ کے بعد قضا سے معزول ہو کر تفتیش احوال قاہرہ کے کام پر مامور ہوئے جس کو آپ نے ایک سال تک کمال استقامت کے ساتھ انجام دیا، پھر دمشق کے قاضی مقرر ہوئے اور وہاں سے مصرفات الابرار کی قضا پر تبدیل ہوئے پھر مدرسہ ابی ایوب انصاری آپ کو دیا گیا مگر عقوڑی دنوں کے بعد بسبب فقدان بصارت کے سو روپیہ ماہواری

کے وظیفہ پر پیشن یا ب ہو گئے۔ آپ کی تصنیفات سے حواشی شرح مواقف و حواشی شرح مفتح جربانی اور ایک دیوان ترکی زبان میں اور حواشی شرح وقایہ (جن میں ان مسائل کی تشریح کی ہے جن کے حل کی طرف شارح نے تعرض نہیں کیا) یادگار ہیں۔ وفات آپ کی اسی سال کی عمر میں ۹۴۳ھ میں ہوئی، "فخر چمن" تاریخ وفات ہے۔

مولیٰ تاج الدین ابراہیم

مولیٰ تاج الدین ابراہیم بن عبداللہ حمیدی رحمۃ اللہ علیہ؛ شہر حمید میں نویں صدی کے ابتداء میں پیدا ہوئے اور قسطنطنیہ میں داخل ہو کر وہاں وطن اختیار کیا، علوم مولیٰ نور الدین وغیرہ سے حاصل کر کے فاضل اجل، فقیہ اکمل ہوئے۔ پہلے قسطنطنیہ کے مدرسہ ابراہیم دواس میں مدرس مقرر ہوئے پھر مدرسہ قصبہ بلوینہ اور مدرسہ قاضی اسود اور مدرسہ سلیمان پاشا واقعہ ازینق میں مدرس مقرر ہوئے اور وہاں شرح وقایہ پر حواشی لکھے اور ان میں ابن کمال پاشا کے اعتراضوں کا خوب جواب لکھا اور جب اس مدرسہ سے علیحدہ ہوئے تو ایک رسالہ تصنیف کیا جس میں چند مواضع سے اقوال جمع کر کے سولہ جگہ پر ابن کمال پاشا پر تردید کی اور نیز سید کی شرح مفتح کا بعض مقامات سے حاشیہ تصنیف کیا اور اس میں بھی ابن کمال پاشا کی تردید کی اور صرف میں شرح مراح تصنیف کی وفات آپ کی ۹۴۳ھ میں ہوئی۔

مفتی ملا فیروز

مفتی ملا فیروز معروف بہ پنچہ گنائی بن لونی گنائی : کاشمیر کے علمائے اجلہ اور فضلاء متبحرین سے جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے، ابتداء جوانی میں حرمین شریفین کی زیارت کو تشریف لے گئے اور کچھ مدت تک وہاں رہ کر ہندوستان کو آئے اور بدایوں میں پہنچ کر ہر چیز تحصیل علوم میں مشغول ہوئے لیکن کامیابی حاصل نہ ہوئی، آخر کو خوش قسمتی سے آپ کو حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت ہوئی، آپ نے ان سے علم کا سوال کیا، اس پر حضرت خضر جالیس لہ و ناپ کے پاس آئے اور مختلف علوم پڑھاتے رہے یہاں تک کہ فقہ و حدیث و تفسیر وغیرہ علوم میں عالم فاضل ماہر کامل ہوئے۔ جب آپ کی کنیت کا چرچا دور و نزدیک پہنچا تو اکبر شاہ نے بہ ہزار منت و التجا آپ کو اپنے پاس بلا کر بلا اعزاز و اکرام کیا اور کاشمیر کو مفتی اعظم بنا کر بھیجا جہاں آپ نے اجرائے احکام شریعت کا کمال دیانت و امانت سے کیا اور تصفیہ باطن کے لئے شیخ میر حمزہ کاشمیری کے مرید ہوئے اور عہد حسین شاہ والی کاشمیر میں ۹۴۳ھ میں ستر سال کی عمر میں شیعوں کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ "شمع محبوب شہر" تاریخ وفات ہے۔ آپ کے

شہرہ بریم الدین حمیدی "مجموعہ تصنیفات" (ترتیب) ۹۴۳ھ نزہت الخواطر (ترتیب)

فرزندوں میں سے ملا عبدالوہاب بھی بڑے عالم فاضل اور صاحبِ تالیفات ہوئے ہیں جنہوں نے حاشیہ شرح مواقف اور شمسہ وغیرہ تحریر کئے۔

علی متقی

علی بن حسام الدین بن عبدالملک بن قاضی خان متقی جو نپوری الاصل برہانپوری المولد: ۸۵۶ھ میں برہانپور میں پیدا ہوئے، پہلے شیخ حسام الدین ملتانی وغیرہ سے مختلف علوم حاصل کئے پھر ۹۵۳ھ میں مکہ شریف کو تشریف لے گئے اور شیخ ابوالحسن بکری وغیرہ مشائخ و ارکان دین سے فقہ و حدیث وغیرہ علوم و فنون کی تکمیل کر کے جامع کمالات ظاہری و باطنی ہوئے اور مکہ معظمہ میں ہی اقامت اختیار کر کے نشر علوم ظاہری و باطنی میں بذریعہ تدریس و تصنیف و است کتاب اور تلقین و ریاضت و تقویٰ میں مصروف ہوئے اور بقیعہ مبارکہ کے خواص و عوام میں یہاں تک آپ کی کمالت و فضیلت کی شہرہ آفاق ہوئی کہ شیخ ابن حجر ہیثمی مفتی حرم محترم مولف صواعق محرقة جو ابتداء میں آپ کے استاذ تھے اخیر کو اپنے آپ کو آپ کا تلمیذ تصور کرنے لگے اور رسم ارادت بجا لاکر آپ سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ اکثر اوقات آپ اپنے ہاتھ سے میاہی درست کر کے طالب علموں کو دیتے اور ان سے ان کتابوں کے جو کیا اب ہوئیں متعدد نسخے لکھوا کر اہل علم کو دیتے تھے۔ آپ نے بہت سی کتابیں و رسائل تصنیف کئے جن کا مجموعہ صغیر و کبیر عربی و فارسی ہو سکتا ہے سے متجاوز ہے لیکن سب سے بڑی اور مفید تر کنز العمال فی سنن الاقوال و الافعال ہے جس میں آپ نے شیخ جلال الدین سیوطی کی کتاب جامع صغیر اور جامع کبیر یعنی الجوامع اور زوائد و اکمال کو جن میں احادیث کو صرف تہجی پر جمع کیا گیا تھا اور جمیع احادیث قولی و فعلی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احاطہ کا دعویٰ کیا گیا ہے تبویب فرمائی اور ابواب فقہیہ پر ان کو ترتیب دیا پھر ان کو منتخب کیا اور اکثر مکررات کو حذف کر کے ایک مہذب و منقح کتاب چار جلد میں تیار کی جس کی نسبت ابوالحسن بکری مکی نے فرمایا ہے للسیوطی منہ علی العالمین و للمتقی منہ علیہ، یہاں سے غور کرنا چاہئے کہ آپ کی اسمان نظر فہم معانی اور ترتیب الفاظ احادیث میں کس قدر تھی، آپ کا اشتغال تتبع سنن و احادیث نبوی میں یہاں تک تھا کہ اخیر وقت میں بھی جب مقصدائے بشریت کے امکان حرکت اور طاقت بننے کی نہ رکھتے تھے، حکم کیا تھا کہ تادم اخیر مقابلہ کتب احادیث کا ہمارے آگے سے نہ اٹھاؤ، لوگوں نے عرض کیا کہ ہم کو کس طرح معلوم ہو کہ اب آپ کا دم اخیر ہے۔ آپ نے فرمایا جب تک ہماری انگشت شہادت کو موافق حرکت ذکر کے متحرک دیکھو تو یہی جاؤ کہ ابھی تک روح قالب میں ہے اور جب وہ

لہذا ذی حجتی ولادت ۸۵۶ھ۔ ۱۱۰۰ھ حیدرآباد دکن سے (طبع دوم) ۲۲ جلدوں میں شائع ہو چکی ہے انہوں نے قرآن پاک کی تفسیر بھی لکھی جو اب کیں نہیں ملتی۔ (مرتب)

حکمت سے باز رہ جائے تو جان لو کہ روح قبض ہو گئی چنانچہ ایسا ہی انہوں نے کیا اور آپ نے دوم جہادی
الاولیٰ ۱۹۷۷ء کو سحر کے وقت وفات پائی۔ آپ کی تاریخ ولادت "سحر خیز" اور تاریخ وفات "شیخ مکہ"
ہے۔ شیخ عبدالوہاب متقی نے آپ کی تعریف و سوانح عمری میں ایک کتاب اتحاف المتقی فی فضل شیخ علی
المتقی تصنیف کی ہے اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے کتاب زاد المتقین میں آپ کا ذکر ایسی شرح و بسط
سے کیا ہے کہ اس سے زیادہ منظر نہیں۔

سید عبداللہ ربانی

سید عبداللہ ربانی بن سید محمد غوث گیلانی حلبی اوچی : جامع علوم معقول و منقول، حاوی
فروع و اصول، صاحب عمل و توکل، دنیا و مافیہا سے بے نیاز اور قصبہ اوچ میں سکونت رکھتے تھے
آپ کے وسیلہ سے بے شمار خلقت صورتی و معنوی کمالات کو پہنچی۔ وفات آپ کی بہ عہد اکبر بادشاہ
۱۹۷۸ء میں ہوئی۔ مزار آپ کا اوچ میں زیارت گاہ ہے "فخر زمان" تاریخ وفات ہے۔

محمد آفندی برکلی

محمد آفندی برکلی رومی : عالم فاضل، جامع علوم نقلیہ و فنون عقلیہ تھے، علم محی الدین اخوند
سے پڑھا اور سلطان سلیمان خاں کے عہد میں مولیٰ عبدالرحمن قاضی عسکر کی ملازمت کی یہاں تک کہ فائق قرآن
ہوئے اور ایک خلق کثیر نے آپ سے استفادہ کیا، آپ کے اور معلم سلطان سلیم خاں کے باہم بڑی محبت تھی
اس لئے اس نے قصبہ برکلی میں آپ کے لئے مدرسہ بنوایا۔ آپ کی تصنیفات سے مختصر کافیہ بیضاوی
کی شرح اور کتاب طریقہ محمدیہ اور حواشی شرح وقایہ اور کتاب الفرائض یادگار ہیں۔ وفات آپ کی
۱۹۸۱ء میں ہوئی۔ "کان فضل" تاریخ وفات ہے۔

ابوالسعود

محمد بن محمد بن مصطفیٰ بن عماد اسکلیبی المعروف بہ ابی السعود : قصبہ اسکلیب میں جو روم کے
ملک میں واقع ہے، انیسویں ماہ صفر ۸۹۶ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے باپ نے جوڑے عالم فاضل تھے
بعد سبانی علوم کے آپ کو فقہ و ادب کی تعلیم دی اور سکاکی کی مفتاح کو حفظ کرایا اور نیز فنون ادبیہ اور علوم
تقلیہ و عقلیہ مویذ زادہ تلمیذ جلال الدین دوانی اور ایک جماعت علمائے عصر سے حاصل کئے یہاں تک
کہ شیخ کبیر اور عالم نخریر عرب و عجم میں بے نظیر ہوئے اور یہی است مذہب و فتیاء تدریس کی آپ پڑھتی ہوئی،
چونکہ اصول و فروع میں قوت کاملہ اور قدرت شاملہ اور فضیلت تامہ رکھتے تھے اس لئے اکثر بعض سال
میں اجتہاد کر کے ان کو نکالتے اور بعض دلائل سے ان کو ترجیح دیتے تھے علم ادب میں یہ حال تھا کہ

لے شیخ الاسلام محمد بن محمد بن عماد مصطفیٰ عمادی جو جوہر حلبی انسا بیکلو پیڈیا ایف اسلام" (مرتب)

شیخ مفتی قطب الدین کہتے ہیں کہ میں نے رحلتِ اولیٰ میں ۹۲۳ھ کو جبکہ آپ استنبول کے قاضی تھے آپ سے ملاقات کی اور آپ کو نہایت فصیح و بلیغ اور فنِ ادب میں ریح پا یا اور میں نے آپ کی اس عربیت سے جو ولایتِ عرب میں پھر کر حاصل نہیں کی تھی، تعجب کیا اور کہا کہ یہ ضرور بخششِ خدا سے ہے پہلے سلطان سلیمان خان نے آپ کو مدارسِ بروسا و قسطنطنیہ وغیرہ دتے، بعد ازاں بروسا پھر قسطنطنیہ کی قضا، آپ کے سپرد ہوئی پھر ۹۲۷ھ میں رومِ اہلی میں عسکرِ منصور کی قضا، آپ کو تفویض کی گئی اور سلطان کو اس روہنی کے خطاب کرنے کا آپ کو درجہ حاصل ہوا پھر ۹۵۱ھ میں قسطنطنیہ میں افتاء کا منصب حاصل کیا جس پر تیس سال تک قائم رہے اور وہیں ایک تفسیرِ شمسِ بہار شاد العقل سلیم الی مزایا الکتاب الکویم تصنیف کی اور اس کو سید محمد نقیب بن سید محمد بن عبدالقادر اپنے داماد اور شاگرد کے ہاتھ سلطان کے پاس بھیجا جس کو سلطان نے بڑی خوشی سے قبول کر کے ان کے وظیفہ میں اضافہ کیا اور بعد وفاتِ سلیمان خان کے اس کے بیٹے سلیم خان نے بھی بڑی تعظیم و تکریم قائم رکھی اور آپ نے مدتِ العمر عزت و توقیر کے ساتھ زندہ رہ کر ۹۸۱ھ یا ۹۸۲ھ میں وفات پائی۔ "قدوة المفسرین" تاریخِ وفات ہے۔ تفسیرِ آپ کی تمام لطائف و نکات اور فوائد و اشارات پر شامل ہے، نہ اس قدر طویل ہے کہ جس سے ملالت حاصل ہو اور نہ اس قدر قصیر ہے کہ مطلب فوت ہو۔

صاحبِ کشف الظنون نے لکھا ہے کہ یہی تفسیر ہے جو کشف کے بعد تصنیف ہوئی ہے اور جس اعتبار اور اشتہار کے رتبہ کو پہنچی ہے، بیضاوی اس کو نہیں پہنچی اور یہاں تک اس کے حسنِ سبک اور لطفِ تعبیر سے اس کے نسخے اقطار و اکنافِ عالم میں منتشر ہوئے اور فحولِ علماء و کبارِ فضلاء نے اس کو قبول کیا کہ اس کے مصنف کو خطیبِ المفسرین کا خطاب دیا گیا اور منشی محمد مؤرخ ترکی نے اس کی تاریخ تاج تفسیر کلام معجز اور تاریخ تبیص اس کی لفظ تفسیر اکبر سے نکالی ہے۔

مولانا کلال

مولانا کلال اولادِ خواجہ کوہی : محدثِ اجل ، فقیہِ فاضل ، علوم کے بحرِ ذخار تھے، حدیث اور علومِ درسیہ کو زبدۃ المحققین میرک شاہ تلمیذ سید جمال الدین محدث صاحبِ وصیۃ الاحباب سے حاصل کیا اور بہت سے مشائخ کی صحبت کی اور حج کر کے ہندوستان میں تشریف لائے اور جہانگیر شاہ کے استاد ہوئے۔ ہندوستان کے ایک بڑے گروہ نے آپ سے حدیث کو پڑھا بلا علی قاری نے بھی آپ سے مشکوٰۃ شریف پڑھی جیسا کہ انہوں نے مرقاة شرح مشکوٰۃ میں اس بات کی

تصریح کی ہے۔ وفات آپ کی ۱۹۸۳ء میں ہوئی اور اگر وہ میں دفن کئے گئے۔ "فخر زمانہ" تاریخ وفات ہے۔

محمد طاہر پٹنی

محمد بن طاہر پٹنی : خادم حدیث نبوی، ناصر سنن مصطفوی، جامع منقول و معقول، حاوی فروع و اصول تھے۔ ۱۹۱۲ء میں شہر منروہ میں پیدا ہوئے، پہلے اپنے ملک کے علماء و فضلاء مثل مولانا شیخ ناگوری اور شیخ برہان الدین سمودی اور مولانا پیدائش سوہی اور علامتہ وغیرہ سے علوم و فنون کی تحصیل و تکمیل کی پھر حرمین شریفین کو تشریف لے گئے اور وہاں کے علماء و مشائخ مثل شیخ ابی عبید اللہ زبیدی اور سید عبداللہ عدنی اور شیخ عبید اللہ حضرمی اور شیخ جبار اللہ مکی اور شیخ ابن حجر مکی صاحب صواعق محرقة اور شیخ علی مدنی اور شیخ برنوردہ سندھی اور شیخ ابوالحسن بکری مکی سے علوم و فنون حاصل کئے خصوصاً شیخ اجل اور ولی اکمل علی بن حسام الدین متقی سے بے شمار فیوض حاصل کر کے ان کے مرید خاص ہوئے پھر اپنے وطن میں واپس ہو کر افادہ علوم اور اعلائے کلمۃ الحق کا ہنگامہ گرم کیا اور تصانیف نفیسہ میں مصروف ہوئے جن میں سے مجمع البحار فی غریب الحدیث اور المعنی فی ضبط اسما الرجال اور تذکرۃ الموضوعات فی الاحادیث الموضوعہ اور قانون الموضوعات فی ذکر الضعفاء والوضاعین وغیرہ ہیں اور بموجب وصیت اپنے شیخ علی متقی کے واسطے امداد کتب نویسوں کے اپنے ہاتھ سے سیاہی حل کر کے دیتے تھے یہاں تک کہ سبق پڑھانے کے وقت بھی سیاہی حل کرنے میں مشغول رہتے تھے۔ ان دنوں فرقہ بواہیر مہدویہ کا بڑا زور تھا اور وہ سید محمد جونپوری مدعی مہدویت کا اقتدار کرتے تھے، آپ نے مثل اپنے شیخ و اساتذ کے کمر مت باندھ کر عہد کیا کہ جب تک بدعت قوم مذکور میں سے دور نہ ہوگی پگڑی اپنے سر پہنہ باندھیں گے چنانچہ کچھ مدت تک بغیر پگڑی باندھنے کے ان کے استیصال میں مشغول رہے۔ جب ۱۹۸۰ء میں اکبر شاہ نے گجرات کو فتح کیا تو آپ سے اس کی قصبہ پٹن میں ملاقات ہوئی اور اس نے اپنے ہاتھ سے آپ کے سر پہ پگڑی باندھ کر کہا کہ آپ کے ترک دستار کا سبب میں نے سن لیا ہے پس اب نصرت دین متین کی آپ کے ارادہ کے موافق مجھ پر لازم ہوئی، اسی سال گجرات کی حکومت خان اعظم میرزا عزیز کو کہہ کے سپرد ہوئی جس کی اعانت سے اکثر رسوم بدعت کی دور ہوئیں لیکن تھوڑے ہی دنوں کے بعد صوبہ گجرات خاناناں عبدالرحیم کے تحت حکومت میں آگیا جس کی حمایت سے فرقہ مہدویہ نے پھر زور پکڑ لیا۔ آپ نے پھر پگڑی

۱۹۱۳ء "النور" مفضل حالات کے لئے "تذکرہ علامہ شیخ محمد بن طاہر پٹنی از عبدالوہاب" ملاحظہ کریں۔ (مرتب)

اپنے سر سے اتار ڈالی اور اگرہ کا قصد کیا کہ اکبر شاہ کے پاس جا کر عرض حال کریں اور اس بدعت کے دور کرانے کا قرار واقعی تدارک کرائیں۔ ہر چند شیخ وجیہ الدین علوی نے کناہیہ منع کر کے فرمایا کہ یہ جہاں مظهر اسمائے جلالی و جمالی ہے حفظ آثار اور احکام ہر اسم صراطِ مستقیم ہے مگر کچھ سو و مندنہ پڑا اور آپ نے ۹۸۶ھ میں کوچ کر ہی دیا، راستہ میں مخالفوں کی ایک جماعت نے پہنچ کر درمیان اوجین و سارنگپور کے آپ کو شہید کر دیا، نعش آپ کی مالوہ سے قصبہ پٹن میں لاکر آپ کے اسلاف کے مقابر میں دفن کی گئی، خلیفہ دوران "تاریخ وفات ہے۔"

شیخ عبدالحق محدث دہلوی اخبار الاحیاء میں میان غیاث ساکن بروج صوبہ گجرات کے حالات میں جو اپنے وقت کے صلحاء تھے لکھتے ہیں کہ شیخ عبدالوہاب خلیفہ شیخ علی متقی نے فرمایا کہ میں نے ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اس زمانہ میں کون افضل الناس ہے۔ آپ نے فرمایا میان غیاث پھر تیرا شیخ پھر محمد طاہر انتہی۔ بعض نے آپ کا نسب حضرت ابو بکر صدیق تک پہنچایا ہے اور بہ اتفاق جمہور آپ قوم بوہرہ میں سے تھے جو صوبہ گجرات میں رہتی ہے جس کے اسلاف ملا علی کے ہاتھ پر جن کی قبر کھنات میں ہے، اسلام لائے تھے۔ تمام تجارت پیشہ اور اہل حرفہ ہیں غالباً ان کے اس لقب سے مشہور ہونے کی وجہ یہی شغل تجارت ہے جس کو ہندی میں بیوپار کہتے ہیں۔

مولیٰ احمد بن مولیٰ بدرالدین

مولیٰ احمد بن مولیٰ بدرالدین قورد آفندی المعروف بہ قاضی زادہ رومی : شمس الدین یازین الدین لقب تھا۔ اپنے زمانہ کے فقیہ محدث، عالم محقق فاضل مدقق امام العلماء سید الفقہاء تھے علوم مولیٰ محمد المعروف بہ چوٹی زادہ اور مولیٰ سعدی محشی تفسیر بیضاوی سے حاصل کئے، مدت تک بلاد روم میں حلب و عسکر کے قاضی اور قسطنطنیہ میں مفتی رہے۔ ہدایہ کی شرح کتاب الوکالت سے آخر تک مسمیٰ بہ نتائج الافکار فی کشف الرموز والاسرار بطور شکرہ فتح القدیر کے تصنیف فرمائی اور اس میں تین ہزار ایراد ایسے تراجم ہدایہ پر کئے جو آپ سے پہلے کسی ثقہ نے نہیں کئے تھے اور نیز سید کی شرح مفتاح کا حاشیہ اور اوائل شرح وقایہ پر حاشیہ لکھا اور رسائل کثیرہ تصنیف کئے۔ وفات آپ کی ۹۸۵ھ میں ہوئی۔ "مقصود مذاہب" تاریخ وفات ہے۔

کفوی

محمد بن سلیمان کفوی : جامع علوم عقلیہ و نقلیہ اور واقف فنون اصولیہ و فروعیہ

لے بیوار (مرتب)

عالم ماہر، فاضل متبحر تھے۔ علم محمد بن عبدالوہاب تمیذ ابن کمال پاشا شاگرد مصلح الدین قسطلانی سے حاصل کیا اور نیز سید محمد بن عبدالقادر تمیذ نور الدین قرہ صوفی شاگرد سنان پاشا سے پڑھا۔ مدت تک تالیف و تصنیف و درس و تدریس سے علم کو نشر کیا۔ ایک کتاب مسمیٰ بہ کتاب اعلام الاحیاء المشہورہ بہ طبقات کفوی نہایت عمدہ تصنیف کی جس میں مشاہیر حنفیہ کے حالات امام اعظم سے لے کر اپنے زمانہ تک مع ان کے سلسلہ تلمذ و وفات و ولادت و تصنیفات و آثار اور حکایات کے لکھے اور ہر ایک کے ترجمہ میں ان کی تصنیفات و تالیفات سے فوائد درج کئے اور کئی ایک کتاب میں اس کو مرتب کر کے ہر ایک کتبہ کو تراجم جماعت غفرہ سے پر کر کے اس کو اس جماعت صلحاء و اولیاء کے ذکر سے ختم کیا جن کے ذکر کے وقت خدا کی رحمت نازل ہوتی اور نحوست دور ہوتی ہے۔ وفات آپ کی ۹۹۹ھ میں ہوئی۔ شیخ بے نیاز تاریخ وفات ہے۔

مولانا عبداللہ سندھی

مولانا عبداللہ سندھی : شیخ علی متقی کے اصحاب میں سے تھے اور گو شیخ ابن حجر مکی سے شاگردی کی نسبت رکھتے تھے لیکن شیخ ابن حجر نے آپ سے علم ظہری میں استفادہ کیا اور اکثر وقت کہتے کہ ہمارے لئے اس کلام کو عربی کر دو شیخ نے آپ کی اجازت کے ورقہ میں یہ لکھا کہ فائدہ دیا انہوں نے مجھ کو زیادہ اس سے جو فائدہ پچڑا، آپ بڑے دانشمند تھے اور کسی سے کچھ طمع اولہ کام نہ رکھتے تھے، محض خدا کے لئے درس دیتے اور فائدہ پہنچاتے اور تصحیح کتب کی کرتے تھے آپ نے ایک نسخہ مشکوٰۃ کا اپنے ہاتھ سے نہایت عمدہ صحیح کیا تھا اور اس کو محشی کر کے ورق ورق کر دیا تھا۔ بہت لوگ ایک مجلس میں اس سے استفادہ اور انتساح کرتے تھے۔ حواشی میں آپ نے مذہب حنفیت کا اثبات کر کے اس کے دلائل درج کئے تھے۔ آپ کا قول تھا کہ میں نے مشکوٰۃ کو حنفی بنا دیا ہے اور کہتے ہیں کہ تمام عمر میں جو میں نے کام کیا ہے، تصحیح مشکوٰۃ کی ہے اور امید رکھتا ہوں کہ فدائے تعالیٰ اس کی برکت سے مجھے بخش دے، وفات آپ کی ۹۹۶ھ میں ہوئی اور تاریخ وفات آپ کی "چشمہ رحمت" ہے۔

شیخ وجیہ الدین علوی

شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی : عالم ماہر، فاضل متبحر، زاہد، عارف، فقیہ، محدث، جامع کمالات ظاہری و باطنی تھے۔ ۹۱۱ھ میں قصبہ جابانیر واقع صوبہ گجرات میں پیدا ہوئے اور وہاں ہی نشوونما پا کر طلب علم میں نکلے اور ملا عماد طاری سے علوم حاصل کئے اور شیخ فاضل سے

خرقہ پہنا۔ تمام عمر مدرس علوم اور تصنیف کتب میں مصروف رہے اور اکثر کتب کے شروع و حواشی تصنیف فرمائے چنانچہ شرح نخبۃ الفکر (اصول حدیث میں)۔ حاشیہ تفسیر بیضاوی، حاشیہ عہدی، حاشیہ تلویح، حاشیہ بزوی، حاشیہ ہدایہ، حاشیہ شرح وقایہ، حاشیہ مطول، حاشیہ مختصر، حاشیہ شرح تجرید، حاشیہ اصفہانی، حاشیہ شرح عقائد تفتازانی، حاشیہ قدیمہ محقق دوانی، حاشیہ مواقف، حاشیہ شرح حکمۃ العین، حاشیہ شرح مقاصد، حاشیہ شرح چینی، حاشیہ شرح جامی، شرح ارشاد فی النحو وغیر ذلک آپ کی تصنیفات سے ہیں۔

آپ کا بادشاہ اور علماء و فضلاء کے نزدیک یہاں تک اعتبار تھا کہ جب سید محمد غوث صاحب جو ابراہیم سبب ایثار شیر شاہ بادشاہ کے گوالیار سے گجرات میں پہنچے تو وہاں کے علماء ان کے رسالہ معراج نامہ کے مضامین پر اعتراض ہو کر مناہعت میں اٹھے اور سید موصوف کے قتل میں ایک محضر نامہ لکھ کر تمام علماء نے مہربانیت کر دیں یہاں تک کہ حضرت شیخ علی متقی نے بھی جو صاحب علوم ظاہری و باطنی تھے محضر نامہ مذکور پر اپنی مہربانیت کر کے بادشاہ کے پاس بھیج دی، بادشاہ نے تامل کر کے فرمایا کہ جب تک شیخ وجیہ الدین کی اس پر مہربانیت نہ ہوگی قتل کا حکم نہ دیا جائے گا۔ پس محضر مذکور آپ کے پاس بھیجا گیا اور آپ بغرض دریافت حال کے سید صاحب موصوف کی خدمت میں تشریف لے گئے اور پہلی ہی ملاقات میں فریفتہ حال و قال سید صاحب ہو کر استغناء کو پارہ پارہ کر دیا اور علماء کو جواب میں فرمایا کہ تمہارا فہم کلمات و معانی سید صاحب کو نہیں پہنچ سکا اور جو تم نے حکم کیا ہے ظاہر شریعت میں ایسا ہی ہے لیکن یہ معاملہ باطنی ہے اور معراج سید صاحب کا عالم واقع میں وقوع میں آیا ہے اور حالات واقع کو عالم ظاہر کے ساتھ کچھ اعتبار نہیں۔ وفات آپ کی ۹۹۷ھ میں ہوئی اور قبر آپ کی احمد آباد میں زیارت گاہ عام ہے۔ تاریخ وفات آپ کی کہہ جنت الیقادوس نزلانے نکلتی ہے۔

بیچے بن بخشی رومی

بیچے بن بخشی رومی : عالم فاضل، فقیہ متبحر تھے، بہت لوگوں نے آپ سے فیض پایا اور شریعت الاسلام کی شرح تصنیف فرمائی اور اوائل دسویں صدی میں فوت ہوئے۔

محمود بن شیخ محمد

محمود بن شیخ محمد : بڑے کریم النفس عالم فاضل محب العلم والعلما، تھے پہلے شہر بڑسا کے قاضی مقرر ہوئے پھر ۹۸۷ھ میں آپ کو سلطان بابر نے دہلی میں قضا عسکر کی عطا کی

سید بیچے بن بخشی بن ابراہیم اکونانی رضی عنہ (مقول بعض ۸۸۰ھ) بہت سی کتب کے مصنف تھے "ہدیۃ العارفین" مرتب

آپ نے ترک زبان میں ایک محمودیہ نام نظم میں تصنیف کی ہے۔

برجندی

عبدالعلی بن محمد بن حسین برجندی : جامع انصاف علوم محسوس و منقول، حاوی انواع مسائل فروع و اصول، فقیہ محدث، صاحب زہد و تقویٰ تھے خصوصاً علم نجوم و حکمیات و ریاضی میں آپ کو بدِ طوئی حاصل تھا۔ علم حدیث کا خواجہ مولانا اصفہانی اور فنون حکمیہ مولانا منصور ولد مولانا معین الدین کاشی سے حاصل کئے، باقی علوم متداولہ مولانا کمال الدین شیخ حسین قنوی سے اخذ کئے اور مولانا سف الدین احمد تفتازانی اور مولانا کمال المسعودی شروانی سے بھی استفادہ کیا اور ہمیشہ اوصاف تواضع و پرهیزگاری و حلم اور دینداری سے متصف رہ کر نشرِ علوم اور تالیف و تصنیف میں مصروف رہے۔ ۱۱۹۰ھ میں کتاب محبت کی شرح لکھی، فقہ میں مختصر وقایہ کی شرح نقایہ اور مناظرہ میں رسالہ عصدیہ کی شرح اور فن اصطرلاب میں رسالہ طوسی کی شرح تصنیف کی اور شرح ملخص جعینی قاضی زادہ موسیٰ رومی پر حواشی اور رسالہ تذکرہ اور رسالہ تحریر اور رسالہ شمس پر شروع لکھے اور ایک رسالہ العباد و اجرام میں نظم میں تصنیف کیا ہے۔

مولانا شمس الدین محمود خنزی

مولانا شمس الدین محمود خنزی : فارس کے اعظم و اتقیا میں سے جامع معقول و منقول تھے، مدت تک شہر کاشان میں مقیم رہ کر درس و تدریس اور افادہ علوم میں مصروف رہے۔ ۹۳۰ھ میں دو رسالے ایک تفسیر سورہ فاتحہ کتاب اور دوسرا جمل حدیث صحیحہ میں تصنیف کے دارالسلطنت ہرات میں سلطان میرزا حسین کے پاس بھیجے جس نے منظور فرما کر آپ کو صلہ و انعام سے مالا مال کیا۔

شیخ اسماعیل حقی آفندی

شیخ اسماعیل حقی آفندی : عارف کامل فاضل، مفسر مستند، سراج العلماء، زبدۃ الفضلاء تھے۔ اپنے شیخ عثمان نزہی قسطنطنیہ کے اشارے سے چھ جلد میں تفسیر روح البیان تصنیف فرمائی جس میں

۱۱۹۰ھ بروز جمعہ بن محمد بن شمس الدین حقی آفندی دریش الاماریہ رومی، وفات ۱۱۹۱ھ (ہجرت ۱۷۹۷ء) سے متوفی ۱۱۹۳ھ (مجموع المؤمنین) اور بقول بعض ۱۱۹۲ھ،

نظام الدین لقب ان کی ایک تصنیف "ساکت ہاک" یا "عجائب البلدان" کا نقلی نسخہ کتب خانہ گنج بخش، اسلام آباد میں موجود ہے۔ ۱۱۹۳ھ ابو الفداء اسماعیل حقی بن

مستطع استانبول پیدا ہوئے، وفات ۱۱۹۳ھ، ۵۰۰ھ سے زائد کتب تصنیف کیں۔ (ہجرت العارفین) (مرتب)

امام اعظم کے مذہب کی تائید اور اعانت کی اور انہیں کے مذہب کے موافق آیات قرآنی کی تفسیر فرمائی۔

صلاح الدین موسیٰ

صلاح الدین موسیٰ بن حمید الدین بن افضل الدین : آپ بھی اپنے باپ کی طرح بڑے عالم فاضل عابد زاہد تھے اور ہر وقت علم و عبادت و تدریس و نشر علوم میں مصروف رہے اور آٹھ مدارس میں سے ایک کے مدرس ہوئے۔

مولانا حسامی واعظ

مولانا حسامی واعظ : چونکہ مولانا محمد حسام الدین قستانی کے اقربا و تلامذہ میں سے تھے اس لئے اسی مناسبت سے حسامی کے نام سے مشہور ہوئے، بڑے فصیح و بلیغ و طلیق اللسان اور کثرت قوت حافظہ میں مشہور و معروف تھے چنانچہ بڑی بڑی حکایات کو بعینہ عبارت مصنفین میں منبج یاد پڑھ دیتے تھے اور ہر جمعہ کو جامع مسجد دارالسلطنت ہرات میں وعظ کرتے تھے اور چار شنبہ کے روز مزار خواجہ ابوالولید احمد قدس سرہ میں لوگوں کو وعظ و نصائح سے محظوظ و مسرور فرماتے تھے اور مولف حبیب السیر متوفی ۱۹۴۲ھ کے معصروں میں سے تھے۔

مولی امیر کیو

محمد بن عبدالاول تبریزی الشہیرہ مولی امیر کیو : بڑے عالم فاضل، عارف علوم عقلیہ و نقلیہ اور جامع فنون اصولیہ و فرعیہ تھے اور صنعت انشاء میں آپ کو معرفت تامہ حاصل تھی : آپ کا تبریز کا قاضی تھا۔ آپ نے صغریٰ میں مولی جلال الدین دوانی کو دیکھا اور اپنے باپ کی حیات میں روم کے ملک میں آئے۔ چونکہ آپ کے باپ اور عبدالرحمن بن مؤید میں بڑی دوستی تھی اس لئے اس نے آپ کو سلطان بایزید خاں کے حضور میں حاضر کیا، اس نے آپ کو مدرسہ وزیر مصطفیٰ پاشا کا مدرس مقرر کیا پھر آپ مدارس بروسا و مغنیا کے مدرس ہوئے۔ بعد ازاں دمشق اور حلب اور قسطنطنیہ کی قضاہ آپ کے سپرد ہوئی اور آپ کے اور سید محمد بن عبدالقادر کے درمیان بڑے مناظرے و مباحثے ہوتے رہے۔

مولانا خواجہ شمس الدین پال کاشمیری

مولانا خواجہ شمس الدین پال کاشمیری : اعلم علمائے دہرا اور مرجع فضلاء عصر تھے۔

مرزا حیدر کے زمانہ میں بسبب حق گوئی کے علماء کے درمیان ممتاز تھے، اکثر علماء سے بحث و مناظرہ میں غلبہ حاصل کیا اور بہ دلالت خواجہ داؤد طوسی کے جو آپ کے شاگردوں میں سے تھے حضرت مخدوم کی خدمت میں پہنچے اور ان سے طریقت کو حاصل کیا، بعد شہادت میرزا حیدر کے حرمین شریفین کو تشریف لے گئے اور وہیں وفات پائی۔

حدیقہ یازدہم

گیارہویں صدی کے فقہار و علماء کے حالات میں

شیخ عبدالوہاب متقی

شیخ عبدالوہاب متقی بن شیخ ولی اللہ مندوی : شہر مندو میں پیدا ہوئے، پھر آپ کے والد ماجد جو اکابر و اعیان ولایت مندو سے تھے بسبب حوادث زمانہ کے ہندوستان میں آکر بہان پور میں سکونت پذیر ہوئے اور مقوڑے دنوں کے بعد آپ کو صغیر السن چھوڑ کر فوت ہو گئے آپ کو صغیر سنی میں ہی علم اور تصوف کا شوق غالب ہوا اس لئے ملک گجرات اور دکن و سیلان اور سرائیپ میں سیر کر کے تحصیل علم میں مشغول ہوئے اور اکثر علماء و صلحاء و مشائخ کی صحبت سے فیضیاب ہو کر بیس سال کی عمر میں ماہ جمادی الاولیٰ ۹۶۳ھ کو مکہ معظمہ میں پہنچے اور بعد ازاں حج کے مشیخ علی متقی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بارہ سال تک ان کی صحبت میں رہ کر فقہ و حدیث و علوم شرعیہ وغیرہ میں فاضل اجل اور قاموس اللغہ اور معارف فقر و تصوف میں عارف کامل اور اولیائے اکمل ہوئے اور بعد وفات شیخ علی متقی کے ان کے خلیفہ و جانشین ہو کر ۲۶ تک مکہ معظمہ میں نشر علوم ظاہری و باطنی میں مصروف رہے اور ان چالیس سال میں کوئی حج آپ سے فوت نہیں ہوا اگرچہ بعد وفات پیر روشن ضمیر کے آپ واسطے ادائے حقوق ذوی الارحام کے گجرات میں تشریف لائے مگر اسی سال مکہ معظمہ میں مراجعت فرما کر اس سال کا حج ادا کر لیا اگرچہ آپ ہر ایک علوم شرعیہ و نقلیہ کو پڑھاتے تھے لیکن تفسیر و حدیث و تصوف کی برغبت تمام و خوشی مالا کلام تسلیم دیتے تھے اور جو شخص جس ملک کا ہوتا اس کو اسی کی زبان میں تعلیم کے وقت تقریر کر کے سمجھاتے شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مکہ معظمہ میں جا کر آپ سے ہی حدیث کو پڑھا اور صحاح ستہ وغیرہ کتب حدیث کی سند

مرزا حیدر بن حسن چغتائی، گورگانی (مصنف تاریخ بیدی، فارسی) حاکم کشمیر، ۹۵۰-۹۵۸ھ میں شیخ فراد نے دھوکے سے قتل کر دیا۔ (نہج الخواطر، مرتب)

حاصل کی اور نیز تصوف میں آپ کے مرید ہوئے اور خرقہ خلافت حاصل کیا اور آپ کا حال بہ شرح و بسط کتاب زاد المتقین اور اخبار الاخبار میں لکھا چنانچہ زاد المتقین میں آپ کے حالات میں لکھا ہے کہ ایک دن آپ کی مجلس میں امام شافعی کے مذہب میں بات شروع ہوئی کہ اکثر ان کا مذہب ظاہر حدیث کے مطابق معلوم ہوتا ہے۔ عرض کیا گیا کہ کئی دفعہ اسے غلبان دل میں ہوتا ہے اور دل میں گزرتا ہے کہ اگر کوئی شخص شافعی المذہب ہو جائے تو بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بات اس طرح پر نہیں ہے کیونکہ حنفی کتب میں جو ولایت ماوراء النہر اور ہندوستان میں مشہور ہیں، اکثر احکام کا اثبات قیاس اور دلائل عقلیہ سے کیا گیا ہے لیکن اس جگہ ایسی کتابیں تصنیف ہوئی ہیں کہ ہر ایک قول حنفی پر حدیث صحیحہ کو وارد کر کے اس کا اثبات کیا گیا ہے بلکہ بعض علمائے حنفیہ نے اس بات کا التزام کیا ہے کہ ہر ایک مطلب پامائت اور حدیث کو معالانے ہیں یہاں تک کہ اس بات کے کہنے کا موقع مل جاتا ہے کہ شافعی ہی اصحاب رسالے میں سے ہیں نہ حنفی چنانچہ اس دعوے کی تصدیق ابن ہمام کی شرح ہدایہ و شمسی شرح مختصر وقایہ اور مواہب الرحمن اور اس کی شرح سے جو بعض علمائے مصر نے تصنیف کی ہیں مطالعہ کرنے سے بخوبی ہوتی ہے اور فرمایا کہ تم کو یہ شبہ ظاہر مشکوٰۃ کی مطالعہ سے پیدا ہوا ہوگا کہ اکثر احادیث اس کی شافعی مذہب کے موافق ہیں کہ اس کے مولف نے اس کی احادیث کو موافق اپنی جستجو و تفحص کے جمع کیا ہے لیکن حنفی مذہب کے اثبات میں اور احادیث راجحہ جو کتابوں میں مذکور ہیں موجود ہیں پھر فرمایا کہ اعتقاد و صدق و حقانیت مذہب حنفی کا بہت بڑا ہے کیونکہ امام ابو حنیفہ کو ایسے یار و اصحاب ہمیا ہوئے ہیں جو کمال علم و فقاہت و حدیث و زہد و دیانت و تقدم و قرب زمانہ سلف میں منصف تھے اور فرمایا کہ ان سالوں میں جو امام اعظم کے مناقب میں تالیف ہوئے ہیں، نظر کرنی چاہئے تاکہ حقیقت حال منکشف ہو پھر فرمایا کہ چونکہ امام ابو حنیفہ نہایت اعلم تھے اس لئے حاسد بہت رکھتے تھے جو ان پر طعن کرتے تھے پس بقول مشہور ہر کہ فاضل تر محمود تھا پس یہ علامت امام ابو حنیفہ کی بزرگی کی ہے۔ وفات آپ کی سن ۱۵۰ھ میں ہوئی، تاریخ وفات آپ کی "شیخ کامل" ہے۔

شیخ مبارک

شیخ مبارک بن شیخ خضر ناگوری اکبر آبادی والد شیخ ابوالفیض فیضی : ہند کے علمائے

۱۵۰ھ پیدائش ۱۹۰ھ آپ کی تفسیر بیع عیون المعانی کا قلمی نسخہ سید تقی مرحوم کے کتب خانہ (لکھنؤ) میں موجود ہے (مرتب)

فحول میں سے فقیہ فاضل، مفسر کامل، جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے، اپنی تمام عمر افادہ و افاضہ اور تشریح علوم میں صرف کی، اخیر عمر میں باوجودیکہ آپ کی بیانی کہ جو کئی محقق مگر قوت حافظہ سے تفسیر منبع عیون المعانی چار مجلد کلاں میں تصنیف کی اور سنہ ۱۰۸۲ھ میں وفات پائی اور گردہ میں دفن کئے گئے۔ "فخر الملک" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

محمد بن بدر الدین منشی

محمد بن بدر الدین منشی الاقصراری : عالم اجل، فاضل اکمل، فقیہ مفسر، ماہر فنون متعددہ تھے، مقام اقصرارہ میں تفسیر جلالین کی طرح پر تفسیر نزیل التنزیل نام سلطان مراد بن سلیم خاں کے واسطے تصنیف فرمائی جس کے طفیل سے آخر ماہ ربیع الآخر ۱۰۸۲ھ میں شیخ حرم نبوی سے آپ مفتخر ہوئے اور سنہ ۱۰۸۲ھ میں وفات پائی۔ "گردہ می خلق" تاریخ وفات ہے۔

شیخ یعقوب صرفی

شیخ یعقوب صرفی حلف شیخ حسن گمانی عاصمی : بڑے عالم فاضل، فقیہ، محدث جامع علوم ظاہری و باطنی تھے، سنہ ۱۰۸۰ھ میں پیدا ہوئے، مغربی میں آپ سے آثار زہیرہ کی اور تیز فہمی اور بزرگی کے ظاہر تھے، سات سال کی عمر میں قرآن شریف حفظ کیا پھر مولانا محمد آنی سے جو مولانا عبدالرحمن جامی کے شاگرد رشید تھے۔ علوم متداولہ اور فنون رسمیہ حاصل کر کے منی طب بخطاب جامی ثانی ہوئے اور حضرت اخوند ملا بصیر سے بھی استفادہ علوم کیا بعد ازاں آپ واسطے تصفیہ باطنی کے سمرقند کو تشریف لیا کہ شیخ حسین خوارزمی کی زیارت سے مشرف ہوئے اور کچھ عرصہ تک ان کی خدمت میں رہ کر ان کی توجہ کامل سے خرقہ خلافت حاصل کر کے کاشمیر میں واپس آئے اور تدریس و ہدایت خلق میں مصروف ہوئے، پھر کچھ مدت بعد کاشمیر سے سمرقند کو گئے اور باتفاق اپنے مرشد کے حرمین شریفین کو تشریف لے گئے اور مشہد مقدس کی زیارت کر کے مکہ معظمہ میں آئے اور شیخ المحدثین ابن حجر مکی وغیرہ سے حدیث کی سند حاصل کی اور بغداد میں آکر امام ائمہ ابوحنیفہ کوفی کا جبہ مبارک حاصل کر کے کاشمیر میں آئے، چند سال کے بعد پھر حج کو تشریف لے گئے اور بعد ایک سال کے معاودت فرما کر بہت سی کتب حدیث و تفسیر و فقہ وغیرہ اپنے ہمراہ لائے اور ان کو خطہ کاشمیر میں مروج کیا، تصنیفات آپ نے

سلف و داعی الی کے ساتھ ہیں۔ "تاریخ پٹیافان اسلام" (ترجمہ)

مختلف علوم میں کثرت سے کہیں جن میں سے تفسیر قرآن شریف نامکمل، شرح صحیح بخاری، مغازی^۱ النبوت، حاشیہ توضیح و تلویح، مسلک الاحیاء، کتاب مناسک حج، روائح، دامن و عذرا، رسالہ اذکار، لیلیٰ مجوں، مقامات مرشد، جو اہر خمسہ مقابل خمسہ مولانا عبدالرحمن جامی، شرح رباعیات وغیرہ مشہور و معروف ہیں، وفات آپ کی پچھنبدہ کے روز بعد نماز عشاء ۱۲ رومی قعد ۳۲۰ھ میں ہوئی، سال تاریخ نقل ہادی دین : اول و آخر چراغ بہ ہیں۔

تمرناشی

محمد بن عبداللہ بن احمد خطیب بن محمد خطیب بن ابراہیم خطیب بن خلیل بن تمرناشی غزی : اپنے زمانہ کے امام کبیر، فقیہ بے نظیر، حسن الطریقہ، قوی الحافظہ، کثیر الاطلاع، وحید العصر، فرید الدہر، تھے، علوم اپنے شہر غزہ میں شمس محمد مشرقی غزی مفتی شافعیہ سے اخذ کئے، ۹۹۸ھ میں قاہرہ کو گئے اور وہاں صاحب بحر الرائق شارح کنز الدقائق زین بن نجیم مصری اور امین الدین بن عبدالعالی اور علی بن حنائی وغیرہ سے فقہ حاصل کی اور امام کبیر اور مرجع ارباب فتویٰ ہوئے، شمس الدین لقب تھا، بہت عجیب و غریب اور متقن کتابیں تصنیف کیں جن میں سے کتاب تزییر الابصار فقہ میں ہے کہ جس میں آپ نے نہایت تحقیق و تدقیق کو کام فرمایا اور وہ بسبب اپنی متانت کے مشہور آفاق ہوئی اور کتاب معین المفتی اور منظومۃ الفقہ المسماة بحفۃ الاقران اور اس کی شرح مواہب الرحمن اور فتاویٰ مشہورہ اور ابن ہمام کی کتاب زاد الفقہ کی شرح اور شرح وقایہ اور شرح وہبانیہ اور شرح یعقول العبد اور شرح منار اور شرح مختصر المنار اور شرح کنز تا کتاب الایمان اور حاشیہ درر غیر مکمل اور رسالہ عشرہ مبشرہ کے بیان میں اور رسالہ عصمت انبیاء اور رسالہ دخول حمام میں اور رسالہ لفظ جوز تک میں اور رسالہ قضا میں اور رسالہ کانس میں اور رسالہ مزارعت میں اور رسالہ وقوف عرفہ میں اور رسالہ کراہت میں اور رسالہ حرمت قرارت خلف امام میں اور رسالہ استنباط خطبہ میں اور رسالہ تصوف اور اس کی شرح میں اور ایک منظومہ تصوف میں اور ایک رسالہ صرف میں اور شرح قطر وغیرہ مشہورہ و معروف ہیں۔

۱۔ اس منظوم سیرت کے قلمی نسخے پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ ہیں۔ (مرتب) ۱۹۸۰ء کے بیٹے صالح تمرناشی

کے حالات تکملہ میں ملاحظہ فرمائیں۔ (مرتب)

آپ نے اپنی کتاب تنویر الابصار کی خود شرح تصنیف کی اور اس کا نام منہج الفقار لکھا اور نیز ایک جماعت علماء نے مثل علامہ حصکفی مفتی شام کے درمختار نام سے اور ملا حسین بن اسکنانہ رومی نزیل دمشق اور شیخ عبدالرزاق مدرس مدرسہ ناصر یہ نے شرحیں لکھیں اور شیخ الاسلام محمد انکروی نے اس پر چند کتابیں نہایت عمدہ اور نافع تصنیف کیں اور مصنف کی شرح پر شیخ الاسلام خیر الدین رطبی نے چند حواشی لکھے۔ وفات آپ کی ۱۰۱۰ھ میں ہوئی، شیخ عزیز "تاریخ وفات" ہے، ترمناش بلاد خوارزم میں سے ایک شہر کا نام ہے۔

ابن نجیم مصری

شیخ عمر بن ابراہیم بن محمد الشہیر بن ابن نجیم مصری : سراج الدین لقب تھا، فقیہ محقق، رشیق العبارة، کامل الاطلاع، علوم شرعیہ میں ماہر متبحر، مسائل غریبہ میں غوص مقبول عام و خاص اور معزز و معظم عند المحکام تھے۔ علم اپنے بھائی صاحب بحر الرائق سے حاصل کیا، کتاب نہر الفائق شرح کنز الدقائق اور احباب السائل فی اختصار النفع الوسائل تصنیف کیں، کتاب نہر میں اپنے بھائی کی شرح کنز پر بڑے مناقشے کئے، وفات آپ کی ۱۰۱۰ ربیع الاول ۱۰۱۰ھ میں ہوئی اور اپنے بھائی کے پہلو میں مدفون ہوئے، "راہِ قدیم" تاریخ وفات ہے۔

ابراہیم بن محی الدین

ابراہیم بن محمد بن محی الدین بن علامہ الدین دمشقی : آپ کے والد اصل میں شہر خلیل کے رہنے والے تھے لیکن آپ دمشق میں پیدا ہوئے اور وہیں نشوونما پا کر علم میں مشغول ہوئے پھر قاضی القضاة سید محمد بن معدول کی صحبت اختیار کی اور قسطنطنیہ کو تشریف لے گئے پھر دمشق میں آکر سان پاشا وزیر کے وسیع سے روزانہ ساٹھ سکہ عثمانیہ آپ کا وظیفہ مقرر ہوا اور مدرسہ سلیمیہ صالحیہ دمشق میں درس دیتے رہے اور جامع اموی میں مدت ماریتک عبادت میں مشغول رہے لیکن علماء کے حق میں شدید التعصب دائم المخاصمہ تھے، آپ کے اور قاضی محی الدین کے درمیان بڑے مباحثے رہے اور طرفین سے ایک دوسرے کی تہدید میں رسالے تالیف ہوئے اور احماد عیثاوی نے بھی آپ کی تہدید میں ایک رسالہ لکھا لیکن اس کے تالیف ہونے کے منظر سے دن بعد آپ دوم شعبان ۱۰۱۰ھ میں بروز شنبہ فوت ہوئے اور حسب وصیت مقابر صوفیہ میں دفن کئے گئے۔

محمد بن عبد الملک

محمد بن عبد الملک بغدادی : عالم ماہر، فاضل متبحر، حاوی فروع و اصول تھے، تفسیر بصیاری پر بیقول السفہار سے لے کر آخر سورہ بقرہ تک تئیں تحریر کی اور دمشق میں ستلہ میں وفات پائی، "فرخندہ بنیاد" تاریخ وفات ہے۔

مولانا عبداللہ انصاری

مولانا عبداللہ انصاری سلطانپوری : ہند کے اکابر علماء اور اعظم فقراء میں سے بڑے عارف و متشرع و متورع اور دافع کفر و بدعت اور محی السنہ و توحید تھے، شیر شاہ کے عہد سے اکبر شاہ کے وقت تک مخدوم الملک کے خطاب سے مخاطب رہے۔ جب اکبر شاہ نے مذہب الہیہ اختراع کر کے لوگوں کو اس کی دعوت کی اور شمس پرستی وغیرہ احکام کو جاری کر کے حکم دیا کہ بجائے کلمہ محمدی کے لا الہ الا اللہ اکبر خلیفۃ اللہ پر طبعیں تو مولانا نے اس کا مقابلہ کیا، اس پر اکبر نے آپ کو کہا کہ آپ میرے ملک سے نکل جائیں۔ مولانا ایک مسجد میں معتکف ہوئے۔ اکبر نے کہا کہ مسجد بھی میرے ملک کی زمین میں واقع ہے آپ اس جگہ سے بھی نکل جائیں، پس آپ نے صرہین شریفین کی زیارت کا راستہ چکھڑا اور حج کر کے پھر ہندوستان میں آئے۔ آخر بادشاہ کے حکم سے ان کو طعام میں نہر دیا گیا جس سے ستلہ میں شہادت پائی۔ "شمع شب افروزہ" تاریخ وفات ہے۔ آپ کی تصانیف سے کشف الغمہ اور منہاج الدین اور "عقۃ الانبیار" وغیرہ معروف و مشہور ہیں۔

شیخ ابراہیم بن کسبائی

شیخ ابراہیم بن کسبائی دمشقی : محدث، فقیہ، شیخ القرار تھے، ثنہ کی رات ۱۵ ربیع الثانی ۹۵۴ھ کو دمشق میں پیدا ہوئے۔ برہان الدین لقب تھا۔ شیخ الاسلام بدرغزی سے دسوں قہاتیں اخذ کیں اور علوم پڑھے اور شام میں شیخ القرار احمد بن بدر طینی وغیرہ سے پڑھا اور مصر میں جا کر نجم خبیطی وغیرہ سے اخذ کیا۔ شعر بھی کہا کرتے تھے، آپ کا مکان جامع اموی میں تھا۔ محدث کبیر محمد بن داؤد مقدسی نزہل دمشق کی طرف سے آپ تدریس مدرسہ اتابکیہ کے متکفل ہوئے اور عادلہ کبریٰ میں بھی درس دیا اور مدت تک جامع ثیبائی میں خطیب رہے لیکن ادا کرنا خطبہ کا آپ پر مشکل ہوتا تھا اور اس میں بڑی طوالت کرتے تھے، آپ خوش طبع بھی بڑے تھے اور کبھی غفلت بھی آپ پر غالب ہو جاتی تھی۔ دو ثنہ کے روز اخیر ذی قعدہ ۸۸۸ھ کو فوت ہوئے اور مقبرہ باب الصغیر میں مدرسہ صابونیہ کے آگے دفن کئے گئے "قرآن خواں" تاریخ وفات ہے۔

حسام الدین

حسام الدین : جامع علوم متعددہ ، حاوی فنون مختلفہ ، صاحب تصانیف تھے ، مدت تک مدارس اور نہ وغیرہ میں مدرس رہ کر علوم کو نشر کیا اور شرح و قافیہ کے حواشی لکھے اور انارک میں وفات پائی ۔

مفتی زکریا بن بہرام

مفتی زکریا بن بہرام : اصل میں شہر انقرہ کے رہنے والے تھے جو قسطنطنیہ میں آکر متوطن ہوئے اور وہیں عرب زادہ عبدالباقی وغیرہ سے مختلف علوم و فنون حاصل کر کے جامع علوم تقلید و عقلیہ ہوئے ، حلب وغیرہ کی قضاہ آپ کو دی گئی رعنا یہ اور شرح و قافیہ پر حواشی تصنیف کئے اور انارک میں وفات پائی ۔

خواجہ محمد باقی

خواجہ محمد باقی نقشبندی دہلوی : اپنے وقت کے امام و مقتداۓ زمانہ ، جامع کمالات ظاہری و باطنی ، زاہد متقی ، موصوف باوصاف کریمہ تھے ، اوائل میں کابل سے سمرقند میں گئے اور بعد تحصیل علوم فقہ و حدیث اور تفسیر وغیرہ کے خواجہ اگنکی خلیفہ خواجہ عبید اللہ احرار کے مرید ہوئے اور بعد تحصیل و تکمیل کمالات باطنی کے خرقہ خلافت حاصل کر کے دہلی میں آئے اور تدریس و تلقین خلائق میں مصروف ہو کر صاحب تصانیف و تالیفات ہوئے ، آپ نہایت کم گو و کم خورد و کم خواب تھے اور بعد نماز عشاء کے نماز تہجد تک ہر روز دو مرتبہ قرآن شریف کا ختم کرتے تھے اور بعد نماز تہجد کے فجر تک ۲۱ مرتبہ سورہ بایں پڑھا کرتے تھے ، جب فجر ہوتی تو آپ یہ فرماتے کہ یا الہی رات کو کیا ہوا کہ اس جلدی سے گزر گئی اور اس نے کچھ توقف کیا ۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ آپ نے خلف امام نماز میں الحمد پڑھنی شروع کی اسی وقت حضرت امام ابو حنیفہ کی روح پر فتوح آپ کے پاس حاضر ہوئی اور فرمایا کہ یا شیخ میرے مذہب میں بڑے بڑے اولیاء اللہ ہیں اور سب نے باتفاق علمائے دین امام کے پیچھے نماز میں الحمد کا پڑھنا موقوف رکھا ہے پس آپ کو بھی ترک الحمد خلف امام مناسب ہے ۔ وفات آپ کی چالیس سال کی عمر میں دو شنبہ کے روز ۲۶ جمادی الثانیہ ۱۱۱۲ھ میں ہوئی اور مزار آپ کا دہلی میں زیارت گاہ عام ہے " فخر اسلام " تاریخ وفات ہے ۔

۱۔ ابوالموید رضی اللہ عنہ (یا عبدالباقی) بن عبدالسلام اویسی ولد ات ۵ ذی الحجہ ۹۱۱ھ آپ حضرت مجدد الف ثانی اور شیخ عبدالحق دہلوی کے شیخ اوستا دہلی (ترجمہ)

اخئی زادہ

عبدالعلیم بن محمد المشہور بہ اخئی زادہ : دولت عثمانیہ کے علمائے کبار میں سے علم و فضل میں یگانہ تھے، خدا نے آپ کو ذہن عالی اور ادراک صحیح عطا فرمایا تھا، تصنیفات بھی بہت کیں جن میں سے شرح ہدایہ اور تعلیقات شرح مفتاح اور درر وغیرا اور الاشباہ والنظائر وغیرہ مشہور و معروف ہیں۔ وفات آپ کی سالہ میں ہوئی، "فخر مجلس" تاریخ وفات یہ ہے۔

ملا علی قاری

علی بن سلطان محمد ہروی نزیل مکہ المعروف بہ قاری : نور الدین لقب تھا۔ اپنے زمانہ کے وحید العصر، فرید الدبر، محقق، مدق، منصف مزاج، محدث، فقیہ، جامع علوم عقلیہ و نقلیہ اور متضلع سنت نبویہ جمہیر اعلام اور مشاہیر اولی الحفظ والافہام میں سے تھے خصوصاً آپ کو تحقیق فقہ و حدیث اور دریافت علوم کلام و معقول میں یدِ طولیٰ حاصل تھا اور تخریر عبارت عربی میں ایسی طرز خاص رکھتے تھے کہ کئی ایک جزو ایک وضع پر جمع و مقفی لکھ جاتے تھے۔

ہرات میں پیدا ہوئے اور مکہ معظمہ میں آکر خاتمۃ المحققین احمد بن حجر ہیثمی مکی اور ابی الحسن بکری اور عبداللہ سندی اور قطب الدین مکی سے علم پڑھا اور مشہور زمانہ ہو کر سن ہزار کے سرے پر درجہ مجددیت کو پہنچے۔ آپ کے اعتراض امام مالک پر مسئلہ ارسال میں اور امام شافعی اور ان کے اصحاب پر بعض مسائل میں نہ عصبيت اور ہوا کی راہ سے ہیں بلکہ بسبب وضوح ان ادلہ کے ہیں جو اس کے برخلاف ہیں اور اس قسم کا اختلاف تمام قسم کے علماء متقدمین و متاخرین میں موجود ہے کچھ آپ پر ہی منحصر نہیں۔

تصنیفات آپ کی حسب ذیل ہے : تفسیر قرآن شریف، مرقاة شرح مشکوٰۃ، نور القاری شرح صحیح بخاری، شرح صحیح مسلم، حاشیہ تفسیر جلالین مسمیٰ بجمالین جس کی تصنیف سے اواخر ماہ ذی الحجہ ۸۰۰ھ میں فراغت پائی، شرح شفاہ قاضی عیاض، جمع الوسائل شرح شمائل ترمذی، شرح جامع الصغیر فی حدیث البشیر النذیر للسیوطی، حرز الیمین شرح حصن حصین، شرح اربعین نووی، شرح الوتوبہ والجزیرہ، شرح الشرح علی شرح نخبۃ الفکر، شرح فقہ اکبر، شرح شاطبیہ، شرح ثلاثیات البخاری، شرح موطا امام محمد، سند الانام شرح مسند الامام، شرح مناسک الحج، اثمار الجنید فی اسرار الخفیہ، نزهة الناظر الفاتر فی مناقب شیخ عبدالقادر، تزیین العبادہ لتحسین الاشارہ، التذہین للتزہین (بہر دور باب مسلما اشارہ بہ سبابہ و تشہد، الحظ الاو فر فی الحج الاکبر، رسالہ فی العمامہ، رسالہ فی حب الہرۃ من الایمان

لہ ان کے حالات تکملہ میں ملاحظہ فرمائیں۔ (مرتب)

رسالہ فی العصار، رسالہ فی اربعین حدیثاً فی النکاح، رسالہ ثانی فی اربعین حدیثاً فی فضائل القرآن، رسالہ فی ترکیب لا الہ الا اللہ۔ رسالہ فی قرارة البسملۃ اول سورۃ البراۃ، قرانہ القلانہ فی تخریج احادیث شرح العقائد، المصنوع فی معرفۃ الموضوع، کشف الخضر عن امر المحضر، حضور المعانی شرح بدر الامالی، معدن العدنی فی فضائل اولیس القرنی، رسالہ فی حکم شب شحین وغیرہما من الصحابۃ، رسالہ سم القوارض فی ذم الرواض، فتح باب طعنایۃ فی شرح النقایہ، الابدان فی الاقتدار، احادیث القاریہ الکلمات الانسیۃ، اعراب القاری، تذکرۃ الموضوعات، تبعید العلماء عن تقریب الامرار، حزب الاعظم، حاشیہ مواہب لنبیہ، حاشیہ بدر الامالی، نبات النبات، التاموس فی تلخیص القاموس، رسالہ فی ان حج ابی بکر کان فی ذی الحجہ، رسالہ فی والدی المصطفیٰ، رسالہ فی صلوة الجنائزہ فی المسجد، رسالہ مشرب الوردی فی مذہب المہدی، بہجتہ الانسان فی منجۃ الحيوان، شرح عین العلم وغیر ذلک۔ وفات آپ کی مکہ میں ماہ شوال ۱۲۷۰ھ میں ہوئی۔ "محقق درست ایمان"، تاریخ وفات ہے۔

سید صبغۃ اللہ بروجی

سید صبغۃ اللہ بروجی: بڑے عالم فاضل، جامع علوم نقلیہ و عقلیہ تھے، قصبہ بروج میں جو گجرات کے شہروں میں سے ہے، پیدا ہوئے۔ علوم شیخ وجیہ الدین گجراتی سے اخذ کئے، چنارے ندریس و ارشاد میں مشغول رہ کر حرمین وغیرہ کو تشریف لے گئے جہاں سے واپس بروج میں آئے پھر مالوہ کو گئے اور چنارے احمد نگر میں سلطان برہان الملک کے پاس اقامت کی پھر حرمین کے ارادہ سے بیجاپور میں پہنچے جہاں سلطان ابراہیم نے آپ کی بڑی خدمت کی اور آپ کے سفر کا اسباب تیار کر دیا اور آپ مدینہ منورہ میں داخل ہو کر جبل احد میں ساکن ہوئے جہاں آپ نے جو ابراہیم کو معرب کیا جس پر آپ کے شاگرد شیخ احمد ثناوی نے حاشیہ لکھا اور شیخ محمد عقیلہ المکی نے کتاب لسان الزمان میں آپ کے حالات نہایت عمدہ لکھے۔ وفات آپ کی مدینہ میں ۱۲۷۰ھ میں ہوئی۔ "شمیح نور سعادت" تاریخ وفات ہے

اخوند ملا محمد کمال الدین

اخوند ملا محمد کمال الدین برادر مولانا محمد جمال الدین: بڑے عالم فاضل شیخ کامل، حلالِ دقائق، کثافتِ حقائق، جامع علوم نقلیہ و عقلیہ تھے جس طرح آپ کے بھائی کی جہت تقویٰ کی طرف

۱۔ صبغۃ اللہ بن روح اللہ بن جمال اللہ حسینی کاظمی، شیخ المشائخ طریقہ عشقہ شطاریہ، بیضاوی پر حاشیہ لکھا ۲۔ قاضی کمال بن موسیٰ کاظمی، ترمذی، زمزمہ المطبوعہ (مرتب)

راجہ تھی، اسی طرح آپ کو نسبت علمی غالب تھی اور باوجود اس کے آپ مجموعہ علم و عمل و زہد و تقویٰ تھے۔ مدت تک سیالکوٹ و لاہور میں مسند تدریس و تلقین پر متمکن رہ کر دور و نزدیک کے لوگوں کو علوم ظاہری و باطنی سے مستفیض فرماتے رہے چنانچہ شیخ احمد مجدد العت ثانی اور مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی نے علوم ظاہری آپ سے ہی حاصل کر کے کمالیت حاصل کی۔ وفات آپ کی سلسلہ میں شہر لاہور میں واقع ہوئی لیکن قبر آپ کی فی زمانہ مفقود النجر ہے۔ "حدیقہ فیض" تاریخ وفات ہے۔

شیخ نظام الدین تھانیسری

شیخ نظام الدین بن شیخ عبدالشکور عمری تھانیسری : جامع علوم ظاہری و باطنی، حاوی کمالات صوری و معنوی، واقف بہ موزن شریعت و طریقت و معرفت و حقیقت، توکل و تسلیم میں ثابت قدم، راسخ دم اور شیخ جلال الدین تھانیسری کے مرید و خلیفہ تھے، علوم غرائب ربیہ و کیمیا و سیمیا و لیمیا وغیرہ میں بھی آپ کو کامل مہارت حاصل تھی۔ تمام خزان غیب اور دفائن لاریب آپ پر منکشف تھے، چونکہ آپ کا خرچ آمدنی سے زیادہ تھا اس لئے اکبر بادشاہ نے بقول آپ کے مدعیان کے آپ پر حسد لیجا کر دو دفعہ آپ کو ہندوستان سے جلا وطن کیا۔ پہلی دفعہ تو آپ حرمین شریفین کی زیارت کو گئے اور بعد اوائے حج اور زیارت روضہ رسول مقبول کے پھر ہندوستان میں واپس تشریف لائے، جب خطہ برہان پور میں پہنچے تو شیخ عیسیٰ سندھی نے مع اپنے اصحاب کے پابریہ آپ کا استقبال کیا اور آپ سے استفادہ و استفادہ کیا۔ جب دوسری مرتبہ اکبر شاہ نے آپ کو ہندوستان سے جلا وطن کیا تو آپ ماوراء النہر کی طرف تشریف لے گئے اور چونکہ آپ کو کمال تسلیم و رضا مد نظر تھا اس لئے آپ کچھ بھی والی ہند سے منقص نہ ہوئے۔ جب بلخ میں پہنچے تو مدعیان ناسنجار اس جگہ بھی جمع ہوئے اور آپ کی ایذار کے درپے ہو کر والی بلخ کو بھی آپ پر برا بھلا کہنے لگے۔ جب آپ تنگ آئے تو آپ نے جناب رسالت مآب سے پناہ چاہی، اس پر حضرت رسالت پناہی نے خواب میں خلیفہ پر ظاہر ہو کر فرمایا کہ نظام الدین دوستان خدا اور رسول سے ہے اور والی ہندوستان نے جہالت سے ان کو اپنے ملک سے جلا وطن کیا ہے، کچھ کو جانتے کہ ان کا آنا غنیمت سمجھے اور ان کے حلقہ ارادت میں اپنے آپ کو داخل کرے ورنہ اگر تو ان کی ایذار کے درپے ہو تو تیری سلطنت بالکل برباد ہو جائے گی پس والی بلخ آپ کا مرید ہو جس سے آپ کا سلسلہ اس ملک میں بڑا شائع ہوا۔ آپ نے تصنیفات بھی بہت کی چنانچہ شرح سوانح امام غزالی اور شرح لمعات قدیم و جدید اور تفسیر نظامی اور رسالہ حقیقت اور رسالہ بلخیہ وغیرہ آپ کی تصنیفات سے مشہور و معروف ہیں وفات آپ کی سلسلہ میں ہوئی اور مزار آپ کا بلخ میں زیارت گاہ عام و خاص ہے۔ "جامع

فضل " تاریخ وفات ہے۔

ابوبکر طرابلسی

ابوبکر طرابلسی : شام کے ملک میں قاریوں کے شیخ اور عالم فنون کثیرہ، متدین، قانع، گوشہ نشین تھے۔ دمشق میں دروازہ شاخورد کے اندر امامت مسجد سیاغوشیہ کی آپ کو تفویض تھی تمام قرأتیں ابراہیم بن محمد عمادی المعروف بہ ابن کسائی سے اخذ کیں اور دیگر علوم وہاں کے علماء و فضلاء سے پڑھے اور ماہ شعبان ۳۲۸ھ میں وفات پائی اور باب الصغیر میں دفن کئے گئے " رافع راہت دین " تاریخ وفات ہے۔

خواجہ جوہر نات

خواجہ جوہر نات کاشمیری : عالم فاضل، محدث کامل، جامع علوم نقلیہ و عقلیہ تھے۔ اکثر علوم مدرسہ سلطان قطب الدین سے جو متصل مسجد صرف کدل کے کنارہ مشرقی دریائے مارہ پر واقع تھا، حاصل کر کے اخیر عمر میں حرمین محترمین کو تشریف لے گئے اور بعد ادا تے حج کے تحصیل علوم میں مشغول ہوئے اور مکہ معظمہ کے علمائے اکابر اور محدثین اجلہ سے حدیث کی اجازت حاصل کی اور ملا علی قاری سے ملاقات کی اور شیخ ابن حجر مکی کی صحبت حاصل کر کے ان سے حدیث کی اجازت بسند معین حاصل کی اور جب کاشمیر میں معاودت فرمائی تو گوشہ انزوا اختیار کر کے عبادت میں مشغول ہوئے اور واسطے قوت حلال کے پیشہ لاشم کاتنے کا اختیار کیا۔

تدریس علوم دینیہ بھی کرتے تھے، آپ کے شاگردوں میں سے خواجہ محمد ٹوپکیہ و محشی شرح ملا ہیں جو اکثر علوم میں مستند تھے اور صرف و نحو کی تدریس میں بڑا شغل رکھتے تھے چنانچہ اکثر اہل علم نے ان سے ان دو علوم کو حاصل کیا ہے۔ وفات آپ کی واقعہ و بانی عام ۳۲۸ھ میں ہوئی اور مقبرہ حضرت ملا اخوند حسین خبازہ کے مشرقی جانب دفن کئے گئے۔ محدث حق نبوش " تاریخ وفات ہے۔

ابوبکر بن شعیب

ابوبکر بن شعیب بن عدی صالحی خادم مزار قطب ربانی : تقی الدین لقب تھا، جامع معقول و منقول، حاوی فروغ و اصول، خطیب بارہ خ، شاعر جدید تھے، دمشق میں سکونت اختیار کی اور ہمیشہ درویشیہ میں خطیب رہے یہاں تک کہ اخیر میں آپ کو صنعت بصر ہو گیا، شعر الیقین آپ سے یادگار ہیں۔ وفات آپ کی ماہ ذیقعدہ ۳۲۸ھ میں ہوئی اور صالحیہ میں دفن کئے گئے۔

مولانا شیخ احمد ثوریانی

مولانا شیخ احمد ثوریانی : خطہ پنجاب کے علمائے معظما اور اقلیت کے کبریا میں سے جامع علوم ظاہری و باطنی تھے اور قصبہ قصور میں سکونت رکھتے تھے۔ آپ ہی نے قوم خوشگیاں و افغاناں ثوریاں میں علم ظاہری و باطنی کو جمع کیا۔ آپ بڑے متعبد و زاہد تھے۔ ظاہری علم کا یہ مبلغ تھا کہ علمائے لاہور و ملتان وغیرہ سے جو مسئلہ حل نہیں ہو سکتا تھا وہ آپ فوراً حل کر دیتے تھے۔ شیخ عبداللطیف برہانپوری کہتے ہیں کہ میں نے اپنی تمام عمر میں علمائے ظاہر و باطن میں سے دو شخصوں کو ایسا دیکھا ہے کہ اور کسی کو نہیں دیکھا ایک شیخ عبدالوہاب صبیحی، دوسرے شیخ احمد ثوریانی بلکہ جو شخص قصور سے ان کے پاس برہانپور میں جاتا اس کو یہ کہہ کر کہ تیرے پاس شیخ احمد ثوریانی دریاے شریعت و طریقت جاری ہیں تو یہاں کیوں تشنہ کام آیا ہے) واپس کر دیتے۔ آپ شیخ احمد مجدد الف ثانی و شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور شیخ عیاض سندھی برہانپوری کے معاصرین میں سے تھے اور یہ تینوں آپ کی بڑی عزت کرتے تھے۔ آپ کو تصانیف سے بڑا احترام تھا اور فرماتے تھے کہ ہم کو متقدمین کی تصانیف و تالیفات کافی ہیں ہم کیوں اپنی اوقات کو ضائع کریں اس لئے آپ نے تمام عمر میں صرف ایک کتاب سوالات احمدیہ و ملاحظہ و مذاقہ میں تصنیف کی اور ۱۳۳۷ھ میں وفات پائی۔ "رشحات الطاف" تاریخ وفات ہے۔

محمد عاشق بن عمر

محمد عاشق بن عمر : بڑے عالم فاضل، محدث فقیہ تھے اور شیخ عبداللہ انصاری المعروف بہ مخدوم الملک بن شمس الدین سے حدیث کی روایت رکھتے تھے۔ آپ نے شامل ترمذی کی ایک نہایت عمدہ شرح تصنیف کی اور ۱۳۳۷ھ میں وفات پائی۔ "نکتہ رس نامورہ" تاریخ وفات ہے۔

مجدد الف ثانی

شیخ احمد بن عبداللہ بن ابن العابدین فاروقی مجدد الف ثانی سرہندی : ۱۲۹۷ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا شجرہ نسب اٹھائیس واسطوں سے حضرت عمر فاروق خلیفہ ثانی تک فتنی ہوتا ہے۔ آپ فقیہ فاضل، محدث کامل، جامع کمالات ظاہری و باطنی، قطب الاقطاب، زبدۃ المقربین،

۱۷ مقالات خیر میں تیس واسطوں کا ذکر ہے۔ (مرتب)

منظہ نجیبات الہی . وراثت کمالات حضرت رسالت پناہی ، مصدر خوارق و کرامت ، عامل سنت و جماعت ،
 دافع بدعت و ضلالت تھے ۔ پہلے قرآن کو حفظ کیا پھر اپنے باپ سے علوم و فنون حاصل کئے ، بعد ازاں
 سیال کوٹ میں جا کر محقق کمال الدین کاشمیری سے بعض معقولات نہایت تحقیق کے ساتھ پڑھی اور
 حدیث کو شیخ یعقوب محدث کاشمیری سے اخذ کیا اور حرمین شریفین میں تشریف لے جا کر کبار محدثین سے
 صحبت کی اور ان سے حدیث کی سند کی اور حدیث مسلسل بالرحمہ کی ایک واسطے کے ساتھ شیخ عبدالرحمن
 بن فہد محدث کبیر سے سند حاصل کی اور نیز کتب تفسیر اور صحاح ستہ اور تمام مقررہ رات کی ان سے اجازت
 لی اور حدیث مسلسل بالادبیتہ کو قاضی بہلول بخشانی سے روایت کیا اور سترہ سال کی عمر میں تحصیل علوم سے
 فارغ ہو کر تدریس میں مشغول ہوئے اور رسائل لطیف عربی و فارسی میں لطیف کئے ۔ طریقت میں پہلے
 اپنے والد ماجد سے ہر چہ سلسلہ کی اجازت حاصل کی ، پھر کتلہ میں دہلی میں تشریف لائے اور خواجہ
 محمد باقی کی ملاقات کر کے ان کی بیعت کی ۔ ان ایام میں خواجہ محمد باقی نے اپنے دوستوں میں سے ایک
 کو کہا کہ شیخ احمد نام ایک مرد سربند سے کثیر العلم اور قوی العمل آیا ہے اور چند روز اس نے فقیر کے ساتھ
 نشست برخواست کی ہے ۔ اس عرصہ میں بہت سی عجائب و غرائب حالات اس کے دیکھے گئے ہیں ، ایسا
 معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک آفتاب ہوگا جس سے جہاں روشن ہوگا اور نیز یہ فرمایا کہ شیخ احمد ایک سوچ
 ہے جس کے سایہ میں ہم جیسے ہزاروں ستارے گم ہیں چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ تھوڑے دنوں میں آپ
 کی شہرت دور و نزدیک مشہور ہوئی اور آپ کا آستان فیض نشان مجمع اصحاب کمال ہوا اور علماء و
 فضلاء اور اکابر و مشائخ زمانہ اور امر اور روسائے ترک و تاجیک سے آپ کے حضور میں مشرف ہونے
 حتی کہ شیخ عبدالحق محدث دہوی اور مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی جو ابتداء حال میں آپ کے حق میں بدظن
 تھے ، آخر میں آپ کی کمالیت اور جلالت کے معتقد ہو گئے اور مولانا سیالکوٹی نے آپ کو پہلے پہل
 مخالف ثانی کا خطاب دیا ۔

شیخ عبدالحق اخبار الاخبار کے خاتمہ میں لکھتے ہیں کہ جو نزاع ہزار سال سے درمیان
 علمائے اسلام اور صوفیہ کرام کے چلی آتی تھی وہ آپ نے اٹھادی اور مورد حدیث صلہ کے ہوئے
 چنانچہ حضرات القدس میں لکھا ہے کہ علامہ سیوطی نے جمع الجوامع میں جو یہ حدیث روایت کی ہے کہ
 قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یكون فی امتی رجل یقال له صلۃ یدخل الجنۃ بشفاعۃ کذا وکذا ۔ اس سے
 حضرت شیخ احمد کے وجود یا جوہد کی طرف اشارت معلوم ہوتی ہے بلکہ آپ نے خود اپنے حق میں لکھا
 ہے کہ الحمد للہ الذی جعلنی صلۃ بن البحرین ۔

آپ کے خوارق و کرامات جو کتب مقامات میں مروی ہوئے ہیں سات سو تک ہیں انتہی
آپ نے اپنے مکتوبات کی جلد دوم کے مکتوب ۵۵ صفحہ ۱۰۷ و ۱۰۸ میں امام اعظم ابوحنیفہ اور ان کے
مذہب کو دیگر ائمہ کے مذہب پر بڑی ترجیح دی ہے جس کی نقل حدیقہ اول میں گزر چکی ہے، آپ
کی تصنیفات سے مکتوبات تین جلدوں میں اور رسالہ تہلیلہ اور رسالہ اثبات النبوة اور رسالہ المبدئ
والمعاد اور رسالہ مکاشفات الغیبیہ اور رسالہ آداب المریدین اور رسالہ معارف اللدنیہ اور رسالہ الدوا
اور تعلیقات العوارف یادگار ہیں۔ وفات آپ کی تریسٹھ سال کی عمر میں منگل کی صبح سلخ ماہ صفر ۱۰۳۷ھ
میں ہوئی اور قبر آپ کی سرسبز میں زیارت گاہ ہے۔

ملا عبد السلام لاہوری

ملا عبد السلام لاہوری : عالم اجل، فاضل اکمل، فقیہ جید، مفسر متقن تھے۔ علوم
ملا فتح اللہ شیرازی صاحب تفسیر متوفی ۹۹۷ھ سے حاصل کئے اور آپ سے ملا عبد السلام دیوہ نے
تلمذ کیا۔ تفسیر بھیاوی کے نہایت برجستہ حواشی تصنیف کئے اور ۱۰۳۷ھ میں وفات پائی۔ "مشہور ترمذیوں"
تاریخ وفات ہے۔

عبد القادر بن شیخ عبداللہ العیدروس

عبد القادر بن شیخ عبداللہ عیدروس مبنی حنظل موٹی ہندی : ابو بکر کنیت محی الدین لقب
تھا، پچھشنیہ کے روز ۲۰ ماہ ربیع الاول ۹۷۸ھ کو شہر احمد آباد واقع ہندوستان میں پیدا ہوئے
اور اپنے ملک کے علماء و فضلاء دور دراز سے مختلف علوم و فنون حاصل کر کے متفق علیہ عالم و فاضل
ہوئے اور جو جو علوم عجیبہ و فنون غریبہ آپ کو مختلف مشائخ سے حاصل ہوئے ان کو بذریعہ تصنیف و
تالیف کے نشر کیا اور کثرت سے تصنیفات کی جن میں سے الفتوحات القدسیہ فی الخرقۃ العیدروسیہ،
الحدائق الخضرۃ فی سیرۃ النبی واصحابہ العشرہ، المنتخب المصطفیٰ فی مولد المصطفیٰ، الدر الثمین فی بیان لمہم
من الدین، اتحاف الحضرة العزیزہ بعیون السیر، بویزہ، المنہاج الی معرفۃ المعراج، الامنودج اللطیف
فی اہل بدر الشریف، اسباب النجاة و النجاح فی اذکار المسامر و الصباح، الحواشی الرشیقہ علی العروۃ
الوثیقہ، منہج الباری بختم البخاری، تعریف الاحیاء لفضائل الانبیاء، عقد اللال بفضائل الال، بغیۃ
المستفید بشرح تحفۃ المرید، النعمۃ العنبریۃ فی شرح التبیین العذبیۃ، غایۃ القرب فی شرح نہایتہ العظیم
اتحاف اخوان الصفا بشرح تحفۃ النظر فاف، صدق الوفا بحج الاغار، النور السافر فی اخبار القرن لعماد

۱۰۳۷ھ مقامات شیرازہ حاشیہ بیادہ کی بغیر مرادین کا علمی نسخہ لاہور میں موجود ہے، آپ نے لاہور میں ۵۰ سال درس دیا، اپنے زمانے میں ان کے درس کی کثرت
کی نظیر میں مئی ۸۰ سال (ادشاہ نامہ) ۹۰ سال (کام اکمل) کی عمر پائی۔ (مرتب) ۱۰۳۷ھ عبد القادر بن شیخ بن عبداللہ العیدروس۔ (النور السافر) (مرتب)

وغیر ذلک مشہور و معروف ہیں۔ وفات آپ کی احمد آباد میں ۱۳۸۸ھ میں ہوئی۔ شریعت پناہ“
تاریخ وفات ہے۔

سید سعد اللہ سلونی

سید سعد اللہ سلونی سبط شیخ پیر محمد سلونی : عالم اجل، فاضل اکمل، جامع اصناف علوم تھے
قصبہ سلون متعلقہ آباد میں پیدا ہوئے، صغیر سنی میں اکتساب علوم میں مشغول ہو کر تھوڑی مدت میں
مساقت تحصیل کی طے کر لی اور مسند تدریس و تالیف پر جلوس فرما ہوئے، پھر حج کو تشریف لے گئے
اور مکہ معظمہ میں کچھ مدت اقامت اختیار کی جہاں کے بہت لوگوں نے آپ سے تلمذ کیا جن میں
سے شیخ عبداللہ بصری مکی صاحب ضیاء الساری شرح صحیح بخاری ہیں، پھر ہندوستان کو معاودت
فرما کر مرجع انام ہوئے اور ۱۳۸۸ھ میں وفات پائی، ”فخر محفل“ تاریخ وفات ہے۔

ملا عصمت اللہ سہارنپوری

ملا عصمت اللہ سہارنپوری : مشاہیر علماء دین سے عالم فاضل، فقیہ متبحر تھے، اپنی
تمام عمر کو خدمت علم اور تدریس میں صرف کیا، اخیر کو آنکھوں سے نابینا ہو گئے، تصانیف بھی
مفید کیں جن میں سے حاشیہ شرح ملا جامی ہے۔ وفات آپ کی ۱۳۹۹ھ میں ہوئی۔ دفتر
دانش“ تاریخ وفات ہے۔

عزیمی زادہ

مصطفیٰ بن محمد المشہور بہ عزیمی زادہ : ملک روم میں علمائے متاخرین میں سے بڑے
مشہور علامہ و فاضل اور سب سے تقریب و تحریروں میں بڑے لائق و قابل ہوئے ہیں۔ آپ کی
مشہور تصنیفات سے کتاب درر وغیرہ اور ابن ملک کی شرح منار پر حاشیہ ہے۔ وفات آپ کی تقریباً
۱۳۸۸ھ میں ہوئی۔ ”افضل الزماں“ تاریخ وفات ہے۔

ابوالیمین بن عبدالرحمن

ابوالیمین بن عبدالرحمن بن محمد بترونی حلبی : فقیہ فاضل، جامع علوم عقلیہ و نقلیہ، متواضع حسن
الخلق، جواد تھے، علوم اپنے زمانہ کے علماء سے حاصل کئے اور مدرسہ عالیہ میں مدت تک مدرس رہے
جب آپ کے بھائی ابی الجواد فوت ہوئے تو آپ حلب کے مفتی حنفیہ مقرر ہوئے اور مدت تک افتاء

لے نیز آیۃ الحکسی کی تفسیر الفتح القدسی کے نام سے کئی کئی نسخہ ہمارے لاہور میں کلکتہ میں موجود ہے۔ آپ شافعی المذہب تھے۔ (مرتب)

کے کام پر رہتے، مسئلہ میں حج کر کے دمشق میں آئے جہاں آپ کی بڑی تعظیم و تکریم ہوئی، شعر آپ کے مقبول انام تھے۔ اسی سال کی عمر میں وفات پائی۔

شیخ ابراہیم احسانی

شیخ ابراہیم بن حسن الاحسانی : اکابر علماء ائمہ میں سے فقیہ نجومی، جامع علوم کثیرہ، محل بالقاعہ، متخلی للطاعہ تھے، علوم اپنے شہر کے شیوخ سے حاصل کئے اور مکہ معظمہ میں مفتی عبدالرحمن بن عیسیٰ مرشدی سے اخذ کیا اور اجازت حاصل کی جس میں انہوں نے آپ کے تبحر فی العلوم پر بڑا زور دیا جب شہر احسا میں آئے تو عارف باللہ شیخ تاج الدین ہندی سے طریقہ تصوف اخذ کیا اور آپ سے امیر یحییٰ بن علی پاشا حاکم احسا نے اخذ کیا، وہ آپ کی بڑی تعریف کرتا تھا اور آپ سے اخبار عجیبہ بیان کرتا تھا۔ تالیفات آپ نے کثرت سے کیں جن میں سے شرح نظم الاجر و مہمہ عمریطی اور رسالہ دفع الاسلی فی اذکار الصبح والمساءر اور اس کی شرح وغیرہ مشہور ہیں۔ علاوہ ان کے اشعار کثیرہ بھی آپ سے یادگار ہیں، وفات آپ کی ۷۸۱ھ شوال ۱۳۸۱ھ کو شہر احسا میں ہوئی، قبلہ فضلاء "تاریخ وفات ہے۔

مخدوم شیخ عبدالرشید

مخدوم شیخ عبدالرشید بن شیخ مصطفیٰ عبدالحمید عثمان : پہلا نام آپ کا محمدرشید تھا اور اسی کو دوست رکھتے تھے اور مراسلات و مکاتبات میں لکھتے تھے، لقب آپ کا شمس الدین تھا، مشاہیر علماء وقت اور اکابر مشائخ زمانہ سے تھے، بعد تحصیل علوم اصولیہ و فروعیہ کے درس و تدریس میں مشغول رہے، پھر جاذبہ حقیقی سے اپنے والد ماجد کے مرید ہو کر تمام تعلقات کو ترک کر دیا، اکثر کتب حقائق و معارف کو مطالعہ کرتے اور کتب عربی سے بڑا ذوق رکھتے تھے۔ شیخ محی الدین کی کتاب اسرار المخلوقات کی عمدہ شرح تصنیف کی اور مناظرہ میں کتاب رشیدیہ و زاد السالکین اور مقصد الطالبین اور دیوان اشعار تصنیف فرمائے۔ وفات آپ کی ۸۵۱ھ میں ہوئی "خواجہ گیتی" تاریخ وفات ہے۔

مولانا حیدر تپلو

مولانا حیدر تپلو بن خواجہ فیروز کاشمیری : بڑے عالم فاضل، فقیہ محدث، صاحب ورع و تقار و قبیح سنت تھے۔ سات سال کی عمر میں قرآن شریف حفظ کر کے عبادت الہی اور ادائے سنن نبوی میں مشغول ہوئے، پہلے بابا نصیب سے علوم پڑھے پھر مولانا جوہر نات سے استفادہ کیا، چونکہ ہنوز تکمیل کو نہ پہنچے تھے کہ آپ کے والد ماجد فوت ہو گئے اس لئے آپ کاشمیر سے دہلی میں آئے اور

قدوة المتأخرین شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے ظاہری علوم فقہ و حدیث و تفسیر وغیرہ کی تکمیل کی اور صاحب فتوے و عالم بے نظیر ہو کر کاشمیر کو واپس تشریف لے گئے، ان ایام میں والی کاشمیر نے تین دفعہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کاشمیر کی قضائے کے لئے آپ کو کہا مگر آپ نے قبول نہ کیا، جب تقاضا شدید عمل میں آیا تو آپ شبائشب کاشمیر سے دوسرے مقام میں چلے گئے جب اور شخص منصب قضائے پر مقرر ہو گیا تو پھر آپ کاشمیر میں واپس آئے۔ وفات آپ کی ۱۰۵۰ھ میں ہوئی اور تاج و خاتم وفات "خیر الوری" ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی

شیخ عبدالحق بن سیف الدین بن سعد اللہ ترک الدہلوی بخاری : ابوالمجد کنیت تھی، آپ کے آبا و اجداد اصل میں بخارا کے رہنے والے تھے جو دہلی میں آ کر سکونت پذیر ہوئے جہاں آپ ماہ محرم ۱۰۵۸ھ میں پیدا ہوئے۔ اپنے زمانہ کے فقیہ محقق، محدث، مدقق، بقیۃ السلف، حجة الخلف، مؤرخ اہلبط، فخر ہندوستان، جامع علوم ظاہری و باطنی، مستند موافق و مخالف تھے، آپ ہی ہیں جنہوں نے پہلے پہل حدیث کا علم عرب سے لاکر اس سے ہندوستان کو منور کیا اور اپنی تصنیفات سے علم حدیث کو ہند کے ہر ایک خطہ و قطعہ میں پھیلایا۔ آپ کی فضیلت اور تنقید حدیث میں کوئی موافق و مخالف شک نہیں کر سکتا مگر وہ جس کو اللہ انصاف سے اندھا کر دے یا تعصب کی پٹی آنکھوں پر باندھ لے اعاذنا اللہ منہا۔

تاثر الکرام تاریخ بگرام میں لکھا ہے کہ آپ نے مبادی شعور سے طاعت حق اور طلب علم میں کمر بستہ باندھ کر قریب بوخت کے اکثر علوم دینیہ کی تحصیل کی اور بائیس سال کی عمر میں فضیلت و کمالیت سے فارغ ہو کر اور قرآن شریف کو یاد کر کے مسند افادت پر اجلاس فرمایا اور عین عنفوان شباب میں ایسا جذبہ الہی پہنچا کہ دفعۃً یار و دیار سے دل اٹھا کر عرب میں تشریف لے کر متوجہ ہوئے اور مدت تک وہاں قیام کر کے وہاں کے اولیائے کبار اور اقطاب زمانہ خصوصاً شیخ عبدالوہاب متقی خلیفہ حضرت شیخ علی متقی سے صحبت اختیار کر کے فن حدیث کی تکمیل کی اور ودائع ارجمند اور رخصت ارشاد طالبان میں اختصاص حاصل کر کے مع برکات فراوان وطن مالوف میں مراجعت کی اور باون سال کی عمر میں ظاہر و باطن کی جمعیت سے مکننت حاصل کر کے تکمیل فرزندوں و طالبان میں مشغول ہوئے اور نشر علوم خصوصاً علم تشریف حدیث میں ایسی طرز سے جو ولایت عجم میں کسی کو علمائے متقدمین و متأخرین سے حاصل نہ ہوا تھا ممتاز و مستثنیٰ ہوئے اور فنون علمیہ خصوصاً فن حدیث میں کتب معتبرہ تصنیف کیں جن پر علمائے زمانہ فخر کرتے اور ان کو اپنا دستور العمل جانتے ہیں اور اہل دانش عموماً و عوام جان سے ان کے خریدار ہیں۔

ذہب آپ کی تصنیف و کتب سے مجلد ہے اور بحسب شمارہ بیات کے ۵ لاکھ تک پہنچتی ہے، انتہی۔

آپ نے خاتمہ اخبارِ الاخبار میں اپنا حال اس طرح پر لکھا ہے کہ میں تین چار سال کا لڑکا تھا کہ والد ماجد نے اہل حقیقت کی باتیں اس فقیر کے کام جان میں ڈالیں اور تربیت باطنی کو ضمیر شہادت نظامی کا کیا اور ان باتوں میں سے مجھ کو بعض مع خصوصیات وقت کے اب تک خزانہ خیالی میں یاد ہیں جو غربت سے خالی نہیں اور عجیب تر یہ ہے کہ فقیر کو حالت چھڑانے اپنے دودھ کی جب کہ دو اڑھائی سال کی عمر تھی ایسی یاد ہے کہ گویا کل کی بات ہے۔ والد ماجد قرآن مجید سبق سبق لکھتے تھے اور میں پڑھتا تھا یہاں تک کہ دو تین مہینے میں تمام قرآن میں نے پڑھ لیا اور ایک مہینے میں قدرت کتابت اور سلیقہ الشارح کا حاصل ہو گیا۔ کتب نظم و اشعار سے شاید چند جزو بوستان و گلستان و دیوان حافظ کے پڑھائے، بعد ختم قرآن کے میزان یاد کرائی اور مصباح و کافیہ پڑھایا۔ شاید کوئی جزو لب اور ارشاد سے بھی مطالعہ کر آیا، بارہ سال کا تھا کہ شرح شمسیہ اور شرح عقائد پڑھتا تھا اور پندرہویں سال میں مختصر و مطول پڑھی، بعد ازاں قرآن شریف کو یاد کیا اور اسی قیاس پر باقی کتب پر عبور کیا، سات آٹھ سال تک فقہار ماوراء النہر کے درس میں رہا اور وہ کتے تھے کہ ہم نے محمد سے فائدہ اٹھایا ہے اور ہم کو محمد پر کوئی احسان نہیں لڑکپن سے میں نہیں جانتا کہ کھیل کیا ہوتا ہے اور خواب و آرام و آسائش کیا چیز ہے، شوق تحصیل علم سے ہرگز طعام وقت پر نہیں کھایا اور نیند موقع پر نہیں کی، جاڑے اور گرمی میں مدرسہ دہلی میں جو دو میل کی مسافت پر تھا، جایا کرتا تھا اور چراغ کی روشنی میں ایک جزو لکھتا تھا اور باوجود تقسیم اوقات کے مطالعہ کتب و بحث میں شروع و حواشی سے جو جو دکھائی دیتا تھا قید کتابت میں لانا اس کا ضروریات سے ہوتا تھا، کسی دفعہ عمامہ اور سر کے بالوں کو آگ لگ گئی اور مجھ کو اس وقت خبر ہوئی جب اس کی حرارت دماغ کو پہنچی باوجود اس کے کثرت صلوٰۃ و اوراد و شب خمیزی اور مناجات میں بھی طفولیت میں ایسی جدوجہد عمل میں آتی تھی جو آدمی حیران تھے۔ اب تک تعلیم و افادہ معاذ اللہ بلکہ تعلیم و استفادہ کے ساتھ بسر کر رہا ہوں حضور اور جمعیت میری اختلاط مخلوقات پر موقوف نہیں اور زہد و عزم کے ذکر سے بھی جو تڑا کیب نحو میں مذکور ہوتا ہے، طلال ہے اور بموجب وصیت باپ کے کہ خبر دار خشک ملا نہ ہو جو ہمیشہ عشق اور محبت سے دم مارتا ہوں، خداوند کریم نے اپنی طرف مجھ کو بلایا اور اپنے گھر کی طرف کھینچا اور جو کچھ انعام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت سے پایا ہے بیان نہیں کر سکتا، طریقت میں مرید سید موسیٰ کاہنوں جو حضرت غوث الاعظم کی اولاد میں سے ہیں اور طریقہ قادریہ لکھتا ہوں، انتہی۔

بندر میں آپ کو جناب شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی سے کچھ مخالفت تھی لیکن اخیر

میں ان خیالات سے رجوع فرما کر صفائی حاصل کر لی، آپ کی اشہر تصنیفات سے لمعات شرح مشکوٰۃ عربی میں، اشعة اللغات شرح مشکوٰۃ فارسی میں، شرح سفر السعادت، شرح فتوح الغیب، مدارج النبوة، شرح اسماء الرجال بخاری، اخبار الاحیاء، جذب القلوب الی دیار الجبوب، زبدة الآثار، جامع البرکات، مرجع البحرین، زاد المتقین، فتح المنان فی مناقب النعمان، تاریخ، رسالہ ما ثبت بالسنہ، حلیہ علیہ سید المرسلین، اور جہل رسالہ وغیرہ میں اور کتب فقہ حنفیہ پر اطلاع و عبور آپ کو یہاں تک ہے کہ بیان نہیں ہو سکتا۔ تصنیفات آپ کی ہندوستان میں مقبول خاص و عام اور شہرت تمام رکھتی ہے اور تمام مفید و محققانہ ہے۔

آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعمت میں ایک قصیدہ ساٹھ ابیات کا کہا ہے اور مدینہ منورہ میں پہنچ کر آنحضرت کی حضور میں اس کو پڑھا جس کی اول بیت یہ ہے ۔۔۔
 بیابان دل دے ازہستی خود ترک دعویٰ کن
 میفکن چشم بصورت نظر در عین معنی کن
 وفات آپ کی ۱۰۵۷ھ میں ہوئی۔ تاریخ ولادت آپ کی "تو شیخ اولیاء" اور تاریخ رحلت "فخر العلماء" اور "فخر العالم" ہیں۔ مقبرہ آپ کا قطب صاحب واقع دہلی میں جو جن شمس کے کنارہ پر واقع ہے۔ کاتب حروف نے بھی آپ کے مرقد شریف کی زیارت سے فیضیابی حاصل کی اور کشتش عجیب اور دبستگی غریب اس مقام میں معلوم کی ہے۔
 شیخ محب اللہ اکبر آبادی

شیخ محب اللہ اکبر آبادی : عالم فاضل، وحید العصر، فرید الدہر، باخدا اور معمر شخص تھے، آپ کی توجہ بیماریوں پر نہایت مؤثر ہوتی تھی۔ تصانیف بھی آپ نے کثرت سے کی جس میں سے شرح کتاب فصوص الحکم اشہر اور نہایت عمدہ ہے۔ وفات آپ کی ۱۰۵۷ھ میں ہوئی اور اکبر آباد میں مدفون ہوئے۔

خواجہ بہاری

خواجہ بہاری : عالم علوم فقہ و حدیث و تفسیر اور واقف اسرارِ حقانی تھے۔ اوائل میں اپنے شہر حاجی پور سے نکل کر واسطے تحصیل علوم کے قصیدہ کودہ پور میں آئے اور شیخ جمال الاولیاء سے عرصہ تک پڑھتے رہے، پھر لاہور میں آکر ملا محمد فاضل لاہوری سے فہمیت کی دستاویز پڑھی اور انہی کے گھر میں سکونت اختیار کی۔ آخر کو حضرت میاں میر کے مرید ہو کر ان کے عظیم خلفا میں سے بنے۔ وفات آپ کی ۱۰۵۷ھ میں ہوئی اور لاہور میں دفن کئے گئے۔ "معدن فیوض" تاریخ وفات ہے۔

شعاع الہ آبادی سے الہ آباد میں تفسیر الخواصر النکلی سوانح اردو میں طبع ہو چکی ہے (مرتب)

قاضی محمد اسلم

قاضی محمد اسلم والد میرزا ہدایت عالم اجل، فقیر اکمل، جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے، بہرات میں پیدا ہوئے اور طلب علم کی غرض سے لاہور میں تشریف لائے اور شیخ مہلول سے جو علمائے کبار میں سے لاہور میں تھے، علوم حاصل کئے، پھر اگرہ میں سلطان جہانگیر کے پاس تشریف لے گئے۔ چونکہ آپ مولانا کلاں محدث کے رشتہ داروں میں سے تھے جو بادشاہ کے استاد تھے اس لئے آپ کی بڑی عزت ہوئی اور کابل کی قضاہ آپ کے سپرد کی گئی جس کو آپ نے بڑی دیانتداری کی شہرت سے انجام دیا پھر آپ عسکر کے قاضی ہوئے۔ جب شاہ جہان تخت نشین ہوا تو اس نے علاوہ قضاہ کے ہزاروں کاموں کا منصب بھی آپ کو دیا اور آپ تیس سال تک نہایت دیانت سے قضاہ پر مامور ہو کر سلطانی عنایات کے مورد رہے یہاں تک کہ بادشاہ نے آپ کو میزبان میں بلوایا اور ساڑھے چھ ہزار روپیہ آپ کو دیا۔ وفات آپ کی سالانہ میں ہوئی اور لاہور میں دفن کئے گئے۔ "فخرِ قلیم" تاریخ وفات ہے۔

مولانا محمود جونپوری

مولانا محمود بن محمد فاروقی جونپوری : ہند کے علمائے کبار اور فقہائے نامدار میں سے فاضل اجل، عالم اکمل، ادیب اریب اور جونپور میں رہتے تھے۔ جملہ علوم عقلیہ و نقلیہ اپنے جد امجد شاہ محمد اور استاد الملک شیخ محمد فاضل جونپوری سے حاصل کر کے سترہ سال کی عمر میں تحصیل سے فراغت پائی اور مسند تدریس و افادہ پر متمکن ہوئے۔ بعض مورخوں نے لکھا ہے کہ گیارہویں صدی کی ابتداء میں سے ہندوستان میں دوسری مجدد ہوئے، ایک شیخ احمد سرہندی اور دوسرے آپ۔ کہتے ہیں کہ آپ سے تمام عمر میں ایسا کوئی قول صادر نہیں ہوا جس سے آپ نے رجوع کیا ہو۔ آپ کی عادت تھی کہ جب کوئی آپ سے کچھ پوچھتا اگر آپ کی طبیعت حاضر ہوتی تو اس کا جواب دے دیتے ورنہ کہہ دیتے کہ کہ میری طبیعت اس وقت حاضر نہیں ہے۔

کتاب شمس بازغدا آپ کی اشرقتانین سے ہے۔ یہ وہی کتاب ہے کہ جس پر جہا ہیر علماء و فضلاء کا اس امر میں اتفاق ہے کہ اس کے برابر آج تک علم حکمت میں کوئی کتاب تصنیف نہیں ہوئی۔ یہی کتاب ہے جس کے پڑھنے سے طالب علم کے سر پر فضیلت کی دستار باندھی جاتی ہے مصنف نے

مولانا محمد فاضل بخشی لاہوری کے شاگرد تھے۔ ۱۰۰۰ھ چاندی میں ۱۰۰۰ھ سبھانہرجان میں مدفن لاہور اور آثار الامراء میں کابل لکھا ہے۔
۱۰۰۰ھ لاہور میں شیخ محمد بن شاہ محمد فاروقی کی ولادت ۱۰۰۰ھ میں ہوئی ہے۔ مولانا فضل جونپوری - "نزهت الخواطر" (مرتب)

نے پہلے خود ہی ایک متن لکھا ہے اور پھر اس کی خود ہی شرح تصنیف کی ہے، اور اس کتاب پر بڑے بڑے فضلاء مثل ملا نظام الملک والدین و ملا محمد حسن و مولانا محمد یوسف و مولانا محمد عبد الحلیم وغیرہم نے حواشی لکھے ہیں، علاوہ اس کے کتاب الفوائد شرح الفوائد اور ایک رسالہ فارسی اقسام نسواں میں بھی آپ کی تصنیفات سے مشہور ہے۔ وفات آپ کی ۱۰۶۲ھ میں ہوئی اور آپ کی رحلت سے آپ کے استاذ شیخ محمد فاضل اس قدر غمگین ہوئے کہ چالیس روز تک انہوں نے تبسم نہ کیا اور ان سے ملحق ہو گئے۔ "فخر آفاق" تاریخ وفات ہے۔

شیخ محمد فاضل جونپوری

شیخ محمد فاضل جونپوری : علوم نقلیات و عقلیات میں افضل فضلاء عصر اور مثل علماء دہر، حصول، تقی، حسن الخلق، سلیم المزاج تھے، تمام عمر مسند افادت و افاضت پر متکی رہ کر تعلیم و تدریس میں مشغول رہے۔ جب آپ کے تلمیذ رشید ملا محمود مذکور فوت ہوئے تو آپ بھی ان کے غم میں چالیس روز کے بعد ۱۰۶۲ھ میں فوت ہو گئے۔

ملا خداوندگار

آدم الانطاکی الرومی المعروف بہ ملا خداوندگار : جلال الدین رومی کے خلفاء میں سے عالم فاضل، عابد زاہد، جامع علوم صوری اور معنوی، مشہور بہ استاذ تھے اور شہر انطاکیہ میں جو قرمان کے ملک میں ساحل بحر رومی پر واقع ہے، رہتے تھے، جب سوار ہوتے تھے تو آپ کی رکاب میں تقریباً ایک سومر بید وغیرہ ساتھ ہوتے تھے اور باوجود اس کے ہمیشہ عبادت و وعظ میں مشغول رہتے تھے اور شنوی مولانا روم کو نہایت عمدہ طور سے حل کرتے تھے۔ ابتداء میں سخاوت میں بڑی افراط کرتے تھے یہاں تک کہ آپ کا عطیہ سود بیار سے کم نہ ہوتا تھا، اخیر کو حج کے ارادہ سے ماہ جمادی الاخریٰ ۱۰۶۲ھ کو قاہرہ میں آکر بیمار ہو گئے اور وہیں ماہ رمضان میں وفات پائی منزل فیض الہی، "تاریخ وفات ہے۔"

کاتب حلبی

مصطفیٰ بن عبد اللہ قسطنطنی المعروف بہ کاتب حلبی : قسطنطنیہ میں پیدا ہوئے اور وہیں نشوونما پایا۔ بڑے عالم فاضل، مورخِ کامل، جامع معقول و منقول تھے، تمام عمر درس و تدریس میں مشغول رہے اور صرہ میں شریفین کی زیارت سے مسترف ہوئے۔ کتاب کشف الظنون عن اسمی الکتاب والفتون ایسی عمدہ تصنیف فرمائی جو آج تک ایسا ثانی نہیں رکھتی جس میں تمام کتب مصنفہ قبل اسلام

۱۔ شہرہ جہنم بن محمد حمزہ بن محمد سلطان بن فرید الدین بن بہاؤ الدین عثمانی جونپوری، شیخ عثمان ہرولی کی اولاد سے تھے، ولادت بردولی (اودھ) میں

اور بعد اسلام کے نام مع ان کے مصنفین کے حالات اور تاریخ و فیات کی صحت و تحقیق سے درج فرمائی
وفات آپ کی ۱۶۷۶ھ میں ہوئی۔ مؤرخ طبع سلیم، تاریخ وفات ہے۔

مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی

مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی : بڑے عالم کی مثل فقیر محدث، مفسر خصوصاً علم معقولات میں
طاق، یگانہ آفاق، محسود علمائے معقول ہندوستان اور صاحب تصانیف عالیہ تھے چنانچہ حاشیہ تفسیر
بصیاد می اور حاشیہ کتاب مشہور و حاشیہ مقدمات تلویح و حاشیہ مطول و حاشیہ شریفیہ و حاشیہ شرح عقائد
تقنازانی و حاشیہ عقائد دوانیہ و حاشیہ شرح شمس و حاشیہ شرح مطالع و حاشیہ درۃ التمیز فی اثبات
واجب تعلق و ترجمہ فارسی غنیۃ الطالبین حضرت غوث الاعظم و حاشیہ عبد الغفور و حاشیہ شرح ہدایۃ
الحکم و حاشیہ خیالی، تکلمہ عبد الغفور، حاشیہ قطبی و حواشی ہوامش شرح حکمت العین و حاشیہ مراح الافاح
وغیرہ آپ کی کمالات و فضیلت علمی پر شاہد ناطق اور برہان قاطع ہیں۔ علوم ظاہری آپ نے مولانا محمد کمال
کاشمیری سے پڑھے اور فیوض باطنی اپنے زمانہ کے مشائخ سے حاصل کئے۔ آپ ہی ہیں جنہوں نے پہلے
پہلے شیخ احمد سرہندی کو مجدد الف ثانی کے خطاب سے یاد کیا اور شیخ احمد مجدد الف ثانی نے آپ کو
آفتاب پنجاب کا لقب دیا۔ جہانگیر و شاہجہان کے دربار میں آپ کی بڑی عزت و توقیر تھی اور آپ شہزادگان
کے استاد تھے چنانچہ شاہجہان بادشاہ نے آپ کو دو دفعہ میزان میں تلویا اور ہر دفعہ چھ ہزار روپیہ
دیا۔ آپ کو سیالکوٹ میں سو لاکھ روپیہ کی جاگیر ملی ہوئی تھی جو آپ کی اولاد کے پاس نسل بعد نسل
موجود رہی اور اخیر کو گھٹتے گھٹتے اب سرکار انگلشیہ کے عہد میں بسبب انقطاع خاندان کے بالکل ضبط
ہو گئی، بادشاہ کی اجازت سے آپ نے لاہور میں درس جاری کیا اور آپ کے لکھے ہوئے فتاویٰ
پر کسی کو علمائے ہند و پنجاب میں سے جائے چوں و چرا نہ ہوئی تھی، وفات آپ کی ۱۶۷۶ھ یا ۱۶۹۷ھ
میں ہوئی، "شیخ محسن" آپ کی تاریخ وفات ہے۔ آپ کے خلف الرشید ملا عبداللہ الملقب بلبیب
بھی بڑے عالم فاضل، ماہر مہر تھے چنانچہ عالمگیر بادشاہ ان کی بڑی عزت کرتا تھا اور کتاب تفریح بر تلویح
ان کی تالیفات سے یادگار ہے۔

حسن بن عمار

حسن بن عمار المصری الشربلانی : ابوالاخلاص کنیت تھی، اعیان فقہاء اور اعلم فضلاء

۱۔ ولادت ۱۶۷۶ھ سے زائد کتب تصنیف کیں۔
۲۔ ملا عبدالحکیم بن شمس الدین بقول بخا و خاں مؤرخ ۱۶۸۹ھ میں پایا ہوتے اور بقول محمد صالح کنبو ۱۶۷۶ھ میں وفات پائی۔ (مرتب)
۳۔ ولادت ۱۶۹۷ھ (مجموع المؤلفین) (مرتب)

میں سے مشہور زمانہ اور معتبر فی الفنا و لے تھے، علم عبداللہ نحریری اور محمد عجمی اور علی بن غانم مقدسی سے حاصل کیا اور آپ سے ایک جماعت مثل سید احمد حموی اور احمد عجمی اور اسمعیل نابلسی وغیرہم نے استفادہ کیا۔ بہت کتابیں تصنیف کیں جن میں سے شرح منظومہ ابن وہبان اور درر وغرر کے حواشی اور نور الایضاح فقہ میں اور اس کی شرح امداد الفتح اور اس کا مختصر مراقی الفلاح وغیرہ رسائل ساٹھ سے زیادہ ہیں۔ وفات آپ کی ماہ رمضان ۶۹۹ھ میں ہوئی، مجموعہ رشادت "تاریخ وفات ہے" شربلانی بضم شین مع راہمہد و سکون نون و ضم بار موحده خلاف قیاس شربلولہ کی طرف منسوب ہے جو مصر کے نواح میں تاجروں کے ایک شہر کا نام ہے۔

احمد شہاب بن محمد خفاجی

احمد شہاب بن محمد خفاجی مصری : فرید العصر و حید الدہر اپنے زمانہ میں بدریہ عالم اور نیز افق نثر و نظم فاضل متفق علیہ تھے۔ علوم عربیہ اپنے ماموں ابی بکر شنوانی سے پڑھے اور فقہ کو شیخ الاسلام ربلی اور نور الدین علی زیادی اور خاتمة الحفاظ ابراہیم علقمی اور علی بن قائم مقدسی سے اخذ کیا پھر اپنے والد ماجد کے ساتھ حرمین شریفین میں آئے اور اس جگہ علی بن جابر اللہ سے پڑھا پھر قسطنطنیہ کو ارتحال کیا۔ حواشی تفسیر بیضاوی آٹھ جلد میں، شرح سفار چار جلد میں، شرح درة الغواص حریری، کتاب ریحانہ، رسائل اربعین، حاشیہ شرح فرائض، حواشی رضی، سفار العلیل فی مافی کلام العز من الدخیل، دیوان الادب، طراز المجالس، رسالہ تفسیر آیت وغیرہ ہیں تصنیف کیں اور ماہ رمضان ۶۹۹ھ میں وفات پائی، "فاضل محسن" آپ کی تاریخ وفات ہے، خفاجی خفاجہ کی طرف منسوب ہے جو بنی عامر سے ایک قبیلہ کا نام ہے۔

شیخ زین العابدین

شیخ زین العابدین بن ابراہیم بن نجیم مصری : علامہ محقق، قہامہ مدقق، عالم اجل، فاضل اکمل تھے، شیخ شرف الدین بلقینی اور شیخ شہاب الدین شعبی اور شیخ امین الدین بن عبدالعال اور ابوالفیض سلمی وغیرہ سے علوم پڑھے اور ان سے افتاء اور تدریس کی اجازت حاصل کی اور اپنے اشیاخ کے حین حیات ہی میں تدریس و افتاء کا کام شروع کر کے بہت لوگوں کو فائدہ پہنچایا اور شہرت پائی۔ شرح کنز اور اشہاء والنظار وغیرہ کتابیں تصنیف کیں جو علمائے حنفیہ کا ماخذ و مرجع ہوئیں طریقت کا علم شیخ عارف باللہ سلیمان حویری سے حل کیا، آپ کو حل مشکلات قوم میں بڑا ذوق تھا۔ عارف شہرانی کا قول ہے کہ میں نے دس سال آپ کی مصاحبت کی مگر کوئی عیب کی بات آپ میں نہ دیکھی اور ۹۵۳ھ

میں آپ کے ساتھ حج کیا سو آپ کو اپنے جبران و غلمان کے حق میں جانتے آتے بڑا خلیق و شفیق پایا حالانکہ آدمی کے اخلاق سفر میں بدل جاتے ہیں۔

صاحب ردالمحتار بیان کرتے ہیں کہ آپ نے علاوہ بجز الرائق شرح کنز الدقائق اور اشباہ والنظار کے فتح النفاہ شرح المنار اور مختصر تخریر الاصول الہمی بہ لب الاصول اور تعلیقات ہدایہ باب بیوت سے اور حاشیہ جامع الفصولین اور فتاویٰ اور چالیس رسالے متفرق مسائل میں تصنیف کئے۔ آپ کے آپ کے بھائی شیخ عمر بن نجیم صاحب نہر اور محمد غزالی صاحب تنزیل البصائر نے اخذ کیا۔ وفات آپ کی بقول سید احمد حموی اور مصنف رسالہ زینیہ ۸ ماہ رجب ۱۲۸۷ھ میں ہوئی۔ "قمر خلق" تاریخ وفات ہے۔

شیخ محمد سعید سرہندی

شیخ محمد سعید بن شیخ احمد بن عبدالاحد سرہندی : آپ کا لقب خازن الرحمہ تھا، بڑے محدث، فقیہ، عالم، فاضل، زاہد، عابد صاحب کرامات تھے، علوم نقلیہ و رسمیا اپنے والد ماجد محمد بن الف تالی سے حاصل کئے اور انہیں سے علم طریقت کو اخذ کیا اور مشکوٰۃ شریف پر حاشیہ لکھا اور سن ۱۲۸۷ھ میں وفات پائی۔ "حوض نور" تاریخ وفات ہے۔

ابوالوفار

ابوالوفار بن عمر بن عبدالوہاب غرضی : حلب کے علمائے اعیان سے فقیہ فاضل، عالم بھر، متواضع، واعظ، مفتی حنفیہ تھے، اپنی تمام عمر درس و تدریس میں بسر کی اور ایک تاریخ موسومہ بہ معادن الذهب اعیان حلب کے تذکرہ میں تالیف کی اور کئی ایک رسالے تصنیف کئے، شعر بھی عمدہ کہتے تھے چنانچہ لامیۃ العجم کے مقابلہ میں ایک قصیدہ لامیۃ الشاد کیا۔ عید اضحیٰ کے روز ۱۲۹۲ھ میں پیدا ہوئے اور محرم ۱۲۸۷ھ کو وفات پائی۔ "خواجہ عالی مقدار" تاریخ وفات ہے۔

مولانا عبدالکریم پشاوری

مولانا عبدالکریم بن مولانا درویش پشاوری : آپ کو اخوند کریم داد کے نام سے بھی پکارتے تھے، علوم ظاہری و باطنی اپنے والد ماجد سے حاصل کئے یہاں تک کہ آپ محقق افغانستان کے خطاب سے مخاطب ہوئے، اخیر کو میر سید علی غوارل کے مرید ہو کر خرقہ خلافت حاصل کیا اور حساب شریعت و طریقت اور حقیقت ہوئے۔ کتاب مخزن الاسلام تصنیف کی، آپ ہر روز رات کو ایک جزو سفید کاغذ کا اپنے حجرہ میں لے جاتے تھے اور بغیر چراغ روشن کئے، تحریر فرما کر صبح اپنے یاروں کو دے دیتے تھے یہاں تک کہ کتاب نامہ کو باعتمام کو پہنچی۔

۱۲۹۲ھ وفات سن ۱۲۸۷ھ "مجموع التوفیق" (مرتب)

کہتے ہیں کہ آپ سے ایک شخص نے پوچھا تھا کہ غوث کس کو کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ غوث کی نشانی یہ ہے کہ جب وہ مر جائے اور کوئی شخص اس کے منہ پر نظر ڈالے تو وہ آگے سے تبسم کرے، پس جب آپ نے سکنہ میں وفات پائی تو شخص مذکور نے امتحاناً آپ کے چہرہ پر نظر ڈالی، آپ نے یہاں تک تبسم کیا کہ قریب تھا کہ گفتگو کرنے لگیں، اس پر شخص مذکور نے توبہ کی اور کہا کہ میں اس سے زیادہ او کوئی دلیل نہیں چاہتا ہزار آپ کا علاقہ یوسف زئی میں زیارتگاہ عام ہے۔ ” منبع فضل“ تاریخ وفات ہے۔

محمد آفندی دمشقی

محمد آفندی بن تاج الدین بن احمد محاسنی دمشقی : امام فاضل، فقیہ، محدث، ادیب، فطن، لبیب، فصیح العبارات، لطیف الشكل، خوش آواز، حسن اخلاق، مجمع محاسن، شریف خاندان سے ایک بڑے مشہور جلیل القدر تھے، پہلے دمشق کے محلہ صلاحیہ میں جامع سلطان سلیم کے خطیب مقرر ہوئے پھر جامع بنی امیہ کے امام اور خطیب مقرر ہوئے اور اسی جگہ صحیح مسلم کو پڑھا اور اس پر کچھ تعلیقات لکھے اور جامع مذکور کے قبہ نسریں حدیث کا درس دیتے رہے۔ آپ سے بہت سے علماء دمشق مثل علامہ محقق شیخ علاؤ الدین جصکفی مفتی شام وغیرہ نے استفادہ کیا۔ آپ کی نظم فصیح اور تشریح بھی آپ کے کمالات علمی پر دل ہے۔ سکنہ میں پیدا ہوئے اور سکنہ میں وفات پائی۔ شیخ عبدالغنی نابلسی نے ایک نہایت عمدہ قصیدہ آپ کے مرثیہ میں کہا ہے جس کا مطلع اور حسن مطلع یہ دو شعر ہیں

لیس لعاع الناس لیضرع الجمل فبعدک لایرجو البقار من لعقل

اباجنتہ قرت عیون اولی النہی بہاز مناختی تدارکھا الحل

”محدث مشفق“ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

شیخ نور الحق

شیخ نور الحق بن شیخ عبدالحق دہلوی : فقیہ محدث، جامع کمالات صوری و معنوی، فاضل فہم، عالم ماہر تھے اور تلمیذ و مرید و مقبول اپنے والد بزرگوار بیگانہ روزگار کے تھے، چونکہ صاحب حل شاہ جہاں ایام شاہزادگی سے آپ کے جوہر استعداد عالی سے اطلاع رکھتا تھا۔ جب دکن کو جانے لگا تو آپ کو اکبر آباد کا قاضی مقرر کر گیا چنانچہ آپ نے ایک مدت تک قضا کے منصب کو جیسا کہ چاہئے ادا کیا۔ تصانیف بھی آپ نے کثرت سے کی اور جس طرح آپ کے والد ماجد نے ترجمہ مشکوٰۃ شریف میں احسان کا ہاتھ کھولا تھا ویسا ہی آپ نے ترجمہ فارسی صحیح بخاری میں صلوات فیض عام دیکر تیسیر القاری فی شرح صحیح البخاری اور نیز شرح صحیح مسلم تصنیف کی اور نوے سال کی عمر میں سکنہ میں دہلی میں

وفات پائی: "شیخ الاسلام" تاریخ وفات ہے۔

ابی سلمہ

ابراہیم بن عیسیٰ بن ابراہیم بن محمد فقیہ مکی المشہور بہ ابی سلمہ : اپنے وقت کے امام فاضل، فقیہ کامل، مختلف علوم کے صراف، فروع مذہب کے ماہر، فتویٰ میں متحری و متذین تھے، مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے اور وہیں نشوونما پا کر وہاں کے علماء و فضلاء سے حدیث، تفسیر، قرآن، فقہ، حساب وغیرہ علوم اخذ کئے اور آپ سے مکہ معظمہ میں ایک جماعت نے تلمذ کیا۔ ۱۴ ماہ رمضان ۱۰۰۰ھ میں فوت ہوئے اور معلات میں دفن کئے گئے۔ "ریاض اجلال" تاریخ وفات ہے۔

محمد بن ابی الصفا

محمد بن ابی الصفا بن محمود بن ابی الصفا اسطوانی دمشقی : شام کے مشہور فضلاء و نبلاء میں سے علم و فضل و کمال و معرفت ادب میں خدا کی آیات میں سے ایک آیت تھے اور کئی طرح سے خوشحالی جانتے تھے، ۱۰۰۰ھ میں پیدا ہوئے اور پاکیزگی و طاعت خدا میں نشوونما پایا۔ امام محبی کے ماموں تھے، آپ کے امام محبی پر تربیت اور تعلیم کے بڑے حقوق ہیں۔ علوم شیخ عبداللطیف جالقی اور شیخ رمضان عسکاری اور شیخ محمد محاسنی سے حاصل کئے اور امام بہام یوسف بن ابی الفتح امام بادشاہ کی صحبت اختیار کی کیونکہ امام موصوف اور آپ کے والد کے درمیان بڑی دوستی تھی پھر ان کی طرف سے دمشق میں وکیل مقرر ہوئے اور مدرسہ ظاہریہ کبرئے میں درس دیا۔ آپ بڑے ساکت، صامت، حلوۃ العبارة، حسن العشرت تھے، یکایک ۱۰۰۰ھ میں فوت ہوئے اور مقبرہ فراولیس میں دفن کئے گئے۔ "فخر قصبہ" تاریخ وفات ہے۔

شیخ محمد معصوم

شیخ محمد معصوم بن شیخ احمد مجد دالع ثانی بن عبدالاحد سرہندی : جامع علوم ظاہری و باطنی، حاوی فروع و اصول، قطب الوقت، مرشد عصر، صاحب کرامات تھے، عروۃ الوثقی خطاب تھا، علوم اپنے والد مجد دالع ثانی سے پڑھے اور سولہ سال کی عمر میں جمیع علوم ظاہری سے فارغ ہو کر اور فضیلت کی دستار باندھ کر علوم باطنی میں مشغول ہوئے اور اپنے والد ماجد کی توجہ سے تمام اولاد سے گویے سبقت لے گئے، صحبت اغنیاء اور مجلس بادشاہ سے آپ کو بڑی نفرت تھی یہاں تک

لے ولادت اشغال ۱۰۰۰ھ اور وفات بمقام سرہند ۹۰۰ھ میں ہوئی۔ (مقامات غیر متز)

شاہ جہاں بادشاہ آپ کی مصاحبت کی بڑی رغبت رکھتا تھا مگر اس کو میسر نہ ہوئی البتہ اورنگ زیب عالمگیر آپ کا مرید ہوا لیکن ہمیشہ کی صحبت اس کو بھی نصیب نہ ہوئی، جب آپ نے ہندوستان سے غم زیادہ حرمین شریفین کا کیا تو عرب و عجم سے بے شمار لوگ آپ کے حلقہ ارادت میں آئے یہاں تک کہ جو لوگ آپ کی توجہ سے درجہ ولایت کو پہنچے، ایک لاکھ سے زیادہ شمار کئے گئے ہیں۔ وفات آپ کی ۱۰۸۹ھ یا ۱۰۸۷ھ میں وقوع میں آئی "مشہور کشور" اور "آرائش مکونات" اور "اسرار حقیقت" تاریخ وفات ہیں اور مجموعہ مکتوبات آپ کی تصنیف سے یادگار ہے۔

ابراہیم بن عبدالرحمن

ابراہیم بن عبدالرحمن بن محمد بن عماد الدین عمادی دمشقی : ۱۱۲۰ھ میں پیدا ہوئے، ملک شام کے مشہور فضلا و بلغار میں سے علم ادب اور نظم و نثر میں باسع، فقیہ کثیر المحفوظات، محدث فاضل، مقبول الہیات، عظیم الہیبت تھے۔ ابتداء میں علوم اپنے والد ماجد سے پڑھے پھر بوریہ میں حسن بن محمد سے مختلف علوم و فنون حاصل کئے اور حدیث کو احمد عیثاوی وغیرہ سے اخذ کیا۔ باپ کی وفات کے بعد اپنے منجملے بھائی کے ساتھ روم کا سفر کیا۔ دو دفعہ حج کیا اور دوسری دفعہ حج کے وقت رجب شامی میں قاضی مقرر ہوئے۔ اخیر عمر میں فالج ہو گیا جس میں ڈیڑھ سال مبتلا رہ کر شنبہ کے روز ۱۱۰۰ھ یا ۱۱۰۱ھ میں وفات پائی اور مقبرہ باب الصغیر میں اپنے والد کی قبر کے پاس مدفون ہوئے۔ "لوح محفوظ" تاریخ وقایع

خیر الدین بن احمد رملی

خیر الدین بن احمد بن نور الدین علی بن زین الدین بن عبدالوہاب ایوبی فاروقی رملی : مفسر، محدث، فقیہ، لغوی، صرفی، نحوی، بیانی، عروضی، منطقی، کثیر العمر، اپنے زمانہ میں شیخ حنفیہ تھے شہر مدینہ میں ۹۳۰ھ میں پیدا ہوئے، علم سراج الدین حانوقی صاحب فتاویٰ مشہورہ اور احمد بن محمد امین الدین بن عبدالعال سے پڑھا اور اپنے شہر اور مصر میں درس دیا۔ فتاویٰ سائرہ تصنیف کیا اور منہج القفار اور عینی شرح کنز اور اشباہ والنظائر اور سحر الائق اور زیلعی اور جامع فضولین وغیرہ پر حواشی لکھے اور نیز رسائل اور ایک دیوان حروف معجم کی ترتیب پر لکھا اور ۱۰۸۱ھ میں رملہ میں وفات پائی۔ "آیت رحمت ایند" تاریخ وفات ہے۔ بہت لوگوں نے مثل امیر مجبی وغیرہ کے آپ کے مناقب اور احوال اور بیان مشائخ اور تلامذہ میں طول دیا ہے۔ ایوبی کی نسبت آپ کے بعض اجداد کی طرف ہے۔

اسمعیل بن تاج الدین

اسمعیل بن تاج الدین بن احمد المعروف بہ محاسنی دمشقی : اپنے زمانہ کے امام

عالم شیخ فاضل صاحب ثروت و مال اور جامع اموی واقع دمشق کے خطیب و امام تھے۔ دمشق میں سنہ ۱۰۶۹ء میں پیدا ہوئے اور اپنے والد ماجد کی گود میں پرورش پا کر طلب علم میں مشغول ہوئے یہاں تک کہ ایک جماعت شیوخ سے تحصیل علوم کر کے بارع و فائق ہوئے۔ جامع اموی اور مدرسہ جوہریہ میں درس دیا بہت سے طلاب آپ کے پاس جمع ہوئے۔ آپ اپنے والد کی طرح تجارت بھی کرتے تھے۔ سنہ ۱۰۶۹ء میں آپ کو دولت علیہ کے حکم سے تدریس مدرسہ سلیمیہ کی تفویض ہوئی پھر سنہ ۱۰۸۵ء میں مولیٰ عثمان رومی قاضی دمشق کی طرف سے مدرسہ تقویہ کی تدریس سپرد ہوئی یہاں تک کہ اسی سنہ میں دمشق میں وفات پائی، "فخر قلعہ" تاریخ وفات ہے۔

خواجہ معین الدین

خواجہ معین الدین بن خواجہ محمود نقشبندی : کاشمیر کے علمائے کبار اور مشائخ نامدا میں سے اتباع شریعت و ترویج سنت و ترویج بدعت اور زہد و ورع و تقویٰ میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے، تمام علماء صلحاء وقت آپ کی تحریہ و تقریر کو قبول کرتے اور نوار دو نوازل میں آپ کے پاس رجوع لاتے تھے اور بڑے بڑے علمائے کاشمیر مثل ملا محمد طاہر کشمیری خلیف مولانا حیدر علامہ و ملا ابوالفتح کلو و ملا یوسف مدرس و مفتی محمد طاہر و مولانا عبدالغنی و مولانا مفتی شیخ احمد وغیرہ جو کاشمیر میں علم شریعت کا کھڑا کرتے تھے، آپ کے خط فرمان پر سر رکھتے اور احکام روایت و عدالت میں آپ سے فتوے طلب کرتے تھے۔ آپ نے علمائے وقت کی درخواست سے کتاب فتاویٰ نقشبندیہ اور کنز السعادت علوم شریعت و طریقت میں تصنیف کیں اور ایک کتاب فارسی دلچسپ میں الموسوم بہ رسالہ رضوانی دربارہ سخارق و کرامت والد بزرگوار تالیف کی۔ وفات آپ کی سنہ ۱۰۸۵ء میں ہوئی۔ خلیفہ عصر "تاریخ وفات ہے۔"

محمد بن علی حصکفی صاحب در مختار

محمد بن علی بن محمد بن علی بن عبدالرحمن بن محمد بن جمال الدین بن حسن بن زین العابدین حسنی اثری المعروف بھکفی : فقیہ محدث، عالم، فاضل، نحوی، حافظ احادیث و مرویات، طلیق اللسان، فصیح البیان، جید التقریر و التحریر، جامع معقول و منقول صاحب تصانیف کثیرہ اور مصنف کتب مفیدہ تھے۔ فقہ میں در مختار اور شرح ملحق البحر، اصول میں شرح منار، نحو میں شرح قطر اور مختصر فتاویٰ صوفیہ اور تعلیقات بخاری میں جزو میں اور تفسیر بضاوی کا حاشیہ سورہ بقرہ سے سورہ اسرا تک اور حاشی درر وغیرہ رسائل انیقہ اور کتب نایقہ تصنیف فرمائی اور نیز فتاویٰ ابن نجیم کو جو اس کے

لے آپ کی تفسیر و التفسیر کے لئے نسخے ایشیاک سوسائٹی بنگال، میمر و یونیورسٹی ٹونک اور پٹنہ کے کتب خانوں میں موجود ہیں۔ تاریخ ابن نجیم

"شرح القرآن" تصنیف کی (مترجم)

بیٹے اور ترم تاشی نے جمع کیا تھا جمع کیا، آپ کی فضیلت و تحقیق کا خود آپ کے مشائخ اور معصروں نے اقرار کیا یہاں تک کہ شیخ خیر الدین رملی آپ کے استاد نے آپ کی سزا جازت میں یوں لکھا ہے کہ محمد بن علی نے پہلے مجھ سے ایسے لطیف اور پاکیزہ سوال کئے جن میں لنگے کمال روایت اور وسعت ملکہ پر واقف ہوا اور ان کو ان کے جواب مختصر طور پر دئے پھر انہوں نے مجھ سے اعلیٰ درجہ کے نکات پوچھے چنانچہ میں نے ان کے جوابات بھی ویسے ہی دئے، پھر انہوں نے ان سے بھی اعلیٰ درجہ کے سوال کئے پس میں نے ان کے علم و فضل کے توسن کو مضمنا کمال میں نہایت سبقت لے جاتا ہوا اور وہاں سے نہایت راحت و آرام سے بغیر کسی طرح کے اضطراب و اضطراب کے لوٹتا ہوا دیکھا پس نوبت یہاں تک پہنچی کہ میں نے ان سے اور انہوں نے مجھ سے حدیث کی روایت کی اور میری اشعار آپ کی تعریف میں کہے۔

فیامن رشک فدو تک فاسل
تجد جبلا فی العلم غیر مغلغل
یباری فحول الفقہ فیما یرودہ
ویرزہ للمیدان غیر منزلزل
لقتصر عن لب العلوم منشورہ
ویاتی بما یختارہ من مفصل
ولیعوی علی التریج فیہ بقاب
من الفہم والادراک غیر محول
و فکر اذا ما حاول الصغر قلہ اوان
رست صل الصعب فی الحال تجلی
وما قلت هذا القول الا بعد ما
سیرت جنابہ با فخر مقول

آپ نے ۶۳ سال کی عمر میں ۱۰۸۵ھ میں وفات پائی اور مقبرہ باب صغیر میں دفن کئے گئے۔ "شیخ مقبول" تاریخ وفات ہے، جسکی حسن کیفا کی طرف منسوب ہے جو دیار بکر میں ایک قلعہ کا نام ہے اور مشترک میں لکھا ہے کہ حسن کیفا دریائے دجلہ کے کنارہ پر جزیرہ ابن عمر اور میافارقین میں واقع ہے۔

ابراہیم بن عبدالرحمن

ابراہیم بن عبدالرحمن سواداتی دمشقی : فقیہ شجر، عالم کثیر الاطلاع، ادیب اریب، شاعر جید الطریقہ، استخراج مسائل اور استحصانہ فروع مذہب پر حاوی تھے۔ ابتداء جوانی میں تشدید اشعار و نظم میں مشغول رہے چنانچہ معانی دقیقہ اور نسق بدیعہ نظم میں منسلک کرتے تھے پھر روم کو تشریف لے گئے اور وہاں کے ادب سے آپ کو محاورات مقبولہ جاری رہے اور جب وہاں سے دمشق میں واپس آئے تو مسائل متعلقہ فتویٰ کی کتابت پر قائم ہوئے اور یہاں تک استحصانہ غریب فروع مذہب اور ان کے استخراج میں مہارت پیدا کی کہ ان کے ہم معصروں سے کوئی ان کے مرتبہ کو نہ پہنچ سکا اس کے

بعد جب شعر کہتے تو بسبب غلبہ فقاہت کے ان کو تکلیف کرنا پڑتا، آپ کو جمع کرنے کتب کا بڑا شوق تھا چنانچہ آپ نے ہر ایک فن سے بہت سی کتابیں جمع کیں اور اخیر عمر میں ان کو وقف کر دیا اور ساٹھ سال کی عمر سے گزر کر چار شنبہ کی رات ۱۱ ربیع الاول ۹۵۰ھ کو وفات پائی اور شیخ ارسلان کے مقبرہ میں دفن کئے گئے۔ دائرۃ المعارف میں لکھا ہے کہ آپ ایک مدت مدید تک بیمار رہے اور بڑی دولت اس کے معالجہ میں صرف کی مگر اس سے آپ کو رہائی نہ ہوئی۔ "فخر دیار" تاریخ وفات ہے۔

محمد بن حسن کو اکبری حلی

محمد بن حسن بن احمد بن ابی یحییٰ کو اکبری حلی : مختلف علوم و فنون کے بحر ذخار تھے جن کو اپنے ملک کے علماء و فضلاء سے حاصل کر کے تدریس اور نشر علوم میں مصروف ہوئے۔ تصنیفات بھی عمدہ اور مفید کی چنانچہ وقایہ کو منظوم کیا پھر اس کی منظوم شرح تصنیف کی اسی طرح منار کو منظوم کیا پھر اس کی شرح لکھی، تفسیر بیضاوی پر تعلیقات لکھے اور شرح مواقف پر بھی حواشی تحریر کئے۔ ماہ ذی قعدہ ۹۶۱ھ میں وفات پائی۔ "ارباب فیض" تاریخ وفات ہے۔

بابا داؤد مشکوٰتی

بابا داؤد مشکوٰتی کشمیری : فقہ، حدیث، تفسیر، حکمت، معانی میں یدِ طولی رکھتے تھے چونکہ مشکوٰۃ المصابیح آپ کو متناہ اسناداً حفظ تھی اس لئے آپ داؤد مشکوٰتی کے خطاب سے مخاطب ہوئے، تمام علوم عقلی و نقلی و فنون ظاہری و رسمی خواجہ حمید چرخانی سے حاصل کر کے واسطے کسب رموز باطن کے بابا نصیب الدین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مدت تک ان کی صحبت سے فیض حاصل کیا اور سوک و مقامات شکرانی و فارسی تصنیفات کی اور کتاب اسرار الابرار سادات عالیشان اور ذیشان کاشمیر کے حالات میں لکھی اور اسرار الاشجار اور کتاب منطق الطیر شیخ معطار کو منظوم کیا نیز خواجہ خاوند محمود نقشبندی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے علوم باطن کا کمال حاصل کر کے ۹۷۰ھ میں وفات پائی اور کاشمیر کے محلہ کند پورہ میں متصل عید گاہ کے مدفون ہوئے۔ "محدث زبیب کشور" تاریخ وفات ہے۔

سیف الدین بن شیخ محمد معصوم

سیف الدین بن شیخ محمد معصوم بن شیخ احمد سرہندی : عالم فاضل، جامع علوم نقلیہ و عقلیہ صاحب کمالات ظاہری و باطنی و کرامات تھے، علوم اپنے والد ماجد سے پڑھے اور انہیں سے طریقت کو حاصل کیا اور قبیح شریعت نبوی کے یہاں تک پہنچے کہ محی السنہ کے نام سے مخاطب تھے، جو شخص کفار و فساق وغیرہ سے آپ کی زیارت کو آتا، نائب ہوتا۔ آپ کو دنیا اور اہل دنیا سے نہایت نفرت تھی، جب کوئی اللہ کا نام

آپ کے سامنے زبان پر لانا آپ بجز مسننہ کے بیہوش ہو کر زمین پر مثل مرغ نیم بسمل کے لوٹتے۔
 کہتے ہیں کہ ایک روز آپ رات کو واسطے ادا کے تہجد کے اٹھ کر حجرہ پر چڑھے کہ اتنے میں
 بانسلی کی آواز آپ کے کان مبارک میں پڑی جس کو سن کر آپ بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے جس سے آپ کو
 سخت ضرب آئی۔ وفات آپ کی ۹۸ھ میں واقع ہوئی۔ شیخ صالح چچا تاریخ وفات ہے۔

بیری زادہ مفتی مکہ مکرمہ

شیخ ابراہیم بن حسین بن احمد بن محمد بن احمد بن بیری مفتی مکہ مکرمہ الشیر بہ بیری زادہ :
 اکابر فقہاء حنفیہ میں سے فقیہ فاضل، محدث کامل، مجدد آثار علوم، ماہر تبحر، نقل احکام و تحریر مسائل
 میں متحری، حرمین میں علم فتویٰ میں یگانہ زمانہ، مطالعہ کتب میں منہمک، کل ولایات کے علماء کے
 نزدیک جلالت و فضیلت کے ساتھ مشہور تھے۔ علوم اپنے چچا محمد بن بیری اور عبدالرحمن مرشدی
 وغیرہ سے پڑھے اور حدیث کو ابن عدنان وغیرہ سے اخذ کیا اور بہت سے مشائخ نے آپ کو اجازت
 دی۔ آپ کی تصنیفات حد سے زیادہ ہیں جن میں سے حاشیہ اشباہ والنظائر مسمی بہ عمدۃ ذوی البصائر
 شرح موطا امام محمد دو جلد میں شرح تصحیح قدوری مؤلفہ شیخ قاسم، شرح منک الصغیر مؤلفہ ملا رحمت،
 رسالہ فی جودہ لعمرو فی اشراج، شرح منظومہ ابن شحنہ در باب عقائد، سیف المسلول فی دفع الصائد لاک
 الرسول، رسالہ در بارہ مسک و زباد، رسالہ در بارہ حمرۃ العقبہ، رسالہ در بارہ اشارہ سبابہ، رسالہ
 در بارہ بیض العید اذا دخل الحرم، رسالہ در بارہ عدم جواز تلفیق ہیں۔ اس اخیر کے سلسلے میں آپ
 نے اپنے ہم عصروں سکی بن فروخ وغیرہ کا خوب رد کیا ہے۔

ولادت آپ کی مدینہ منورہ میں کچھ اور پر سن ۱۲۰۰ھ میں ہوئی اور یکشنبہ کے روز شوال
 ۹۹ھ میں وفات پائی اور معللہ میں قریب حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے دفن کئے گئے
 "شیخ عالی محل" تاریخ وفات ہے۔ کہتے ہیں کہ آپ کو موت سے بڑا قلق تھا پس آپ نے آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں یا ابراہیم مت فان لک بی اسوۃ حسنہ، پس اپنے
 عرض کی کہ اس شرط سے مرنا ہوں کہ ہر سال حج کا ثواب میرے لئے لکھا جائے، حضرت نے فرمایا
 کہ ایسا ہی ہوگا۔

خوندا بوالفتح کلو

خوندا بوالفتح کلو : کاشمیر کے علماء و فضلاء میں سے جامع کمالات ظاہری و باطنی تھے، علوم

لہ مقامات خیر میں تاریخ وفات ۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۱۹۸ھ بیان کی گئی ہے ۱۲ (مرتب)

خواجہ چیدر چرخی سے حاصل کئے، استخراج مسائل فقہیہ میں بے نظیر تھے، اخیر عمر میں افتائے کاشمیر کی خدمت بھی آپ سے متعلق ہوئی، عقائد اہل تشیع کی تردید میں کتاب سیف السابین تصنیف کی اور اس کے سوا اور کتابیں اور تعلیقات بھی لکھیں اور تمام عمر درس و نشر علوم میں مصروف رہ کر سن ۱۰۰۰ھ میں وفات پائی اور مقبرہ سلطان زین العابدین میں مدفون ہوئے۔ "فیاض دہر" تاریخ وفات ہے۔

ملا شکر گنائی

ملا شکر گنائی از احفاد حضرت بابا عثمان ^{رحمۃ اللہ علیہ} اوچپ گنائی : کاشمیر کے علمائے کبار و فضلاء مدارس سے تھے، محدث، فقیہ، جامع علوم عقلیہ و نقلیہ اور ملا فیروز مفتی کے چچا تھے، اپنے شہر کے علماء کے علوم عقلیہ و نقلیہ حاصل کر کے عربین محترمین کو تشریف لے گئے اور وہاں زبدۃ المتأخرین خاتم المجتہدین ابن حجر مکی سے حدیث کی اجازت حاصل کی اور کاشمیر میں واپس آ کر تدریس و تعلیم میں مشغول رہے اور محلہ قلاش پورہ میں متصل قبر مولانا لولی گنائی کے مدفون ہوئے۔ صاحب تاریخ اعظمی لکھتے ہیں کہ کتاب شمال نبوی خاص آپ کے ہاتھ کی خط شکر گت سے لکھی ہوئی اور نیز وہ اجازت نامہ جو شیخ ابن حجر نے پشت اسماء الرجال پر اپنے ہاتھ سے لکھ کر آپ کو دیا تھا، ہمارے پاس موجود ہے۔

اخوند ملا محمد جمال الدین

اخوند ملا محمد جمال الدین : اپنے وقت کے عالم فاضل فقیر و زکا، واقف اسرار تھے، باوجود کمال شغل علوم ظاہری کے بابا فتح اللہ حقانی کی خدمت میں حاضر ہو کر استفادہ امور باطنی کا کیا اور رات دن تدریس علوم ظاہری و باطنی میں مشغول ہوئے۔ شیخ نصیر الدین ابوالفقار نے آپ سے پڑھا اور حدیث کی سند حاصل کی، علاوہ اس کے اکثر اکابر وقت نے مثل بابا نصیب و شیخ اسمعیل چشتی وغیرہ کے آپ سے استفادہ کیا۔ آپ اکثر شیخ نور الدین ولی کی تربیت پر زیارت کے لئے جایا کرتے تھے، ایک دن شیخ نصیر الدین نے کہا کہ حسب ارشاد نبوی فضل العالم علی العابد کفضل علی ادناکم کے آپ کی فضیلت شیخ نور الدین سے زیادہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک روز ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ شیخ نور الدین آپ کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں آپ نے فرمایا کہ اے جمال ایہ شیخ نور الدین ہے، جو کام اس نے کیا ہے وہ کسی نے نہیں کیا، آپ گوشت کم کھا یا کرتے تھے اور بے تکلف کرتے اور بوردیہ کے فرش پر اوقات بسر کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ بابا فتح اللہ کی ایک لڑکی

آپ کے عقد اور دوسری آپ کے بھائی ملا کمال الدین کے عقد میں تھی۔ قبر آپ کی کاشمیر میں ہے۔

خواجہ زین علی پتورا نیواری

خواجہ زین علی پتورا نیواری : عالم فاضل، محدث کامل تھے، شیخ یعقوب صرفی اور ملا حسن پال سے علوم اخذ کر کے حضرت مخدوم شیخ حمزہ کے مرید ہوئے اور باوصف رتبہ فضیلت کے معارف و دقائق تصوف سے حصہ تام حاصل کیا اور واسطہ عمر میں فقہ اختیار کر کے زیارت حرمین شریفین کو تشریف لے گئے اور وہاں شیخ ابن حجر مکی سے حدیث کی اجازت لے کر کاشمیر میں واپس آئے اور افادہ و نشر علوم میں مصروف ہوئے۔ جب وفات پائی تو محلہ راینوری میں اپنے مسکن کے متصل مدفون ہوئے۔

شیخ علی بن جبار اللہ قرشی

شیخ علی بن جبار اللہ قرشی خالیدی مخزومی مکی جبار بن ولید کی اولاد میں سے مکہ معظمہ میں رہتے تھے۔ اپنے وقت کے فقیہ فاضل، محدث کامل، مفتی و خطیب مکہ تھے، آپ ہی تھے جو اس وقت صحیح بخاری کا جیسا کہ چلے تھے درس علی الاطلاق دے سکتے تھے، فصاحت و بلاغت اور سلامت طبع و لطافت تقریر و تحریر اور حسن خلق میں دستگاہ کامل رکھتے تھے، علاوہ اس کے محبت درویشوں اور اعتقاد مشائخ اور قلت طعام اور ریاضت نفس میں بھی آپ کو بہرہ وافر حاصل تھا، تمام روزہ صائے حرم شریف پر بیٹھ کر امور دینیہ اور مقاصد علمیہ کو انجام دیتے اور افتاء و تدریس میں مصروف رہتے تھے، اکابر و شرفاء کی تزویج و خطیب میں بھی آپ ہی سے لوگ تبرک چاہتے تھے، صرف آپ اور آپ کے والد بزرگوار ہی حنفی المذہب تھے اور سب قوم آپ کی شافعی تھی، آپ کو فتوے کے وقت کتاب دیکھنے کی کچھ احتیاج نہ ہوتی تھی۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے کتب احادیث خصوصاً صحیح بخاری آپ ہی سے پڑھی اور احادیث کی سند حاصل کی اور کئی دفعہ صحیح بخاری کے مذاکرہ کے وقت شیخ مذکور سے فرماتے تھے کہ بخدا جو تم نے مجھ سے حاصل کیا ہے اس سے فائدہ لینا میرا زیادہ ہے۔ آپ کو شیخ علی متقی سے نہایت اعتقاد تھا اور انہوں نے آپ کو اپنا خرقہ بھی مرحمت فرمایا تھا۔ آپ شیخ عبدالوہاب سے بھی بڑی محبت رکھتے تھے۔

مولانا محمد حنفی

مولانا محمد حنفی : ولایت شام کے رہنے والے تھے، اکثر علوم نقلیہ کے حافظ تھے خصوصاً تفسیر و حدیث و فقہ اور تصوف میں بڑے ماہر تھے، شامل ترمذی کی شرح نصیحت کی، اکثر اوقات فتوحات مکیہ کو اپنے مطالعہ میں رکھتے تھے اور بسا اوقات مجردوں کی وضع اختیار کر لیتے تھے۔ بعض دفعہ آپ کا یہ حال ہوتا تھا کہ بہت سا مال آپ کے پاس جمع ہو جاتا تھا اور مقوڑی دیر میں اس کو خرچ کر دیتے تھے

اور جس کو چاہتے دیدیتے تھے، کئی سال تک مکہ معظمہ میں رہتے رہے اور شیخ علی متقی کی صحبت میں حاضر ہوتے اور ان کا بڑا ادب و اعتقاد کرتے تھے۔ جب شیخ موصوف وفات پا گئے تو ان کے خلیفہ شیخ عبدالوہاب کی خدمت میں آتے جاتے اور ان کی بھی بڑی تعظیم و تکریم کرتے۔

کہتے ہیں کہ آپ کئی دفعہ فوت ہوئے اور پھر زندہ ہوئے۔ شیخ عبدالحق زاد المتقین میں لکھتے ہیں کہ جن دنوں میں ہم مکہ معظمہ میں تھے تو یہ افواہ اڑی تھی کہ ایک شخص محمد نام نے ولایت شام میں مہدویت کا دعویٰ کیا ہے۔ جب یہ خبر شیخ عبدالوہاب کی خدمت میں پہنچی تو انہوں نے فرمایا کہ شاید مدعی مہدویت کا محمد حنفی ہوگا، پھر فرمایا کہ وہ اس قسم سے ہے کہ جو دعویٰ کرے گا اس کو پورا کر دے گا وہ عجائب مخلوق خدا سے ہے اور عجیب و غریب طور رکھتا ہے۔

ملا محمد صادق حکیم دانا

ملا محمد صادق معروف بہ حکیم دانا ابن مولانا کمال الدین سیانکوٹی : جامع علوم عقلیہ و نقلیہ اور درجہ تدریس و تحقیق پر فائز تھے۔ جہانگیر شاہ نے آپ کی کمالیت کا شہرہ سن کر آپ کو اپنی مجلس میں باریا کیا۔ جب علمائے اہل تسنن و تشیع کا مباحثہ اور معارضہ ہوا تو اہل تسنن کی طرف سے آپ ہی مناظر تھے بہت تک کہ ملا حبیب اللہ شیعہ کو اپنے ساکت کر دیا اور اپنے گھر حملہ جالیہ میں مدفون ہوئے۔

ملا عبد الرزاق بانڈی

ملا عبد الرزاق بانڈی : بڑے عالم فاضل اور معقولات میں بے نظیر تھے، شرح تجرید کا حاشیہ لکھا اور فرماتے تھے کہ میری تالیف کو سمجھنا تو کجا بڑے بڑے عالم صرف پڑھ بھی نہیں سکتے۔ بعد تحصیل کمالات کے سفر اختیار کیا اور شاہجہان بادشاہ نے آپ کو مدرسہ کابل کا مدرس مقرر فرمایا، کئی دنوں کتاب محاکمات پر رد لکھتے رہے جس سے آپ کے دماغ میں خلل ہو گیا اور چھری اپنے حلق پر پار لی مگر شاگردوں نے اسی وقت زخم کو باندھ دیا اور کابل کی مدرسے سے استعفا دے کر کاشمیر میں آئے اور یہیں وفات پائی، آپ کے ماموں ملا فاضل بھی عالم مدقق اور سچائی مشہور تھے جنہوں نے اکثر حواشی مولوی عبدالحکیم لکھنوی کا رد لکھا۔

مفتی ملا یوسف

مفتی ملا یوسف چمک : عالم بے مثل اور فقیہ بے نظیر تھے اور مباحثہ ایسے تھے کہ کوئی آپکو مباحثہ و معارضہ میں مغلوب نہ کر سکتا تھا۔ ملا فاضل اور ملا عبد الرزاق آپ کی کمالیت کے مقرر تھے اور آپ کے ساتھ علمی بحث نہ کر سکتے تھے، آپ اکثر صحبت خواجہ فاؤنڈ محمود میں حاضر ہو کر ان سے دقائق علم فقہ و تفسیر کا افادہ کرتے تھے۔ آپ کے فرزند ارجمند ملا عبدالباقی بھی بڑے فقیہ اور عالم بے نظیر تھے اور سلوک و

شرفیہ دوازدهم

بارہویں صدی کے فقہاء و علماء کے حالات میں

میرزاہد

میرزاہد بن قاضی محمد اسلم ہروی کابل : فاضلِ اجل، عالم متبحر، منطقی، صاحبِ فہم، ثاقب، فکرِ صاحب، تدقیق میں سابقین کے گونے سبقت لے گئے تھے۔ ہندوستان میں پیدا ہوئے، علوم اپنے باپ اور دیگر فضلاء ہند سے حاصل کئے۔ ۱۰۶۲ھ میں آپ کو شاہ جہان نے محرر و قانع کابل مقرر کیا۔ جب عالمگیر تخت نشین ہوا تو اس نے سکنہ میں آپ کو عسکر کا محاسب مقرر کیا، بعد ازاں کابل کی صدارت آپ کو سپرد ہوئی جہاں آپ نے ہنگامہ افادہ کا گرم کیا اور بہت سے طلبہ علم نے آپ سے فیض حاصل کیا، آپ کی تصنیفات سے حاشیہ شرح مواقف اور محقق دوانی کی تہذیب کی شرح اور حاشیہ متصو و تصدیق مصنف قطب یازی اور حاشیہ شرح ہیاکل یادگار ہیں۔ وفات آپ کی ۱۱۰۰ھ میں ہوئی۔ "فاضلِ بے مقابلہ" تاریخ وفات ہے۔

ابوبکر بن بہرام دمشقی

ابوبکر بن بہرام دمشقی نزہلی قسطنطنیہ : بڑے عالم فاضل، مفسر، خصوصاً ریاضی میں یگانہ زمانہ تھے۔ دمشق میں پیدا ہوئے اور بعد تحصیل علوم و فنون کے قسطنطنیہ کو رحلت کی جہاں وطن اختیار کر کے اکثر مجالس صدور میں داخل ہوئے، ۹۹۹ھ میں مدارس سلیمانہ میں سے ایک کے مدرس مقرر ہوئے پھر حلب کی قضاہ آپ کو دی گئی اور ماہ جمادی الاولیٰ ۱۰۰۰ھ میں وفات پائی۔

ملا قطب الدین بہاولوی

ملا قطب الدین شہید بہاولوی : نقلیات و عقلیات میں مقدم تھے۔ آپ کے زمانہ میں میں ملک پورب میں ریاست علم و تدریس کی آپ پڑھتی ہوئی، قصبہ بہال میں جو علاقہ لکھنؤ سے ہے، پیدا ہوئے۔ علوم ملا دانیال جوڑاسی اور قاضی کاشی تلمیذ محب اللہ آبادی صاحب رسالہ تسویا و شہارہ خصوصاً سے حاصل کئے اور آپ سے اکثر علماء پورب نے تلمذ کیا۔ آپ نے شرح عقائد دوانیہ

نہایت دقیق حاشیہ لکھا۔ **سنة ۱۰۳۰ھ** میں فریق عثمانیہ نے جو سال میں رہتا تھا رات کو آپ کی حویلی پر هجوم کیا اور آپ کو شہید کر کے حویلی کو جلا دیا۔ "فیض باری" تاریخ وفات ہے۔

ابراہیم بن سلیمان

ابراہیم بن سلیمان بن محمد بن عبدالعزیز جنینی نزیل دمشق : فقیہ نحریہ، فاضل بے نظیر مفسر مؤرخ، حافظ، وقائع، واقف غلامن نقول، جامع فروع، حاوی اصول تھے، حدود **۱۰۲۰ھ** میں شہر جنین میں جو شام کے ملک میں واقع ہے پیدا ہوئے اور رملہ کو تشریف لے گئے جہاں خیر الدین مفتی تھنی سے تعلق کیا اور مدت تک ان کی ملازمت میں رہ کر مسائل فقہیہ کے کاتب رہے چنانچہ جب وہ فوت ہوئے تو ان کا فتاویٰ مشہورہ مرتب کیا غرض بعد وفات شیخ مذکور کے دمشق میں آئے اور وہاں وطن اختیار کیا اور کئی کتابیں اپنے ہاتھ سے لکھیں۔ مصر میں بھی جا کر وہاں کے مشائخ اجلہ سے اخذ کیا۔ آپ کو اس کتاب اور ان کے مؤلفین اور اسما و القاب اور تاریخ وفات والنساب واستحضار فروع فقہیہ اور علل حدیثیہ میں معرفت نامہ حاصل تھی، تاریخ ابن حزم کو کامل کیا اور بعض رسائل تاریخیہ تالیف کئے یہاں تک کہ دمشق میں منگل کے روز ۶ ماہ صفر **۱۰۳۰ھ** میں وفات پائی اور تربت باب الصغیر میں کئے گئے شہنشاہ ولایت "تاریخ وفات ہے لہ

مولانا محمد امین کانی بلدی میری

مولانا محمد امین کانی بلدی میری کاشمیری : علمائے مدققین اور فقہائے محققین میں سے صاحب تصانیف مفیدہ تھے۔ اکثر کتب متداولہ مثل شرح تہذیب وغیرہ پر حواشی و تشریح لکھے اور علم فرائض میں تشریح و نظم میں رسائل موجز تصنیف کئے، اکثر علمائے کاشمیر مثل مولانا عنایت اللہ شال اور ملا محسن وغیرہ آپ کے شاگردوں میں سے ہیں۔ اوقات شریفہ قناعت و توکل کے ساتھ تدریس و بحث علوم میں مشغول رکھتے تھے۔ آپ نے اواخر عمر میں واسطے تیاری ہیز اپنی دو دختروں کے جو حد بلوغت کو پہنچی ہوئی تھیں، ہندوستان کا سفر اختیار کیا، جب آپ دہلی میں پہنچے تو آپ کی دونوں لڑکیوں نے کاشمیر میں غلطی سے بجائے دوا کے زہر کھالیا اور جہاں بحق ہو گئیں، مولانا کو بشارت ہوئی کہ

لہ ابن عزم کی کتاب دستور الاعلام میں اصناف کئے، اس کتاب کا واحد معلوم قلمی نسخہ کتب خانہ بانگی پورہ میں ہے

جس سے راقم الحروف نے استفادہ کیا ہے، صحیح لفظ جنینی (ج. ی. ن. ی. ن. ی. ن. ی.) ہے۔ (مرتب)

لہ معجم العسین میں ان کے بیٹے صالح بن ابراہیم ملوی **سنة ۱۰۳۰ھ** کا بھی ذکر ہے۔ (مرتب)

آپ کی مہم انجام کو پہنچ گئی، اب آپ کاشمیر میں جا کر تدریس و تشریحِ علوم میں مشغول ہوں، اس پر آپ دہلی سے کاشمیر میں تشریح لائے اور ہنگامہ درس و تشریحِ علوم گرم کیا۔ آپ طبع بھی موزون رکھتے تھے چنانچہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ کاشمیر کا قاضی جب ہندوستان سے پھر کاشمیر میں پہنچا تو آپ اس کی ملاقات کے لئے گئے مگر اس نے بسبب مدت کی مفارقت کے آپ کو نہ پہچانا اور جب بعد نام پوچھنے کے آپ کو پہچانا تو بڑا غدر کیا، آپ نے فرمایا کہ آپ بے شک معذور ہیں کیونکہ مقولہ اذا جار القضاہ علمی البصر مشہور ہے۔ وفات آپ کی ماہ رمضان یوم لیلۃ القدر ۱۱۱۱ھ میں ہوئی "معظم جہاں" تاریخ وفات ہے۔

محمد عبدالشکور پتو

ملا عبدالشکور پتو : جامع علوم عقلیہ و نقلیہ، صاحب درع و تقوی تھے جوانی میں تھیں علوم میں مشغول ہو کر خواجہ حمید چرخمی وغیرہ فضلاء سے استفادہ کیا اور محوِ می سی مدت میں خالق و دالوق علوم میں فائز ہوئے، اکثر درس منقولات اور فقہ میں اشتغال رکھتے تھے۔ بادشاہ عالمگیر نے جو روپہ واسطے علمائے کاشمیر کے بھیجا تھا اس میں آپ نے حصہ لینا قبول نہ کیا اور ۱۱۱۱ھ میں وفات پائی، ملاحظہ فرمائیں نے جو آپ کے استاد زادہ کے شاگرد ہیں آپ کے مرثیہ میں بہ زبان عربی ایک قصیدہ کہا ہے جس میں تاریخ وفات آپ کی "لامات بوفاتہ علوماً" لکھی ہے۔

شاہ رضا قادری

شاہ رضا قادری شطاری لاہوری : اعظم علمائے دین اور کبرائے مشائخ روئے زمین سے علوم ظاہری میں صاحب فتوے اور علوم باطنی میں اہل ارشاد تھے، مشائخ متاخرین میں سے جس قدر فتوحات ظاہری و باطنی آپ کو نصیب ہوئی ہیں پنجاب اور لاہور میں کسی کو میسر نہیں ہوئیں، جو کچھ آپ کی زبان سے نکلتا تھا وہ لیا ہی ظہور میں آتا تھا، کرامتیں و خوارق بے اختیار آپ سے ظاہر ہوتے تھے وفات آپ کی ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۱۱۱ھ میں ہوئی۔ مزار آپ کا لاہور میں ہے۔ "آیت رحمت جہاں" تاریخ وفات ہے۔

قاضی محب اللہ بہاری

قاضی محب اللہ بہاری بن عبدالشکور : علوم کے بحرِ ذخار، فقیہ، اصولی، منطقی، حاوی فروع و اصول، نتیجۃ السلف، حجتہ الخلف تھے۔ موضع کڑہ میں جو مصنافات بہار میں واقع ہے، پیدا ہوئے اوائل کتب درسیہ کو متفرق مقامات سے حاصل کیا، پھر درس قطب شمس آبادی میں داخل ہوئے جہاں سے بحرِ علوم اور بارہ بین النجوم ہو کر دکن کو تشریح لے گئے اور شاہ عالمگیر سے ملے، اس نے آپ کو

لکھنؤ کا قاضی بنا دیا پھر کچھ مدت بعد حیدرآباد کے قاضی بنائے گئے، کسی قدر مدت کے بعد بادشاہ نے آپ کو قضا کے عہدہ سے معزول کر کے اپنے پوتے رفیع القدر بن معظم کی تعلیم پر مقرر کیا اور جب عالمگیر نے اپنی اخیر عمر میں کابل کی حکومت اپنے بیٹے معظم الملقب بہ شاہ عالم کے سپرد کی اور وہ مع اپنے بیٹے رفیع القدر کے دکن سے کابل کو گیا تو آپ بھی اس کے ساتھ کابل کو گئے۔ ۱۱۱۸ھ میں شاہ عالمگیر کی وفات پر جب شاہ عالم ہندوستان میں پہنچا تو اس نے آپ کو منصب جلیہ صدارت ممالک ہند کا سپرد کیا اور فاضل خان کالقب دیا یہاں تک کہ ۱۱۱۹ھ میں آپ نے وفات پائی۔ ”شیخ دہر“ تاریخ وفات ہے۔ آپ کی تصنیفات میں سے سلم العلوم منطقی اور مسلم الثبوت اصول فقہ اور جوہر لفظی و مسئلہ جزئیات تجزیہ میں مدارس علماء میں متداول اور مقبول ہیں۔ آپ نے جس طرح سلم العلوم تصنیف کر کے علم منطقی کو زندہ کر دیا ہے، اسی طرح کتاب سلم الثبوت تصنیف فرما کر علم اصول فقہ کو فروغ دے دیا ہے اور ثابت کر دیا ہے کہ جملہ علوم نقلی و عقلی حدیث و تفسیر اور فقہ وغیرہ بغیر اصول فقہ کے ہرگز نہیں آسکتے۔

مولانا محمد محسن کشو کاشمیری

مولانا محمد محسن کشو کاشمیری : جامع علوم نقلیہ و عقلیہ تھے۔ مولانا محمد امین کانی اور دیگر فضلاء سے علوم حاصل کر کے تھوڑی سی مدت میں اپنے اقران سے فائق ہو گئے خصوصاً علم عقولاً میں اعلیٰ مہارت حاصل کی، آپ کے درس میں عجب فیض تھا، شاذ و نادر کوئی بے بہرہ رہا ہوگا، اکثر کتب خصوصاً ہدایہ و مطول پر حواشی اور تعلیقات لکھے۔ اخوند ملا نازک سے علوم باطنی حاصل کئے۔ صاحب تاریخ عظمیٰ لکھتے ہیں کہ آج کے دن اکثر طلبہ علم جو مرتبہ افادہ کو فائز ہوئے ہیں۔ آپ کی شاگردی سے منسوب ہیں۔ ابھی عمر آپ کی پچاس سال کو نہ پہنچی تھی کہ ۱۱۱۹ھ میں آپ نے وفات پائی اور محلہ تاشون میں مقبرہ سید محمد کرمانی میں مدفون ہوئے۔

مفتی ابوالصفا دمشقی خلوتی

مفتی ابوالصفا بن احمد بن ایوب عدوی صالحی دمشقی خلوتی : اپنے زمانہ کے شیخ، امام، صدر الصدور، علامہ، فاضل، بارع، فقیہ، مفسر، نحوی تھے۔ دمشق میں ۱۰۲۵ھ میں پیدا ہوئے اور وہیں نشوونما پکرا اپنے والد ماجد سے طلب علم میں مشغول ہوئے اور ان سے طریق خلوتیہ اخذ کیا اور شیخ ابراہیم فناں دمشقی وغیرہ فضلاء سے پڑھا یہاں تک کہ بارع و فائق اقران ہوئے، دمشق میں افتاء حنفیہ کی خدمت آپ کے سپرد ہوئی اور مرتے دم تک مفتی رہے اور حج بھی کیا اور مکہ معظمہ میں مدرسہ مرادیہ کے متولی رہے جہاں آپ کی بڑی شہرت اور قدر و منزلت ظاہر ہوئی

آپ کی تصنیفات سے ایک فتاویٰ متداول ہے۔ وفات آپ کی منگل کے روز ۱۲ ماہ ذی الحجہ ۱۳۲۷ھ میں ہوئی اور تربت مرج الدجاج میں دفن کئے گئے۔ "فاضل دہر" تاریخ وفات ہے۔ عدوی عدی بن مسافر صحابی کی طرف منسوب ہے اور آپ کے اجداد بقاع عزیز کے جو دمشق کی نواح میں واقع ہے، رہنے والے تھے۔

شیخ جان محمد لاہوری

شیخ جان محمد لاہوری : شریعت و فقہ و حدیث میں عالم کامل اور طریقت و معرفت میں مقتدائے زمانہ تھے اور لاہور کے محلہ پرویز آباد میں جس کی آبادی شہر سے باہر تھی، رہتے تھے، صغر سنی میں شیخ عبدالحمید خلیفہ شیخ اسمعیل المعروف بہ میاں کلاں لاہوری سے تحصیل علوم میں مشغول ہوئے۔ ایک دن ہمراہ استاد کے میاں صاحب موصوف کی خدمت میں حاضر ہوئے، میاں صاحب نے آپ کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اے لڑکے اگر تو عالم فاضل اور صاحب تحصیل ہو جائے تو ہمارے ساتھ احادیث کا نکرار کیا کرے گا۔ آپ بسبب شرم و حیا اور نہایت ادب کے خاموش رہے، شیخ عبدالحمید نے آپ کو کہا کہ اے لڑکے کہو کہ اگر آپ کی توجہ موجودہ سے تحصیل علم میں فائز المرام ہو جاوے تو آپ کی خدمت میں حاضر ہونگا۔ آپ نے ان کلمات کو ادا کیا۔ اس پر میاں موصوف نے ہاتھ اٹھا کر آپ کے حق میں دعا کی جو درجہ اجابت کو پہنچی اور آپ نے چند ماہ میں استعداد کئی ہم پینچالی۔ جب شیخ عبدالحمید نے دیکھا کہ آپ مجھ سے علمی طاقت میں زیادہ ہو گئے ہیں اور ابھی انکا طائرہ سمیت بلند پر دازی میں ہے تو اپنے سے علیحدہ کر کے آپ کو شیخ تیمور کے حوالہ کیا جو لاہور میں اکابر علمائے وقت سے تھے پس آپ نے مقوڑے سے عرصہ میں ان سے استفادہ کر کے فضیلت کی دستار حاصل کی۔

ایک دن حضرت میاں صاحب اپنے مدرسہ میں مستغرق بجز مراقبہ تھے کہ آپ کا خیال دل میں گذرا اور فوراً آپ کو اپنی طرف جذب کیا۔ آپ اس کشش کے سبب سے فی الفور حاضر آئے اور میاں صاحب نے آپ کو بنگلیہ فرمایا کہ نعمت وافر عطا کی اور ولایت کے مرتبہ پر پہنچایا اور فرمایا کہ آئندہ حسب وعدہ خود دو شنبہ و جمعہ کو ہمارے پاس آکر احادیث کا نکرار کیا کرو چنانچہ آپ ہمیشہ تاحیات میاں صاحب بہ ایام مقررہ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر احادیث کا نکرار فرماتے اور جس حدیث میں شبہہ عائد ہوتا میاں صاحب مراقبہ میں روح پر فتوح حضرت رسالت پناہ سے نصیح فرماتے۔ وفات آپ کی ۱۳۲۷ھ میں ہوئی اور محلہ پرویز آباد میں دفن کئے گئے۔

کہتے ہیں کہ آپ نے بعد چند سال کے مقدم محلہ مذکورہ کو جو آپ کا خادم تھا خواب میں دکھائی دیکھی

فرمایا کہ ہماری نعش کو میاں سے نکال کر متصل حضرت میاں صاحب کے دفن کر دو ورنہ تیرے محلہ میں سخت بلا نازل ہوگی، صبح کو مقدم مذکور نے آپ کی نعش مبارک کو وہاں سے نکلوا کر میاں صاحب کی قبر کے پاس دفن کر دیا "بھرفضل" تاریخ وفات ہے۔

سید قطب الدین شمس آبادی

سید قطب الدین شمس آبادی : قطب العلماء اور مدار الفضلاء تھے۔ اصل میں آپ سادات ایشیائی سے تھے جو پورب میں واقع ہے جہاں سے آپ شمس آباد متعلقہ قنوج میں آکر سکونت پذیر ہوئے۔ علوم ملاقطب الدین وغیرہ اساتذہ معہر سے حاصل کئے اور اخیر عمر تک تدریس میں مشغول رہے۔ آپ سے خلق کثیر نے تلمذ کیا۔ آپ باوجود یکہ ایسے تنگ دست تھے کہ گھر میں آگ تک روشن کرنے کی دستگاہ نہ رکھتے تھے مگر بڑے قانع تھے اور اپنی حاجات کو کسی پر ظاہر نہ کرتے تھے اور بڑی کشادہ پیشانی و کشادہ زبان و حالت سے تدریس میں مشغول رہتے تھے۔ ستر سال کی عمر میں ۱۲۱۷ھ میں فوت ہوئے "عفت شعار" تاریخ وفات ہے۔

قاضی حیدرالمخاطب قاضی خاں

قاضی حیدرالمخاطب بہ قاضی خاں : کاشمیر کے علمائے بھجور تھے نامدار میں سے تھے، علم مولانا عبدالرشید زرگر سے حاصل کیا جب جملہ علوم و مختلف فنون میں کمالیت کو پہنچ گئے تو بسبب تنگی معاش کے وطن کو چھوڑ کر عالمگیر کے لشکر میں آئے اور سیادت خاں صدر الصدور سے آشنائی پیدا کر کے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بادشاہ کی شفقت سے شہزادوں کی تعلیم پر مامور ہوئے، بعد چند سے دہلی کے قاضی ہو گئے اور اپنے کمال عدل و انصاف سے بادشاہ کو یہاں تک راضی کر لیا کہ قاضی القضاة کے لقب سے ملقب ہوئے۔ وفات آپ کی اس سال کے مرض سے ۱۲۱۷ھ میں ملک دکن میں ہوئی اور نعش آپ کی وہاں سے اٹھا کر کاشمیر میں لے گئے اور شہر کے باہر باغ بچہ پورہ میں دفن کی گئی۔ "فاضل دور" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

ملا محمد اشرف نٹنو

ملا محمد اشرف نٹنو فاضل خواجہ محمد طیب : آپ اصحاب مولانا علامہ خواجہ حیدر میں سے بڑے ذکی، جید طبع، مستقیم مزاج، عالم فاضل تھے، اپنے بزرگوں سے کمالات حاصل کر کے مولانا محمد محسن کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے علوم فقہ وغیرہ حاصل کر کے بڑے بھجور ہوئے اور تصنیفات رالقیہ علم قرأت اور ردشعبا اور بعض فنون میں مثل جواہر الحکم وغیرہ کے تصنیف کیں اور اکثر تصانیف میں مجادلہ اور بلاغت کلام میں اپنے اقران سے ممتاز تھے۔ آغاز سن کمولت میں ۱۲۱۷ھ میں وفات پائی۔

مولانا عنایت اللہ شاہ کاشمیری

مولانا عنایت اللہ شاہ کاشمیری : بڑے عالم فاضل، فقیہ محدث، متقی، متورع، جامع کمالات ظاہریہ و باطنیہ تھے، علوم و فنون مولوی ابوالفتح اور مولانا عبدالرشید زگر اور فرزند ان خواجہ حیدر چرخ سے حاصل کئے اور خدا کے فضل سے مکتوڑی سی مدت میں اپنے وقت کے علماء و فضلاء سے گئے سبقت و فوقیت لے گئے، علم فقہ و حدیث اور اس کے طرق اسانید خصوصاً درس صحیح بخاری میں نظیر نہیں رکھتے تھے۔ کہتے ہیں کہ چھتیس دفعہ آپ نے اول سے آخر تک صحیح بخاری کا مذاکرہ کیا اور ثنوی مولانا روم کے پڑھنے کے آپ بڑے شائق تھے، علوم باطن میں بھی آپ نے مشائخ سے فرقہ خلافت حاصل کئے اور تمام عمر درس و تصانیح و عظم میں مصروف رہے اور طبع موزون رکھتے تھے، شعر و فیاض دردمندانہ کہتے تھے۔ اسی سال کی عمر میں آخر ماہ شعبان ۱۲۵۰ھ میں وفات پائی۔ "فخر جہاں" تاریخ وفات ہے۔

شیخ غلام نقشبند لکھنوی

شیخ غلام نقشبند بن شیخ عطاء اللہ لکھنوی : عالم اجل، فاضل اکمل، مفسر، فقیہ، حامی شریعت غرار، حارس ملت بیضا تھے۔ اوائل کتب درسیہ میر محمد شفیع دہلوی سے پڑھیں اور تحصیل کی دستاویز میر محمد لکھنوی سے باندھی اور ان کے خلیفہ ہوئے۔ آپ کی تدریس و تلقین سے بہت خلقت کو فیض پہنچا شاہ عالم سے آپ نے ملاقات کی اور اس نے آپ کی بڑی تعظیم و تکریم کی۔ سید عبدالجلیل بلگرامی نے آپ سے علم حاصل کیا۔ آپ کی تصنیفات سے تفسیر ربع قرآن المسمیٰ بہ انوار القرآن اور اس کے حواشی اور تفسیر بعض سورہ قرآنیہ اور کتاب فرقان الانوار اور اللامعۃ العرشیہ مسئلہ وحدت میں اور شرح قصیدہ خنجر حبیبی عروض میں وغیر ذلک یادگار ہیں۔ وفات آپ کی سلخ ماہ رجب ۱۲۶۰ھ میں ہوئی اور لکھنؤ میں دفن کئے گئے۔ "دارالنبیض" تاریخ وفات ہے۔

شیخ احمد صاحب تفسیر احمدی

شیخ احمد المعروف بہ ملا جیون صدیقی امیٹھوی : فقیہ، محدث، اصولی، جامع معقول و منقول علامہ وقت، فہامہ دہرا اور رنگ زیب عالمگیر کے استاد صاحب فتوے تھے۔ آپ کا نسب حضرت ابو بکر صدیق خلیفہ اول کی طرف منتهی ہوتا ہے۔ آپ قصبہ امیٹھی میں جو مضافات لکھنؤ سے ہے، پیدا ہوئے سات سال کی عمر میں قرآن حفظ کیا، پھر اطراف و اکناف کے علماء و فضلاء سے نلکد کیا۔ آپ بڑے صاحب حافظ

۱۵۰۰ھ ولادت ۱۵۰۰ھ، آپ کی تصنیف انوار الفرقان و انوار القرآن کے قلمی نسخے رام پور، پٹنہ اور مدراس میں موجود ہیں۔ (مرتب)

۱۵۰۰ھ ملا احمد بن ابی سعید بن عبید اللہ بن عبد الرزاق بن محمد دم قاصد خدا صالحی "الناسیکو پیٹیا آف اسلام" (مرتب)

تھے، کتابوں کی عبارت کے درقوں کے ورق آپ کو یاد تھے، اخیر کو مولانا لطف اللہ جہاں آبادی کی خدمت میں حاضر ہوئے یہاں تک کہ سولہ سال کی عمر میں علوم دینیہ اور فنون شرعیہ کی تحصیل و تکمیل سے فراغت پائی۔ عالمگیر بادشاہ نے آپ کو اپنی استاذی کے لئے منتخب کیا اور آپ کی بڑی عزت و توقیر کرتا تھا اور عالم شاہ بن عالمگیر بھی آپ کی نہایت تعظیم و تکریم کرتا تھا۔ اکیس سال کی عمر میں آپ نے ۱۹ سالہ میں تفسیر احمدی کو ان احکام فقہیہ کی تشریح میں جو قرآن سے مستنبط ہوتے ہیں، تصنیف کیا، بعد ازاں صرین شریفین کی زیارت کو تشریف لگے اور مدینہ منورہ میں بعض طلباء کی استعدا سے اٹھاون سال کی عمر میں اصول منار کی شرح نور الانوار تصنیف فرمائی جو اس زمانہ میں یہاں تک مقبول علماء ہوئی ہے کہ درس میں داخل ہے، اس شرح کے بعد آپ پچیس سال زندہ رہے اور ۱۳۱۱ھ میں دار الخلافہ دہلی میں وفات پائی اور آپ کا جسد شریف قصبہ امبلی میں جو آپ کا مولد تھا، لیجا کر دفن کیا گیا۔ خورشید اوج "تاریخ وفات ہے۔"

میرا یوب بخاری

میرا یوب بخاری : بخارا کے فضلاء نامدار اور فہمائے یگانہ روزگار میں سے تھے، جو اوائل ہمد شاہ فرخ سیر میں کاشمیر میں وارد ہو کر تدریس علوم دینی اور اتباع سنت نبوی میں مشغول ہوئے اور ۱۳۱۱ھ میں وفات پائی اور کوسہ پورہ میں مدفون ہوئے۔

حافظ امان اللہ بناری

حافظ امان اللہ بن نور اللہ بن حسین بناری : منقول و معقول میں ماہر اور فروع و اصول میں مہر قرآن کے حافظ تھے، شاہ عالمگیر کی طرف سے صدارت لکھنؤ پر مقرر ہوئے۔ ان دنوں میں قاضی محب اللہ بھی وہاں قاضی تھے جس سے آپ کے اور ان کے درمیان اکثر مباحثے و مناظرے جاری رہے تھے۔ آپ نے اصول فقہ میں کتاب مفسر نام تصنیف کی اور خود ہی اس کی شرح محکم الاصول نام لکھی۔ علاوہ ان کے حاشیہ تفسیر بیضاوی، حاشیہ عضدی، حاشیہ تلویح، حاشیہ قدیمہ، حاشیہ شرح مواقف، حاشیہ حکم العین، حاشیہ شرح عقائد دوانی، حاشیہ رشیدیہ در باب مناظرہ، محکمہ ماہین امیر باقر استر آبادی و ملا محمود جونپوری در بارہ مسدودت دہری یادگار زمانہ ہیں۔ وفات آپ کی ۱۳۱۱ھ میں ہوئی۔ "آرائش کاخ" تاریخ وفات ہے۔

سید عبدالجلیل بلگرامی

سید عبدالجلیل بن سید احمد حسینی واسطی بلگرامی : محدث، مفسر، فقیہ، ادیب، لغوی، علامہ باہرے کوکب ساطع، قاموس اللسان طبعی بیان تھے، ۱۳۱۱ھ شوال ۱۸۹۶ء کو بلگرام میں پیدا

لے تفسیر احمدی کا اردو ترجمہ لاہور سے شائع ہو گیا ہے (مرتب)

ہوئے اور وہاں کے اساتذہ سے علوم حاصل کئے اور حدیث کو سید مبارک شاہ محدث و اعلیٰ حبیبی بلگرامی متوفی
 ۱۱۲۵ھ تلمیذ شیخ نور الحق محدث سے سنا اور ادب کو شیخ غلام نقشبند لکھنوی سے اخذ کیا اور فنون عالیہ
 خصوصاً تفسیر و حدیث و سیر و اسماء الرجال اور تارخ عرب و عجم حاصل کئے۔ عربی، فارسی، ترکی، ہندی میں
 بڑے عارف تھے اور نہایت طلاقت لسانی سے ان چاروں میں گفتگو کرتے تھے۔ اورنگ آباد میں سید علی مصوم
 صاحب کتاب سلافة العصر سے ملاقات کی جنہوں نے آپ کی نسبت بہت عمدہ شہادت دی اور کہا کہ میں
 نے ہند میں آپ جیسا کوئی نہیں دیکھا۔

عالمگیر نے آپ کو بخشی گری اور وقائع نگاری گجرات پنجاب پر مقرر فرمایا پھر سندھ کے بلاد
 مکر اور سیوستان میں اسی خدمت پر مقرر ہوئے جس کو آپ نے بڑی خوبی سے انجام دیا۔ ۱۱۲۵ھ میں
 سلطان فرخ سیر سے مل کر ان تمام خدمات سے استعفار دے دیا اور اپنی جگہ اپنے بیٹے سید محمد کو مقرر
 کرا کے آپ بلگرام میں آگئے جہاں آپ کے دختر زادہ سید آزاد نے آپ سے تلمذ کیا۔ ایک برس کے
 بعد آپ دہلی کو تشریف لے گئے اور وہاں اقامت اختیار کی یہاں تک کہ شنبہ کی رات ۲۳ ماہ ربیع الآخر
 ۱۱۲۵ھ میں وفات پائی اور نعش بلگرام میں لاکھستان محمود کے اندر دفن کی گئی۔ آپ کی تاریخ وفات
 "اولئک لم عقبی الدار جنت عدن سے نکلتی ہے۔"

شیخ عارف حبیب اللہ

شیخ عارف حبیب اللہ قنوجی : فقیہ فاضل، صوفی کامل، جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے
 علوم درسیہ و ظاہریہ کو بہ تمام و کمال حاصل کر کے شاہ عبد الجلیل الہ آبادی سے سلوک و تصوف میں اشتغال
 کیا اور جب اس علم میں بھی منتہی ہوئے تو اپنے آپ کو درس اور ارشاد خلق کے لئے وقف کر دیا۔ جمہور
 خمسہ اور تذکرۃ الاولیاء اور سیر میں روضۃ النبی اور انیس العارفین اور فقہ میں کتاب فاضل تصنیف
 فرمائیں۔ وفات آپ کی ۱۱۲۵ھ میں واقع ہوئی اور آپ کے آثار سے اس وقت مسجد و خانقاہ اور روضہ
 جس میں آپ کی قبر ہے، باقی ہیں۔ "دریائے افضال" تاریخ وفات ہے۔

شیخ علی اصغر

شیخ علی اصغر بن شیخ عبد الصمد قنوجی بکری کرمانی اولاد شیخ عماد الدین کرمانی صاحب فصول
 عمادیہ : فقہ، حدیث، تفسیر، صرف، نحو، منطق، معانی میں وحید العصر، فرید الدہر، تصوف و سلوک
 میں امام وقت تھے۔ ۱۱۲۵ھ میں پیدا ہوئے، علوم درسیہ متداولہ سید علامہ محمد قنوجی سے اخذ کئے اور متوسط
 و مطولات کو حلقہ درس سید عصمت اللہ سہارنپوری میں تمام کیا اور تحصیل کی دستار شیخ کامل ملا محمد زمان کوری

۱۱۲۵ھ (۱۱۲۵ھ) (منزب)

سے ہاندھی۔ آپ کا نسب حضرت ابو بکر صدیق پر منتہی ہوتا ہے۔ سید غلام علی آزاد نے آثار الکرام میں لکھا ہے کہ آپ کے بعض آباء واجداد مدینہ منورہ سے کرمان میں آئے اور وہاں سے شیخ مبارک بن عماد الدین کرمانی ہند میں آئے اور قنوج میں وطن اختیار کیا اور شیخ علی اصغر تحصیل علم میں شیخ احمد ملا جیون کے شریک رہے اور شیخ پیر محمد لکھنوی سے فرقہ پنا اور قنوج میں آکر اخیر عمر تک عزت اختیار کی اور ساٹھ برس تک تدریس دی آپ کے درس میں بہت لوگ فضیلت کے درجے کو منتہی ہوئے۔ آپ کی تصنیفات سے جلالین کے طرز پر ایک مختصر تفسیر لمسی بہ ثواب التنزیل لیکن بلاغت و متانت میں اس سے احسن اور تبصرۃ المدراج سلوک میں اور قصیدہ مہینیا اور اس کی شرح نفائس العلیہ فی کشف اسرار المہینیا اور شرح فصوص الحکم وغیرہ یادگار ہیں۔ وفات آپ کی ۱۲۴۷ھ میں ہوئی اور "مفسر مشہور دہر" تاریخ وفات ہے۔

شیخ کلیم اللہ

شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی : اعظم علماء اور کبرائے مشائخ میں سے تھے، دہلی کے علماء و فضلاء سے علوم ظاہری و فنون رسمی حاصل کر کے فضیلت و کمالیت کی دستار ہاندھی پھر حرمین شریفین کی زیارت کو تشریف لے جا کر مدینہ منورہ میں حضرت شیخ یحییٰ مدنی کے مرید ہوئے اور مدت تک ان کی خدمت میں ظاہری و باطنی فیوض پاکہ اور فرقہ خلافت حاصل کر کے شاہجہان آباد میں آئے اور درمیان قلعہ و جامع مسجد کے تدریس و تلقین خلافت میں مصروف ہوئے اور علوم حقائق و معارف میں کئی کتب تصنیف کیں چنانچہ کتاب سوار السبیل و کشکول و مرقع وغیرہ مشہور و معروف ہیں۔ وفات آپ کی ۲۲ ربیع الاول ۱۲۴۷ھ میں ہوئی۔ مزار آپ کا دہلی میں زیارت گاہ عام ہے۔ "فاضل ہادی دہر" تاریخ وفات ہے۔

محمد عنایت اللہ قادری

محمد عنایت اللہ قادری قصوری ثم اللہ پوری الشطاری : ابوالمعارف کنیت تھی۔ جامع علوم ظاہر و باطن، فقہ فاضل، صوفی کامل تھے۔ شرح وقایہ کے حواشی لمسی بہ غایت الحواشی دو جلدوں میں تصنیف کئے جن میں فروع کثیرہ داخل کئے اور کنز الدقائق کی شرح ملتقط الدقائق نام تصنیف کی جس میں باب تشہد کے اندر اشارہ سبابہ کی سنت کو خوب ترجیح دی۔ وفات آپ کی ۱۲۴۷ھ میں ہوئی۔

۱۷ کتب خانہ رام پور میں اس کا قلمی نسخہ موجود ہے۔ (مرتب)

۱۸ ولادت ۱۲۶۷ھ، وفات ۱۲۷۷ھ۔ آپ کی تصنیف کردہ تفسیر قرآن القرآن بالبیان ۱۲۷۹ھ میں شاہ رفیع الدین کے

ترجمہ قرآن کے حاشیہ پر شائع ہو چکی ہے۔ (مرتب) ۱۹ مشہور صوفی شاعر اور بزرگ عظیم شاہ آپ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ (مرتب)

علی مقدسی

ابوبکر بن احمد بن صلاح الدین المعروف بالعلی مقدسی : اپنے زمانہ کے شیخ عالم، فقیہ فاضل، محدث مقدم، عابد، زاہد، راغب فعال حسد تھے۔ قدس میں افتاء حنفیہ کے متولی رہے پھر اسلام پول میں تشریف لے گئے اور وہاں افادہ خلافت اور نشر علوم میں مشغول رہے ۱۲۴۷ھ میں وفات پائی۔ "رازدار خالق" تاریخ وفات ہے۔

عبدالغنی نابلسی دمشقی

عبدالغنی بن اسمعیل بن عبدالغنی نابلسی دمشقی : عالم محقق، فاضل مدقق تھے۔ علوم وفنون اپنے ملک کے علماء و فضلاء سے حاصل کئے اور اپنے چشمہ فیض سے ایک جماعت کثیرہ کو سیراب کیا۔ کتاب نہایت المراد شرح بدیۃ ابن العباد اور خلاصۃ التحقیق فی مسائل التقليد والتلفیق اور لؤلؤ المکنون فی الاخبار عما یکون اور غایۃ الوجازہ فی تکرار الصلوٰۃ علی الجنازہ وغیرہ تصنیف کیں اور ۱۲۴۷ھ میں وفات پائی۔ "محقق مذہب حنفی" تاریخ وفات ہے۔

سید محمد بن مصطفیٰ

سید محمد بن مصطفیٰ بن حبیب ارضومی نزیل قسطنطنیہ : ابوالمکارم تھی قسطنطنیہ کے علمائے اعلام اور قاضیوں میں جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے اور مولیٰ شیخ الاسلام فیض اللہ کے عہد میں قسطنطنیہ میں وارد ہوئے اور بڑا مرتبہ پایا اور آپ کی بڑی عظمت و عزت ہوئی لیکن جب شیخ موصوف قتل ہو گئے تو آپ سلطانی حکم سے شہر بروسا میں جلاوطن کئے گئے جہاں آپ نے ۳۰ سال اقامت فرما کر ۱۲۴۷ھ میں وفات پائی۔ آپ کی تصنیفات سے کتاب السیاسة والاحکام یادگار ہے۔

حاجی محمد فضل

حاجی محمد فضل بن شیخ محمد معصوم بن شیخ احمد مجدد الف ثانی : محدث ثقہ، عالم ماہر، فاضل متبحر اولیٰ نامدار تھے، بعد تحصیل علوم ظاہری کے شیخ حجۃ اللہ نقشبند کے مرید ہوئے اور دس سال تک ان سے فیوض باطنی حاصل کئے پھر شیخ عبدالاحد خلیفہ شیخ احمد سعید سے ولایت کاشغور حاصل کیا، بعد ازاں حرمین شریفین کی زیارت کو تشریف لے گئے اور وہاں سے فیوضات بے شمار اور فتوحات عظیم کے ساتھ واپس آ کر تدریس علوم دینی اور تلقین اسرار باطنی میں مصروف ہوئے چنانچہ مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہوی نے علم حدیث کی سزاپ سے حاصل کی۔ آپ کا یہ طریقہ تھا کہ جو شخص کچھ نقد بطور تحفہ و ہدیہ

لے حاجی محمد فضل شیخ محمد معصوم کے بیٹے نہیں مرید اور خلیفہ تھے "مقامات خیر" "تذکرہ" "عابکے ہند" (مرتب)

کے لانا تو آپ اس سے ہر فن کی کتابیں خرید کر کے وقف کر دیتے چنانچہ ایک دفعہ آپ کو پندرہ ہزار روپیہ بطور تحفہ کے آیا، آپ نے سب کی کتابیں خرید کر کے وقف کر دیں۔ وفات آپ کی سال ۱۲۸۷ھ میں ہوئی۔
 ”نور فیض“ تاریخ وفات ہے۔

حافظ محمد محسن

حافظ محمد محسن مجددی نقشبندی : شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی اولاد اور شیخ محمد معصوم مجددی کے خلفاء میں سے جامع علوم عقلیہ و نقلیہ اور حاوی فنون رسمیہ و ظاہریہ تھے اور دہلی میں آپ کے وقت کسی کو علماء و فضلاء شہر سے آپ کے ساتھ برابر ہی کی جرأت نہ تھی، اخیر کو آپ نے ہدایت ربانی کی کشش سے شیخ محمد معصوم کی خدمت میں حاضر ہو کر علوم باطنی سے فائدہ اٹھایا اور ورع و تقویٰ و زہد و ریاضت میں بیکارے روزگار ہو کر خلافت کا خرقہ حاصل کیا۔ وفات آپ کی سال ۱۲۸۷ھ میں ہوئی۔

احمد بن بکر بن علی

احمد بن بکر بن احمد بن محمد طحیش العسکری : سال ۶۱۵ھ میں شہر عسکری میں پیدا ہوئے، آپ اپنے زمانہ کے امام اجل، علامہ فاضل، عالم متبحر، فقیہ باہر، مؤلف نثریہ، مفتی عسکری تھے۔ آپ کی تصنیفات سے فتاویٰ علی و شرح ملقی البحر و شرح منظوم ابن شحہ وغیرہ یادگار ہیں۔ وفات آپ کی سال ۱۲۸۷ھ میں ہوئی۔
 ”فاضل عالی فہم“ تاریخ وفات ہے۔

شیخ تاج الدین قلعی

شیخ تاج الدین قلعی بن قاضی عبدالحسن، فقیہ فاضل، محدث کامل، مفتی مکہ مکرمہ تھے، بہت سے مشائخ حدیث سے صحبت کی اور ان سے علوم کو اخذ کیا اور سب نے آپ کو اجازت دی لیکن اکثر علم حدیث کا آپ نے شیخ عبداللہ بن سالم بصری سے حاصل کیا۔ آپ کا قول ہے کہ میں نے کتب حدیث کو بحث اور تنقیح کے طور پر اپنی سنایا اور صحیحین کو عمیقی سے پڑھا اور سب کی انہوں نے مجھے اجازت دی۔ آپ نے شیخ صالح دنجانی کی بھی ملازمت کی اور ان سے فقہ حاصل کی اور شیخ احمد غزالی اور شیخ احمد قسطلانی وغیرہ سے بھی روایت و اجازت حاصل کی اور ان سے تدریس کا طریقہ اخذ کیا اور نیز شیخ ابراہیم کہ دی سے اجازت لی اور ان سے حدیث مسلسل بالاولیٰ کو روایت کیا۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی انسان بعین میں لکھتے ہیں کہ جب آپ صحیح بخاری کا درس دیا کرتے تھے تو میں کسی دن تک آپ کی مجلس درس میں حاضر ہوا اور آپ سے کتب صحاح ستہ و موطا امام مالک و مسند دارمی اور امام محمد کی کتاب الآثار کو کہیں کہیں سے سنا اور آپ سے سب کتابوں کی اجازت حاصل کی اور جب میں سال ۱۲۸۷ھ میں زیارت نبوی سے واپس ہوا تو آپ

سے میں نے پہلے پہل حدیث مسلسل بالاولیۃ کو بروایت شیخ ابراہیم سنا۔ وفات آپ کی ۱۲۸ھ میں ہوئی۔ ”زبدہ خلقت“ تاریخ وفات ہے۔

شیخ ابراہیم تشبیلی

شیخ ابراہیم بن اسماعیل رملی تشبیلی : فقیہ السیاری میں سے فقیہ فاضل، عالم بالفرائض، ادیب، خلیق متواضع تھے۔ یہ میں پیدا ہوئے اور ہوش سنبھالنے پر قاہرہ کو تشریف لے گئے جہاں امام رئیس حنفیہ وغیرہ سے علوم حاصل کئے اور اپنے شہر میں واپس آکر درس اور افادہ خلائق میں مشغول ہوئے یہاں تک کہ علم شینے آپ سے اخذ کیا۔ وفات آپ کی ۱۲۹ھ میں ہوئی۔ ”زبدہ خلقت“ تاریخ وفات ہے۔

سید جان محمد بلگرامی

سید جان محمد بن سید معین الدین بلگرامی : عالم فاضل، عاوی فروع و اصول، جامع منقول و معقول تھے۔ ۱۲۸ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد عالمگیر کے عہد میں طمان میں صاحب دارالعدالت تھے۔ آپ نے سات قرارت کے ساتھ قرآن کو حفظ کیا اور علوم و فنون کو اپنے چچا علامہ سید عبدالجلیل واسطی سے حاصل کیا، عربی کے خوشنویس بھی اعلیٰ درجہ کے تھے اور نہایت فصاحت کے ساتھ فارسی میں گفتگو کیا کرتے تھے، پھر حج کے شوق میں نکلے اور بغداد اور نجف اور کربلا اور طوس کو دیکھنے اور زبہ گول کی زیارات کرتے ہوئے مکہ معظمہ میں پہنچے اور حج کر کے مدینہ منورہ کو تشریف لیگئے اور وہاں اقامت اختیار کی۔ آپ مسجد نبوی میں بیٹھ کر تصحیح قرآن شریف میں مشغول رہتے تھے یہاں تک کہ ۱۲۹ھ میں وفات پائی اور بقیع میں دفن کئے گئے۔ ”عالم قرآن خوان“ تاریخ وفات ہے۔

مولانا ابوالفتح کافی

مولانا ابوالفتح کافی : عالم عامل، عارف کامل، تبع السنۃ، قانع البدعۃ، مرید شیخ محمد حشتی و شیخ محمد مراد منو نقشبندی کے تھے، عمر نہایت افادہ و افاضہ اور احتیاط و حسن سلوک میں بسر کر کے ۱۲۹ھ میں وفات پائی۔

سید طفیل محمد بلگرامی

سید طفیل محمد بن سید شکر اللہ حسینی اترولی بلگرامی : عالم فاضل، عارف کامل، فقیہ، ادیب، جامع علوم درسیہ نقلیہ و عقلیہ تھے، ساتویں ماہ ذی الحجہ ۱۲۸ھ میں قصبہ اترولی توابع آگرہ میں پیدا ہوئے اور اپنے چچا سید احسن اللہ کے ساتھ دہلی کو تشریف لے گئے جہاں آپ نے سید حسین الملقب بر رسول نما

سے میزان الصرف پڑھنا شروع کی پھر شرح ملا جامی تک اپنے چچا مذکورہ سے پڑھا پھر بگرام میں آکر سید نبی متوفی ۱۰۱۵ھ اور حاجی سید سعد اللہ متوفی ۱۰۱۹ھ تلمیذ ملا عبدالرحیم قاضی مراد آباد شاگرد ملا عبدالرحیم سیالکوٹی اور قاضی علیم کچھوی متوفی ۱۰۱۵ھ اور سید قطب الدین شمس آبادی سے علوم کو تحصیل کیا پھر ستر برس تک علوم کو زندہ کیا اور نکاح نہ کیا، جب سید عبدالجلیل بگرامی آگرہ کو گئے تو آپ بھی انکے ہمراہ گئے۔ آپ شعر بھی عمدہ کہا کرتے تھے۔ وفات آپ کی ۱۰۱۵ھ میں ہوئی اور بگرام میں مدفون ہوئے "تاج مذہب" تاریخ وفات ہے۔

مولوی امان اللہ شہید

شیخ الاسلام مولوی امان اللہ بن مولوی خیر الدین : عالم فاضل، متورع کامل، خلیق شفیق تھے۔ صغیر سن میں تحصیل علوم میں مشغول ہوئے اور محو طری مدت میں علوم معقول و منقول میں مہارت کامل حاصل کر کے محسود اقران و معاصرین ہوئے تصانیف رائقہ اور تعلیقات فائقہ کیں، باوجود ان اوصاف کے ورع و تقویٰ کی طرف میل کلی رکھتے اور حسن اخلاق اور عموم اشفاق سے آشنا و بیگانہ کو قید کر لیتے تھے، عین گرمی ہنگامہ تدریس میں بسبب امور دنیاوی کے بادشاہ کے لشکر میں پہنچے اور بسبب شہرت اور کمالیت کے نواب امیر الامرا خاں دوران سے ربط کلی حاصل کیا اور جنگ نادریہ میں ۱۰۱۵ھ میں شہادت پائی۔ "فخر دوسرا" تاریخ وفات ہے۔

مولوی سعد الدین صادق

مولوی سعد الدین صادق بن مولوی امان اللہ شہید : ۱۰۱۵ھ میں پیدا ہوئے اپنے والد ماجد سے علوم حاصل کر کے مسند افادت پر منتکی ہوئے اور اکثر مباحثات میں اپنے ہم عصر پر غالب رہے، بعد ۳۸ روزہ شہادت والد ماجد کے ۲۳ ماہ ذی الحجہ ۱۰۱۵ھ میں وفات پائی اور اپنے باپ کے پاس مدفون ہوئے۔

شیخ محمد فاضل

شیخ محمد فاضل قادری مجددی بٹالوی : پنجاب کے علمائے اجلہ اور فضلاء کبریٰ میں سے شریعت و طریقت میں الیا قدم را سخ رکھتے تھے کہ کسی کو علمائے عمدہ اور مشائخ وقت سے آپ کے قول و فعل پر جائے نکتہ چینی نہ تھی، تمام عمر تدریس اور تعلیم طالبان علم اور حق میں بسر کی اور

۱۰۱۵ھ بمطابق ۱۰۱۵ھ: نزہت الخواطر (مرتب)
۱۰۱۵ھ آپ شیخ محمد فاضل قادری لاہوری کے مرید اور دو کے شاعر تھے۔ (مرتب)

ہزارہا خلقت آپ کے وسیلہ سے کمالات ظاہری و باطنی کو پہنچی۔ یہ بات ثبوت کو پہنچی ہے کہ جب آپ بٹالہ میں خانقاہ کی عمارت بنواتے تھے تو آپ کے پاس کچھ نقد موجود نہ تھا پس آپ مہاروں مزدوروں کو اجرت ہر روز خزانہ بنیاب سے دیتے تھے۔ وفات آپ کی ۱۵۱۰ھ میں ہوئی اور مزار آپ کا قصبہ بٹالہ میں زیارت گاہ عام ہے۔

ابراہیم بن سفر غزنی

ابراہیم بن محمد بن سفر المعروف بہ ابن سفر غزنی : عالم فاضل، فقیہ کامل، شیخ صوفی تھے، قصبہ مرغہ میں پیدا ہوئے، قاہرہ میں جا کر سید علی الضریہ وغیرہ سے فقہ پڑھی اور پندرہ سال کی عمر میں بڑا ملکہ حاصل کیا پھر مرغہ میں مراجعت کی اور یہاں شیخ مصطفیٰ بن کمال الدین صدیقی دمشقی کی صحبت میں رہ کر علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل کی اور تدریس و افادہ مخلوق میں مشغول رہ کر استسقا کے مرض سے ۱۵۱۰ھ میں وفات پائی اور مقام ظاہر مرغہ میں دفن کئے گئے۔ "فخر عرب" تالیف وفات ہے۔

میر عبدالوہاب منور آبادی

میر عبدالوہاب منور آبادی ابن میر ہاشم : عالم فاضل، فقیہ کامل، متودع و متقی تھے، شغل آیت و حدیث میں عمر بسر کر کے اسی سال سے زیادہ کی عمر میں ۱۵۱۰ھ میں وفات پائی۔

مولوی محمد زین الدین رانیوری

مولوی محمد زین الدین رانیوری ابن خواجہ عبداللطیف : عالم فاضل، مدقق کامل، ذکی فہیم، سخی تھے، علاوہ فضیلت علمی کے عالی نسب و حسب اور صلاح و تقویٰ میں آراستگی تمام اور شعر و سخن و فصاحت میں اقران سے گئے سبقت لے گئے تھے، امور معاش میں بڑے محتاط تھے، باون سال کی عمر میں ۱۵۱۰ھ میں وفات پائی۔ آپ کی نماز جنازہ پر تقریباً بیس ہزار آدمی جمع ہوئے تھے۔ مزار فاضل الانوار آپ کا محلہ رانیوری میں اپنے جد امجد خواجہ زین الدین علی کے پاس واقع ہے۔

نور الدین بن شیخ محمد صالح

نور الدین بن شیخ محمد صالح احمد آبادی : فقیہ، محدث، مفسر، علامہ زمانہ، فہامہ یگانہ، وحی العصر، فرید الدہر، جامع منقول و معقول، حاوی فروع و اصول، بحر ذخائر علوم، صاحب تصانیف کثیرہ تھے، احمد آباد میں ۱۵۱۰ھ میں پیدا ہوئے۔ ملا احمد سلیمانی اور ملا فرید الدین احمد آبادی سے تلمذ کیا یہاں تک

سرآمد ارباب دانش ہوئے۔ ﷺ میں عربین شریفین کی زیارت حاصل کی اور دوسرے سال مراجعت کر کے حضرت محبوب عالم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت و خلافت خانوادوں کی حاصل کر کے ایک بڑا مدرسہ اور خانقاہ تیار کرائی اور ابتدائی تحصیل سے اخیر عمر تک تدریس و تصنیف میں مشغول ہو کر ایک عالم کو فیضیاب کیا اور ڈیڑھ سو سے زیادہ صغیر و کبیر کتابیں تصنیف کیں چنانچہ ان میں سے تفسیر کلام اللہ، نور القاری شرح صحیح البخاری، حاشیہ تفسیر بیہاوی، حاشیہ قومیہ حاشیہ قدیمہ، حاشیہ شرح مواقع، حل المعاهد حاشیہ شرح المقاصد، حاشیہ شرح مطالع، حاشیہ تلویح، حاشیہ عضدی، شرح معول، حاشیہ مطول، حاشیہ منہل، حاشیہ شمسیہ، حاشیہ شرح متذیب، حاشیہ شرح وقایہ، حاشیہ شرح ملا، حاشیہ طریق الامم، شرح فصوص المحکم وغیرہ مشہور و معروف ہیں۔ اکانوے سال کی عمر میں نویں تاریخ شعبان کی رات ھھھھھ میں وفات پائی، اور اپنی خانقاہ کے پاس مدفون ہوئے۔ تاریخ وفات "اعظم الاقطاب" ہے۔

مولانا محمد عابد لاہوری

مولانا محمد عابد لاہوری : بڑے عالم فاضل، فقیہ، مفسر، اہل بیت علم سے تھے یہاں تک کہ علم و عمل اور ورع و تقویٰ میں علمائے عصر اور اولیائے وقت سے سبقت لے گئے تھے۔ آپ کا نسب آبائی حضرت ابابکر صدیق پر منتهی ہوتا ہے، ہر رات نماز تہجد میں ساٹھ دفعہ سورہ لیس پڑھتے تھے اور مرض الموت میں جو اچھو اسہال کی بیماری تھی آپ نے ہر رات نماز تہجد میں ۳۵ بار سورہ لیس اور ۲۰ ہزار بار ذکر کلمہ طیبہ اور ہزار بار ذکر نفی و اثبات جس دم اور تلاوت ایک منزل قرآن شریف و ہزار بار درود شریف روزمرہ وظیفہ مقرر کیا ہوا تھا۔ آپ کے حلقہ مجلس میں روزانہ قریب دو سو کے علماء و صلحاء بیٹھا کرتے تھے۔ آپ نہایت اشتیاق سے پایادہ لاہور سے عربین شریفین میں پہنچے اور حج و زیارت روضہ رسول مقبول سے مشرف ہو کر واپس آئے اور اٹھارہویں ماہ رمضان ۱۱۱۱ھ میں لاہور میں وفات پائی۔ "فخر بزرگان" تاریخ وفات ہے۔ تصنیفات بھی آپ نے بہت کی جس میں سے حاشیہ بیہاوی نامیام، شرح خلاصہ کبیرانی زبان فارسی، شرح قصیدہ بانس سعاد، رسالہ دربارہ وجوہ اعجاز قرآن، رسالہ فی الاربعۃ الاحتیاطیۃ بعد صلوة الجمع، العشرۃ المبشرۃ فی فضائل الامۃ المرجمۃ مشہور و معروف ہیں۔

لے اس مدرسہ کی تعمیر ۱۱۱۱ھ سے ۱۱۱۱ھ تک جاری رہی اور ایک لاکھ چوبیس ہزار روپیہ نقد خرچ ہوا، آپ کی تفسیر گم ہے یعنی اس کے کسی قلمی نسخہ کاپیہ نہیں چلتا۔ (مرتب) ۱۱۱۱ھ سید عبدالحی حسنی رائے بریلوی نے نزہۃ الخواطر میں لکھا ہے کہ ان تمام تصانیف کا ذکر مدائن المنفحیہ کے علاوہ اور کسی کتاب میں نہیں ملتا۔ (مرتب)

ملائطام الدین سہالوی

ملائطام الدین بن ملاقطب الدین سہالوی : فاضلِ جید، عارفِ فنونِ رسمیہ، ماہرِ علومِ عقلیہ و عقلیہ، فقیہِ اصولی تھے، علومِ شیخِ غلامِ نقشبندِ لکھنوی وغیرہ سے حاصل کئے اور لکھنؤ میں اقامت اختیار کر کے تدریس و تالیف میں مشغول ہوئے یہاں تک کہ پورب میں ریاستِ علم کی آپ پر منتہی ہوئی۔ شیخِ عبدالرزاق بانسوی متوفی ۱۲۳۵ھ سے بیعت کی اور سید اسماعیل بلگرامی متوفی ۱۲۶۵ھ سے نصوصِ کثیرہ اخذ کئے۔ سید غلام علی آزاد کہتے ہیں کہ میں نے آپ کو دیکھا اور ٹھیک طریقہ سلف صالحین پر پایا۔ آپ کی پیشانی میں نورِ قدس چمکتا تھا۔ آپ کی تصنیفات سے شرحِ مسلم الثبوت اور حاشیہ شرح ہدایۃ الحکمتہ صدر الدین شیرازی یادگار ہیں۔ وفات آپ کی ۱۲۶۵ھ میں ہوئی، ”فاضلِ قدوۃ دین و دنیا“ تاریخِ وفات ہے۔

حاجی عبدالولی طرخانی

حاجی عبدالولی طرخانی : عالمِ فاضل، محدثِ کامل تھے۔ اپنے وطن طرخان واقع بلادِ ترکستان سے مکہ معظمہ میں گئے اور بعد ازاں حج کے مدینہ منورہ میں پہنچے اور وہاں مدرسہ دارالشفار میں حلقہ درس شیخ ابوالحسن سندھی میں داخل ہو کر روایت کتب حدیث و تفسیر کی اجازت حاصل کی اور وہاں سے مراجعت فرما کر کاشمیر میں آئے اور تہمتہ الحواشی ملا یوسف کو سچ کو بطور تحفہ کے شیخ الاسلام مولانا قوام الدین محمد کی خدمت میں گزارا اور روایت کتب حدیث و تفسیر کی اجازت ان کو دی اور کچھ عرصہ تک ان کے مکان میں رہے۔ آخر الامر ۱۲۸۵ھ میں موضعِ نیں سوکھ جیون نے آپ کو شاہزادہ بلخ کی تہمت میں شہید کر دیا کہتے ہیں کہ آپ کا سرتن سے جدا خیرات تک خدا کے ذکر میں مشغول رہا جب صبح ہوئی تو اس نے خاموشی اختیار کی۔ ”شمیع مشہور دہر“ تاریخِ وفات ہے۔

مقیم السنہ

اخوند محمد عبداللہ سیوی بن خواجہ محمد فاضل ٹوپکچرو : مقیم السنہ لقب تھا۔ اپنے زمانہ کے عالمِ محقق، فاضلِ مدقق تھے۔ علم ملا محمد محسن اور شیخ الاسلام علامہ شہید مولوی معز الدین امان اللہ سے

۱۲۸۵ھ علامہ نظام الدین انصاری سہالوی لکھنوی اپنے والد کی شہادت کے وقت چودہ پندرہ برس کے تھے شہنشاہ عالمگیر نے انکے خاندان کو ایک یورپین جوبلی لیکچری جو فرنگی محل کے نام سے مشہور تھی، جائس اور بارہاں میں بھی رہے۔ درسِ نظامی جاری کیا، سلسلہ قادریہ سے متعلق تھے بہت سی کتب پر حواشی تحریر کئے، شرح تخریر الاصول، حاشیہ شمس بازغہ، حاشیہ شرح عضدیہ، حاشیہ علی حاشیہ قدیمہ، مناقب رازقیہ (فارسی)، شرح منار الاصول، شرح مبارزہ بھی آپ کی تصانیف میں سے ہیں۔ آپ کے تلامذہ میں بعض بڑے نامور علماء گذرے ہیں۔ (مرتب)

تخصیص کیا یہاں تک کہ فحول علماء اور مکمل فضلاء کے درجہ میں مترقی ہو کر مسندِ افادت پر جلوس فرما ہوئے اور جب حضرت قاضی شاہ دولت کاشمیر میں وارد ہوئے تو ان کے حلقہ ارادت میں داخل ہو کر تھوڑی سی مدت میں سب مراتب و درجات طے کر کے خلافت کا خرقہ حاصل کیا اور عبدالصمد خاں کے وارث کاشمیر ہونے پر پگلی دو متور کے راستے سے پشاور میں گئے بعد ازاں فخر الدین محمد خاں کی نیابت میں جموں کے راستے سے لاہور میں پہنچے اور ملا شرف الدین کے وسیلہ سے وہاں کے حکام کی صحبت میں مباحثہ و مناظرہ میں علمائے پنجاب پر فوقیت لے گئے اور وہاں سے مراجعت کر کے افتاء کا درجہ حاصل کیا اور کچھ عرصہ تک آپ کے وجود سے مجالس محکمہ نے زیب و زینت حاصل کی، آخر الامر سب کو ترک کر کے عبادتِ الہی میں مشغول ہو گئے اور اکثر اوقات آپ سے حل مشکلات اور خوارق عادات ظہور میں آئیں اور نصف ماہ شوال ۱۰۰۰ھ میں وفات پائی۔ "ستون کعبہ دین اوفتادہ" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

آپ کے وجود کے کاشمیر میں بہت علم پھیلا، چنانچہ آپ کے شاگردوں میں سے بابا محمد عثمان و بابا عبداللہ سیوی و ملا عبداللہ المؤمن و میر محی الدین قادری و قاضی محمد حسین و ملا نور الدین جعفر و شیخ الاسلام التقی مولوی قوام الدین محمد مفتی وغیرہ ہیں۔ سیوی قصبہ سی کی طرف منسوب ہے جو بلادِ ترکستان میں واقع ہے جہاں سے آپ کے اسلاف آکر کاشمیر میں آباد ہوئے۔

سید محمد یوسف واسطی بلگرامی

سید محمد یوسف بن محمد شرف واسطی بلگرامی : منقولات کے چراغ اور معقولات کی میزان تھے، یکشنبہ کے روز ۲۱ ماہ شوال ۱۰۰۰ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ چونکہ سید آزاد کی خالہ کے بیٹے تھے، اس لئے آپ اور آزاد نے بالموافقت تحصیل علوم پر کمر باندھی اور کتب درسیہ اور فنون کو ابتداء سے اتناڑ تک سید طفیل محمد اور لغت کو اپنے نانا سید عبدالجلیل اور عروض و قوافی کو سید محمد سے حاصل کیا اور جب سید آزاد صرمن ٹریفین کو تشریف لے گئے تو آپ نے ہیئت اور ہندسہ کو دہلی کے فضلاء سے کتاب کیا اور سید لطف اللہ حسینی واسطی بلگرامی کی بیعت کی اور شرائع پر استقامت اور وطن میں اقامت اختیار کی۔ آپ عربی و فارسی میں شعر بھی عمدہ کہتے تھے۔ توحید شہودی میں کتاب الفرع الثابت من الاصل الثابت آپ سے یادگار ہے۔ وفات آپ کی یکشنبہ کے روز دوم ماہ جمادی الاخری ۱۰۰۰ھ میں ہوئی اور اپنے نانا کے پاس دفن کئے گئے۔ "بے نظیر" تاریخ وفات ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

شاہ ولی اللہ احمد بن عبدالرحیم بن وجیہ الدین شہید بن معظم بن منصور دہلوی : قطب الدین

لقب تھا، آپ کا نسب قیس واسطوں سے حضرت عمر فاروق خلیفہ ثانی تک پہنچتا ہے۔ آپ افضل علمائے
متأخرین اور سید المفسرین سنا المحدثین تھے۔ ولادت آپ کی چار شنبہ کے روز بوقت طلوع آفتاب ۱۱۳۰ھ شوال ۱۱۳۰ھ
میں ہوئی۔ پانچویں سال میں کتب میں بیٹھے اور ساتویں سال میں آپ کے والد بزرگوار نے آپ کو نماز میں
کھڑا کیا اور روزہ رکھنے کا حکم دیا اور اس سال کے آخر میں قرآن شریف ختم ہو گیا اور کتب فارسیہ پر طبعی تشریح
کیں، دسویں سال میں شرح تلامذہ کتب کیا، چودھویں سال نکاح ہوا، پندرہویں سال اپنے والد ماجد سے
بیعت کی اور طریقہ صوفیہ کرام خصوصاً نقشبندیہ میں مشغول ہوئے۔ آپ کے والد ماجد نے بہت سا سامان طعام
کا مہیا کیا اور خاص و عام کی دعوت کر کے فاتحہ اجازت درس کی پڑھی پس بحسب رسم اس ولایت کے
پندرہویں سال میں جلد علوم متداولہ اور فنون متعارفہ سے فراغت حاصل ہوئی یعنی علم حدیث سے تمام
مشکوٰۃ اور صحیح بخاری کتاب الطہارۃ تک، شامل نبوی تمام اور علم تفسیر سے کچھ بریضاوی اور مدارک پڑھی
اور چند دفعہ تدریس قرآن شریف مع معانی و شان نزول میں مطابق تفسیر کے والد ماجد کی خدمت میں
حاضر ہوئے اور یہی سبب فتح عظیم کا ہوا۔ علم فقہ سے شرح وقایہ و ہدایہ تمام، علم اصول سے حنafi اور
کچھ توضیح و تلویح اور علم منطق سے شرح شمس اور کچھ شرح مطالع، علم کلام سے تمام شرح عقائد مع کئی قدر
خیالی اور شرح موافق کے، علم سلوک سے کچھ عوارف اور رسائل نقشبندیہ وغیرہ، علم حقائق سے شرح
رباعیات مولوی جامی اور مقدمہ شرح لمعات اور مقدمہ نقد المنصوص، علم خواص اسرار و آیات سے
مجموعہ خاصہ اور مائتہ فوائد، علم طب سے موجز، علم حکمت سے شرح ہدایۃ الحکمہ، علم نحو سے کافیہ و شرح تلامذہ
علم معانی سے مطول و مختصر المعانی، علم ہیئت و حساب سے بعض مختصر رسالے پڑھے۔ پندرہویں سال آپ
کے والد ماجد فوت ہو گئے اور آپ کو اجازت بیعت و ارشاد کی دے کر آپ کے حق میں کلمہ یدہ کیدی کا حکم دے
فرمایا پس آپ بعد وفات والد ماجد کے تقریباً بارہ سال تک کچھ کم و بیش تدریس کتب دینیہ و عقلیہ میں
مشغول رہے اور بعد ملاحظہ کتب مذاہب اربعہ اور ان کے اصول فقہ اور ان احادیث کے جو ان کے
منتسک ہیں آپ کی طرز تصنیف و تدریس فقہائے محدثین کی روش پر قرار پائی، بعد ازاں آپ اسخسہ
۱۱۳۵ھ میں صربین شریفین کی زیارت کو تشریف لے گئے اور وہاں ایک سال قیام فرما کر شیخ ابوطاہر
مدنی وغیرہ مشائخ سے حدیث کی روایت کی اور وہاں کے علماء و فضلاء کی صحبت سے مستفیض ہوئے اور
شیخ ابوطاہر مدنی سے جو حاوی جمیع فرق صوفیہ تھے خرقہ جامہ پہن کر اور دوسرا حج ادا کر کے ۱۱۴۰ھ جب
۱۱۳۵ھ میں وارد دہلی ہوئے۔

تصانیف کثرت سے کی جو تمام نافع و مفید اور اپنی جگہ بے نظیر ہے جن میں حجۃ اللہ البالغہ،

انوار الخفاء عن خلافة الخلفاء، مصنف شرح فارسی موطا، مسوی شرح عربی موطا، فیوض الحرمین، در اثین، انتباه، انسان العین فی مشائخ الحرمین، فوز الکبیر فی اصول التفسیر، عقداً الجدید فی احکام الاجتهاد والتقلید، قول الجلیل، خیر الکثیر، بیعات، الطائف القدس، مقالہ وضعیہ فی التفسیر والوصیہ، انصاف فی بیان سبب الاختلاف، سرور المحزون، لمعات، سطعات، المقدمۃ السنیہ فی انتصار الفرقة السنیہ، فتح الرحمن ترجمہ فارسی قرآن، انفاس العارفين، شفاء القلوب، فتح الجیر بالابد من حفظ فی علم التفسیر، قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین، بدور البازغہ، زہراوین، رسائل لغزات وغیرہ مشہور و معروف ہیں۔ وفات آپ کی ۱۱۷۶ھ میں ہوئی۔

ابوبکر بن منصور حلبی

ابوبکر بن منصور حلبی المعروف بہ ابن قنصہ : عالم فاضل، فقیہ کامل تھے۔ حلب میں ۸۸۰ھ کو پیدا ہوئے اور وہاں کے علماء و فضلاء سے علوم تحصیل کر کے درس و تدریس میں مشغول ہوئے اور چورانوے سال کی عمر میں ہفتہ کے روز ماہ جمادی الاخریٰ ۹۸۰ھ میں وفات پائی اور دروازہ قنسرین کے باہر تربت امنیہ میں دفن کئے گئے۔ قنصہ آپ کی دادی کا نام ہے۔

مولانا رستم علی

مولانا رستم علی اصغر قنوجی : ہندوستان کے علمائے کبار میں سے فقہ، حدیث تفسیر، منقول و معقول میں یدِ طولی رکھتے تھے اور فقہائے ہند اور علمائے ولایت میں سے کسی کو آپ کے قول و فعل پر جلتے انگشت نہ تھی، باوجود شرف علمی اور جوہر ذاتی کے آپ اپنے آپ کو کمترین درویشوں بارگاہ الہی سے شمار کرتے تھے، ۹۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔ علوم متداولہ اپنے باپ سے اخذ کئے اور ان کی وفات کے بعد ملا، نظام الدین بکنوی سے ۹۸۰ھ میں تحصیل سے فراغت پائی اور رات دن تدریس و تعلیم خلائق میں مصروف ہوئے چنانچہ سینکڑوں طالب علم آپ کے چشمہ فیض علوم دینی و دنیوی سے بہرہ یاب ہوئے تفسیر جامع لہنؤ جو فہم معانی قرآن شریف میں جلالین پر فوقیت رکھتی ہے اور شرح منار آپ کی عمدہ تصانیف میں سے ہیں۔ وفات آپ کی ۱۰۸۰ھ میں ہوئی۔ "شیخ وحید الدہر" تاریخ وفات ہے۔

اخوند ملا ابوالوفار

اخوند ملا ابوالوفار کاشمیری : عالم فاضل، فقیہ کامل، استخراج مسائل میں یگانہ زمانہ تھے۔ علوم مولانا محمد اشرف چمنی اور شیخ الاسلام علامہ شہید سے حاصل کئے اور ابتداء جوانی میں شاہی لشکر میں پہنچ کر جاگیر حاصل کی اور کاشمیر کے مفتی ہوئے۔ بڑی تحقیقات سے مسائل فرعیہ فقہیہ کو چار جلدوں میں جمع کیا

لغات وغیرہ ایک ساتھ چار پاروں کا قلمی نو کاغذ لائبریری کاکوری میں موجود ہے اس میں نسخہ اپنا نام ابوالفضل محمد بن علی صفریایا ہے، ہندستان میں مغرب اور اسی میں تفسیر " (ترتیب)

اور ایک رسالہ خصائص آنحضرت میں انوار النبوة کے نام سے تصنیف کیا اور ۱۱۶۹ھ میں وفات پائی۔ پیوستہ برصغیر النبی، آپ کی تاریخ وفات ہے۔

بابا محمد محسن کاشمیری

بابا محمد محسن قادری کاشمیری : عالم متقی، جامع علوم عقلیہ و نقلیہ اور کتابت میں یدِ طولیٰ رکھنے والے تھے، علوم کو شیخ الاسلام امان اللہ شہید سے حاصل کیا اور صحیح بخاری و مشکوٰۃ و بیضاوی و دعوة الحق اور ہدایہ کو اپنے ہاتھ سے لکھا اور ماہ جمادی الاولیٰ ۱۱۸۱ھ میں وفات پائی۔ آپ کے شاگردوں میں سے ملا عبدالستار اور شیخ رحمت اللہ اور مراد الدین خاں وغیرہ ہیں۔

حاجی نعمت اللہ نوشہری

حاجی نعمت اللہ نوشہری : اخوند ملا مہدی علی کبروی کی اولاد میں سے عالم، فاضل، محدث، کمالات صوری و معنوی سے متصف تھے، علوم کو شیخ الاسلام امان اللہ شہید سے پڑھا اور انہیں سے روایت کتب حدیث و فرات احزاب و دعوات حاصل کر کے اپنی عمر کو تورع و تشریح میں بسر کیا اور ۱۱۸۲ھ میں وفات پائی۔

اسماعیل بن عبداللہ

اسماعیل بن عبداللہ اسکداری صوفی : ابوالین کنیت نور الدین لقب تھا، اپنے زمانہ کے عالم محقق، فقیہ محدث، فاضل متعفف و متذین، نزیل مدینہ منورہ اور شیخ طائف نقشبندیہ تھے۔ ۱۱۹۰ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کو فنون کثیرہ مثل حدیث و فقہ و عربیت وغیرہ میں مہارت تامہ حاصل تھی۔ آپ کی تالیفات سے مختصر صحیح مسلم وغیرہ یادگار ہے۔ وفات آپ کی مدینہ میں ۱۱۸۲ھ میں ہوئی۔ ذوالفقار دین تاریخ وفات

خواجہ محمد اعظم دومری

خواجہ محمد اعظم دومری بن خیر الزمان کاشمیری مجددی : کاشمیر کے اعظم علماء و کبار مشائخ میں سے عالم فاضل بیگانہ روزگار تھے، صغیر سنی میں مولانا عبداللہ شہید سے علم حاصل کیا پھر شیخ مراد بیگ مرزا کامل بیگ و میر ہاشم قادری وغیرہ سے استفادہ کیا، باوجود حکومت و دولت و ثروت اور کرامت جبے نسب کے دل فقیر میں باندھ کر شیخ محمد مراد مجددی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور علوم باطنی و اسرار معنوی کی تکمیل حاصل کی۔ چونکہ آپ کو شعر گوئی اور تاریخ نویسی میں بڑی مشق تھی۔ آپ نے ۱۱۲۸ھ میں تاریخ اعظمی المعروف بتواریخ دومری بادشاہوں و مشائخ و علماء و فضلاء و شعرائے کاشمیر کے حالات میں نہایت فصاحت و بلاغت سے تصنیف کی اور تاریخ تالیف اس کی واقعات کاشمیر مقرر کی، علاوہ اس کے

۱۱۲۸ھ دیدہ مری۔ دیدہ مراد ذہ مراد بیگ کے ایک محلہ کا نام تھا، ولادت ۱۱۰۲ھ، "صنعت گردہ" (۱۱۴۹ھ) تاریخ وفات ہے، آپ کی کتاب میرا اولیٰ الیٰ و بالرسول کا مخطوط نسخہ مجلس لائبریری، راولپنڈی میں موجود ہے ۱۱۲۸ھ اس کا اردو ترجمہ ۱۸۴۹ء میں دہلی سے شائع ہو چکا ہے (مترجم)

ایک کتاب مستحی بہ فیض مراد اپنے پیر روشن ضمیر کے حالات و مقامات کی تشریح میں تابع قرمانی اور ایک رسالہ مقامات فقر میں مسمی بہ قواعد المشائخ اور رسالہ اثبات الجہر و تجربۃ الطالبین و اشجار الخلد و ثمرات الاشجار و شرح کبریت احمر یادگار چھوڑے۔ وفات آپ کی ۸۷ھ میں ہوئی۔ مؤرخ گوہر سنج "تاریخ و فائنات"

ابراہیم بن علی رومی

ابراہیم بن علی رومی : عالم فاضل، بارع خصوصاً علوم قرآن میں ماہر باہرہ میں طائفہ جند تھے۔ کاتب چلبی رومی کی کشف الظنون کی تعلیقات لکھی اور صدر الشریعہ کی کتاب کا ترجمہ کیا۔ ایک دفعہ حج کر کے پھر مصر کے جانب سے حج کرنا چاہتے تھے کہ راستہ میں ۸۹ھ میں فوت ہوئے۔

ابراہیم بن مصطفیٰ چلبی

ابراہیم بن مصطفیٰ بن ابراہیم چلبی مداری نزہل قسطنطنیہ : علامہ ربکیر، فہامہ شہیر، علوم عقلیہ نقلیہ میں خدا کی ایک بڑی نشانی اور صاحب تصانیف باہرہ مستغنی عن الاوصاف تھے۔ حلب میں پیدا ہوئے، اصل میں آپ مداری تھے کہ خدا نے آپ کے دل میں علم کا شوق ڈالا اور مصر میں جا کر سات سال تک تحصیل علوم و فنون میں مشغول رہے پھر دمشق میں جا کر وہاں کی ایک جماعت فضلاء سے اخذ کیا اور تصوف کو شیخ عبدالغنی نابلسی وغیرہ سے حاصل کیا پھر قاہرہ میں مراجعت کی اور منقولات و معقولات کو سید علی الصریح حنفی وغیرہ سے اخذ کیا یہاں تک کہ فائق اقران ہوئے اور مشائخ نے آپ کو تدریس کی اجازت دی۔ آپ نے ہی پہلے پہل اس ملک میں درمختار کو پڑھا اور پہلے پہل اس کا حاشیہ تصنیف کیا آپ کے ذکا اور فضیلت کے سبب سے بڑی شہرت ہوئی اور کثرت سے طلباء آپ کے پاس جمع ہوئے۔ قسطنطنیہ میں آ کر شیخ الاسلام علامہ روم مولیٰ عبداللہ مشہور بہ ایرانی کے پاس ٹھہرے اور انہوں نے آپ کی بڑی عزت کی وہاں ایک جماعت علمائے روم نے آپ سے پڑھا جن میں سے راعب پاشا صاحب سفینۃ الراغب وغیرہ ہیں اور اکثر انہر کے محققین آپ کے شاگردوں میں سے ہیں۔ آپ مطالعہ کتب میں دن رات مصروف رہتے تھے۔ آپ کی تصنیفات سے حاشیہ درمختار اور ایک رسالہ عروض میں وغیرہ کتابیں یادگار ہیں۔ وفات آپ کی ربیع الآخر ۱۱۹۰ھ میں ہوئی اور قسطنطنیہ میں خالد بن زیدانی الیوس انصاری کے پاس دفن کئے گئے۔ "شمع حق پرستی" تاریخ وفات ہے۔

محمد صدیق لاہوری

محمد صدیق بن محمد ضعیف بن محمد لطیف لاہوری : عالم فاضل، فقیہ محدث، ادیب ارباب غشی تھے۔ لاہور میں یوم دو شنبہ ۲۹ محرم الحرام ۱۳۰۵ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد کابل سے

اگر مسجد وزیر خاں کے امام ہوئے اور آپ کی والدہ ماجدہ اہل تاشکند سے تھیں۔ جب آپ کی عمر پانچ سال کی ہوئی تو آپ کو مولانا محمد عابد صاحب تعلیقات تفسیر بیضاوی کی خدمت میں واسطے بسم اللہ شروع کرانے کے لئے گئے، بعد ازاں آپ نے ملا اسلام سے کلام اللہ پڑھا اور پھر حفظ کیا، بعد مختلف اساتذہ مثل مولانا محمد عابد و مرزا مہر اللہ و ملا حفیظ اللہ و مولوی عبداللہ و ملا ظہور اللہ و مولانا شہریار وغیرہ سے فقہ و حدیث وغیرہ علوم منقول و معقول کی تکمیل کی اور حدیث کی سند شیخ یحییٰ بن صالح مکی مدرس مسجد الحرام اور شیخ ابوالحسن سندی مدنی مدرس مدینہ منورہ سے شامہ میں حاصل کی اور بہت سی کتابیں تصنیف کیں جن میں سے مسلک الدرر لاکل رسل اطہر فی السیر للرسول الانور (یہ بے نقط حروف میں مواردا لکھم فیضی کے مقابلہ میں ہے) اور ۱۸۱۸ میں آپ نے اس کو تصنیف کیا ہے اور اس کی تصنیف کے وقت بجز رشیدی اور روضہ اور مواہب سعدی کے اور کوئی کتاب نہ تھی حالانکہ بقول فیضی مواردا لکھم کی تصنیف کے وقت سینتیس کتابیں مثل قاموس، کثاف، شرح مواقف، حیوۃ الحیوان وغیرہ کے تھیں، مدار الاسلام فی علم الکلام، شروط الایمان، القول الحق فی بیان ترک الشعر والخلق، درر التفسیر عن ساحة عصمة یوسف، کھدم الطائفت فی قصۃ ہاروت وماروت، نور صدقۃ الثقلین فی تمثال الثقلین، شرح المغنیات الباہرۃ فی جواز القول بالحنفۃ الظاہرۃ لمسی بتوضیح السنۃ فی تفضیح البدع، ازالۃ الفسادات فی شرح مناقب السادات للشہاب دولت آبادی، بیض الرق فی تبیین الحق فی رد ما تساہل فیہ شیخ عبدالحق، جامع الوظائف، لقطۃ الخطاب، دیوان منزلی الاصران، زبده الفرح فی معالجات ضعف الباہ، جامع طب احمدی، ترجمہ فقیر محمدی، ہدیۃ امام للخطبار وغیرہ مشہور ہیں۔ وفات آپ کی سال ۱۲۹۳ھ میں ہوئی۔ اور "فاضل فردزباں" تاریخ وفات ہے۔

سید قمر الدین اورنگ آبادی

سید قمر الدین بن سید منیب اللہ حسینی اورنگ آبادی : نقلیات میں امام بارخ اور نقلیات میں برہان ساطع تھے، سال ۱۲۹۳ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے آبا و اجداد سادات خجد سے تھے جو امین آباد واقع پنجاب میں آکر آباد ہوئے اور وہاں سے بالاپور متصل برہانپور میں آکر متوطن ہوئے۔ آپ نے پہلے قرآن کو حفظ کیا پھر دہلی و سرہند اور لاہور میں آکر وہاں کے علماء و فضلاء سے علوم حاصل کئے پھر بالاپور کو مراجعت کر کے اورنگ آباد میں گئے جہاں آپ کے اور سید آزاد کے درمیان بڑی دوستی ہوئی پھر آپ مع اپنے دونوں بیٹوں میر نور الہدیٰ اور میر نور العالی کے حرمین شریفین کو تشریف لیکے اور مراجعت فرما کر اورنگ آباد میں آئے جہاں ہنگامہ درس و تدریس جاری کیا۔ مسئلہ وجود میں آپ سے ایک کتاب

مظہر انور یادگار ہے جس میں آپ نے مذاہب علماء اور مسالک حکمیین و حکماء کو بیان کیا۔ وفات آپ کی ۱۹۳۲ء میں ہوئی۔ علامہ رہنمائے خلافت " تاریخ وفات ہے۔

مرزا مظہر جانجاناں

شیخ شمس الدین العلوی المعروف بہ میرزا مظہر جانجاناں : آپ محمد بن حنفیہ کی نسل میں سے عالم فاضل، محدث کامل، فقیہ متبحر، جامع فضائل ظاہری و باطنی، عابد، زاہد، متورع، متوکل تھے۔ حدیث کو حاج سیالکوٹی سے پڑھا اور دیگر علوم کو اپنے زمانہ کے علماء و فضلاء سے اخذ کیا۔ مدت تک شیخ احمد مجدد الف ثانی کی مصاحبت کی اور ان سے استفادہ صوری و معنوی کیا، آپ کو قوت کشفیہ اور اتباع سنت نبویہ میں شان عظیم حاصل تھی، آپ کے اشعار بدیع اور مکاتیب نافع یادگار ہیں۔ وفات آپ کی ۱۹۰۵ء میں ہوئی اور تاریخ وفات "عاشق حمیدات شہیدا" نے نکلتی ہے۔

مولانا نور اللہ کنٹ

مولانا نور اللہ کنٹ المشہور بہ نور بابائے پتو : عالم باعمل، فاضل بے مثل تھے، صغریٰ میں ملا عبدالستار سے علوم حاصل کئے اور نوجوانی میں دہلی میں جا کر مولوی حسام الدین محمد اور قاضی مستعد خاں اور قاضی مبارک کے درس سے استفادہ کیا، علاوہ اس کے میرزا مظہر جانجاناں کی خدمت میں مشرف ہو کر علم طریقت کو حاصل کیا پھر کاشمیر میں مراجعت فرما کر فادہ مغلن میں مشغول رہے، مطول اور خیالی تہذیباً نکھیں اور ۴ ربیع الاول ۱۹۰۵ء کو وفات پائی اور مرزا شیخ گنج بخش میں مدفون ہوئے۔ "زبدۃ مخلوقات" تاریخ وفات ہے۔

ابراہیم بن علی جمعی

ابراہیم بن علی بن حسین اطاسی جمعی : برہان الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے مشاہیر فقہاء میں۔ شیخ عالم، فقیہ فاضل، امام کامل تھے، ۱۸۷۰ء میں پیدا ہوئے اور مصر میں جا کر مقام ازہر میں کئی برس تک اقامت اختیار کی یہاں تک کہ ماہربار ع ہوئے اور اپنے شیوخ سے افتاء و تدریس کی اجازت حاصل کی اور اپنے شہر جمص میں آکر تدریس و افتاء میں مشغول ہوئے پھر حلب اور قسطنطنیہ میں داخل ہوئے اور اخیر کو طرابلس شام میں فتویٰ حنفیہ کا منصب آپ کو حاصل ہوا یہاں تک کہ ۱۹۰۵ء میں وفات پائی۔ "زیب

لہ نور الکوینین، نور الطور، رسالہ فی الفتنہ، رسالہ فی تاویل الروایا، رسالہ فی استفادہ المحتضر علی الارض اور السیرہ وغیرہ

بھی آپ کی تصانیف ہیں۔ (اذا حکام) (مرتب)

مخلوقات“ تاریخ وفات ہے۔

شیخ ابوبکر بن ابراہیم

شیخ ابوبکر بن ابراہیم بن ابی بکر بن محمد بن عثمان دمشقی : اصل میں آپ جزیر کے رہنے والے تھے مگر آپ کی ولادت دمشق میں ہوئی۔ حافظ الدین لقب تھا۔ ادیب کامل، فقیہ فاضل، قاری حسن الصوت، صحیح التلاوت، لطیف الصحبہ تھے۔ دمشق میں اپنے والد ماجد کی گود میں پرورش پائی اور اجلار کے دروس میں حاضر ہو کر علوم و فنون اخذ کئے اور اشعار نظم کئے اور جامع صوفاء کے امام و خطیب رہے، شنبہ کے روزہ اشعبان ۹۸ھ میں وفات پائی اور دروازہ فرادیس کے باہر مقبرہ مرح الدجاج میں دفن کئے گئے۔ زاید نیک ذات“ تاریخ وفات ہے۔

اخوند نور الہدیٰ

اخوند نور الہدیٰ بن اخوند مقیم السنہ عبداللہ سیوی : علامۃ الوریٰ لقب تھا، اپنے زمانہ کے عالم عامل، مدق کامل، قدوة الفضلار، زبدة العلامر تھے۔ ۱۲۱۰ھ میں پیدا ہوئے اور صغریٰ میں اپنے والد ماجد اور مولانا سعد الدین صادق اور شیخ رحمت اللہ سے علوم و فنون حاصل کر کے درجہ افتادت کو پہنچ گئے اور طبع ناقد اور ذہن رسا سے مشکلات علوم کے آسان ہو گئے اور تمام علم نشر علم و افادہ مخلص اور تقویٰ میں گزار کر ماہ جمادی الثانیہ ۱۲۹۹ھ میں وفات پائی ”رفۃ نور الہدیٰ ازین عالم“ آپ کی تاریخ وفات ہے۔ آپ کے شاگردوں میں سے ملا محمد مقصود متود نظام الدین و بابا اسد اللہ و ملا محمد ولی و شیخ الاسلام مولوی قوام الدین محمد مفتی وغیرہ ہیں۔ آپ کے دو فرزند ملا عبداللہ و ملا محمد نور بھی صاحب علم و فضل ہوئے ہیں۔

غلام علی آزاد

غلام علی بن سید نوح واسطی بلگرامی : حسان السنہ لقب اور آزاد و نخلص تھا، یکشنبہ کے روز ۲۵ ماہ صفر ۱۲۱۰ھ میں قصبہ بلگرام علاقہ صوبہ اودھ میں پیدا ہوئے۔ نسب آپ کا امام زید شہید بن امام زین العابدین تک پہنچتا ہے۔ ابتداء شعور میں تحصیل علم کا سرشتہ ہاتھ میں لا کر کتب پر سیر کیا اور ابتداء سے انتہا تک حلقہ درس استاذ محققین میر تقی میر بلگرامی میں پڑھا اور کتب لغت و حدیث و سیر نبوی و فنون ادب کو میر عبد الجلیل بلگرامی اپنے جد فاسد سے اخذ کیا اور عروض و قوافی وغیرہ کو اپنے ماموں میر سید محمد سے حاصل کیا اور سند صحیح بخاری اور اجازت صحاح ستہ وغیرہ کی شیخ محمد حیات مدنی اور سماعت بعض فوائد علم حدیث

۱۰۰۰ (نزہۃ الخواطر) (مرتب)

کی شیخ محمد الوہاب طنطاوی سے مکہ معظمہ میں حاصل کی۔ طنطاوی نے آپ کے اشعار عربی کی نہایت تحسین کی اور جب یہ سنا کہ آپ کا تخلص آزاد ہے تو اس کے معنی سمجھ کر فرمایا کہ یا سیدی انت من عتقار اللہ، اس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ حضرت کی اس عنایت سے جو اس عاجز کے حق میں مبذول ہوئی ہے، مجھ کو بہت سی امیدیں ہیں، رسم بیعت کی آپ سید لطف اللہ بلگرامی سے عمل میں لائے اور طریقہ چشتیہ رکھتے تھے۔ مدت العمر میں تین سفر کئے، ایک دہلی کی طرف واسطے ملاقات میر عبد الجلیل کے اور وہاں دو سال رہ کر ان سے تہ بیت پائی، دوسرے سیستان کی طرف جو سندھ میں واقع ہے اور اس کے ضمن میں لاہور و ملتان و اچ و بھکٹ وغیرہ کو دیکھا اور چارہ سال اس جگہ رہ کر اپنے ماموں سید محمد کی نیابت خدمت میر بخششی اور وقائع نگاری میں بجالائے۔ تیسرا سفر حرمین شریفین کا ہے اور اس کی روانگی کی تاریخ سفر خیر اور تاریخ معاودت "سفر بخیر" ہے۔ حرمین سے معاودت فرما کر اورنگ آباد واقع دکن میں اقامت اختیار کی۔ نظام الدولہ رئیس حیدرآباد آپ کے تلامذہ میں سے تھا، جب وہ بعد وفات اپنے باپ کے مسند نشین ہوا تو آپ کے بعض احباب نے آپ کو کہا کہ اب جو تہ بیت چاہیں اختیار کر لیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں آزاد ہوا ہوں، بندہ مخلوق کا نہیں ہو سکتا دنیا ہنر کے ساتھ مکار دکھائی دیتی ہے۔ غرض اس سے حلال ہے اور نہ بادہ حرام اور یہ شعر پڑھا ہے

دریں دیار کہ شہی بہر گدا بخشند
غنیمت است کہ مارا ہمیں بما بخشند

خزانہ عامرہ میں لکھتے ہیں کہ خواجہ حافظ شیرازی نے ساڑھے تین سو سال پہلے ہی سے میرے

نام اور تخلص کی طرف اس شعر میں اشارہ کیا ہے۔

فاش میگویم وا زگفتہ خود دل شادم
بندہ عشقم وانہ ہر دو جہاں آزادم

بندہ عشق غلام علی کا ترجمہ ہے کیونکہ عشق عبارت حضرت علی مرتضیٰ سے ہے جیسا کہ شعر نے نظم میں باندھا ہے۔ آپ کی تصنیفات حسب ذیل ہے، ضور الدراری شرح صحیح البخاری کتاب الزکوٰۃ تک عربی میں، شہامۃ العبر فی ما ورد فی السنن سید البشیر، تلیۃ الفؤاد فی قصائد آزاد، سند السعادات فی حسن خاتمۃ السادات، روضۃ الاولیاء و بارہ حالات مشائخ روضہ جو قلعہ دولت آباد کے قریب واقع ہے۔ بدیعینا تذکرہ شعراء، آثار الکرام تاریخ بلگرام، خزانہ عامرہ تذکرہ شعراء، سجنۃ المر جان فی آثار ہندوستان، غزلان السنہ، دیوان فارسی، ثنوی مظہر البرکات ہفت دفتر عربی میں، مرآۃ الجہاں قصیدہ مدح سلطانی محبوب میں ایک سو پانچ بیت، دیوان عربی تین ہزار بیت، سفار العلیل فی اصطلاحات کلام ابی الطیب ثقفی، سات دیوان عربی میں المسمی سبع سبارہ اور ان میں قصائد مستزاد و مروف و مزدوج اور تزییع میں جو کسی شاعر نے آپ سے پہلے

اس قسم کے نظم نہیں کئے اور اہل ہند سے کسی کو نہیں سنا گیا کہ اس نے عربی میں کوئی دیوان بنایا ہو پس کجاست دیوان ان دواوین میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں معانی کثیرہ نادرہ ایجاد فرمائے ہیں جو مثل آپ کے شعرائے مفلحین اور فصحاءے منہ مچھٹوں میں سے کسی کو یہ بات حاصل نہیں ہوئی اور غزل بنسفر میں ایک خاص طرز رکھتے تھے جس کو اس فن کے لوگ پہچانتے ہیں۔ وفات آپ کی سن ۱۲۱۰ھ میں ہوئی اور اورنگ آباد میں دفن کئے گئے۔ "شمع لامعہ ایوان ہندوستان" تاریخ وفات ہے۔

سید ابراہیم دمشقی

سید ابراہیم بن محمد بن محمد کمال الدین بن محمد بن حسین بن محمد بن حمزہ دمشقی : آپ کا نسب پیغمبر خدا کی طرف منتہی ہوتا ہے اور اپنے اسلاف کی طرح ابن حمزہ کی کنیت سے معروف تھے۔ اپنے زمانہ کے علامہ، امام، محدث، نحوی، اعلام محدثین اور علماء تہذیبہ میں سے حرانی الاصل تھے۔ دمشق میں سہ شنبہ کی رات کو ماہین مغرب و عشر کے ۵ ماہ ذی قعدہ ۱۱۵۲ھ کو پیدا ہوئے اور اسی جگہ اپنے والد کی نگرانی میں پرورش پائی۔ علوم اپنے والد ماجد اور ایک جماعت علماء و فضلاء سے حاصل کئے اور علم بھر تدریس اور تشریح علوم میں مصروف رہے لے

شیخ حسن عجمی

شیخ حسن عجمی ثم المکی : شیوخ حدیث میں سے فقیر فاضل، محدث کامل، جامع فنون علم اور فصاحت و حفظ اور جودت فہم میں فائق اقران تھے، شیخ عبیدی مغربی کی صحبت میں رہ کر بہت کچھ ان سے استفادہ کیا اور احمد قشاشی اور باہلی اور شیخ زین العابدین عبدالقادر طبری مفتی شافعیہ سے روایت کی باوجود آپ کی دونوں آنکھوں میں کچی مٹی مگر جب آپ حدیث کو پڑھتے تھے تو آپ کا چہرہ نورانی ہو جاتا تھا۔ آپ نے ایک رسالہ میں حدیث نصر اللہ عبدہ کی اسانید کو ایسی خوبی سے ضبط کیا ہے جس سے آپ کی بڑی دست علم میں ظاہر ہوتی ہے۔ آپ ہر ماہ رجب کو مدینہ منورہ میں صحاح ستہ میں سے ایک کتاب لیکر آتے اور مسجد نبوی میں ختم کرتے۔ آپ سے شیخ ابوطاہر مدنی متوفی ۱۱۸۰ھ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے شیخ نے تلمذ کیا

لے آپ نے اسی شیوخ سے اجازت لی، شیخ ابراہیم براوی، عبداللہ بن سالم بصری، شیخ عبداللہ بوری ثم المدنی، خیر الدین رسلی اور عبدالقادر بغدادی وغیرہ سے استفادہ کیا۔ آپ کی تصانیف میں "اسباب الحدیث"، "حاشیہ علی شرح الالفیلاب المصنف" مشہور ہیں۔ ۱۱۹۰ھ میں حج کیا، واپسی پر بیمار ہوئے اور منزل ذات الحاج میں ۹ صفر سن ۱۱۹۰ھ کو وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے "معجم المؤلفین، طبعی، ابن عزم کی کتاب "دستور الاعلام" کا حوالہ لکھا۔

(مرتب)

باوجود حنفی المذہب ہونے کے آپ سفر میں جمع بین اہل سنتین کر لیا کرتے تھے۔

شیخ عبدالرشید جونپوری

شیخ عبدالرشید جونپوری : ۱۰۸۳ھ میں پیدا ہوئے، شمس الحق لقب تھا، عالم تبحر، فاضل ماہر، حاوی فروع و اصول تھے، علوم شیخ فضل اللہ سے حاصل کر کے تدریس میں مشغول ہوئے۔ آپ کو اختلاف امرار و اغنیاء سے بڑی نفرت تھی یہاں تک کہ شاہجان نے قاصد بھیجا کہ آپ کو طلب کیا مگر آپ نے جانے سے انکار کر دیا اور اپنے گوشہ عزلت سے بالکل باہر نہ نکلے یہاں تک کہ تحریر نماز فجر میں وفات پائی۔ آپ نے تصانیف عمدہ کیں جن میں سے رشیدیہ مناظرہ میں اور زاد السالکین اور شرح اسرار الخلوۃ مصنفان عربی اور حواشی مختصر عضدی اور کافیہ اور کتاب مقصود الطالبین اور ادب میں اور دیوان اشعار فارسی مشہور و معروف ہیں۔

مولوی محمد امجد قنوجی

مولوی محمد امجد قنوجی : قنوج کے فضلاء کے بار اور علمائے اعظم میں سے تھے، علوم نقلیہ و عقلیہ شیخ عارف علی اصغر سے پڑھے یہاں تک کہ نہایت کمال اور فضیلت کو پہنچے، تمام عمر تدریس و تالیف میں بسر کی اور کتاب صدر کا جو علم حکمت میں ہے اور اس ولایت میں متداول ہے، حاشیہ تصنیف کیا۔

شیخ مولوی فتح علی قنوجی

شیخ مولوی فتح علی قنوجی : قنوج کے قاضی فاضل اور عالم اجل ادیب ادیب تھے علوم ملا علی اصغر سے حاصل کئے یہاں تک کہ ہر ایک علم میں آپ کو مہارت کاملہ اور مناسبت تامہ حاصل ہوئی۔ آپ کی تصنیفات سے حاشیہ شرح تہذیب جلالی اور شرح مقامات ابی القاسم حمیری کی یادگار ہے۔

مولوی محمد عبدالعلی قنوجی

مولوی محمد عبدالعلی قنوجی : آپ مولانا رستم علی کے بھائی اور عالم اجل، فاضل اکل تھے، علوم

۱۰۸۳ھ شیخ عبدالرشید بن شیخ مصطفیٰ بن عبدالحمید، لقب شمس الحق، شمس تخلص متوفی ۱۰۸۳ھ، گیارہویں صدی کے فاضل ہیں، شاہجان کے دور حکومت (۱۰۳۶ - ۱۰۶۷) میں آپ کا بڑا شہرہ تھا (تذکرہ علمائے ہند)، نزہۃ الخواطر (ج ۶، ص ۱۵۰) میں بارہویں صدی کے ایک بگ مولانا عبدالرشید جونپوری کا ذکر آیا ہے جو نظام الدین مہالوی کے شاگرد تھے، انہوں نے العروۃ الوثقیٰ کا حاشیہ لکھا۔ (مرتب)

۱۰۸۳ھ شیخ محمد امجد بن فیض اللہ صدیقی قنوجی، آپ نے شرح ہدایہ الحکمتہ للصدر شیرازی کا حاشیہ لکھا۔ (ابجد العلوم)

(مرتب) ۱۰۸۳ھ کے قریب وفات پائی۔ (تاریخ فرخ آباد) (مرتب)

اپنے بھائی سے حاصل کئے اور تدریس و تالیف میں مشغول ہوئے چنانچہ اصول فقہ میں شرح منار کا حاشیہ تصنیف کیا اور قصبہ بندگی میں جو نواب کوڑہ جہاں آباد سے ہے، وفات پائی۔

ملا ابوالحسن معروف بہ شاہم بابا

ملا ابوالحسن معروف بہ شاہم بابا : عالم زمانہ فاضل یگانہ تھے۔ ملا یوسف گنڈی متوفی ۱۸۱۷ء کا قول ہے کہ جب ناظم خط کشمیر کے اشارہ سے علماء کا مباحثہ ہوتا تھا تو آپ تفسیر بیضاوی اور حاشیہ عصام وغیرہ کی عبارت کو ایسے بید رنگ پڑھا کرتے تھے کہ جیسے قرآن کو حافظ پڑھتے ہیں۔ آپ اکثر حوائی مولوی عبدالحکیم سیکوٹی کا رد بھی کرتے تھے۔

بابا محمد عثمان

بابا محمد عثمان بن شیخ محمد فاروق بن شیخ محمد حسنی : عالم فاضل، فقیہ محدث تھے، علوم مولانا سعد الدین صادق و مولانا حاجی محمد واخوند سلیمان واخوند مقیم السنہ سے حاصل کئے پھر وطن چھوڑ کر دہلی میں شاہ ولی اللہ محدث کی خدمت میں پہنچے اور ان سے علم حدیث و کتب شریعت کی اجازت حاصل کی اور علم طریقت کو اخذ کیا۔ جن دنوں ہندوستان میں فتنہ و فساد حائل تھا آپ اپنے وطن میں آگئے اور خواجہ عبدالرحیم پنجگانی سے بھی بہت کچھ فیض حاصل کیا۔

شیخ یاسین قنوجی

شیخ یاسین قنوجی : آپ اساتذہ وقت اور اعیان عصر اور فضلاء کا ملین میں سے تھے۔ آپ سے بہت لوگوں نے پڑھا اور درجہ رفیقت کو فائز ہوئے جن میں سے سید مرئی بن سید عبدالنسی اور ملا فیضی امر وہی ہیں۔

شیخ عبدالوہاب

شیخ عبدالوہاب راجکیری المنخاطب بہ نواب منعم خاں بہادر : فاضل جید، عالم نبیل، علوم متداولہ میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے، تمام عمر تدریس و تالیف میں بسر کی اور فنونِ درسیہ میں کتب مفیدہ تالیف کیں جن میں سے بحوالہ مذاہب علم کلام اور کتاب الصلوٰۃ علم عقائد میں اور مفتاح الصرف یادگار ہیں۔

خواجہ محمد قنوجی

خواجہ محمد بن عبدالرحمن قنوجی : عالم کبیر، فاضل شہیر، عارف سالک، صاحب معارف و تحقیق اور سید تھے، صرمین شریفین کو تشریف لے گئے اور وہاں کے مشائخ سے استفادہ و فیوض حاصل کر کے قنوج میں آئے اور سند فادہ و افاضہ پر جلوس فرما ہوئے اور وہیں وفات پائی۔ مزار آپ کا زیارت گاہ عام ہے،

لے کتاب صدرہ

شاہ عالم بہادر بادشاہ کے واسطے ایک کتاب ہدایۃ الساکین الی صراط رب العالمین کتاب قوت القلوب اور احیاء العلوم کے طرز پر تصنیف کی۔

میر نور الدین

میر نور الدین بن سید قمر الدین حسینی اورنگ آبادی : عالم اجل ، فاضل اکمل جامع اصناف علوم تھے۔ ۱۵۳۰ھ میں پیدا ہوئے ، ابتداء سے انتہا تک علوم اپنے باپ سے پڑھے اور سولہ سال کی عمر میں تحصیل علوم سے فارغ ہو کر قرآن کو حفظ کیا اور جب اپنے باپ کے ساتھ حج کر کے واپس آئے تو تدریس و تصنیف میں مشغول ہوئے اور بہت لوگوں کو فیض یاب کیا۔ اپنے والد کی کتاب مظهر النور کی شرح لکھی۔

حلیۃ سیر و ہم

ان فضلاء کرام کے بیان میں جو تیسری صدی میں ہوئے ہیں

سید مرتضیٰ قادری

محمد بن محمد بن سید عبدالرزاق المشہور بہ سید مرتضیٰ قادری زبیدی حنفی : محی الدین لقب اور ابوالفیض کنیت تھی ، محدث ثقہ ، فقیہ فاضل ، امام لغت ، ادیب اریب ، محقق مدقق ، جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے۔ ۱۵۳۰ھ میں قصبہ بگرام میں جو قنوج سے پانچ کوس کے فاصلہ پر اور ہندوستان کے مشہور شہروں میں سے ہے ، پیدا ہوئے۔ اوائل عمر یعنی ۶۴ھ میں وطن سے نکل کر حرمین شریفین کو تشریف لے گئے اور بعد حج و زیارت مرقدا نور کے تکمیل علوم خصوصاً علم حدیث میں کمر ہمت باندھی اور زبید و مصر و حجاز وغیرہ کے تقریباً ایک سو مشائخ و علماء سے کسب کمالات کیا اور متعدد مشائخ مثل شیخ احمد طوسی و الخاق زبیدی و ابوالعباس احمد بن علی غنی و مشقی حنفی و جمال محمد بن احمد حنبلی و ابوعبداللہ محمد بن احمد غریانی نوالنسی و الغنی بن محمد بجرانی نزہل و محمد بن زین باسمیط علوی حضرمی و محمد بن ابراہیم حسینی طرابلسی نزہل حلب و عبدالقادر بن احمد شکعاوی و عمر بن عبداللہ بن عمر قاضی و عیسیٰ بن زریق صاحب لحدیہ و سید عبدالقادر بن احمد حسینی وغیر ہم

سید مرتضیٰ بن محمد بن قادری بن عبداللہ حسینی بگرامی زبیدی۔ (زہد الخواطر)

سے حدیث وفقہ وغیرہ علوم کی سندیں واجازتیں حاصل کیں اور انہوں نے آپ کی فضیلت و کمالیت اور وسعتِ اطلاع علوم کی نشاندہی دی، چونکہ آپ بعد تحصیلِ علوم کے بھی مدت تک شہرِ زبیدی میں مقیم رہے اس لئے زبیدی کے نام سے آپ نے شہرت پکڑی یہاں تک کہ کوئی آپ کو ہندی خیال نہ کرتا تھا۔ پھر آپ زبیدی کو چھوڑ کر مصر میں تشریف لے گئے اور وہاں ہنگامہ افاضہ و افادہ اور تعلیم و تدریس پر پکڑا گیا اور علاوہ بے شمار لوگوں کو علوم کی سندیں واجازتیں دینے کی سلطانِ روم نظام الدین ابوالفتح عبدالحمید خاں اور دستورِ عظم سلطان ابی المظفر محمد یا شاہ صدرالوزارۃ و نظام الملک کو ان کی استدعا سے حدیث کی اجازت دی۔ غرض کثرتِ علم و تلامذہ اور نشرِ علوم و تصنیفات کتب وغیرہ بواعث سے آپ تیرہویں صدی کے مجددین امتِ محمدیہ میں سے تھے۔ تصانیف آپ نے اس کثرت سے کی کہ اس کا شمار مشکل ہے چنانچہ اس جگہ صرف مشہور کتب و رسائل کا جو آپ نے تصنیف کئے ہیں ذکر کیا جاتا ہے۔ عقود الجواہر المنیضہ فی ادلۃ امام ابی حنیفہ۔ الازہار المنتثرہ فی الاحادیث المتواترہ، درالضرع فی تاویل حدیث ام زرع، لغۃ الغریب فی مصطلح آثار الحبيب، تخریج حدیث شیبینی ہود، المواہب الجلیہ فیما تعلق بحدیث الاولیۃ۔ المرقاة العلیہ فی شرح الحدیث السلسل بالاولیۃ۔ العروس الجلیہ فی طرق حدیث الاولیۃ، القول لصحیح فی مراتب التعلیل والتخریج، التجرید الحدیث السلسل بالکبیر، رسالہ اصول حدیث، مناقب اصحاب الحدیث، تاج العروس فی شرح قاموس تکلمۃ القاموس ممانۃ من اللغۃ لیکن نامکمل، تخریج حدیث نعم الامم الخلی، حدیثۃ الصفا فی والدی المصطفیٰ، الانتصار لوالدی النبی المختار، الفیۃ السند، امالی حنفیہ، مجالس الشیخونہ، ایضاح المدارک فی الافصاح عن العوامک عقد الحمان فی بیان شعب الایمان، القول لسموع فی الفرق بین الکوع والکرموع، النسخۃ القدوسیۃ بوجہ البضعة العبدروسیۃ، العقد الثمین فی طرق الالباس والتلفین، حکمۃ الانسراق الی کتاب الافاق، شرح الصدر فی شرح اسماء اہل بدر، التفتیش فی معنی لفظ درویش، رفع نقاب الخفاء عن النقی الی وفا و ابل الوفا، زہر الکامام لشیخ عن جویب الالمام بشرح صیغۃ سیدی عبدالسلام، رشفۃ المدام المختوم البکری من صفوۃ زلال صیغ القطب البکری، رشف سلاف الریح فی نسب حضرة الصدیق، تنسیق قلادۃ المنن فی تحقیق نظام المنن، النواجح السکیہ علی الفوائج الکسلیہ، ہدیۃ الاخوان فی حکم شرب الدخان، منج الغیوضات الوفیہ فیما فی سورۃ الرحمن من اسرار الصفة الالہیۃ، ازجوزہ فی الفقہ، طبقات الحفاظ، اسعاف الاشراف، اتخاف السادة المتقین بشرح اجیاء علوم الدین، رفع الکلال عن العلیل، شرح ضرب اکبیر المسی بہ تنبیل العارف البصیر علی اسرار الغرب اکبیر، انالۃ المنی فی سرائر المعنی، القول المثبوت فی تحقیق لفظ التابوت۔ حسن المحاضرہ فی آداب البحث و المناظرہ، رسالہ فی اصول المعنی، کشف الغطاء عن الصلوۃ الوسطی، الاحقان بصوم الست من شوال، اقرار العین

بذکر من نسب الی الحسن والحسین، الالبتحاج بذکر امر الحاج، المعرفین بضروری علم التفریع، اتحات الاصغیاء
لسلس الاولیاء۔ اتحات نبی الزمن فی حکم قہوۃ الیمین، المقاعد العندیہ فی المشاہد النقبندیہ، درۃ المصنیہ فی
الوصیۃ المرضیہ، ارشاد الاخوان الی الاخلاق الحسان، شرح الفیۃ السند، شرح صیغۃ ابن شیش، شرح صیغۃ لیسید
البدوی، شرح ثلاث صیغ لابی الحسن البکری، شرح سبع صیغ اسمیہ بدلائل القرب للسید مصطفیٰ البکری، تحفۃ العبد،
تفسیر سورۃ یونس علی لسان القوم، لفظۃ العجلان فی لیس فی الامکان ابداع ماکان، المنح العلیبی فی الطریقۃ النقبندیۃ،
کشف اللثام عن اداب الایمان والسلام وغیر ذلک۔

کہتے ہیں کہ جب آپ کی حد سے زیادہ شہرت ہوئی اور خواص و عوام میں بڑا قدر و مرتبہ ہوا اور
اقتدار و کثافت سے کثرت کے ساتھ لوگوں نے رجوع کیا تو آپ نے اپنی حویلی سے باہر نکلنا کم کر دیا اور یاروں
سے پوشیدگی اختیار کر کے معتکف ہو گئے یہاں تک کہ ماہ شعبان ۷۱۲ھ میں طاعون سے شہادت پائی
اور سیدہ رقیہ کے مشہد میں دفن کئے گئے۔ "مخزن اسرار الہی" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

فخری

شاہ عبدالقادر المتخلص بہ مہربان المعروف بہ فخری : فقیہ، محدث، مفسر، صوفی، جامع علوم
نقلیہ و عقلیہ تھے۔ آپ کے بعض اسلاف نیشاپور سے قصبہ کنتور مضافات کھنوو میں آئے اور آپ کے
والد سید شرف الدین خاں نے اورنگ آباد میں اقامت اختیار کی اور شہر روضہ کی قضاہ ان سے منحس ہوئی
جہاں آپ ۷۱۲ھ میں پیدا ہوئے، قرآن کو یاد کیا اور کتب فقہ، حدیث، تفسیر، تصوف، معقولات سے
ماہر کامل ہو کر طریقہ قادریہ کا ختم پینا اور تدریس و افادہ و ہدایت عباد اور تکمیل زہاد میں اپنی عمر کو صرف کیا
اور اخیر عمر میں مداس میں جا کر اقامت اختیار کی جہاں ۷۱۲ھ یا ۷۱۳ھ میں وفات پائی اور میلاد پور واقع
مضافات مدراس کی خانقاہ میں دفن کئے گئے۔ تاریخ وفات آپ کی "شیخ مرحوم" یا "فخر اہل حسن مقال" ہے۔

شیخ اسلام

شیخ اسلام بھئی بن معین الحق والملة والدین فقیہ کاشمیری : ابواباہیم کنیت تھی، اپنے

سلہ قاضی سید عبدالقادر بن سید شرف الدین ۷۱۲ھ میں پیدا ہوئے۔ شیخ فخر الدین ناطلی اور قاضی شیخ اسلام
خاں سے علم حاصل کیا۔ آپ کی تصانیف کی تعداد پچاس سے زائد ہے جن میں سے اصل الاصول فی تطبیق المنقول بالمعقول
کمال الجواہر، مفتاح المعارف، شرح متنوی معنوی اور عربی وفارسی اشعار کا دیوان مشہور ہیں۔ ۷۱۲ھ میں بمقام میلاد پور وفات پائی

اور وہیں دفن ہوئے۔ (نزہۃ الخواطر) (مرتب)

زمانے کے عالم محقق، فاضل مدقق، مرجع الفضلار، صاحب فتویٰ، حسن الخلق، کثیر التواضع تھے۔ ۲۲ ماہ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ میں پیدا ہوئے۔ قرآن کو ساتھ تجوید کے اپنے دادا شیخ معین الحق والملة والدین سے پڑھا اور تمام علوم صرف، نحو، لغت، کلام، حدیث اصول، تفسیر، فقہ، تصوف اور معارف کو اپنے والد ماجد سے حاصل کیا اور اپنے باپ کے شاگردوں کے ساتھ کئی دفعہ صحاح ستہ کی قرارت میں شریک ہوئے۔ بہت سے شیوخ کی صحبت کی، اخیر کو سلطان وقت کے حکم سے مفتی انام اور مرجع خواص و عوام ہوئے یہاں تک کہ بیس سال تک اس عہدہ جلیلہ پر ممتاز رہے۔

کہتے ہیں کہ آپ نے ایک رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا جنہوں نے آپ کے حق میں دعائے برکت کی اور اپنے بالوں میں سے ایک بال مبارک عطا فرمایا۔ جب آپ بیدار ہوئے تو آپ نے اپنے ہاتھ میں ایک سیاہ بال دیکھا اور حجرہ کو معطر پایا، اس وقت آپ کی داڑھی کے تمام بال سفید تھے۔ آپ نے بہت سے رسائل اور صحائف فتاویٰ اور تصوف میں یادگار چھوڑے اور جامع صغیر و جلالین و اشباہ والنظار و حسامی اور قصیدہ بردہ پر حواشی لکھے جو سب کے سب مقبول اہل علم ہوئے۔ بہت سے فضلاء کے کلام نے مثل شیخ عبدالوہاب تیبہ مولیٰ اور مولانا ابوالکلام اور ملا عبد اللہ اور ملا قوام الدین اور مفتی ہدایت اللہ اور شیخ عبدالنبی اور شیخ معطرا اللہ اور شیخ صدیق اور شیخ ابوالطیب احمد اور شیخ ابوالرضا محمد اور شیخ عبداللہ اور شیخ ابوالخلیل عبدالاحد اور سید کمال الدین اندرانی اور شیخ ابوالاسد ابراہیم اور شیخ ابوالسعود مقصود وغیرہ کے آپ سے استفادہ کیا۔ وفات آپ کی منگل کے روز ۲۷ محرم ۱۳۹۹ھ میں ہوئی۔ "فصح بلنہ" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

شیخ علی رفیقی

شیخ علی بن یحییٰ بن معین الحق والملة والدین رفیقی : ابو عبدالاحد کنیت تھی، منگل کے روز ۴ ماہ رمضان ۱۳۹۹ھ میں پیدا ہوئے۔ اپنے زمانہ کے عالم کامل، عارف زاہد، محدث فقیہ، فاضل متون تھے حدیث کو اپنے باپ سے سنا اور انہیں سے علوم ظاہری و باطنی اور معارف و آداب اور سلوک کو اخذ کیا اور نیز اپنے بڑے بھائی شیخ اسلم سے استفادہ کیا اور آپ سے آپ کے تینوں بیٹوں شیخ عبدالاحد اور شیخ بہار الدین اور شیخ سنا اور چچا کے بیٹے شیخ ابوالرضا محمد اور شیخ ابوالطیب احمد اور شیخ عبداللہ اور لاخوند و اعظ عبدالرسول وغیرہ نے استفادہ کیا۔ وفات آپ کی ۱۰ محرم ۱۳۹۹ھ میں ہوئی۔ "چشمہ کوثر علم" تاریخ وفات ہے۔

غلام فرید لاہوری

مولوی غلام فرید لاہوری : عالم اہل، فاضل اکمل، جامع کمالات ظاہری و باطنی، عابد، زاہد،

ذکر شغل تھے، تمام عمر درس و تدریس میں مشغول رہے اور دنیا و دنیا پرستی سے سروکار نہ رکھتے تھے، تجرید و تقریباً آپ کی طبیعت پر نہایت غالب تھی۔ وفات آپ کی سال اللہ میں ہوئی۔

سید جلال شاہ

سید جلال شاہ بن سید جمال شاہ کاشمیری : عالم باعمل، کتب فقہ و حدیث اور تصوف کے حافظ تھے، حسن خلق سے لوگوں کو اپنا گرویدہ کیا ہوا تھا۔ اپنے آباء و اجداد کے مقابر کے پاس ایک خانقاہ بنا کی ہوئی تھی جہاں بڑے تقویٰ کے ساتھ بود و باش رکھ کر سال اللہ میں وفات پائی۔

رفیع الدین مراد آبادی

رفیع الدین بن فرید الدین خاں مراد آبادی : معتبر فضلاء ہند میں سے تھے۔ حدیث کا علم مولوی خیر الدین سورتی تلمیذ شیخ محمد حیات سندھی اور نیز مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے حاصل کیا اور مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی سے اکثر صحبت کی اور ان سے مسائل مشککہ تفسیر و حدیث کے پوچھ کر نہایت جہاں ہیں اور تحقیقات و تدقیقات فرماتے رہے، بعد ازاں شیخ محمد غوث لاہوری سے بیعت کی اور علم طریقت کا حاصل کیا پھر مکہ معظمہ کو تشریف لیا کہ حج کیا اور حرمین شریفین کے حالات میں ایک کتاب تصنیف فرمائی اور کتاب قصر الامال بذکر الحال و المال اور کتاب سلو الکیب بذکر الجیب اور ترجمہ عین العلم اور شرح العین نووی اور کنز الحنات اور تذکرۃ المشائخ اور کتاب الاذکار اور تذکرۃ الملوک اور شرح غنیۃ الطالبین اور تاریخ افغانہ وغیرہ آپ کی اشر تصنیفات سے ہیں۔ ۱۵۰۰ھ راد ذی الحجہ سال اللہ میں مراد آباد میں استفسار کی بیماری سے فوت ہوئے، "خورشید زماں" تاریخ وفات ہے۔

شیخ احمد رفیقی

شیخ احمد بن مصطفیٰ بن معین الحق والملة والدین رفیقی : ابوالطیب کنیت تھی، ۱۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے۔ اپنے وقت کے امام فقیہ، محدث، عالم گمانہ، فاضل بے نظیر تھے، قرآن کو اپنے نانا مولانا تقیم ٹوپچہ سے پڑھا اور انہیں کے پاس حفظ کیا اور علم حدیث و تفسیر و فقہ اور تصوف کو اپنے باپ اور چچا اور چچا کے بیٹوں اور اپنے ماموں مولانا علامہ البوری اخوند نورا لہدرے ٹوپچہ سے اخذ کیا اور کشتیہ کے روز ۲۲ رجب سال اللہ میں بعد ظہر کے فوت ہوئے۔ آپ کو ریاضات و محاہدات و مکاشفات میں بڑی شان حاصل تھی جس میں سے تصور اس کا شیخ ابوالمصطفیٰ طیب رفیقی نے اپنی تصنیفات میں ذکر کیا ہے۔ آپ سے توحید و عرفان میں شمع حسن یادگار ہیں۔ "دلی پاک نظر" تاریخ وفات ہے۔

۱۵۰۰ھ رفیع الدین بن فرید الدین بن غلط اللہ بن عبدالقادر بکھنوی، ولادت ۱۱۳۷ھ، الاضافات العزیزہ بھی آپ کی تصنیف ہے، "نورہ الخواطر" (مرتب)

مفتی قوام الدین کاشمیری

شیخ الاسلام مفتی قوام الدین محمد بن مولانا سعد الدین صادق بن مولوی مغل الدین امان اللہ شہید بن مولوی خیر الدین ابوالخیر کاشمیری : ۲۴ ماہ شعبان ۱۲۵۶ھ میں پیدا ہوئے، اپنے زمانہ کے عالم فاضل، محدث کامل فقیہ جمید، جامع کمالات ظاہری و باطنی تھے۔ بعد ختم قرآن شریف کے شیخ رحمت اللہ اور مولانا مقیم السنہ ٹوپیکوہ اور اخوند نورا ہمدے ٹوپیکوہ کے حلقہ مدرس میں داخل ہوئے اور صغریٰ میں ہی علوم و فنون حاصل کر کے محسود قرآن ہوئے، قرارت و روایت حدیث کی اجازت میر قاری تلمیذ شیخ القرار اور حاجی عبدالولی طرخانی تلمیذ شیخ ابوالحسن سندھی مدنی اور حاجی نعمت اللہ نوشہری اور بابا محمد محسن پچیری تلمیذ مولوی امان اللہ شہید سے حاصل کی اور اشارہ غیبی سے خانقاہ سید محمد امین اولیٰ میں ہنگامہ درس و تدریس گرم کیا اور رفتہ رفتہ کاشمیر کی قضا راہ کے سپرد ہوئی، شاہ زین العابدین قادری و میاں زکریا لاہوری و شیخ الاسلام احمد الدینی وغیرہ سے بہت سے فوائد حاصل کر کے خواجہ عبدالرحیم بچکان کی خدمت میں مشرف ہوئے اور ۲۴ سال تک ان سے فیض حاصل کر کے رہے، کتاب صحائف سلطانی ساٹھ علم میں تصنیف کی اور ۹ ماہ ذیقعد ۱۲۱۶ھ میں وفات پائی۔

مولانا عبدالباسط قنوجی

مولانا عبدالباسط بن مولوی رستم علی بن ملا علی اصغر قنوجی : قنوج کے علمائے کبار اور فضلاء مشاہیر و نامدار سے فقہ و حدیث و تفسیر اور فروع و اصول میں ایک آیت منجملہ آیات الہی تھے اور اپنے عہد میں تمام علماء و فضلاء پر سخن بالا اور مرتبہ والا رکھتے تھے، ۱۵۹ھ میں پیدا ہوئے "چشم رستم علی" آپ کی تاریخ ولادت ہے۔ تمام علوم رسمہ و منقولہ کیا منقول و کیا معقول اپنے والد ماجد سے حاصل کئے اور بہت سی کتب اپنی تصنیفات اور دیگر علماء کی تالیفات اپنے ہاتھ سے لکھیں جو اب تک آپ کے کتب خانہ میں موجود ہیں اور اس قدر صحیح و محشی ہیں کہ استاد سے حاجت تعلیم کی باقی نہیں رہتی۔ اگر کسی کو سلیقہ عبارت پڑھنے اور ملکہ مطلب سمجھنے کا ہو تو اس کے لئے یہ کتابیں آپ کی درست کی ہوئیں بجائے شیخ ثقیق کے ہیں، بہت ہی خلقت نے دور و نزدیک سے آکر آپ کے مدرسہ میں فاتحہ فراغت پڑھی اور مرتبہ فضیلت و کمالیت حاصل کیا چنانچہ مفتی ولی اللہ فرخ آبادی صاحب تفسیر نظم الجواہر اور مولوی نعیم الدین اور مولوی علیم الدین پسران مولوی فیض الدین قنوجی و مولوی قادر بخش بلہوری جو سب عالم فاضل صاحب تصنیف ہوئے ہیں۔ آپ کے تلامذہ میں سے ہیں آپ کے آباء و اجداد صاحب علم و عمل اولاد شیخ عماد الدین کرمانی صاحب فتاویٰ عمادیہ سے تھے جو شہر کرمان سے آکر قنوج میں سکونت پذیر ہوئے تھے، آپ کی تصنیفات بہت ہیں اور تمام مفید چنانچہ تفسیر ذوالفقار خانی

نظم اللآلی فی شرح ثلاثیات البخاری، انتخاب الحسنات نزعاً احادیث دلائل الخیرات، جبل المتین فی شرح الاربعین، جواہر خمسہ فرائض میں عجیب البیان فی اسرار القرآن، سفار الشافیہ فی شرح شافیۃ ابن حاجب وغیرہ مشہور و معروف ہیں، وفات آپ کی دوم ربیع الآخر ۱۲۱۳ھ میں ہوئی اور شہر قنوج میں اپنی مسجد کے آگے صفحہ کے نیچے اپنے آباء و اجداد کے پہلو میں دفن ہوئے، "شمع شبستان" تاریخ وفات ہے۔

مولوی حسین علی قنوجی

مولوی حسین علی بن علامۃ العصر عبدالباسط قنوجی : عالم نبل، فاضل جلیل تھے علوم اپنے باپ سے حاصل کئے اور انہیں کی حیات میں سند درس و افادہ اور افاضہ طلباء پر متمکن ہوئے مگر افسوس عین عالم شباب یعنی چوبیس سال کی عمر میں پانچ ماہ بعد وفات اپنے والد ماجد کے ۱۲۲۳ھ میں رحلت کر گئے اور اپنے والد کے پاس دفن کئے گئے۔ آپ کی تصنیفات سے کتاب ترمین لتعلم صیغ مشکلا اور تعلیلات صعیبہ میں یادگار ہے۔

شیخ عبدالملک مفتی مکہ مکرمہ

شیخ عبدالملک بن عبدالمنعم قلعی مفتی مکہ معظمہ : عالم فاضل، فقیہ محدث، کنز ذخائر اور بحر ذخائر علوم تھے، بہت سے مشائخ حرمین مثل عبداللہ بن سالم بصری وغیرہ سے حدیث و فقہ کو اخذ کیا اور انہیں سے روایت کی اجازت لی اور آپ سے سید عبدالرحمن اہل نے اجازت حاصل کی۔ ۱۲۲۴ھ میں وفات پائی، "مصدر فیض" تاریخ وفات ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی

قاضی ثناء اللہ پانی پتی : شیخ جلال الدین کبیر اولیائے سچپتی کی اولاد میں سے تھے جن کا نسب حضرت عثمان کی طرف منتہی ہوتا ہے۔ فقیہ، محدث، محقق، مدقق، منصف مزاج، جامع علوم عقلیہ و نقلیہ اور فقہ و اصول میں بہ مرتبہ اجتہاد پہنچے ہوئے تھے۔ علم تفسیر و کلام اور تصوف میں یدِ طولیٰ حاصل تھا، صفائی ذہن و جودتِ طبع و قوتِ فکر اور سلامتی معقل زائد الوصف حاصل تھی، حدیث کو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے سنا اور روایت کیا یہاں تک کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی آپ کو بہیقی وقت کہا کرتے تھے۔ اٹھارہ سال کی عمر میں تمام علوم ظاہری سے فراغت پا کر علم طریقت کا شیخ محمد عابد سے اخذ کیا اور رہنایت سرمت و شوق و مول سے تمام سلوک کو پچاس توجہ میں انجام کو پہنچایا پھر ان کے ارشاد سے میرزا مظہر جانجانا کی خدمت میں پہنچے اور ان کی زبان فیض ترجمان سے علم الہدیٰ کے لقب سے ملقب ہوئے۔ ایام تحصیل علم میں علاوہ کتب تحصیلہ کے ساڑھے تین سو اور کتابیں مطالعہ کیں۔ اکثر خواب میں شیخ جلال اپنے جد امجد اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ سے تربت اور بشارات حاصل کیں۔ مرزا صاحب آپ کے حق میں فرماتے تھے کہ میرے دل میں آپ کی بہت بہت

ہے اور بسبب صلاح اور تقویٰ و دیانت کے آپ مروج شریعت اور منور طریقت اور ملکی صفات میں فرشتے آپ کی تعظیم بجاتے ہیں اگر خدا نے مجھ سے قیامت کو پوچھا کہ ہماری درگاہ میں کیا تحفہ لایا ہے تو میں ثنا اللہ کو پیش کر دوں گا۔ آپ اکثر اوقات طاعت و عبادت میں مشغول رہتے تھے، ہر روز سو رکعت نماز اور ایک منزل قرآن شریف تمجد میں وظیفہ کیا ہوا تھا۔ قضا کا منصب بھی اختیار کیا تھا اور جیسا کہ چاہئے اس کا حق ادا کیا۔ آپ کے اصحاب سے پیر محمد و سید محمد اور گھسیٹا، آپ کی صحبت سے طریقہ سوک میں فائز المرام ہوئے۔ مدت تک آپ افہام کلمات ظاہر و باطن اور اشاعت علوم دینیہ و فضل خصوصیات و افہام سوالات اور حل مشکلات میں مصروف رہے۔ ایک کتاب مبسوط فقہ میں مع بیان مافذ و دلائل اور مختاراً ائمہ اربعہ کے ہر سہ میں تصنیف کی اور جو کچھ آپ کے نزدیک اقوی ثابت ہوا اس کو ایک علیحدہ رسالہ مسمی بہ مافذ الاقوی میں تحریر فرمایا، اصول میں بھی آپ نے مختارات تحریر کیں اور ایک بڑی تفسیر منظری نام سات جلد میں تصنیف کی اور اس میں اقوال قدمائے مفسرین اور تاویلات جدیدہ کو جو سید رقیاض سے آپ پر وارد ہوئے جمع کیا اور کئی ایک رسائل تصوف اور تحقیق معارف حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی میں لکھے، علاوہ ان کے آپ کی کتب مؤلفہ جو تیس سے زیادہ ہیں مثل مآلہ بدمنہ، تذکرۃ الموتی و القبور، تذکرۃ المعاد، حقیقۃ الاسلام، ارشاد الطالبین، شہاب ثاقب، رسالہ حرمت متعہ، رسالہ حرمت سرود، وصیت وغیرہ تمام نافع و مفید اور مقبول مخلوق ہیں۔ وفات آپ کی غرہ رجب ۱۲۲۵ھ میں ہوئی اور تاریخ وفات آپ کی قرآن شریف کی آیت ”فم مکر مون فی جنت نعیم“ سے نکلتی ہے اور لفظ جنت کا اس تاریخ میں بغیر اے کے موافق رقم قرآن شریف کے ماخوذ ہے۔

بحر العلوم

بحر العلوم ملا عبد العلی محمد بن نظام الدین محمد لکھنوی، عالم محقق، فاضل مدق، جامع معقول و منقول و صاحبی فروع و اصول صاحب طریقت و معرفت تھے، ابو العباس کنیت اور بحر العلوم و ملک العلماء لقب تھے، علوم اپنے والد ماجد سے پڑھے اور سترہ ہی سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہو کر فائق اقران اور فاضل ممال ہو گئے، زمانہ نواب فیض اللہ خاں میں لکھنؤ سے رامپور میں آئے اور سو روپیہ ماہوار وظیفہ آپ کے لئے مقرر ہوا پھر ایک برس کے بعد مدرس میں چلے گئے اور وہاں نواب محمد علی خاں والی صوبہ ارکاٹ نے آپ کی بڑی تعظیم کی اور آپ مذہب رفض پر بڑا تشدد کرتے تھے۔ آپ کے شاگردوں میں سے ملا عمران رامپوری والد مولوی خلیل الرحمن مصنف حاشیۃ الدوار علی الدار اور مولوی رستم علی اور مولوی غلام نبی شاہ جہانپوری محشیان رسالہ میرزا بہادر مولوی محمد حبیب اللہ مصنف

لہ دہلی میں چھپ چکی ہے، اردو ترجمہ مولانا سید عبدالدائم جلالی نے کیا ہے جو تیرہ جلدوں میں چھپ گیا ہے لہ و لاد سید محمد محمود (مجموعہ)

جنگنا مرہیں۔ آپ کا قول ہے کہ محمد کو عالم رویا میں حضرت ابو بکر صدیق کی بارت ہوئی اور انہوں نے ہاتھ پکڑ کر محمد کو اپنی بیعت میں داخل کیا اور تعلیم و ارشاد طریقت کا حکم دیا پس میں خاص انہیں کا مرید ہوں اور ان کے واسطے آنحضرت کے ساتھ مجھ کو سلسلہ انتساب بیعت کا پہنچاتا ہے چنانچہ جو شخص اس سلسلہ میں ان سے بیعت کرتا تھا۔ آپ اسی ایک واسطہ سے شجرہ لکھ کر اس کو دیتے تھے اور نیز دیگر سلسلہ میں اپنے والد بزرگوار سے اجازت حاصل کی تھی لیکن آپ نے کثرت سے مرید نہیں کئے اور چند آدمیوں کے سوا آپ نے بیعت میں نہیں لیا۔

آپ کی تصنیفات سے شرح سلم، حاشیہ حواشی میرزا عبد جلالی، حاشیہ میرزا عبد، رسالہ حاشیہ بر میرزا عبد، شرح مواقف قدیمہ و جدیدہ، حاشیہ شرح ہدایۃ الحکمہ، شرح مسلم الثبوت، تکمیلہ شرح تہذیب الاصول ابن الہمام مصنف مولانا نظام الدین، شرح فارسی منار الانوار، رسالہ ارکان اربعہ در فقہ، شرح مثنوی مولانا روم وغیرہ یادگار زمانہ ہیں۔ وفات آپ کی مدراس میں ماہ رجب ۱۲۲۵ھ میں ہوئی اور "فاضل قطب زمانہ" تاریخ وفات ہے۔

شیخ محمد رفیقی

شیخ محمد بن مصطفیٰ بن معین الحق والملة والدين رفیقی : ابوالرضا کنیت محقق، ۱۱۵۱ھ میں پیدا ہوئے۔ امام فاضل، فقیہ محدث، مفسر اور صوفی عارف تھے۔ علوم معقول و منقول اپنے نانا مولانا مقیم السنہ ٹوپنگیر و اوراموں اور خسر اولی علامتہ الوری نور الہدیٰ ٹوپنگیر سے اخذ کئے اور حدیث کو اپنے چچا اور باپ سے سنا اور کل معارف کو حاصل کیا اور عوارف کو درس شیخ ابی نعمت اللہ شرف بن رضا ٹوپنگیر و اپنے خسر ثانی سے پڑھا اور بہت سے لوگوں نے آپ سے استفادہ کیا۔ تصوف میں بہت سے رسالے لکھے اور چار شنبہ کے روز ۱۶ ماہ جمادی الاخریٰ ۱۲۲۸ھ میں وفات پائی۔ صاحب تصنیفات کا طہ "آپ کی تاریخ وفات ہے۔"

مولوی سلام اللہ محدث دہلوی

مولوی سلام اللہ بن شیخ الاسلام بن حافظ عبد الصمد فخر الدین محدث از اولاد شاہ عبد الحق محدث دہلوی، فقیہ فاضل، محدث کامل، مفسر متبحر، علامہ عصر، محقق، مدقق تھے۔ علوم اپنے والد ماجد شیخ الاسلام مصنف شرح فارسی صحیح بخاری و رسالہ طرد الاوہام عن اثر الامام الہمام اور کشف الغطاء عمالزم للموتی علی الاجیار وغیرہ سے حاصل کئے اور انہیں سے اور نیز دیگر فضلاء عصر سے حدیث وغیرہ علوم کی سند و اجازت حاصل کی۔ آپ کے جد امجد حافظ فخر الدین بھی بڑے فاضل اور عالم اجل اور سپہ سالار کے فخر الدین

الدنیائے جن کی تصنیفات سے شرح فارسی صحیح مسلم اور فارسی شرح عین العلم اور شرح حصین یادگار میں غرض بعد تحصیل علوم کے آپ مسزافادت و افاقت پر متمکن ہو کر مثل اپنے اسلاف کے نشیر علوم میں مشغول ہوئے اور ۱۲۲۹ھ یا بقول بعض ۱۲۳۳ھ کے ماہ جمادی الثانیہ میں شام کے وقت وفات پائی۔ آپ کی تصنیفات سے کمالین حاشیہ تفسیر جلالین، محلی شرح موطن، جس سے ۱۲۱۵ھ میں وفات پائی اور جس کی تاریخ "ہوالفوائد الکبیر" ہے، ترجمہ صحیح بخاری فارسی میں، ترجمہ فارسی شامل ترمذی، رسالہ عربی اصول علم حدیث وغیرہ یادگار ہیں۔ "شرح فیث سہید" اور "شیخ اعلیٰ درجہ" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

مولوی علیم الدین قنوجی

مولوی علیم الدین بن شیخ فصیح الدین قنوجی : فاضل اجل، عالم اکمل، انموذج صلحائے سلف تھے، ابتداء میں اپنے والد سے جو قنوج کے مشائخ میں سے مشتغل بالدرس والعبادہ تھے، پڑھا۔ پھر کتب درسیہ کو ابتداء سے انتہا تک شیخ علامہ عبدالباسط قنوجی سے تحصیل کیا اور تمام عمر تدریس اور تالیف کتب میں مشغول رہے جن میں سے عین الہدے شرح قطر الندی نحو میں ہے جس کو ۱۲۱۹ھ میں تالیف کیا علاوہ اس کے درالغنائل فی شرح الشامل اور چند رسالہ علم منطق میں آپ سے یادگار ہیں۔ وفات آپ کی ۱۲۲۹ھ میں ہوئی۔

مولوی نعیم الدین قنوجی

مولوی نعیم الدین بن شیخ فصیح الدین قنوجی : اپنے بھائی علیم الدین کی طرح آپ بھی فضلاء زمانہ میں سے تھے، علوم کو آپ نے بھی علامہ عبدالباسط قنوجی سے حاصل کیا اور شرح تصدیقات سلم العلوم اور حاشیہ صدرا تصنیف فرمایا اور ۱۲۳۳ھ کو وفات پائی۔

طحاوی

علامہ سید احمد طحاوی : فقیہ مصر، وحید دہر، محدث جمید، علامہ محقق، فاضل مدق تھے مدت تک مصر کے مفتی رہے، درالمختار کا حاشیہ ایسی تحقیق و تدقیق کے ساتھ تصنیف کیا کہ مقبول نام ہوا اور مصر میں باوجود بڑے حجم و ضخامت کے چھپ کر مشہور ہوا۔ اس کتاب میں آپ نے امام ابوحنیفہ کے مناقب کو اقوال صحیحہ اور روایات مثبتہ سے ثابت کیا یہاں تک کہ علامہ سید ابن عابدین نے بھی بروقت تالیف ردالمختار کے اس کو مد نظر رکھا اور اس سے بہت کچھ نقل کیا۔ اس کے سوا بہت سے رسائل و کتب تصنیف کئے، وفات آپ کی ۱۲۳۳ھ سے بعد وقوع میں آئی۔

مولانا صفی الدین

مولانا صفی الدین المشہور بصفی القدر بن عزیز القدر بن محمد عیسیٰ بن سیف الدین بن عمرو الثقفی شیخ

محمد معصوم بن شیخ احمد مجدد الف ثانی : عالم فاضل، فقیہ محدث، جامع کمالات ظاہری و باطنی، تارک دنیا زائد کمال تھے باوجودیکہ نواب نصر اللہ خاں حاکم رامپور نے آپ سے واسطے قبول کرنے عمدہ بخشی گری کے مکرر سے کراہت کی مگر آپ نے اس کو قبول نہ فرمایا اور ہمیشہ نہایت شوق و ذوق سے مطالعہ کتب حدیث و تفسیر اور اشتغال اوراد و وظائف میں مصروف رہ کر اہل فسق و فجور سے نہایت محترز رہے اور پختہ بندگی کے روز ۲۵ ماہ شعبان ۱۲۳۶ھ کو کھنڈ میں وفات پائی۔

کہتے ہیں کہ رات کے وقت آپ کا جنازہ اٹھایا گیا تھا اور راستہ میں کسی کا چھپر چلا ہوا تھا اور بسبب کثرت رکھا اور اندھیرے کے آگ اس میں معلوم نہ ہوتی تھی، اتفاقاً حائلین جنازہ کا اس آگ میں سے گزر ہوا، خدا کی قدرت اور آپ کی نعش مبارک کی برکت سے جنازہ اٹھانیوالوں کو آگ میں گزرنے سے کچھ اذیت نہ پہنچی اور دیگر ہمراہیوں نے موجودگی آگ سے آگاہ ہو کر کنارہ سے گزرنا کیا۔ شیخ مقدس اساس "تاریخ وفات ہے۔"

شاہ رفیع الدین دہلوی

شاہ رفیع الدین بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی : محقق متقن، فقیہ محدث تھے، تالیفات جیدہ کہیں جن میں کثرت سے ایسے رموزِ خفیہ کو داخل کیا کہ ان پر مشکل سے اطلاع ہو سکتی ہے اور کلمات لیسیرہ میں مسائل کثیرہ جمع کئے چنانچہ علم حقائق میں آپ کی کتاب دفع الباطل فی بعض المسائل الغامضہ مشہور و معروف ہے علاوہ اس کے ترجمہ دو قرآن مجید اور کتاب مقدمۃ العلم اور کتاب التکمیل و اسرار المحجوبہ اور رسالہ عروض اور رسالہ شوق القمر اور رسالہ دروہ نجات وغیرہ یادگار زمانہ ہیں۔ وفات آپ کی ۱۲۳۸ھ میں ہوئی۔ "چشمہ فیض" تاریخ وفات ہے۔

شاہ عبدالعزیز دہلوی

شاہ عبدالعزیز بن شاہ ولی اللہ بن شیخ عبدالرحیم عمری دہلوی : خطہ ہند میں اتاؤ الاسانذہ اور امام جہانزہ بقیۃ السلف، حجة الخلف، خاتم المفسرین والمحدثین تھے، ۱۱۵۹ھ میں پیدا ہوئے آپ کا نام تاریخی غلام حلیم ہے، علوم اپنے والد ماجد اور ان کے خلفاء سے اخذ کئے اور اپنے وقت میں مرجع علماء و مشائخ ہوئے۔ تمام علوم متداولہ اور فنون عقلیہ و نقلیہ میں دستگاہ فوق البیان رکھتے تھے اور کثرت حفظ و علم تعبیر رویا و سلیقہ و عطف و انشاء و تحقیقات نفائس علوم اور مذاکرہ و مباحثہ خصوم میں ممتاز بین الاقربان و معتقد فیہ موافق و مخالف تھے، تمام عمر تدریس و افتاء و فصل خصومات و وعظ و تربیت مریدان اور تکمیل تلمیذان میں بسر کی اور جاہ و عزت ظاہری کو کمالات باطنی کے ساتھ جمع کیا، ہندوستان میں پایست

۱۱۵۹ھ ولادت ۱۲۳۸ھ وفات ۱۲۳۸ھ - (مذکورہ علماء ہند) (مرتب)

علم و عمل کی آپ اور آپ کے بھائیوں پر منتہی ہوئی، ہندوستان کیا بلکہ دیگر ولایت میں ایسا کوئی فاضل کم ہوگا جس نے تلمذ یا استفادہ باطن کی نسبت اس خاندان کے ساتھ درست نہ کی ہوگی اور اس خاندان کی شاگردی کو فخر نہ بھتا ہوگا۔ ہندوستان میں علوم حدیث و فقہ حنفی کی خدمت جیسی کہ اس خاندان سے ظہور میں آئی ہے ایسی کسی اور خاندان سے کم وقوع میں آئی ہے۔ آپ کی تصنیفات سے تفسیر فتح العزیز بقدر سواتین پارہ قرآن شریف دو مجلد کلاں، تحفۃ ثنائی عشریہ روزنہ شیعہ، بستان المحدثین، سر الشہادتین، عجائب نافعہ اور فتاویٰ کثیرہ یادگار اور مشہور ہیں۔ نوے سال کی عمر میں ۱۲۳۹ھ میں وفات پائی اور دہلی کے ترکمان دروازہ کے باہر اپنے پدر بزرگوار کے پہلو میں مدفون ہوئے۔ علماء و شعراء نے آپ کی وفات میں بہت سی تاریخیں تصنیف کیں جن میں سے ایک ”شیخ پیشوا“ بھی ہے۔

شاہ عبدالقادر دہلوی

شاہ عبدالقادر بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی : عالم عامل، فقیہ فاضل، زاہد، عابد خصوصاً حدیث و تفسیر میں یگانہ روزگار، صاحب ورع و تقار، صادق الخراسانی تھے، علوم آپ نے بھائی شاہ عبدالعزیز سے حاصل کئے، تمام عمر تدریس و تشریح علوم میں رہ کر خاص و عوام کو اپنے چشمہ فیض سے سیراب کیا اور اپنے والد ماجد کی تفسیر فتح الرحمن کا جو فارسی میں ہے نہایت فصاحت و بلاغت سے اردو میں موضع القرآن نام سے ترجمہ کیا جو مطبوع انام ہوا۔ وفات آپ کی ۱۲۴۰ھ میں ہوئی۔

عبدالمولیٰ دمیاطی

عبدالمولیٰ بن عبداللہ دمیاطی : بڑے عالم فاضل، جامع علوم نقلیہ و عقلیہ تھے، علم علامہ سید احمد طحطاوی شارح در المختار سے حاصل کیا اور در المختار پر ایک نفیس حاشیہ المسمی بہ تعالینق الانوار علی الدر المختار لکھا جس کو چار شنبہ کے روز ۲۵ ماہ ذی الحجہ ۱۲۳۵ھ میں شروع کیا اور جمعہ کے روز ۳ جمادی الثانیہ ۱۲۳۵ھ کو اس سے فراغت پائی۔ وفات آپ کی ۱۲۴۰ھ میں ہوئی۔ دمیاطی منسوب طرف دمیاط کے ہے جو مصر میں ایک شہر کا نام ہے جہاں کپڑا نہایت لطیف و نفیس بنتا ہے۔ قدوہ مغلقت، تاریخ وفات۔

مولوی محمد ولی اللہ

مولوی محمد ولی اللہ بن مفتی سید احمد علی حسینی فرخ آبادی : فقیہ، محدث، مفسر، جامع علوم عقلیہ و نقلیہ

۱۔ جناب عبدالدین خاں شعبہ علوم اسلامیہ بیوروٹی علی گڑھ کی تحقیق کے مطابق تفسیر فتح العزیز (پورے قرآن مجید کی) ۱۲۱۵ھ سے قبل مکمل شکل میں تحریر ہو چکی تھی (معارف اعظم گڑھ، ماہ ستمبر ۱۹۶۶ء، ۱۱۶۷ء، ولادت ۱۱۶۷ء، وفات ۱۲۳۰ء تذکرہ علمائے ہند) (مرتب)

تھے اور فرخ آباد میں سکونت رکھتے تھے، تمام عمر تدریس و ہدایت خلق میں صرف کی اور ۱۲۳۶ھ میں ایک تفسیر نظم الجواہر نام جو فی الواقع اسم ہمسوی اور مسجع جمیع علوم قرآن ہے، تصنیف کی جس کا نام بھی تاریخی مقرر کیا، اس کے آخر میں علم تفسیر کی بزرگی اور شروط و آداب مفسر و تفسیر پر غلاط بعض مفسرین اور ان کے طبقات کا ذکر کیا ہے، وفات آپ کی ۱۲۴۹ھ میں ہوئی۔ "شیخ ہادی طریق" تاریخ وفات ہے۔

شاہ ابوسعید مجددی

شاہ ابوسعید بن صفی القدر بن عزیز القدر بن محمد عیسیٰ دہلوی مجددی : علوم ظاہری و باطنی فقہ و حدیث و تفسیر وغیرہ میں طاق یگانہ آفاق تھے۔ رامپور میں دوم ماہ ذیقعد ۱۲۹۶ھ میں پیدا ہوئے، علوم ظاہری کو مفتی شرف الدین دہلوی اور مولانا شاہ رفیع الدین محدث دہلوی سے حاصل کئے اور نیز مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور حضرت سراج احمد بن شیخ محمد شمس سے علم فقہ و حدیث کی سند حاصل کی، بعد تحصیل علوم ظاہری کے علوم باطنی کو پہلے اپنے والد ماجد سے حاصل کیا پھر ان کی اجازت سے شاہ درگاہی کی خدمت میں حاضر ہو کر خرقہ خلافت کا پایا۔ چونکہ ابھی شوق خدا طلبی کا باقی تھا اس لئے آپ رامپور سے دہلی میں آئے اور قاضی شاعر اللہ بانی پتی کے نام خدا طلبی کے باب میں خط لکھا۔ انہوں نے جواب میں لکھا کہ اس وقت شاہ غلام علی سے بہتر کوئی شخص نہیں۔ اس پر آپ نے شاہ غلام علی کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کی اور کمالات باطنی کی تکمیل کو پہنچ کر خرقہ خلافت و سجادہ نشینی کا حاصل کیا۔ آپ کی ذات بابرکات سے بہت سے خوارق و کرامات سرزد ہوئی۔ اخیر عمر میں آپ حج کو تشریف لے گئے۔ جب بعد زیارت حرمین تشریف کے واپس ہو کر مقام ٹونک میں پہنچے تو چون سال کی عمر میں عید الفطر کے روز ۱۲۵۰ھ میں وفات پائی اور بعد غسل و جہازہ کے آپ کے صاحبزادے شاہ عبدالغنی نے آپ کی نعش مبارک کو صندوق میں ڈال کر چالیس روز کے بعد دہلی میں لا کر حضرت شاہ غلام علی اور میرا منظر جانجانا کے پہلو میں دفن کیا۔

مولوی غلام رسول لاہوری

مولوی غلام رسول بن مولوی غلام فرید فاضل لاہوری : عالم کبیر، فاضل با توفیر، جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے، سینکڑوں آدمی آپ کے وسیلے سے فضیلت کے مرتبہ کو پہنچے، پنجاب میں کوئی علمائے وقت سے افادہ و افاضہ میں آپ کی ہمسری نہ کر سکتا تھا، گویا خدا نے آپ کی ذات بابرکات کو درپائے

۱۱۹۶ھ - (مقامات خیر) (مرتب)

فیض اور چشمہ فضل پیدا کیا تھا۔ وفات آپ کی ۱۲۵۱ھ میں ہوئی۔ ہادی نیک نظر، تاریخ وفات ہے۔

صاحب تفسیر رونی

شاہ رؤف احمد نقشبندی مجددی مصطفیٰ آبادی : شاہ ابوسعید کے خالہ زاد بھائی تھے۔

فقہ، محدث، مفسر، جامع علوم عقلیہ و نقلیہ اور واقع فنون ظاہریہ و درسیہ تھے۔ علوم شاہ عبدالعزیز سے حاصل کئے اور علوم باطن میں حضرت شاہ غلام علی سے فرقہ خلافت حاصل کر کے شہر مہوپال میں قیام پذیر ہوئے اور تفسیر رونی آپ نے اردو میں تالیف کی۔ یہ تفسیر آپ نے ۱۲۳۹ھ میں شروع کی تھی جو بسبب عوارض شتے کے ۱۲۵۱ھ میں اختتام کو پہنچی جس کی تاریخ اختتام خود آپ نے یہ تصنیف فرمائی کہ تفسیر قرآن ہندی زبان ہے، علاوہ اس کے درالمعارف اپنے مرشد کے موقوفات میں اور دیوان رفت ہندی و فارسی اشعار میں تصنیف کیا اور اس میں اپنا تخلص "افت بیان کیا پھر حج کو تشریف لے گئے اور جہاز میں ۱۲۵۱ھ میں وفات پائی۔ "رحمت حق" تاریخ وفات ہے۔

شیخ حافظ محمد عابد سندھی

شیخ حافظ محمد عابد بن احمد علی بن یعقوب سندھی : محقق مدقق، فقہ محدث، جامع علوم نقلیہ و

عقلیہ، مدرس حدیث، حامی مذہب حنفیہ تھے۔ شہر سیون میں جو شہر لوہک کے پاس شمالی کنارہ نہر حیدر آباد سندھ پر واقع ہے، پیدا ہوئے جہاں سے آپ کے دادا شیخ الاسلام نے جو اہل علم و صلح میں سے تھا عرب کو ہجرت کی اور شیخ محمد عابد شہر زبید واقع یمن میں اقامت پذیر ہوئے اور وہاں کے علماء سے استفادہ اور عطار کے اشعہ سے اقتباس کیا یہاں تک کہ وہاں کے لوگوں میں سے شمار کئے گئے۔ وہاں سے صنعاء یمن میں داخل ہوئے اور زبیر کی بیٹی سے نکاح کیا اور ایک دفعہ صنعاء یمن کے امام کی طرف سے سفیر ہو کر مصر کو گئے اور وہاں سے اپنے وطن کو معاودت فرما کر کئی روز قصبہ نواری میں جو ملک سندھ میں کراچی بندر کے پاس واقع ہے، اقامت اختیار کی پھر مدینہ طیبہ کو پھر گئے اور وہاں والی مصر کی طرف سے ریاست علماء کی آپ کو سپرد ہوئی۔ آپ نے بہت سی کتب مبسوطہ و مختصرہ تصنیف کیں جن میں سے کتاب

۱۲۵۱ھ میں وفات پائی، اردو و فارسی کی متعدد تصانیف آپ کی یادگار ہیں۔ (ترتیب الخواطر) (مرتب) ۱۲۵۱ھ

محمد بن عابد بن احمد علی بن محمد بن یعقوب الحافظ بن محمد انصاری خزرجی متوفی ۱۲۵۱ھ (ترتیب الخواطر) سیون دریا گندھ کے دائیں کنارے کوڑھ

کراچی لائن پر پورے سٹیشن ہے، یہاں شہر صوفی بزرگ شیخ عثمان (عل شہار قلند) کا مزار ہے، لوہک بھی صوفی سٹیشن ہے، سیون اور لوہک درمیانی فاصلہ صرف گیاہہ کلومیٹر ہے۔ (مرتب)

مواہب اللطیف علی مسند الامام ابی صنیفہ و کتاب طوابع الانوار علی الدر المختار و کتاب شرح تیسیر الوصول الی احادیث الرسول و شرح بلوغ المرام مشہور و معروف ہیں۔ وفات آپ کی یوم دو شنبہ ماہ ربیع الاول ۱۲۵۶ھ میں ہوئی اور بقیع میں دفن کئے گئے۔ "فاضل برگزیدہ زماں" تاریخ وفات ہے۔

قاضی عبدالسلام بداونی

قاضی عبدالسلام بن عطار الحق بداونی : اعظم محدثین اور کبرائے مفسرین میں سے جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے اور تفسیر ادا الاخرہ منظوم آپ کی عمدہ تصانیف میں سے ہے جس کو آپ نے ۱۲۲۲ھ میں تقریباً دو لاکھ اشعار آبدار میں تصنیف کیا اور نام بھی اس کا تاریخ مقرر کیا جس سے وہ اسم ہمسبی ہو کر مقبول خاص و عام ہوئی اور اصول فقہ میں منار کی شرح المسبی بالانشرحات العالیۃ تصنیف کی۔ وفات آپ کی ۱۲۵۶ھ میں ہوئی۔ "فخر کاشانہ" تاریخ وفات ہے۔

مولوی کرم اللہ محدث دہلوی

مولوی کرم اللہ محدث دہلوی : علوم ظاہری و باطنی فقہ و حدیث و تفسیر و قرارت قرآن میں و جلید فرید الدہری تھے حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی نے تفسیر عزیزی محض آپ کی خاطر تصنیف کی، آپ کے والد ہندو تھے جو شاہ عبدالعزیز کے ہاتھ سے مشرف بہ اسلام ہوئے۔ آپ نے بعد تحصیل علوم ظاہری کے حضرت شاہ غلام علی کی خدمت میں حاضر ہو کر علوم باطنی کی تکمیل کی اور فرقہ خلافت کا حاصل کیا۔ اکثر اہل دہلی فن قرارت میں آپ کے شاگرد تھے۔ پہلے آپ نے حج کیا تھا لیکن جب اپنے وطن میں آئے تو اپنی واپسی سے نہایت افسوس کیا اور پھر زیارت حرمین شریفین کو تشریف لے گئے لیکن راستہ میں ہی ۱۲۵۶ھ میں وفات پائی۔ "شیخ تاویلات" تاریخ وفات ہے۔

صاحب شامی

سید محمد امین بن عمرو الشہیر بابن العابدین : اپنے زمانہ کے علامہ، فہامہ، فقیہ محدث، محقق مدقق، جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے، علوم سید شیخ سعید علی اور شیخ ابراہیم علی سے پڑھے اور حدیث و فقہ کی سند حاصل کیں اور ۱۲۲۹ھ میں کتاب رد المختار شرح در المختار المعروف بہ شامی تصنیف کی جو ایسی مقبول نام ہوئی کہ باوجود پانچ مجلد ضخیم ہونے کے دو دفعہ مطبوع ہو کر مشہور ہوئی ہے علاوہ اس کے رسالہ سل الحساب السنوی

۱۲۵۶ھ ولادت ۱۲۸۹ھ وفات ۵ ذیقعدہ ۱۲۸۹ھ، متوفی فارسی تصنیف آپ کی یادگار ہیں (نزہۃ الخواطر) ۱۲۵۶ھ مولوی کرم اللہ بن عبداللہ ہندی:

یومہر من سرطان ۲۷ شعبان ۱۲۵۲ھ کو بندر گاہ سورت میں وفات پائی۔ (نزہۃ الخواطر بحوالہ حدیقا صدیہ) (مرتب)

لنصرۃ مولانا خالد النقشبندی اور رسالہ شفا العلیل وبل العلیل نے حکم الوصیۃ بالختامات التہلیل اور تکلمہ تصنیف فرمائے اور آپ کے رسالہ شفا العلیل پر علامہ طحاوی وغیرہ فقہار نے تقریظیں لکھیں اور اس کی بہت تعریف کی۔ وفات آپ کی سالہ سے پہلے کی ثابت ہوتی ہے کیونکہ آپ کے خلف الصدق سید محمد علامہ الدین نے جو رد المحتار کی چوتھی جلد ۱۵ ماہ صفر سالہ کو اپنے ہاتھ سے نقل کی ہے تو اس میں آپ کو مرحوم کے لفظ سے ذکر کیا ہے۔

مولانا محمد اسحاق

مولانا محمد اسحاق دہلوی : آپ شاہ عبدالعزیز دہلوی کے نواسہ تھے، علوم فقہ و حدیث و تفسیر میں طاق بیکانہ آفاق صاحب فتویٰ تھے۔ بڑے بڑے علماء و فضلاء نے آپ سے علوم پر پیرہ کر سند فضیلت حاصل کی چنانچہ مولانا نواب محمد قطب الدین محدث دہلوی مصنف مظاہر حق ترجمہ اردو مشکوٰۃ شریف آپ کے ہی شاگرد تھے۔ آپ نے ایک رسالہ مسائل اربعین نام تصنیف کیا جس میں کسی ایک جگہ پر آپ سے لغزشیں وقوع میں آئیں اور ان کے جواب میں علمائے وقت نے رسائل تصنیف کئے۔ وفات آپ کی سالہ میں مکہ معظمہ میں ہوئی۔ تاریخ وفات آپ کی اسحاق شیخ آفاق نے نکلتی ہے۔

حافظ محمد احسن پشاوری

حافظ محمد احسن واعظ المعروف بہ حافظ دراز بن حافظ محمد صدیق واعظ بن حافظ محمد اشرف خوشابی پشاوری : فقہ، تفسیر، حدیث، اصول میں بیکانہ زمانہ اور جامع علوم عقلیہ و نقلیہ اور خاندان علم و فضل سے تھے۔ اکثر علوم اپنی والدہ ماجدہ سے جو ایک بڑی عالمہ فاضلہ تھی، حاصل کئے اور مسند افادت و افاضت پر متمکن ہو کر تمام عمر تدریس و تالیف کتب میں صرف کی چنانچہ منہج الباری صحیح بخاری کی شرح فارسی میں نہایت تحقیق سے لکھی اور علاوہ اس کے تفسیر سورہ یوسف و تفسیر سورہ والضحیٰ تا آخر پارہ و معراج نامہ و وفات نامہ و حاشیہ قاضی مبارک و حواشی تہذیبیہ یوسف وغیرہ رسائل و کتب تصنیف کئے اور اکسٹھ سال کی عمر میں حدود سالہ میں فوت ہوئے۔

۱۰ مولانا (ابوسلیمان) محمد اسحق بن محمد اسحق بن احمد بن محمد بن اسحاق بن منصور بن احمد بن محمد بن قوام الدین فاروقی ۸ ذی الحجہ سالہ ۱۱۹۷ھ کو پیدا ہوئے
۱۱ سالہ میں حرمین شریفین گئے وہاں سے واپسی پر سورہ سال دہلی میں ۱۲۵۵ھ میں مع اہل و عیال دوبارہ مکہ معظمہ چلے گئے جہاں ۱۲۷۰ھ میں
۱۲ دکنہ ۲۴ رجب سالہ کو وفات پائی انتقال کے وقت آپ روزے سے تھے (نزهة الخواطر) (مرتب)

شیخ طیب رفیقی

شیخ طیب بن احمد بن مصطفیٰ بن معین الحق والملة والدین رفیقی : ابوالصطفیٰ کنیت تھی ۱۹۱۱ء میں پیدا ہوئے، اپنے زمانہ کے شیخ الاسلام و المسلمین، قطب العارفین، غوث المحققین، فقیہ محدث، بجز خانہ علوم تھے، قرآن کو اخوند خیر الدین بن اخوندابی البقار باندے سے پڑھا اور علوم و فنون و فقہ و حدیث و تفسیر کلام و معارف و حقائق و دقائق و تصرف و سلوک کو اپنے باپ اور تایا اور تایا کے بیٹوں اور شیخ ابی یوسف عبد الغفور سے حاصل کیا اور اپنے باپ سے بیعت کی اور مشائخ عظام و اولیائے کرام کی صحبت سے مستفید ہوئے اور میاں عبد المجید سے طریقہ قادریہ و کبریہ اور شطاریہ اخذ کیا۔ اخیر عمر میں مسجد میں معتکف ہو کر قائم اللیل اور صائم التہار ہوئے۔ آپ سے ایک جم غفیر علماء و فضلاء نے استفادہ کیا۔ حدیث و فقہ و سلوک اور معرفت میں تصنیفات معتبرہ کیں اور حنفی مذہب کے بڑے حامی رہے، کرامات و خوارق عادات بھی آپ سے صادر ہوئے۔ پیر کے روز ۱۰ ماہ شوال ۱۳۶۱ھ میں وفات پائی اور ایک لاکھ سے زیادہ آدمی آپ کے جنازہ پر حاضر ہوئے۔ "مابیر علم حدیث و قرآن" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

مولوی جان محمد لاہوری

مولوی جان محمد لاہوری : ۱۲۹۳ھ میں پیدا ہوئے۔ عالم اجل، فاضل اکمل، حاوی فروع و اصول، واعظ، متقی، صاحب خرق عادات تھے۔ مدت تک آپ نے ہنگامہ نشر علوم بذریعہ تدریس و تصنیفات کے گرم رکھا۔ وعظ ایسا مؤثر کرتے تھے کہ بڑے بڑے گنہگار اپنے گناہوں سے توبۃ النصوح کرتے اور ہزاروں بے نماز نمازی ہو جاتے تھے۔ آپ عامل بھی پورے درجہ کے تھے، سیکڑوں لوگوں کی آپ کے عمل سے حل مشکلات ہو جاتی تھیں۔ آپ کے شاگردوں میں سے مولوی محمد عالم صاحب فاضل کھڑکی و مولوی محمد کرامت اللہ و مولوی غلام محمد ملتانوی و مولوی فخر الدین وغیرہ ہیں۔ غرض پنجاب کا ایسا کوئی ضلع نہ ہوگا کہ جو آپ کے فیض سے محروم رہا ہو، وفات آپ کی تاریخ ۱۲۶۵ھ میں واقع ہوئی اور چراغ دین "تاریخ وفات ہے۔ تصنیفات آپ کی حسب ذیل ہیں، زبدۃ التفاسیر والتذکیر و عظمت میں اسی جزو کی رسالہ اثبات خلافت حضرت معاویہ، رسالہ عقائد حنفیہ، رسالہ رد ردوافض، شرح قصیدہ بردہ و شرح قصیدہ امالی، معراج نامہ، رسالہ حرمت تباکو، رسالہ عدم فرضیت جمعہ۔

مولانا خادم احمد

مولانا خادم احمد بن مولانا محمد حیدر بن مولانا محمد مبین : جامع معقول و منقول، حاوی فروع و اصول، علامہ زمانہ تھے۔ اکثر علوم اپنے والد سے پڑھا اور درس و تدریس اور نشر علوم میں مشغول رہے،

دور سالہ عربی و فارسی دربارہ بحث دائرہ ہندیہ واقع شرح و قایہ تصنیف کئے اور متفرق حواشی شرح و قایہ پر لکھے اور نیز ایک رسالہ متعلق بہ بحث حاصل و محصول واقع فوائد ضیائیہ تصنیف کیا اور ۱۲ ذی الحجہ ۱۲۷۱ھ میں وفات پائی۔ "فاضل عصر" تاریخ وفات ہے۔

مولوی غلام اللہ لاہوری

مولوی غلام اللہ بن مولوی غلام فرید فیاض لاہوری : لاہور کے علماء کبار اور فضلاء نامدار میں سے تھے۔ آپ کی ذات مبارک استاذ کل مظہر کمالات دینی و دنیوی تھی، تدریس و تعلیم میں متقدمین سے گئے سبقت لے گئے اور صد ہا آدمی آپ کے ذریعہ سے علوم فقہ و حدیث و تفسیر و صرف و نحو و منطق و معانی وغیرہ میں کمالیت کے درجہ کو فائز ہوئے یہاں تک کہ پنجاب میں شاذ و نادر علماء کا خاندان ایسا ہو گیا جو اس خاندان سے دعویٰ نیاز مندی و شاگردی نہ رکھتا ہوگا۔ وفات آپ کی ۱۲۷۲ھ میں ہوئی۔ "مرجع الفضل" تاریخ وفات ہے۔

مولوی غلام محی الدین بکوی

مولوی غلام محی الدین بن حافظ نور حیات بن حافظ محمد شفا بن حافظ نور محمد بکوی : عالم اجل، فاضل اکمل، فقیہ، محدث، صاحب کمالات صوری و معنوی تھے۔ روز دوشنبہ ماہ محرم ۱۲۷۳ھ میں پیدا ہوئے آپ کو صغریٰ میں آپ کے والد ماجد جو ایک مقبول الٰہی اور صاحب کرامات تھے۔ اپنے دیگر تینوں فرزندوں سے زیادہ پیار کرتے اور اکثر اوقات اپنے پاس رکھا کرتے تھے چنانچہ ان کا قول ہے کہ میں نے ایک رات کو بھر کے وقت دریا کے کنارے پر جا کر تہجد پڑھنے کا ارادہ کیا اور اپنے اس لڑکے (یعنی آپ کو) جو بہت ہی چھوٹا تھا اور خود حرکت نہیں کر سکتا تھا بسبب پیار کے اپنے ہمراہ اٹھالیا اور دریا کے کنارے کپڑا بچھا کر اس کو لٹا دیا اور خود وضو کر کے نوافل میں مشغول ہوا، میرے اور اس کے درمیان کچھ فاصلہ تھا اور رات اندھیری تھی کسی قدر دیر کے بعد مجھ کو یہ خیال گزرا کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی درندہ لڑکے کو اذیت پہنچائے، اپنے پاس لاکر لٹا دوں۔ جب میں اس کے پاس گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اس کو ایک سفید ریش مبارک صورت آدمی اپنی گود میں لئے بیٹھا ہے۔ میں نے اس کو کوئی بزرگ سمجھ کر کہا کہ آپ اس لڑکے کے حق میں دعا کریں کہ عالم باعمل ہو، اس نے جواب دیا کہ یہ ازل سے ہی عالم باعمل ہے اور اس سے لوگوں کو بہت فیض ہوگا۔ یہ کہتے ہی آنکھوں سے غائب ہو گیا، سو آپ کو خدا نے ایسا ہی کیا۔ آپ کے ہم عصر کی روایت سے مشہور ہے کہ آپ حالت عنقریب میں لڑکوں کے ساتھ کھیلنے اور اکثر خاموش رہتے اور لڑکوں کو ہدایت کرتے تھے اور آپ کا خوف و رعب ہم پرستوں کو رہتا تھا۔

جب آپ چار برس چار ماہ کے ہوئے تو آپ کو حافظ حسن کے پاس لیجا کر جو ایک کامل شخص تھے، قاعدہ شروع کرایا گیا۔ بروایت حافظ حسن مشہور ہے کہ میں لڑکوں کے حق میں بڑا جبار تھا مگر انہوں نے مجھ سے کبھی مار نہیں کھائی، یہ لڑکوں میں خاموش بیٹھے رہتے تھے اور مجھ کو خیال ہوتا تھا کہ ان کو سبق یاد نہ ہوا ہوگا مگر جب میں کہتا کہ سبق سناؤ تو یہ فوراً سبق سنا دیتے۔ آپ نے مٹوڑے عرصے میں قرآن شریف ختم کر لیا تھا مگر حفظ نہیں کیا تھا لیکن چونکہ آپ بڑے خوش آواز تھے اس لئے جب رمضان آیا تو لوگوں نے آپ کے والد ماجد سے درخواست کی کہ اس رمضان میں غلام محی الدین سے قرآن شریف نوافل میں سنوانا چاہئے۔ اس پر آپ سے آپ کے والد نے پوچھا کہ تم قرآن شریف سنا سکو گے؟ آپ نے کہا کہ اگر آپ میرے ساتھ ایک پارہ روز دور کر لیا کریں تو میں سناؤنگا پس اس طرح سے آپ نے اسی رمضان میں قرآن شریف حفظ کر لیا اور سنا دیا۔ آپ سے پوچھا گیا کہ آپ تمام دن میں یاد کیا کرتے تھے؟ فرمایا نہیں صرف وقت چاشت تک ایک پارہ حفظ ہو جاتا تھا۔ پھر آپ نے علم پڑھنا شروع کیا، صغریٰ میں یہ ذکاوت تھی کہ علمائے پنجاب کہتے تھے کہ اے لڑکے تم کو پنجاب میں کوئی تعلیم نہیں دے سکے گا چنانچہ لیا ہی ہوا کہ آپ مع اپنے چھوٹے بھائی مولوی احمد الدین کے دہلی کو روانہ ہوئے۔ اس وقت مولوی احمد الدین کی عمر آٹھ سال کی تھی اور دسواں پارہ حفظ کرتے تھے مگر دہلی پہنچنے تک انہوں نے بھی قرآن حفظ کر لیا پس آپ بارہ برس تک دہلی میں رہے۔ اس عرصہ میں اگرچہ دونوں بھائیوں نے علم معقول و منقول متفرق علماء سے پڑھا مگر حدیث کو مولوی محمد اسحاق سے پڑھا اور اس کی سند حضرت شاہ عبدالعزیز سے حاصل کی، جب آپ فارغ التحصیل ہو گئے تو مولوی محمد اسحاق آپ کو حضرت شاہ عبدالعزیز کے پاس لے گئے، انہوں نے آپ سے علم حدیث میں بہت سے سوالات کئے جن کے جواب آپ نے ایسے عمدہ دیئے کہ شاہ صاحب نہایت خوش ہوئے اور انہوں نے علم حدیث کی سند بیکرد عارفانہ انشاء اللہ تعلقے آپ سے بڑا فیض ہوگا اور نصیحت کی کہ جب تم وطن میں جاؤ تو ایسی کوئی بات نہ کرنا جس سے لوگوں میں تفرقہ پڑے۔

جب آپ ہندوستان سے تشریف لائے تو لاہور میں حکیموں کی لال مسجد میں تقریباً ۳۰ سال تک تدریس فرماتے رہے پھر بسبب بیماری کے کہ اعضاء مسترخی ہو گئے تھے، اپنے گھر موضع بنگا علاقہ بھیر میں چلے گئے جہاں تخمیناً تیرہ چودہ سال بیمار رہے مگر اس بیماری میں بھی تدریس و تعلیم برابر جاری رکھی اور شب و دو شنبہ ۲۹ یا ۳۰ ماہ شوال ۱۲۴۳ھ میں وفات پائی اور موضع بنگا میں

مدفون ہوئے۔ آپ کے دو صاحبزادے اس وقت زندہ موجود ہیں؛ ایک حاج الحرمین مولوی غلام محمد صاحب جو جامع مسجد لاہور کے امام اور عالم اجل ہیں، دوسرے مولوی عبدالعزیز صاحب جو بھیرہ کی جامع مسجد کے امام ہیں۔ تاریخ وفات آپ کی "خورشید عالم" ہے۔

حافظ محمد عظیم پشاوری

حافظ محمد عظیم پشاوری : عالم نبیل، فاضل جلیل، واعظ بے عدیل، جامع کمالات ظاہری و باطنی، صاحب کشف و کرامات تھے۔ کہتے ہیں کہ ابتداء میں آپ بڑے غبی تھے اور مکتب سے بھاگ آیا کرتے تھے، ایک روز جو آپ مکتب سے بھاگ آئے تو گھر میں بھی بسبب غتاب الدین کے نہ آئے اور رات بھر ایک مکان کی دیوار سے لگ کر رونے رہے جہاں آپ کو خضر علیہ السلام کی زیارت ہوئی اور ان کی دعا سے آپ کا ذہن ایسا کھل گیا کہ تھوڑے دنوں میں علوم نقلی و عقلی کو تحصیل کر کے فراغت پائی۔ جن لوگوں نے آپ کا وعظ سنا ہے آج تک اس کا مذاق ان کو نہیں بھولا اور کہتے ہیں کہ وعظ کا باب گویا آپ پر بند ہو گیا۔ آپ عربی، فارسی، پشتو، پنجابی میں یعنی جس ملک و زبان کا طالب علم یا سامع وعظ ہوتا، تعلیم دیتے اور وعظ کرتے تھے۔ گو آپ آنکھوں کی ظاہری بیماری سے معذور تھے مگر باطنی روشنائی سے آپ کو ظاہری بیماری کی کچھ حاجت نہ تھی۔ وفات آپ کی ۱۲۰۵ھ میں ہوئی اور اس کثرت و هجوم سے لوگ آپ کے جنازہ پر حاضر ہوئے کہ شہر کے لوگ تعجب کرتے تھے کہ اس قدر بے شمار خلقت کہاں سے آگئی۔

کہتے ہیں کہ جب آپ کا جنازہ لئے جاتے تھے تو ایک مسلمان ڈپٹی انسپکٹر پولیس جو بغرض انتظام سہراہ تھا اتفاقاً اس هجوم میں گر پڑا اور اس پر سے صد ہا آدمی گزر گئے مگر جب وہ زمین پر سے اٹھا تو اس کو آپ کی کرامات کی وجہ سے اتنا آسیب تک نہ پہنچا تھا کہ کہیں پارہ چوں کو مٹی تک بھی لگی ہو۔

شیخ رضا رفیقی

شیخ رضابن محمد بن مصطفیٰ رفیقی : ابو حمزہ کنیت تھی، ۱۲۰۵ھ میں پیدا ہوئے، اپنے زمانہ کے فقیہ، محدث، مفسر، فاضل، متذہب، صالح، امین، صوفی، کثیر العبادۃ، جامع بین الشریعہ والطریقہ اور صاحب کرامات و مکاشفات تھے، اپنے باپ اور دونوں چچا اور نانا شیخ نعمت اللہ بن اشرف ٹوبہ کی صحبت حاصل کی اور ان سے فقہ و حدیث و تفسیر و کلام کو پڑھا اور ہر ایک علم میں کامل مکمل ہوئے۔ کئی سال تک حدیث و

لہ ولادت ۱۲۰۵ھ - (تذکرہ علماء و مشائخ سرحد) (مرتب)

فقہ اور اصول کا درس دیا۔ تصوف و سلوک کو اپنے باپ سے اذکیا۔ ہر ایک شخص کو خواہ بڑا ہوتا یا چھوٹا
غنی ہوتا یا فقیر پہلے سلام کرتے تھے، بڑے حلیم، رحیم، متواضع تھے۔ وفات آپ کی ماہ شعبان ۱۲۶۷ھ میں
ہوئی۔ "جامع الشکر والبدعات" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

شاہ احمد سعید

شاہ احمد سعید بن شاہ ابوسعید : فقیہ، محدث، مفسر، جامع علوم شریعت و طریقت تھے،
قرآن شریف کو اپنے والد ماجد سے حفظ کیا اور علوم عقلیہ و نقلیہ مولوی فضل امام و مفتی ثروت الدین اور علم حدیث
و تفسیر مولوی رشید الدین وغیرہ تلامذہ شاہ عبدالعزیز سے حاصل کئے اور علوم باطنی و فیوض معنوی حضرت
شاہ غلام علی سے حاصل کر کے فرقہ خلافت کا پایا۔ شاہ غلام علی فرمایا کرتے تھے کہ شاہ ابوسعید و شاہ احمد سعید
و شاہ رؤف و مولوی بشارت اللہ اس زمانہ میں ستون دین محمدی ہیں۔ آپ بعد وفات اپنے والد ماجد
شاہ ابوسعید کے چند سال دہلی میں رہ کر تدریس و ہدایت خلق میں مصروف رہے۔ ۱۲۵۷ھ میں جب دہلی میں
قدر ہوا تو آپ مع عیال و اطفال کے وطن چھوڑ کر بیت اللہ کو تشریف لے گئے اور وہاں ۱۲۶۷ھ میں وفات پائی۔

مولوی فضل حق

مولانا فضل حق بن فضل امام عمری خیر آبادی : بڑے عالم فاضل، فقیہ، محدث، خصوصاً علم ادب و
لغت و حکمت و فلسفہ میں گویا امام و شیخ رئیس تھے۔ ۱۲۱۲ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا نسب حضرت عمر بن الخطاب
پر منتہی ہوتا ہے۔ علوم معقول و منقول اپنے والد ماجد سے حاصل کئے اور حدیث کو شاہ عبدالقادر سے سنا،
قرآن شریف کو چار ماہ میں حفظ کیا، تیرہ سال کی عمر میں تمام علوم کی تحصیل سے فراغت پائی۔ دور دور سے لوگ
آپ کے درس میں آتے تھے چنانچہ آپ سے ایک جماعت کثیرہ نے علم اذکیا۔ معقولات میں تصنیفات معتبرہ
کیں اور دہلی وغیرہ میں مناصب جلیبہ پر مقرر رہے۔ عربی و فارسی میں نظم رائق اور نثر فائق کہتے تھے، چار ہزار اشعار
آپ کے شاہ کئے گئے ہیں اور اکثر قصائد آپ کے مدح آنحضرت اور سچو کفار میں ہیں، آپ کے اور استاذی
مفتی صدر الدین خاں صدقہ الصدور دہلوی کے درمیان بڑی دوستی تھی۔

آپ کی تصنیفات سے رسالہ الجنس العالی فی شرح جوہر النالی، حاشیہ شرح سلم قاضی مبارک،
حاشیہ فیق المبین اور حاشیہ تخیص الشفار اور مدیہ سعیدیہ حکمت طبیعیہ میں اور رسالہ تحقیق العلوم والمعلوم اور رسالہ
روض المجود فی تحقیق حقیقتہ الوجود، رسالہ تحقیق الاجسام، رسالہ تحقیق الکلی الطبعی، رسالہ التشکیک، رسالہ

۱۲۶۷ھ ولادت رام پریم راجا ثانی ۱۲۶۷ھ وفات مدینہ منورہ ۲۰ ربیع الاول ۱۲۶۷ھ (مقامات خیر) ۱۲۶۷ھ مطابق ۱۲۶۷ھ (مرا)

اطالیات، تاریخِ فتنہ ہندوستان وغیرہ ہیں۔ وفات آپ کی جزیرہ رنگون میں بجاالت قید سرکار انگریزی ۱۲ ماہ صفر ۱۲۷۸ھ میں واقع ہوئی۔

مولوی غلام حسین قنوجی

مولوی غلام حسین بن مولوی حسین علی بن شیخ علامہ عبدالباسط قنوجی : فقیہِ قاضی، محدثِ کامل، مفسرِ کامل، جامعِ علوم و فنون تھے۔ سال ۱۲۷۸ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا تارخچی نام غلام علیم ہے علومِ نقلیہ و عقلیہ شیخ عالم محمد سعادت خاں فرخ آبادی مشہور متوکل سے پڑھے اور سال ۱۲۷۸ھ میں علمِ حدیث و تفسیر کو علامہ محمد ولی اللہ مفتی فرخ آبادی سے اخذ کیا اور براہِ بڑودہ حرمین شریفین کو تشریف لے گئے اور ۱۲۵۵ھ میں حج کر کے شیخ عبداللہ سراج اور شیخ شمس الدین شطا اور سید عمر آفندی وغیرہ کی صحبت کی پھر مدینہ منورہ کو تشریف لے گئے اور وہاں شیخ محمد عابد سندھی سے صحاح ستہ اور سنن مشہورہ کی سند حاصل کی اور حضرت عثمان کے قرآن کی زیارت کی اور کتبِ تصوف میں مشغول ہوئے، جب واپس آئے تو بڑودہ میں سکونت اختیار کی اور اخیر عمر میں پھر حرمین شریفین کو نہضت فرما ہوئے اور حج کر کے بمبئی میں واپس آئے تو وہاں بیمار ہو کر حدود سال ۱۲۷۸ھ میں وفات پائی۔ آپ نے اپنے دادا کی کتاب منازل الاثنا عشر کا حاشیہ تصنیف کیا جس کی تکمیل میں آپ نے بڑی محنت برداشت کی۔

مولوی تراب علی

مولوی تراب علی بکھنوی : ابوالبرکات کنیت، رکن الدین لقب تھا، یگانہ روزگارِ فاضلِ نامدار، جامعِ معقول و منقول، حاویِ فروع و اصول تھے۔ حاشیہ ہلالین فی شرح تفسیر جلالین آپ کی اشر تصنیفات سے ہے۔ وفات آپ کی سال ۱۲۷۸ھ میں واقع ہوئی۔ "ذیبتِ شبستان" تاریخِ وفات ہے۔

مفتی محمد صدر الدین خاں دہلوی

مفتی محمد صدر الدین خاں صدر الصدور دہلوی : تمام علوم صرف، نحو، منطق، حکمت،

علامہ فضل حق بن فضل امام بن محمد اشرف بن محمد صالح بن عبدالواحد بن عبدالماجد بن قاضی صدر الدین ہرگامی ثم خیر آبادی کی وفات کالاپانی (جزائرتاڈیمان) میں واقع ہوئی۔ سال ۱۲۷۸ھ میں مولوی غلام حسین - (نہ ہذا الخواطر و تذکرہ علمائے ہند) سال ۱۲۷۸ھ میں شجاعت علی بن فقیہ الدین بن محمد دولت بن مفتی ابی البرکات دہلوی امر وہوی ثم بکھنوی : ولادت ۱۲۱۳ھ، وفات ۱۲۷۸ھ حاشیہ ہلالین کانپور میں طبع ہو چکی ہے، تذکرہ علمائے ہند میں ان کی چالیس تصانیف کے نام دئے ہوئے ہیں۔ سال ۱۲۷۸ھ مفتی

(مرتب)

صدر الدین بن لطف اللہ، ولادت ۱۲۰۴ھ (نہ ہذا الخواطر)

ریاضیات، معانی، بیان، ادب، انشاء، فقہ، حدیث، تفسیر وغیرہ میں یرطولی رکھتے تھے اور درس دیتے تھے۔ آبا و اجداد آپ کے کاظمیر کے اہل بیت علم و صلاح سے تھے مگر آپ کی ولادت دہلی میں ہوئی۔ علوم نقلیہ فقہ و حدیث وغیرہ شاہ عبدالعزیز دہلوی اور ان کے مہائیوں سے حاصل کئے اور ان کی سندیں لیں اور فنون عقلیہ کو مولوی فضل امام خیر آبادی والد مولوی فضل حق سے اخذ کیا اور شیخ محمد اسحاق دہلوی نے بھی آپ کو حدیث کی اجازت لکھ کر دی۔

آپ بڑے صاحبِ وجاہت و ریاست اور اپنے زمانہ میں یگانہ روزگار اور نادرہ معاصر تھے۔ ریاست درس و تدریس خصوصاً فتنے ممالک محروسہ مغربہ بلکہ شرقیہ و شمالیہ دہلی اور امتحان مدارس و صدارت حکومت دیوانی کی آپ پر منتہی ہوئی بجز شاہ دہلی کے تمام اعیان و اکابر اور علماء و علماء خاص دہلی اور اس کے نواح کے آپ کے مکان پر حاضر ہوتے تھے۔ طلباء تو واسطے تحصیل علم اور اہل دنیا واسطے مشورت معاملات اور منشی لوگ بغرض اصلاح انشاء اور شعراء واسطے مشاعرہ کے آتے تھے۔ اس اخیر وقت میں ایسا فاضل باہن جمعیت اور قوت حافظہ و حسن تحریر و مناسبت تقریر اور فصاحت بیان اور بلاغت معانی کے صاحبِ مروت و اخلاق اور احسان دیکھا نہیں گیا۔ طلباء مدرسہ دارالبقارہ جو جامع مسجد کے نیچے تھا اکثر طعام و لباس اور بعضے ماہوار جناب سے پاتے اور آپ سے اور دیگر علماء سے تحصیل علم کرتے تھے۔ سال ۱۲۶۷ھ میں دہلی کے غدر میں آپ کو سخت زخم چشم پہنچا کہ تعلق روزگار بھی ہاتھ سے گیا اور تمام جائداد و املاک بھی جو تیس سال کی ملازمت میں پیدا کی ہوئی تھی سرکار میں ضبط ہو گئی بلکہ جہاد کے فتوے کے اشتباہ میں چند ماہ تک نظر بند بھی رہے، چونکہ اصل میں بے قصور تھے آخر کو رہائی پا کر لاہور میں تشریف لائے اور واسطے اپنے کتب خانہ مالیتی میں لاکھ روپیہ کے جو دہلی کی لوٹ میں نیلام ہو گیا تھا ہنوا لارڈ جان لارنس صاحب کے پاس جو اس وقت پنجاب کے چیف کمشنر تھے اور مولانا ممدوح کے دہلی میں بڑے مہرباں رہ چکے تھے مطالبہ کیا لیکن چونکہ جائداد منقولہ کے نیلام کا واپس ہونا متعذر تھا اس لئے اپنے مطلب میں کامیاب نہ ہوئے لیکن اتنا ہو گیا کہ جائداد غیر منقولہ جو سرکار میں ضبط ہو گئی تھی واکڈار ہو گئی اور مولانا موصوف دہلی میں واپس تشریف لیا کہ چندے بستی حضرت نظام الدین اولیاء اور مہراپنی حویلی خاص واقع دہلی میں خانہ نشین ہوئے اور اپنی حیات کے باقی ایام کو وظائف و عبادات اور تدریس علوم دینیہ میں بسر کیا۔ مولف حدائق ہذا بھی سال ۱۲۶۷ھ میں جب مولانا موصوف بستی حضرت نظام الدین اولیاء میں اقامت گزیرے تھے ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور تیرہ ماہ تک ان کی خدمت میں مشرف رہ کر علوم نقلی و عقلی کا استفادہ کرتا رہا۔ اس وقت میں مولانا موصوف باوجودیکہ چوبیس سال کے تھے مگر ذوقِ شعر و سخن میں جوانانِ عشق مزاج

سے زیادہ مذاق رکھتے تھے۔ عربی، فارسی، اردو نہایت عمدہ شعر کہتے تھے، آزرہ نخلص تھا اور بمقتضا اس کے ہمیشہ فرط عشق اور ولولہ محبت سے آزرہ خاطر افسردہ طبع دیدہ گریاں سینہ بربیاں رہتے تھے اور اشعار کے پڑھنے میں نہایت دلشکاف آواز اور لعین حزیں اور صوت درد انگیزہ رکھتے تھے جس نے آپ کی زباں سے سخن موزوں سا ہے وہی اس کیفیت کو جانتے ہے کہ کیا انشاد شعر تھا یا ایچا سحر، غالب و حسرتی اور مومن وغیرہ شاعر نے دہلی نے آپ کی مدح و تعریف میں بڑے بڑے قصائد و اشعار تصنیف کئے ہیں، اور فضلاء نے زمانہ نے آپ کے تلمذ و شاگردی کو باعث تفاخر تصور کیا ہے بہت لوگ دور دراز سے علوم متداولہ اور فنون مروجہ حاصل کر کے آپ کی خدمت میں آتے اور ایک دو سبق یا کوئی مختصر کتاب پڑھ کر فراغت حاصل کرتے اور محصلین و اہل فضیلت میں شمار کئے جاتے تھے۔ تصنیفات آپ نے بہت ہی غوطی کی اور اکثر عمر اپنی تدریس و افتاء میں بسر کی۔ رسالہ منتہی المقال فی شرح حدیث لاشد الرجال اور در المنصود فی حکم امراة المفقود اور اجوبہ کثیرہ استفتاآت آپ کے یادگار ہیں۔ اخیر عمر میں ایک دو سال مرض فالج میں مبتلا رہ کر اکاسی سال کی عمر میں یوم پنجشنبہ ۲۴ ربیع الاول ۱۲۸۵ھ میں فوت ہوئے۔ مولوی ظہور علی مخاطب بس اشعار نے آپ کی تاریخ وفات حسب ذیل لکھی ہے ۷

چہ مولانا صدالدین کہ در عمر	امام اعظم آخر زمان بود
زہ صد الصد ر نیک محضر	بعدل و داد چوں نور شیراں بود
بہ روز پنجشنبہ کرد رحلت	کہ ایں عالم نہ جائے جاواں بود
ربیع الاول و بست و چہارم	وداع او سوئے دارالجنان بود
ظہور افسوس آل استاد ذیقدر	پدر دارم ہمیشہ مہرباں بود
چہ غش ہست تاریخ ولادت	کنوں گفتم چراغ دو جہاں بود

آپ نے رسالہ منتہی المقال میں ابن تیمیہ و ابن حزم پر جہنوں نے بحسب نے عم خود پر وئے حدیث لاشد الرجال کے قبور انبیاء و اولیاء کی زیارت کے لئے سفر کو حرام لکھا ہے، بتقدیر ایک جماعت فقہاء و محدثین شافعیہ مثل ابن حجر مکی و تقی سبکی اور قسطلانی وغیرہ کے بڑی تشنیع کی ہے اور ان کے عقائد کی مذمت میں بعض

لے مولانا فقیر محمد جلی کے علاوہ مسرید، نواب یوسف علی خاں والی رامپور، نواب صدیق حسن خاں بھوپالی، مولوی محمد قاسم نانوتوی اور مولانا رشید احمد گنگوہی بھی آپ کے نامور شاگرد ہیں۔ (تذکرہ علمائے ہند)

قواتیج معتبرہ مثل بکری و نویری سے عمدہ عمدہ اقوال نقل کئے ہیں اور رسالہ مذکورہ کے دیباچہ میں اس کی
 تالیف کے سبب میں منجملہ دیگر مطالب کے لکھا ہے و منہر من تمسک بروایۃ فقہیۃ
 نادرۃ فخذۃ من عما منہر ان لکل جدیدۃ لذۃ کل بضاعتہم الطعن فی
 الاثمتا المجتہدین و جمل صناعتہم القدرح فی الاولیاء السفربین الصراط
 المستقیم والسحلی ماخذہم واساسہم و ابن تیمیہ و ابن حزم نسیم
 واسہم لایہتدون الی طریق الحق بل یترددون فی تیبلاہاد و لادلیل
 و ہر اضلو اکثر و ضلوا عن سوار السبیل و فنتہ منہم یقلدون ابائہم
 فہم علی اثارہم مقتدون اولوکان ابائہم لایعقلون شیئاً و لایہتدون
 و بعضہم یستنبطون الاحکام عن الاحادیث و القرآن و لایعلمون شیئاً
 من العلوم حتی علم اللسان و ہر اذا وقعوا فی معضلة عسیا و خبطوا
 فیہا خبطا عشوا و الذین معہم یتحاشون عن الاتباع و التقلید و یقولون
 ان ہذا الیس بسوار السبیل و اذا رجعوا الی شہدائہم ینقلبون قلوبہم
 بلا حجة و لادلیل و لقد من اللہ سبحانہ علی ہذہ الامۃ بوجود العلماء
 فی کل عصر الذین حضوا فی العلم بنوا جندہم و ہر موا عرض الاصابۃ بنواخذہم
 و صرفوا فی تحصیل العلوم احبارہم و احوال کسب الفضائل لیلہم و نہارہم
 فالقوا و افادوا و صنفوا و اجادوا فطوبی لمن راجعہم الیہم و نزلہم باہم
 و راى الحق حقا و سرق اتباعہم و سحقا للقوم الذین لایتردون
 الیہم و لایرجعون امامیت علیہم قل هل یتوی الذین یعلمون
 لایعلمون و کفی بنا مستندا علی غوایتہ کبرائتہما نہم حرما السفر الی
 زیادۃ قبور الانبیاء و الاولیاء متمسکین بحدیث لا تشد الرجال فاملیت
 علیہم فی شرح ما ینجیہم عن الضلال مع تفرق البال و تشتت الحال فظلت
 اعناقہم خاضعین و قالوا انما بسا جار نامن الحق السبیل الخ۔

مولانا حافظ عبدالحلیم کھنوی

مولانا حافظ عبدالحلیم بن مولانا امین الدین مولانا محمد اکبر بن مفتی ابی الرحیم کھنوی : جامع
 علوم عقلیہ و نقلیہ اور بارے فنون فرعیہ و اصولیہ، فقیہ، محدث، صاحب تحقیق و تدقیق اور مصنف کتب کثیرہ

تھے۔ ۲۱ شعبان ۱۲۳۹ھ کو پیدا ہوئے، پہلے قرآن حفظ کیا پھر کتب صرف و نحو کو اپنے والد سے پڑھا۔ جب وہ فوت ہو گئے تو شرح تلخیص مفتاح کو اپنے نانا مفتی ظہور اللہ سے پڑھا اور شرح عقائد نسفیہ وغیرہ کو مفتی محمد اصغر سے حاصل کیا اور ان کے فوت ہونے پر باقی کتب درسیہ معقول و منقول کو مفتی محمد یوسف اور کتب علوم ریاضی کو اپنے خالو مولانا محمد نعمت اللہ سے پڑھا یہاں تک کہ فائق اقران اور کامل مکمل ہوئے ۱۲۶۱ھ میں اپنے وطن سے شہر بانڈا کو تشریف لے گئے جہاں آپ کو نواب ذوالفقار الدولہ نے اپنے مدرسہ کا مدرس مقرر کیا، پھر کچھ مدت بعد جو نپور کو تشریف لے گئے اور وہاں کے رئیس حاجی محمد امام بخش نے اپنے مدرسہ کا آپ کو مدرس کیا اور ایک خلقت کثیر نے آپ سے تلمذ کیا اور آپ کے فضائل اور تصانیف مشہور زمانہ ہوئیں۔

۱۲۷۷ھ میں شہر حیدرآباد دکن کو گئے اور وہاں وزیر مختار الملک نے آپ کو اپنے مدرسہ کا مدرس مقرر کیا جہاں دو سال تک تدریس و تشریح علوم میں مصروف رہے اور ۱۲۷۹ھ میں مستعفی ہو کر صرہین تشریفین کو تشریف لے گئے اور وہاں کے علماء نے آپ کی بڑی عزت کی اور مولانا محمد جمال مکی مفتی حنفیہ اور مولانا سید احمد دحلان مفتی شافعیہ اور شیخ علی حریری مدنی اور مولانا عبد الغنی مجددی دہلوی نزیل مدینہ منورہ اور مولانا عبدالرشید مجددی وغیرہم نے آپ کو حدیث کی اجازت دی اور اس سے پہلے آپ کو مولانا حسین احمد محدث طبع آبادی تلمیذ شاہ عبدالعزیز دہلوی سے بھی اجازت حاصل تھی، ۱۲۸۱ھ کو حیدرآباد میں واپس آئے اور وزیر موصوف نے عدالت دیوانی کی نظامت آپ کو تفویض کی، چنانچہ مقدمات مرجوعہ کو آپ بڑی خوبی سے فیصل فرماتے رہے یہاں تک کہ روز دو شنبہ ۲۹ ماہ شعبان ۱۲۸۵ھ میں وفات پائی اور "حافظ نامدار" تاریخ وفات ہے۔

آپ کی تصنیفات حسب ذیل ہے جو سب کی سب مفید اور مقبول ہے، رسالہ درباب اشارہ سبابہ، حاشیہ شرح عقائد جلالی المسماة بحل المعائد، نظم الدر فی سلک شق القمر، معان البصائر، شق القمر، التخلیة شرح التوسیة، نور الرحمن فی آثار حبیب الرحمن، الاملا فی تحقیق الدعاء، ایقاد المصابیح فی التراویح، غایة الکلام فی بیان الحلال والحرام، خیر الکلام فی مسائل الصیام، قول الحسن فیما يتعلق بالنواقل والسنن، عمدة التحریر فی مسائل اللون واللباس والمحرم، السقایہ بشرح الہدایہ نامکمل، قمر الاقمار حاشیہ نور الانوار، رسالہ دربارہ رحلت صرہین، التعلیق الفاضل فی مسئلہ الطہر المتخلل، حاشیہ شرح وقایہ نامکمل، رسالہ درباب جمیع فتاویٰ، جوان سے پوچھے گئے۔ رسالہ دربارہ تراجم علماء ہند مگر نامکمل، تحقیقات المرضیة لِحاشیة الزاہد علی الرسالۃ القطبیہ، قول الاسلام لحل شرح السلم، اقوال الاربعہ، کشف المکتوم لحل حاشیة بحر العلوم، قول المحیط

فیما يتعلق بالجهل المؤلف والبسيط، معين الناصين في رد المغالطين، الايضاحات لمبحث المختلطات، كشف
الاشتباه لحل حمد الله، بيان العجيب في شرح ضابطه التهذيب، كاشف الظلمة في بيان اقسام المحكمه، العرفان
في المنطق، حاشية نفیسی شرح موجز، حاشية قدیمه دو انیہ نامکمل، شرح تجرید قوشچی کی شرح، حاشیہ بر البیع الزمان
نامکمل، حاشیہ مصباح نحو وغیر ذلک۔

آپ کے خلف الصدق فقیہ، محدث، عالم بے مدیل، فاضل بے تمثیل، جامع معقول و منقول،
حاوی فروع و اصول، قدوة المحققین، زبدة المدققین، مصنف کتب کثیرہ مولانا ابوالحسنات مولوی
حافظ محمد عبدالمحی لکھنوی زندہ موجود ہیں جو بدر تحصیل علوم سے تصنیف کتب اور تنشیر علوم میں یہاں تک
مصرفت ہیں کہ باوجودیکہ آپ کی عمر ابھی پوری چالیس برس کی نہیں ہوئی مگر چشم بد دور آپ ستر کتب
رسالہ جات سے زیادہ تصنیف کر چکے ہیں جن میں سے اکثر معرض طبع میں آکر شہرت پا چکی ہیں اور
ان کے سوا بڑی بڑی علمی اور فضیلت کی کتابوں پر آپ کے حواشی اور تعلیقات موجود ہیں اور ان
میں ایسی تحقیقات و تدقیقات کو کام فرمایا ہے کہ طالب علموں کے آگے ایک منجھا ہوا آئینہ رکھ دیا
ہے غرض کہ کثرت تصنیفات اور تنشیر علوم کے سبب ہندوستان کے خفیوں میں اس آخر زمانہ میں اس
جمعیت و لیاقت کا اور کوئی عالم قاضل دکھائی نہیں دیا جس سے ان کو اگرچہ چودھویں صدی کا مجدد
امت محمدیہ قرار دیا جائے تو کوئی مبالغہ نہیں ہے، خدا تعالیٰ ان کا فیض مدت تک جاری رکھے۔

مفتی محمد یوسف سہالوی

مفتی محمد یوسف بن مفتی محمد اصغر بن مفتی ابی الرحم بن ملا محمد یعقوب بن مولانا عبدالعزیز بن
ملا سعید بن ملا قطب الدین الشہید السہالوی : اپنے زمانہ کے جمال و کمال میں یوسف اور جامع فروع
و اصول اور حاوی معقول و منقول، متعبد، متجدد، صاحب ریاضت و مجاہدت و مکاشفہ تھے، رکت اللہ
میں پیدا ہوئے اور اکثر کتب درسیہ کو اپنے والد سے پڑھا اور کسی قدر مولانا مفتی ظہور اللہ سے بھی استفادہ
کیا۔ رسالہ قوشچیہ کو اپنے بھائی مولانا نور اللہ سے پڑھا اور مولانا احمد انوار الحق متوفی ۲۶ شعبان ۱۲۳۶ھ
کے ہاتھ پر بیعت کی۔

جب آپ کے والد فوت ہوئے تو شہر لکھنؤ کی عدالت افتار کا کام آپ کے پیر پوچس کو اپنے

سال ولادت باندہ، ذیقعدہ ۱۲۶۲ھ، وفات لکھنؤ ۹ ربیع الاول ۱۳۰۲ھ، ۸۷ سے نانہ کتب کے مصنف تھے تذکرہ

علمائے ہند) مفتی احمد ابی الرحم (نزہۃ الخواطر) (مرتب)

بڑی دیانت کے ساتھ زمانہ غدر ہند تک سرانجام دیا پھر جو پور میں مدرسہ حاجی امام بخش کے مدرس مقرر ہوئے جہاں ۱۲۸۶ھ تک افادۂ خلق اللہ میں مشغول رہے اور ماہ شعبان سنہ مذکورہ میں جو پور سے حرمین شریفین کو تشریف لے گئے اور جب حج کر کے مدینہ کو تشریف لے گئے تو راستہ میں اسہال کبدری میں مبتلا ہو کر مدینہ میں پہنچتے ہی شنبہ کے روز ۱۹ ماہ ذی الحجہ ۱۲۸۶ھ میں وفات پائی اور بقیع میں دفن کئے گئے۔ "فاضل دانش پڑوہ" تاریخ وفات ہے۔ آپ کی تصنیفات سے تعلیقات صحیح بخاری، تعلیقات تفسیر بیضاوی، حواشی شرح سلم ملاحسن، حواشی شرح سلم قاضی مبارک حواشی شرح شمس بازغہ، تکلمہ حواشی شمس بازغہ ملاحسن، حواشی شرح وقایہ نامکمل وغیرہ مشہور و معروف ہیں۔

مولوی احمد الدین بکوی

مولوی احمد الدین بن حافظ نور حیات بن حافظ محمد شفا بن حافظ نور محمد بکوی : فاضل

اہل، عالم اکمل، فقیہ، محدث، جامع کمالات ظاہری و باطنی، صاحب ریاضت و مجاہدت تھے، ۱۲۱۶ھ میں پیدا ہوئے، مطول اور شرح وقایہ تک تو اپنے بھائی مولوی غلام محی الدین سے پڑھا، بعد ازاں متفرق عالموں سے استفادہ کیا اور اخیر کو مولوی محمد اسحاق محی الدین سے چودہ سال دہلی میں رہ کر دستار فضیلت باندھی اور حدیث وغیرہ علوم کی اجازت حاصل کی، ریاضت و مجاہدہ بدرجہ کمال تھا۔ رات کو کئی دفعہ بیدار ہوتے اور ہر دم ذکر الہی میں مصروف رہتے، چلتے پھرتے حالت صحت و بیماری میں طالب علموں کو سبق پڑھاتے رہتے تھے۔ مقبول درگاہ الہی میں ایسے تھے کہ جو زبان درفشان سے فرماتے وہی ہوتا۔ مروت اس قدر تھی کہ طالب علموں کو اگر ان میں سے کوئی بیمار پڑجاتا تو اپنے ہاتھ سے دوا تیار کر کے دیتے۔ آپ بھی مثل اپنے بھائی مرحوم کے اکثر لاہور میں رہتے اور درس دیتے تھے، اور یہ دستور کیا ہوا تھا کہ جب چھ ماہ آپ لاہور میں رہتے تو آپ کے بڑے بھائی بوگا میں تشریف لیجاتے اور جب وہ لاہور میں آتے تو آپ بوگا میں تشریف فرما ہو جاتے تھے۔ غرض جس قدر انتشار علم معقول و منقول پنجاب میں ان ہردو بھائیوں سے ہوا ہے کسی دوسرے سے نہیں ہوا، ہزار ہا آدمی صرف بھائی سے لے کر ان سے فارغ التحصیل اور فیض یاب ہوئے گو پنجاب میں کوئی صاحب علم ان کی شاگردی سے بے بہرہ نہ ہوگا کوئی بالذات کوئی بالواسطہ ان کے تلامذہ میں منتسب ہوگا۔

آپ نے تصنیفات بہت کی مگر نظر ثانی تک نوبت نہ پہنچی کہ لوگ لے گئے انا نجلد ایک کتاب ہے

حاشیہ شرح ملا ہے جو بہت مشہور ہے مگر اس میں بھی نظر ثانی تک کا موقع نہیں ملا، ایک حاشیہ خیالی ہے، باقی تصانیف کا کچھ پتہ نہیں۔ وفات آپ کی ۱۳ شوال شب یکشنبہ ۱۲۸۶ھ میں ہوئی اور جامع بکریہ

کے مقلدوں کے گئے۔ آپ کی عمر بھی تقریباً ستر سال ہوئی اور لطف یہ ہے کہ جیسے آپ ۱۳ سال اپنے بھائی مولوی غلام محی الدین سے چھوٹے تھے ویسے ہی تیرہ سال بعد ان کے وفات پائی اور ”غفور“ تاریخ وفات ہے۔

شیخ نور الدین رفیقی

شیخ نور الدین بن عبداللہ بن مصطفیٰ رفیقی : جامع علوم ظاہری و باطنی، علامہ زمانہ، فہامہ بیکانہ، صاحب ہدیت، عظیم الاخلاق، علو المذہب، ۱۲۲۵ھ میں پیدا ہوئے اور اپنے چچا کے بیٹے شیخ ابی المصطفیٰ طیب بن احمد بن مصطفیٰ کی گود میں پرورش پائی اور انہیں سے جمیع معارف کو اخذ کیا اور روایت حدیث اور اوراد کی حاصل کی اور علوم متعارفہ فقہ، صرف، نحو، منطق، کلام، اصول، حکمت وغیرہ کو مولوی محمد حسن بن نظام الدین سے اخذ کیا اور شیوخ کثیرہ سے صحبت کر کے ان سے فوائد کثیرہ حاصل کئے اور اکثر شہروں کی سیر کی، تمام عمر نکاح نہیں کیا، طبع موزون رکھتے تھے، اشعار لطیفہ اور ابیات منیفہ آپ سے یادگار ہیں۔ وفات آپ کی ۹ رجب ۱۲۸۸ھ میں ہوئی۔ ”غلام المحدثین“ تاریخ وفات ہے۔

نواب محمد قطب الدین محدث دہلوی

مولوی نواب محمد قطب الدین محدث دہلوی : ۱۲۱۹ھ میں پیدا ہوئے۔ اپنے زمانہ کے عالم اجل، فاضل اہل، فقیہ، محدث، مفسر، جامع معقول و منقول، حاوی فروع و اصول، جامع شرک و بدعت و متعفف، عابد، متودع، مرتد فرقة بنو مقلدہ، صاحب تصانیف کثیرہ تھے، علوم شرعیہ خصوصاً حدیث و اصول حدیث شاہ اسحق دہلوی سے حاصل کئے اور ان سے اور نیز علمائے عربین و اہلین سے حدیث کی سندیں لیں اور کئی دفعہ حج کیا۔ راقم نے بھی دہلی میں ۱۲۷۶ھ میں آپ کی زیارت کی ہے، بیشک آپ صورت و سیرت میں آیات ربانی میں سے ایک آیت تھے مگر افسوس آپ سے استفادہ کرنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ آپ اکثر تیسرے چوتھے سال حج کو تشریف لیجا یا کرتے تھے جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ آپ کی وفات بھی ۱۲۸۹ھ میں مکہ معظمہ میں ہوئی اور ”مروج احکام شریعت“ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

آپ کی تصنیفات حسب ذیل ہے مظاہر حق اردو ترجمہ و شرح مشکوٰۃ، جامع التفاسیر دو مجلد، ظفر جلیل ترجمہ شرح حصن حصین، منظر جمیل، مجمع الخیر، جامع الحسنات، خلاصہ جامع صغیر، ہادی الناظرین، تحفہ سلطان، معدن الجواهر، وظیفہ مسنونہ، تحفۃ الزوجین، احکام الصغی، فلاح دارین، تنویر الحق، توفیر الحق، تحفۃ العرب والعجم، احکام العیدین، رسالہ مناسک، خلاصۃ النصاب، گلزارِ حنت

۱۲۸۹ھ نواب قطب الدین خاں ولد نواب محی الدین کی تاریخ وفات تذکرہ علمائے ہند میں ۱۲۷۹ھ تحریر ہے۔ (مرتب)

تنبیہ النساء، حقیقۃ الایمان، مراد المعاد، تذکرۃ الصیام، تذکرۃ الربا، وغیر ذلک۔

مفتی محمد سعد اللہ مراد آبادی

قاضی مفتی محمد سعد اللہ مراد آبادی : عالم اجل، شیخ فاضل، ادیب اریب، منطقی، اصولی منقول و معقول کے پتے تھے، مراد آباد میں ۱۹۱۹ء میں پیدا ہوئے، جن کی تاریخ ولادت ظہورِ حق ہے۔ صرف و نحو کو مولوی عبدالرحمن تمیز سجاد العلوم ملا عبدالعلی لکھنوی سے پڑھا اور ۱۹۳۹ء میں مجالس و عظمت شاہ عبدالعزیز وغیرہ اکابرین میں حاضر ہوئے اور کتب درسیہ کو مولوی محمد حیات لاہوری پنجابی و اخوند شیر محمد خاں فاضل اور مفتی محمد صدیق الدین خاں صدر الصدور دہلوی سے پڑھا پھر ۱۹۳۳ء میں لکھنؤ کو تشریف لے گئے جہاں مولوی محمد اشرف و مولوی محمد ظہور اللہ و مولوی محمد اسماعیل مراد آبادی اور مولوی حسن علی محدث سے تحصیل کی اور بائیس سال وہاں ٹیچر رہے۔ ۱۹۲۷ء میں حرمین شریفین کو تشریف لے گئے، وہاں سے مراجعت فرما کر رامپور میں اقامت اختیار کی یہاں تک کہ ۱۹۹۲ء میں وفات پائی۔ شیخ سعید جہاں تاریخ وفات ہے۔ آپ کی تصنیفات سے القول المناوس فی صفات القاموس، میزان الافکار شرح معیار الاشعار، نوادر الوصول فی شرح الفصول، حاشیہ شرح سلم حد اللہ، حاشیہ شرح چغینی، زاد البیاب الی دار الحبیب، محصل العروض مع شرح وغیر ذلک یادگار ہیں۔ آپ کے خلف الرشید مولوی حافظ لطف اللہ بھی عالم صالح فاضل بارع رامپور میں سے ہیں۔

شیخ مصطفیٰ رفیقی

شیخ مصطفیٰ بن طیب بن احمد بن مصطفیٰ رفیقی : ابو احمد کنیت تھی، ۱۲۲۶ء میں پیدا ہوئے۔ عالم عامل، فاضل کامل، فقیہ محدث، حسن المحاضرہ، بلیغ العبارة، حاضر البیہ، شاعر موزون، مؤرخ جید تھے، صحاح ستہ اور کتب تصوف مثل عوارف و تعرف اور احیاء العلوم کو اپنے باپ سے پڑھا اور نسخ کیا اور دیگر علوم عقلیہ و نقلیہ کو اپنے زمانہ کے فضلاء اور حفاظ سے حاصل کیا، ہمیشہ طاعات و عبادات میں مشغول رہتے تھے، آپ کے شیخ بہار الدین و شیخ احمد و شیخ احسن اور شیخ عبدالشکور رفیقی وغیرہ نے نفاذ کیا اور جمعہ کے روز ۱۴ ربیع الاول ۱۲۹۳ء میں وفات پائی۔ تاریخ وفات آپ کی اذیلت اللہ الجنة بلہ حساب سے نکلتی ہے۔

مولوی محمد عمر رامپوری

محمد عمر رامپوری : عالم فاضل، جامع معقول و منقول، ذکی، فہیم، مناظر، اصولی، جدلی، عربی و

۱۴ رمضان ۱۲۹۳ء کو وفات پائی، تصانیف کی تعداد ۳۱ کے قریب ہے۔ (تذکرہ علمائے ہند) (مرتب)

فارسی میں شعر فصیح و بلیغ کہتے تھے۔ صوتت تخلص تھا، وعظ میں ایسی عبارت مقفی و مسجع ہوتے تھے کہ باعث استعجاب اہل علم ہوتا تھا اور مناظرہ میں وہ خدا داد ملکہ تھا کہ غیر مقلدین کو پیدے ہی مرحلہ میں ساکت کر دیتے تھے جن کے ہنگام تکلم یہ شعر صادق آتا تھا۔

اک بات میں تمام ہے یاں کار مٹا کس کی بلا ہو بارکش اقلان تیغ

یعنی شرح ہدایہ پر حواشی آپ سے یادگار ہیں اور نیز ایک رسالہ طنطنہ کھولت سماع کے باب میں اور ایک رسالہ عشرہ مبشرہ نام ان دس سوالوں کے جواب میں تصنیف کیا جو مولوی محمد حسین لاہوری امام ^{مقلدین} نے مشترکے تھے اور علمائے اہل اسلام عرب و عجم و خراسان و عراق و ہندوستان وغیرہ سے ان کے جواب پہلے تھے پس فاضل مبرور نے ایک ایک سوال کے متعدد جواب اس خوبی و صراحت سے دئے کہ صاحبان ذی علم و انصاف منش پر اظہر من الشمس ہیں۔ افسوس عین عالم شباب یعنی چھتیس سال کی عمر میں بہ مرض استسقاء ^{مقلدین} لحمی دہلی میں ۱۳ رمضان المبارک ۱۲۹۹ھ میں وفات پائی۔ "منظر مدلل" تاریخ وفات ہے۔

مولوی شاہ عبدالغنی

مولوی شاہ عبدالغنی بن شاہ ابوسعید : مفسر، محدث، فقیہ، جامع اصناف علوم حافظ

قاری صاحب باطن، درویش میرت تھے۔ اصل وطن آپ کا سرہند تھا مگر آپ دہلی میں ماہ شعبان ۱۲۲۵ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد میں سے حضرت غلام علی شاہ کے جانشین سجادہ خانقاہ مظہریہ واقع دہلی تھے۔ آپ نے اکثر علوم کو اپنے والد وغیرہ سے پڑھا چنانچہ امام محمد کی موطا انہیں سے پڑھی اور انہیں سے طریقہ صوفیہ اخذ کیا اور مشکوٰۃ شریف کو شیخ مخصوص الشہین مولانا رفیع الدین سے پڑھا جنہوں نے شاہ عبدالعزیز کے درس میں پڑھا تھا اور نیز محمد اسحاق دہلوی سے پڑھا اور شیخ محمد عابد سندھی انصاری نزہیہ منورہ سے صحیح بخاری کو پڑھا اور کتب صحاح ستہ کی سندلی اور شیخ ابوزاہد اسمعیل بن ادیس رومی ثم المدنی سے کل اجازت حاصل کی۔

عرصہ بیس سال کا ہوا کہ آپ ہندوستان سے ہجرت کر کے حرمین شریفین کو تشریف لگئے اگرچہ اس سے بعد المشرقین کا فاصلہ ہو گیا تھا مگر آپ کے فیوض کی شعاعوں سے وہ منور رہا اور ملک عرب جو مرکز اسلام اور ماخذ علم دین ہے وہاں بھی ہزاروں شخص آپ کے علم ظاہری و باطنی سے فیضیاب ہوئے اور مدینہ منورہ میں سیکڑوں مولوی حدیث کی سند آپ سے لینے آتے تھے اور حرمین شریفین زاد ہما اللہ شرفا کے

بڑے بڑے رکن اسلام آپ کو بزرگ مانتے تھے اور صد ہا لوگ عرب و عجم کے آپ کی بیعت سے فائدہ ان
نقشبندیہ میں مشرف ہو کر سعادت دارین کو پہنچتے رہے شیخ الحرم آپ کی یہاں تک تعظیم و تکریم کرتے تھے کہ
جب مسجد نبوی میں نماز کے وقت آپ کو دیکھ پاتے تو آپ کو ہی امام بناتے مگر آپ کو بسبب کفری کے
امامت پسند نہ تھی اس لئے یہ عادت کر لی تھی کہ عین بکیر کے وقت مسجد میں تشریف لاتے۔ آپ کی تصنیفات
تعلیقات سے ابن ماجہ السمی بہ النجیح الحاجہ فی شرح سنن ابن ماجہ یادگار ہے، وفات آپ کی محرم ۱۲۹۶ھ
میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔ قطعہ تاریخ وفات حسب ذیل ہے۔

شاہ عبدالغنی وحید زماں نازش علم و عارف باللہ
سال نقلش شنیدم از ہانت بہترین محدثین لے ماہ
مولوی حافظ ولی اللہ

مولوی حافظ ولی اللہ لاہوری : عالم فاضل، فقیہ متبحر مباحث، مناظر، واعظ، جامع علوم
عقلیہ و نقلیہ تھے۔ ترویج عقائد نصاریٰ میں آپ کو وہ ملکہ اور بید طولی حاصل تھا کہ بڑے بڑے پادری آپ
کے مقابلہ سے کنارہ کشی کر جاتے تھے، حافظہ کا وہ حال تھا کہ بروقت رو دیا کسی مسئلہ یا علمی بات کے
شاگرد سے کتاب کی عبارت پڑھو کر صفحہ وسط پوچھ لیتے کچھ بجاں تھی کہ وہ آپ کو بھول جائے فوراً بتا دیتے
کہ فلاں مسئلہ یا مضمون فلاں کتاب کے فلاں صفحہ وسط میں ہے۔ علوم آپ نے مولوی غلام رسول قلعہ والا
مولوی نور احمد ساکن کھائی کوٹلی اور نیز مولوی احمد الدین بگوی سے پڑھے۔ چونکہ آپ کو فقیہی مسائل کے
استنباط میں بڑی دسترس تھی اس لئے اکثر لوگ فتاویٰ کے لئے آپ کے پاس آتے تھے اور ہر جمعہ کو
جامع مسجد لاہور میں اہل اسلام کو اپنے پُر اثر وعظ سے مستفید کرتے تھے۔

آپ کی تصنیفات سے مباحثہ دینی، صیانت اللسان عن وسوسۃ الشیطان، اباحت ضروری
وغیرہ یادگار ہیں جن پر اہم الحروف کے حواشی چڑھے ہوئے ہیں، وفات آپ کی برص اسہال یوم جمعہ وقت
ظہر ۲۴ جمادی الاولیٰ ۱۲۹۶ھ میں ہوئی اور قطعہ تاریخ وفات حسب ذیل ہے۔

آن حافظ شیریں زباں ال واعظ خوشتر بیاں
بود از جمادی اولیں تاریخ بست و چار میں
پنہاں شدہ زبیر میں آن صاحب فہم و ذکا
بنویس جاں دادہ بہ حق حافظ ولی اللہ ولی
شدر روز آدمین رواں زبیر دار پُر رنج و عنا

آپ نامیائے تھے۔ (تاریخ لاہور ادکنیہ لال) (مرتب)

مولوی محمد قاسم نانوتوی

مولوی محمد قاسم بن اسد علی بن غلام شاہ بن محمد بخش بن علاء الدین بن محمد فتح بن محمد مفتی بن عبد السمیع بن مولوی ہاشم نانوتوی : سلسلہ میں پیدا ہوئے، نام نانوتوی آپ کا خورشید حسین ہے، علامہ عصر، فہامہ دہر، فاضل شجر، مناظر، مباحث، حسن تقریر، ذہین، معقولات کے گویا پتلے تھے۔ آپ کے پاس ہی سے ذہین، طباع، بلند ہمت، تیز، وسیع حوصلہ، جفاکش، جبری تھے۔ مکتب میں اپنے ساتھیوں سے ہمیشہ اول رہتے تھے۔ قرآن شریف بہت جلد ختم کر لیا۔ خط اس وقت بھی سب لوگوں سے اچھا تھا۔ نظم کا شوق اور حوصلہ تھا، اپنے کھیل اور بعض قصے نظم فرماتے اور لکھ لیتے تھے، چھوٹے چھوٹے رسالے اکثر نقل کئے۔ عربی آپ کو شیخ نہال احمد نے شروع کرانی پھر آپ سہارنپور میں اپنے نانا کے پاس چلے گئے اور وہاں محمد نواز سے کچھ فارسی اور عربی کی کتابیں پڑھیں۔ سلسلہ میں مولوی مملوک العلی کے پاس دہلی میں جا کر تحصیل علوم میں مشغول ہوئے اور حدیث کو شاہ عبدالغنی محدث سے پڑھا۔ جب تحصیل سے فارغ ہوئے تو چند سے مدرسہ عربی سرکاری واقع دہلی میں مدرس رہے، پھر مطبع احمدی میں تصحیح کتب پر مقرر ہو گئے اور تحشیہ و تصحیح بخاری شریف کا کام انجام دیا۔

آپ کا قول ہے کہ بہ ایام طالب علمی میں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں خانہ کعبہ کی چھت پر کھڑا ہوں اور مجھ میں سے ہزاروں نہریں نکل کر جاری ہو رہی ہیں۔ جناب والد سے ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ تم سے علم دین کا فیض بہ کثرت جاری ہوگا۔ سلسلہ میں حج کیا اور دیوبند کے عربی مدرسہ کے سرپرست مقرر ہوئے، ۱۲۸۵ھ میں پھر حج کو چلے گئے اور مراجعت کے بعد دہلی میں واپس آ کر تدریس و تشریح علوم میں مشغول ہوئے۔ سب کتابیں بے تکلف پڑھاتے اور اس طرح کے مضامین بیان فرماتے کہ نہ کسی نے سنے نہ سمجھے اور عجائب و غرائب تحقیقات ہر فن میں کرتے جس سے تطبیق اختلافات اور تحقیق ہر مسئلہ کی بیخ و بن تک ہو جاتی تھی۔ پادری تارا چند کو آپ نے مباحثہ میں ساکت کیا۔ سلسلہ میں چاند پور ضلع شاہجہانپور میں جو تحقیق مذہبی کا ایک میلہ قائم ہوا تھا اور ہر مذہب کے عالم وہاں جمع ہو گئے تھے، اس میں آپ نے ابطال تثلیث و شرک اور اثبات توحید کو ایسا بیان کیا کہ حاضرین جلسہ مخالف و موافق مان گئے۔ سلسلہ میں پھر اس میلہ میں پنڈت دیانند سری کے ساتھ گفتگو کی اور بحث و جود اور توحید کا ایسا بیان کیا کہ حاضرین کو سوائے سکوت اور استماع کے اور کچھ کام نہ تھا پھر عیسائیوں سے تخریف میں

مولانا محمد قاسم بن اسد علی بن غلام شاہ بن محمد بخش بن علاء الدین بن محمد فتح بن محمد مفتی بن عبد السمیع بن مولوی محمد ہاشم۔ (سوانح نامی)

گفتگو ہوئی اور عیسائی ایسے بے سرو پا بھاگے کہ ٹھکانہ نہ معلوم ہوا حتیٰ کہ اپنی بعض کتابیں بھول گئے، ان مباحثوں کا حال آپ نے ایک رسالہ میں مرتب کیا اور اس کا نام حجۃ الاسلام رکھا، اسی سال آپ پھر حج کو تشریف لے گئے، جب واپس آئے تو تپ میں مبتلا ہو کر کسی قدر عرصہ تک بیمار رہے اسی اثنا میں دیابند سرتی نے پھر مسلمانوں کے مذہب استقبال قبلہ پر اعتراض کرنا شروع کیا جس کے جواب میں آپ نے ایک رسالہ قبلہ نام تصنیف کیا۔ یوم پنجشنبہ ظہر کے وقت ۶ جمادی الاولیٰ ۱۲۹۹ھ میں ذات الجنب اور تپ کے عارضہ سے وفات پائی اور قصبہ نانوتہ میں دفن کئے گئے۔ مباحث روشن نفس“ آپ کی تاریخ وفات ہے۔ آپ سے مولوی محمود حسن دیوبندی اور مولوی فخر الحسن گنگوہی اور مولوی احمد حسن امر وہوی وغیرہ نے پڑھا۔

مولوی احمد علی محدث سہارنپوری

مولوی احمد علی محدث سہارنپوری : عالم فاضل، فقیہ، محدث، جامع منقول و معقول، حاوی فروع و اصول تھے۔ حفظ قرآن کے بعد علوم عربیہ وغیرہ میں مشغول ہوئے اور اپنے ملک کے علماء و فضلاء سے علوم متداولہ حاصل کر کے دہلی میں مولانا محمد اسحاق محدث سے حدیث کو پڑھا اور اس کی سند ان سے لی، پھر حج کیا اور حرمین شریفین کے علماء و مشائخ سے استفادہ کیا اور اجازت حاصل کی پھر دہلی میں آکر مطبع احمدی نام جاری کیا جو غدت تک بڑے زور و شور سے جاری رہا اور اس میں بڑی بڑی علمی کتابیں آپ کے اہتمام اور تبحر سے چھپتی رہیں خصوصاً صحیح بخاری وغیرہ پر آپ نے عمدہ حواشی چڑھا اور ان میں حنفی مذہب کی خوب تائید کی، علاوہ تحشیہ و تعلیقات کے ایک رسالہ الدلیل القوی علی ذکر القلارۃ للمقتدی خوب تحقیق و تدقیق سے فارسی میں تصنیف فرمایا جس کا ترجمہ اردو میں اب چھپا ہوا موجود ہے۔ مطبع شکست ہونے کے بعد آپ اپنے وطن مالوٹ سہارنپور میں آگئے جہاں مرض فالج سے ۶ جمادی الاولیٰ ۱۲۹۹ھ میں وفات پائی۔ ”خزانہ خوبی“ آپ کی تاریخ وفات ہے۔ آپ سے بذریعہ تدریس اور انطباع کتب علمیہ کے بڑی تشریحی ہوئی۔

شیخ عماد الدین

شیخ عماد الدین بن عبدالرسول بن ابراہیم بن اسلم بن یحییٰ رفیقی : لیب فاضل، ادیب کامل، عالم تحریر، محدث، فقیہ، اورع، اعمد تھے۔ ۱۲۹۹ھ میں پیدا ہوئے۔ علوم مروجہ و متعارفہ کو اپنے زمانہ کے ساتھ

۱۲۹۹ھ آپ دیوبند میں مدفون ہیں۔ (مرتب)

۱۲۹۹ھ مولانا احمد علی بن لطف اللہ۔ (نزیہ الخواطر) (مرتب)

سے حاصل کیا اور صحیح بخاری کو درسا اور روایت مولانا شیخ احمد واعظ سے پڑھا اور معارف و سلوک کو مولانا شیخ احمد تارابی سے اخذ کیا اور انہیں کے ہاتھ پر بیعت کی اور حج کیا جس کے ضمن میں اکثر شہروں کی بیعت کی آپ سے آپ کے چچا کے بیٹوں شیخ نظام الدین اور شیخ حمزہ نے استفادہ کیا اور یہی آپ کے بعد خلیفہ آپ کے ہوئے۔ وفات آپ کی جمعہ کے روز عصر کے وقت بتاریخ ۸ رباعہ رمضان سنہ ۱۳۱۵ھ میں ہوئی اور ”چشمہ فیض نبی“ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

ممت بالخیر

ملک الناصر داؤد، ولادت سنہ ۶۱۳ھ و وفات سنہ ۶۵۶ھ

(بقیہ حالات داؤد رحمہ اللہ، از ص ۲۸۳) ملک الناصر صلاح الدین داؤد بن ملک معظم عیسیٰ بن محمد بن ایوب صاحب کرک، شاعر، ادیب، سنہ ۶۱۳ھ میں دمشق میں پیدا ہوئے اور وہیں نشوونما پائی، اپنے والد کے بعد سنہ ۶۲۶ھ میں بادشاہ بنے، مگر شرف نے ان سے حکومت لے لی تو وہ کرک چلے گئے، گیارہ سال اس کے بادشاہ رہے، سنہ ۶۴۲ھ میں ایوب بن عیسیٰ نے ان سے حکومت چھین کر تین سال کے لئے قلعہ حمص میں قید کر دیا پھر حلقہ بنی مزید میں اقامت اختیار کر لی، دمشق کے قریب قریہ بولینا میں طاعون سے وفات پائی۔ شاعروں اور ادیبوں کی سرپرستی کرتے تھے، انہیں عمدہ کتب دیتے تھے، خواہند صلیبیہ فی فراند الناصریہ میں رسائل جمع کئے۔ (نجوم الزاہرہ ۴، ۳۴۱-۶۱، تذرات ۵: ۲۷۵، وفات الوفيات ۱۱: ۱۵۶، وفیات ۱: ۳۹۷) (مرتب)

(بقیہ حاشیہ ص ۳۴۷) امام صفانی لاہوری کے خاندان سے تھے، سنہ ۶۸۹ھ میں پیدا ہوئے، تفسیر کے علاوہ چھ اور کتابیں آپ کی یادگار ہیں۔ المشرح فی شرح الجمع چار جلدوں میں، شرح بزدوی، شرح مقدر مغز لوی، الثانی فی اختیار الکافی، بحر عین فی مناسک حج اور مختصر تنزیہ المسجد الحرام عن بدع الجملۃ والعوام۔ قاضی القضاة رہے۔ دستور الاعلام ومعجم المؤلفین، ان کے بھائی ابن ضیا متوفی سنہ ۶۵۵ھ اور داد محمد ہندی صفانی ضیا کے حالات مکتبہ میں ملاحظہ فرمائیں۔ (مرتب)

(بقیہ حاشیہ ص ۴۳۴) ۱۶ رمضان سنہ ۶۸۵ھ کو ہوئی، لقب استاذ الملک، بیس سال کی عمر میں اکابر علماء میں شمار ہوتا تھا، ان کے اساتذہ میں شیخ حسین عمری، حکیم سلیم، شیخ ابی حنیفہ تمیز، شیخ عبداللہ بن شمس الدین سلطانی اور حکیم علی گیلانی بھی شامل تھے، تلامذہ میں شیخ عبدالرشید صاحب رشیدیہ اور شیخ محمود بن زبیری مشہور ہیں، ۵۸۰ سال کی عمر میں ۱۹ ربیع الثانی سنہ ۶۸۵ھ کو انتقال ہوا۔

(سبحان المرجان، نزہۃ الخواطر) (مرتب)

تکملہ

یحییٰ بن بیان عجلی کوفی

ابوزکر یاکنیت، حافظ صدوق میں سے تھے، امام ثوری سے تفسیر کی چار ہزار احادیث حفظ کی تھیں، ہشام بن عروہ اور اسمعیل بن خالد وغیرہ سے روایت کی اور ان سے یحییٰ بن معین اور بشر حافی نے روایت کی، ۱۸۹ھ یا ۱۹۰ھ میں وفات پائی۔

ابراہیم بن معقل نسفی

حافظ امام قاضی ابواسحاق ابراہیم بن معقل بن حجاج بن خراش بن یزید بن دوست ساجی نسفی، محدث مفسر و فقیہ تھے، نسف کے قریب قصبہ ساجن میں پیدا ہوئے، طفیل بن زید کے بعد اہل نسف کے امام اور قاضی بنے۔ اہل سنت اور اصحاب حدیث میں جلیل القدر ثقہ فاضل شمار کئے جاتے تھے۔ ان کی روایت کی بڑی شہرت تھی، خراسان، عراق، شام، حجاز اور مصر کا سفر کیا اور بڑے بڑے ائمہ مثل ابی رجا، قتیبہ بن سعید عسقلانی، ابی الحسن علی بن محمد سفیدی، ابی ولید ہشام بن عمار دمشقی، محمد بن مصطفیٰ حمصی، ہناد بن سری، ابی کریب، محمد بن علاء کوفی اور ابی موسیٰ محمد بن ثنی بصری سے ملاقات کی، امام احمد بن حنبل سے بھی ملے مگر ان سے روایت نہیں کی، امام بخاری سے صحیح بخاری روایت کرنے والے آخری آدمی ہیں، ذیقعدہ یا ذی الحجہ ۲۹۵ھ یا ۲۹۶ھ میں وفات پائی آپ کی تصانیف میں مسند کبیر اور تفسیر مشہور ہیں۔

خلیل سجری

ابوسعید خلیل بن احمد بن محمد بن خلیل بن موسیٰ بن عبداللہ بن عاصم سجری: عالم، ادیب، ناظر، ناظم، واعظ اور فقیہ تھے۔ اپنے دور میں شیخ حنفیہ تھے۔ فارس، خراسان، حجاز، شام، جزیرہ اور دود دراز کا سفر کیا، سمرقند کے قاضی مقرر ہوئے، اور وہیں جمادی الاخریٰ ۳۸۶ھ میں وفات پائی جو پھر المضییہ میں سجری کی بجائے سجری اور سن وفات ۳۸۶ھ لکھا ہے، ان کی تصانیف میں "دعوات والاداب والمواعظ" مشہور ہے۔

عبدالرحمن بن درست نیشاپوری

ابوسعید الحاکم عبدالرحمن بن محمد بن محمد بن عزیز بن محمد بن زید بن محمد المعروف بہ ابن درست : اہل خراسان میں سے تھے۔ فقیہ، شاعر، ادیب، لغوی اور عربی کے بڑے عالم فاضل تھے۔ علم لغت میں جوہری کے شاگرد اور واحدی کے استاد ہیں۔ ۳۵۳ھ میں پیدا ہوئے اور ذیقعدہ ۳۳۳ھ میں وفات پائی۔ آخر عمر میں کانوں سے بہرے ہو گئے تھے۔ ان کی کتاب رد علی زجاجی اور دیوان شعر ان کی یادگار ہے۔ بعض کتب میں ابن درست کی بجائے ابن دوست لکھا ہے۔

اسماعیل بن سمان رازی

امام ابوسعید اسماعیل بن علی بن حسین بن محمد بن حسن بن زنجویہ رازی : عابد، زاہد، حافظ، محدث، مفسر، مقرر، متکلم، فقیہ اور رجال و انساب اور کئی دوسرے علوم کے ماہر تھے۔ حنفی اور شافعی فقہ پر کامل عبور تھا، تین ہزار مشائخ سے علم حاصل کیا، آخر عمر میں معتزلی ہو گئے تھے۔ ۲۴ شعبان ۳۳۳ھ کو بمقام دے وفات پائی اور امام محمد کے قریب دفن ہوئے، بقول ذہبی ان کی بہت سی تصانیف ہیں جن میں "موافقہ بین اہل بیت و صحابہ"، "سفینۃ نجات"، "ریاض فی الاحادیث" اور "لبستان فی تفسیر القرآن" (دس جلدوں میں) مشہور ہیں۔

نور الہدیٰ زینبی

ابوطالب حسین بن محمد بن علی بن حسن زینبیؑ : نور الہدیٰ لقب، بغداد کے نقیب النقباء اور فقہ حنفی کے زبردست عالم تھے، بڑے وجہ اور شریف تھے۔ ۳۲۰ھ میں پیدا ہوئے۔ بعض بادشاہوں کے پاس سفیر بن کر گئے۔ طالبین اور عباسیوں کے نقیب رہے۔ پچاس سال مشہد ابی حنیفہ میں درس دیا۔ ۹۲ سال کی عمر میں بھی ہوش و حواس صحیح اور قائم تھے۔ ماہ صفر ۱۲ھ میں بغداد میں وفات پائی اور امام ابوحنیفہ کے قریب دفن ہوئے۔ جو اہل المصنئہ میں لکھا ہے کہ آپ قاضی القضاة محمد دامغانی کے اصحاب میں سے تھے، ان سے اور صاحب قدوری ابی بکر رازی سے فقہ حاصل کی کریمہ بنت احمد سے سماعت کی، ان کے بھائی طراد بن محمد متوفی ۳۹۱ھ طویل عرصے تک بنو عباس کے نقیب النقباء رہے۔

۱۲ حسین بن نظام بن خضر بن محمد بن ابی الحسن علی زینبی (جو اہل المصنئہ) ۳۱۰ھ پہلے عباسی خلیفہ کی بنت عم زینب بنت سلیمان بن علی بن عبداللہ بن عباس کی اولاد زینبی کہلاتی ہے۔

زید بن حسن کندی بغدادی

تاج الدین ابوالہمین زید بن حسن بن زید بن حسن بن سعید بن عصمت بن حمیر حارث الکندی
 البغدادی : شیخ الحنفیہ، شاعر، ادیب، نحوی، لغوی، محدث، حافظ، قرارات عشر کے امام اور
 کئی علوم کے مستند زمانہ عالم فاضل تھے۔ ۲۰ رمضان ۵۲۰ھ کو بغداد میں پیدا ہوئے، علی سعیدی
 سبط خیاط، ابی القاسم مہتہ اللہ بن طبر، قاضی مارستان اور ابی منصور قزاز وغیرہ سے علم حاصل کیا۔ بہت
 عمدہ شعر کہتے تھے۔ بادشاہ ان کی بہت عزت کرتا تھا اور طے کرنے کے لئے قلعہ سے ان کے پاس آیا
 کرتا تھا، دمشق میں ۶ شوال ۳۱۰ھ میں وفات پائی۔ اشعار کے ایک بڑے دیوان کے علاوہ
 ان کی تصانیف میں تحاف الزائر و اطراف المقیم المسافر، شرح قطب ابن نباتہ، نتف اللحمیہ من ابن حنیف
 اور حاشیہ بردیوان متنبی مشہور ہیں۔

اسماعیل بن سوید بن زوری

شمس الدین ابوطاہر اسماعیل بن سوید بن عبد اللہ زوری : صوفی، شاعر، فقیہ، متکلم اور محدث
 تھے۔ ۳۸۵ھ یا ۳۸۶ھ میں قاہرہ میں پیدا ہوئے۔ شیخ ابی عبد اللہ محمد بن علی بن عربی کی صحبت
 میں رہے۔ مصر میں ابی الفضل محمد بن یوسف غزنوی اور ابی عبد اللہ محمد بن حامد ارباجی اور حلب میں ثریف
 ابی ہاشم عبد المطلب بن فضل ہاشمی سے سماعت کی۔ ۳۶۶ھ میں حلب میں وفات پائی۔ لواقع الاسرار
 و لوائح الانوار، شرح عمدہ عقائد نسفی، کتاب الصلوٰۃ بروایۃ لبشرین و لید ان کی تصانیف ہیں۔

تاج الشریعہ

عمر بن احمد بن عبد اللہ صدر الشریعہ اول، محبوبی بخاری : تاج الشریعہ لقب تھا۔ فقیہ اور
 عالم تھے، ۳۶۲ھ یا ۳۶۳ھ میں وفات پائی۔ ان کی کتاب نہایت الکفایہ فی درایۃ الہدایہ فی فروع
 الفقہ الحنفی مشہور ہے۔ بعض کتب میں ان کا نام عمر کی بجائے محمود لکھا ہوا ہے۔ (لاحظہ فرمیں اصل کتاب صفحہ ۳۲۲)

ابوبکر المزنی

شمس الدین ابوبکر بن عمر بن یونس المزنی : فقیہ اور محدث تھے، ۵۹۳ھ میں پیدا ہوئے،
 ابی مندویہ اور عطار سے بخاری اور ابن حرساتی اور عاشر سے مسلم روایت کی، شعبان ۳۱۸ھ میں
 وفات پائی۔

ابراہیم سعنی

ابو اسحاق ابراہیم بن عبد الرزاق بن ابی بکر بن رزق اللہ بن خلف سعنی المعروف بابن محدث:

فقہ، عالم، فاضل، شاعر، بڑے متقی پرہیزگار اور حسن اخلاق کا مجسمہ تھے۔ جمادی الاولیٰ ۱۲۲۲ھ میں موصل میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد اور علمائے عصر سے تعلیم پائی۔ اپنے قدوری کی شرح لکھی۔ رمضان ۱۲۹۵ھ میں دمشق میں وفات پائی۔

احمد بن ظاہری

امام حافظ جمال الدین ابوالعباس احمد بن محمد بن عبداللہ ظاہری حلبی : مشہور مقری اور حلیل القدر محدث تھے۔ شوال ۱۲۱۲ھ میں حلب میں پیدا ہوئے۔ شام، جزیرہ اور مصر میں سات سو شیوخ سے حدیث لکھی۔ دمشق، حلب، حماة، مصر، حمص، بعلبک، قدس وغیرہ چالیس شہروں سے چھل حدیث کے چالیس مجموعے تیار کئے۔ ۱۲۵۲ھ میں خراسان گئے۔ ستر سال کی عمر میں ۲۶ شعبان ۶۹۲ھ کو قاہرہ میں وفات پائی۔ ان کے بھائی ابراہیم بن محمد ظاہری (ولادت ۱۲۱۲ھ) وفات، قاہرہ، ۱۲۱۳ھ) بھی مشہور محدث تھے۔

نصر بن سلیمان منبجی

امام ابوالفتح نصر بن سلیمان بن عمر منبجی : مقری، باسع، محدث، نحوی اور فقہ تھے اپنے علم و فضل اور حسن اخلاق کی وجہ سے اتنے مشہور تھے کہ وزیر ار، اعیان سلطنت ان کی زیارت کو آتے، سلطان جانشکیر ان سے بہت محبت کرتا تھا۔ اسی سال سے زیادہ عمر پائی۔ ۲۶ جمادی الاخریٰ ۱۲۱۹ھ کو قاہرہ میں وفات پائی اور باب نصر کے باہر زاویہ حسینیہ میں دفن ہوئے۔

احمد بن محمد ادرسی

ابوالعباس احمد بن قاضی القضاة شمس الدین ابی عبداللہ محمد بن ابراہیم بن ابراہیم بن داؤد بن حازم الاسدی الادرسی : امام، مفتی، قاضی اور فقہ تھے۔ جامع حاکمی میں رہے۔ ۲۵ رمضان ۱۲۱۲ھ میں وفات پائی۔

محمد زندی

شمس الدین محمد بن یوسف بن حسن بن محمد بن محمود بن حسن زندی مدنی انصاری : محدث، مسند، راوی، فقہ اور ناظم تھے۔ ۱۲۲۸ھ میں پیدا ہوئے۔ حرم نبوی میں فقہ و حدیث کا درس دیتے تھے۔ شیرازہ میں بھی درس دیا اور قاضی رہے۔ وہیں ۱۲۹۳ھ میں انتقال ہوا، ان کی تصانیف میں بغیة المراتح الی طلب الادب، مولد نبی، نظم در السطین فی فضائل المصطفیٰ والمرتضیٰ والبتول والسبطین، معارج الوصول الی معرفة آل رسول، مشہور ہیں۔

احمد بن محترم قیسی

تاج الدین ابو محمد احمد بن عبدالقادر بن احمد بن محترم بن احمد بن محمد بن سلیم بن محمد القیسی المعروف بہ ابن محترم : نحوی، لغوی، شاعر، فقیہ، محدث اور کئی علوم کے ماہر تھے۔ ذی الحجہ ۶۸۲ھ کو قاہرہ میں پیدا ہوئے۔ ابا حیان کے ساتھ کافی عرصہ رہے۔ نحو کی تعلیم بہا بن نجاس سے حاصل کی، دیلمی سے حدیث کی سماعت کی۔ رمضان ۴۲۹ھ میں طاعون سے وفات پائی۔ آپ کی تصانیف میں الجمع بین العباب والحکم فی اللغۃ، شرح ہدایہ فی الفقہ، الجمع المنتقاۃ فی اخبار اللغویین والنحاة (دس جلدوں)، شرح الکافیہ مختصر ابن حاجب، شرح شافیہ، شرح فصیح، الدرر اللقیط من البحر المحیط، مجلدات فی تفسیر اور قبیل الاوائد، تذکرہ (تین جلدوں میں) وغیرہ مشہور ہیں۔

عبداللہ بن مہندس

صلاح الدین عبداللہ بن محمد بن ابراہیم بن غنائم بن واقد صالحی المعروف بابن مہندس مورخ تھے۔ ۶۹۱ھ میں پیدا ہوئے۔ قاہرہ میں رہائش اختیار کر لی۔ ۷۶۹ھ میں وفات پائی۔ ان کی تصنیف تاریخ کبیر لفقہاء الحنفیہ مشہور ہے، ان کے والد شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن ابراہیم بن غنائم بن مہندس (ولادت ۶۶۵ھ، وفات ۷۳۳ھ) محدث اور عالم فاضل تھے۔

ابوبکر ہاملی مینی

سراج الدین ابوبکر بن علی بن موسیٰ ہاملی (عالمی) مینی، فقیہ اور ناظم تھے۔ قدوری کو نظم کیا جو منظومہ ہاملیہ فی فروع الفقہ الحنفی کے نام سے مشہور ہے۔ ۷۶۹ھ میں وفات پائی۔

محمد ہندی صفانی

ضیاء الدین محمد بن محمد بن سعید بن عمر بن علی ہندی صفانی عمری نزہل المدینہ ثم المکہ : فاضل نحوی، فقیہ اور مکہ معظمہ میں شیخ الحنفیہ تھے۔ آپ امام حسن صفانی لاہوری کی اولاد میں سے تھے جن کا سلسلہ نسب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے، جمال مطری، قطب بن مکرم اور بدر فارسی سے حدیث سماعت کی، بڑے سخت قسم کے حنفی تھے۔ شافعیوں کے سخت مخالف تھے۔ ۷۶۳ھ میں آل جہاز سے دشمنی کے سبب مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ منتقل ہو گئے۔ جہاں اپنی وفات تک درس دیتے رہے۔ ۷۸۸ھ میں مکہ معظمہ میں وفات پائی۔

ابن سکر

شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن علی بن محمد بن علی بن ضرغام بن عبدالکافی البکری ابن سکر مصری

نزہل مکہ و محدث، فقیہ، اصولی اور نحوی تھے، ۱۸ھ میں پیدا ہوئے اور ماہِ صفر ۸۰۱ھ میں انتقال کیا، ان کے چھوٹے بھائی احمد بن علی البکری العطار دی الموزن المعروف بہ ابن سکر بھی محدث اور فقیہ تھے، ابن حجر وغیرہ نے ان سے سماعت کی، تقریباً ۷۰ سال کی عمر میں ۸۰۶ھ میں وفات پائی۔

ابن فرات

ناصر الدین محمد بن عبد الرحیم بن علی بن حسین بن محمد بن عبد العزیز بن محمد مصری المعروف بابن فرات مؤرخ، مدرس اور محدث تھے۔ قاہرہ میں ۳۵۲ھ میں پیدا ہوئے۔ ان کی تصانیف میں سے تاریخ الدول والملوک جو چوتھی سے آٹھویں صدی ہجری کے تفصیلی حالات پر مشتمل ہے، شائع ہو چکی ہے۔ عبید الفطر کی رات ۸۰۵ھ میں وفات پائی۔ ان کے والد عز الدین ابو محمد عبد الرحیم بن علی بن فرات متوفی ۲۲ ذی الحجہ ۳۵۲ھ بھی مدرس، مفتی اور قاضی تھے۔ ناصر الدین محمد بن فرات کے بیٹے خاتم المسدین للدیار المصریہ قاضی عز الدین عبد الرحیم بن محمد بن عبد الرحیم بن علی ابن فرات ۳۵۹ھ میں قاہرہ میں پیدا ہوئے۔ امام معمر مند، محدث اور مؤرخ تھے۔ طلب علم میں دور دراز کا سفر کیا۔ اپنے والد اور حسین بن عبد الرحمن بن سباع نکرینی وغیرہ سے سماعت کی، ان کی تصانیف میں سے تذکرۃ الانام، منظومۃ الفرائد اور نخبۃ الفوائد مشہور ہیں۔ آخر ذی الحجہ ۳۵۹ھ میں وفات پائی۔

شہاب السثمونی

احمد بن محمد بن منصور (یا احمد بن منصور) الاثمونی ثم القاہری المعروف شہاب السثمونی: نحوی اور عربی علوم کے فاضل تھے۔ تحفۃ فی علم العربیہ اور کتاب فی فضل لا الہ الا اللہ، ان کی تصانیف ہیں، ۳۸۹ھ میں وفات پائی۔

ابن شوکان زبیدی

محمد بن عبد اللہ بن شوکان زبیدی: فقیہ اور مدرس تھے۔ ابن حجر نے کہا ہے کہ زبیدی میں ریاست مذہب حنفی ان پر تمام ہوئی۔ ۳۸۲ھ میں وفات پائی۔

عبد الرحمن مرشدی

جلال الدین ابوالحامد عبد الرحمن بن ابراہیم بن احمد بن ابی بکر بن عبد الوہاب القوی الاصل ثم مکی مرشدی: مکہ معظمہ میں جمادی الاخریٰ ۳۸۵ھ میں پیدا ہوئے۔ علامہ، فقیہ، محدث، نحوی، مقرب اور اصیل، معانی اور علوم عربی کے فاضل تھے۔ شاوری، امیوطی، شہاب بن ظہیرہ سے سماعت کی، قاہرہ جاکر وہاں کے شیوخ سے استفادہ کیا۔ جمعہ ۱۴ شعبان ۳۸۵ھ کو وفات پائی۔ ان کے بڑے بھائی احمد

بن ابراہیم مرشدی محدث اور فقیہ تھے۔ محمد بن احمد بن عبد المعطیٰ عبد اللہ بن اسعد یافعی اور عزالدین بن عمار سے سماعت کی۔ ۸۶۰ھ میں پیدا ہوئے اور جمعرات ۴ ذیقعدہ ۸۳۲ھ کو مکہ معظمہ میں انتقال ہوا، دستورالاعلام میں ان کے ایک اور بھائی محمد بن ابراہیم مرشدی متوفی ۸۳۹ھ کے متعلق لکھا ہے کہ آپ فقیہ، محدث، نحوی اور صوفی تھے۔

ابراہیم خجندی

علامہ برہان الدین ابو محمد ابراہیم بن احمد بن محمد بن محمد بن محمد خجندی الاصل ثم المدنی : ادیب فقیہ اور محدث تھے۔ ان کے والد شیخ جلال الدین ابی طاہر احمد خجندی شارح قصیدہ بردہ خجندی سے آکر مدینہ منورہ میں آباد ہو گئے جہاں علامہ ابراہیم ۸۷۵ھ میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد اور عبدالرحمن بن علی الصامی زرنندی قاضی مدینہ وغیرہ سے تحصیل علم کی۔ دیوان، متعدد رسائل اور شرح ابن بعین نووی آپ کی یادگاہ ہیں۔ رجب ۸۵۵ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

محمد خوانی

محمد بن شہاب بن محمد ایا محمود بن محمد بن یوسف بن حسن خوانی نزہیل سمرقند : محدث فقیہ اور علوم منطق و معانی وغیرہ کے فاضل تھے۔ شہر سلو مل میں ربیع الاول ۷۷۷ھ میں پیدا ہوئے۔ سید شریف جرجانی وغیرہ سے سماعت کی۔ ذی الحجہ ۸۵۲ھ میں وفات پائی۔ آپ کی تصانیف میں کتاب فی منطق، حاشیہ علی العصد، حاشیہ علی شرح مفتاح تفسیر انانی، حاشیہ علی طوابع اور حاشیہ علی منہاج بیضاوی مشہور ہیں۔

محمد بن ضیاء (محمد بن العز) صفانی

امام رضی الدین ابو حامد محمد بن احمد بن ضیاء محمد بن العز محمد بن سعید العزری المکی العمری صفانی الاصل : اپنے زمانہ کے امام فاضل اور فقیہ کامل تھے۔ آپ ابو البقاء محمد بن ضیاء متوفی ۸۷۵ھ کے بھائی اور ضیاء الدین محمد ہندی صفانی متوفی ۸۷۸ھ کے پوتے ہیں۔ رمضان ۸۷۹ھ میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد اور سراج قاری سے تفقہ کیا۔ شعبان ۸۵۶ھ میں وفات پائی۔ کنز الدقائق نسفی کی شرح لکھی جس کا تکملہ ان کے بیٹے جمال الدین محمد بن محمد بن احمد المعروف محمد المکی متوفی ۸۸۵ھ نے لکھا۔

احمد المرعشی

شہاب الدین ابو العباس (ابو الفضائل) احمد بن ابی بکر بن صالح بن عمر المرعشی صلی : امام عالم، علامہ، اصولی، فقیہ، مرعش میں پیدا ہوئے۔ ۸۷۲ھ میں غنتاب منتقل ہوئے۔ ۸۱۶ھ میں

حلب چلے گئے۔ ذی الحجہ ۸۷۲ھ میں وفات پائی۔ کنوز الفقہ، نظم عمدة العقائد، نظم کنز اور خمس البرہہ آپ کی تصانیف ہیں۔

شمس الدین محمد ابن شحنة (صغیر)

شمس الدین ابو الفضل محمد بن محمد بن محمد بن محمود بن غازی ثقفی حلبی المعروف بابن شحنة صغیر: فقیہ، محدث، اصولی، مؤرخ، ادیب، ناظم اور ناشر تھے۔ ۱۲ رجب ۸۰۴ھ کو پیدا ہوئے حلب کے روسا میں سے تھے۔ ۸۳۶ھ میں حلب کے قاضی مقرر ہوئے، پھر مصر منتقل ہو گئے اور وہاں کاتب السر کے عہدے پر کام کرتے رہے، آخر عمر میں بڑی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا، فالج ہو گیا جس کی وجہ سے ذہن پر بھی اثر پڑا۔ محرم ۸۹۰ھ میں وفات پائی۔

آپ کی تصانیف میں سے طبقات الحنفیہ، نزہۃ النواظر فی روض المناظر (تاریخ میں اپنے والد کی تاریخ کی شرح)، نہایت النہایہ فی شرح ہدایہ، تنویر المتار (اصول فقہ میں)، المنجد المغیث (حدیث میں) اور ترتیب مہمات ابن بشکوال علی اسما صحابہ، مشہور ہیں۔ ان کے والد قاضی محب الدین ابو الولید محمد ابن شحنة متوفی ۸۱۵ھ اور بیٹے سری الدین عبدالبر بن محمد ابن شحنة متوفی ۹۱۲ھ کے حالات آپ اصل کتاب میں پڑھ چکے ہیں۔

اقبال قرظی

عفیف الدین عبدالعلیم بن ابی القاسم ابن عثمان اقبال قرظی: ۸۲۲ھ میں پیدا ہوئے۔ عالم فاضل اور فقیہ کامل تھے۔ جمعہ ۵ ذی الحجہ ۸۹۰ھ میں بمقام زبیدی (ایمن) وفات پائی۔ النور السافر میں لکھا ہے کہ آپ کے دو بیٹے عبدالمجید متوفی ۲۴ رمضان ۹۰۹ھ اور رضی الدین صدیق متوفی ۱۸ ذی الحجہ ۹۱۶ھ بھی زبیدی کے مشہور فقیہ تھے۔

برہان طرابلسی

برہان الدین ابراہیم بن موسیٰ بن ابی بکر بن علی طرابلسی: فقیہ اور عالم فاضل تھے، ۸۲۳ھ یا ۸۵۳ھ میں طرابلس (شام) میں پیدا ہوئے، دمشق میں تعلیم پائی، قاہرہ چلے گئے جہاں یکشنبہ ۱۲ ذیقعدہ ۹۲۲ھ کو وفات پائی۔ مواہب الرحمن فی مذہب النعمان اور اس کی شرح برہان آپ کی تصانیف ہیں۔

ابن اجا تدمری

محب الدین ابوالثنا محمود بن محمد بن محمود بن خلیل بن اجا تدمری الاصل حلبی ثم القاہری کاتب

الاسرار شریفہ بالممالک۔ الاسلامیہ المعروف بہ ابن اجا : محدث اور عالم فاضل تھے۔ بقول سخاوی ۸۵۲ھ میں حلب میں پیدا ہوئے۔ ۸۸۵ھ تک قاہرہ میں تحصیل علم میں مشغول رہے پھر بیت المقدس کی زیارت کرتے ہوئے حلب واپس ہوئے جہاں رمضان ۹۱۹ھ میں قاضی مقرر ہوئے۔ ۹۲۰ھ میں حج کیا، واپسی پر سلطان غوری نے طلب کیا اور قاہرہ میں کاتب السمر مقرر ہوئے۔ ۹۲۲ھ میں پھر حج پر تشریف لے گئے۔ جبار اللہ بن فہد نے ان سے حدیث میں استفادہ کیا۔ ۹۲۲ھ میں غوری کے قتل تک حلب میں اس کے ساتھ رہے اور وہیں ۹۲۵ھ رمضان کے پہلے عشرے میں وفات پائی۔ ان کے والد محمد بن محمود بن خلیل بن اجا، اصل میں قونیہ کے رہنے والے تھے۔ ۸۲۰ھ میں حلب میں پیدا ہوئے۔ بڑے بہادر، شہسوار، حافظ قرآن، فقیہ، نحوی، اصولی اور فاضل علوم تھے، قاہرہ چلے گئے جہاں دولت چرکیہ میں قاضی عسکر مقرر ہوئے اور طبقات الحنفیہ تین جلدوں میں تصنیف کی، حلب میں ۸۸۱ھ میں انتقال ہوا۔

محمد بن الغرس مصری

شمس الدین ابوالسیر محمد بن محمد بن بدر الدین معروف بہ ابن الغرس مصری : شاعر، علامہ، فقیہ اور نحوی تھے، ۹۳۲ھ میں وفات پائی۔ الفوائد البدریہ فی الاقضية الحکمیہ اور فوائد الفقہیہ فی اطراف القضا یا الحکمیہ آپ کی تصانیف ہیں۔

محمد بن سلطان دمشقی صالحی

قطب الدین ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن عمر بن سلطان دمشقی صالح المعروف بہ ابن سلطان : علامہ، فقیہ، مؤرخ، مدرس تھے۔ ۱۲ ربیع الاول ۸۷۷ھ کو پیدا ہوئے، عبدالبر بن شحہ وغیرہ سے تحصیل علم کی، مدرسہ قضاعیہ، مدرسہ ظاہریہ اور جامع اموی میں درس دیا، دمشق کے مفتی رہے، ۱۷ ذیقعدہ ۹۵۰ھ کو وفات پائی۔ آپ کی تصانیف میں شرح کنز الدقائق نسفی، رسالہ فی تحریم افیون، البرق الامع فی المنع من البرکۃ فی الجامع، فتح الملک العالم المنان علی ملک مظفر سلیمان اور تشویق الساجد الی زیارة اشرف المساجد مشہور ہیں۔

محمد بن طولون

شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن علی بن محمد بن طولون دمشقی صالحی الشہیر با بن طولون : محدث

۱۷ سلطان الملک الاشرف ابونصر قاضیہ بن عبداللہ چرکیہ المشہور بالغوری (۹۲۲-۸۵۰) دولت چرکیہ کا آخری حکمران تھا۔

مسند، مؤرخ، فقیہ، نحوی، مشارک فی تعبیر و طب وغیرہ۔ ۸۸۰ھ میں صالحیہ دمشق میں پیدا ہوئے، اپنے چچا جمال بن طولون، ابراہیم بن محمد طیبی شافعی بن عمون متوفی ۹۱۶ھ اور سیوطی سے استفادہ کیا۔ مدرسہ ابی عمر میں درس دیتے رہے۔ ۱۱ جمادی الاولیٰ ۹۵۳ھ کو دمشق میں وفات پائی۔ کثیر التصانیف تھے، خود اپنی ۱۸ تصانیف کا ذکر کیا ہے جن میں سے چند یہ ہیں، قلائد الجویہ فی تاریخ صالحیہ، اللؤلؤ المنظوم، الجواب المصنیع فی طب السادة الصوفیہ، النعمات الانزہریہ فی فتاویٰ العونیہ، اعلام السالین عن کتاب سید المرسلین۔

مولیٰ عبدالرحمن شیخ زادہ

امام مولیٰ علامہ عبدالرحمن بن جمال الدین شیخ زادہ : ادیب، محدث، مفسر، واعظ شہریں بیان، قادی خوش الحان، عالم حلیل اور فاضل کبیر تھے۔ عقد منظوم میں لکھا ہے کہ زلیقون کے شہر میں پیدا ہوئے۔ مولیٰ حافظ عجمی اور مولیٰ محمد قرمانی سے تحصیل علم کی پھر قضیہ ابی ایوب انصاری کے مدرسہ دار الحدیث کے سربراہ رہے، جامع قاسم پاشا کے خطیب رہے، ۹۴۱ھ میں وفات پائی، تفسیر رضیادوی کا حاشیہ لکھا، ابوسعود آفندی مفتی نے "صورۃ اجازتہ" میں آپ کی بہت تعریف کی ہے۔

رضی الدین ابن حنبلی

علامہ رضی الدین ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم بن یوسف بن عبدالرحمن تاذنی حلبی معروف بابن حنبلی : ادیب، مؤرخ اور محدث تھے۔ ۹۰۸ھ میں حلب میں پیدا ہوئے اور وہیں جمادی الاولیٰ ۹۴۱ھ میں وفات پائی، ان کی کثیر تصانیف میں سے حاشیہ علی شرح وقایہ فی مسائل ہدایہ، حاشیہ علی شرح تصریح الغری تفتازانی، موارد الصفار فی فوائد الشفاء (حدیث میں) اور درالجب فی تاریخ حلب مشہور ہیں۔

بستان آفندی رومی

مولیٰ المصلح الدین مصطفیٰ بن محمد علی التیرہوی رومی المعروف بہ بستان آفندی رومی : فقیہ، مفسر، صوفی اور کلام، ہیئت و حساب وغیرہ کے فاضل تھے۔ عقد منظوم میں لکھا ہے کہ آپ ۹۲۷ھ میں قصبہ تیرہ میں پیدا ہوئے۔ طلب علم میں دور دراز کا سفر کیا اور مولیٰ محی الدین فناری، مولیٰ شجاع اور ابن کمال پاشا جیسے نامور علمائے عصر سے استفادہ کیا۔ سلطان سلیمان ثانی کے معلم مولیٰ خیر الدین کی صحبت میں رہے۔ پھر کچھ عرصہ مدرسہ میں رہے، پیدہ چند قصابات میں بطور قاضی کام کیا اس کے بعد تبریز، ادرنہ اور قسطنطنیہ کے قاضی رہے۔ ۹۵۲ھ میں قاضی عسکر

انا طویب بنے، دس ہی روز بعد چوی زادہ کی وفات پر روم اہلی کے قاضی مقرر ہوئے۔ پانچ سال اس عہدے پر فائز رہنے کے بعد معزول ہوئے تو ایک سو پچاس درہم روزانہ پنشن مقرر ہوئی، ان کا شمار بڑے جلیل القدر اور نابغہ روزگار علماء میں ہوتا ہے۔ مناظرہ میں اپنے زبردست دلائل سے بڑے بڑے علماء و فضلاء کو خاموش کر دیتے تھے، حافظ قرآن تھے اور ہر ہفتے اپنی نمازوں میں پورا قرآن شریف ختم کیا کرتے تھے۔ آخری عشرہ رمضان ۹۷۷ھ میں قسطنطنیہ میں وفات پائی اور بیرون شہر ناویہ سید بخاری کے قریب دفن ہوئے۔

آپ کی تصانیف میں تفسیر بضاوی (سورۃ الانعام) کا حاشیہ، حاشیہ علی الاصلاح والایضاح، حاشیہ علی صدر البشیر، رسالہ فی الجزر الذی لا یجزی، رسالہ قضار و قدر اور نجات الاحباب و تحفہ ذوی الالیاب (کیما میں) مشہور ہیں۔

مولیٰ محمد صاری کر نہ زادہ

مولیٰ محمد المعروف بہ صاری کر نہ زادہ (اپنے دادا نور الدین بن یوسف صاری کر نہ متوفی ۹۲۹ھ قاضی عسکر روم اہلی کی نسبت سے صاری کر نہ زادہ مشہور ہیں)؛ فقیہ، متکلم، مدرس علیم الطبع عالم فاضل تھے۔ مدینہ منورہ اور حلب کے قاضی رہے، کئی جگہ درس دیا۔ ۹۸۹ھ میں وفات پائی۔ تعلقہ علی کتاب الصوم من الہدایہ، حواشی علی مفتاح العلوم للسکاکی، حواشی علی التبیات من شرح المواقیف اور رسالہ بلغی فی وصف علم، ان کی تصانیف ہیں۔

قطب المکی محمد بن زوالی

شیخ العالم المحدث قطب الدین محمد بن علاء الدین احمد بن شمس الدین محمد بن محمود قاضی خان بن بہار الدین بن یعقوب بن حسن بن علی بن قاسم بن محمد بن ابراہیم بن اسماعیل عدنی

۱۰۰۰ھ سلطنت عثمانیہ کے نظام عدلیہ کے اعلیٰ ترین عہدے قاضی عسکر کا منصب شیخ الاسلام کے بعد سب بلند سمجھا جاتا تھا، علاقہ کے تمام قاضیوں اور عہدہ داروں کا تقریباً وہی ہی کرتا تھا، قاضی عسکر دہوتے تھے ایک روم اہلی کا، دوسرا ناطولی کا، ان میں روم اہلی کے قاضی عسکر کا عہدہ زیادہ اہم سمجھا جاتا تھا۔ سلطنت عثمانیہ کا وہ حصہ جو قسطنطنیہ سے مشرق کی جانب تھا ناطولی اور مغرب کی طرف کا روم اہلی کہلاتا تھا، موجودہ سیاسی تقسیم کے لحاظ سے البانیہ، سرسیا، بلغاریہ، یوگوسلاویہ، یونان وغیرہ روم اہلی میں شامل تھے لہٰذا زینہ الخواطر میں حسن کی بجائے اسماعیل لکھا ہے۔

ظرفانی ہندو والی ہندی الاصل ثم المکی قادری : مؤرخ، محدث، مفسر، مفتی، فقیہ، شاعر، انشا پرداز اور
 مہنایت فصیح عربی دان، اپنے وقت کے امام تھے۔ ان کا خاندان کئی پشتوں سے علم و فضل میں ممتاز
 چلا آ رہا تھا۔ ۹۱۷ھ میں لاہور میں پیدا ہوئے، ان کا خاندان مکہ معظمہ منتقل ہو گیا۔ ابتداء میں اپنے والد
 اور شیخ عبدالحق سنباطی سے پڑھا پھر خطیب معمر احمد بن محب الدین بن ابوالقاسم محمد انوری مکی اور محدث
 یمن وحید الدین ابو محمد عبدالرحمن بن علی الرزیح الشیبانی العبدری الزبیدی اور شیخ شہاب الدین احمد
 بن موسیٰ بن عبدالغفار مغربی الاصل ثم المصری سے تعلیم پائی۔ ۹۲۳ھ میں مصر چلے گئے وہاں ابوبکر
 محمد بن یعقوب عباسی المتوکل علی اللہ متوفی ۹۵۰ھ اور علامہ جلال الدین سیوطی کے شاگردوں سے
 استفادہ کیا پھر بغرض تعلیم استانبول تشریف لے گئے، وہاں سے واپسی پر مدرسہ اشرفیہ مکہ معظمہ
 میں مدرس ہوئے۔ ۹۵۰ھ میں براستہ ایشیا کوچک دوبارہ استانبول گئے، واپس آئے تو سلطان
 احمد شاہ گجراتی کے مدرسہ واقع مکہ معظمہ کے منتظم اور متولی رہے، ۹۶۵ھ میں مدرسہ حنفیہ سلیمانہ قائم ہوا تو
 اس میں طب، حدیث اور اصول کا درس دیتے رہے، مکہ معظمہ کے مفتی بنا دئے گئے، حرم میں خطابت
 کا منصب عطا ہوا، انہوں نے صفا کے قریب ایک مدرسہ بنوایا اور اس میں فقہ و حدیث پڑھاتے رہے،
 عثمانی سلاطین ان کے بڑے قدردان تھے، سلطان سلیمان، سلطان سلیم اور سلطان مراد ان کی بڑی عزت
 کرتے اور انعام و اکرام سے نوازتے رہے۔ ۹۹۱ھ میں مکہ معظمہ میں وفات پائی۔

آپ اپنے دور کے بہت بڑے اور مشہور محدث تھے۔ آپ صرف آٹھ واسطوں سے
 امام بخاری سے روایت کرتے ہیں اور بقول صاحب نزہۃ الخواطر صحیح بخاری کی سند و اجازت میں جو علو سند
 انہیں حاصل ہے وہ کسی اور کو حاصل نہیں بطریقہ تصوف علامہ الدین کرمانی نقشبندی متوفی ۹۳۹ھ سے حال کیا۔

سلطان محمد غزنوی سومات پر حملہ کے لئے جانے وقت اس شہر سے گزرا تھا (طبقات اکبری) ۸۰۷ھ نزہۃ الخواطر
 ۸۰۷ھ ابو العباس علاؤ الدین احمد بن محمد ہندو والی گجراتی ثم المکی : ۸۸۶ھ میں پیدا ہوئے، ان کے دادا
 محمود قاضی خان ہندو والی کے مشہور عالم اور مفتی تھے، ہندوستان سے مکہ معظمہ منتقل ہو گئے تھے جہاں
 ۹۲۹ھ میں وفات پائی۔ آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے، اپنے زمانے کے مشہور محدث تھے ۸۰۷ھ ولادت
 سنباطی ۸۲۷ھ وفات مکہ معظمہ رمضان ۹۲۷ھ ۵۵ ولادت ۳ محرم ۸۶۶ھ وفات ۲۶ رجب ۹۲۷ھ ۸۰۷ھ
 دستورالاعلام و کشف الطنون میں ۹۹۱ھ، النور الافراد و شذرات الذہب میں ۹۹۱ھ اور ہدیۃ العارفین میں ۹۸۸ھ درج ہے ۱۲

آپ کی پہلی تصنیف استانبول کے دوسرے سفر کا سفر نامہ تھا جو آب نہیں ملتا، دوسری تصانیف یہ ہیں :-

۱ :- البرق الیہانی فتح عثمانی (تاریخ من از سنہ ۹۸۵ھ) وزیر سلیمان پاشا کی قیادت میں ترکوں کی فتح، زید پور کی واپسی، وزیر اعظم سنن پاشا کی قیادت میں دوبارہ ترکوں کی فتح۔ یہ کتاب یکم رمضان ۹۸۱ھ کو مکمل ہوئی، ۹۸۲ھ میں اس کا ضمیمہ لکھا جس میں تیونس وغیرہ کی فتح کا بیان ہے، اس کتاب کا ترکی میں ترجمہ ہو چکا ہے۔

۲ :- الاعلام باعلام بیت الحرام (یعنی تاریخ مکہ) یہ ۹۸۵ھ میں مکمل ہوئی اور سلطان مراد کے نام معنون کی گئی، جرمنی اور قاہرہ میں چھپ چکی ہے۔

۳ :- تمثال الامثال السائرہ فی الابیات الفاضلہ النادرہ یا تمثیل والمحاضرہ بالآیات المفردۃ النادرہ : مضمون نویس اور انشا پردازوں کے لئے ترتیب شدہ حوالے کے اشعار کا مجموعہ۔

۴ :- کنز الاسمی فی فن المعنی : اس کتاب میں سے ایک معنی جس کا جواب "احمد" ہے، یوں ہے :

لن ان دارت الکاس العقار باطراح الرياح دم مدار

معین الدین عبد المعین بن احمد ابوالبقار نے ۹۹۲ھ میں اس کا حاشیہ لکھا۔

۵ :- طبقات الحنفیہ (چار جلدوں میں)

۶ :- منتخب التاريخ

۷ :- جامع فی الحدیث (جس میں کتب السنہ جمع کی ہیں)

۸ :- ادعیۃ الحج والعمرة فی المناک

۹ :- الفوائد السنیہ فی رحلة المدینۃ والرومیہ

۱۰ :- تکمیل دستور الاعلام لابن عزم

آپ کے بیٹے محمد بن محمد قادری خرقانی قطبی مسکی نے ۱۰۰۰ھ میں اہلج الانسان والزمین فی الاحسان الواصل للحرین من الیمین بولانا العادل پاشا الحسن کے نام سے مکہ و مدینہ کی تاریخ لکھی اور اس میں یمن کے ولی حسن پاشا کے کارہائے نمایاں بیان کئے ہیں۔

قطب المسکی کے بھائی محب الدین بن علاؤ الدین احمد یمن میں قاضی تھے، ان کے بیٹے بہاؤ الدین ابوالفضل عبد الکرم بن محب الدین بن علاؤ الدین احمد، ۲۹ شوال ۹۶۱ھ کو احمد آباد (گجرات) میں پیدا ہوئے، مکہ مکرمہ میں چچک کے زیر سایہ تربیت ہوئی، ۹۸۲ھ میں مدرسہ مرادیہ میں مدرس ہوئے، چچا کی وفات کے بعد

مفتی مکہ اور پھر امام الحرم بنے۔ ۱۵ ذوالحجہ ۱۲۱۲ھ کو وفات پائی۔ قطب المسک کی تاریخ مکہ کا خلاصہ
اعلام العلماء الاعلام بنبار المسجد الحرام کے نام سے کیا۔ ہنز الجاری علی جامع البخاری کی تصنیف شروع کی تھی
مگر نامکمل رہ گئی۔ عبدالکریم کے پوتے عبدالکریم بن اکمل الدین بن عبدالکریم بن محب الدین قطبی المعروف
بہ عبدالکریم قاضی خان کی مشہور صوفی تھے، شرح علی الفصوص لصدر الدین قرنوی کے مصنف ہیں ۱۵۵۵ھ
میں مکہ میں وفات پائی۔

زلف نگار رومی

مولیٰ محمد بن عبدالکریم بن عبدالوہاب برکلی رومی الملقب بہ زلف نگار برکلی رومی قسطنطینی : امام
علامہ، متکلم، نحوی، بیانی، ادیب، مدرس اور فقیہ، مولیٰ جعفر کے ساتھیوں میں سے تھے ۹۹۲ھ
یا ۹۹۵ھ میں وفات پائی۔ تشریف جرجانی کی تجرید ہدایہ میں سے کتاب العتاق وغیرہ پر حواشی لکھے۔

شوی زادہ

مولیٰ محی الدین محمد بن محمد بن الیاس المعروف بہ شوی زادہ : امام علامہ، مدرس، مفتی، قاضی
اور فقیہ تھے، ان کا شمار دولت عثمانیہ کے نیک اچھے اور نامور قاضیوں میں ہوتا ہے، دمشق اور مصر
میں قاضی رہے پھر قاضی عسکر بنے اور آخر میں دارالسلطنت کے مفتی مقرر ہوئے۔ ۶ جمادی الاخریٰ
۹۹۵ھ کو وفات پائی۔

جمال الدین خاص

علامہ جمال الدین محمد بن صدیق الخاص بمینی زبیدی : النور السافر میں لکھا ہے کہ آپ اپنے
دور کے بے نظیر عالم فاضل محقق مفتی مدرس اور فقیہ تھے، زبیدی میں آپ شیخ حنفیہ تھے اور آپ کے
بعد کوئی آپ جیسا نہ ہوا۔ ۴ شعبان ۹۹۶ھ بدرہ کے روز زبیدی میں وفات پائی۔

مولیٰ پرویز رومی

مولیٰ پرویز بن عبداللہ رومی : امام علامہ، مدرس، مفسر اور فقیہ تھے، علمائے عصر سے
تحصیل علم کی، ۹۹۶ھ میں وفات پائی۔ ہدایہ اور تفسیر بصیاری پر حواشی تحریر کئے، اس کے علاوہ تلخیص
التلخیص للقرظوبنی فی المعانی اور رسالہ فی الولاء بھی آپ کی یادگار ہیں۔

صالح تمرناشی

صالح بن محمد بن عبداللہ بن احمد الخطیب بن محمد الخطیب بن ابراہیم بن ابراہیم الخطیب

ترتاشی الغزی صاحب تزییر الابصار کے بیٹے تھے، ادیب، شاعر، عالم، فاضل، نحوی اور فقیہ تھے، اپنے والد سے تعلیم پائی، پھر مصر گئے، وہاں کے علماء سے بھی تحصیل علم کی۔ ۱۰۵۵ھ میں وفات پائی۔ زوہر الجواہر حاشیہ علی الاشباہ والنظائر، شرح تحفة الملوك، العنایہ فی شرح النقایہ، ابکار الافکار وفاکتہ الاخبار اور شرح الالفیہ فی النحو، آپ کی تصانیف ہیں۔ ان کے بیٹے محمد الغزی ترتاشی، نحوی، ادیب، شاعر اور فرضی تھے۔ غزہ اور قاہرہ میں تعلیم پائی۔ صاحب التصانیف تھے۔ اپنے والد کے سامنے ہی جوانی میں ۱۰۳۵ھ میں غزہ میں وفات پائی۔

احمد حموی

شہاب الدین احمد بن سید محمد سیحینی حموی مصری : مدرس اور فقیہ تھے۔ قاہرہ میں مدرسہ سلیمانیا اور مدرسہ سینییہ میں درس دیا۔ ۹۱۵ھ میں وفات پائی۔ ۲۵ سے زائد کتب تحریر کیں جن میں انجاف الاذکیاء تحقیق عصمت الانبیاء، تذہیب الصحیفہ بنصرۃ امام ابی صنیعہ، تعلیق القلام علی المنظومۃ العقائد، حسن الابتناج برویۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ربیبۃ المعراج، شرح کنز الدقائق، عقود الحسان فی قواعد مذہب النعمان، کشف المرز عن خبايا الكنز فی الفقہ الحنفی مشہور ہیں۔

صولاق زادہ

قاضی خلیل رومی صولاق زادہ عالم فاضل اور فقیہ تھے۔ ۹۱۵ھ میں وفات پائی۔ طبقات الحنفیہ آپ کی تصنیف ہے۔

شیخ باقر لاہوری

محمد باقر بن مفتی شرف الدین عباسی حسینی نقشبندی لاہوری : عالم فاضل، مفتی، مفسر اور صوفی تھے۔ خواجہ محمد معصوم کے مرید اور خلیفہ تھے۔ حضرت مجدد العت ثانی اور خواجہ محمد معصوم کے مکتوبات کا خلاصہ کنز الہدایات فی کشف البدایات والہدایات کے نام سے فارسی میں تحریر کیا، جو کئی مرتبہ چھپ چکا ہے اس کا عربی ترجمہ حرز العنایات کے نام سے ایک ترک عالم شیخ محمد الحفظی بن ولی الدین آفندی نے مکہ معظمہ میں ۱۲۱۰ھ میں مکمل کیا۔ یہ بھی کچھ عرصہ قبل لاہور میں شائع ہو چکا ہے۔ فارسی اشعار میں ایک کتاب دامن حق اور قرآن پاک کی عربی تفسیر بنام منتهی الایجاز لکشف الاعجاز بھی آپ کی تصانیف ہیں۔ ۱۰۸۰ھ کے بعد وفات پائی۔

۱۰۸۰ھ میں وفات پائی۔ ان کے حالات آپ ۱۰۸۱ھ میں لکھے ہیں۔

فیضی ارض رومی

فیض اللہ بن سید محمد بن پیر محمد بن احمد بن شیخ جنید ارض رومی : فیضی کے نام سے مشہور تھے۔ عالم فاضل، مفسر، فقیہ اور صوفی تھے۔ شیخ الاسلام کے بلند عہدے پر فائز رہے، ربیع الآخر ۱۱۵۵ھ میں شہید ہوئے۔ آپ کی بہت سی تصانیف ہیں جن میں اذکار الایکار سے ورد العشی والاسحار، تعلیقات علی شرح عقائد، حواشی علی تفسیر بصیاوی، حاشیہ علی تفسیر سورۃ النساء، لخصاص، ریاض الرحمہ، لطائف نامہ، نصح الملوک اور فتاویٰ فیضیہ مشہور ہیں۔

قرہ خلیل رومی

خلیل بن حسن بن محمد کبیلی رومی : مفسر، فقیہ اور عالم فاضل تھے۔ رومی اہلی کے قاضی عسکر رہے۔ ۱۲۳۳ھ میں وفات پائی۔ ہدایہ، مختصر طوابع اصفہانی، حکمت العین، اثبات الواجب فناری کی شرح لکھیں، تفسیر سورہ تبارک، تفسیر سورہ ملک، رسالہ الاحباب اور بہت سی دوسری تصانیف آپ کی یادگار ہیں۔

مراد بن علی نقشبندی

مراد بن علی بن داؤد بن کمال الدین بن صالح بن محمد الحسینی بخاری نقشبندی : محدث، مفسر، مدرس، فقیہ، علوم عقلی و نقلی کے فاضل اور صوفی تھے۔ ۱۱۵۵ھ میں پیدا ہوئے، حج و زیارت کے لئے حرمین گئے، وہاں تین سال قیام کیا، پھر طلب علم میں بخارا، اصفہان، سمرقند، بلخ، بغداد وغیرہ کا سفر کیا اور وہاں کے علماء سے ملاقات کی، پھر مکہ معظمہ، مصر اور دمشق کا سفر کرتے ہوئے قسطنطنیہ پہنچے جہاں ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۱۲ھ میں وفات پائی۔ مفردات قرآنیہ دو جلدوں میں، سلسلہ ذہب اور طریقہ نقشبندیہ میں بہت سے رسائل تصنیف کئے۔

یوسف زہری شروانی

اکمل الدین یوسف بن ابراہیم بن محمد زہری شروانی ثم دمشقی مدنی : فقیہ اور محدث تھے، شروان میں پیدا ہوئے۔ ۱۳۱۲ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی، ان کی تصانیف میں ہدیۃ الصبیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح تین جلدوں میں، شرح متقی الجبر اور رسالہ فی کراہتہ اقتدار الحنفی للشافعی مشہور ہیں۔

عقوی رومی

شیخ یعقوب بن شیخ مصطفیٰ فانی الاسکداری رومی جلوتی : عقوی نخلص، مفسر، واعظ، شاعر، فقیہ اور صوفی تھے، ہر جمعرات کو باری باری استانبول کی مسجد میں وعظ کرتے، استانبول میں ۱۲۹۹ھ میں وفات

پائی۔ خلاصۃ البیان فی مذہب نعمان، کنز الوداعین، نتیجۃ التفاسیر فی سورۃ یوسف، ہدیۃ الاخوان، ہدیۃ السائین اور دیوان اشعار (ترکی) ان کی تصانیف ہیں۔

قطب البکری

ابوالمعارف قطب الدین مصطفیٰ بن کمال الدین بن علی بن کمال الدین بن عبدالقادر محی الدین صدیقی بکری دمشقی خلوتی قادری، شاعر، ادیب، مفسر اور صوفی تھے۔ ذی قعدہ ۹۹ھ میں دمشق میں پیدا ہوئے ۱۸ ربیع الثانی ۶۲۰ھ کو قاہرہ میں وفات پائی۔ ۱۷۵۰ء سے زائد کتب تصنیف کیں جن میں عقیدۃ السنیۃ، الغمامۃ القندیۃ فی المقامۃ السمرقندیۃ، نتیجۃ التفاسیر فی سورۃ یوسف، شرح صلوات شیخ اکبر، شرح قصیدہ غزالی وغیرہ اور سات دیوان اشعار مشہور ہیں۔

حامد عمادی

حامد بن علی بن ابراہیم بن عبدالحسین بن عماد الدین بن محب الدین عمادی دمشقی، عالم، مفتی، فقیہ، ادیب، شاعر تھے۔ دمشق میں ۱۰ جمادی الثانیہ ۳۰۳ھ کو پیدا ہوئے اور ۶ شوال ۳۱۰ھ کو وفات پائی۔ ۳۰۰ سے زائد کتب کے مصنف تھے۔ دیوان شعر کے علاوہ تفصیل فی الفرق بین التفسیر والتاویل، العقد الثمن فی ترجمۃ صاحب الہدایۃ برہان الدین اور فتاویٰ حامدیہ وغیرہ مشہور ہیں۔

حامد باندر مہوی

سید ضیاء الدین حامد بن یوسف بن حامد بن امر اللہ بن عبدالمؤمن بن محمود باندر مہوی رومی نقشبندی، عالم اور فقیہ تھے۔ ۱۰۱۰ھ میں قسطنطنیہ میں پیدا ہوئے، وہیں تعلیم پائی۔ پھر مدینہ منورہ چلے گئے جہاں ۱۰۱۸ھ میں وفات پائی۔ ہدیۃ العارفین میں آپ کی تصانیف کے نام موجود ہیں، ان میں البدر الثام فی تخریج احادیث شریعۃ الاسلام، عقود الفراند فی حدود العقائد، تعریفات الغول فی الاصول، مخلفات اليونان فی معرفۃ المیزان اور مہمات الکافی فی العروض والقوافی بھی شامل ہیں۔

حسین دواخی

حسین بن احمد بن ابی بکر حلبی الدواخی، فقیہ اور فاضل العلوم تھے۔ ۹۹۰ھ میں پیدا ہوئے ۱۰۵۰ھ میں وفات پائی، حاشیہ علی الدرر والغرر آپ کی یادگار ہے۔

مصطفیٰ نابلسی

مصطفیٰ بن عبدالفتاح تمیمی نابلسی، عالم فاضل، مفتی اور فقیہ تھے۔ ۱۰۱۰ھ میں پیدا ہوئے ۱۰۸۳ھ میں وفات پائی۔ ارشاد مفتی الی جواب المفتی، منظومہ فی العقائد اور نظم نور الایضاح فی الفسوح

آپ کی تصانیف ہیں۔

حسن الجبرتی

بدردین ابوالہتانی حسن بن برہان الدین ابراہیم بن حسن بن علی بن محمد بن عبدالرحمن زلمعی الجبرتی
لعقیلی المصری، فقیہ، عالمِ فلکیات و ریاضی سال۱۱۸۸ھ میں پیدا ہوئے۔ ماہِ صفر سال۱۱۸۸ھ میں وفات پائی۔
کئی کتب کی شرح و حواشی تحریر کئے، ۱۶۰ سے زائد کتب کے مصنف تھے، حقائق الدقائق علی دستائق
الحقائق اور اصلاح الاسفار عن وجہ بعض مخدرات الدر المختار مشہور ہیں۔

ابن قرہ تپہ لی

حسین بن مصطفیٰ الایدینی، مفتی مفسر، فقیہ تھے۔ سال۱۱۹۱ھ میں وفات پائی تفسیر بیاضوی
پر حاشیا و کفایت المبتدی کی شرح بحر القواعد کے نام سے کی۔

مصطفیٰ طائی

مصطفیٰ بن محمد بن یونس طائی نزہل مصر، فقیہ اور فاضلِ علوم تھے۔ مصر میں سال۱۱۳۸ھ میں
پیدا ہوئے اور سال۱۱۹۲ھ میں وفات پائی۔ توفیق الرحمن شرح کنز الدقائق البیان للنسفی، حاشیہ علی شرح الاشمونی،
شرح شمائل وغیرہ آپ کی تصانیف ہیں۔

حقی رضومی

ابراہیم بن درویش عثمان حسنی رضومی (ارز بلومی)؛ حقی تخلص، صوفی شاعر اور عالمِ فاضل تھے،
سال۱۱۹۵ھ میں وفات پائی۔ ۳۳ سے زائد کتب تصنیف کیں، دیوان شعر کے علاوہ تحفۃ الکرام، الانسان الکامل،
کنز الفتوح اور البیتۃ الاسلامیہ فی التفسیر مشہور ہیں۔

سلیمان ستقیم زادہ

سعد الدین سلیمان بن یاسن اللہ عبدالرحمن بن محمد ستقیم رومی؛ عالمِ فاضل اور صوفی تھے۔
سال۱۱۳۱ھ میں پیدا ہوئے اور سال۱۲۰۰ھ میں وفات پائی۔ تقریباً ۵۰ کتب تصنیف کیں جن میں مناقب امام
ابوصنیفہ اور مناقب اصحاب اہل بدر بھی شامل ہیں۔

اسعد زادہ رومی

محمد شریف بن محمد سعد بن ابواسحاق اسمعیل المعروف اسعد زادہ رومی؛ فقیہ مفسر، عالم،
فاضل تھے۔ شیخ الاسلام کے عہدے پر فائز رہے۔ سال۱۲۰۰ھ میں وفات پائی۔ خلاصۃ التبتیین فی التفسیر
سورہ یسین وغیرہ آپ کی تصانیف میں سے ہیں۔

خطیب عمری موصلی

محمد امین بن خیر اللہ بن محمود بن شیخ موسیٰ عمری المعروف بخطیب موصلی : مدرس، مفسر، ادیب اور فاضل العلوم تھے۔ ۱۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۲۰۰ھ (بقول بعض ۱۲۰۱ھ) میں وفات پائی، ۳۶ کتب تصنیف کیں، رسالہ فی بعض مشکلات القرآن بھی آپ کی تصنیف ہے۔ آپ کے چھوٹے بھائی یسین بن خیر اللہ (ولادت ۱۱۵۶ھ وفات بعد از ۱۲۲۳ھ) مورخ، شاعر اور عالم فاضل تھے، عنوان الاعیان فی تواریخ ملوک الزمان، در المنون فی تاریخ القرون اور الدر المنشر فی ترجمہ الادب القرون الثالث عشر ان کی مشہور کتب ہیں۔

حسین طائفی

حسین بن علی بن عبد الشکور طائفی حجازی حریری : متقی کے نام سے مشہور تھے عبد اللہ میرغنی سے تحصیل علم کی۔ عالم اور صوفی تھے۔ ۱۲۰۰ھ میں وفات پائی۔ النسخۃ العنبریہ من ریاض المیرغنیہ فی الاذکار الصلابیہ آپ کی تصنیف ہے۔

سعید خادمی

سعید بن ابی سعید محمد بن مصطفیٰ بن عثمان خادمی رومی : مفسر، محدث اور عالم تھے۔ مکہ معظمہ میں اقامت اختیار کر لی تھی، وہیں ۱۲۱۰ھ میں وفات پائی۔ تفسیر بیضاوی اور خیالی کے حاشیے لکھے، شرح جامع صحیح بخاری الی نصف، شرح شمائل اور شرح نوابغ الکلمہ مختصری وغیرہ بھی آپ کی تصانیف ہیں۔

امیر معصوم بخاری

شاہ مراد بن دانیال بے : امیر معصوم لقب اور بیگ جان عرف تھا منقبت (یا منغیت) قبیلے سے تعلق تھا، سلطنت بخارا کے حکمران تھے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ سے منسلک بڑے صوفی منش اور درویش صفت انسان تھے۔ شعبان ۱۱۹۹ھ میں عمان حکومت سنبھالی۔ انہوں نے اپنا آبائی ورثہ لینے سے انکار کر دیا اور حکم دیا کہ اسے غر بار میں تقسیم کر دیا جائے اور جہاں تک ممکن ہو ان لوگوں کو دیا جائے جن سے یہ جبراً لیا گیا تھا۔ اپنے والد کی زیادتیوں کی تلافی کے لئے شہر میں گھوم کر متاثرہ افراد سے معافی مانگی۔ اوائل عمری سے انہیں علماء، فقہاء اور صوفیاء کی مجالس پسند تھیں۔ اپنے محل میں بھی امیر معصوم شریعت کی پوری پابندی کرتے اور غلغلے راشدین کے نمونے پر اعتدال اور تقوا سے کی مثال پیش کرنے کی کوشش کرتے۔ بادشاہ ہونے کے باوجود انتہائی سادہ اور کم قیمت لباس پہنتے اور خوراک بھی سادہ ہوتی۔ ان کا اپنا خرچ ایک تھوڑے روزانہ تھا۔ ان کے ہر ملازم کو بھی یہی تنخواہ ملتی۔ اس دور میں بخارا کے مدارس میں

سہ چاندی کا تقریباً ۳۳ ماشہ وزنی سکہ ۱۲

طلبہ کی تعداد تیس ہزار سے زائد تھی، ہر تالیف طلب علم کو بھی خرچ کے لئے ایک تنگ روزانہ ملتا۔ انہوں نے
رہنمائی شریعت کا عمدہ دوبارہ قائم کیا۔ محتسب بازاروں میں گشت کرتے۔ نماز نہ پڑھنے والوں کو سزا
دی جاتی، شرابوں سے تنباکو نوشی ممنوع تھی، زکوٰۃ اور عشر کا بہت اچھا نظام قائم تھا، رعایا خوشحال
تھی۔ ۳۴ رجب ۱۱۸۵ھ کو انتقال ہوا۔

آپ نے ایک کتاب عین الحکمۃ تصنیف کی۔ نیز ان کی زیر نگرانی علماء کی ایک جماعت نے
فتاویٰ معصومیا المعروف بہ فتاویٰ اہل بخارا مرتب کی۔ اس مجلس میں قاضی امیر عنایت اللہ، قاضی امیر
فضیل، سید امیر اللہ ابوالنصر، قاضی خواجہ ترمسوں باقی، قاضی عسکر خواجہ داملا قربان بدل، قاضی امیر عبداللہ،
شیخ داملا نیاز قل، قاضی امیر عبدالوہاب، قاضی امیر عبدالرحمن العالم اور خلیفہ داملا محمد عوض وغیرہ
شامل تھے۔ قاضی محمد عطار اللہ ولد محمد یوسف مسودہ لکھا کرتے۔ اس مجلس میں مزید علماء شامل ہوتے
رہے۔ بعض اوقات یہ تعداد بیس تک پہنچ جاتی۔

ان حضرات کو سفر میں بھی امیر معصوم ساتھ رکھتے۔ حوالے کی کتب بھی ساتھ رہتیں ہر منزل
پر بعد ظہر مجلس لگتی، کتاب کا ایک ورق پڑھا جاتا۔ اس پر بحث و تخیس ہوتی، پھر جو فیصلہ ہوتا وہ لکھ لیا جاتا
اس طرح کتاب مکمل ہونے والی تھی کہ امیر معصوم کا انتقال ہو گیا، چنانچہ ان کے جانشین امیر حمید عرف
امیر سعید کے دور میں کتاب مکمل ہوئی۔

سنبل مکی

شیخ محمد طاہر سنبل بن محمد سعید مکی : فقیہ، متکلم، فاضل اور مدرس تھے۔ سنبل مکی کے نام
سے مشہور تھے۔ ۱۲۱۹ھ میں وفات پائی۔ در مختار کی کتاب دعوائے اور شرح عقائد نسفی وغیرہ پر حواشی
تحریر کئے۔ شرح الارشاد اور ضیاء الابصار بھی آپ کی تصانیف ہیں۔

ابن بالی مدنی

محمد امین بن علی مدنی معروف بہ ابن بالی : فقیہ اور مفتی تھے۔ سنبل مکی کے وفات پائی۔ سنبل
شرح عثمان شامی علی الاشباہ والنظائر، حاشیہ علی منک اللہ المختار اور مجموعۃ الفتاویٰ آپ کی تصانیف ہیں۔

مفتی زاوہ اردنجانی

محمد رفیق بن سید عبدالرحیم (یا عبدالرحمن)، بن سلیمان بن عبداللطیف اردنجانی رومی نزہل قسطنطنیہ
عالم منطقی اور بیانی تھے۔ سنبل مکی کے قسطنطنیہ میں وفات پائی، شرح حسینیہ فی الآداب، شرح قطب
شمسیہ پر حواشی تحریر کئے۔

خلیل قونوی

خلیل بن احمد بن بہت قونوی : مفسر مفتی، فقیہ، متکلم اور اصولی تھے۔ مغنیہ شہر کے مفتی تھے، وہیں ذی الحجہ ۱۲۲۲ھ میں وفات پائی۔ حاشیۃ السید شرح العنود، دیباچہ عقائد نسفیہ، خیالی، شرح قاز آبادی اور بہت سی کتب پر حواشی تحریر فرمائے۔

تاجی لعلبکی

محمد بہتہ اللہ بن محمد بن یحییٰ بن عبدالرحمن تاجی لعلبکی : عالم فاضل فقیہ تھے۔ بغداد کے قاضی رہے۔ ۱۲۲۲ھ میں قسطنطنیہ میں وفات پائی۔ تحقیق الباہر فی شرح الاشبہ والنظائر لابن نجیم، سلک القلائد اور مہام المنیہ آپ کی تصانیف ہیں۔

منیب عینتانی رومی

محمد بن محمد عینتانی رومی : فاضل علوم اور فقیہ تھے، اناطولی کے قاضی عسکر رہے۔ ۱۲۳۲ھ میں آیدین میں وفات پائی۔ ترجمۃ السیر الکبیر فی الفقہ دو جلدوں میں، تیسیر السیر فی شرح السیر الکبیر، فضائل جہاد وغیرہ آپ کی تصانیف ہیں۔ آپ کے بیٹے مصطفیٰ سعید عینتانی متوفی ۱۲۷۹ھ بھی مشہور فقیہ تھے۔ کتاب انتخاب الفقہ چار جلدوں میں آپ کی یادگار ہے۔

ذوالنون موصلی

ابو محمد معین الدین بن جرحس موصلی : ذوالنون لقب تھا، فقیہ اور مقرئ تھے۔ ۱۲۳۵ھ کے قریب وفات پائی۔ کشف الضرر فی فروع فقہ حنفی اور جوزہ فی تجوید القرآن اور اس کی شرح سراج الاذہان وغیرہ تصنیف کیں۔

یوسف کردی موصلی

یوسف بن عبدالجلیل بن مصطفیٰ حضری جلیلی : کردی الاصل تھے۔ موصل میں پیدا ہوئے۔ مصر میں سکونت اختیار کی۔ فقیہ، مدرس اور واعظ تھے۔ مدرسہ قرہ مصطفیٰ پاشا میں درس دیا۔ جامع یونس اور جامع طغرائیہ میں واعظ رہے۔ الانتصار للادویار والاحیاء اور کشف الاسرار و ذخائر الابرار آپ کی تصانیف ہیں۔ ۱۲۴۱ھ میں وفات پائی۔

محمد نسیب بن حمزہ دمشقی

سید محمد نسیب بن حسین بن یحییٰ بن حسن بن عبدالکریم بن محمد بن کمال الدین حسینی دمشقی : ادیب شاعر

۱۲۷۰ھ عبدالکریم کے بھائی سید ابابکر بن محمد بن حمزہ دمشقی متوفی ۱۲۸۰ھ کے حالات حدیقہ دوازدهم میں گزر چکے ہیں۔

روضی اور فقیہ تھے۔ ۱۲۱۱ھ میں پیدا ہوئے۔ دیوان شعر کے علاوہ شرح الکافی اور تحفۃ الاسماع بمولد حسن الافلاق والطباع، آپ کی تصانیف ہیں۔ آپ نے ۱۲۶۵ھ میں دمشق میں وفات پائی۔ آپ کے بیٹے سید محمود بن سید محمد نسیم بن حمزہ دمشقی، ادیب، شاعر، ناظم، اصولی، متکلم، مفسر، محدث اور فقیہ تھے، شام کے مفتی رہے۔ ۱۲۳۶ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۳۰۵ھ میں وفات پائی۔ ۲۵ سے زائد تصانیف آپ کی یادگار ہیں جن میں الاحادیث المتواترہ، درالاسرار فی تفسیر القرآن بحروف مہمل، غریب الفتاویٰ القواعد الفقہیہ، مصباح الدرایہ فی اصطلاح الہدایہ اور منظوم جامع صغیر للشیبانی فی الفقہ مشہور ہیں۔

محمد الجزائرئی

محمد بن محمود بن محمد بن حسین الجزائرئی : ابن العنابی کے نام سے معروف تھے، فقیہ، مقری، مفتی اور مجدد القرآن تھے۔ محمد علی خدیو مصر کے زمانے میں اسکندریہ کے قاضی تھے۔ ۱۲۶۷ھ میں وفات پائی۔ التوفیق والشدید فی شرح الفرید فی التجوید اور السعی المحمود فی ترتیب العساکر والجنود آپ کی تصانیف ہیں۔

میرغنی مکی

سید محمد عثمان بن ابی بکر محمد میرغنی بن عبداللہ ابراہیم بن حسن حسنی مکی المعروف بہ میرغنی : مفسر، محدث اور صوفی تھے، طائف کے قریہ سلامت میں ۱۲۱۸ھ میں پیدا ہوئے، مصر اور سوڈان میں امتیاز اختیار کی۔ ۲۲ شوال ۱۲۶۵ھ میں مکہ معظمہ میں وفات پائی۔ ۲۲ سے زیادہ کتب تصنیف کیں جن میں اپنے دادا عبداللہ میرغنی کی کتاب مشکوٰۃ الانوار کی شرح، نام مصباح الاسرار، تاج التفاسیر لکلام الملک الکبیر دو جلدوں میں، شرح الغیب ابن مالک، شرح الالفیہ سیوطی اور شرح البیہودنیہ فی مصطلح الحدیث مشہور ہیں۔

مفتی سابق طبقبلی

محمد سعید بن محمد امین طبقبلی بغدادی : مفتی سابق کے نام سے مشہور تھے، فقیہ اور مفتی تھے۔ ۱۲۷۳ھ میں وفات پائی۔ شرح علی شرح عصام فی الوضو، شرح قصیدہ عمری فی مدح الامام ابی حنیفہ اور تعلیقات علی الدر المختار آپ کی تصانیف ہیں۔

احمد استانبولی

احمد بن عمر بن احمد استانبولی : فقیہ اور عالم تھے۔ استانبول میں پیدا ہوئے، اپنے والد کے ساتھ دمشق چلے آئے اور وہیں ۱۲۸۱ھ میں انتقال ہوا۔ شرح الدرر اور مناسک حج آپ کی تصانیف ہیں۔

جمال مکی

جمال بن عمر مکی : مکہ کے مفتی اور رئیس المدرسین تھے۔ ۲۸۱ھ میں وفات پائی۔ الفرج بعد
الشدہ فی تاریخ جدہ، فضائل النصف من شعبان اور نورالجمال علی جواب السؤال فی الفوائد آپ کی
تصانیف ہیں۔

حامد قاصی

حامد بن عبداللہ قاصی : شاعر، نحوی، مفسر اور فقیہ تھے۔ دیوان شعر کے علاوہ تفسیر سورۃ
عبس اور شرح الاظہار آپ کی تصانیف ہیں، ۲۹۱ھ میں قاص میں وفات پائی۔

ترمذی تریوئی

شیخ محمد معاویہ بن محمود بن محمد بن مصطفیٰ بن حسن بن بابا محمد تریوئی : ٹیونس کے رئیس العلماء
عالم فاضل اور متکلم تھے، رسالہ ابن ملوکہ کی شرح بنام نزہۃ الفکر فی اسرار فوائج السور تحریر کی۔ ۱۲۹۲ھ
میں وفات پائی۔

ابن آلوسی

عبدالباقی بن سید شہاب الدین ابوالنثار محمد بن عبداللہ آلوسی بغدادی : سعد الدین لقب عالم
فقہ اور قاضی تھے۔ ۲۵۰ھ میں بغداد پیدا ہوئے، قاضی کرکوک، مفتی بغداد اور دوسرے اعلیٰ عہدوں
پر فائز رہے، حجاز کا سفر کیا، بقول صاحب ہدیۃ العارفین ۲۹۶ھ اور صاحب اعلام العراق ۲۹۸ھ میں
بغداد میں وفات پائی اور مقبرہ کرخی میں دفن ہوئے۔ تصانیف میں "سعد الکتاب فی فضل الخطاب" اور "القول
الماضی فیما یجب للمفتی والقاضی" وغیرہ مشہور ہیں۔ ان کے بھائی خیر الدین ابوالبرکات نعمان بن آلوسی (۱۲۵۲ -
۱۳۱۷ھ) بھی مشہور عالم اور صاحب تصانیف بزرگ تھے۔

داؤد بغدادی

داؤد بن سلیمان بغدادی نقشبندی خالیدی : عالم، ادیب اور فقیہ تھے، ۲۳۱ھ میں بغداد میں
پیدا ہوئے، مکہ معظمہ، شام اور موصل وغیرہ کا سفر کیا، آخر رمضان ۲۹۹ھ میں وفات پائی، المنحة الوہیبیہ
فی الرد علی الوہابیتیمیہ وابن القیم، تشطیر البردہ اور دوحۃ التوحید فی علم الکلام آپ کی تصانیف ہیں۔

کتابیات

حواشی اور ترمیم کی تیاری میں جن کتب و رسائل سے مدد لی گئی، ان میں سے چند کے نام درج ذیل ہیں۔

قاہرہ	۱	الاعلام، خیر الدین زکریا، ۱۹۵۲-۱۹۵۹ء
لاہور	۲	امام ابو حنیفہ، محمد ابو ذہرہ مصری (اردو ترجمہ) ۱۹۶۲ء
حیدرآباد دکن	۳	الانساب، سمعانی، ۱۳۸۲-۱۳۹۹ھ
لاہور	۴	انسائیکلو پیڈیا آف اسلام (اردو)، ۱۹۶۲-۱۹۷۸ء
لیدن	۵	انسائیکلو پیڈیا آف اسلام (انگریزی)، ۱۹۰۸-۱۹۳۸-۱۹۶۰-۱۹۷۸ء
طهران	۶	ایضاح المکتون، اسمعیل پاشا بغدادی، ۱۹۶۷ء
قاہرہ	۷	البدیع الطالع، شوکانی، ۱۳۲۸ھ
لندن	۸	تاریخ بخارا، آرمینس و میرے، ۱۸۷۳ء
لاہور	۹	تاریخ لاہور، کنھیالال، ۱۸۸۴ء
پشاور	۱۰	تذکرہ علماء و مشائخ سرحد، محمد امیر شاہ قادری
کراچی	۱۱	تذکرہ علمائے ہند، رحمن علی (اردو ترجمہ محمد ایوب قادری)، ۱۹۶۱ء
اسلام آباد	۱۲	تفسیر ماتریدی (سورۃ فاتحہ) ڈاکٹر محمد صغیر حسن مصحومی، ۱۹۷۱ء
حیدرآباد دکن	۱۳	جواہر المصنیع، عبدالقادر قرشی، ۱۳۳۲ھ
بیروت	۱۴	خلاصۃ الاثر محبی
پٹنہ	۱۵	دستور الاعلام بمعارف الاعلام، ابن عزم، قطب المکی، محمد البعراوی، ابن حمزہ دمشقی، ابی اسیم جینی (قلمی)
برلن		خدا بخش اور نیشنل لائبریری، ہانگی پور، پٹنہ و STAATSBIBLIOTHEK-BERLIN
ممبئی	۱۶	سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان، غلام علی آزاد بلگرامی، ۱۸۸۶ء
قاہرہ	۱۷	شذرات الذهب، ابن العما حنبلی، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱ھ
بیروت	۱۸	الغیر اللامع، سخاوی
لاہور	۱۹	عمل صالح (شاہجہان نامہ) محمد صلح کنبو، ۱۹۵۸-۱۹۶۰ء
لاہور	۲۰	فتاویٰ معصومیہ المعروف بغناوی اہل بخارا (قلمی) ملک محمد کریم نادر، کتب خانہ شان اسلام، لاہور

قاہرہ	فوات الوفيات، محمد بن شاکر	۲۱
قاہرہ	فوائد البیہ، عبدالحی لکھنوی، ۱۳۲۲ھ	۲۲
اسلام آباد	فہرست نسخہ ہائے خطی کتاب خانہ گنج بخش (حصہ سوم) محمد حسین تیسبی، ۱۹۷۶ء	۲۳
طهران	کشف الظنون، حاجی خلیفہ، ۱۹۶۷ء	۲۴
لاہور	ماثر الامراء، مصمصام الدولہ شاہنواز خاں، ۱۹۷۰ء	۲۵
لاہور	ماثر الکرام، آزاد بلگرامی، حصہ اول، ۱۹۱۰ء، اگرہ، حصہ دوم، ۱۹۱۳ء	۲۶
بیروت	معجم المصنفین، محمود حسن خاں ٹونکی، ۱۳۲۲ھ	۲۷
دمشق	معجم المؤلفین، عمر رضا کحالیہ، ۱۹۵۷-۱۹۶۱ء	۲۸
دہلی	مقامات خیر، شاہ ابوالحسن زید فاروقی، ۱۹۷۲ء	۲۹
حیدرآباد دکن	مناقب امام ابوحنیفہ، موفق بن احمد کی خوارزمی / امام کردری، ۱۳۲۱ھ	۳۰
قاہرہ	النجوم الزاہرہ، یوسف بن تغری بردی، ۱۹۲۹ء	۳۱
حیدرآباد دکن	نزہۃ الخواطر، حکیم سید عبدالحی، ۱۳۶۶-۱۳۷۸ھ	۳۲
بغداد	النور السافر، عبدالقادر عیدروس، ۱۹۳۲ء	۳۳
قاہرہ	وفیات الاعیان، ابن خلکان مع الشقائق النعمانیہ، شکبری زادہ والعقد المنظوم، علی بن لابی، ۱۳۱۰ھ	۳۴
استانبول	ہدیۃ العارفین، اسمعیل پاشا بغدادی، ۱۹۵۱ء	۳۵
دہلی	ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں، سالم قدوائی، ۱۹۷۳ء	۳۶
	اختیارات و رسائل	
	اورینٹل کالج میگزین لاہور	۳۷
	پیسید اخبار، لاہور	۳۸
	سراج الاخبار، جہلم	۳۹
	معارف، اعظم گڑھ	۴۰

محمد یعقوب خان شہروردی
 پتہ: پارک - بلاک ۷ - پکاراوی روڈ - لاہور



